نام کتاب	قیمت
کے واسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اُردو کے اسکا رواج جاتا رہا۔ اس زمانہ مین کہ فارسی کا رواج کالعدم ہو گیا تو اتنی بڑی کتاب کا اُردو مین شائع ہونا مناسب تھا لہذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع مین کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑ کر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے اُن کا پیمانۂ عمر لبریز ہو گیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۸ جلدین ہین اور ترجمہ ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین۔	
ایک جلد مہدی نامہ۔	للعہ پ
۲- جلد دوحۃ الابصار موسوم بہ معزالدین نامہ	للعہ ب
۳- جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ۔	سےر ب
۴- جلد شمس النہار ترجمۂ خورشید نامہ۔	ھہ پ
۵- جلد مطلع الانوار۔	ے پ
۶- جلد خزینۃ الاسرار۔	ھہ ب
۷- جلد نور الانوار ترجمۂ خورشید نامہ۔	ھہ پ

نام کتاب	قیمت
۸- جلد مشرق الآثار ترجمۂ خورشید نامہ۔	ھہ ر پ
۹- جلد تفریح الاحرار ترجمۂ معزالدین نامہ	ہےر پ
الف لیلہ با تصویر۔ دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہی اُسکا ترجمہ اُردو مین منجانب مطبع منشی طوطارام شایان مرحوم نے کیا تھا۔ بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد۔ کاغذ سفید و حنائی۔	عہ ب
فسانۂ عجائب جلی قلم۔ با تصویر بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ۔	۹ ر ب
ایضاً۔ کاغذ حنائی گندہ۔	۷ ر ب
الف لیلہ با تصویر۔ کامل ہر چہار جلد یکجائی یہ ترجمۂ مولانا محمد حامد علی خان صاحب مطبوعہ ۱۳۰۹ھ۔	
۱- کاغذ سفید چکنا۔	۱۵ ر ب
۲- کاغذ رسمی سفید۔	۱۴ ر ب
قصہ سندباد جہازی ماخوذ از قصۂ الف لیلہ	۲ ر ب
فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم	۶ ر
ایضاً۔ با تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا۔	۳ ر

نام کتاب	قیمت
۱۵ طلسم ہوش ربا جلد ہفتم۔	سے،
۱۶۔ بقیہ طلسم ہوش ربا جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر	عـہ ۱۲ر پ
۱۷۔ ایضاً حصہ دوم۔	عـہ ر پ
۱۸۔ صندلی نامہ دفتر ششم۔	عـہ ر پ
۱۹۔ نوروز نامہ جلد اول دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ۔	ے ر پ
۲۰۔ لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم۔	عـہ ر پ
۲۱۔ ایضاً جلد دوم۔	عـہ ۱۲ر پ
طلسم فتنہ نور افشان جلد اول۔ جسکی خوبی و عمدگی ملاحظہ پر موقوف ہے۔	سے پ
۲۔ ″ جلد دوم۔	ہے ر پ
۳۔ ″ جلد سوم۔	لعہ ر پ
کامل جلد یکمشت۔ ہر سہ جلد کے لیے۔	لعہ پ
طلسم ہفت پیکر مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر جلد اول۔	عـہ ر پ
۲ ″ جلد دوم	عـہ ۱۲ر پ
۳ ″ جلد سوم۔	ے پ
قصہ ٹھگ در سہ حصہ۔	عـہ ر پ
بیرنا بالغ در دو حصہ۔	عـہ
سوانح عمری عمرو عیار	عـہ پ
تاج کامیابی۔	۷ر

نام کتاب	قیمت
سوانح عمری شیطان۔	عـہ ۸ر پ
الف لیلہ دنیازاد بطرز ناول۔	عـہ ۲ر پ
الف لیلہ نثر بطور ناول معروف بہ شبستان حیرت	عـہ ۳ر پ
پھول والون کی سیر۔	۶ر پ
اخوان الصفا۔ اُردو چھاپہ ٹیپ۔	عـہ ر پ
ترجمہ اُردو رابن سن کروسو۔ چھاپہ ٹیپ نہایت دلچسپ ناول قابل دید ہے۔	۱۱ر پ
ترجمہ داستان امیر حمزہ باتصویر ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمہ مولوی عبداللہ و نظرثانی مولوی سید تصدق حسین۔	۴ ۲ ۶ ار
بوستان خیال۔ مصنفہ محمد تقی خان۔ انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین باشندہ گجرات۔ یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی مین وارد ہوے انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا انکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سُننے جاتے تھے آخر انھون نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے تصنیف کرکے اُس محفل مین سُنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصہ دلآویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصہ عجیب	

تحریر فرمایا ہو کہ سبحان اللہ سبحان اللہ مجکو مناسب نہین ہو کہ اوصاف حمیدہ قبلہ و کعبہ کے لکھون مجبور ہون کہ ایسا نہو ناظرین کہین بیٹے نے باپ کی صفت لکھی ہو کیا کمال کیا مگر ہر وقت ملاحظہ ناظرین پر واضح ہو گا کہ کیا کیا کتابین لکھ چکے کیسے کیسے طلسم لکھے کہ جنکا مثل غیر ممکن ہو اُن سب کے بعد یہ طلسم عجیب و غریب لکھنا کہ جسکا طرز بیان اُن سب طلسمو نسے علیحدہ ہو نہایت دشوار کام تہا - مگر جودت طبع اسکا نام ہو اور یہ انہین حضرت کا کام ہو کہ اتنا بڑا طلسم جو تین جلد و نمین ختم ہوا نئے انداز پر لکھدیا یقین ہو کہ بعد ملاحظہ حضرات ناظرین مقابلہ اسکے کل طلسمونکو بھولجائینگے مگر افسوس اس باکمال کا اس دنیا سے انتقال ہوگیا یہ آخری طلسم تھا کہ جسکو تین جلد و نمین تصنیف فرما کر بقضائے الٰہی راہی ملک عدم ہو گئے انا للہ و انا الیہ راجعون

تاریخ طبعزاد مصنف کتاب ہذا در صنعت توشیح اگر از سر ہر مصرعہ حرفے بگیرند و عدد ہر حرف جمع کنند سال تصنیف واضح گردد - قطعۂ تاریخ

اگر دان شکر خلاق ہر خاص و عام	ہوا دوسری جلد کا اختتام
شرافت مین بس سعد ذیجاہ کی	یہ تحریر الفت سراسر لکھی
یہ بلبل نے گلشن مین جا کر کہا	شگفتہ ہوا گلشن مدعا
جمال مضامین نظر آگیا	ہوا نخل الفت مسرت فزا
گل فکر جسدم فراہم ہوے	یہ مضمون عالی مجسم ہوے
ہوئی فکر تاریخ احقر کو اب	یہی صنع توشیح کا ہو سبب
کہا ہاتف غیب نے بر ملا	خیالی طلسم ایسا رنگین ہوا

سنہ ۱۳۱۹ھ

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

الحمد للہ و المنۃ کہ جلد دوم طلسم نوخیز جمشیدی بہزاران حسن و خوبی مطبع نامی وگرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی آقائے نامدار جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف ماہ فروری سنہ ۱۹۰۲ع مین طبع ہو کر رونق بزم مشتاقان ہوئی فقط

تالیان بجائین اور پکار کر کہا کہ واہ رے نامرد ایک زخم کھا کر بھاگا شمیم نے پیچھا کیا وہ دولھا بھاگ کر ایک نخل کے نیچے آیا وہانپر ایک غار تھا اُسمین پھاند پڑا شمیم جھک کر دیکھنے لگی کہ پشت پر سے دولھا نے آکر حلقے کمند کے مارے حباب مار کر بیہوش کیا اور نعرہ کیا نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران + مرے مکر سے کانپتا ہی جہان + تراشندہ ریش کفار ہون + زمانے کا مکار و غدار ہون + مرا تیز رفتار ہو گر قدم + صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم + اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو + نہ پلکے مری گرد پاپوش کو + دو ندہ جہانگرد طرار ہون + جہانگیر عالم کا عیار ہون + نعرہ کرکے عمرو شمیم کو لے بھاگا عیار بچیان دوڑ پڑین قران وغیرہ نے آکر عیار بچیون پر قبضہ کیا احکام کہ ہی کھڑا دیکھ رہا تھا جب اُس کو معلوم ہوا کہ بیٹی گرفتار ہو گئی تو فوج کو لیکر آپڑا اِدھر سے رستم پیلتن علمشاہ نوجوان نے جو کھڑے ہوے دیکھ رہے تھے دیکھا عیارون پر بلوہ ہی تلوار کھینچ کر جا پڑے لڑتے بھڑتے قریب احکام کے پہونچے احکام کو ہاتھ پر اُٹھا لیا احکام نے پکار کر کہا مین مسلمان ہون علمشاہ احکام کو لیکر سامنے امیر کے آئے احکام بصدق دل مسلمان ہوا ایک ایک عیار بچی عیارون کے بھی ہاتھ آئی صاحبقران نے سب کے عقد کیے خواجہ نے شمیم سے گوہر مراد حاصل کیا ناظرین پر واضح رہے کہ شمیم حاملہ ہوئی ہی اس کے فرزند کا ذکر آئندہ کیا جائیگا اب جلد دوم اس مقام پر تمام کرتا ہون

تقریظ چکیدہ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب متخلص بہ سہیل خلف الصدق مصنف کتاب ہذا

بعد حمد خالق یکتا و نعت اشرف انبیا و منقبت جناب علی مرتضی علیہما التحیۃ والثنا کے حقیر پر تقصیر عرض پرداز ہی کہ جناب والد ماجد نے حقیقت مین عجب طلسم لکھا ہی جسے ناظرین بہت پسند فرمائینگے کیسی کیسی پری جمال شاہزادیان سعد بن قباد پر مائل ہوئین تیغ ابرو کی گھائل ہوئین لڑائیان کیا کیا لکھین کس کس لطف سے رزم و بزم بیان فرمایا کہ بایدوشاید طلسم کشا کی طلسم کشائی مرحلہ جات کے عجائب و غرائب اور اُنکا شکست کرنا کس خوبی سے

ستارۂ سحری چمکتی چلین پیچھے سب کے ہاتھ مین نوبت و نقارے بجتے ہوے میدان مین
آئی یہان صاحبقران بارگاہ سے برآمد ہوے کہ بہرام نے آکر عرض کی غلام
شب کو طلائے پر تھا خواجہ عمرو بہر رات باقی رہے سامنے آئے اور فرمایا کہ مین
خانۂ کعبہ کو جاتا ہون اب جاکر یاد خدا کرونگا یہان نہ رہونگا سبب مجکو معشوق سے
لڑواتے ہین صاحبقران نے بڑا افسوس کیا شاگردان عمرو عرض کرتے ہین
حضور نہ گھبرائین ہم جاکر مقابلہ کرین گے صاحبقران فرماتے ہین شمیم کہیگی کہ میرے
خوف سے عمرو بھاگ گیا مگر ناچار ہوکر میدان مین آکر ٹھہرے اس خیال سے کہ شاید
یاب شمیم کا عیارون پر دباؤ ڈالے تو ہم جواب دین گے مگر شمیم نے خبر سُنی کہ عمرو
بھاگ گیا سپر و شمشیر اُٹھاکر تخت سے کودی چمک کر میدان مین آئی اور سلحشوری
کرنے لگی جب خوب غرق عرق ہو چکی تو پُکار کر آواز دی یا صاحبقران عمرو کو میرے
مقابلے مین بھیجیے امیر کو بہت ناگوار ہوا چالاک صورت بدلنے لگا مگر حیران ہی
کہ قبلہ و کعبہ کا بھاگ جانا مقام تعجب ہی کوئی فتور ظاہر ہوگا یکایک ڈفالی و نفیر
کی آواز آئی دیکھا سامنے سے ایک ٹٹوے پر دولہا سوار ہی محافہ دُلھن کا ہمراہ چند
گنوار ساتھ ہین ایک بہنگی مین اسباب جہیز ٹٹوا آہستہ آہستہ چلا آتا ہی وہ ٹٹو سامنے
سے گذرا دولھا نے پلٹ کر شمیم کو دیکھا کہ میدان مین جست و خیز کر رہی ہی ارے
میری دُلھن کہہ کے ٹٹو سے کود پڑا اور پُکار کر کہا محافے سے کیون نکل آئین جاؤ جاکے
محافے مین بیٹھو شمیم نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی مجھے محافے سے کیا کام مین مقابلۂ عمرو مین
آئی ہون دولھا نے نیمچہ کمر سے کھینچا کہا تم کو محافے مین سوار کرکے لیجاؤنگا میرا
کئی سو روپیہ خرچ ہوا ہی شمیم نے ہر چند منع کیا مگر اُسنے نہ مانا نیمچہ بڑھ کے سامنے آیا
شمیم نے کہا ایک ہاتھ مین سر اُڑا دونگی تیری کیا مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے
آپس مین مقابلہ ہونے لگا نیمچہ چل رہا ہی شمیم کس زور و شور سے لڑ رہی ہی
اپنے اوپر وار نہین آنے دیتی جھپٹ جھپٹ کر روک لیتی ہی ایک مقام پر کمر کو
بتاکر سر پر نیمچہ مارا دولھا کا سر زخمی ہوا آہ کرکے دولھا بھاگا عورتون نے مل کر

نکل جاؤن مگر برق کب جانے دیتا ہی راہ روکے ہوے لڑ رہا ہی ہر مرتبہ چاہتا ہی
کہ اوچھا سا زخم لگاؤن اگر زخم کاری پڑ گیا تو اُستاد خفا ہونگے فرمائین گے کہ
اُستانی کو زخمی کیا تجکو کچھ خیال نہ آیا شمیم پیچھے ہٹتی جاتی ہی برق چاہتا ہی کمند
مارون یکایک چند کنیزین شمیم کی نکلین نعرہ کیا کہ واری کیا حکم ہوتا ہی شمیم نے
کہا برق کو مارلو اور کنیزین طرف برق کے چلین ایک نے بڑھ کر کہا واری
پشتارہ مجھے دیجیے مین لیکر نکل جاؤن شمیم نے پشتارہ اُس کو دیا اُس کنیز نے پشتارہ
لیتے ہی نعرہ کیا کہ منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو ای والدۂ ماجدہ آزردہ نہو جیے گا
آنکھون مین خاک ڈال کر سامنے سے پشتارہ لیچلا کنیزین دوڑین مگر چالاک کو کب
پاتی ہین چالاک نے تھوڑی دور جاکر خواجہ کو ہوشیار کردیا خواجہ نے کہا
اوجوانہ مرگ تو نے کیون دخل دیا یہ کہکے طرف شمیم کے چلے مہتر قران نے ہاتھ
پکڑ لیا کہا اُستاد چلیے خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ مل گئے ورنہ یہ ظالم نہین معلوم
کیا بدعت کرتی خواجہ کو لیکر قران و چالاک و برق پلٹے شمیم اُدھر پلٹ گئی کنیزون
سے کہتی ہوئی کہ تم لوگون مین چالاک کیونکر ملا کنیزون نے کہا ہمکو نہین معلوم
ہم لوگ تو جنگل مین چھپے ہوے تھے اور جانتے تھے کہ آپ خالی نہ پلٹین گی نہین معلوم
یہ نگوڑا کیونکر آیا ہم مین آکر شریک ہوا وقت پر اپنے کو ظاہر کیا حقیقت مین شاگردان
عمرو بہت تیز ہین شمیم نے کہا میدان مین کیا کرین گے عمرو کو للکارونگی ٹوک کر
مارونگی شمیم اپنے لشکر مین آئی تیاریان ہونے لگین عیار بچیون نے جنگل مین جاکر
کمندین بچھائین غار کھودے شاگردان عمرو نے بھی میدان آراستہ کیا چار پہر رات
گذر کر اب وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تاریکی دفع ہونے لگی نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور | اُڑا آشیانے سے طاؤس نور | وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
بہت گرم خو اور روشن نگاہ | سپہ کی علامت سفیدہ ہوا | نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار | کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار | لشکر عیاران تیار ہوا

ادھر سے شمیم سحر نگاہ لباس گلنار پہن کر تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار عیار بچیان شامل

ہون اُن کی کنیز گلشن نامے ہی اُس سے جو عشق ہوا ملکہ نے پکڑ کر مجکو قید کیا اب
مین نے خبر سُنی کہ خواجہ عمرو سے مقابلہ ہی نگہبانون کو دم دے کر نکل آیا کہ خواجہ عمرو
سے ملاقات کرون اور حالت اپنی بیان کرون اگر آپ شمیم سحر نگاہ پر غالب آئین تو
میرا عقد شمیم کی کنیز سے کرادین خواجہ نے کہا وہ عمرو عیار مین ہی ہون لڑکے نے
کہا پھر میری مشکل آسان کیجیے پختہ اقرار ہو تو مین شمیم سحر نگاہ کو گرفتار کرادون
خواجہ نے کہا اگر تو شمیم کو گرفتار کرا دیگا تو تیرا عقد بڑی دھوم سے کردونگا اپنے
فرزندون مین تجکو شامل کردونگا طفل نے کہا میرے ساتھ چلیے خواجہ عمرو اُس
طفل کے ساتھ ہوے مگر مہتر قران نے جو بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھولی پلنگ
خواجہ سے خالی پایا گھبراگیا ایک چیخ ماری کہا یارو اُٹھو اُستاد کی تلاش کرو کہین
اُستاد نکل گئے یہان شمیم سحر نگاہ بشکل طفل خواجہ عمرو کو لگائے لیے جاتی ہی کہ
ایک مقام پر آکر طفل رُکا خواجہ نے کہا کیا ہی لڑکے نے کہا دیکھیے سامنے دو زنگی
لڑ رہے ہین معلوم ہوتا ہی اس جنگل مین زنگی رہتے ہین یہ کہکر خواجہ کو اشارہ کیا
خواجہ عمرو نے بڑھ کر دیکھا مُنھ خواجہ کا پھرا اسنے حلقہ ہاے کمند مار کے خواجہ کو
گرفتار کیا اور نعرہ کیا کہ منم شمیم سحر نگاہ پشتارہ باندھ کر لے چلی یہان مہتر قران
و چالاک وغیرہ جو جستجو و خیز کرتے ہوے آتے تھے انھون دور سے دیکھا کہ
شمیم سحر نگاہ پشتارہ بدوش جاتی ہی مہتر قران نے کہا کہ ای چالاک لینا برق
نے کہا کہ مین جانے نہ دونگا یہ کہکے برق چھپتا گرتا پڑتا آگے بڑھ گیا ایک رنگے
مین آکر چھپا حلقہ ہاے کمند خس پوش کیے جب شمیم سحر نگاہ اس مقام پر پہونچی تو دل
اس کا دھڑکا پُکار کر آواز دی او ناعیار رو مین نے تم کو دیکھا نکل کر مقابلہ کرو یہ
سُنکر برق فرنگی تڑپ کر نکل آیا شمیم نے کہا او بھورلیے تو میری فکر مین آیا ہی
برق نے کہا اُستاد کو نہ لیجانے دونگا یہ سُنکر شمیم نے کہا کیا مجال ہی جو مجھے روک سکے
اگر قریب آئیگا تو سر اُڑا دونگی مگر عمرو کو نہ دونگی برق سے اور شمیم سے نیمچہ چلنے لگا
برق نے دیکھا شمیم بلاے روزگار ہی چوٹ نہین کھاتی چمک چمک لڑ رہی ہی چاہتی ہی

آگر بیٹھے مہتر قران و چالاک و برق خدمت مین حاضر ہین خواجہ عمرو فرما رہے ہین اپنا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

نظر آتے نہین مجکو وہ اُس محمل مین رہتے ہین
مری آنکھو نکی پتلی مین نگہ مین تل مین رہتے ہین

تڑپنے کے ارادے ہی دلِ لبسمل مین رہتے ہین
یونہین رہجاتے ہین جو کوچۂ قاتل مین رہتے ہین

نکل جاتا ہی دم تو سامنے اُن کے بہ آسانی
مگر دم توڑنیوالے بڑی مشکل مین رہتے ہین

کسی کی وصل کی شب مختصر کتنی ہی ہو جائے
نکلنے والے ہین جو حوصلے کب دلمین رہتے ہین

کوئی کہدے کہ کہو بیٹھیگا عاشق تمکو بھی اکدن
وہ دل بن بنکے میرے سینۂ بیدلمین رہتے ہین

نہ دی کچھ پھوٹ کر مُنہ سے گواہی قتل عاشق کی
یہ چھالے کیسلیے پھر خنجرِ قاتل مین رہتے ہین

نہ آنا دلمین تمکو لوٹ لینگے حسرت و ارمان
کہے دیتا ہون مین کچھ ٹھگ بھی اس منزلمین رہتے ہین

تمھارے وصل کے ارمان تمسے بڑھ کے ہین مفسد
نکالے جاتے ہین یہ فتنہ گر حسین دلمین رہتے ہین

سراپا درد بنجانے کو ہم کیا آکے بیٹھے تھے
اُٹھا دیتا ہی تو پھر بھی تری محفل مین رہتے ہین

جلال اختر نبے ہین آہِ سوزان سے تری اخگر
کچھ انگارے یہ پہلوے مہ کامل مین رہتے ہین

قران نے کہا اُستاد نہ گھبرائیے سر میدان آپ کا فرزند لڑیگا کون اِسکو جواب دیسکیگا خواجہ عمرو نے کہا ای مہتر قران مجھے یہ منظور نہین کہ کوئی لڑے میری معشوقہ کو صدمہ پہونچے مین جا کر سامنے سر جھکا دونگا کہونگا یہ سر حاضر ہی اسے کاٹ لیجیے اگر اُس کے ہاتھ سے قتل ہوا تو باعثِ خوشی ہی روح عدم مین نہ تڑپے گی قران یہ سُن کر خاموش ہو رہا اور عیارون سے اشارہ کیا خاموش رہو وقت پر دیکھا جائیگا غرض اسیطرح باتین کرتے کرتے خواجہ عمرو لیٹے خراٹے لینے لگے مہتر قران نے جانا اُستاد سو گئے یہ بھی سب لیٹ کے سوئے خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ سب سو گئے کروٹ لیکر اپنے تئین چارپائی سے گرا دیا ایک تکیہ چارپائی پر رکھ دی اُسپر چادر ڈالدی سر اُٹھا چاک کرکے بھاگے رات کا وقت صحرا کا سناٹا دیکھا سامنے سے ایک طفل آتا ہی گوری گوری صورت کرتا معقول پہنے ہوے خواجہ عمرو کو دیکھ کر اُسنے سلام کیا کہا کیون حضور آپ خواجہ عمرو کو پہچانتے ہین خواجہ عمرو نے کہا تمھین خواجہ سے کیا کام ہی طفل نے کہا مین پرورش کردہ ملکہ تنتیم

فرماتے ہین کہ سعد شہریار کیا صاحب نصیب ہین کیا کیا معشوقین ملی ہین کہ جن سے
دربار روشن ہی میثاق کوہ گردان کہتا ہو کہ ای شہریار اب آپ برا ے فتح
مرحلۂ چہارم جائیے کہ جمشید کا زور ٹوٹے بادشاہ فرماتے ہین کل انشاء اللہ بعد
نماز سحر لوح دیکھونگا جو لوح مین نکلیگا اُسپر کاربند ہونگا مگر سُنتا ہون کہ مرحلۂ چہارم
بہت سخت ہی کوئی ساحر ہی سکان آسمان سیر اُسنے وہ فریب جاری کیے ہین
کہ خدا اُن سے بچائے میثاق نے کہا اب حضور لوح کے پابند رہین گے تو کسی کا
مکر نہ چل سکیگا جب غافل ہونگے تو آفت برپا ہو گی اگر لوح چھن گئی تو قیامت آئی
خواجہ سر نگون ایک طرف بیٹھے ہین چالاک و برق بھی حاضر ہین کہ ہرکارے آکر
پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شمیم نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی
کہ نکل کر معرکہ آرا ے نبرد ہو آتش کینہ و عناد کو دوبالا کرے صاحبقران نے
فرمایا خواجہ تم نے سُنا عمرو نے کہا مین معشوقہ سے نہ لڑونگا اُس کے دل پر صدمہ
پہونچاؤنگا کہ چالاک اپنے مقام سے اُٹھا کہا حضور کیون انتشار کرتے ہین
غلام قبلہ و کعبہ کی شکل بن کر لڑیگا عمرو نے کہا تم کون ہو تم کیون مقابلہ کروگے
میرے لیے سارا جھگڑا ہی مین جا کر سر کٹوا دونگا معشوقہ کو نہ رنجیدہ کرونگا امیر نے
فرمایا خواجہ کیا بیہودہ بکتے ہو تھوڑی دیر کو ہوشیار ہو جاؤ مقابلہ کر کے اُس کو
گرفتار کر لاؤ عمر بھر چین کرو یہ کہکر مہتر قران سے فرمایا کہ ای قران اُستاد کے اپنے
کلمات سُنتے ہو ذرا اسکا خیال رکھنا ایسا نہ ہو یہ نکل جائین اور وہ گرفتار کرلے
ہم لوگ دھوکے مین رہین مہتر قران نے کہا کہ ای شہریار مین تو غلام خاص ہون
اگر جان تک اُستاد کے کام آئے تو نثار ہی مجکو کس بات مین انکار ہی یہ کہکے
قران قریب خواجہ کے آئے صاحبقران نے فرمایا خواجہ طبل جنگی تو بجواؤ
ایسا نہ ہو حریف کہے کہ طبل جنگی نہ بجوایا خواجہ عمرو نے آکر نقار خانے مین حکم دیا
یہان بھی طبل جنگی پر چوب پڑی مگر خواجہ جب اُٹھے تو مہتر قران ساتھ ہوے
ایک بارگاہ صاحبقران نے استادہ کرادی خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری اُس مین

گرے اب جست کر کے لشکر پر پہونچی اور سحر کرنے لگی جب ہزار دو ہزار قتل ہوئے
اور ہلڑ ہوا کہ ملکہ شمیم دوڑو شمیم باہر نکل آئی دیکھا کہ نسرین لڑ رہی ہی تلوارین
برسادی ہین شمیم نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ قریب اس کے نہ جاؤ دور سے تیر
مارو کنیزین تیر مارنے لگین نسرین جدھر مُنھ پھیرتی ہی پشت پر سے تیر پڑتے ہین
جب دس بیس تیر پڑ گئے تمام جسم غربال ہوا سُست ہو کے گری ایک کنیز نے
بڑھ کر تیغہ مارا کہ سر نسرین کا جدا ہو گیا مرتے ہی نسرین کے تلوارین برسنا
موقوف ہوئین اب جو شمار کیا تو کئی ہزار آدمی قتل ہو چکے تھے شمیم نے کہا ارے
یہ کیونکر رہا ہوئی کسی نے کہدیا کہ ایک کنیز آپ کی گئی اُسنے یہ فتور برپا کیا کہا دیکھو
وہ کنیز کہان گئی ایک نے کہا پشت پر آپ کے کھڑی ہی شمیم نے پلٹ کر دیکھا اور
نام لیکر کہا کیون ری تو نے یہ کیا کیا برق فرنگی نے تن کر نعرہ کیا نعرۂ برق ع
منم برق رفتار و خنجر گزار + کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار + بزیر قدم غرب ہی شرق
ہی + چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی + نعرہ کر کے آواز دی کہ اُستانی صاحب
میری خطا کو معاف کرنا یہ گستاخی زیبندہ نہ تھی مگر تمھین ستانا منظور ہی یہ کہہ کے
حقہ آتشبازی کا کھینچ مارا شمیم کے سینے پر پڑا لباس جلنے لگا کنیزون نے چاہا پکڑ لین
برق تڑپ کر بھاگا جو قریب آئی اُسے خنجر مار دیا کئی کنیزون کو مار کر نکل گیا کنیزون
نے شمیم کو جلنے سے بچایا جسم سے آگ بجھائی مگر شمیم کے جسم مین آبلے پڑ گئے جھلاتی
ہوئی بارگاہ مین آئی باپ سے کہا اسی طرح پر لشکر تباہ ہو جائیگا بہتر یہ ہی کہ
طبل جنگی بجوائیے مین سر میدان لڑونگی احکام کو ہی نے کہ وہ اپنی بیٹی کا معتقد
تھا فوراً طبل جنگی بجوا دیا ہرکارے جو بہ امر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے
یہان وہ وقت ہی کہ سعد شہریار تخت پر بیٹھے ہین صاحبقران پہلو مین بدیع
و قاسم ایک جانب بیٹھے ہین ایرج و نور الدہر سے آنکھ مل رہی ہی خوف سے
صاحبقران زمان کے خاموش ہین میثاق وغیرہ کرسیون پر بیٹھے ہین شاہزادیان
مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہین جب صاحبقران شاہزادیون کو دیکھتے ہین تو

جلالی اچھا طریقہ ہی اطاعت پیر مغیش کی		نجانا قول واعظ پر کہ یہ یار دنگی باتین ہین

جنون خیز و دہشت انگیز باتین کر رہی ہی زبان مین جو سوزن ہی تڑپ رہی ہی کچھ زور نہین چلتا برق پھرتا پھراتا اپنے لشکر مین آیا سُنا کہ ایک ساحرہ آئی تھی میثاق کوہ گردان نے اُس کو دیوانہ کر دیا جست و خیز کرتا ہوا لشکر سے نکلا لشکر شمیم مین آیا جا بجا یہی ذکر ہو رہے ہین کہ نسرین جادو کو اگر ملکۂ عالم نہ گرفتار کر لیتین تو تمام لشکر کو تباہ و برباد کر دیتی ملکہ نے خوب تدبیر کی گرفتار کر کے قید کیا فلان خیمے مین قید ہی برق ایک کنیز کی شکل بن کر چلا در خیمہ پر آیا نگہبانون نے پوچھا کہ بی گلزار کہان سے آتی ہو برق نے کہا کہ مین جا کر نسرین کو سمجھاؤن شاید راہ پر آ جائے نگہبانون نے کہا اُس سے الگ رہنا برق نے کہا ہم خوب سمجھتے ہین سمجھ کر کلام کرین گے یہ کہتا ہوا اندر آیا دیکھا نسرین جادو خاک اُڑا رہی ہی غل مچاتی ہی برق فرنگی نے آ کر سلام کیا کہا بی نسرین اس غلام کو پہچانا نسرین نے کہا مین نہین سمجھی برق نے اپنے نام کا نعرہ چپکے سے کیا کہ ؎ منم برق رفتار و خنجر گزار + کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار + تڑپنے مین مین برق رفتار ہون + زمانے کا مکار و غدار ہون + کرون سیکڑون کوس کی راہ طے + ارسطوے ذیعلم شاگرد ہی + بزیر قدم غرب ہی شرق ہی + چھلاوہ ہون مینا نام بھی برق ہی + یہ کہ کے چاہا سوزن زبان سے نسرین کی کھینچون پھر کچھ سوچ کر کہا ای ملکہ نسرین اُستاد نے کہا ہی کہ تم تو ہماری گرفتاری کو آئی تھین ہم تمکو رہا کراتے ہین احسان ماننا نسرین نے کہا کہ ای برق نامدار اگر مجکو رہا کر دو تو لشکر شمیم کو تباہ کر دون کوئی عیار بچی زندہ نہ بچے مجکو میثاق نے حکم دیا ہی مین اُسکے حکم کی پابند ہون برق نے بڑھ کر زبان سے نسرین کی سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی نسرین نے سحر کیا سب قید آہن ٹوٹ کر گر پڑی قصد کیا کہ چمک کر بلند ہون برق نے کہا ملکہ مین نکل جاؤن نسرین نے کہا ای برق تم باہر سے جا کر تماشا دیکھو برق تڑپ کر باہر آیا نگہبانون سے باتین کرنے لگا کہ نسرین خیمے سے نکلی نکلتے ہی جھولی پر ہاتھ ڈالا مٹھا ماش کے دانون کا نکالا نگہبانون پر مارا کئی سو نگہبان جلکر

مین ایک ساحرہ ہون شمیم سے بنا یا ہی اُس سے وعدہ کرکے آئی ہون کہ مین عمرو کو لاتی ہون میثاق نے منھ پر نسرین کے ہاتھ پھیرا اور کہا جاؤ شمیم کا سر کاٹ لاؤ یہ سُنکر نسرین نے کہا ابھی جا کر لاتی ہون یہ کہ کر جھومنے لگی اور جھومتی ہوئی چلی شمیم اپنی بارگاہ مین بیٹھی کہ رہی ہی کہ اب عمرو گرفتار ہو کے آتا ہوگا اگر مین منع بھی کرون تو تم لوگ نہ ماننا فوراً اُسے قتل کرنا سُنتی ہون جو کچھ عمرو امیر کو صلاح دیتا ہی امیر اُسے منظور کرتے ہین اور اُسی کے مشورے پر کام کرتے ہین اگر آج عمرو قتل ہو گیا تو کوئی صلاح کار امیر کا نہ رہیگا پھر امیر کا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہی یہ باتین تھین کہ یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی شمیم نے گھبرا کر کہا ارے صاحبو دیکھو تو کنیزین دوڑین باہر آکر دیکھا ایک جادوگرنی لشکر کو تباہ کرتی پھرتی ہی کنیزون نے آکر شمیم سے کہا کہ ایک ساحرہ اس شکل اور اس صورت کی لشکر کو تباہ و برباد کر رہی ہی کئی ہزار آدمی مار چکی ہی لاشے تڑپ رہے ہین شمیم نے کہا بڑا غدر ہی دیکھیے کیا انجام ہوتا ہی نسرین پر کسی نے سحر کر دیا کہ اُسکا قلب اُلٹ گیا اسی وجہ سے ہمارے لشکر کو قتل کر رہی ہی پلٹ کر عیار بچیون کو اشارہ کیا کہ اسکو دھوکے سے گرفتار کر لو چند کنیزین شمیم سے رخصت ہو کر سامنے نسرین کے آئین ایک نے للکارا کہ ارے کیون شامتین آئی ہین گرفتار ہو کے ذلت پائیگی سر نہ اُٹھائیگی نسرین نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا اسباب سحر نکالون اور سحر کرون کہ چند کنیزون نے پشت پر سے آکر کمندین مارین اور بیہوشی اُڑا دی کہ نسرین گر کر بیہوش ہوئی کنیزون نے زبان مین سوزن دی اور مشکین باندھ کر سامنے شمیم کے لائین شمیم نے حکم دیا کہ اس کو لیجا کر قید کرو کنیزون نے لیجا کر قید کیا مگر نسرین زنجیرین ہلا رہی ہی اور یہ اشعار عاشقانہ ورد زبان ہین

نظم

جو کچھ ہم دل سے کہتے ہین وہ غمخوارونکی باتین ہین
مگر دل کی تمھارے ہی طرفدارونکی باتین ہین

دعاے مرگ پر کہتا شب غم اور کو ابتک آمین
دردونکی ہین یہ آوازین یہ دیوارونکی باتین ہین

نہین معلوم ہمسے عشق مین جو عقل کہتی ہی
یہ دیوانونکی باتین ہین کہ ہشیارونکی باتین ہین

طائر زمین پر گرا غلطاک مار کر ایک ساحرہ کی شکل بن گیا کہا ملکہ اب تو پہچانا مین ہون
نسرین جادو تم سے بہنا پا گیا تھا جب تمہارے گھر پر گئی تو خبر سُنی کہ برائے مقابلہ عمرو
گئی ہین مجکو چین نہ آیا تلاش کرتی پھرتی تھی شکر خداوند جمشید ثانی کہ تم کو بخیر و خوبی
پایا اب جو کہو وہ کرون شمیم نے کہا ای ہمشیرہ ایک احسان ہو اگر وہ کرو تو مین ممنون
احسان ہونگی یا عمرو کو یا حمزہ کو گرفتار کر لاؤ پھر شمیم نے کہا کہ ای نسرین حمزہ مالک
اسم الٰہی ہی اُسپر سمجھ کر ہاتھ ڈالنا مگر عمرو کو لے آؤ کہ مین اُسکو قتل کر دن کو دل سے
در د جائے اُسکے شاگردمنے مجھے بڑا رنج دیا کس تدبیر سے حمزہ کو لگا کر لائی تھی
اِس وقت بھی نگوڑا برق پہونچ گیا مین آخر بھاگی تو النسرین نہایت ہوشیار رہنا
نسرین نے کہا مین اب تم سے رخصت ہوتی ہون عمرو کو لیکر آتی ہون وعدہ
کرکے نسرین چلی لشکر اسلام مین آئی فقیرنی بنکر پھرنے لگی ایک ایک سے
پوچھتی ہی کہ عمرو کہان رہتا ہی جسنے سُنا ہنس کر جواب دیا کہ بڑی بی صاحب
اُن سے کیا کام ہی بڑھیا چلی جاتی ہو کام نہین بتاتی اُدھر سے میثاق کوہ گرد ان
آتا تھا لوگون نے اُس سے کہا کہ دیر سے یہ ضعیفہ لشکر مین پھر رہی ہی اور مقام سکونت
خواجہ عمرو پوچھتی ہی میثاق نے بڑھ کر پکارا کہ بڑی بی صاحب ٹھہر جاؤ جو تمہاری
خواہش ہی مین بتادونگا جس وقت عمرو کو پاجاؤ گی بہت خوش ہو گی نسرین
ٹھہر گئی میثاق نے قریب آکر ہاتھ تھام لیا اور کہا بڑی بی صاحب صاف صاف
کہو کہ تم کون ہو کیون عمرو کو پوچھتی ہو عمرو سے کیا کام ہی بڑھیا نے کہا کوئی
شہنشاہ اوج عیاری ہین اُن کی معرفت حمزہ سے انعام لونگی بادشاہ اسلام کرتے
بھرتے یہان تک آئے اُن کی بھی زیارت سے مشرف ہونگی وہ بھی کچھ عنایت کرینگے
میثاق نے چٹکی خاک کی زمین سے اُٹھا کر بڑھیا پر ڈال دی جیسے ہی خاک پڑی
ضعیفہ کی صورت تبدیل ہو گئی میثاق نے دیکھا ایک ساحرہ مکارہ بالون کی
لٹین لپٹی ہوئین آدھی ساری باندھے ہوئے آدھی اوڑھے ہوئے بائین ہاتھ پر
جھولی سحر کی میثاق نے تلوار کھینچی کہا سچ بتا کہ تو کون ہی نسرین نے گڑگڑا کر کہا

کس بارگاہ مین ہین معلوم ہوا کہ بارگاہ سلیمانی مین تشریف رکھتے ہین شمیم گرد بارگاہ
پھرنے لگی ناگاہ صاحبقران برآمد ہوے اُس ضعیفہ نے آکر سلام کیا گڑگڑا کر کہا
کہ ای شہریار یہ ضعیفہ بھوکون مرتی ہی آپ کا نام سُن کر آئی ہون امیدوار ہون کچھ ایسا
مرحمت ہو کہ فاقہ کشی سے چھوٹون صاحبقران نے جیب مین ہاتھ ڈالا چند اشرفیان
نکالین دینے لگے ضعیفہ نے کہا حضور کا فیض وسخا بہت زیادہ ہی امیدوار ہون میرے
ساتھ چلیے میرے شوہر نے درہ کوہ مین خزانہ دفن کیا ہی مین اُسکی وارث ہون وہ بھی
مجکو دلوا دیجیے خوب زندگی بسر کرون صاحبقران ضعیفہ کے ساتھ ہوے
صحرا مین آکر پوچھا کچھ خزانے کا نشان بھی ہی ضعیفہ نے کہا سامنے درۂ کوہ ہی قریب
اُسکے نخل ہی اُسی مقام پر سُنتی ہون کہ شوہر نے میرے دفن کیا تھا حضور اپنے دست
حق پرست سے کھودین کیا عجب ہی خزانہ نکل آئے صاحبقران خنجر کمر سے نکالکر زمین
کھودنے پر آمادہ ہوے خنجر زمین پر مارا تھوڑی گرد اُڑی کہ صاحبقران زبان کے
منھ پر پڑی اُس گرد مین بیہوشی ملی ہوئی تھی صاحبقران بیہوش ہو کر گرے شمیم بڑھی
کہ صاحبقران کو گرفتار کر کے لیجاؤن کہ سامنے سے برق فرنگی پیدا ہوا دور سے
دیکھا کہ صاحبقران بیہوش پڑے ہین شمیم گرفتار کیا چاہتی ہی وہین سے نعرہ کیا
کہ اُستانی صاحبہ ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ بہت ذلیل کرونگا منم مہتر برق فرنگی
شاگرد رشید خواجہ عمرو شمیم صاحبقران کو چھوڑ کر بھاگی برق نے پیچھا نہ کیا
آکر صاحبقران کو ہوشیار کر دیا برق کو دیکھ کر صاحبقران نے فرمایا کہ ای
مہتر والا گہر وہ ضعیفہ کہان گئی برق نے کہا وہ شمیم سحر نگاہ تھی حضور کو گرفتار
کرنے آئی تھی مگر غلام آپ کا آگیا بھاگ گئی مین اُس کے لشکر مین جاکر تلاطم کرتا ہون
برق صاحبقران کو لشکر مین پہونچا کر طرف لشکر شمیم کے بھاگا شمیم بھاگ کے
ایک نخل کے نیچے آکر ٹھہری ہی کہ ایک طائر نے نخل پر آواز دی ای ملکہ شمیم
کیون گھبرائی ہوئی ہو مین تمھاری مدد کو آپہونچی شمیم نے سر اُٹھا کر دیکھا جانور مثل
انسان کے باتین کر رہا ہی شمیم نے گھبرا کر کہا مین کیونکر تمکو پہچانون کہ تم کون ہو وہ

سمجھ تو لون یہ کیا معرکہ ہو مجھے وحشت ہوتی ہو کہ یہ کیا طلسم ہو کنیز نے بڑھ کر گلنار کا مُنھ
دُھولکر گبند نکالا جیسے ہی گیند نکالا گلنار نے چلا کر کہا کہ واری مین گلنار ہون اور یہ
چالاک میری شکل پر کھڑا ہو چالاک نے ایک قہقہہ مارا کہا لیجیے حضور مین چالاک
ہون اور یہ گلنار ہو کیا صورت دیکھنے والے نہ دیکھین گے شمیم کو ذرا شک ہوا تھا
کہ شاید ایسا ہی ہو چالاک نے کہا حضور ایک کام کرین مجکو اور اسکو قتل کر ڈالیے
ایک دشمن کے ساتھ ایک دوست بھی قتل ہو جائے مگر آپ عمرو پر کسی طرح غالب ہون
حضور مین جو لشکر مسلمانان مین گئی تو یہی ذکر سُنا کہ عمرو بے مثل و بے نظیر ہو اُس پر
عیاری کر کے کوئی غالب نہین ہوا بلکہ شمیم کو بھی زیر کر لیگا شمیم نے گلنار نقلی سے
کہا جو تم نے تجویز کیا ہو وہ بہتر ہو اسکو لیجا کر درۂ کوہ مین قید کرو گلنار اصلی چیخی
کہ حضور مین وہان زندہ نہ رہونگی گرم پانی سے میرا مُنھ دُھلوائیے تب آپ کو ثابت
ہوگا کہ مین کون ہون اور یہ کون ہو شمیم نے کہا کہ ارے گرم پانی لاؤ یہ سچ کہتی ہو اسکا
مُنھ دُھلاؤ چالاک یہ کہکر دوڑا کہ مین گرم پانی لاتی ہون باہر خیمے سے نکل کر نعرہ کیا
کہ والدۂ ماجدہ یہ دھوکا بھی یاد رکھنا کہ کیسا تم کو پریشان کیا انھین جھگڑون مین رہوگی
بہتر یہ ہو کہ خدمت مین قبلہ و کعبہ کی چلی آؤ ہم ایسے فرزند تمھاری اطاعت کرین گے
یہ کہکر چالاک بھاگا کنیزون نے قصد کیا پیچھا کرین شمیم نے منع کیا کہ اسکے پیچھے نجاؤ
کس بلا کے یہ عیار ہین کیا کیا دُھوکے دیتے ہین مگر مین عمرو کو گرفتار کر کے لاتی ہون
جب اُس کو قتل کرونگی تب یہ لوگ دبین گے اور میرے مقابلے سے بھاگین گے ابھی تو
اپنا زور و شور دکھا رہے ہین جب اِن کا اُستاد قتل ہو جائیگا تب مقابلے سے بھاگین گے
مین جب گئی راہ مین فتور پڑا پلٹ آئی مگر ابکی مرتبہ جا کر آفت برپا کرونگی یہ کہکر گلنار
کو کھولا جب مُنھ دُھلایا تو واقعی گلنار تھی گلنار رونے لگی کہا واری مین تعاقب
مین جا کر اس آفت مین پھنسی شمیم نے کہا کیون گھبراتی ہو مین خاتمہ کیے دیتی ہون جا کر
حمزہ یا عمرو کو لاتی ہون یہ کہکر بالباس عیاری سے آراستہ ہو کر چلی صورت بدل لی
ایک ضعیفہ کی شکل پر جاتی ہو جب کنارے پر لشکر کے پہونچی تو دریافت کیا کہ صاحبقران

پہونچی تو دل دھڑکا رُک گئی ایکبارہ کر آواز دی کہ او ناعیار کہان چھپ کر بیٹھا ہی مین نے
تجکو دیکھ لیا چالاک سمجھا کہ مجکو دیکھ لیا ہی ایسا نہ ہو آ پڑے بے اختیار زرہ رےغ مین
سے نکل پڑا گلنار سے نیچہ چلنے لگا چالاک نے لڑتے لڑتے کہا لو غضب ہوا ملکہ شمیم
آگئیین گلنار پلٹی چالاک نے کمند مار کر گلنار کو گرفتار کیا اب اپنی صورت پر
گلنار کو بنایا اور آپ بشکل گلنار بنا پشتارہ لیکر چلا یہان شمیم کہ رہی ہی کہ یقین
ہی گلنار خالی نہ پلٹے گی ضرور اُس مفسد کو لائیگی کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا
گلنار پشتارہ بدوش آتی ہی بے اختیار خوش ہو گئی کہا دیکھو صاحبو میری وزیرزادی
نے کیا کار نمایان کیا گلنار نقلی نے پشتارہ لا کر ڈالدیا کہا حضور یہ مفتری حاضر
ہی شمیم نے کہا اس کو ستون سے باندھو اور ہوشیار کرو کہ اپنے حال زار کو دیکھے
چالاک نے گلنار کو فوراً ستون سے باندھ دیا اور کوڑا لیکر کھڑا ہوا گلنار کی جو
آنکھ کھلی دیکھا ملکہ سامنے بیٹھی ہین اور مین بندھی ہون چاہا کہ بولون مگر گلے مین گیند
عیاری کا ہی غین غین کرنے لگی چالاک نے کہا لو اور دیکھو نگوڑے نے اپنے کو گونگا
بنایا ہی اِن فقرون سے جان نہ بچیگی شمیم سحر نگاہ نے کہا کہ ای گلنار اسکا سر کاٹ لے
اب کیون دیر کرتی ہی گلنار نقلی نے کہا ذرا اپنی مصیبت تو دیکھ لے اور دل کو اسکے
یقین ہو کہ اب زندہ نہ بچونگا پھر گلنار یعنی چالاک نے کہا کہ ای ملکۂ عالم میرے نزدیک
تو یہ بہتر ہی کہ اس کو لیجا کر درۂ کوہ مین قید کرون اُس درے مین ماران سیاہ اور
کژدمان ہولناک رہتے ہین خوب اسکو ڈنک مارین گے کہ یہ بھی یاد کرے کہ ہم نے
عیار بچیون سے کیا سلوک کیا تھا اُسکا بدلہ ملا بدن تو اسکا غربال ہو اور جو اس کے
بھائی بند باقی ہون اُن کو خوف ہو کہ اگر ہم عیاری کرینگے تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا
اور ساربان زادہ بھاگ جاوے ہم لوگون کے مقابلے مین نہ آئے شمیم نے کہا کہ اگر
درۂ کوہ مین مار و عقرب ہین تو اس کو لیجا کر وہان ڈالدو گلنار نقلی نے چاہا پشتارہ
باندھون کہ گلنار نے بحسرت طرف شمیم کے دیکھا اور اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا
شمیم نے ایک کنیز سے کہا کہ دیکھ تو اسکی گردن کیون پھولی ہی ٹھہر جاؤ ابھی نہ لیجاؤ مین

پکڑ لاؤنگا جس دن سے ہمارا بادشاہ مارا گیا اسی آرزو مین تھا کہ کوئی ایسا مالک ملے
کہ اُسکی اطاعت کرکے مسلمانون کا خاتمہ کرون شمیم نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی مین اِن
فقرون کو نہ مانونگی ارے اس کو سامنے سے لیجاؤ باپ اسکا تخت پر بیٹھا تھا اُسنے
کہا ای نور نظر جلاد کو بُلا کر اس کو قتل کردا دریا اِسکی بات کا اعتبار مانو حقیقت مین فرنگستان
کا یہ رہنے والا ہی رستم و قباد دونون فرزندان حمزہ نے جاکر مرزوق فرنگی کو مارا
اگر اس کو اپنے مالک کا خیال ہو تو کیا عجب ہی شمیم نے کہا کہ ای والد نامدار یہ مقدمہ
عیاری ہی آپ اسے کیا جانین یہ نگوڑا فریب کرتا ہی مین اس کے فریب مین کب آتی ہون
ایک کنیز نے بڑھ کر عرض کی کہ واری مین گلرخسارہ کی بہن ہون مجکو اُسکا برہنہ آنا
بہت ناگوار ہوا اگر مجکو برق کو دیجیے تو مین لیجاکر کنوئین مین ڈالدون نگوڑا تڑپ
تڑپ کر مرے کچھوے اس کا گوشت کھا جائین یاد تو کریگا کہ عیار بچہ نمین گیا تھا شمیم
نے کہا کہ ای شعلہ عذار لیجاؤ مگر خبردار کنوئین مین ڈال دینا اسپر رحم نہ کرنا یہ لوگ
قدرت کو بُرا کہتے ہین ہمارے نام کے دشمن ہین ہم بھی انکے رہزن ہین اگر یہ مارا جائیگا
تو عمرو کمزور ہو جائیگا شعلہ عذار نے برق کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھا دوش
پر لگا کر سامنے شمیم کے کھڑی ہوئی کہا کیون مادر مہربان مین اسکو لیجاؤن آپ کے
خلاف تو نہ ہوگا شمیم نے کہا تو نے مادر مہربان کیون کہا کنیز نے جواب دیا کہ میرے
قبلہ و کعبہ آپ پر عاشق ہین آپ سے جگی پسوائین گے اور کنیزون سے کہا کہ میری
پشت پر سے ہٹجاؤ یہ کہکر نعرہ کیا نعرہ چالاک ع بہ عیاری منم آنکہ جست و چالاک
بچشم دشمن اندازم کف خاک + نہ آید باد گرد تیز گامم + خلیفہ اولم چالاک نامم +
پشتارہ لیکر جست کی ایک کنیز نے روکا اُس کو خنجر مارا گئی کنیزون کو زخمی کرکے نکل گیا
کنیزین پیچھے چلین گلنار نامے وزیرزادی یہ کہکر اُٹھی کہ مین ابھی جاکر اسکو لاتی ہون
سب کنیزین جاکر پلیٹ آئین مگر گلنار نے تعاقب نہ چھوڑا جنگل مین آکر چالاک نے
برق کو ہوشیار کرکے رہا کیا اور آپ ایک زرغے مین آکر بیٹھا کمندین بچھا کر خس پوش
کردین کہ گلنار جست و خیز کرتی ہوئی قریب کمندون کے آئی جب قریب کمندو نکے

تمنے جو چار پھول چڑھائے تھے قبر پر	جبتک ہوے نہ خشک محبت کی بو رہی
ممنون وصل ہین ہوے جوشِ جنون کے ہم	زنجیر زلف یار بھی طوق گلو رہی +
داغ آسمان نے زیر زمین بھی دیے ہین	بنکر چراغ گور تری آرزو رہی +
اندھون کی طرح شب کو ترے انتظار مین	تا صبح سر پٹکتی نگہ چار سو رہی +
کیا ایک آسمان ہی رہا ہمسے برخلاف	تقدیر بھی جلال ہمیشہ عدو رہی

اس طرح برق نے یہ اشعار گائے کہ سب اہل محفل تعریفین کرنے لگے مگر شمیم سحر نگاہ خاموش ہی سراپا کو حیران دیکھ رہی ہی جو کنیزین قریب بیٹھی ہین اُن سے کہتی ہی آج تو گلرخسار نے قیامت برپا کی ہی کیا کیا اشعار گا رہی ہی یہ اشعار اسنے کیونکر یاد کیے کنیزون نے عرض کی جب قدرت نے نظر کردہ کیا سب کمال بتا دیا شمیم نے کہا کہ صاحبو تم لوگ سچ کہتے ہو مگر ہم مدت سے قدرت کو سجدہ کرتے ہین سوائے یاوہ گوئی کے آج تک کوئی کمال نہین سرزد ہوا صاحبو یہ گلرخسار نہین ہی گانے ہی پر اسکے گمان ہوا تھا مگر اب ساقی گری کرنے پر بالکل حال کُھل گیا تم لوگ پشت پر جاؤ جب یہ مجکو جام دے تو حلقہ ہاے کمند مار کے گرفتار کرلو مین پہچان لونگی دو کنیزین اُٹھ کر پشت پر آئین مگر برق فرنگی جام سر پر اپنے لیے روبروے شمیم آیا سر جھکایا شمیم نے جام لے لیا کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے پشت پر حلقہ ہاے کمند مارے ہر چند برق نے چاہا کہ بچون مگر نہ بچ سکا گرفتار ہوگیا شمیم نے کہ او مکار تو کون ہی برق نے ہاتھ باندھ کر کہا آپ کی کنیز ہون شمیم نے کہا گرم پانی لاؤ گرم پانی آیا شمیم نے برق کا مُنھ دُھلایا رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی کچھ کنیزین برائے سیر جنگل مین گئی تھین گلرخسار کو حالت بیہوشی مین اُٹھا لائین شمیم نے جو اُس کو برہنہ دیکھا بہت جھلائی کہا کیون برق فرنگی کنیز کو میری تو نے برہنہ کر ڈالا مین اُستاد کو تیرے ہلاک کرونگی اسکا بدلہ ضرور لونگی تو نے مجکو بہت برہم کیا برق نے کہا اُستانی صاحب مین تو غلام ہون یہی چاہتا تھا کہ کسی طرح آپکے قدمون تک پہونچون اس حیلے سے آیا اب مجھے کیا خوف ہی مجکو اپنی خدمت مین رکھیے عمر کو

امتحان کرتی ہون میخانے کی کنجی مرحمت فرمائیے مین ساقی گری کرون تو امتحان ہوجائے
شمیم نے کنجی میخانے کی دی برق فرنگی کنجی لیکر میخانے مین آیا پکار کر کہا آج مین ساقی
ہوتی ہون کوئی باقی نہ رہے جسنے یہ سنا گلابیان اُٹھا کر لیجانے لگا کوئی قرابہ لے گیا
اور کسی نے گلابی لے لی کسی نے بوتل اُٹھا لی برق فرنگی نے سب شراب مین بیہوشی
ملائی چالیس پچاس گلابیان مئے ارغوانی سے بھرین کشتی سر پر رکھ کر لیچلا راہ مین جسنے
دیکھا وہ تعریفین کرتا تھا کہ ای ملکہ گلرخسار آج تو تم نے کیا رنگ جمایا ہی سب تمھاری
ساقی گری کے مشتاق ہین ملکہ شمیم کو بڑا اشتیاق ہی یا تو برائے گرفتاری عمرو جانے کو
تھین یا ٹھہر گئین فرما رہی ہین کہ آج ہماری کنیز نظر کردہ ہوئی فخر کا مقام ہی قدرت
تشریف لائین اور ہماری کنیز کو کمال تعلیم کر جائین کیسی عنایت ہی مین کیون نہ غرور
کرون میری لونڈیون کو یہ مرتبہ ملا برق نے کہا بہت راضی ہونگی ایسا کمال دکھاؤن
کہ سب اہل محفل خوش ہو جائین اور ملکہ بھی شادان ہون یہ سب سے کہکر برق محفل
مین آیا گلابیان رکھ کر ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے کہا کہ ای گلرخسار اگر ہم یہ جانتے کہ تم
نظر کردہ ہوگی تو کچھ اور سکھا دیتے کہ قدرت سے جواب و سوال کرتین شاید اور مطلب
نکل آتا برق نے کہا ملکہ مین نے پوچھ لیا ہی فتح آپ کی ہوگی مطلب اسی سے ہی کہ آپکی
فتح ہو عمرو مارا جائے شاگرد اُسکے گرفتار ہون بعد اسکے حمزہ کو گرفتار کرلینگے سرداران
حمزہ کو بھی گرفتار کرلین گے لڑائی کا خاتمہ ہی یہ سب مین نے خداوند سے پوچھ لیا ہی
گلرخسار نے پاؤن مین گھنگھرو باندھے گت ناچنے لگی اور یہ اشعار گانے لگی **نظم**

یون تنگ میرے دلمین تری آرزو رہی	بلبل رہی قفس مین نہ غنچے مین بو رہی
بے یار دل کی دل مین یہان آرزو رہی	ساقی نہ تھا سبو مین شراب سبو رہی
گھوئے گئے کچھ ایسے تمھاری تلاش مین	مدت تک اپنی آپ ہمین جستجو رہی
جب میری خاک پڑ گئی دامن جھٹکدیا	کتنی تری گلی کی ہوا تند خو رہی
مانگی تھی میکشون نے دعا مینھ برس گیا	تر دامنی کی شکر خدا آبرو رہی
آخر ترا ہی گھر دل مہجور ہو گیا	امید کو نکال کے ای یاس تو رہی

کیا بیان کرون آج عجب معرکہ گذرا مین پڑی سو رہی تھی عالم خواب مین خداوند کو دیکھا کہ فرماتے ہین کمال علم موسیقی مین نے تجکو دیا مجکو تو ہمیشہ اس علم سے نفرت رہی آپ بخوبی جانتی ہین امیدوار ہون امتحان لیجیے کہ ظاہر ہو جائے یہ کہکے بایان کھینچا اور سامنے بیٹھ کر تانین مارنے لگی نظم

گئی فصلِ بہار گلشن سے + بلبلو اُڑ چلو نشیمن سے
فاتحہ بھی پڑھا نہ تربت پر جا کے لوٹ آئے میرے مدفن سے
عشق گیسوئے بت سے توبہ کی ہو گیا مومن اب برہمن سے
مجکو کافی تھی قید حلقۂ زلف بیڑیان کیون بنائین آہن سے
زلف کے پیچ سے نہ رہ غافل دوستی کر دلا نہ دشمن سے
ہو گریبان کا چاک خاک رفو تار ہاتھ آئے جب نہ دامن سے
ناز و عشوہ نیا نہین سیکھا شوخ طرار ہی لڑکپن سے
چھوڑ کر تم اگر گئے تنہا + جی نکل جائیگا مرے تن سے
عاشقِ سرو قد ہون اس سے ہی نسبت نالہ قمری کا میرے شیون سے
ہی کئی دن سے منتظر رعنا + جلوہ دکھلاؤ آ کے چلمن سے

برق فرنگی نے اس طرح تانین مارین کہ شمیم سحر نگاہ تعریفین کرنے لگی کہتی تھی کہ ای گل رخسار حقیقت مین تجھپر خداوند نے عنایت فرمائی تو نظر کردہ ہوئی برق نے کہا اور بہت سے کمال عنایت فرمائے ہین اُن کو بھی ظاہر کرونگی آپ بہت خوش ہونگی شمیم سحر نگاہ نے کہا کہ ای گلرخسار اور کمال بھی ظاہر کرو برق نے کہا مین نے خداوند سے عرض کی کہ ہماری ملکہ برائے گرفتاری عمرو آئی ہین فرما دیجیے کہ وہ اُسپر غالب ہون خداوند نے کہا کہ ای گلرخسار شمیم کا مرتبہ تو اعلےٰ ہی تو اُسکی کنیز ہی جس طرح عمرو ساقی گری کرتا ہی اُسی طرح تو بھی ساقی گری کر اس عیاری مین عمرو کو گرفتار کر لینا مین نے پوچھا کہ مجھسے ساقی گری کیونکر ہو سکیگی تو اُنھون نے ہاتھ اپنے میرے سر پر رکھ لیا اور مجکو ساقی گری تعلیم فرمائی میرے کچھ ذہن مین نہین آتا مگر اب اُس کا

نہین چاہتا امیدوار ہون کہ میری مشکین باندھکر پاس اُسکے بھیجدیجیے اور کہلا بھیجیے
کہ یہ گنہگار حاضر ہی چاہے قتل کرو چاہے بخشو امیر نے کہا خواجہ مجھسے تو یہ نہ ہوگا کہ
مین تم کو گرفتار کرکے پاس اُس ظالم کے روانہ کردون خواجہ عمرو نے کہا اگر یہ نہ کیجیے گا
تو مین خود جاکر حاضر ہونگا مجھسے صبر نہین ہو سکتا اُس کے شعلۂ حسن نے دل و جگر کو
جلا دیا مجھ سے ضبط نہ ہو سکیگا اس عرصے مین برق تڑپ کر سامنے آیا کہا اُستاد مین
ابھی جاکر اُسکی محفل مین آفت برپا کرتا ہون یہ سُن کر چالاک اپنے مقام سے اُٹھا
دونون تکرار کرتے ہوے چلے مگر برق فرنگی جست و خیز کرتا ہوا لشکر شمیم مین پہونچا
ایک خدمتگار کی شکل بن کر ایک خواص کہ دمبدم اندر جاتی تھی اور باہر آتی تھی برق
نے اُسکو اشارے سے بُلایا خواص نے دیکھا کہ ایک خدمتگار نوجوان مجکو اشارہ دینے
بُلا رہا ہی ٹہلتی ہوئی قریب آئی کہا کیون میان خدمتگار کیا کہتے ہو برق نے کہا جنگل مین
ایک تماشا ہو رہا ہی ذرا چل کر دیکھو ایسا تماشا کبھی نہ دیکھا ہوگا ایک سانپ اور
نیولا دونون آپس مین لڑ رہے ہین جب سانپ نیولے پر مُنھ مارتا ہی تو نیولا لڑکھڑاتا
ہوا ایک پیڑ کے نزدیک جاتا ہی چند پتیان اُسکی کھاکر پھر آتا ہی اور سانپ پر حملہ کرتا
ہی خواص نے کہا کہ ارے بیوقوف وہ درخت اکسیر ہی چلو چل کر اُسے اُکھیڑ لین
بڑے کام آئیگا برق اس حیلے سے خواص کو لگا کر لیچلا جنگل مین لاکر اُسکو بیہوش کیا
اُس کی شکل بن کر اُسی کے کپڑے پہنے زیور بھی اُسکا اُتار لیا اور اپنے جسم پر آراستہ کیا
مگر نام اُسکا نہ پوچھا جب ٹہلتا ہوا قریب دروازے کے آیا ایک خواص نے کہا
بُوا گلرخسار کہان گئی تھین برق نے کہا ایک کام کو گئی تھی مگر سمجھ گیا کہ جسکی مین صورت
بنا ہون نام اُسکا گلرخسار ہی جیسے ہی اندر آیا دیکھا احکام کوہی تخت پر بیٹھا ہوا ہی
اور شمیم سحر نگاہ کرسی پر بیٹھی ہی کہہ رہی ہی کہ ساربان زادے کی فکر مین ہون ای والد
نہ گھبرائیے احکام کوہی نے کہا کہ ای نور نظر عمرو بلاے روزگار ہی شمیم نے کہا عمرو
کی کیا حقیقت ہی مگر دو شاگرد اُسکے بلاے روزگار ہین کہ گلرخسار نے آکر سلام کیا
شمیم نے سراپا دیکھا اور پوچھا کہ بُوا گلرخسار کہان سے آتی ہو شمیم نے کہا واری

عمرو نے جو یہ اشعار پڑھے شمیم نے مسکرا کر کہا کہ او سارہ بان زادے یہ فقرہ کسی بیوقوف کو دے کہ اپنا عشق ظاہر کرتا ہی مین جس دن پاجاؤنگی فوراً قتل کرونگی یہ کہکر نیمچہ پکڑ کے بڑھی برابر وار کر رہی ہی خواجہ کہتے جاتے ہین کہ ای جان جہان ٹھہر جاؤ میرے ہاتھ حمائل گردن ہون تب تم نیمچہ مارو کہ روح کو راحت قلب مین قوت آوے بیقراری مٹ جائے یہ کہکر عمرو بھاگا شمیم نے پیچھا کیا سامنے سے برق و چالاک آتے تھے انھون نے دیکھا کہ اُستاد بھاگے ہوے آتے ہین اور ایک مہ جبین مثل شعلۂ جوالہ تعاقب مین آتی ہی چالاک نے کہا بھیا برق تم بڑھ کر للکارو کہ قبلہ و کعبہ نکل جاوین برق نے وہین سے نعرہ کیا نعرۂ برق سے تم برق رفتار و خنجر گزار کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار + تڑپنے مین مین برق رفتار ہون + زمانے کا مکار و غدار ہون + کرون سیکڑون کوس کی راہ طے + ارسطوے ذیعلم شاگرد ہی + بزیر قدم غرب ہی شرق ہی + چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی + شمیم نے جو دیکھا کہ اور ایک شاگرد عمرو کا آتا ہی پکار کر آواز دی کیون ای خواجہ ان شاگردون کے بھروسے پر عیاری کرتے ہو خیر اب تو نکل جاؤ مگر کل آکے گرفتار کرلونگی یہ کہکر برق فرنگی کو دیکھتی ہوئی چلی مگر خواجہ عمرو بھاگ کر لشکر مین آئے بارگاہ صاحبقران مین پہونچے امیر نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون خواجہ کہان سے آتے ہو عمرو نے کہا کہ ای حمزہ میری مدد کرو مین دام زلف مسلسل مین پھنسا ہون وہ صدمات ہین کہ جنکو بیان نہین کرسکتا بقول شاعر فرد مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد + وگر دم درکشم ترسم کہ مغز اُستخوان سوزد + امیر نے پوچھا خواجہ خیر تو ہی خواجہ عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ شمیم سحر آگاہ نامے عیار بچی دختر احکام کو ہی میری گرفتاری کو آئی ہی فکر مین میری پھر رہی ہی اُسپر میری جان جاتی ہی گرفتار ہو گیا تھا مگر چالاک نے چھڑایا اب جا کر برق نے ٹوکا ہی لیکن وہ کسی کی حقیقت نہین جانتی ہر وقت یہی خیال ہی کہ خواجہ کو گرفتار کرون اگر چھپ کر بیٹھتا ہون تو عیاری مین فرق آتا ہی اگر سامنے جاؤنگا تو فوراً گرفتار ہو جاؤنگا ہرچند کہ چالاک و برق سینہ سپر ہین مگر مین اُسکے رنج و ملال کو

اُتار دو مین گرفتار کر لاؤنگی خواجہ جنگل مین ٹھہرے ہوے تھے اِنھون نے خود دیکھا کہ سب لشکر اُسی مقام پر اُتر پڑا اور شمیم آراستہ ہو کر تلاش مین خواجہ کی نکلی دور سے خواجہ دیکھتے ہین کہ شمیم مثل آہوے وحشی جست وخیز کرتی ہوئی جاتی ہی ہر مقام پر ہوشیار چہار جانب دیکھتی ہوئی ذرا پتہ کھڑکا اور نیمچہ لیکر ٹھہری خواجہ عمرو آگے بڑھ گئے اپنی صورت کا ایک پتلا بنا کر نخل کی آڑ مین کھڑا کر دیا آپ کنارے چھپکر کھڑے ہوے شمیم جو اُس طرف آئی خیال کر کے دیکھا کہ عمرو ایک گوشے مین کھڑا ہی مگر ادھر ہی دیکھ رہا ہی شمیم نے اپنے کو زرغۂ نخلستان مین مخفی کیا اور پشت پر آ کے حلقہ ہاے کمند مارے پتلہ ماش کے آٹے کا تھا گرتے گرتے سر الگ ہو گیا شمیم نے کہا کہ یہ کیا معرکہ ہوا کمندون سے سر کٹ کر گر پڑا قریب آ کے دیکھا ماش کے آٹے کا پتلہ ہی سوچی کہ عمرو نے عیاری کی کہا کیا واہیات بات ہی ایسے فقرے تو میری کنیزین کرتی ہین چاہا آگے بڑھون کہ بونڈلا گرد کا اُڑا دیکھا کہ عمرو عیار آتا ہی عمرو نے جو دور سے دیکھا کہ وہ ظالم کھڑی ہی پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

پوشیدہ خامشی سے بھی راز نہان نہ ہو — کہدے یہ اُس پتے کی جو تجھسے بیان نہ ہو
بیتابی میری تجھسے جو قاصد بیان نہ ہو — دل کو کمر مین رکھ لے اگر کچھ گران نہ ہو
مجھسا بھی عاشقون مین کوئی بے زبان نہو — پوچھے وہ درد دل کو اگر کچھ بیان نہ ہو
غل ہی کہین اُٹھائے سے اُٹھتا نہین کوئی — تیری ہی رہگذر مین ترا ناتوان نہ ہو
حیرت فزا ہی یار کچھ ایسی تری ہنسی — روتے ہوے کی آنکھ سے آنسو روان نہ ہو
پھر شوق دید کو کوئی کس پردے مین چھپائے — جب چھپ سکے نہ آنکھ مین دلمین نہان نہ ہو
خود دیکھتے ہو سینۂ نازک کا تم اُبھار + — ہم بھی نگاہ ڈالین جو اُسپر گران نہ ہو +
اقرار وصل عاشقِ کم گو سے کر چکو + — اُسکو تو دو زبان کہ جس کے زبان نہ ہو
لیۓ کہتے ہو یہ تم کہ دکھادو جگر کا گھاؤ + — تیر نگہ کا زخم ہی کیون بے نشان نہ ہو
پھر نا اُس آنکھ کا نہ دکھائے خدا جلال + — یہ انحراف کجروِیِ آسمان نہ ہو +

مجھپر رحم کرو اور مجھے چھوڑ دو مین تم لوگون کو بہت کچھ دونگا کنیزین کہتی ہین کیا بیہودہ بکتا ہی بس اب زیادہ باتین نہ بنا ہم تجکو مالک کے سامنے لے چلین گے خواجہ عمرو تو بیقراری کر رہے ہین مگر کنیزین نہین مانتین کہ ایک کنیز سامنے دوڑی ہوئی آئی کنیزون نے کہا شگوفہ آتی ہی شگوفہ نے پکار کر آواز دی کہ کیون صاجو ساربان زادہ کو گرفتار کیا ملکہ یاد فرماتی ہین لاؤ قیدِ عمرو کی مجکو دو لیکر چلون تم بعد آنا ملکہ بہت خفا ہوتی ہین اور فرماتی ہین کہ ایک وقت جو ہمنے تکلیف نہ کی تو تم لوگون نے دیر کی ہم گھبرا رہے ہین کنیزون نے کہا کہ کیون شگوفہ تجکو خبر کہان ملی شگوفہ نقلی نے کہا مین قریب تخت کھڑی تھی پہلے تم سے کہا پھر مجھ سے کہا کہ شگوفہ تو جا کیون دیر لگائی ہی میرے سامنے لا کہ مین اُسکی کو بے کاری کر دون پھر کبھی میرے لشکر مین آنے کا ارادہ نہ کرے جانتی ہون کہ وہ میری فکر مین نہین آیا راہ مین جاتا تھا لشکر کو دیکھکر چلا آیا لاؤ قیدِ عمرو کی مجکو دو مین جلد لیجاؤن ملکہ تعجیل فرما رہی ہین یہ کہکر قیدِ عمرو کی لی اور عمرو کو حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لی بھاگی کنیزون نے دیکھا کہ شگوفہ طرف جنگل کے جاتی ہی پکار کر کہا کہ ای شگوفہ اُس طرف نہ کہان جاتی ہی شگوفہ نقلی نے پکار کر نعرہ کیا نعرۂ چالاک ؎ بہ عیاری من آنم چست و چالاک ⁂ بچشمِ دشمن اندازم کفِ خاک ⁂ نہ آید باد گردِ تیز گامم ⁂ خلیفہ اولم چالاک نامم ⁂ اور شفقتلو مادر مہربان کو آداب عرض کرنا اور کہنا کہ فرزند آپ کا چالاک بن عمرو خواجہ کو لے گیا عیار بچیان لاکھ دوڑین مگر چالاک مثل ہوا کے بھاگا جنگل مین آکر خواجہ کو ہوشیار کیا اور قیدِ جسم سے دور کی کہا قبلہ و کعبہ آپ ایسے غافل ہو جاتے ہین خواجہ عمرو نے کہا کہ ای نورِ نظر مین تو خبر کو گیا تھا عیار بچیان ٹوٹ پڑین اُنھون نے گرفتار کر لیا شمیم سحر نگاہ بارہ ہزار عیار بچیان لیکر آئی ہی خدا اُس کے شر سے بچائے چالاک ایک طرف گیا خواجہ ایک طرف چلے عیار بچیون نے جا کر ملکہ شمیم سے بیان کیا کہ چالاک آیا تھا وہ عیاری کر کے خواجہ کو لے گیا یہ سُن کر شمیم نے کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی لشکر اسکا یہان سے قریب ہی جب تو اُس کا بیٹا آیا اِسی مقام پر لشکر

صاحبقران بارگاہ سے نکلے چاہتے تھے کہ جمشید کو رد کون قید آسمان بری و
قریشہ سلطان نہ پہچانے دون مگر جمشید آسمان سے دیکھ رہا تھا کہ حمزہ اور طلسم کشا
راستہ روکے ہوے کھڑے ہین آنہا کا بلند ہو گیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ
اب مین کیا کرون جمشید انہا کا بلند ہوا اب نہایت مشکل ہی خواجہ عمرو نے کہا مین
جاتا ہون یہ کہکر خواجہ باسہاسے عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش مین سب کی چلے
خواجہ تو جست وخیز کرتے ہوے جاتے ہین طرف آسمان کے دیکھتے ہوے کہ جمشید
کبھی ظاہر ہوتا ہی اور کبھی مخفی ہو جاتا ہی ایک نخل کے نیچے آکر ٹھہرے کہ نوبت ونقارہ
کی آواز کان مین آئی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک عیارہ بچی
تخت پر سوار بارہ ہزار کنیزین گاتیان باندھے ہوے تیغے کمر مین حمائل سپر ہا۔
فولادی پشت پر جست وخیز کرتی ہوئی آتی ہین خواجہ عمرو کی نگاہ جو اُس ظالم پر پڑی
بیقرار ہو گئے کلیجہ تھام لیا ایک فقیر کی شکل بن کر لشکر مین آئے ایک ایک سے پوچھتے
پھرتے ہین کہ یہ لشکر کسکا ہی ایک سپاہی نے کہا کہ یہ لشکر احکام کوہی کا ہی اور یہ
صاحبزادی اُنھین کی ملکہ شمیم سحر نگاہ برائے گرفتاری عمرو نکلی ہی صدہا عیار
اسنے مارڈالے اس سے مقابلہ کرکے کبھی کوئی بچتا نہین یہ سُنکر عمرو نے ارادہ کیا
لشکر سے نکل جاؤن کہ چند کنیزین دوڑتی ہوئی آئین آتے ہی عمرو پر حلقہ ہاے کمند
مارے خواجہ جست کرکے ایک کمند سے نکلے دوسری کمند مین پھنسے اُن کنیزون نے
عمرو کو گرفتار کرلیا ہرچند خواجہ چیخنے ہین کہ ارے مین فقیر ہون لشکر مین بھیک
مانگنے آیا تھا تم سب نے مجھ غریب کو کیون گرفتار کیا کنیزین یہ سُن کر ہنستی ہین
اور کہتی ہین کہ او ساربان زادے ہماری ملکہ کے سامنے کچھ مکر نہ چلیگا جب تو لشکر
مین آیا ہی تو ملکہ نے دور سے دیکھا ہم لوگون سے فرمایا کہ عمرو عیار آگیا اور لشکر
مین پھر رہا ہی بس فوراً ہم لوگون کو حکم دیا کہ عمرو کو گرفتار کرلاؤ یہ سُن کر خواجہ عمرو
خاموش ہوے سمجھے کہ یہ لوگ نادان نہین ہین وہ کنیزین عمرو کو گرفتار کیے ہوے
لے چلین مگر خواجہ عمرو ہر قدم پر جھگڑے ڈالتے ہین فرماتے مین کہ ارے تم لوگ

یقین ہی کہ کچھ نقدی سے آسمان پری منزل در منزل چلین اُدھر خواجہ عبد الرحمن جنی
لشکر دیوان جمع کر کے قریب قلعۂ سلاسل پہونچ چکے تھے کہ دیو تندک نے آکر
خبر دی ای وزیر اعظم مبارک ہو کہ آسمان پری نے رہائی پائی تشریف لاتی ہین یہ سُنکر
خواجہ عبد الرحمن نے لشکر کو تیار کیا لشکر کو لیکر بڑھے دو منزلہ کر کے پہونچے
آسمان پری نے جو خبر سُنی کہ خواجہ عبد الرحمن آگئے بارگاہ سلیمانی ساتھ ہی
اُس بارگاہ مین آکر بیٹھین خواجہ عبد الرحمن بھی اُترے ہوئے ہین لشکر مین گہما گہمی ہی
کٹھورا کھنک رہا ہی دیو ہومان نے جو خبر سُنی کہ ملکہ آسمان پری آتی ہین براے
استقبال چلا یہ بھی آکر پہونچا اب لشکر آسمان پری مین اور زیادہ رونق ہوئی
مگر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی آسمان پر آکر ٹھہرا ایک گولہ مارا کہ لشکر آسمان پری
مین آگ برسنے لگی سب دیوزاد بھاگے جب بارگاہ سلیمانی کیطرف چلا اور چاہا اندر
جاؤن تو بارگاہ سلیمانی سے تیر چلنے لگے جمشید ناچار ہوا کچھ بن نہین پڑتا دیر تک
کھڑا رہا ایک گوشے مین جاکر چھپا قرینہ سلطان و آسمان پری نے خبر سُنی کہ لشکر
مین آگ برس رہی ہی دونون باہر نکل آئین جمشید نے آکر آسمان پری اور
قرینہ سلطان کو گرفتار کیا خواجہ عبد الرحمن زیر تخت چھپے خواجہ نے جلدی
سے گلیم اوڑھ لی کہ ایسا نہ ہو مین گرفتار ہو جاؤن خواجہ عمرو نے جمشید کو پہچانا
سوچ رہے ہین کہ ای عمرو غضب ہوا ان لوگون کو مناسب تھا کہ تا بہ قتل جمشید
ہمراہ طلسم کشا رہتے مگر جمشید نے آسمان پر آکر سحر کیا پھر دیو ہومان اور دیو
سیاہ مک سیاہ اسی طرح کے بارہ سردار پنجے پھینک کر اسنے اُٹھوا لیے ان سبکو
لیکر چلا تخت اُڑاتا ہوا جاتا ہی قیدی سب بیہوش و مدہوش تخت پر پڑے ہین
کسی کو اپنا حال معلوم نہین کہ ہم پر کیا گذری کون ہم کو لیے جاتا ہی مگر خواجہ نے
جب دیکھا کہ جمشید سب کو گرفتار کر کے لیچلا تو گلیم اُتارے نیچے نیچے ابر کے چلے ہر
مقام پر چاہتے ہین کہ کچھ عیاری کرون مگر دل دھڑکتا ہی رُک جاتے ہین کہ لشکر
صاحبقران معلوم ہوا خواجہ عمرو جھپٹ کر آئے صاحبقران سے اطلاع کی

توڑ ڈالا یہ نطفۂ صاحبقران کی تاثیر ہی کسکی مجال ہی کہ اِن سے مقابلہ کر سکے اور تاب
مقابلے کی لا سکے سردار حسینان نے کہا بُوا تعجب نہ کرو یہ وہ صاحبزادی ہین کہ امیر
تو پردۂ دنیا مین رہے سرداران قاف نے سب طرف سے بلوہ کیا اُس بلوے کا
روکنا انھین کا کام تھا کسکی مجال تھی کہ دس دس لاکھ دیوزاد کے بلوے کو روکے جب
ساحرون کو معلوم ہوا کہ صاحبقران نے قیدخانہ فتح کر لیا اور آسمان پری
و قریشہ سلطان رہا ہوئین روتے پیٹتے خاک اُڑاتے ہوے طرف جمشید کے چلے
جمشید ثانی جو پلٹ کر خستہ و شکستہ آیا ہی آکر تخت پر گر پڑا شاہزادیان چہار
طرف سے آئین جمشید کو گھیر لیا کہا کیون خداوند خیر تو ہی آپ کو بہت منتشر پاتے
ہین ہم لوگ گھبراتے ہین جمشید نے کہا لڑائی فتح کر آیا کئی فرزندان صاحبقران
میرے ہاتھ سے مارے گئے حمزہ کو بہت ناگوار معلوم ہوا تلوار کھینچ کر مجھپر آپڑے
مین ہاتھ سے حمزہ کے زخمی ہوا آخر چلے آنا مناسب تھا دیکھو اب تھوڑی دیر مین
خبر فتح آویگی کہ رونے کی صدا بلند ہوئی شاہزادیون نے کہا لیجیے خداوند کچھ لوگ
روتے ہوے آئے ہین یقین ہی کہ اُسی جنگ کے بھاگے ہوے ہون کہ وہ لوگ
سامنے آئے عرض کی یا خداوند مبارک ہو کہ شکست فاش ہوئی سرہنگ
مارا گیا ہم لوگون کو کچھ نہ بن پڑا آخر فرار پر قرار کیا آپ تک آگئے اب جو مناسب
ہو وہ کیجیے جمشید نے کہا وہ لشکر بھیجون کہ طلسم کشا کو بھاگتے راستہ نہ ملے بعض
نے عرض کی کہ قیدخانہ ٹوٹ گیا آسمان پری و قریشہ سلطان نے رہائی پائی یہ سُنکر
جمشید اُٹھا کہا مین اُن کو نہ جانے دونگا راہ مین جا کر روکونگا یہان صاحبقران
قیدخانے سے نکلے خواجہ عمرو سامنے سے آئے عرض کی یا امیر مبارک ہو ان لوگون
نے رہائی پائی آج تو کچھ دلوائیے قریشہ نے کہا خواجہ قلعۂ گلستان ارم مین چلیے
تو ہم خدمتگزاری کرینگے صاحبقران نے آسمان پری و قریشہ سلطان کو تخت
پر سوار کرایا چند نرہاے دیو ساتھ کر کے ملکہ آسمان پری کو طرف گلستان ارم
کے روانہ کیا خواجہ عمرو بھی ساتھ ہوے اس خیال سے کہ قریشہ نے وعدہ کیا ہی

بیٹھی ہین آپس مین کہہ رہی ہین کہ رہائی ہماری بہت دشوار ہی قرلیشہ ہنس کر کہنی ہین
کہ ہمارے قبلہ و کعبہ کس زور و شور سے آکر گرے بھائی رستم کس زور و شور سے آئے
بدیع و قاسم و ایرج و نورالدہر کس لطف سے آئے ہین یکایک دروازہ قیدخانے
کا کھلا جمال جہان آرا اے صاحبقران جو آسمان پری نے دیکھا ہنس کر کہا کہ ای
نور نظر لو تمھارے باپ آگئے صاحبقران نے چاہا کہ قیدخانے مین گھس جاؤن
پہلو سے سعد کا نعرہ ہوا النعرہ سعد منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار
گلستان کاؤس و جم + منم رونق بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران +
قرلیشہ نے جو سعد بن قباد کو آتے ہوے دیکھا خوشی سے چہرہ سُرخ ہو گیا کہا لو
خدا نے فضل کیا طلسم کشا آپہونچے حقیقت مین کس جاہ و جلال سے آئے ہین کفار
کو دم لینا مشکل پڑ گیا سعد بن قباد نے آکر اول آسمان پری کو سلام کیا ملکہ نے
برخوردار کہہ کر سعد کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای نور نظر خدا تم کو مظفر و منصور کرے
اور یہ طلسم تمھارے ہاتھ سے ٹوٹے تمام دنیا مین مشہور ہو کہ سعد نے وہ طلسم فتح کیا
کہ جس مین لاکھون ساحر تھے ماشاءاللہ تمھاری خوبصورتی کا شہرہ ہی کیسی کیسی
شاہزادیان جمال جہان آرا پر مائل ہوئین ای نور نظر مین اُنکو دیکھنا چاہتی ہون
یہ ذکر تھا کہ بہار اعجاز بیان و سردار حسینان وغیرہ لڑتی بھڑتی قیدخانے
مین آئین آسمان پری نے سب کو گلے سے لگایا مگر بہار اعجاز بیان بغور ملکہ
آسمان پری کو دیکھنے لگین قرلیشہ سلطان نے پوچھا کیون تُوا کیا دیکھتی ہو بہار
نے کہا مین یہ دیکھتی ہون کہ کجا پردہ قاف اور کجا صاحبقران زمان آپ کی
والدہ ماجدہ بڑی صاحب نصیب ہین کہ یہ سب شاہزادے اُن کے فرزند ہین
ان کے گرفتار ہوتے ہی چہار طرف سے بلوہ کر دیا تمام طلسم مین آشوب ہو گیا
ساحرون کو بھاگتے راستہ نہین ملتا صاحبقران نے قید آسمان پری توڑ ہی
قرلیشہ سلطان کی جیسے ہی ہتھکڑیان کٹین قید کو توڑ کر پھینک دیا بہار کے ہوش
اڑ گئے کہا کیا مقام تعجب ہی ملکہ قرلیشہ نے ہتھکڑیان کٹتے ہی قید کو مانند تار عنکبوت

کہ اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے قاسم کو بہت ناگوار ہوا للکارا کہ او گشتی گیر
اپنی شوکت دکھاتا ہی بدیع الزمان نے کہا کہ سامنے سے ہٹ جاؤ اے قاسم مجھے
بھائی صاحب کا پاس ہی ورنہ ایک ہاتھ تلوار کا مار دونگا جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی
جو جسکے سامنے آگیا مقابلہ پڑا تلوار چل گئی قتل ہوا اُلٹی شکایت کرتے ہو قاسم نے
گھوڑا بڑھایا کہا دیکھون تو آپکی تلوار مین کیسا کاٹ ہی کنارہ دریاے فنا میری تیغ کا
گھاٹ ہی اسکا پانی جسنے پیا وہ واصل جہنم ہوا یہ مجال نہین ہی کہ ہماری تلوار خالی جائے
قاسم تو آتشخو شعلہ مزاج ہین بدیع الزمان پر جا پڑے ہاتھ تلوار کا مارا شانہ
بدیع الزمان کا زخمی ہوا جب بدیع الزمان نے زخم اپنا دیکھا آنکھون کے
نیچے اندھیرا آگیا تیغہ طلسم طہمورث کا ہاتھ قاسم پر مارا قاسم نے وار روک لیا
کہا کیون او گشتی گیر ابکی وار مین خاتمہ ہی مگر اسکا پاس کرتا ہون کہ دادا جان
شکایت کرین گے مشیران سلطنت بھی اسی کے طالب ہین کہ آپس مین فساد ہو
بدیع و قاسم مین تلوار چلنے لگی ایرج نے دور سے دیکھا کہ قبلہ و کعبہ بدیع الزمان
پر جا پڑے بڑھکر نور الدہر پر ہاتھ مارا ادھر نور الدہر و ایرج مین تلوار
چلنے لگی صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ چارون جاہل لڑ رہے ہین فوج
کفار کا زور بڑھا نعرہ کیا کہ او جاہلو یہ آپس کی جنگ کیسی ایسا نہ ہو کہ لشکر کو
شکست ہو جائے دیکھو ساحرون نے بلوہ کیا ہی گلعذار نے جو نعرہ صاحبقران
سُنا بڑھکر خنجر برسائے مگر بلا زبان سعد بن قباد مثل میثاق کوہ گردان و
بہار اعجاز بیان و سردار حسینان وغیرہ سحر کرتی ہوئی بڑھین ان لوگون کے
تو سحر قیامت تھے بحرین جادو نے دریاے سحر بنایا یاسمن گلگون پوش نے دریا
کو زور دیا جب سب ڈوبنے لگے تو صاحبقران لڑتے ہوے دروازے پر قید خانہ
کے پہونچ گئے سعد بن قباد نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو دادا جان کسی آفت مین پھنس جائین
قفل پر مار سیاہ لپٹا ہوا ہی سعد نے آکر لوح کو چمکایا مار سیاہ مردہ ہو کر گرا یہان
وہ وقت ہی کہ ملکہ قریشہ سلطان و آسمان پری رہائی سے مایوس ہو چکی ہین سر جھکائے

که ای نور نظر آسمان سپری و فریشته سلطان کی قید کو بہت زمانہ ہوا نور الدہر
نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو بلوہ کرون سردار سب آمادہ ہین ادھر سے لڑتے ہوے
ایرج نوجوان آتے تھے ایرج نے جو یہ ذکر سُنا کہا سبحان اللہ اسمین صلاح و
مشورہ کیا جدہ کی رہائی کی تدبیر ضرور ہی ہان بھائی صاحب بڑھیے اُدھر سے
بدیع الزمان و قاسم آتے تھے قاسم نے کہا چچا جان آئیے آج امتحان جلالت
ہی بدیع الزمان نے کہا صاحبقران بڑھین تو ہم بھی بڑھین ایرج نے دیکھکر
آواز دی کہ یہ غمزے مجکو پسند نہین آتے نور الدہر نے کہا کہ او تاجرزادے
ہمیسے بانکپن کی لیتا ہی ایرج نے گھوڑا بڑھا دیا جیسے ہی سامنے پہونچے ساحرون
نے سحر کیا گھوڑا رُک گیا ہر چند کوڑا کرتے ہین گھوڑا قدم نہین اُٹھاتا نور الدہر
نے جو دیکھا کہ ایرج گھوڑے کو مارے ڈالتے ہین کوڑے پر کوڑا مارتے ہین مگر
گھوڑا قدم نہین اُٹھاتا نعرہ کر کے بڑھے گلعذار زعفران پوش نور الدہر پر
عاشق ہی صبر نہ آیا بڑھکر موتیون کا مالہ نور الدہر کو پنہا دیا اشارہ کیا کہ بسم اللہ
اب جائیے کوئی نہ روکیگا یہ کہکر وہ ساحرہ سحر کرنے لگی جیسے ہی سحر کیا ہزارہا خنجر
گرنے لگے اور اُن خنجرون سے کفار قتل ہونے لگے ساحرون مین غریو ہوا جب سحر
گلعذار سے ہزارہا ساحر مارے گئے سب ساحرون نے مل کر سحر کیا خنجر برسنا موقوف
ہوے ایرج کا بھی گھوڑا بڑھا مگر گلعذار عقب مرکب نور الدہر سحر کرتی ہوئی آتی
ہی ایک طرف سے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے آتے ہین جس غول مین آگر
پہونچے اُسے درہم و برہم کر دیا عین گرمی جنگ ہی صاحبقران بلوہ ساحرونکا دیکھکر
بہت پریشان ہین دور سے دیکھ رہے ہین کہ ایرج و نور الدہر لڑتے ہوے جاتے
ہین ایک طرف قاسم و بدیع الزمان جنگ رستمانہ کرتے ہوے آتے ہین ایک مقام
پر قاسم نے مرکب بڑھایا ایک پہلوان سامنے آیا اُسپر ہاتھ بلارک افراسیابی کا
مارا وہ پہلوان سامنے سے بھاگا اُدھر سے بدیع الزمان آتے تھے بدیع الزمان نے
ٹوکا اُسنے بدیع الزمان پر وار کیا بدیع الزمان نے وار اُسکا روک کر ہاتھ مارا

سردار فرداً فرداً آئے اور باہم جنگ مین مصروف ہوے قضاے کار ایک دن اور ایک روز اس لڑائی مین گذرا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی علمہاے زنگاری کے پھر پھرے نمایان ہوے آگے آگے سب کے میثاق کوہ گردان اور ایک جانب سردار حسینان اور ایک جانب بہار اعجاز بیان اور کل شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار اس زور شور سے میثاق آکر پہونچا کہ سرہنگ شیر سوار گھبرا گیا کہا لو یارو غضب ہوا کہ لشکر طلسم کشا بھی آگیا کیسے کیسے سردار ساتھ ہین کہ جنکے سحر کا کوئی جواب نہین دے سکتا مگر میثاق کوہ گردان نے بڑھ کر ساحرون کا سحر رد کیا آگ برسا دی سردار حسینان نے طرف بحرین کے دیکھا کہا ای بحرین دریا نشین دریا جاری کر دو یہ لوگ ڈوبین جو انجام ہوگا وہ دیکھا جائیگا بحرین نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا دریاے قہار پیدا ہوا کفار ڈوبنے لگے مگر سرہنگ شیر سوار ساحرون سے کہتا پھرتا ہی یارو سحر کو روکو ساحر ہرچند روکتے ہین مگر دریا کا زور بڑھتا جاتا ہی جس طرف غرّاتا دریا نے مارا ہزار دو ہزار کو ڈبو دیا ایک طرف سردار حسینان آگ برسا رہی ہی جس پر آگ گری وہ جل گیا دوسرا دن لڑائی کو گذرا ہی ہرچند سرہنگ فکر کرتا ہی کہ قیدیون کو قید خانے مین لیجاؤن قتل موقوف رکھون مگر ممکن نہین ہوتا سرداران اسلام بھی گھبرا رہے ہین کہ بارہ پہر جنگ کرتے گذرے قیدیون کو نہین رہا کر سکتے لاکھون ساحر پرے باندھے کھڑے ہین قریشہ سلطان زنجیرین ہلا رہی ہین کہ پھر صحرا سے گرد اُڑی اس مرتبہ بدیع الزمان بھی آکر پہونچے آتے ہی مصروف جنگ ہوے ان کے آتے ہی مالک اور لندھور سے آنکھ ملنے لگی کبھی لندھور بڑھ جاتے ہین کبھی مالک بڑھتے ہین بدیع الزمان و قاسم آپس مین چشمک کر رہے ہین کبھی بدیع الزمان بڑھ گئے ایک رسالے کو بھگایا قاسم نے بڑھ کر پلٹن کو شکست دی اب اسقدر جنگ ہوئی کہ سرداران صاحبقران لڑتے لڑتے عاجز ہو گئے ہین مگر جس وقت سے فوج سعد بن قباد آئی اُس وقت سے اہل اسلام کو بڑی تسلی حاصل ہوئی مگر سرہنگ شیر سوار گھبرا گیا بلک کر دعائین مانگ رہا ہی کہ ای

بڑی غیرت کی بات ہی کہ غیر ملک سے آوین اور ہم کو ستاوین اور ہم سے کچھ نہ ہو سکے
شرم کا مقام ہی اسی جنگ مین ہمارا نام ہی کل فوجون نے ایک مرتبہ بلوہ کیا امیر نے
فرمایا کہ ای رستم ہوشیار ہو کر لڑو کل فوج نے بلوہ کیا ہی اس بلوے کو روکو ایسا نہ ہو
کہ قیدیون تک یہ ہیجیا پہونچ جاوین تو باعثِ خرابی ہی رستم نے مرکب بڑھایا لڑتے ہوے
جاتے تھے کہ پہلو سے نعرہ ہوا منم صفدر جہانگرد رستم نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک پہلوان
لحیم و شحیم مغرور و متکبر للکارتا ہوا آتا ہی رستم نے للکارا کہ او نامرد سامنے تو آ دور سے
بھپکی بناتا ہی مین اس بھپکی کو کب مانتا ہون سامنے آ کر مقابلہ کر تو مین تجھکو مزہ چکھاؤن
یہ پہلوان رستم پر جا پڑا تلوار کا وار کیا رستم نے پہلو تہی کر کے خالی دیا اُلجھاوے سے
ہاتھ نکالا نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ رستم ؎ ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم
لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + اس طرح پر
نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ وہ پہلوان کانپ گیا سپر ہاتھ سے چھوٹ پڑی تیغۂ کپیتان
جو گرا خود کو تراشتا ہوا تا بہ جگرگاہ پہونچا ہمراہیان پہلوان رستم پر آ پڑے رستم
جم کے لڑنے لگے کہ تیسری گرد اُڑی دیکھا ایک جوان گلگون پوش مع فوج بیشمار
گھوڑا اُڑائے ہوے آتا ہی آتے ہی نعرہ کیا کہ باشید ای کافران ہیجیا و ای نابکاران
پر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرۂ قاسم ؎ ملک قاسم آن
شاہ خاور سپاہ + ز نم تیغ برابر و نیزہ بماہ + ز آب دم تیغ شستم زمین + ہمہ باختر
شد بزیر نگین + نعرہ کر کے قاسم بھی آ گرے قاسم کو دیکھ کر رستم خوش ہو گئے قاسم
آتے ہی شریک جنگ ہوے کہ چوتھی گرد اُڑی دیکھا ایک جوان نیلم پوش فوج کثیر ہمراہ
مرکب سہ چشمی زیر ران آیا وہین سے نعرہ کیا نعرۂ ایرج ؎ ملک ایرج آن آفتاب منیر +
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + اگر تیغ کین بر کشم از غلاف + تزلزل فتد در میان مصاف +
ایرج نوجوان بھی نعرہ کر کے گرے جنگ شروع کی مگر سمرہنگ شیر سوار آنے سے
صاحبقران کے گھبرا گیا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ مین یہ نہ جانتا تھا کہ اسقدر بلوہ ہوگا
کہ ایک طرف سے لندھور بھی آ کر گرے اور ایک طرف سے مالک کا نعرہ ہوا یہ سبب

آئی دیکھا کہ نشانہائے زرین و سرداران زرہ پوش گھوڑے چمکاتے ہوئے نمایان ہوئے
کفار حیران ہوئے کہ یہ کون آتا ہی کیا رنگ دکھاتا ہی ہرکارون نے بڑھ کر خبر دی
کہ صاحبقران زمان آپہونچے دیکھا سب کے آگے صاحبقران اشقر پر سوار پشت پر
سرداران نامدار گھوڑا اُڑاتے ہوئے آتے ہین صاحبقران نے دور سے جو دیکھا کہ
قریب ہے سلطان دآسمان سپر کی قتل ہوا چاہتی ہین گھوڑے کو بڑھا کر اپنے نام کا نعرہ
کیا نعرہ امیر ع امیر عرب ضیغم روزگار + بحکم خدا البستہ شمشیر چار + یکے تیغ صمصام
و قمقام نام + یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام + بن کافران از جہان پاک کرد + سر سرکشان
جملہ در خاک کرد + نعرہ کہکے آگرے سرہنگ چیختا ہی کہ یارو حمزہ کو وہین روک لو
اِدھر نہ آنے دو ہر چند فوج نے چاہا روکین مگر صاحبقران کب رُکتے ہین فوراً آکر
گرے تلوار چلنے لگی دوسری طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ رستم پیلتن علمشاہ نوجوان مع
سرداران نامی و پہلوانان گرامی آکر پہونچے مصروف جنگ ہوئے صاحبقران نے
رستم کو عجب شوکت سے دیکھا فرماتے تھے کہ یہ شیر بیشۂ عربستان ہی مگر سرہنگ نے
دیکھا کہ صاحبقران و رستم اس زور و شور سے جنگ کر رہے ہین کہ پرے کے پرے
درہم و برہم ہوتے ہین جیسے غول پر جا کر گرے اُسے پراگندہ کیا علم فوج گرایا پلٹنون
پر جا پڑے رسالون سے بڑھ کر لڑے ہر طرف ہنگامہ ہی صاحبقران کی تلوار بے پناہ
چل رہی ہی کہا انکے حربون کو کون روکے نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی
لقا سے ملک باختر لے لیا کوئی ان کا کیا کر سکا اب اِن کو کون روکے اور کون لڑ سکے
مگر ہان ای تاجدارو چہار جانب سے گھیر لو حمزہ کو زندہ نہ نکلنے دو تمہارے بزرگ انکے
ہاتھ سے مارے گئے مقام غیرت ہی دیکھین کیا کرتے ہو آج مسلمان بھی جان جاوین کہ
اہل طلسم جمشید نے خوب جنگ کی کہ حمزہ بار نہ اُٹھا سکے سب نے عرض کی کہ حضور
بڑھیں ہم سب ساتھ ہین وہ رنگ دکھاوین کہ مسلمان اپنی جان سے عاجز ہو جاوین
یہ کہکر سب فوج بڑھی سب تاجدارون نے اپنی اپنی فوج کو ترغیب دی کہ ہان یارو وقت
جنگ وجدال ہی تم لوگ بہت زیادہ ہو مسلمان کم ہین آج جرأت دکھاؤ قدم پیچھے نہ ہٹاؤ

پشت پر آسمان پری جب یہ لوگ باہر نکلے تو جلاد دوڑے ساحر سب جلے ہوئے ہین نیزے چمکانے لگے غل مچاتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ای شہنشاہِ قیدخانہ ہم کو حکم دیجیے کہ ہم ان کو قتل کرین ایک کو زندہ نہ چھوڑین قریشہ سلطان اور ملکہ آسمان پری نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ سب کافر دشمن جان و تشنۂ خون ہین بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگین کہ ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر نظم

خداوند ملک جہان کارساز　　خدا کار فرما و بندہ نواز
بہر حال دانا و بینا خداست　　نباشد ازو ہیچ پوشیدہ راز
ہمیشہ خدا مہربانی کند　　در فیض او ہست ہر وقت باز
چو خواہد مگس را ہما میکند　　بگنجشک بخشد پر و بال باز
کند اہل افلاس را مالدار　　گدا را دہد مسند عز و ناز
بہ بخشد بدریوزہ گر مملکت　　کند صاحب ملک و سامان و ساز
کسے را کہ خواند بقرب وصال　　رہا سازد از بند زندان آز
دہد دارو درد بیمار را　　بہ بیچارہ بخشد دوا چارہ ساز
کند عجز ہر مرد عاجز قبول　　پذیرد ز ہر بندہ ناز و نیاز
بہر حیلہ حق کارسازی کند　　بہر بندہ بندہ نوازی کند

سرہنگ نے اشارہ کیا کہ ہان انکو دار پر کھینچ دو ایک ساحر نے قریب آکر قصد کیا کہ قریشہ کو کھینچے قریشہ نے ہتھکڑی ماری کہ سر اُسکا پھٹ گیا ہنگامہ ہوا کہ لو یارو داد غضب دیکھو قیدی نے جلاد کو مار ڈالا یہ کیسے سرہنگ ہین کہ کسی مقام پر نہین رُکتے اس ظلم کو تو دیکھو کہ جلاد کو مار ڈالا اور کچھ خوف نہ کیا ہان یارو ان پر تیر باران کرو ساٹھ ہزار تیرانداز الگ ہوے ترکشون سے تیر نکالے سب کے آگے سرہنگ کھڑا ہی کمان کاندھے سے اُتار رہا ہی قریشہ سلطان نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا اور عرض کی کہ ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر ملک کر جو قریشہ سلطان نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت و نقارے کی آواز

سرہنگ نے کہا ہمنے خود مشتہر کیا ہی آج کی لڑائی یاد رہیگی کسکی مجال ہی کہ اِس لڑائی
کو جھیلے یا جان پر کھیلے جو آئیگا وہ قتل ہوگا آج ہنگامۂ عام ہی دیکھین تو کون آتا ہی
اور کیونکر تمھین بچاتا ہی جب پہر رات باقی رہی تو سرہنگ اندر آیا کہا ای قریشہ
و آسمان مشتاق رہو کہ اب رات کم باقی ہی آمادۂ مرگ و مہیاے قضا رہو دیکھو
وقت آتا ہی اُسی طرح قتل کرونگا جیسے تمنے پردۂ قاف کی آبرو کھوئی اور سب
رئیسون کو قتل کیا اور ملک قاف پر قبضہ کر لیا آج بدلے کا دن ہی جسقدر تمھارے
مطیع و منقاد ہین خاک سر پر اُڑاوینگے ہم شیر و بکری کو ایک گھاٹ پانی پلاوینگے
قریشہ سلطان کہتی ہین تم سب ظالم ہو تم کیا عدالت کروگے اگر ہم لوگ قتل ہونگے
اور وقت ہماری قضا کا قریب آگیا ہی تو عدالت قاف سے یک قلم اُٹھ جائیگی
رعایا سے دریافت کرو کہ کس عدالت سے بسر کی سرہنگ کہتا ہی کہ ای قریشہ
تم لوگ بڑے سرہنگ ہو خیر آج سرہنگی معلوم ہوگی یہ کہکر باہر نکلا تمام تاجدار جمع ہین
فوج آراستہ ہی راستے چہار طرف کے بند ہین فوجون کو جما دیا ہی کہ راستون سے کوئی
نہ آنے پائے قریشہ سلطان نے پُکار کر کہا کہ او بچیاؤ اگر آہنی دیوارین حائل کروگے
تو آنے والے نہ رکینگے جنگ کرتے ہوے پہونچینگے دیکھین انجام کیا ہو جو گذریگی
وہ دیکھوگے مگر سرہنگ نے باہر آکر پھر فوجون کو قاعدے سے جمایا جب فوجین
جم چکین جابجا افسر مقرر کیے ہر ایک کو یہی حکم تھا کہ اگر اس طرف سے دشمن آجائیگا
تو تم گنہگار ہوگے سب عرض کرتے ہین کہ غلام جان و مال سے حاضر ہین وہ جنگ
کرین کہ مسلمانون کے دانت کھٹے کردین قدم جمنا دشوار ہوگا کبھی ایسی جنگ
نہ ہوئی ہوگی جیسی آج جنگ ہوگی بہت پریشان ہونگے مسلمان امان مانگتے ہوے بھاگینگے
کون آئے گا کون جم کر لڑیگا یہ کہکر سرہنگ تخت پر سوار ہوا فوجین بے حساب ہین
ستارۂ سحری چمک رہا ہی صداے مرغ سحر آرہی ہی سرہنگ نے حکم دیا کہ قیدیان بلا
کو لاؤ چند کس گئے ملکہ قریشہ سلطان و آسمان پری کو حکم دیا کہ باہر چلو چالیس سردار
آسمان پری کے ساتھ ہین آگے آگے چالیسون سردار زنجیرین ہلاتے ہوے آتے ہین

طی کرتا ہوا اگر کوئی نخل سامنے آگیا تو اُسے لات ماردی کہ درخت گرا اس طرح پر بادشاہ راستہ طی کرتے ہوے جاتے ہین مگر رات اندھیری صحرا کا سناٹا بقول شاعر فرد
شب تاریک بیم موج گرداب چنین ہائل ۰۱ کجا دانند حال ماسبکساران ساحل ہا ۰۱
اس طرح کے اشعار پڑھتے ہوئے جاتے ہین حیران ہین کہ اس اندھیری رات مین یہ مرکب کیونکر پہونچیگا وہان تو دارین استاد ہو رہی تھین جلاد شلنگین لگا رہے تھے یہ ان سارا دن گذرا رات ہوگئی البسانہ ہو وہ لوگ قتل ہو جائین ای کریم و رحیم مجھے وقت پر پہونچانا اور اس بندۂ حقیر کو اُن ظالمون پر مظفر و منصور فرمانا امیر سے شرمندہ نہون نظم

گرد خلاق جہان انسان ترا ساخت پیدا اشرف الحیوان ترا
مرحمت فرمود از راہ کرم + پایۂ دین رتبۂ ایمان ترا +
گنج اخلاص ویقین وصدق داد کرد بخشش دولتِ عرفان ترا
بندگی در بندگان آموختت کرد یکسر بندۂ احسان ترا
از کمال فضل بر اوج شرف کرد روشن چون مہِ تابان ترا
مردہ بودی پیش ازین ای حق شناس حق عنایت کرد جسم و جان ترا
داد علم و فضل و عقل و فہم و ہوش مرد دانا کرد ای نادان ترا
مفلس و نادار بودی و غریب داد مولے این ہمہ سامان ترا
حضرت خالق مدد از غیب کرد ہند یا در نظم این دیوان ترا
تاکہ شد تحریر باطرز غریب در زبانِ پارسی نظم عجیب +

بادشاہ تو اس رنگ مین ہین مگر رات آسمان پر ہی و قریشہ سلطان پر بڑی سخت گذری کہ دمبدم سہ پہنگ آتا ہی اور ڈرا جاتا ہی کہ اب نہ گھبراؤ مین تمھاری تدبیر کر رہا ہون سب تاجدار جمع ہو چکے ہین دارین استادہ ہین سب تاجدار مشتاق ہین کہ تم قتل ہو تو پردۂ قاف صاف ہو ملکہ قریشہ سلطان جواب دیتی ہین کہ ای دشمنان خدا کیون ڈراتے ہو ناحق دھمکاتے ہو رات ہی کو قتل کرو کہ تمھاری خوشی ہو جائے مگر کسکی مجال ہی کہ ہم کو قتل کرے انشاء اللہ تعالے وقت پر ہمارے وارث آجاوینگے

که راکب اشاره کرے تو آسمان پر پہونچون سعد سوار ہو کر طرف صحرا کے چلے لاکھون
ساحر جمع ہین وہ ساحر موسوم بہ سرہنگ شیر سوار طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ یہان کا
حاکم ہی پکار پکار کر کہہ رہا ہی کہ آسمان پری و قریشہ سلطان کو لاؤ سیکڑون تاجدار
کھڑے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ای سرہنگ اگر آسمان پری زوجہ صاحبقران
کو قتل کیا تو کل پردۂ قاف پر قبضہ ہوگا سرہنگ کہتا ہی یارو اب کیون گھبراتے ہو
زمانہ برسر یاری ہی اُس شخص کو قتل کرتے ہین جسکی ذات سے سارا فتور ہی اسی نے
صاحبقران کو بلوایا باپ نے اسکے دیوزادون کو بھیجا امیر زخمدار تھے اول مرہم سلیمانی
سے علاج کیا پھر امیر آئے اول دیوزادون کو مارا پھر تو وہ لڑائیان پڑین کہ تمام
پردۂ قاف کے شاہزادے اور رئیس زادے ایک طرف تھے حمزہ ایک طرف مگر جس
سرکش سے مقابلہ پڑا وہ ہاتھ سے امیر کے مارا گیا آخر لڑتے بھڑتے طلسم میمونہ مین
پہونچے دیو عفریت ایسا سرہنگ کہ اُسکا خانِ قاف خطاب تھا کیسا کیسا چھپا مگر
امیر کے پاس لوح موجود تھی ڈھونڈھ کر عفریت کو قتل کیا سب سردار ناچار ہوے
ہر ایک کا یہی قول تھا کہ پردۂ قاف تباہ ہوا اب پردۂ قاف کی آبادی کا وقت آیا
جا بجا عملداری سامری و جمشید کی ہوگی ذیر بن جاینگے تصویرین خداوندی کی نصب
ہونگی سب ساحر کہہ رہے ہین کہ ای سرہنگ شیر سوار یہ خبر تو تمام عالم مین مشہور
ہے کہ ملکہ قریشہ سلطان و آسمان پری قتل ہوتی ہین ایسا نہ ہو طلسم کشا کو خبر ہو جاے
سرہنگ نے کہا مین نے وہ انتظام کیا ہی کہ اگر سو طلسم کشا آوین تو قیدی کے قریب
نہ پہونچ سکین سعد گھوڑا اُڑائے ہوے جاتے ہین یہ سب باتین سُن رہے ہین کہ ایک
صحرا ملا وہ مجمع آنکھون سے غائب ہوا اب سعد حیران ہوے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین
نوشتہ پایا کہ جس مرکب پر سوار ہو یہ کل راستے طلسم کے جانتا ہی یہ وہین تمھین
پہونچائیگا اب یہ مرکب ہمیشہ زیر ران رہیگا جس راستے کی آپ کو فکر ہوگی اُسی
مقام پر پہونچیگا سعد شہریار کو اطمینان ہوا اُسی صحرا مین آفتاب غروب ہو
ہر چند کہ پردۂ شب حائل ہوا مگر مرکب اُسی طرح چلا جاتا ہی درختونکو صحراؤن کو

بخیر ہوا کہ قیدی قتل ہوتے ہین ہم لوگ اطمینان پائین گے اپنی نوکری پر جائین گے انعام بھی ملیگا سعد یہ سب آوازین سُن رہے ہین کہ طرف سے دار الامارہ کے گرد اُڑی نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک ساحر زبردست تخت پر سوار لپشت پر کئی لاکھ فوج ہی آکر دہ شاہ پہونچا نگہبانون نے سلام کیا شاہ نے کہا کہ تم لوگ مستحق انعام ہوے خوب حفاظت کی بعد قتل کے تم کو انعام ملیگا سب دعائین دینے لگے کہ ای گبہان آسمان اسیر تمہاری وجہ سے یہ دن نصیب ہوا کہ بی قرلیشہ سلطان و آسمان پری قتل ہوتی ہین ورنہ کسکی مجال تھی کہ ان کو قتل کرتا وہ بادشاد اُتر پڑا پھر گرد ین اُڑنے لگین کوئی پہلوان دس ہزار فوج سے آیا کوئی پچاس ہزار سے اس دھوم سے دن بھر مین فوجین جمع ہوئین سعد بن قباد دیکھ رہے ہین کہ فوجون سے تمام صحرا بھرا ہی بڑے بڑے تاجدار ٹہلتے پھرتے ہین شام تک سعد اُس قصر مین رہے یہی سامان دیکھتے رہے شام کو روشن تاجدار حاضر ہوا عرض کی حضور نے ہنگامے دیکھے سعد نے فرمایا تمام عالم جمع ہی خدا اُنکی مشکل کو آسان کرے پھر روشن تاجدار نے کہا اُٹھیے اور تشریف لے چلیے شب تیرہ و تار ہی مین آپ کو راستہ طی کرنا ہی ایسا نہ ہو کہین راہ فراموش ہو سعد قصر سے نکلے آئینے کو ایک لات ماری کہ آئینہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا آئینے کو توڑ کر جو سعد اُٹھے ہنگامہ گیر ودار بلند پایا قصر سے جو باہر نکلے دیکھا سامنے میدان ہی دار بن استاد ہو رہی ہین اور سر ہنگ شیر سوار کہ اس مقام کا حاکم ہی انتظام میدان خونی کر رہا ہی بادشاہ حیران ہوے کہ یہ بادشاہ کہا سے آیا مین کس قصر مین تھا کس قصر مین پہونچا یہ کیا شعبدہ ہوا حیران کھڑے تھے کہ مین کیا تدبیر کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک مرکب کوہ سرین و کوہ کفل زین و لجام سے آراستہ آکر پہونچا اور بادشاہ کے قریب کھڑا ہوا اشارے کرتا ہی کہ مجھپر سوار ہو جیے بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ سامنے سامان قتل ملکہ آسمان پری و قرلیشہ سلطان ہو رہا ہی یہی وقت ہی کہ جاکر شریک جنگ ہو یہ مضمون دیکھکر بادشاہ مرکب پر سوار ہوے دیکھا گھوڑا باد رفتار ہی چاہتا ہی

پھر بہار آئی اسیرانِ قفس سے کہدو
رخصت اے تربتِ مجنون کہ چلے نجد سے ہم
راہ وحدت ہمین کثرت کی کشاکش مین ملی
خود بنا صورتِ تصویر وہ حیرانی سے
یار محفل سے نکلوا کے بُلانا کیسا
آہ کی دل نے ہر بار اشک بھرے آنکھون مین

ضبط کی فصل گئی موسمِ فریاد آیا
کوچہ اُس غیرتِ لیلی کا ہمین یاد آیا
ان بتون نے یہ سنا یاکہ خدا یاد آیا
کھینچنے یار کی تصویر جو بہزاد آیا
مین نہ مانونگا کوئی اور ستم یاد آیا
شامِ غربت کو جو دیکھا تو وطن یاد آیا

وہ بادشاہ زر نثار کرتا ہوا سعد کو اس دھوم سے ساتھ لیے ہوے قریب ایک قصر کے پہونچا دروازے پر چوبدار ویساول وحاجب ودربان ٹہل رہے ہین سعد شہریار کو سب سلام کرنے لگے سعد تخت سے اُترے وہ شاہ سعد کو ساتھ لیے ہوے قصر مین آیا ایک تخت زبرجدی بچھا تھا اُسپر بادشاہ کو بٹھایا ایک آئینہ سامنے لگادیا عرض کی اب غلام نہین ٹھہر سکتا یہ مقام متبرک ہو آپ ہی کی ذات کے واسطے ہو ہماری کیا مجال ہو کہ ٹھہر سکین حضور لوح کو دیکھ کر آئینے کو ملاحظہ کرین مطلب حاصل ہوگا شاہ تو باہر نکل گیا اپنا نام بتا گیا کہ جب حضور کو ضرورت ہو تو روشن تاجدار کہکر بلا لیجیے گا مین فوراً حاضر ہونگا یہ کہہ کے وہ تو چلا گیا سعد شہریار نے اول لوح پر نگاہ ڈالی اُس مین لوشتہ پایا کہ آئینے مین دیکھیے سب حال روشن ہو جائیگا اگر سکندر ہوتا تو وہ آپ کے جلال پر نثار ہوتا سعد ملاحظہ فرما رہے ہین کہ آئینے مین غبار اُٹھا تمام صحرا تیرہ وتار ہوگیا اب جو نگاہ جمائی تو بعد اُس صحرا کے دیکھا کہ ایک قصر سیاہ بنا ہی قصر کے دروازے پر ہزارہا ساحر بیٹھے ہین مگر خاموش یکایک سب اُٹھے اور غلغلہ کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حکم شاہ آتا ہو ایک چوبدار سن رسیدہ آیا اُسنے آکر حکم پہونچایا کہ ہمارے شاہ نے حکم دیا ہو تیار رہو میدان خونی کی تیاری کرو آسمان پری دقربیشہ سلطان قتل ہونگی دیکھین تو کون بچاتا ہو چوبدار تو یہ کہکر روانہ ہوگیا تمام ساحر خوشیان کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بڑی مشقت سے مہلت پائی رات بھر جاگتے تھے چوکی پہرا دیتے تھے دن کو بھی فرصت نہین پاتے تھے آب ودانہ ترک ہوگیا تھا انجام

جاؤ قلعۂ سلاسل پر خبر کرو سلاسل بری فوج لیکر آوین صحرا مین ٹھہرین مین اُن کو
لے لونگا دیو سیماب یہ خبر سُن کر بھاگا طرف قلعۂ سلاسل کے چلا مگر سعد شہریار کا
انتشار بڑھ گیا رہروی کرتے ہوے جاتے ہین ایک شہر ملا کہ ہزارہا کاہ فروش و
ہیزم فروش اندر شہر کے جاتے ہین مگر نگہبان دروازے کے روک رہے ہین ایک
ایک کا نام پوچھتے ہین تب اندر شہر کے جانے دیتے ہین سعد کو بھی خیال آیا کہ مین شہر
مین جاؤن دیکھون یہان کا حاکم کون ہی جیسے ہی دروازے پر آئے نگہبان نے نام پوچھا
بادشاہ نے نام مفصل بتادیا نگہبان نے افسر کو پکارا کہ افسر صاحب جلد آئیے طلسم کشا
آگئے افسر فوراً آیا قدمون کو سعد کے بوسہ دیا عرض کی کہ مین کئی دن سے منتظر تھا
نہین معلوم حضور کو کہان دیر ہوئی یہ شہر عجائب نما کہلاتا ہی قصر غرائب مین تشریف
لے چلیے سب حال آپ کو معلوم ہو جائیگا کوئی پردہ نہ رہیگا قصر غرائب مین آئینۂ طلسمی
رکھا ہی اُسمین سب حال معلوم ہوگا شعلۂ آتشخوار لشکر گران لیکر گئی ہی سعد اُس
افسر کے ساتھ ہوے افسر باتین کرتا ہوا سعد کو لے چلا شہر مین جو سعد شہریار
داخل ہوے دوکاندار جو دکانون پر بیٹھے ہوے تھے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے
جھک کر بادشاہ کو سلام کرنے لگے اور عرض کرتے تھے ہم سب آپ کے مشتاق تھے
شکر ہی کہ آپ تشریف لائے آپ کی زیارت سے مشرف ہوے سعد فرماتے ہین
پروردگار عالم مذہب اسلام کو ترقی عطا کرے اسی وجہ سے مین یہان تک پہونچا
سب دکاندار کلمہ پڑھنے لگے اور دکانون سے اُٹھ کر ساتھ ہوے کہ نوبت و نقارے
کی آواز آئی ایک بادشاہ تخت پر سوار آکر پہونچا جھک کر سلام کیا کہا حضور تشریف
لے چلین قصر غرائب کو آراستہ کر دیا ہی یہ کہکر اُس بادشاہ نے سعد کو تخت پر
سوار کر لیا فوج کو اشارہ کیا نوبت و نقارے بجنے لگے شہنا نواز یہ اشعار گاتے تھے نظم

ہجر مین وصل کا سامان جو مجھے یاد آیا	نالے کرتا ہوا دل تا لب فریاد آیا
بوسۂ لب کے جو لینے کا مزہ یاد آیا	آہ کے ساتھ لبون پر دل ناشاد آیا
چہچہے بھی نہ کیے تھے ابھی بلبل نے کہ آہ	دوش پر دام سنبھالے ہوے صیاد آیا

پوچھو سعد نے اسم حاشیۂ لوح پڑھا دستک دی گوشۂ صحرا سے ایک ضعیفہ پیدا ہوئی
اُسنے آکر سلام کیا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ کنیز کو کیون طلب فرمایا ہی بادشاہ نے فرمایا
بڑی بی صاحب تمکو تکلیف دی ہی کہ رہبری کرو تاکہ مین اس صحرا سے نکلون ضعیفہ نے
کہا تالاب ملاحظہ ہو اُسکے گوشے مین پرچہ پڑا ہی اُسمین سب حال لکھا ہی یہ کہکے وہ ضعیفہ
غائب ہوئی سعد نے دیکھا گوشۂ تالاب مین ایک پرچہ پڑا ہی سعد نے اُسے اُٹھاکر
پڑھا اُسمین تحریر تھا کہ ای فتاح طلسم اگر لوح چھن کر پھر ملے اور راستے کے خواہان ہو
تو خیال کر کے پہلوے تالاب مین دیکھو ایک مار سیاہ بیٹھا ہی تمکو دیکھ کر بھاگیگا جس
مقام پر غائب ہو اُسی مقام پر کھودو ایک نابینا کی قبر ہی لاش اُسکی گلی ہوئی ملیگی اُسپر
لوح کا عکس ڈالنا مردہ آنکھ کھولیگا اُس سے پوچھنا وہ راستہ بتادیگا سعد نے
گوشے مین آکر مار سیاہ کو دیکھا وہ مار سیاہ بھاگ کے ایک سوراخ مین گھس گیا سعد
نے خنجر سے زمین کھود دی دیکھا ایک مردے کے استخوان پڑے ہین جیسے ہی لوح کا عکس
ڈالا استخوان باہم ہوگئے مردے نے آنکھین کھولدین سعد نے پوچھا کہ ای بینائے طلسمی
بتاؤ کہ اس صحرا سے کیونکر نکلین مردے نے ہاتھ اُٹھادیا اشارہ تھا کہ بائین پر جاؤ
سعد اُس طرف چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ ایک دیو کو دیکھا روتا ہوا آتا ہی سعد کو
دیکھکر قدمون پر گرا عرض کی کہ ای شہریار غلام کو حضور نے پہچانا سعد نے کہا مین نے
کبھی دیکھا بھی نہین دیو نے کہا کہ مین ملازم ملکہ قریلیشہ سلطان ہون جبدن سے وہ
قید ہوئین میرے کیئے کچھ نہ ہوسکا سحر سے ساحرون کے ناچار تھا ایک صحراے ویران
مین بیٹھ رہا یکایک صحرا مین غلغلہ ہوا کہ حکم خداوند آگیا ملکہ قریلیشہ سلطان و آسمان پری
کل قتل ہونگی مین رونے لگا اسقدر رویا کہ بیہوش ہوگیا عالم خواب مین ایک بزرگ کو
دیکھا کہ فرمارہے ہین ای دیو سیماب جلد روانہ ہو طلسم کشا صحراے پرخار مین آگئے
اُن سے سب کیفیت بیان کر تاوہ فکر کرلین گے یہ کہکر دیو بھاگا سعد شہریار نے کہا کہ
ای دیو سیماب ٹھہر جاؤ مین اپنے کو پہونچاؤنگا جمشید کی کیا مجال ہی کہ ملکہ آسمان پری
و قریلیشہ سلطان کو قتل کرے بحکم پروردگار زمین ہلادونگا یہان سے بھی بھاگیگا تم

غائب از چشم خدا بینان نمی گردد خدا — روبرو ہر وقت و در ہر حال باشد دو بدو
گاہ از مشرق کند نورش گہ از مغرب ظہور — گاہ اندر شش جہت باشد گہے در چار سو
گاہ آن گلچہرہ از گل مینماید رنگ خویش — گاہ آن غنچہ دہن بخشد ز بوے غنچہ بو
ذکرش از ہر ذکر گردد بر زبان ہا آشکار — گفتگوے او شود ظاہر ز ہر یک گفتگو

اس حیرانی مین بادشاہ بیٹھے ہین مگر سوچ رہے ہین کہ ای سعد اس صحرا سے کس طرح نکل سکو گے کہ شعلۂ جہان نما آکر پہونچی سعد کو اس حال مین دیکھ کر گھبرا گئی کہا ای شہریار کیا کیفیت ہی سعد نے کہا لوح طلسمی وہ مکارہ لے گئی اب اس فکر مین بیٹھا ہون کہ اس صحرا سے نکاسی کیونکر ہوگی شعلہ نے لوح نکال کر سعد کو پہنا دی سعد شہریار نے جیسے ہی لوح پہنی ہاتھ پانؤن مین طاقت آگئی شعلۂ جہان نما نے عرض کی حضور کے لیے کھانے کی تدبیر کرون سعد نے فرمایا ضرورت تو ہی شعلہ کڑکی اپنے باغ مین پہونچی کچھ کھانا لیا دستر خوان مین لپیٹ کر لے چلی سعد شہریار ایک نخل کے سائے مین بیٹھے ہوے سوچ رہے ہین کہ دیکھیے لوح کیا حکم دیتی ہی کہ شعلۂ جہان نما آکر پہونچی سامنے شاہ کے دستر خوان بچھا دیا بادشاہ نے خاصہ نوش کیا خاصہ کھاتے مین فرمایا کہ ملکہ تم بھی شریک ہو جاؤ شعلہ نے کہا مین کیا خاک کھانا کھاؤن عجب کشاکش مین ہون آج عجب معرکہ ہوا سہنکال مجکو نکال کر لایا مین نے لوح پر بھی قبضہ کیا مین لیکر چلی تھی راہ مین سہنکال نے ایسے کلمے کہے کہ مین تو حضور گھبرا گئی مین نے اُسے جلا دیا اُسی وقت والدہ میری آگئین مجبیرہ سحر مین غالب ہین مگر لوح طلسمی دیکھ کر گھبرائین اور یہ کہ گئین کہ خیر اب جا مگر مین سمجھ لونگی مین خدمت مین حضور کی آئی آپ تو اپنے کو اس صحرا سے نکا لیے لیکن شعلۂ آتشخوار بڑی مشکل سے قتل ہوگی اُسکے مکر سے بچیے گا اپنے کو بہت بچاتے رہیے کوئی مکر ہو لوح ضرور بچاتے رہیے سعد نے فرمایا انشاء اللہ تعالٰے اب ہر مرتبہ لوح دیکھتا رہونگا خدا چاہیگا تو دھوکا نہ کھاؤنگا یہ باتین کرکے شعلۂ جہان نما تو رخصت ہوئی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیاح عجائبات اسم حاشیۂ لوح پڑھ کر دم کرو اور دستک دو جو کوئی آئے اُسی سے پڑھتا

چلون کہ سامنے سے شعلہ ہاے آتش بھڑکے دیکھا شعلۂ آتشخوار آتی ہی بیٹی کو جو دیکھا جلکئی
اور لاشۂ نہنکال بھی دیکھا کہ پڑا ہی آواز دی کہ او گیسو بریدہ تو نے نہنکال کو مارا
اب مین تجھے زندہ نہ چھوڑونگی ملکہ گھبرا گئی سحر نہین یاد آتا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑا ہی
مگر شعلۂ آتشخوار نے جو بیٹی کو اس حال مین دیکھا چاہا کڑک کر گرون اس دشمن کو اٹھا لیجاؤن اب قید نہ کرونگی لیجاتے ہی قتل کر ڈالونگی نہین معلوم کیا سوچ کر آئی ہی نہنکال
کو کیا فقرہ دیا یہ سوچ کر قصد کرنے کا کیا بڑے جوش و خروش سے چلی ملکہ کو جلدی مین کچھ
نہ بن پڑا لوح طلسمی جھولی سے نکالی گھبرا کر اُسی کو چمکا دیا لوح کو دیکھ کر شعلۂ آتشخوار
گھبرائی پکار کر آواز دی کہ لوح بھی تو نکال لائی خیر سمجھونگی شعلۂ آتشخوار سوچی اگر پاس جاؤنگی
تو جل کر خاک ہو جاؤنگی کہا او گیسو بریدہ جا مین تجھسے سمجھونگی یہ کہکر اپنے قصر مین آئی کنیزون
سے کہا کہ کیون صاحبو تمنے نہ روکا سب نے کہا واری نہنکال نے اُن کی زبان سے سورن
نکالی وہ قید خانے سے نکلین صندوق کھولنے کے وقت ہمنے کہا تھا کہ واری اِسمین تحفۂ
بزرگ ہی آپ کی والدہ رکھ گئی ہین اسکا جواب دیا کہ ہماری مان کا مال ہی ہم دیکھ کے
رکھ دین گے تم لوگ باہر جاؤ ہم لوگ تو باہر گئے نہنکال پہلے ہی جا چکا تھا اُسکے بعد
ملکہ گئین شعلۂ آتشخوار نے کہا کہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگی ابکی مرتبہ گرفتار کر کے
فورًا قتل کرونگی شعلہ تو اس فکر مین ہی کہ کسی طرح شعلۂ جہان نما کو گرفتار کر دن مگر ملکہ
بعد جانے مان کے پھر سوچی کہ صحراے نالاب نما مین چلون شہریار کو اُس صحرا سے نکالون
یہ سوچکر چلی مگر سعد بن قباد کو آج دوسرا دن ہی کہ آب و دانہ ممکن نہین ہوا اُس صحرا
مین مارے مارے پھر رہے ہین جدھر جاتے ہین راستہ نہین ملتا آخر تھک کر ایک نخل
کے نیچے بیٹھے عالم یاس مین دعائین کرنے لگے پکارتے تھے کہ اے رب کارساز و اے
خالق بے نیاز اس مشکل کو آسان کر نظم

ہست بہر حق عبث کردن تلاش و جستجو	شہر شہر و جا بجا خانہ بخانہ کو بکو
زانکہ آن محبوب و مطلوب جہان منظور خلق	می نماید طالبانِ دید را ہر سمت رو
جلوہ گر در جزو و کل ہست آن وجود جزو و کل	در ہمہ ایجاد موجود است ذات پاک ہو

بد نامی ہوئی نہنکال نے کہا اگر مجکو قبول کیجیے تو مین آپ کو نکال لے چلون کسی اور ملک
مین چل کر رہیے ہم لوگ ساحر ہین جہان جائین گے وہان قدر ہوگی ملکہ اپنے دل مین
سوچین کہ ای شعلۂ جہان نُما اس ملازم کی کیا مجال ہی کہ ہم پر ہاتھ ڈال سکے مگر اِسکا
کہنا قبول کرو چل کر سعد شہریار کی مدد کرو لوح طلسمی اُن کو پہونچاؤ یہ سوچ کر کہا کہ ای
نہنکال مین تو یہی چاہتی تھی کہ میری شادی تیرے ساتھ ہو لیکن جو بدنامی بدی تھی
وہ ہوئی سامنے جو صندوق رکھا ہی لوح طلسمی اُس مین سے نکال لو اور میری زبان سے
سوزن نکال لو مین تُمھارے ساتھ نکل چلون ہمین طلسم کشا سے کیا واسطہ ہی جب لوح
ہمارے پاس ہوگی تو طلسم بھی نہ ٹوٹیگا نہنکال عشق مین سرشار ہو رہا تھا قریب صندوق
کے آیا چاہا کھولون قفل اُسکا نہ کھُلا کہا ای ملکۂ عالم صندوق نہین کھُلتا ملکہ نے کہا
میری زبان سے سوزن نکال مین کھُول لونگی نہنکال نے زبان سے سوزن نکالی
سوزن نکلتے ہی شعلۂ جہان نُما نے سحر کیا کہ سب قید ٹوٹ کر گری نہنکال سے کہا
چلو تم آگے بڑھو نہنکال تو آگے چلا شعلۂ جہان نما نے آکر سحر کر کے صندوق
کھُولا لوح کو نکال لیا رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھا اور پر پرواز پیدا کر کے
چلی راہ مین نہنکال ملا اُسنے کہا ملکۂ عالم بائین پر چلیے شعلۂ جہان نما نے کہا او
مردود ہمارے گھر کا نمکخوار ہو کر ایسی حرکت چاہتا ہی اپنی جان کو غنیمت جان میرے
سامنے سے ہٹ جا ورنہ جلا کر خاک کردونگی نہنکال نے کہا کہ ای جان جہان و
ای آرام دل مشتاقان مین بدنام ہو جاؤنگا اب مین سامنے ملکہ کے کس طرح
جاؤنگا مجکو اپنا غلام جانیے مین ہمراہ رہونگا ملکہ نے کہا کہ کیون بیہودہ بکتا
ہی سامنے سے ہٹ جا نہنکال نے سحر کیا کہ گرفتار کر لون ملکہ نے لوح طلسمی کو
دکھا دیا لوح کا عکس جو پڑا نہنکال خاموش ہوا سحر فراموش ہو گیا ملکہ نے چٹکی
خاک کی اُسپر ڈالدی نہنکال جل کر خاک ہوا نہنکال کو جلا کر سوچی کہ صحرائے
تالاب نما مین چلون شہریار کو لوح دون اُنھین کے ساتھ رہونگی ورنہ نہین
معلوم مادر مہربان کیا تدبیر کرین یہ سوچ کر قصد کیا ہی کہ طرف صحرائے تالاب نما کے

ساحر بلند بالا غریو کرتا ہوا نکلا قریب سعد آکر حملہ کیا سعد نے ہاتھ تلوار کا مار دیا
اُس ساحر نے شکم اپنا آگے کر دیا شکم پر جو تلوار پڑی شکم اُسکا چاک ہوا تالاب سے
پانی اُبلنے لگا اسقدر پانی اُبلا کہ تمام صحرا عالم آب ہو گیا جتنی دور سعد کھڑے ہین
اُتنی زمین خشک ہی کہ ایک نہنگ نے پانی سے مُنہ نکالا چاہتا ہی سعد کو نگل جاوٴن سعد
جب تلوار ہلاتے ہین تو وہ نہنگ غوطہ مار جاتا ہی جب دو چار مرتبہ ایسا ہی ہوا تو یاد
آیا کہ لوح دیکھون لوح طلسمی گلے سے اُتاری چاہا دیکھون نہنگ مُنہ پھیلائے ہوے سامنے
آیا ایک آواز آئی کہ ای سعد شہریار لوح طلسمی اِسکے مُنہ مین پھینک مار دیے بادشاہ
گھبرائے ہوے تھے اُس صدا کو سمجھے کہ کسی خیر خواہ کی آواز ہی لوح کو پھینک مارا اُس
نہنگ نے دہن مین لوح کو لے لیا اور آواز دی کہ او طلسم کشا منم شعلۂ آتشخوار
دیکھا پانی ندارد شعلہ سامنے کھڑی ہی سعد کے گلے مین لوح محفوظ موجود ہی وہ
ہاتھ تو اُن پر نہ ڈال سکی پر پرواز پیدا کر کے نکل گئی اور سعد شہریار اُسی صحرا مین حیران
و پریشان و سرگردان ہین جدھر جاتے ہین عالم آب پھر پلٹ کر اُسی مقام پر آتے ہین مگر
شعلۂ آتشخوار لوح طلسمی لیکر اپنے قصر مین آئی شعلۂ جہان نما کو ایک مکان مین قید
کیا ہی آکر لوح بیٹی کو دکھائی کہا او شوخ دیدہ دیکھ لوح طلسمی مین چھین لائی اب
اُسے جنگل مین گرفتار کر لونگی تجکو اور اُس کو ساتھ قتل کرونگی شعلۂ جہان نما یہ سنکر
بہت روئی جی مین کہتی ہی کہ اس ظالمہ سے دیکھیے بادشاہ کیونکر بچتے ہین ہزارہا شعبدے
کر رہی ہی آخر اس شعبدے مین پھنسے بیشک یہ اُن کو گرفتار کر لے گی مگر شعلہ نے لوح
صندوق مین رکھی ایک ساحر ہی نہنکال جادو افسر اُسکے لشکر کا اُس سے کہا مین تو
فکر گرفتاری طلسم کشا مین جاتی ہون مگر تو کھانا شعلۂ جہان نما کو پہونچا دینا یہ کہکر
شعلۂ آتشخوار چلی گئی مگر نہنکال جادو مدت سے شعلۂ جہان نما پر مائل ہی جس وقت
سے ملکہ قید ہوئی ہین نہنکال کو بڑا قلق تھا اب جو حکم کھانے کا ملا ایک سینی مین کھانا
لیکر قصر مین آیا کہا ای ملکۂ عالم اسے نوش فرمائیے ملکہ نے کہا کہ ای نہنکال مین کھانا
نہ کھاوٴنگی مجھپر سراسر تہمت ہی مادر مہربان نے تحقیق نہ کیا اور مجکو قید کر دیا ناحق کو میری

ملکہ کو قتل کرے یا جمشید کے پاس روانہ کردے وہ بلاے روزگار ہی دل سے خیر خواہ
جمشید ثانی ہی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بیرون باغ ایک تالاب
ہی اُسکے کنارے پر جاکر لوح کا عکس ڈالو ایک ماہی کلان نکلے گی اُسکو گرفتار کرنا
اسکے بعد جو کچھ معاملہ در پیش ہو بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا سعد شہریار
نکلے باہر آکر دیکھا سامنے تالاب ہی پانی جوش مار رہا ہی ہزارہا مچھلیان شناوری
کر رہی ہین سعد نے قریب جاکر لوح کا عکس پانی مین ڈالا ایک ماہی کلان اُبھری
سعد نے ہاتھ ڈالا ہر چند کہ ہاتھ پڑا مگر مچھلی تڑپ کر غرق ہو گئی سعد نے لوح کو
ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ تم بھی اسمین پھاند پڑو سعد شہریار فوراً تالاب مین پھاندے
دیکھا کہ وہی ماہی کلان ریتی مین تڑپ رہی ہی سعد نے دوڑ کر ہاتھ مارا مچھلی تڑپکر
بلند ہوئی مثل ستارے کے آسمان پر چمکی سعد نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری
تاک کر تیر مارا کہ مچھلی کو توڑ کر پار گذرا مچھلی گری سعد نے بحکم لوح اُسکے خونین لوح
کو تر کیا اب جو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ جب لوح خون مین تر ہو تو مناسب یہ ہی کہ
اُسی طرح گلے مین ڈال لو پھر تماشاے قدرت پروردگار کرو سعد نے لوح کو گلے
مین ڈال لیا جیسے ہی لوح گلے مین ڈالی ہزارہا طائر صحرا سے پیدا ہوے اور آکر
سعد کو گھیر لیا چاہتے تھے منقار سے غربال کرین سعد تلوار ہلانے لگے طائر قتل
ہونے لگے مگر پیچھا نہین چھوڑتے سعد نے اُس کشاکش مین لوح کو بمشکل دیکھا
نوشتہ پایا کہ اِن طائرون مین ایک طائر کلان ہی سب سے زیادہ بلند ہی عکس
اپنا طائرون پر ڈالتا ہی اُسکو تیر سے مارو سعد نے کمان کاندھے سے اُتاری تیر
بجر کمان مین پیوست کیا جیسے ہی سیسر کڑکا وہ طائر بلند ہو گیا تیر نہ پڑا سعد
نے طائرون سے پھر جنگ شروع کی مگر لوح کو نہین ملاحظہ کر سکتے اس زور و
شور سے طائر جنگ کر رہے ہین کہ سانس لینا دشوار ہی ناگاہ دیکھا کہ پہلو سے
اُسی تالاب کے ہزارہا ساحر نکلنے لگے اور آکر حملہ آور ہوے چاہتے ہین یلوہ
کر کے قتل کر ڈالین مگر سعد شہریار اُن سے بھی جنگ کرنے لگے اُنمین سے ایک

زمین پر آکے اُتری ماں کو سلام کیا شعلۂ آتشخوار نے کہا کہ تم نے طلسم کشا کو کیوں
بچایا خوب دوستی کی شعلۂ آتشخوار تھرا گئی کہا ای مادر مہربان مین نے تو اب تک طلسم کشا
کو دیکھا بھی نہین شعلۂ آتشخوار نے کہا اچھا جاؤ مین سمجھ لونگی شعلۂ جہان نما گھبرا کر اُ
طرف باغ کے چلی یہان سعد شہریار انتظار مین ہین کہ شعلۂ جہان نما آکر پہونچی کہا ا
شہریار غضب ہوا مادر مہربان کو خبر ہو گئی اِدھر شعلۂ آتشخوار نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ
مین صاحبزادی کے جاؤ دیکھو کیا کر رہی ہی مگر خبردار کسی بات مین دخل نہ دینا مین جا
سمجھ لونگی یہان شعلۂ جہان نما سے اور سعد شہریار سے اختلاط کی باتین ہو رہی ہی
اُس کنیز نے آسمان پر سے آکر دیکھا کہ سعد شہریار پہلو مین ملکہ کے بیٹھے ہین آپس مین
باتین ہو رہی ہین دیکھتے ہی اُلٹی بھاگی سامنے شعلۂ آتشخوار کے آئی تمام کیفیت بیان
شعلۂ آتشخوار نے کہا ایسی سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے یہ کہ کر اُٹھی طرف باغ کے چلی ایک
کنیز کی شکل بن کر باغ مین آئی اشارے سے ملکہ کو بُلایا کہا داری ذرا ادھر آئیے مین
کچھ عرض کرونگی ملکہ بلا تکلف اُٹھ آئین باتین کرتی ہوئین ایک چمن مین آئین شعلۂ آتشخو
نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ کیون او گیسو بریدہ تو نے کل طلسم سے دشمنی کی چمن آرا نے طلسم کشا
کو گھیرا تھا تو نے سب کنیزون کو جلا دیا اور صحرا کی حدت مٹائی اپنے باغ مین سعد
کو بُلا لیا ہمارے قتل کی تدبیر پوچھنے آئی تھی اگر ہم آگاہ نہ ہوتے تو ہمسے دریافت
کرتی ہمارے کہنے سے بھاگ گئی ہم نے خبر منگائی تو معلوم ہوا کہ سعد شہریار کے پہلو
مین بیٹھی ہی شعلۂ جہان نما نے چاہا تھا کہ کچھ کلام کرے شعلۂ آتشخوار نے کمر مین پنجہ
دیا اور لے اُڑی مگر شعلۂ جہان نما نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار کنیز آپ کی
گرفتار ہوئی اگر ہو سکے تو رہائی کی تدبیر کیجیے گا سعد نے بارہ دری سے نکل کر دیکھا
کہ شعلۂ آتشخوار شعلۂ جہان نما کو لیے ہوئے جاتی ہی تیر و کمان نکالی کئی تیر مارے مگر
شعلۂ آتشخوار اسقدر بلند ہو چکی تھی کہ کوئی تیر اُسکے قریب نہ پہونچا سعد نے زانو پر
ہاتھ مارا اور بہت بیقرار ہوے کنیزین رونے لگین کہتی تھین کہ ای شہریار لوح کو
ملاحظہ کیجیے ہماری ملکہ تشریف لیجا ئیے ایسا نہ ہو کہ شعلۂ آتشخوار جاتے ہی

مگر شعلۂ جہان نما چاہتی ہی کہ کسی طرح سعد سے ملاقات کرون سعد شہریار نخل کے
سامنے سے جو ہٹے ایک دروازہ باغ کا دکھلائی دیا بسم اللہ کہکے اندر باغ کے تشریف
لائے دیکھا باغ لاجواب نہرین پُر آب آب صاف و شفاف ہی گانے کی آواز کان مین آئی
بادشاہ طرف آواز کے متوجہ ہوے دیکھا باغ مین ایک طرف ایک قصر عالی ہی بادشاہ
قریب قصر تشریف لائے چند کنیزون نے آکر سلام کیا عرض کی کہ حضور آپکو شعلۂ جہان نما
یاد فرماتی ہین سعد نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جاؤ سعد اندر قصر کے آئے دیکھا ایک
شاہزادی نہایت حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہی سعد کو دیکھ کر اُٹھی ہاتھ تھام لیا لاکے
مسند پر بٹھایا کنیزون کو اشارہ کیا کہ سامان عیش و نشاط لاؤ کنیزون نے گلابیان شراب
کی سامنے لاکر رکھین شعلۂ جہان نما نے جام لبریز کیا بادشاہ کے سامنے پیش کردیا بادشاہ
ڈرے ہوے تھے دزدیدہ نگاہ ہو نسے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ بے خوف پی جاؤ یہ دوست
ہی دشمن نہین ہی سعد نے ہاتھ رکھدیا شعلہ نے کہا کہ کیون شہریار شراب سے کیون
انکار ہی لوح کو ملاحظہ کرلیجیے کہ آپ کو تسکین ہو سعد نے کہا مجھے تم سے کچھ خوف نہین
ہی لیکن مذہب کا خیال ہی شعلہ نے جواب دیا کہ جب آپ سے محبت کی تو آپ کا
مذہب بھی اختیار کیا مین آپ کو پتہ لگا دونگی کہ شعلۂ آتشخوار کہان ہی شراب پلاکر کہا
تشریف رکھیے مین جاکر دریافت کرون سعد کو یہان ٹھہرایا آپ طرف شعلہ کے
چلی مگر شعلۂ آتشخوار اپنے قصر مین بیٹھی ہی کہ اول چمن آرا آکر پہونچی جسکو سعد نے
تمانچہ مارا تھا سامنے شعلۂ آتشخوار کے رونے لگی کہا واری آج تو آپکی صاحبزادی
نے غضب کیا جب مین نے باغ مین طلسم کشا کو گھیرا اور گرفتار کرنے کی تدبیر کی تو آپکی
صاحبزادی نے ماش کے دانے پھینکے سب کنیزین جل گئین سعد نکل گئے صحرا مین جاکر
آگ روشن کی کہ یہان ہلاک ہونگے وہان بھی ملکہ نے سحر کیا سعد کو آرام ملا اب یقین
ہی کہ باغ مین اُن کے گئے ہون اس کی فکر کیجیے یہ سُن کر شعلۂ آتشخوار بہت جھلائی کہا
دیکھو تو مین اُسکا کیا حال کرتی ہون تم جاؤ جاکر فکر مین مصروف ہو وہ تو چلی گئی شعلۂ آتشخوار
غصے مین بیٹھی تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا شعلۂ جہان نما ایک طاؤس پر سوار چلی آتی ہی

دریا مین بہتی ہوئی چلی ایک مقام پر ایک قصر عالی تھا کشتی جاکر قصر سے ٹکرائی سعد
دونون پیر جماکر پھاند پڑے جیسے ہی قصر مین قدم رکھا دیکھا ہزار ہا نازنینان مہ جبین
قصر مین پھر رہی ہین ایک طرف سے دیکھا ایک شاہزادی تاج سر پر خرامان خرامان
قریب سعد کے آئی سعد کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا سعد سمجھے کہ وہ ہی شعلۂ آتشخوار
ہے ایک تمانچہ مار دیا عکس لوح بھی پڑا مگر اُسکی صورت نہ تبدیل ہوئی تمانچہ کھاکر اُس نازنین
نے ایک چیخ ماری کہ صاحبو تم نے دیکھا اس ظالم نے کیا حرکت کی سب کے سامنے مجھے تمانچہ
مار دیا ارے تم سے نہین ہو سکتا کہ اس ظالم کو گرفتار کرلو چہار طرف سے وہ ہی عورتین
دوڑین قضائے کار شعلۂ جہان نُما بیٹی شعلۂ آتشخوار کی اپنے قصر مین بیٹھی تھی صدائے
گیر ودار اس کے کان مین آئی کنیزون سے کہا ذرا دیکھو تو یہ کیا ہنگامہ ہے کنیزون
نے قصر سے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال و خورشید مثال بیچ مین اُن عورتون کے
گھرا ہے کنیزین کمندین مار رہی ہین چاہتی ہین کسی طرح سعد کو گرفتار کرلین اُن کنیزون
نے جاکر شعلۂ جہان نُما سے کہا کہ ایک جوان نہایت حسین و جمیل بیچ مین عورتون
کے گھرا ہوا ہے اُس کو کون بچائے شعلہ بھڑک کر اپنے مقام سے اُٹھی قصر سے
ملاحظہ کرنے لگی سعد شہریار کو دیکھ کر مائل ہوئی بڑا افسوس ہوا کہ ایسا جوان
عورتون مین گھر جائے اور اُس کی کوئی مدد نہ کرے یہ سوچ کر جھولی مین ہاتھ ڈالا
مٹھا بھر کے ماش کے دانے مارے سعد شہریار عاجز ہو رہے تھے کہ آسمان سے آگ
برسنے لگی سب عورتین جلنے لگین کچھ نکل کر بھاگین مگر وہ افسرہ جس کو سعد نے تمانچہ مارا
تھا وہ ایک گوشے مین کھڑی رو رہی تھی اُسنے دیکھ لیا کہ شعلۂ جہان نُما نے سحر کرکے
کنیزون کو جلادیا کھڑکی سے نکل کر بھاگی مگر سعد جو بارہ دری سے نکلے دیکھا کہ ایک
صحرائے وحشت خیز ہے وہ سخت دھوپ پڑ رہی ہے کہ اگر ذرہ اُڑکر گرتا ہے تو بدن مین
چھالا پڑ جاتا ہے سعد گھبرائے کہ اس صحرا سے کیونکر نکلون گرمی سے گھبراتے پھرتے ہین
مگر شعلۂ جہان نما نے اپنے قصر سے دیکھا کہ سعد شہریار دھوپ سے پریشان ہو رہے
ہین فوراً ہاتھ ہلادیا دھوپ کی حدت کم ہوئی سعد شہریار ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے

دیو سوگز کا قد دار آہن چمکاتا ہوا اور گردش دیتا ہوا آتا ہی اس جلدی مین آیا کہ سعد
سنبھالنے نہ پائے اُس نے وار کا وار کیا سعد نے وار کو قلم کیا ہاتھ مارا کہ شانہ دیو کا زخمی
ہوا دیو زخمی ہو کر بھاگا سعد نے پیچھا کیا سامنے ایک باغ تھا کہ دیو بھاگ کر اُس باغ
مین گھس گیا سعد بھی اُسکے پیچھے باغ مین داخل ہوے دیکھا کہ باغ پُر بہار ہی طایران
زمزمہ سرائی ہر سو پکار رہی ہی ہر نخل سایہ دار اُسکے نیچے پھولونکا انبار ہزارہا طائر گلچینی
کر رہے ہین بادشاہ حیران ہوے کہ وہ دیو کدھر گیا ہر طرف تلاش کرتے تھے نظر جو
اُٹھائی دیکھا بارہ دری مین جلسہ جما ہوا ہی ایک نازنین چہاردہ سالہ حُسن مین بیمثال
عارض ماہ آسمان کمال سرو قد خورشید خد کمسن الھڑپنے کے دن طرار فرار قد موزون
عارض گلگون شیرین گفتار کبک رفتار پکار رہی ہی کہ ای شہریار ادھر آئیے مین آپ کی
خیر خواہ ہون ہر چند کہ سعد کے دل نے میل کیا مگر ضبط کرتے ہوے قریب پہونچے
ہاتھ بڑھا کر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا قریب جو پہونچے عکس لوح کا جو پڑ گیا اب جو دیکھا
تو ایک زنگن ضعیفہ گالون مین گڑھے پڑے ہوے نہ مُنھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت
حیران کھڑی ہوئی ہی چاہتی ہی ہاتھ چھڑا کے بھاگون کہ سعد نے ایک تمانچہ مارا وہ
زنگن گری لوٹ مار کر بھاگی سعد نے چاہا پیچھا کرون کہ گوشے سے وہی دیو پیدا ہوا
للکارتا ہوا کہ او طلسم کشا شعلۂ آتشخوار کو نہ پاؤ گے بادشاہ اُسکی آواز سے پلٹے
وہ زنگن تو نکل گئی مگر دیو سے پھر مقابلہ پڑا سعد نے ہاتھ مارا دوسرا شانہ بھی زخمی ہوا
اول مین بایان شانہ زخمی ہو چکا ہی داہنا شانہ جو زخمی ہوا چیخ مار کر بھاگا تھوڑی ہی
دور بڑھا تھا کہ ایک دریاے قہار نظر آیا دیو اُس دریا مین پھاند پڑا غوطے کھانے لگا
سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین لکھا تھا کہ اپنے کو بھی دریا مین گرا دو پھر حاکم بحر و بر
کی قدرت کا تماشا دیکھو ہر چند کہ سعد کا دل نہ چاہتا تھا مگر حکم لوح سے دریا مین
پھاند پڑے ایسا دریا قہار ہی کہ وہ دیو ڈوب گیا مگر سعد شناوری کر رہے ہین
چاہتے ہین کہ کہین سہارا ملے تو مین رکون کہ سامنے سے دیکھا ایک کشتی آتی ہی قریب
جو کشتی پہونچی سعد نے اُسے تھام لیا کشتی پر سوار ہوے کشتی مثل ہلال شب اول

سر جھکا لیا قاضی نے آکر ملکہ کو سعد شہریار سے منعقد کیا سعد شب کو ہم بستر ہوے
صبح سعد شہریار نے ملکہ کو بادشاہ کیا افسرون سے کہدیا کہ جب کوئی باعث خرابی ہو
تو ملکہ آسمان پری کو لکھنا یا پردۂ دنیا سے ہم لوگون کو بلوانا جو شاہزادہ سُن پائیگا
وہ فوراً آئیگا افسرون نے عرض کی غلام جانبازی کرتے رہین گے سعد نے الگ آکر
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بیرون قلعہ جا کر صحراے سبزہ زار کو طی کرو جب صحراے
ویران مین پہونچو تو وہان ایک نخل چنار ہی بقوت تمام اُکھیڑو جو کچھ سانحہ گذرے
قدرت پروردگار کا تماشا دیکھنا سعد سب سے رخصت ہوے قلعے سے باہر آئے
صحراے سبزہ زار کو طی کیا ایک صحراے ویران ملا چہار جانب بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے
ہین درخت سوکھے ہوے کھڑے ہین نہ کسی مین برگ نہ کسی مین بار خشک پتون کا ڈیر
درخت انباز ایک سامنے درخت چنار تھا نہایت کلان جھونکون سے ہوا کے
ہل رہا تھا بادشاہ نے آکر اُس نخل کو اُکھیڑا ایک غبار بلند ہوا اسقدر بلند ہوا کہ تمام
صحرا تاریک ہوگیا صدائین مہیب آنے لگین آواز آئی کہ منم شعلہ خوار اے طلسم کشا
اب کہان جاؤ گے اور کیونکر بچوگے بادشاہ نے نعرہ کیا کہ او ملعونہ مین تیری تلاش مین
تھا یہ کہکر لوح کو چمکایا غبار برطرف ہوا دیکھا سامنے ایک فوج جمی کھڑی ہی اور تخت
پر ایک ساحرہ بصورت مہیب وبشکل عجیب وغریب کالی ساری باندھے ہوے
نیلی چدر یا سر پر فوج سے اشارے کر رہی ہی کہ صاحبو تمھاری خوش نصیبی کہ طلسم کشا
اکیلا مل گیا گھیر کر بار لو تمام ساحر لینا لینا کرکے دوڑے سعد نے مرکب بڑھایا اور
تیغۂ طلسمی کھینچا لوح کو گردش دیتے ہوے فوج پر جا پڑے جنگ ہونے لگی عین گرمی
جنگ ہی کہ ایک دناٹا ہوا اس طرح کا غبار اُڑا کہ تمام صحرا تاریک ہوگیا سعد
نے جو لوح کو چمکایا روشنی ہوئی دیکھا نہ کوئی لاشہ ہی نہ وہ لشکر ہی نہ وہ ساحرہ ہی
سعد نے پھر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بڑی کوتاہی کی شعلۂ آتشخوار سامنے آکر
نکل گئی اب مناسب یہ ہی کہ سامنے جو درخت چنار ہی لوح کو اُس سے مس کرو قدرت خدا
کا تماشا دیکھو سعد نے بڑھ کر لوح کو نخل سے مس کیا صداے مہیب آئی دیکھا ایک

عرض کی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی واسطہ تجکو اپنے حبیب کا مجکو اس قتل سے بچانے نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب +	دعائے کند من کنم مستجاب +
چو عاجز رہانندہ دانم ترا +	درین عاجزی چون نخوانم ترا
ہر کس بہ کسے نازد و ما را تو بسے	من بیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

تہ دل سے جو ملکہ نازک اندام نے دعا کی جلاد چاہتا ہی کہ دار پر کھینچون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ سعد شہریار مرکب اُڑائے آتے ہین دور سے دیکھا کہ ملکہ نازک اندام قریب دار ہی جلاد مستعد کھڑا ہی چاہتا ہی دار پر کھینچون سعد شہریار نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر تاک کر مارا کہ جلاد کے دو سار ہوا اور وہین سے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران نبرد غانم سعد شہریار یہ کہکر مرکب بڑھایا مگر تیر مارتے جاتے ہین جسپر تیر پڑا وہ گھوڑے سے گرا صدہا سوار تیر کھا کر گھوڑونسے گرے لوگ حیران تھے کہ یہ تیر کدھر سے آتا ہی کبھی خطا نہین کرتا بادشاہ اول قریب دار آئے دار کو قلم کیا ملکہ کو دوسرے گھوڑے پر سوار کیا خفاش نے حکم دیا کہ چہار طرف سے گھیر لو اس جوان نے بڑی گستاخی کی کہ مابدولت کے سامنے جلاد کو مار لیا اور دار کو قلم کرکے گنہگار کو رہا کیا اب اسکا یہی بدلہ ہی کہ اس جوان کو گرفتار کرکے دونون کو دار پر کھینچو دیکھنے ہو کس طرح لڑ رہا ہی بادشاہ لڑتے بھڑتے سامنے خفاش کے پہونچے للکارا کہ او مکار وہ لوگ تو مجھے کیا گرفتار کرین گے تو گرفتار کر خفاش نے نیزہ مارا سعد نے نیزہ توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ خفاش کے دو ٹکڑے ہوے اہل فوج الامان الامان کرتے ہوے طرف صحرا کے بھاگے زوجۂ خفاش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا قلعے سے نکل آئی آکر سعد کو سلام کیا کہا ای شہریار قلعے مین چلیے مکار نے جو مکر کیا تھا اُسکا بدلہ پایا اب کسکی مجال ہی کہ آپ سے سامنا کرے میری خوش نصیبی کہ آپ ایسا خویش دستیاب ہوا مگر اصل یہ ہی کہ جو ہماری بیٹی کا حال ہی ایسا کسی عاشق کو نہین دیکھا قتل ہونا گوارا کیا مگر یہ زبان سے نہ کہا کہ عشق سے ہاتھ اُٹھاتی ہون یہی کہے گئی کہ جو ظلم چاہو کرو مگر مین نہ مانونگی انکار محبت نہ کرونگی سعد نے

خفاش نے کہا کل سب نشہ اُتار دونگا دیکھون تو کیسی بیہوش ہی اسنے مجکو بڑا داغ دیا کل اسکو قتل کرونگا باہر نکل کر حکم دیا بیرون قلعہ میدان خونی کی تیاری کرو صبح کو اُس مبہوت کو قتل کرونگا دیکھون تو کیسا عشق ہی جب تک کہ یہ توبہ نہ کریگی تب تک اسکے قتل سے باز نہ آؤنگا اسکو اس محبت کا مزہ چکھاؤنگا ملازمون نے بیرون قلعہ نکل کر دار رین استادکرائین جلادون کو حکم دیدیا مان نے جو یہ خبر سُنی محبت سے بیقرار ہوکر پھر آئی بیٹی کو سمجھانے لگی کہ ای نور نظر باپ کے سامنے توبہ کرلو دل مین اس عشق کو مخفی رکھو نازک اندام نے جواب دیا کہ ای مادر مہربان اگر بند سے بند کو میرے کوئی جدا کریگا تو بھی یہ صدائین بند نہ ہونگی آپ جاکر بیٹھیے اگر میری قضا آگئی ہی تو کوئی بچا نہین سکتا اور اگر موت نہین ہی تو کسی کی کیا مجال ہی کہ مجکو قتل کرے بقول شاعر شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جا + نہ بُرد رگے تا نہ خواہد خدا + مان روتی ہوئی پلٹ گئی چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری خفاش گھوڑے پر سوار ہوکر قلعے سے نکلا جشنون کو حکم دیا کہ اُس مبہوت عشق کو لاؤ مین اُسے دار پر کھینچون تب دلکو صبر آئے جشنون نے آکر نازک اندام کا ہاتھ پکڑا اور کشان کشان لے چلین اُسوقت محل مین ایک ہلڑ تھا دائیان ددائین سمجھاتی ہوئی جاتی تھین کہ بی بی باپ کے سامنے عذر کرو اپنی جان بچالو نازک اندام جواب دیتی ہی کہ جو کہا وہ کہا اب میرے منھ سے اور کچھ نہ نکلیگا آخر جشنین لے گئین شہر مین ہلڑ ہی بہت سی عورتین کوٹھون پر سے دیکھ رہی ہین ناچاری ملکہ کی دیکھ کر پیٹ رہی ہین مگر ملکہ نازک اندام ثابت قدم کوے محبت بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھ رہی ہی عرض کر رہی ہی کہ ای کریم و رحیم اس آفت سے بچالے تو خوب آگاہ ہی کہ بے خطا قتل ہوتی ہون دیکھیے انجام کیا ہو مگر تو اس مشکل کو آسان کر خفاش کے سامنے لاکر جشنون نے پہونچایا خفاش نے مُنھ پھیر لیا کہا لیجاؤ اس کو دار پر کھینچو جشنین طرف دار کے لے چلین ملکہ نازک اندام مردانہ وار طرف دار کے جاتی ہی کچھ خوف نہین جب قریب دار کے جشنون نے ملکہ کو لاکر پہونچایا اور پاؤن مین رسن باندھی تو ملکہ نے بیقرار ہوکر درگاہ خدا مین

گرا غرق دریاے لعنت ہوا ملازمان زوجۂ سرشار نے سعد کو بیچ مین لیا استقبال کرکے لے چلے زوجۂ سرشار قلعے سے نکل آئی آکر نقابدار کا ہاتھ تھام لیا کہا ای نور نظر باپ نے تمھارے ناحق کو جان دی ورنہ تمنے جوہر شناسی کی نگینہ ہیرے کا چن لیا ایسے شہریار حسین وجمیل جری وبہادر وصف شکن وتیغزن کسے ملتے ہین مین تمھاری شادی انکے ساتھ کرونگی جو مجھسے ہوسکیگا ان کی خدمتگزاری کرونگی عین وقت پر آکر میری آبرو بچائی ورنہ کوئی زندہ نہ بچتا ماہتاب نے نقاب ہٹا کر ماں کو سلام کیا ماں نے بیٹی کو گلے سے لگالیا سعد و دختر کو ساتھ لیکر قلعے مین آئی سعد تخت پر بیٹھے ماہتاب ماں کے ساتھ گئی وزرا نے بحکم زوجۂ سرشار سینے پر سعد بن قباد کے ترنج خوشبوئی لگایا مشہور ہوا کہ ملکہ ماہتاب زوجۂ سعد شہریار ہوئین سعد نے کہا کہ ای ملکۂ عالم جلدی کیجیے کہ مجکو قلعۂ خفاش حیلہ گر پر جانا ہو وہان جاکر دیکھون کہ اُس حریق آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق پر کیا گذری خفاش نے بڑی زبردستی کی اُس کو سزا دینا ہی اُسی شب کو عقد شرعی ہوا سعد نے گوہر مراد حاصل کیا ماہتاب کے نام پر سلطنت قایم کی ان سب سے رخصت ہوے ہرچند ماہتاب نے کہا کہ فوج کو ہمراہ لیجیے مگر سعد نے کہا کیا ضرورت ہی چند سوار راستہ بتانے کو ہمراہ لے لیے طرف قلعۂ خفاش کے چلے اِدھر خفاش نے بیٹی کو نظر بند کیا ماں نے کیسا کیسا سمجھایا نازک اندام جواب دیتی ہی کہ ای مادر مہربان میرا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

دربدر خاک بسر ہوگئے رسوا ہو کر	کیسے برباد ہوے آپ کے شیدا ہو کر
آئیے آپ جو ہم خاک نشینون کی طرف	فرش بن جائین ابھی دامن صحرا ہو کر
بحر عالم مین یہ پستی و بلندی ہی عیان	کشتی عمر بھی ڈوبی تہ و بالا ہو کر
چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تمپر	گھٹنے لگتا ہی مہ چاردہ پورا ہو کر
گالیان کو سنے دیتا ہی قمر کو کیا تو	آج جو جو کہ ترے دل مین ارادا ہو کر

ماں یہ جوش وخروش دیکھ کر رونے لگی کہا ای نور نظر حقیقت مین تمنے بڑا ربط و ضبط کیا خدا تم کو اُس شہریار سے ملائے مگر خفاش جو رات کو آیا زوجہ نے سب کیفیت بیان کی

دعا کرو تو وہ بھی پروردگار سُنتا ہی حاضر و ناظر اُسکا لقب ہی ان باتون پر پہلوان ہنستا ہی
کہتا ہی وہ قیامت برپا کرونگا کہ نکل کے بھاگ نہ سکوگے ہر پھر کے اسی مقام پر رہوگے
زوجۂ سرشار نے پھر بلاب کر دعا کی پُکاری کہ ای کریم و رحیم مین بصدق دل تیرا اعتقاد
کرتی ہون اس آفت سے بچالے کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل
و عزیز بے بدل صحرا کی طرف سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ آگے آگے سعد بن قباد
پشت پر نقابدار سفید پوش مرکب اُڑائے ہوے آتے ہین پہلوان کو جو بالاے قلعہ
دیکھا وہین سے نعرہ کیا کہ او گبر خبردار آگے نہ بڑھنا نعرہ سعد شہریار منم شاہ شاہان
فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان
صاحبقران + نعرہ کر کے چلے قریب اُس پہلوان کے پہونچے فرمایا کہ مردون سے مقابلہ کر
زوجۂ سرشار دیکھ رہی ہی اور جی مین کہتی ہی میری بیٹی نہایت جوہر شناس ہی ایسے
جری و بہادر وصف شکن پر عاشق ہوئی ایسا بے خوف ہی کہ اتنے بڑے پہلوان
کے مقابلے مین کھڑا للکار رہا ہی مگر خدا اُسکو اس مغرور پر غالب کرے ایسا نہو
کہ خدا نخواستہ اُسپر کوئی چشم زخم پہونچے کہ پہلوان نے بڑھ کر نیزہ مارا سعد نے
نیزہ اُسکا توڑ ڈالا زوجۂ سرشار اُچھل پڑی اور تعریفین کرتی تھی کہ ای جوان سبحان اللہ
خدا تیری جرأت کو زیادہ کرے مگر پہلوان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار
کہہ کر ہاتھ مارا سعد نے تلوار کو تلوار سپر دکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا
اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر مارا گیا لینا لینا کہکر
دوڑ پڑے سعد تلوار کھینچے ہوے جا پڑے چن چن کے افسرون کو مارا کئی سو افسر
ہاتھ سے سعد کے مارے گئے نقابدار تیر اندازی کر رہا ہی جب تیر مارا ایک افسر کو
گرا دیا تیر خطا نہین کرتا کیا عجب ہی کہ زبان تیر و کلۂ عمود سے صداے احسنت جاری ہو
مگر زوجۂ سرشار بالاے قلعہ سے پکارنے لگی کہ یارو تم لوگ بھی نکل پڑو مددگار
کی شرکت کرو افسر تو اُن کا مارا گیا اب فوج کو گھیر کر مار لو سب قلعے سے نکل پڑے
فوج کو شکست دی سب شکست کھا کر بھاگے دامن صحرا مین چھپے کوئی جا کر کنوئین مین

اڑاتے ہوئے میدان کو طے کرتا ہوا جاتا ہی زوجہ سرشار برقع اوڑھے ہوئے کھڑی ہی گولون کو رد کرتا ہوا وہ دیوخصال جاتا ہی راہ کو طے کر کے قریب خندق پہونچا نعرے کر رہا ہی کہ ای اہل قلعہ کیون جان دیتے ہو اب بھی نکل آؤ مگر زوجہ سرشار کار مردانہ کر رہی ہی گولہ اندازون کو سمجھاتی جاتی ہی کہ صاحبو تمھارا بھی قلعے مین ناموس ہی مناسب یہ ہی کہ وہ کد و کاوش کرو کہ دشمن قلعے مین نہ آنے پائین مگر پہلوان خندق پر کھڑا جھوم رہا ہی آواز دیتا ہی کہ ای اہل قلعہ تمھاری قضا آئی ہی قلعے مین آ کر سب کو قتل کرونگا زوجہ سرشار نے جو دیکھا کہ اب فتح ہونے مین قلعے کے کچھ باقی نہین ہی بیقرار ہو کر لات و منات کو پکارا کبھی پکارتی ہی یا سامری و جمشید کبھی تیتا میتا کو پکارتی ہی جب کسی سے مطلب نہ حاصل ہوا تو بیقرار ہو کر کہا کہ جس گیسو بریدہ کی باعث سے یہ فساد ہی اسنے جو مذہب اختیار کیا ہی اُس خدا سے رجوع کرو یہ کہکر برقع چہرے سے ہٹایا ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھی کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شر یاب کر دشمنون کے ہاتھ سے بچالے جان و آبرو کا ڈر ہی تیری صفت ہم لوگ کیا کر سکتے ہین نظم

توئی کافریدی ز یک قطرہ آب	گہرہا ے روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف جوہر پدید	بجوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را	تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نہ باردہوا تا نگوئی ببار	زمین نادر دتا نہ گوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی	برون زانکہ یاری گرے خواستی

تمام اہل قلعہ آمین آمین کہہ رہے ہین پہلوان ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ خندق فراؤن مگر اہل قلعہ کا تماشا دیکھ رہا ہو کہتا ہی مسلمانو کچھ دیوانے ہو کس خدا کو پکارتے ہو آپ ہی تم لوگ کہتے ہو کہ خدا آسمان پر ہی وہان تک آواز پہونچتی بھی نہ ہوگی ناحق کو بلبلاتے ہو دیکھین تو خداے نادیدہ تمھاری کیونکر مدد کرتا ہی مناسب یہی ہی کہ ابد دولت سے صلح کرو زوجہ سرشار نے پکار کر آواز دی کہ او نامرد بیہودہ بر لشکر کشی کر کے آیا ہی اُسپر اسقدر بلبلاتا ہی جو ہوسکے قصور نہ کر مین نے یہ سنا ہو کہ اگر دل مین

وعدہ کیا تھا وہ راہی ملک عدم ہوے اور ملکہ قلعے مین نہین ہین یہین ٹھہرے رہو
کیا عجب ہو کہ وہ اسی مقام پر آوین تب تم ملکہ کو لے لینا یہ سُن کر اُس پہلوان نے
جواب دیا کہ یارو مجھے نہین جانتے ہو منم طوفان خارہ شکن میرے ساتھ یہ جبلے
ملکہ کو حوالے کیون نہین کر دیتے سب نے قسمین کھائین اور کہا اے شہریار جو ہم نے
بیان کیا وہ سچ ہو ملکہ یہان نہین ہین کیا شی تمھین دے دین طوفان نے پکار کے
کہا کہ جب قلعے مین آؤنگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ایک عورت کے واسطے
دو چار ہزار آدمی مارے جاوین گے پھر مین کسی کا پاس نہ کرونگا ابھی تک خیر ہو ورنہ
طبل جنگی بجوا کر قلعے مین آؤنگا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر اُسی مقام پر اُترا
رات کو طبل جنگی بجوایا زوجہ سرشار برقع اوڑھ کر باہر نکل آئی کہا صاحبو شوہر
میرا مارا گیا مین بیوہ ہوئی تمھاری مدد پر آمادہ حرب و پیکار ہون ورنہ نہایت
مجبور و ناچار ہون سب نے عرض کی حضور ایسے گولے مارین گے کہ فوج کو پامال
کر دین گے جب زوجہ سرشار نے سب کو ثابت قدم پایا تو جواب مین طبل جنگی بجوایا
دونون جگہ تیاریان ہونے لگین اندر قلعے کے افسران فوج تدبیرین کر رہے ہین
توپین لگائی ہین کڑھاؤ چڑھے ہوے ہین اُسمین تیل بھرا ہوا کھول رہا ہو بارود کی
ہنڈیان سب سامان رکھا ہوا ہو بیرون قلعہ فوج مین ہنگامے ہین کہ صبح کو قلعہ
فتح کرین گے مال خوب لوٹین گے سُنتے ہین اس قلعے مین نازنینان مہ جبین بہت خوبصورت
ہین سب پر قبضہ کرین گے چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا ۵ رُخِ شمع مائل
بزردی ہوا + لباسِ فلک لاجوردی ہوا + موذن اذان سے ہوے بہرہ مند +
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان + اُٹھے لوگ لے لیکے
انگڑائیان + پہلوان اُٹھا نہایت برہم ہتھیار لگائے ہوے آکر کُل فوج کو ہمراہ لیا
سب مسلح و مکمل پرے جمے ہوے سامنے قلعے کے آکر ٹھہرے ارادہ کیا یلبوہ کرین اہل
قلعہ نے گولہ باری شروع کی اس طرح باڑھ آکر پڑی کہ کئی ہزار جوان اُڑ گئے پہلوان
جھلایا گینڈا ابڑھایا گرز کو ہلاتا ہوا طرف قلعے کے کاوے اٹیرن پر گھوڑے کو

آئے عرض کی کہ حضور غضب ہوا دہ جوان راہ مین چھوٹ گیا پہلے آپ کی صاحبزادی پہونچین پھر ایک نقابدار بادلہ پوش مدد کو آیا اُسنے ہم سب کو بھگا دیا اب سعد شہریار آتے ہونگے آپ شکارگاہ مین کیون آئے سرشار نے کہا اس معاملے سے دل گھبرایا دل بہلانے چلا آیا چلو اب قلعے مین پلٹ چلین قلعہ میرا دہ ہی کہ کوئی دست انداز نہین ہو سکتا بہت بلند و مرتفع ہی کسکی مجال ہی کہ اُسپر نگاہ ڈالے یہ کہتا ہوا آتا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سعد شہریار نعرہ کرتے ہوے آتے ہین کہ باش ادمکار کہان جاتا ہی منم سعد شہریار یہ فرماتے ہوے قریب سرشار پہونچے سرشار نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا سعد نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاد سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا سرشار کے دو ٹکڑے ہوے ملکہ بھی آکر پہونچین آتے ہی فوج پر تیراندازی کرنے لگین کئی ہو سوار گرے آخر غلغلہ کرتے ہوے بھاگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یہ جوان بلاے روزگار ہی ملکہ کیسی بہادر ہو گئی ہی نقاب ڈالے ہوے ساتھ پھرتی ہی سعد شہریار ان سب کو شکست دے کر کسی قدر صحرا مین ٹھہرے مگر یہ لوگ شکست خوردہ بھاگے ہوے قلعے مین پہونچے زوجۂ سرشار نے پوچھا کہ بادشاہ تمھارے کہان ہین سب نے بیان کیا کہ ہاتھ سے سعد بن قباد کے مارے گئے مگر ملکہ ساتھ ہین خوب تیراندازی کرتی ہین زوجۂ سرشار پیٹنے لگی کہا قلعہ درست کروا لیا نہو قلعے مین چلے آدین افسران فوج نے پل تختہ اُٹھا لیا خندق کو پُرآب کیا دروازہ بند کر لیا توپین درست کرکے بیٹھے کہ صحرا سے گرد اُڑی یہ لوگ سمجھے کہ شاید سعد بن قباد آتے ہین توپین وغیرہ درست کرنے لگے لیکن جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان آگے آگے نیزہ ہلاتا ہوا چلا آتا ہی پشت پر بارہ ہزار جوان سب مسلح و مکمل اُس جوان نے دور سے دیکھا کہ قلعہ بند ہی افسران فوج بالاے قلعہ ٹہل رہے ہین ایک سوار سے اشارہ کیا کہ جاکر اہل قلعہ سے کہو کہ اس سرکشی سے کیا نفع ہوگا بہتر یہ ہی کہ ملکہ ماہتاب کو ہمارے حوالے کرو وعدہ پورا ہو گیا افسران فوج نے کہا کہ پہلوان صاحب سے کہو کہ جنھون نے تمسے

پہونچے تھے کہ ملکہ جا پہونچی نعرہ کر کے لشکر پر گری سعد نے خبر سنی کہ ایک نقابدار یکہ و تنہا لڑتا ہوا آتا ہی زنجیرین ہلانے لگے سمجھے کہ وہ ہی آفت زدہ ہو گی افسر نے جو سُنا کہ نقابدار لڑتا ہوا آتا ہی کسی کے روکے سے نہین رُکتا اور سعد زنجیرین ہلا رہے ہین ایک سپاہی سے اشارہ کیا کہ جا کر قیدی کا سر کاٹ لے سپاہی تلوار کھینچ کر دوڑا ہوا آیا للکارتا ہوا کہ ای سعد شہریار زنجیرین نہ ہلاؤ ہمارا افسر خفا ہوتا ہی سعد شہریار نے جھلا کر کہا کہ افسر تمہارا جھک مارتا ہی کیا ہم اُسکے نوکر ہین سپاہی نے بڑھ کر ہاتھ مارا سعد نے ہتھکڑی اُٹھا دی ہتھکڑی کٹی سعد نے وہ ہی ہتھکڑی سپاہی کے اوپر کھینچ ماری سپاہی کا سر پھٹا اُسی کی تلوار لیکر لڑنے لگے اور نعرہ کیا نعرۂ سعد سے

منم شاہ شاہان فریدون حشم ✦ بہار گلستان کاؤس و جم ✦ منم رونقِ بزم اسلامیان ✦ نہال گلستان صاحبقران ✦

نعرہ کر کے لڑنے لگے ملکہ کے کان مین آواز پہونچی لڑتی ہوئی سامنے آئی آواز دی کہ ای شہریار مین آ پہونچی سعد لڑتے ہوے قریب ملکہ کے پہونچے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار بادلہ پوش صحرا سے آیا آکر شریک جنگ ہوا چند حملون مین اُن سب کو مار کر بھگا دیا لڑتا ہوا قریب سعد آیا کہا ای شہریار اس طلسم مین ہمارا ابھی حصہ ہی سعد نے کہا یہ غیر ممکن ہی نقابدار نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا یہ کہ کر نقابدار تو روانہ ہو گیا سعد شہریار نے ملکہ سے کہا کہ اب مین ملک خفاش پر جاتا ہون تم بھی ساتھ چلو گی ماہتاب نے کہا کہ مین نے آپ کی محبت مین گھر بار چھوڑا سب کی محبت سے منھ موڑا اب اس طور سے آپ کے ساتھ کہان جاؤنگی سعد نے کہا تو اول چل کر تمہارے باپ کو زیر کرون اُسکے بعد قلعۂ خفاش پر چلون ملکہ نے کہا کہ باپ آپ سے برسر پرخاش ہی ایسا نہ ہو کچھ بُرائی کرے سعد نے کہا اللہ مالک ہی مین کسی مقدمے مین کمی نہ کرونگا جاتے ہی اُن کی گردن لونگا ماہتاب نے کہا جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے مین آپ کے ساتھ ہون اُسی طرف پلٹے یہان سرشار قید روانہ کر کے بیٹی کو ڈھونڈھنے لگا معلوم ہوا کہ وہ نکل گئی بڑا قلق ہوا آخر سامان شکار کر کے شکار گاہ مین آیا شکار کھیل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی چند کس بھاگے ہوے

آج جب سے اُٹھے ہین اُسی پلنگ پر بیٹھے ہین ایک سیاہ پوش سے باتین کر رہے ہین ہم
لوگون کو منع کیا ہی کہ یہان نہ آنا ہم لوگ نہین جا سکتے سرشار گھبرا کے اُٹھا کہا جا کے
عرض کرو کہ سرشار تو حاضر ہو خدمتگار نے جا کر پوچھا سعد نے کہا کہ بادشاہ سے کہو
مین خود آتا ہون سرشار حیران ہی کہ کیا راز و نیاز ہی کہ شہریار خود تشریف لاتے ہین
یہ ذکر تھا کہ سعد تشریف لائے سرشار نے استقبال کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای سرشار
ہم تمھارے ممنون ہین کہ تمنے قید سے رہا کیا مگر چاہتے ہین کہ تمسے عزیز داری کرین یہ
سُن کر سرشار نے عرض کی جو ارشاد فرمائیے وہ بجا لاؤن مجکو کسی بات مین عذر نہین
ہی مگر آج غلام پر عجب افتاد پڑی اس سوچ مین ہون کہ کیا کرون میری بیٹی پلنگ
پر سے غائب ہو گئی سعد نے فرمایا کہ اُسکا پتہ مل جائیگا بیٹی کو ہمسے لو مگر اُسکو ہمارے
ساتھ منسوب کرد و سرشار نے کہا زہے شرف مین آپ کا غلام کامل کھلاؤن بسم اللہ
سکا پتہ لگائیے مین ابھی منسوب کرون بخوشی عقد کر دون سعد نے فرمایا وہ موجود ہی
س بارہ دری مین ہم رہتے ہین اُسی مین وہ ہی سرشار کو بہت ناگوار ہوا کہ مین تو
یسی خدمتگزاری کرون کہ تاج و تخت ترک کیا ہر وقت خدمت مین حاضر رہتا ہون
علوم ہوتا ہی انھون نے پیغام بھیج کر اُسکو بلوایا اب مجھسے ایسا کہتے ہین مین اس کا
بدلہ لونگا خدمت مین خفاش حیلہ گر کی روانہ کرونگا تب اس مکر کا بدلہ ہوگا یہ سوچکر
لازم کو اشارہ کیا کہ شربت بنا کر لاؤ اور اُس مین بیہوشی ملا دو ملازم جام شربت
ھر کر لایا بیہوشی اُس مین ملا دی سرشار نے یہ کہکر جام پیش کیا کہ حضور یہ شربت
امادی ہی یہ ہمارے خاندان کا رسم ہی اسکو نوش فرمائیے سعد بے خوف پی گئے
یتے ہی بیہوش ہوے سرشار نے فوراً مسلسل و مطوق کیا اور ارابے پر ڈال کے
ار ہزار جوان ہمراہ کیے کہ ان کو خدمت خفاش مین لیجاؤ کہنا لو یہ تمھارا گنہگار
اضر ہی ملازم تو ارابہ لیکر چلے ماہتاب نے جو یہ خبر سُنی کہ سعد شہریار کو باپ نے
رفتار کر کے روانہ کیا اب مجھے گرفتار کریگا مرکب کوتل کھڑا تھا نقابدار بنکر سوار ہو کر
ل بھاگی تعاقب مین سعد کے چلی ملازمان سرشار قید لیے ہوے پانچ کوس پر

بیدار کرون یا نہ کرون ٭ ناگاہ بادشاہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ سرھانے کوئی کھڑا ہی ہاتھ
تھام لیا فرمایا بیٹھو کون صاحب ہو ماہتاب کا دل بھرا ہوا تھا آنکھون سے آنسو
جاری ہوے رو رو کر اپنا حال بیان کیا کہ اس کنیز کی کارگزاری نے حضور کو قید سے
رہا کرایا مگر نظارۂ جمال سے محروم تھی ہر چند ضبط کیا مگر نہ ہوسکا آخر نکل آئی سعد یہ
سُن کر اُٹھ بیٹھے عذر کرنے لگے فرمایا تمھارا سراسر احسان ہی مگر مین مسافرانہ وارد
ہون فکر مین ہون کہ جمشید کو مارون ملکہ نے گھبرا کر کہا وہ بیچا سات سو ملک کا مالک
ہی اگر مقابلہ پڑیگا تو سات سو تاجدار اُسکے ہمراہ ہونگے سعد نے کہا کہ مین بہرکیف
تمھارا احسانمند ہوا ماہتاب نے کہا کہ آپ اُلٹا احسان مانتے ہین مین یہ نہین چاہتی
کہ آپ کو شرمندہ کرون باتین جو ہونے لگین دفتر حکایت و شکایت کھلے صبح ہو گئی
جب طائر بولنے لگے اور مرغ سحر نے آواز دی ملکہ نے کہا کہ ای شہریار غضب ہوا
سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی ٭ اب مین محل مین کیونکر جاؤن یقین ہی کہ مادر مہربان پوچھینگی
تم کہان گئی تھین تو کیا جواب دونگی سعد نے کہا نہ گھبراؤ مین تمھارے باپ سے
کہتا ہون خدا چاہے تو بخوشی نسبت کرین اگر نہ مانین گے تو مین دباؤ ڈالون گا
ماہتاب نے کہا کہ ای شہریار ہر طرح مشکل ہی ایسا نہ ہو باپ پوچھین کہ یہ آپ تک
کیونکر پہونچی تو کیا جواب دیجیے گا سعد نے کہا کہ ای ملکۂ عالم وقت پر جب جواب و
سوال ہوگا جو کچھ موقع ہوگا ویسا کہا جائیگا بادشاہ تو ماہتاب سے باتین کر رہے
ہین مگر محل مین جو مادر ملکہ کی آنکھ کھلی پلنگ ملکہ کا خالی پایا گھبرا کر کہا چھوکری کہان
گئی خواصین چہار سمت دوڑین کسی نے پاخانے مین دیکھا کوئی کوٹھے پر گئی کوئی دالانون
مین پکارتی ہی آخر سب نے آکر کہا کہ واری محل مین تو نہین ہین بعض نے کہا کہ جوان بیٹی
کی شادی نہ کی آخر نکل گئی انجام کار یہ ہوا مادر ملکہ نے کہا کہ ناظر کو بلاؤ اُن کے باپ
کو خبر کرو ناظر نے جا کر بادشاہ کو خبر دی شاہ محل مین آئے دیکھا کہ زوجہ مُنھ ڈھلپے ہوے
رو رہی ہی بادشاہ نے کہا کہ نہ گھبراؤ مین ابھی تلاش کرتا ہون یہ کہہ کر باہر آیا کہا آج کیا ہی
جو سعد شہریار تشریف نہین لائے بارگاہ میری سنسان ہی ایک خادم نے عرض کی کہ

ماہتاب نے کہا مین جاکر باپ سے کہتی ہون کہ شاہزادہ سعد بن قباد فتاح طلسم نوخیز جمشیدی ہین اتفاق سے گرفتار ہو گئے ہین میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ اُن کو قید سے رہا کیجیے اور ان دو ہزار جوالون کو مار کر نکال دیجیے آپ کا نام ہوگا یہ کہکر اُٹھی مگر پلٹ پلٹ کر دیکھتی جاتی ہی سعد شہریار بھی دزدیدہ نگاہون سے اُس آفت جان کو دیکھ رہے ہین مگر خاموش سرنگون بیٹھے رہے اِدھر ماہتاب جو محل مین آئی خواجہ سرا سے کہا ذرا باواجان کو بلالو مجھے اُن سے کچھ عرض کرنا ہی یقین ہی کہ وہ بھی راضی ہون خواجہ سرا نے جاکر سرشار سے کہا سرشار محل مین آیا بیٹی نے آکر سلام کیا کہا باوا جان آپ ذکر کیا کرتے تھے کہ طلسم نوخیز جمشیدی ختم ہوتا ہی ملک و مال لے لیا جائیگا اُسکی صورت پروردگار نے خود نکالی کہ آپ کی سلطنت قایم رہی اور رفیق طلسم کشا کہلائے سرشار نے کہا کہ اِی نور نظر تم جانتی ہو کہ مجھے عوارض گھیرے رہتے ہین مین کہان جاؤنگا بیٹی نے کہا کہین جانا نہین پڑیگا وہ آپ کے گھر ہی مین موجود ہین یہ قیدی جو آپ نے لیا ہی وہ ہی سعد بن قباد ہین قید خانے مین جا کے ملازمت کیجیے اُن کو دربار مین لائیے مذہب اُن کا اختیار کیجیے آپ کے لیے وہ شوکت ہوگی کہ تمام شاہان قلعہ رشک کرین گے اس طرح سمجھا کر بیٹی نے کہا کہ سرشار کے خیال مین آگیا دوڑا ہوا قید خانے مین آیا بادشاہ کو سلام کیا کہا ای شہریار مین آگاہ نہ تھا کہ آپ مقید ہوے ہین اب مجکو معلوم ہوا مسلمان ہوتا ہون میرے قلعے مین چلیے ہتھکڑیان کاٹ کر مرکب لایا اُسپر سوار کرکے بادشاہ کو لے چلا مگر بیرون قلعہ جو ملازمان نقاش اُترے ہوے تھے رات کو قزاقون نے اُن کو لوٹا کچھ مارے گئے کچھ جان بچاکر بھاگے سرشار نے سعد کو لاکر تخت پر بٹھایا آپ ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت ہوا شبکو سعد لیٹے ماہتاب تڑپ رہی تھی حیران تھی کہ دن کو تو مین نے بارگاہ مین دیکھا اب رات کو کیا کرون آخر صبر نہ آیا لباس سیاہ پہن کر اُٹھی نقاب چہرے پر ڈال کر چلی سرھانے آکر سعد کے کھڑی ہوئی گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہی چاہتی ہی کہ بیدار کرون مگر حوصلہ نہین پڑتا بقول شاعر فرد یار آرام مین ہی وصل کی پہلی شب ہی + متحیر ہون کہ

روانہ کیا ہی جو مناسب جانو وہ کرو دو ہزار جوان سعد کو لیکر چلے منزل در منزل چلے جاتے ہین ایک دن شام ہو گئی کہین اُترنے کا ٹھکانا نہ ملا سامنے ایک قلعہ تھا حاکم وہانکا سرشار رخارہ شکن پہلوان زبردست تھا اُسکو عرضی لکھی کہ ہم لوگ ملازمان نقاش گرہ پیشانی ہین قیدی کو لیے ہوے جاتے ہین کوئی مقام اُترنے کا نہین ملا آپ کے قلعے کے قریب آپہونچے ہین ہم کو رات بھر کے لیے جگہہ دیجیے صبح کو چلے جاوینگے سرشار نے جو یہ خبر سُنی اسنے اپنے ملازمون کو روانہ کیا کہا قیدی کو لے آؤ وہ دو ہزار جوان باہر رہین درختون کے نیچے اُتر پڑین سپاہیون کو کون لوٹیگا صبح کو قیدی کو لے لینا چلے جانا سب نے ناچار ہو کر قیدی کو حوالے کیا ملازمان سرشار سعد کو لیکر اندر قلعے کے آئے لاکر ایک مکان مین بند کر دیا کئی سو جوان بعہدۂ نگہبانی بیٹھے مگر بیٹی اسکی ماہتاب نقش بند شکار سے پلٹی ہوئی آتی تھی کئی سو کنیزین ساتھ ہین جب اُس مقام پر پہونچی تو پوچھا کہ یہ نگہبان کیون بیٹھے ہین کسی نے بیان کیا کہ ای ملکۂ عالم خفاش حیا یہ گر کی بیٹی ملکہ نازک اندام طلسم کشا پر مائل ہوئین لڑائی پڑی زخمی ہو کر یہ صحرائے نقاشیہ مین پہونچے نقاش کو جو یہ حال معلوم ہوا کہ میرے بھائی سے لڑکر یہ جوان آیا ہی اُسنے گرفتار کر کے روانہ کیا ہی ملازم اُن کے بیرون قلعہ ہین قیدی کو یہان بھجوا دیا شاہون مین یہی رسم ہوتا ہی ماہتاب نے جو حال سُنا برہم ہو کر کہا کہ نقاش نے بڑی حماقت کی نگہبانون سے کہا کہ ذرا دروازہ تو کھولو مین تو دیکھون کہ طلسم کشا کون شخص ہی نگہبانون نے دروازہ کھول دیا ماہتاب اندر گئی اس نے جو جمال بے مثال بادشاہ دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا اُسی مقام پر بیٹھ گئی شانہ تھام کر کہا کہ ای گرفتار دام مصیبت وای یکہ تاز میدان جلالت کیا خطا ہوئی کہ جو گرفتار ہوے سعد نے کہا کہ مین نے کسی کی خطا نہین کی جرم عشق مین یہ جفائین اُٹھائین مگر افسوس یہ ہی کہ نہین معلوم اُس معشوق نازک ادا پر کیا گذری ماہتاب کا دل ہل گیا جی مین کہتی ہی کہ معشوق کو عاشق کا خیال ہی اپنے کو تو کہتے ہین کہ رہا ہو جاؤنگا مگر نہین معلوم معشوق پر کیا گذری کہا ای شہریار آپ کا نام نامی کیا ہی سعد نے اپنا نام مفصل بتایا

بے وقت جائے اور ملکہ کو سمجھائے اگر یہ اس سے توبہ کرے تو مین اسکو رہا کرون خطا
معاف کردون اور اگر یونہین مبہوت رہی تو قتل سے کیا فائدہ اسکی مان شعبدہ بانو
جب آتی ہی تو بیٹی کو مبہوت دیکھتی ہی حیران ہوکر چلی جاتی ہی مگر مرکب جو سعد شہریار کو
لیکر چلا تھا رات بھر اُڑا ہوا آیا ایک دشت مین لاکر سعد کو پشت سے گرایا مگر گھٹنے
ٹیک دیے بھائی خفاش کا نقاش گرہ بیشانی کہ اس صحرا کا حاکم ہی کہین سے پلٹا ہوا
آتا تھا اسکے ساتھ والون نے جو دیکھا کہ ایک مرکب عربی صحرا مین ٹہل رہا ہی کہا دیکھیے
حضور کسی کا گھوڑا خون مین بھرا ہوا باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا پھر رہا ہی ایک نے
کہا وہ سامنے زیر نخل اسکا سوار بھی ہی کسی نے مار کر ڈالدیا نقاش قریب آیا جمال
بے مثال دیکھکر مبہوت ہو گیا کہا یارو جرأت تو دیکھو ہزارون سے لڑا مگر اسباب
نہین دیا نہین معلوم لوٹنے والون کو کیا خوف ہوا کہ اسکو چھوڑکر چلے گئے اس جوان
کا سب اسباب قایم ہی گلے مین تختیان الماس کی پڑی ہین زرہ بے نظیر پہنے ہی تلوار
کے قبضے پر ہاتھ پڑا ہی نقاش نے سعد کو اُٹھوایا اپنے قلعے مین لیکر آیا زخم دوزی
کرائی خواہش ہی کہ دریافت کرون جن قزاقون نے اسکو مارا ہی اُنکو گرفتار کرکے
سزا دون جب زخم مین ٹانکے لگے اور سعد کو آرام پہونچا تو آنکھین کھول کر دیکھا ایک
قصر وسیع ہی اُسمین مین لیٹا ہوا ہون اور ایک جوان تاجدار سرہانے بیٹھا ہوا
مگس رانی کر رہا ہی خادم و خدمتگار اُسکے مصروف خدمت ہین مگر نقاش نے جو دیکھا
کہ اس جوان نے آنکھین کھولین پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی سعد گھبرائے ہوے تھے
نام اپنا اصلی بتا دیا اور فرمایا کہ خفاش حیلہ ساز سے مقابلہ پڑا اُسکی دختر نیک اختر مجھپر
عاشق ہوئی تھی اُسی مین یہ خرابی پڑی کہ مین زخمی ہوکر نکل آیا یہ کہکر پھر بیہوش ہو گئے
نقاش نے وزرا سے کہا کہ یہ شخص تو بڑا باغی ہی مین اسکو گرفتار کرکے وہین روانہ کردون
وہ ہی اسکو سزا دینگے کہ پھر کبھی کوئی ایسی حرکت نہ کرے اُسی حال مین سعد کو ہتھکڑیان
بیڑیان پہنائین اور ارابے پر سوار کیا ہزار جوان ساتھ کیے کہا ان کو خدمت مین
بھائی صاحب کی لیجاؤ کہنا کہ تمھارا گنہگار ہماری حوالی مین آیا ہمنے اسکو گرفتار کرکے

چہرے پر ڈال کر نکل پڑین چالیس کنیزین پشت پر نکل کر لڑنے لگین سعد بلوے مین زخمی ہوے ہر چند چاہتے ہین اپنے کو سنبھالون اسقدر خون سر سے جاری ہوا کہ سنبھلنا دشوار ہو گیا دن بہت کم باقی تھا جب سعد نے دیکھا غش آیا چاہتا ہی تو گردن مین مرکب کے ہاتھ ڈالدے اور پشت پر مرکب کے ہاتھ رکھا فرمایا ای مرکب اصیل مجھے لے نکل مرکب نے جو راکب کو اپنے سست پایا دولتیان مارتا ہوا پچلا اُس مجمع سے لے نکلا خفاش نے جو میدان سعد بن قباد سے خالی پایا ملکہ کو کمندو نمین گرفتار کرلیا ہر طرف ڈھونڈھا سعد کو نہ پایا کہتا تھا کہ کیون او گیسو بریدہ اپنے دھگڑے کو کدھر بھگا دیا مین تجکو سر میدان قتل کرونگا ملکہ نازک اندام مبہوت ہو رہی ہی جواب دیتی ہی کہ تجکو اختیار ہی میرا تو یہ حال ہی نظم

آنکھ نے چھپنے کا راز اُس سے نہ کھولا ہوتا	دل تو کہتا تھا ذرا مجکو ٹٹولا ہوتا
سرد مہری کا دم سرد کی رونا ہی عبث	اشک گرم آنکھ سے گرتا تو وہ اولا ہوتا
حسرتین کتنی نکل جاتین جو چھاتی پھٹتی	دل بیتاب نے دروازہ تو کھولا ہوتا
قتل کرنے پہ ہمارے جو تُلی رہتی ہین	اُن نگاہونمین کسی نے ہمین تولا ہوتا
دل بیدرد کا گم ہوکے نہ ملنا بہتر	ہاتھ آتا تو ہتھیلی کا پھپھولا ہوتا
سبزہ رنگونکی محبت مین جو ہوتی تاثیر	کسی عاشق کا بھی طوطی کہین بولا ہوتا
کوچۂ یار مین میلا جو ہوا چرخ کو بھی	یہی حسرت تھی کہ مین کاش ہنڈولا ہوتا
قہقہہ مارے عدو اسکی نہین تاب ای یار	روک لیتے ہم اگر توپ کا گولا ہوتا
حشر تین عشق سے گذرنا تھا نہ تجکو ای بت	آج تو کوئی خدا لگتی بھی بولا ہوتا
چرخ انگار دنیہ لوٹا تھا شب وصل جلال	ہم تو خوش ہوتے اگر جل کے یہ کولا ہوتا

جب خفاش نے یہ دیکھا کہ نازک اندام اپنے ہوش مین نہین ہی مین کچھ کہتا ہون اور یہ جواب خلاف دیتی ہو وزرا سے صلاح کی وزرا نے کہا قید کیجیے بعد دو چار دن کے جب ہوش مین آئے تب اسکو قتل کیجیے ایک مکان مین ملکہ کو نظربند کیا اور حکم دیا کہ کوئی اُس مکان مین نہ جائے مان اسکی شعیدہ با نو اس کو حکم ہی کہ وقت

بھیجیے گا سعد نے کہا کہ پروردگار مدد کریگا اگر ہزار ہین تو ہون اور لاکھون ہین تو کیا ہوگا وہ غیب سے مدد بھیجیگا ملکہ نے کہا مین نہ جانے دونگا میرا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہو کیا کیفیت کہون آپ کی تنہائی کا خیال آتا ہی کہ نکلتے ہی گھر جائیے گا ہزارہا آدمی ہر طرف سے حملہ آور ہوگا کس کس کو جواب دیجیے گا میری زندگی آپ کے دم سے ہی سعد نے دیکھا کہ کسی طرح نہین مانتین تلوار کھینچ کر اپنے گلے پر رکھ لی فرمایا ای ملکہ مین اپنی جان دیدونگا میرے لشکر مین سپاہیون کا مجمع ہی ذرا ذرا سی بات مین طعن کرتے ہین اور مین بادشاہ لشکر ہون وہ وہ قوم ہی اور وہ لوگ ہین کہ باپ کے سامنے بیٹا لڑتا ہی اور باپ ترغیب دیتا ہی یہی کہتا ہی کہ چلو تلوار سے مرد ہاتھ شمشیر زنی سے نہ کھینچو ای ملکہ میرے واسطے بدنامی ہوگی کہنے والے کہین گے کہ باغ مین چھپ کر بیٹھے نکل کر نہ لڑے تو مین کیا جواب دونگا مین خود اپنا گلا کلٹ ڈالونگا ہرگز نہ مانونگا جب تو ملکہ ناچار ہوئین کہا ای شہریار میرے قلب کو صبر نہ آئیگا مین بھی اپنے کو پہونچاؤنگی ایسا نہ ہوگا کہ مین دیکھون اور آپ جاکر لڑین سعد شہریار نے کہا کہ جب تم دیکھنا مجھپر بلوہ ہی اور کسیطرح وہ پیچھا نہین چھوڑتے تب تمکو اختیار ہی خبردار فوراً نہ آنا ملکہ ناچار ہوئین دامن چھوڑا سعد سوار ہوے تیغ لیے ہوے باغ سے نکلے اور سامنے آتے ہی نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم بادشاہ لشکر اسلام مالک اورنگ سلطانی زیبندۂ تاج جہانبانی شاہزادۂ سعد بن قباد خفاش نے جو نعرہ کی صدا سُنی ساتھ والون سے دیکھ کر آواز دی کہ لو بھائیو وہ شیر نکل آیا اب چہار جانب سے گھیر کر پکڑ لو سب لینا لینا کر چلے خفاش نے گینڈا بڑھایا سعد نے خفاش کو تاکا خفاش نے تیر مارے شاہ نے تیر قلم کیے لڑتے بھڑتے مقابلہ خفاش مین پہونچے خفاش نے چند افسرون کو للکارا کہ خبردار کیا کرتے ہو میرے مقابلے مین وہ جوان آتا ہی چہار جانب سے ایسے حملے کرو کہ یہ جوان مجھ تک نہ آسکے افسرون نے آکر گھیر لیا کوئی نیزے کا وار کرتا ہی کوئی تلوار لگاتا ہی کوئی دور سے تیر مار رہا ہی ملکہ نے جو اندر سے دیکھا تاب نہ آئی آخر نقاب

کیا رشک سے کہ ہجر مین خود چاہتے ہین ہم
خلوت مین آج اُسنے کیا ہی طلب ہمین
چھیڑین گے یون کہ آئی نہین شوخیان تمھین

نالہ بھی گوش یار تک اپنا رسا نہ ہو
اب ہم جدا اگر ین بھی جو دل کو جدا نہ ہو
کچھ تو جلال اُن کو ستم کا بہانہ ہو

یہان تو بادشاہ بہ عیش و فرحت باغ مین نازک اندام کے ہین مگر خفاش حیلہ گر جو صبح کو اُٹھا بلبلاتا ہوا اچھلا یا ہوا کہتا ہی مین نے رات کو خواب مین دیکھا کہ سامری و جمشید فرماتے ہین کہ طلسم کشا کو جلد قتل کرو ہماری روح کو صدمہ پہونچتا ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی اُسکی مدد کرے جلد قید خانے سے لاؤ لوگ لینے چلے تھے کہ نگہبان روتے ہوے سامنے آئے عرض کی کہ ای شہنشاہ سعد شہریار کو کوئی چُرا کر لے گیا قید خانہ خالی پڑا ہی خفاش اُٹھا خود قید خانے مین آیا اپنے دوسرے بیٹے کو بُلا کر کہا ای نور نظر اس نقب مین جا کر دیکھو اگر قیدی باغ مین نازک اندام کے موجود ہو تو فورًا گرفتار کر لانا وہ بیٹا اس کا تلوار لیکر نقب مین کود پڑا ارادہ ٹ کر کے جب باغ مین پہونچا دیکھا کہ سعد شہریار موجود ہین آپس مین اختلاط ظاہری ہو رہے ہین سب کنیزین پھر رہی ہین مگر کہتی ہین کہ دیکھیے انجام اسکا کیا ہو ایسا نہ ہو کہ خفاش کو خبر ہو جائے تو جان بچنا مشکل ہو وہ لڑکا سعد کو دیکھ کر پلٹا خفاش سے کہا کہ ہمشیرہ صاحبہ کے باغ مین وہ قیدی موجود ہی مگر بوجہ ہیبت کے مین نے اُسپر ہاتھ نہین ڈالا اُسی وقت خفاش نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ جاکے باغ ملکہ کو چہار جانب سے گھیر لو بموجب حکم تھوڑی دیر مین سب فوج جمع ہو گئی اور آکر باغ کو گھیر لیا ایک کنیز نے بادشاہ کو خبر دی کہ خفاش حیلہ گر نے باغ کو گھیر لیا اب یہانسے نکلنا دشوار ہی بادشاہ نے فورًا قبضے پر ہاتھ رکھا تلوار ٹیک کر اُٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا ای شہریار کیا ارادہ ہی بادشاہ نے فرمایا جا کر اُس حیلہ گر کو سزا دونگا کہ سارا غرور بھول جائیگا یہ کہکر سعد نے دامن چھڑا لیا اور فرمایا کہ ای ملکۂ عالم تم ان مقدمات مین دخل نہ دو مین کسی سے چھپ کر نہ بیٹھونگا ہمارا تو ہر وقت یہی کام ہی اور اسی مین نام ہی ہر چند نازک اندام تڑپی مگر سعد نے کہا کہ ای ملکۂ عالم وہ دروازہ توڑ کر گھس آوینگے تو کیسی ذلت ہی ملکہ نے کہا کہ وہ کئی ہزار آدمی ہین آپ اکیلے کیا

کہین طالب ہوا کہین مطلوب ٭ دونون باتین غرض ہین اسکی خوب

مین جانتی ہون کہ اسمین ذلت و رسوائی ہی اور ہر طرح کی خرابی اس کوچے مین ہوگی مگر جو کچھ ہو سب گوارہ ہی رات کو گوشۂ باغ سے آکر مکان کو تاکا کنیزون سے اشارہ کیا کہ نقب کھودو کنیزین مل کر کھودنے لگین دس کھودتی ہین تو دس مل کر مٹی نکالتی ہین بہر رات رہے کنیزون نے عرض کی نقب پہونچ گئی اب حضور کے جانے کی دیر ہی ملکہ پائچے سنبھال کر اُس شب تیرہ و تار مین داخل نقب ہوئین جب قصر مین پہونچین تو سر نکالا دیکھا سعد شہریار سر زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے ہین مگر خدا کی قدرت ہی کہ خفاش نے لوح گلے سے نہین اُتاری لوح گلے مین زیر قبا پہنے ہین اپنے حال زار پر افسوس کر رہے ہین ملکہ نقب سے باہر آئین بادشاہ نے جو ملکہ کو دیکھا کہ زہرہ مثال ماہ آسمان کمال صاحب شوکت ولیاقت ہی بیقرار ہو گئے آنکھ بند ہونے لگی مگر اپنے کو سنبھالا نازک اندام نے پوچھا کہ کیون سعد شہریار کیا گذرتی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ ای محبوب طرحدار فرد ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا ٭ ہل جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے ٭ ای ملکہ کیا حال پوچھتی ہو گرفتار پنجۂ تقدیر ہوے تم تو اپنے نام نامی سے آگاہ کرو ملکہ نے کنیزون سے کہا کہ ہان صاحبو ان کی ہتھکڑیان بیڑیان کاٹو باغ مین لے چلو کہ فرحت حاصل ہو کنیزون نے قید کاٹی اُسی نقب سے سعد کو لیکر اپنے باغ مین آئین مہتاب قزاق کو بھی رہا کر لیا اسکو لاکر ایک صحنچی مین بٹھا دیا سعد کو ساتھ لیکر بارہ دری مین آئین مسند پر جگہ دی کنیزون سے اشارہ کیا کہ صاحبو خاطر کرو مہمان عزیز ہی یقین ہی کہ صاحبقران تم لوگون سے بہت راضی ہونگے یہ کہتی ہوئی قریب آئی پہلو مین بادشاہ کے متمکن ہوئی ایک گائن سے اشارہ کر دیا وہ نہایت خوش گلو تھی بصد سوز و گداز بتا بتا کر بحضور عاشق و معشوق یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

کہتے ہو بت ہون مین کہین میرے خدا نہ ہو ٭ دھوکا دو اُسکو جو تمھین پہچانتا نہ ہو
حسرت کی آنکھ سے مری اُنکو خدا بچائے ٭ بہتر ہی مرتے دم بھی اگر سامنا نہ ہو
میری زبان کو کاٹ کے لے جا پیام بر ٭ تجھسے وہان پیام جو میرا ادا نہ ہو

کبھی افسرون سے کہتا ہی کہ صاحبو تم نے دیکھا کیا تدبیر ٹھیک پڑی مین جانتا تھا کہ یہ حسنا
لوح ہین کوئی فعل اِنپر تاثیر نہ کریگا تب مین نے یہ فکر کی کس لطف سے پکڑ لیا سب لوگ
تعریفین کر رہے ہین کہ آپ اسم بامسمےٰ ہین مگر نازک اندام نے جو سعد شہریار کو دیکھا
حیران جمال و محو دیدار ہو گئی خفاش نے حکم دیا کہ ارابا بڑھاؤ سعد نے کہا ای خفاش
جلدی کیا ہی ذرا ہم بھی تمھارے شہر کو دیکھ لین خفاش نے کہا کہ او قیدی ہم تو تیرا کہا
نہ مانین گے بادشاہ نے فرمایا ہم تو ابھی نہ جاوینگے یہ کہکر لنگر مارا کہ ارابے کے پہیے
دھنس گئے لاکھ بیلون پر مار پڑتی ہی مگر کیا مجال ہی کہ ایک قدم آگے بڑھا وین نازک اندام
نے جو یہ زور دیکھا آہ کرکے بیہوش ہو گئی کنیزون نے محافہ پھیرا ملکہ کو لا کے باغ مین
داخل کیا ملکہ جو ہوشیار ہوئین باغ کو دیکھ کر رونے لگین کہا صاحبو مجکو کیون لے آئین
مین اُس شہریار کو جی بھر کر دیکھ تو لیتی کنیزین گھبرائین کہ ملکہ یہ کیا فرماتی ہین ملکہ نے کہا
کہ مین سعد شہریار پر عاشق ہوئی ذرا جاکر خبر تو لاؤ کہ بادشاہ نے کیا کیا کنیز جاکر خبر لائی
کہ پہلوے باغ مین حضور کے جو قصر ہی اُسی مین قید کیا ہی کیا عرض کرین جسوقت سعد شہریار
سے کلام ہوا کیسا بے خوف کلام کیا ہی فرماتے تھے کہ او خفاش تو مجکو قتل کر ڈال لیکن
چین نہ پائیگا میرے بھائی بندوہ لشکر کشی کرینگے کہ تجکو چین نہ ملیگا جمشید کو امید
مار لین گے خفاش نے کہا مین یہان کیون رہونگا قدرت کے پاس جا بسونگا کل فوجین
گرد قصر رہین گی پرندہ پر نہ مار سکیگا کسکی لیاقت ہی کہ ہم تک آوے اور تمکو بچا
فوراً تمھین لیجاکر قتل کرونگا کنیزون نے جو یہ خبرین بیان کی تو ملکہ نے بیہراس ہوکر کہا
کہ اگر تم لوگ مدد کرو تو چلکر اُس شہریار کو رہا کر لین سب نے کہا بہت خوب ہی ہم جان
سے حاضر ہین حضور کے کام مین اگر جان صرف ہو جائے تب بھی دریغ نکرین نازک اندام
نے آہ کرکے کہا وہ جو قصہ کہانیون مین حضرت عشق کی عنایتین سُناکرتے تھے اُسکا آج سامنا ہی

عشق ہی تازہ کار و تازہ خیال + ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال +
کہین آنسو کی یہ سرایت ہی + اور کہین خون چکان حکایت ہی
گہ نمک اسکو داغ کا پایا + گہ پتنگا چراغ کا پایا +

تمھاری جانب آتے ہین ضرور سامنا پڑیگا عقلمندی سے گرفتار کرکے ہمارے پاس بھیجدو
کہ ہم اُنکو قتل کرین ورنہ سلطنت نہ رہیگی خبردار کوئی تدبیر اُٹھا نہ رکھنا خفاش نامہ
کو پڑھ ہی رہا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ سعد شہریار مہتاب قزاق کو ساتھ لیکر آتے ہین
خفاش اپنے مقام سے اُٹھا بیرون قلعہ آکر بارگاہ استادہ کرائی ایک سانپ
اپنے پاس سے نکالا ایک بل مین چھوڑ دیا آپ بارگاہ مین آکر بیٹھ رہا کہ خبر پہونچی سعد قریب
آگئے کشتیان جواہر کی لیکر نکلا راہ مین آکر قدمبوس ہوا عرض کی جو ارشاد ہوگا
وہ بجالاؤنگا بادشاہ نے فرمایا کہ معشوقۂ مہتاب حوالے کردو خفاش نے ایک
وزیر کو حکم دیا کہ جاکر ملکہ کو سوار کرلاؤ آپ سعد کو لیکر بارگاہ مین آیا کرسی کے
اوپر بٹھایا کہ دیکھا ایک سانپ رینگتا ہوا آتا ہی خفاش نے اشارہ کیا کہ حضور
اسکو مارلین بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا سانپ کے جیسے ہی دو ٹکڑے ہوے دھوان
نکلنے لگا اسقدر دھوان نکلا کہ تمام بارگاہ مملو ہوگئی سعد شہریار و مہتاب قزاق
بیہوش ہوکر گرے خفاش نے اشارہ کیا کہ آہنگرون کو بلاؤ اُسی وقت آہنگر آئے
بادشاہ و مہتاب کو مسلسل و مطوق کیا دونون کو ارابے پر ڈال کر طرف قلعے کے لیچلا
شہر مین ہلڑ ہوا کہ ہمارے بادشاہ گئے تھے طلسم کشا کو لیکر آتے ہین بیٹی خفاش کی
نازک اندام محل مین بیٹھی تھی کہ کنیزون نے خبر دی آپکے والد نے آج بڑا کار نمایان
کیا طلسم کشا کو پکڑ لیا قید لیکر آتے ہین نازک اندام نے کہا کہ مین تو دیکھون طلسم کشا
کی کیا صورت ہی اُسی وقت سوار ہوئی محافہ راہ مین ٹھہرا چلمن سے دیکھ رہی ہی
کہ ہٹو بچو کا ہلڑ ہوا دیکھا سعد شہریار ارابے پر بے خوف بیٹھے ہوے سب کے اوپر
نگاہ ڈال رہے ہین دیکھا کہ ایک محافہ ہی گرد اُسکے ناظر بچکا نے کہاریان گھیرے ہوے
کھڑے ہین خفاش کو خبر مل چکی ہی کہ بیٹی بھی دیکھنے آئی ہی گھوڑا چمکاتا پھرتا ہی کبھی محافے
کے قریب آتا ہی کہتا ہی کیون بیٹا دیکھا تمنے کہ مین نے طلسم کشا کو کیونکر گرفتار کیا
وہ عیاری کی کہ آج تک نہ ہوئی تھی مار سیاہ بناکر چھوڑا وہ بیہوشی کا بنا ہوا تھا
جیسے ہی بادشاہ نے اُسکو مارا اسقدر دھوان نکلا کہ اُسی دھوئین سے بیہوش ہوے

گنبد مین بھی آگ لگ گئی عرصۂ دراز تک شعلے اُٹھے رقاصہ جل جل کر خاک ہوئی آواز آئی
کشتی مرا نام من رقاصہ جادو بود لیکن بادشاہ نے دیکھا کہ نہ وہ گنبد ہی نہ وہ صحرا ہی
ایک پہاڑ سامنے ہی اُسمین سے رونے کی آواز آتی ہی بادشاہ حیران ہوے کہ یہ کون
رو رہا ہی چل کر دیکھین تو کوہ مین آکر دیکھا کہ ایک جوان دیوانہ وار چرخ مار رہا ہی
کبھی پہاڑ سے سر ٹکراتا ہی آوازین دیتا ہی کہ ای خیر خواہ اب تم سے کب ملاقات ہو گی
بادشاہ نے قریب آکر پوچھا کہ ای نوجوان کس سے بچھڑا ہی کہ جو فراق مین یہ حال ہی اُس
جوان نے رو کر کہا کہ پہلے اپنے نام سے آگاہ کیجیے کہ آپ کون بزرگ ہین سعد نے فرمایا
کہ فتاح طلسم نوخیز جمشیدی سعد شہریار فرزند صاحبقران عالی وقار اُس نوجوان
نے کہا کہ سر کوہ پر ایک قلعہ ہی مہتاب قزاق وہان رہتا ہی اُسنے میری ارسال لوٹ لی
امیدوار ہون کہ میرا مال دلوا دیجیے سعد نے قبول کیا اور اُس جوان کو ساتھ لیا
طرف سر کوہ کے چلے مگر مہتاب قزاق قلعے سے نکلا تھا سر کوہ کی سیر کر رہا تھا کہ دیکھا
ایک جوان آفتاب جمال اور میرا گنہگار اُسکے ساتھ ہی طرف قلعے کے آتے ہین للکا
کہ او جوان ادھر کہان آتا ہی اور اس گنہگار کو کیون لایا یہ میرا دزد ہی اگر یہ آئیگا
تو مین فورًا اس کو قتل کر ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا قتل سے اسکے مُنھ نہ موڑونگا سعد
نے کہا تیری کیا مجال ہی اگر تاب جرأت رکھتا ہی تو آ غریبون کا ستانا اور اُسپر یہ گھمنڈ
سامنے آ تو حال جرأت معلوم ہو مہتاب نیزہ ہلاتا ہوا سامنے آیا خبردار خبردار کہکر
نیزہ مارا سعد نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ چلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ
نیزہ اُسکا گانٹھ کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے مہتاب کے نکل گیا جیسے ہی نیزہ ہاتھ سے
مہتاب کے نکلا دوڑ کر قدمون پر گرا کہا ای شہریار مجکو ثابت ہوا کہ آپ مجھپر غالب ہین
مین کچھ التجا رکھتا ہون مال اس نوجوان کا تو دونگا مگر یہان سے قریب ایک قلعہ ہی
حاکم وہانکا خفاش حیلہ گر ہی اُسنے میری معشوقہ کو چھین لیا ہی امیدوار ہون اُسے
دلوا دیجیے سعد نے مہتاب قزاق کو ساتھ لیا اور طرف قلعے کے چلے خفاش حیلہ گر
کہ اپنے قلعے مین بیٹھا تھا نامہ اُسکو جمشید کا پہونچ چکا ہی کہ ای خفاش بادشاہ جمجاہ

رات کو کیا کیا جگایا نالۂ شبگیر نے ایسی سوتی تھی کہ کروٹ تک نہ لی تقدیر نے
قید مین عالم دکھائے تو نے ای جوشِ جنون رکھ لیا زندان کو سر پر شورشِ زنجیر نے
نالہ و فریاد بھرتے ہین جگر پکڑے ہوے وقت پر یون آنکھ اُنسے پھیر لی تاثیر نے
طالبِ دیدار سے جو گفتگو پردے مین کی ہوش کھوئے لنترانی کی تری تقریر نے
دیکھ لینا ای فلک وہ بھی ہمارے ہو گئے جسدن اپنا کر لیا تقدیر کو تدبیر نے
اِس ادا سے آکے گردش جام کو ساقی نے دی ساتھ توڑے بزم مین یہ نوجوان و پیر نے
کھینچ لانا دل کا سینے سے بہت دشوار تھا یہ تو پوچھو کیا کیا پیکان تمہارے تیر نے
دیکھتے ہین بزم مین ہمکو وہ پھر پھر کر جلال کوئی پلٹا آج کھایا گردشِ تقدیر نے

اُس نازنین نے یہ اشعار جمک جمک کر گائے اور وہ تانین مارین کہ سعد بھی متوجہ ہوے اب وہ نازنین بتاتی ہوئی چلی جسکے سامنے آئی اُسنے بیل دی کسی نے روپیہ دیا کسی نے اشرفی کسی نے اسباب اُتار کر دیا سب سے بیل لیتی ہوئی سامنے سعد کے آئی اور دامن تھام کر بتانے لگی اشارہ لوحِ طلسمی کی طرف کر رہی ہو کہ مین تو یہی لونگی سعد رُکتے ہین مگر دل کہتا ہی حوالہ کر دو جب ارادہ کرتے ہین کہ دون تو دل دھڑکتا ہی آخر لوح کو ہاتھ مین لیکر نگاہ ڈالی وہ رقاصہ سمجھی کہ لوح اُتارتے ہین بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای فتاحِ طلسم و ای سیار این عجائبات یہ رقاصۂ جادو فکر لوح مین آئی ہی اور اگر صورت پر مائل ہو تو یہ صورت اصلی نہین ہی اسکا کئی سو برس کا سن ہی مکارہ حیلہ ساز و دغاباز ہی جب یہ ہاتھ بڑھائے تو لوح کو اسکے سر پر مار دو پھر قدرتِ خدا کا تماشا دیکھو سعد نے لوح گلے سے اُتاری رقاصہ سمجھی کہ مجکو دین گے دامن تھامے ہوے بتا رہی ہی ایک ایک لفظ مکرر سہ کرر بتاتی ہی دل سعد شہریار کا بھاتی ہی سعد نے ہاتھ بڑھایا رقاصہ نے سر جھکایا اور ہاتھ بڑھا دیا مگر سعد نے لوح کو چرخ دیکر سر پر رقاصہ کے مارا جیسے ہی لوح جسم سے رقاصہ کے مس ہوئی رقاصہ نے ایک آہ کا نعرہ کیا شعلہ مُنھ سے نکلا سراپا جلنے لگی اہلِ جلسہ اُٹھکر دوڑے پکارتے ہوے کہ او طلسم کشا یہ کیا کیا سعد اُٹھ کھڑے ہوے تمام اہلِ محفل جلنے لگے اور

قلعے پر کھڑے ہو کر سمت جنوب دیکھا دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار ہی اُس مین ایک گنبد بنا ہی اُسپر ایک طائر بیٹھا چہکار رہا ہی کہ جسکی چہکارون سے یہ صدا آتی ہی نظم

والله تو ہی جسقدر اے چشم زار شوخ — اتنی نہین ہی گردش لیل و نہار شوخ
پوچھا جو اُنسے کیون مرے پہلو سے اُٹھ چلے — بولے کہ ایک جا نہین لیتے قرار شوخ
کم تھی نہ مار ڈالنے کو شوخی نگاہ — اُسکو بنایا کیون مرے پروردگار شوخ
جب شوخیون کے دیکھنے کا دل اُٹھائے لطف — تم اک طرف ہوا ایک طرف ہون ہزار شوخ
صیاد کو بھی ساتھ لگا لائی باغ مین — کیون عندلیب کتنی ہی فصل بہار شوخ
چشمک ہی تیری چال کی شوخی پہ ہر قدم — رنگِ حنا ہی پاؤن مین کیا اے نگار شوخ
مجبور ایک کیا تپش دل سے ہین ہمین — شوخی پہ اپنی رکھتے ہین کب اختیار شوخ
کچھ تھی ابھی وہ آنکھ ابھی اور ہو گئی — دیکھے نہین ہین ایسے بھی بے اعتبار شوخ
عاشق مرے سخن کے ہین معشوق بھی جلال — وہ شوخ طبع ہی جسے کرتے ہین پیار شوخ

یہ دیکھ کر سعد شہریار قلعے سے اُترے جیسے ہی اُس طائر نے سعد شہریار کو آتے ہوے دیکھا اُکریال کر کے اُڑا بلند ہو کر گرد سر بادشاہ چرخ مارنے لگا آواز ہیہات وا افسوس دیتا ہی سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا لوشتہ پایا کہ اسے جلد تیر مارو کہ یہ طائر گنبد پر نہ بیٹھنے پاوے سعد نے کمان کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ طائر کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا وہ طائر مر کر گرا بڑا ہنگامہ ہوا صحرا مین اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طیران جادو بود طائر جب مارا گیا تب دروازہ گنبد کا کھلا کچھ کنیزین نکلین اُنھون نے سامنے گنبد کے فرش بچھایا ارباب نشاط نکلنے لگے کوئی سارنگی کا اُستاد ہی کوئی طبلہ بجانے کا اُستاد برابر ساز بجا رہے ہین کچھ بتانے والے آنکھین چمکا رہے ہین مگر اندر گنبد کے ایک نازنین حسین و مہ جبین بیٹھی ہی سب کی داد دے رہی ہی بادشاہ بھی ایک طرف فرش پر آ کر بیٹھ گئے کاملین اپنے اپنے کمال دکھا رہے ہین کہ وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی گنبد سے نکلی نظم

گھاؤ ڈالے دل مین مضمونِ خطِ تقدیر نے — خون رُلوایا تمھاری شوخیِ تحریر نے

یہ ظلم ہوا ہین جب تک باہر آئی ہون تب تک پہنے تھی ڈھیلے بھی نہ تھے کہ گر گئے قاضی صاحب کھڑے ہنس رہے ہین فرماتے ہین بُوا افسوس نہ کرو جنکے یہان شادی مین آئی ہو وہ ہی دین گے یہ کہتے ہوے قریب پردے کے آئے پُکار کر پوچھا کہ اقلیم تاجدار یعنے فرزند سلمائے تاجدار بادشاہ زادہ ہی کیون بی بی اُس سے عقد ہوتا ہی راضی ہو کچھ آواز نہین آئی مان بہنین جو گرد دُلھن کے بیٹھی ہین وہ کہہ رہی ہین کہ ہان بی بی ہون کرو جب کئی مرتبہ قاضی صاحب نے پوچھا تب دُلھن نے ہُنکاری بھری مبارک مبارک کی صدا بلند ہوئی ڈومنیان مبارکباد گانے لگین شاہزادیان منع کرتی ہین کہ اری ڈومنیو چپ رہو دیکھو قاضی صاحب کھڑے ہین ایسا نہ ہو کہ اُن کے خلاف ہو قاضی صاحب بھاگے جاتے ہین کہ گانے کی آواز کان مین نہ آئے پوچھ کر باہر تشریف لائے دولھا سے ایجاب و قبول کرایا بیٹھ کر عقد پڑھا لڑالڑ کر کشتیان لین دولھا کے باپ سے کہا کہ ابتو دلوائیے دولھا کے باپ نے کئی توڑے روپیون کے دیے سردارون کی جانب متوجہ ہوے فرمایا یارو تم لوگ بھی کچھ کچھ دلواؤ سب سے خواجہ نے لیا مگر سعد شہریار حیران ہین کہ قاضی کی قطع سے معلوم ہوتا ہی چھوٹے دادا جان ہین مگر خواجہ سب سے تحصیل کر کے رخصت ہوے سعد شہریار نے حکم دیا کہ چلنے کی تیاری کرو برات آراستہ ہوئی دُلھن کو سوار کیا نوبت و نقارے بجاتے ہوے چلے برات مکان پر پہونچی اقلیم تاجدار کہ تشنۂ جام وصل تھا شب کو وصل حاصل کیا سعد شہریار کو بڑی خوشی حاصل ہوئی صبح کو فرمایا کہ بھائیو مین رخصت ہوتا ہون تاجدار قدمون سے لپٹ گئے چیخین مار کر رونے لگے عرض کرتے تھے کہ ای شہریار آپ کا رخصت ہونا تو ستم ہی ہم سب چاہتے ہین کہ ہمراہ سرکار رہین بادشاہ نے فرمایا کہ مین مرحلے پر جاتا ہون کسی کی ضرورت نہین تم لوگ تیار رہو جب مین پلٹ کر آؤنگا تو سب صاحبون کو ساتھ لیچلونگا سب کو مطمئن کر کے بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم بعد شادی اقلیم تاجدار جو یہ تمھارے رفقا ہین ان سے رونق لشکر ہی ان سب کو اِسی مقام پر چھوڑ کر مناسب یہ ہی کہ طرف جنوب کے روانہ ہو کوئی کام بدون ملاحظۂ لوح نہ کرنا بادشاہ سب سے رخصت ہوے

دل کو میرے خم خمخانہ بنایا ہوتا ++
کاسۂ سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا

ہون فقط عقل کی افراط سے ششدر یارب
اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا

کاش ہوتی صدف دُر مری چشم گریان
دانۂ اشک کو در دانہ بنایا ہوتا

گر سلیمان کا چشم مجکو دیا تھا تو نے
خانۂ دل کو پر سجانہ بنایا ہوتا+

آتش غم سے جلانا ہی اگر تھا منظور
تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا

تیرہ بختی کا جو قسمت مین لکھا تھا سودا
کاش خال رُخِ جانانہ بنایا ہوتا+

خاکساری مجھے ملتی تو بڑی رفعت تھی
خاک کاشانۂ جانانہ بنایا ہوتا

اس غم آباد سے بہتر تھا کہ ای ربِ جہان
دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا

غم دوری سے ہی انگشت بدندان رعنا
غم نہ تھا حال جو مستانہ بنایا ہوتا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی قضاے کار خواجہ عمرو بحکم صاحبقران تلاش مین بادشاہ کی نکلے تھے قلعے پر آکر سُنا کہ سعد شہریار برات لیکر گئے ہین بیرون شہر باغ ہی اُسی مین جلسہ ہی طرف برات کے چلے اُس وقت پہونچے کہ چوبدار قاضی کو بُلانے جاتا ہی پکار کر پوچھا کہ مرد ہے صاحب کہان جاتے ہو چوبدار نے کہا کہ قاضی کو بُلانے جاتا ہون عمرو نے چوبدار کو بیہوش کیا اُسکو تو کنارے ڈال دیا اُسی کی شکل بن کر دروازے پر قاضی کے آئے آواز دی کہ قاضی صاحب نکلیے قاضی صاحب نکلے سر منڈا ہوا کفش پہنے ہوے باہر نکلے خواجہ نے گلوری نکال کر قاضی صاحب کو کھلائی قاضی صاحب گھبرا کر کہنے لگے کہ مین پاخانہ پھر آؤن قاضی صاحب اندر گئے خواجہ نے مکان مین کنڈی لگادی اور آپ قاضی کی شکل بن کر محفل مین آئے سعد شہریار نے فرمایا گانا موقوف کرو خواجہ عمرو نے جو سعد کو تخت پر دیکھا درود پڑھ کر کہا کہ آج بہت کچھ ملیگا سعد نے فرمایا محل مین جائیے پہلے دُلھن سے ایجاب کرالائیے کہاریون کو حکم ہوا کہ پردہ کراؤ کہاریون نے محل مین آکر ہڑ ہڑ کیا دم بھر مین پردہ ہوا شاہزادیان ذکر کر رہی ہین کہ قاضی صاحب آتے ہین قاضی صاحب قریب پردے کے آئے صحن مین جسکو پایا کسی کے کپڑے اُتار لیے کسی کے ازاربند سے اشرفی کاٹ لی محل مین ہلڑ ہوا ایک کہتی ہی بُوا میرے کپڑے جاتے رہے ارے دن دہاڑے

کہ ضحاک تاجدار نے اقلیم تاجدار کو بدامادی قبول کیا قلعۂ اقلیم مین خبر پہونچی باپ
اسکا جو بدحواس ہورہا تھا بیٹے کے واسطے انتشار تھا خبر پہونچی کہ بیٹا سعد شہریار کا رفیق ہوا
اُنھون نے آکر ضحاک کو دشمن سے بچایا ضحاک اُنکا مطیع ہوا اب ضحاک کی دختر کے ساتھ
اپنے رفیق کی شادی کرتے ہین باپ کا دل بیقرار ہوا فوج تیار کر کے سامان ساتھ لیا طرف
قلعۂ ضحاکیہ کے چلا یہان وہ زمانہ ہی کہ اقلیم تاجدار مانجھا پہنے ہوے ہی سعد شہریار
تخت پر بیٹھے ہین ضحاک مصروف خدمت ہی کہ ہر کارون نے خبر دی ای شہریار مبارک ہو
سلماے تاجدار آپ کے والد نامدار بشوکت تمام تشریف لاتے ہین اقلیم تاجدار
نے بہ نگاہ حسرت طرف سعد کے دیکھا سعد نے فرمایا کہ ای ضحاک جاکر اپنے سمدھی
کو استقبال کر کے لاؤ ضحاک اُسی وقت سوار ہوا سلماے تاجدار کا استقبال کیا
عذر کرتا ہوا بارگاہ مین لایا سلما نے جو بیٹے کو دیکھا کہ مانجھا پہنے بیٹھا ہی اور سعد شہریار
تخت پر بیٹھے ہین اول سعد کے قدمون کو بوسہ دیا پھر بیٹے سے ملا باپ بیٹے خوب گلے
مل کر روئے اقلیم نے باپ کے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ ای باپ مقام خوشی ہی کہ
آپ نے اپنے غلام کو باعیش و فرحت پایا سلماے تاجدار بھی آکر بیٹھا بڑی دھوم سے
برات کی تیاری ہوئی سیکڑون تخت سواران سُرخ پوش ہمراہ ہین ایک فیل مست پر اقلیم
کو بٹھا کر سعد شہریار خود بھی بیٹھے زر نثار ہوا مکان پہ دلھن کے پہونچے ٹوٹکے وغیرہ
ہونے لگے ہاتھی کے پیٹ کے نیچے پانی پھینکا گیا کہ دولھا ہمیشہ دُلھن کے سامنے پانی
بھرے سعد نے اقلیم کو اُتارا تمام روسا و امرا و وزرا گھیرے ہوے ہین ہر ایک کا
یہی قول ہی کہ سعد شہریار کی وجہ سے یہ دن نصیب ہوا اقلیم تاجدار خندان ہی باپ
اسکا ہر مرتبہ شاہ پر نثار ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ ای شہریار آپ کے تصدق سے یہ دن
نصیب ہوا کہ مین نے بیٹے کو خیر و عافیت سے پایا پھر خدا نے یہ فضل کیا کہ شادی
اسکی ہوئی سعد فرماتے ہین تمھارا بیٹا صاحب اقبال ہی اُسی کا یہ انجام ہوا انجوبی
نہین کرتے ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا کسبیان خوش مزاج و نازک
اندام و گلفام یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہین نظم

طرف قصر ہفت رنگ کے روانہ کرونگا یہ کہکر گینڈا پھیرا سعد بمقابلۂ بوقلمون آئے اُدھر ضحاک نے سعد شہریار کو مثل شیر غضبناک دیکھا اور دیکھا کہ اقلیم تاجدار الگ کھڑا ہوا تماشاے جنگ کر رہا ہی بوقلمون نے دیکھکر آوازدی کہ ای جوان لوگ بڑے نام پیدا کیے ہین قدرت تیرے دشمن ہین اگر میری اطاعت کر تو مین تجھ سے وعدہ کرتا ہون کہ تیری خطا معاف کرادونگا سعد نے فرمایا کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہوسکے اُسمین قصور نہ کر یہ میدان کارزار ہی زبان تیغ و کلۂ عمود سے کلام کر کہ حال جرأت کھُلے اُن غریبون کو کیون ستاتا تھا بوقلمون نے کہا کہ ای جوان تجکو بڑا غرور ہی سب حال کھُل جائیگا یہ کہکر نیزہ مارا سعد نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا بوقلمون نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ کھینچا مگر تیغہ لنگر دار و جوہر دار ہی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا سعد نے تلوار کو تلوار پر روکا ضحاک بھی کھڑا دیکھ رہا ہی کہ سعد نے تیغۂ طلسمی چمکایا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا تیغہ تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹکر خود کو کاٹا سر کو تراشتا ہوا تا بہ جگرگاہ پہونچا بوقلمون مارا گیا اہل فوج لینا لینا کہکر دوڑ پڑے مگر ضحاک عش عش کر رہا ہی کہتا ہی کیا جری و بہادر ہین کیا کارنمایان کرتے ہین کہ بوقلمون کو مار کر فوج پر جا پڑے کس لطف سے لڑ رہے ہین لیکن اب اقلیم تاجدار کو تاب نہ آئی یہ بھی جا پڑا کنارے کنارے لڑ رہا ہی اور جہان کسی افسر کلان سے مقابلہ پڑا آواز دی کہ ای شہریار غلام کو بچائیے سعد آکر اُسکو قتل کرتے ہین ضحاک نے دیکھا کہ فوج دشمن نے شکست کھائی سب بھاگے سعد نے مال و اسباب لٹوا لیا ضحاک خوشی خوشی سعد شہریار کو ساتھ لیکر قلعے مین آیا سعد تخت پر بیٹھے اقلیم تاجدار پہلو مین ضحاک مصروف خدمت ہی سعد نے ضحاک کو بُلا کر فرمایا کہ ای بادشاہ عالیجاہ ہم جو کچھ مانگین وہ ہم کو دو گے ضحاک نے عرض کی جان تک حاضر ہی جو حضور ارشاد فرمائین وہ بجالاؤن سعد نے فرمایا ہماری خوشی یہ ہی کہ اپنی دختر کو ساتھ اس شاہزادے کے منعقد کرو کہ اسکو ہمنے اپنا فرزند قرار دیا ہی ضحاک نے وزیرون کو اشارہ کیا وزیرون نے ترنج خوشبو کی سینے پر لگایا ہار پہنا

بلوے کا ارادہ کیا کل فوج چلی لینا لینا کا ہلڑ ہوا ضحاک نے گولہ اندازون کو اشارہ کیا
توپین چلین دس بارہ ہزار جوان اُڑ گئے بوقلمون الگ کھڑا ہوا یہ معرکہ دیکھ رہا ہی
جب فوج نے شکست کھائی اور بھاگی تو اِسنے پُکار کر کہا کہ ای ضحاک مین کیا ان کے بھروسے
پر آیا تھا مین ابھی آکر قلعہ لیتا ہون محل مین گھُس پڑونگا معشوق کو نکال لاؤنگا یہ کہکر
گینڈے کو بڑھایا گولون کو رد کرتا ہوا چلا جو گولہ داہنے جاتا ہی جانے دیتا ہی جو گولہ
بائین جاتا ہی اُسے بھی خالی دیتا ہی جو گولہ سامنے آیا اپنے کو گینڈے سے گرا دیا یا گرز
مار دیا کہ گولہ دور جاکر پھٹا اس طرح راہ کو طی کرتا ہوا قریب خندق پہونچا ضحاک
پہلے لات و منات کو پُکارا کیا جب کچھ نہ ہوا تب بیقرار ہو کر سب سے کہا کہ یارو
لات و منات نے تو مدد نہ کی اگر تم سب کی خوشی ہو تو خدائے نادیدہ سے عرض کرون
سُنتا ہون کہ یہ مذہب بہت پختہ ہی سب نے کہا بہت مناسب ہی مسلمان بڑا ناز کرتے
ہین اُنکا یہی قول ہی کہ ہمارا پروردگار وحدہٗ لاشریک ہی جب سب نے یہی صلاح دی
تو پُکار اُٹھا کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم مشکل کو آسان کر نظم

زجام بہیشتی ہر کسکہ نوش کرد شراب — نکرد بار دگر چشم ہوش باز از خواب
ہر آنکہ مرد ازین ورطہ جان سلامت برد — ہر آنکہ رفت نیامد بدام رنج و عذاب
مقیم رخت اقامت ازین مکان بندد — دم اخیر چہ گردد بنائے خانہ خراب
چو انقلاب خزان در بہار باغ آید — بجائے بلبل نالان کنند شور غراب
بکار خام جہان ہند یا چہ دل بندیم — کہ ہست رشتۂ امید ما گسستہ طناب

اس طرح بیقرار ہو کر جو ضحاک نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بوقلمون
چاہتا ہی خندق فرا جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی سعد شہریار اقلیم تاجدار کو اپنے
ساتھ لیے ہوئے نمایان ہوئے ضحاک نے جو اقلیم تاجدار کو دیکھا حیران تھا کہ یہ
کیونکر یہان تک آیا ہمنے تو خبر سُنی تھی کہ صحرا مین دیوانہ پھرتا تھا اگر سعد نے وہین سے
بوقلمون کو للکارا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا منم سعد شہریار بوقلمون سُن کر بہت خوش ہوا
کہتا تھا دوسرا مطلب بھی حاصل ہوگا یہ شخص دشمن خداوند ہی مشکین باندھ کر اسکی

مجھے وہان تک پہونچائیے اُسکے ساتھ عقد کرا دیجیے یا غلام کو قتل کیجیے مجھسے صبر نہو گا
صحرا مین واسطے شکار کے آیا وہان وہ ظالم بھی آئی تھی مین دیکھتے ہی پروانۂ شمع جمال ہو
اُٹھ پھر اُسی کی یاد مین رہتا ہون غم فراق سہتا ہون اب کیا اپنا حال ظاہر کرون ماں
باپ روتے روتے اندھے ہوگئے ہونگے اُن کو کون سمجھاتا ہوگا کہتے ہونگے ایک فرزند
تھا وہ غائب ہوگیا مان باپ کا اکیلا بیٹا ہون سعد کی آنکھون مین آنسو بھر آئے حال مصیبت
سُن کر فرمایا ای برادر نام تمھارا کیا ہی کہا اس حقیر کو اقلیم تاجدار کہتے ہین اور یہ بھی
ظاہر ہی کہ اُس معشوق نے مجکو بہ محبت دیکھا اُسکو بھی میرا خیال ہی یقین ہی یاد کرتی ہو
بادشاہ نے فرمایا مین تمھارے ساتھ چلونگا انشاء اللہ یہ مشکل آسان ہوگی یہ فرماکر
قید کاٹی اقلیم کو ساتھ لیا طرف قلعے کے چلے مگر ضحاک شیر گیر کہ بادشاہ زبردست
ہی اپنے قلعے مین بیٹھا تھا یہ زمانہ وہ ہی کہ بیٹی کی شادی کے پیغام چلے آتے ہین جس
بادشاہ کا خط آیا جواب صاف دے دیا مگر سامنے ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو قلعۂ بوقلمون
کہتے ہین بوقلمون تاجدار وہان کا حاکم ہی اُسکا بھی نامہ آیا تھا ضحاک نے قبول کیا تھا
اب جو نامہ بھیجا تو ضحاک نے انکار کیا بوقلمون انکار سُن کر بہت جھلایا جواب دیا کیا
مین عاجز ہون مین لڑ بھڑ کر معشوقہ لونگا یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اُسی وقت لشکر
تیار ہوا ساٹھ ہزار جوان ساتھ لیکر واسطے لینے معشوق کے چلا ضحاک شیر گیر اپنے
مقام پر بیٹھا تھا کہ خبر سُنی بوقلمون تاجدار بشوکت تمام آتا ہی اپنے مقام پر کہا کہ یہ کیا سمجھا
ہی وہ جنگ ہوگی کہ اپنی جان سے عاجز ہو جائیگا بھاگتا نظر آئیگا پندرہ بیس ہزار
فوج ساتھ لیکر باہر نکلا کہ دوسرے دن بوقلمون بڑے زور و شور سے آ کے پہونچا
آپس مین طبل جنگی بجے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مقابلہ بڑا آخر ضحاک شیر گیر
زخمی ہوا فوج بوقلمون کے ساتھ زیادہ تھی مغلوبہ ہوئی بوقلمون غالب آیا ضحاک
شکست کھا کر قلعہ بند ہوا بوقلمون نے گھیرا اور کہلا بھیجا کہ معشوق کو بھیجدو ضحاک
نے جواب دیا کہ معشوق کا ملنا غیر ممکن ہی بوقلمون نے طبل یورش بجوایا منظور یہ تھا قلعہ
فتح کرلون اور قلعے مین گھس کر معشوق کو لون رات بھر تیاری ہوئی صبح کو بوقلمون نے

جب ساحر نابینا ہونے لگے تو سامنے سے بھاگے سعد نے اُسی ہنگامے مین اُس عورت کو بھی قتل کیا جب اُس کو قتل کر چکے تو اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہو گئی اب جو دیکھا نہ وہ باغ ہی اور نہ وہ قریہ خالی لاشہ جادوگر کا پڑا ہی یہ حال دیکھ کے سعد کو بڑا تردد ہوا چاہا یہان سے نکل جاؤن ایک صحنچی بنی تھی اُس مین سے رونے کی آواز آئی بادشاہ طرف آواز کے متوجہ ہوے آکر دیکھا کہ ایک جوان نحیف و ضعیف سرنگون بیٹھا رو رہا ہی بادشاہ نے قریب آکر شانہ ہلایا فرمایا ای جوان کس حال مین تم کو پاتا ہون اُس جوان نے رو کر کہا کیا حال کہون کس رنگ مین ہون اپنا تو یہ حال ہی نظم

اُڑایا تند باد جور صرصر نے گلستان سے
بگولہ بنکے نکلی خاک میری کوے جانان سے

نہ ممکن ترک الفت ہی نہ صحبت ہی برار اُس سے
ہوئی جنجال جی کی دوستی محبوب نادان سے

بھلا پارہ کہین ہوتا سُنا ہی آگ پر قائم
برآے صحبت عشاق کیونکر شعلہ رویان سے

بہت چاہا نہ پایا اُس لب جان بخش کا بوسہ
پھرا تشنہ سکندر کیطرح مین آب حیوان سے

پڑے ہین آبلے تلوو نمین لیلی مین وہ مجنون ہون
نہین کھٹکا رہے جی مین مجھے خار مغیلان سے

دل سودا زدہ کو سربسر تسکین خاطر ہو
اُڑا لاکے صبا نکہت اگر اُس زلف پیچان سے

مرے اُس یوسف ثانی کا اک عالم کو سودا ہی
خریداری کو جسکی لاکھ یوسف آئین کنعان سے

مکدر خاطر نازک نہ ہوتا خاکسارون سے
ذرا دامن اُٹھا کر جائیے گور غریبان سے

نصیب دشمنان دشمن ہوے ہمنام رعنا تک
ہوا اغیار کو یہ رشک مردان علیخان سے

ای شہریار کیا اپنا حال بیان کرون کہ کس رنگ مین ہون جس ساحرہ کو آپنے قتل کیا ہی یہ مجکو گرفتار کر کے لائی اور خواہان وصل ہوئی مین نے مجبور و ناچار ہو کر قبول کیا اس آفت مین سال بھر گذرا مگر ایک بزرگ نے خبر دی تھی کہ طلسم کشا آکر تم کو رہا کرین گے شکر ہی کہ آپ تشریف لائے آپ کے ہاتھ سے رہائی پائی غلام کو فخر حاصل ہوا کہ آپ کے تصدق سے رہائی پائی لیکن ایک غرض غلام کی در پیش ہی اُس مین نہایت پس و پیش ہی دیکھین آپ ہمارے ساتھ کیا کرتے ہین یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ ضحاکیہ کہتے ہین ضحاک شیر گیر وہان کا بادشاہ ہی مین اُسکی بیٹی پر عاشق ہون امیدوار ہون کہ

مصروف ہین بادشاہ باغ کی سیر کرتے ہوے بارہ دری مین آئے مسند بچھی تھی وہ نازنین
بیٹھی بادشاہ کو بخاطر بٹھایا جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا تو جام شراب حاضر کیا بادشاہ کو
خیال آیا کہ ای سعد بدون ملاحظۂ لوح کچھ کھانا پینا نہ چاہیے ایسا نہ ہو کہ فتور برپا ہو تو
باعث خرابی ہو ایک مرتبہ اتفاق ہو چکا ہی ہر وقت وہ ہی خیال رہتا ہی کہ ایسا نہو
یہ بھی مکر ہو یہ سوچ کر بادشاہ نے لوح نکالی جب تو وہ نازنین گھبرائی کہا کیون
شہریار اس کو نہ ملاحظہ فرمائیے سعد نے فرمایا نہ ملاحظہ کرنے کی کیا وجہ ہی اُس
نازنین نے کہا کہ آپ کو شک ہوگا اور مین فقط برای دعوت آپ کو لائی ہون مدت
سے مشتاق جمال تھی شکر بسامری و جمشید کہ آپ سے قدمبوس ہوئی آپ ایسی
بے اعتدالی فرماتے ہین کہ جام نہین نوش کرتے سوال شراب کرتے ہی آپ نے
لوح کو نکالا اس سے کیا فائدہ ہوگا بادشاہ نے ہنس کر کہا کہ ای مہ جبین جو مکر ہوگا
وہ ظاہر ہو جائیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر تاجدار تخت پر سوار
تخت اُڑائے ہوے آیا یہ جلسہ جو دیکھا اُتر پڑا کہا کیون ای شمع رخسار ہم شب بھر
انتظار مین رہے اور تم نے سرفراز نہ فرمایا آخر بیقرار ہو کر چلا آیا اب چلو اُس نازنین
نے کہا کہ اب اس وقت تو مین نہین جاسکتی اُس ساحر نے کہا تم کو چلنا ہوگا یہ کہ کر
تیغ کھینچ کر اُٹھا چاہا اُس نازنین پر ہاتھ ڈالدون اُسنے کہا کہ ای شہریار مجھے بچائیے
یہ ظالم درپے قتل ہی مین بہت گھبراتی ہون سعد نے نعرہ کیا کہ او ظالم تجھے کچھ پاس
نہین وہ ہماری خاطرداری مین مصروف ہی یہ کہ کر تلوار اُسکی چھین لی غصہ تو از حد تھا
ایک تمانچہ مار دیا سر اُس ساحر کا اُڑ گیا غلغلۂ گیرودار ہوا سنگباری و برفباری ہوئی
اُسکے بعد آواز آئی کہ کشتی مرا نام من خونخوار تاجدار بود اُس نازنین نے بادشاہ کا
دامن پکڑ لیا کہا کیون ای شہریار آپ نے اس بیچارے کو کیون مارا سعد نے فرمایا
تمنے فریاد کی مین شریک ہوا تم پر ظلم کرتا تھا اُس نازنین نے کہا آپ نے بے گناہ کا
خون کیا مین بدلہ لونگی یہ کہ کر ایک چیخ ماری گوشہ ہاے باغ سے ہزارہا ساحر نکلے اُس
ظالم نے اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو مارلو اُن ساحرون نے گھیرا سعد نے لوح کو گردش دی

کہ یہ کون ظالم ہی کہ جسنے ہمارے گرو کو مارا کہ یکایک دیر کا دروازہ بند ہو گیا اور پہلو سے گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

جب رونے پہ آنکھ آگئی ہی ++ طوفان ہی نیا اُٹھا گئی ہی +
دل مین نہین غیر کا گمان بھی وحدت ہمہ تن سما گئی ہی +
الفت تری کارساز عالم + گھر دل مین مرے بنا گئی ہی
یاد آب روان کے محرمون کی ہم چشمون مین کیا رُلا گئی ہی
مشکل سے کٹی ہو ہجر کی شب سر سے مرے اک بلا گئی ہی
خمدار وہ کاکل پریشان + جنجال مین جی پھنسا گئی ہی +
رعنا ہی لحد مین اس سے بیچین خلوت تری یاد آگئی ہی ++

دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین و جمیل ماہ رخسار صنوبر قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار خرامان خرامان آتی ہی پکارتی ہوئی کہ ای شہریار زیادہ غصہ نہ فرمائیے باغ مین تشریف لے چلیے سب وہان آپ کے مشتاق ہین بادشاہ نے جو اُس مہ جبین کو دیکھا دل ہاتھ سے نکل گیا چہرہ اُداس ہوا پسینے پسینے ہو گئے بڑھ کر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا وہ گورا گورا ہاتھ جو ہاتھ مین آیا معلوم ہوا کہ تمام جسم کی جان اسی ہاتھ مین ہی اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ ای شہریار ہم آپ کے خدمتگزار ہین بلکہ تابعدار ہین باغ پُر بہار آراستہ ہی اگر آپ تشریف لے چلین گے تو جلسہ ہو گا ہماری ساتھ والیان آپکا ذکر کیا کرتی ہین مجھے بڑا تعجب ہی کہ سردار حسینان و بہار اعجاز بیان دیا سمن رنگین پوش آپ کی معشوقون مین ہین اور آپ نے اُن کو پسند کیا اُن مین کیا فخر ہی بادشاہ نے فرمایا قوم کی شاہزادیان صاحب حُسن و جمال صاحب جاہ و جلال اور کیا تکلف چاہیے اُس نازنین نے کہا کہ مین جانتی تھی طلسم کشا کی معشوقین بے مثل و بے نظیر ہونگی اسطرح کی باتین کرتی ہوئی وہ نازنین بادشاہ کو لیکر باغ مین آئی بادشاہ نے جو دیکھا کہ باغ بہشت آئین ہی گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون جا بجا کھلے ہین سارا باغ سرسبز و شاداب ہی نہرین جاری ہین طائران زمزمہ سرا درختون پر زمزمہ سرائی مین

چہار جانب طائرون کی پکار ہی زیر اشجار پھولون کے انبار ہین مگر سوکھے ہوے
ہوا مین اُڑتے پھرتے ہین زرد پتون کا جا بجا ڈھیر ہی دھوپ کی حدت سے صحرا کی
عجب کیفیت ہی کہ ریگ جو اُڑ رہی ہی اگر بدن پر پڑتی ہی تو آبلہ پڑ جاتا ہی صحرا ویران
و پریشان کفِ دست میدان ہی بادشاہ صحرا کو دیکھ کر بہت گھبرائے دھوپ کی حدت
سے چاہتے ہین کہ کوئی نخل ایسا ملے کہ اُسکے سائے مین ٹھہر جاوُن مگر کوئی نخل ایسا
سایہ دار نہین ملتا صحرا مین دوڑ دھوپ کر رہے ہین پانی کی بہت تلاش ہی مگر پانی نہین
دستیاب ہوتا بادشاہ نے دیکھا دور سے باجے کی آواز آ رہی ہی سمجھے کہ آبادی ہوگی
کیا عجب ہی کہ پانی بھی دستیاب ہو اس خیال سے اُس طرف چلے سامنے ایک قریہ تھا
اُس مین تشریف لائے دیکھا کہ وہی دیر جو سابق مین دیکھا تھا وہ اس مقام پر بھی
نصب ہی اہل قریہ پوجا پاٹ کر رہے ہین اور وہی ایک برہمن تہمبری دھوتی باندھے
ہوے دروازے پر بیٹھا ہوا اشلوک پڑھ رہا ہی اشلوک پڑھ کر ترجمہ کرتا ہی سننے والا
تعریف کر رہے ہین بادشاہ کو بہت ناگوار ہوا مگر پریشان ہین کہ یہ دیر اُس سرزمین
پر تھا اِس سرزمین پر کیونکر آیا قریب اُس برہمن کے آئے فرمایا کیون پنڈت صاحب
آپ یہ کیا سمجھا رہے ہین کیا پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہین مجھے بہت ناگوار ہوتا ہی کچھ تمسے
پوچھین برہمن نے کہا یاد امین کسی سے جواب و سوال نہین کرتا مین تو پیٹ کے
واسطے بیٹھا ہوُن دوسرا برہمن جو پہلو مین بیٹھا تھا اُسنے برہمن سے کہا داتا کس سے
کلام کرتے ہو یہ تو ملچ ہین ہمارے یہان لکھا ہی کہ ان کی صورت دیکھنا ناجائز ہی
جسنے مسلمان کو دیکھا وہ رام کا دشمن ہو گیا تم لوگون کے واسطے بڑی خرابیان ہین
اُس جوان نے بادشاہ کو کلمات سخت جو کہے بادشاہ نے تلوار کھینچی ایک ہاتھ مارا
کہ برہمن کے دو ٹکڑے ہوے برہمن کو مار کر نعرہ کیا نعرۂ باشاہ جمجاہ سلیمان منعم
شاہ شاہان فریدون حشم ✤ بہار گلستان کاوُس و جم ✤ ہژبر دمان شاہ اسلامیان
نہال گلستان صاحبقران ✤ نعرہ کر کے وہ دوسرا برہمن جو پوتھی پڑھ رہا تھا ایک
ہاتھ اُسے بھی مار دیا اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوے پوجا کرنے والے بھاگے یہ کہتے ہوے

خدمتگزاری کر رہا ہی ہر بات مین عجز کرتا ہی یہی قول ہی کہ آپ ہمارے بادشاہ ہین ہم حضور
کے نوکر ہین بادشاہ فرماتے ہین ای نقابدار بہادر زیادہ عجز نہ کرو مجکو شرمندگی ہوتی
ہی نقابدار کہتا ہی کہ ای شہریار جب صاحبقران اعظم آپ کے ملازم ہین تو مین کس
شمار مین ہون بدیع الزمان و نور الدہر و رستم سلیتین و علمشاہ نوجوان جب یہ
لوگ ملازم ہین تو مجھے کیا عذر ہی امیدوار ہون کہ نگاہ شفقت رہے غلام کو دل
سے نہ بھلائیے گا بادشاہ نے فرمایا ای نقابدار بہادر صاحبقران بدون مقابلہ
کے نہ دین گے اور جبدن تمھارے اُن کے فیصلہ ہوگا اور تمھاری صاحبقرانی
قرار پائے گی مین تو سلطنت نہ کرونگا یقین ہی حارث بن سعد کو سلطنت ملے مقام
افسوس ہی کہ مین بارگاہ مین بیٹھون اور دنگل پر صاحبقران کے تمکو دیکھون مجھسے
نہ دیکھا جائیگا مین سلطنت نہ کرونگا نقابدار عذر کر رہا ہی کہ مین حضور کو آنکھون پر
بٹھونگا اگر آپ حکم دین گے تو دنگل پر نہ بیٹھونگا ان باتون مین رات بسر ہوئی صبح کو
نقابدار آمادۂ سفر ہوا بادشاہ جمجاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بعد ملاقات
نقابدار صحرا مین جائیے ایک چاہ پختہ ملیگا اُسپر چرخ نصب ہی اور ایک گرز کنارے
پر رکھا ہی اُسی گرز سے چرخ کو گرائیے اور اپنے کو بھی کنوئین مین گرا دیجیے پھر قدرت
خدا کا تماشا دیکھیے بادشاہ نقابدار سے رخصت ہوے چلتے چلتے نقابدار منتین
کر گیا کہ ضرور صاحبقران سے فرمائیے گا بادشاہ نے کہا مین کہونگا مگر صاحبقران
سنے نہ دین گے میری کیا حقیقت ہی کہ مین اُنسے تکرار کرون اُنکے فرزند کا فرزند ہون
نقابدار بہت خوب کہکر رخصت ہوا تخت پر سوار ہوا دیوزادون نے بیرقین کھولین
سائبان زربفتی کا سر پر سایہ کیا اور باز سفید سر پر نقابدار کے سایہ فگن ہوا اُس
طرف سے نقابدار روانہ ہوگیا مگر بادشاہ بموجب ہدایت لوح صحرا مین تشریف
لائے چاہ پختہ دیکھا کہ اُسپر چرخ آراستہ ہی کنارے پر گرز گران سنگ رکھا ہوا
بادشاہ نے وہ گرز لیکر چرخ پر مارا چرخ کنوئین مین گرا آپ بھی پھاند پڑے
بعد عرصۂ دراز پاؤن زمین سے آشنا ہوے دیکھا ایک صحرائے بے برگ و بار ہی

کہ جسکی تیزرَوی سے برق و باد حیران ہی مناسب یہ ہی کہ فساد نہ ہو تنہائی مین فیصلہ ہو جائے یہ حقیر بھی مہلت پائے کبھی پردۂ قاف مین جاتا ہون کرمیت بن قہقہہ کی خبر لیتا ہون آٹھ پہر اسی خیال مین رہتا ہون کہ جہان کہین فرزندان صاحبقران جنگ کرتے ہون مین بھی خدمت کرون آنکھون سے بار جنگ اُٹھاؤن بادشاہ نے سر جُھکا لیا جی مین کہتے ہین کہ یہ لقا بدار بڑا اسلبیس ہی رتبہ شناسی اسپر ختم ہی حقیقت مین جو جو کارہاے نمایان اس سے سرزد ہوے وہ کسی سے نہین ہوے کہا اے لقا بدار بہادر جو مقدمات صاحبقران سے سرزد ہوے وہ کسی سے نہین ہوے وہ اپنا مثل نہین رکھتے یہ گمان نہ کر کہ جنگ لقا ایک دن مین فتح ہو گی بارہ سال دادا جان باختر پر لڑے اب بارہ برس سے اُسکے تعاقب مین ہین جس ملک پر پہونچے اُسی کے پرستار ملتے ہین دودۂ زنگی وہ شخص ہی کہ جسکے چارسی فرزند ہین جب شریک جنگ ہوتا ہی آفت برپا ہوتی ہی ہر چند کہ سرداران صاحبقران پانچہزار پانچسو پچپن بہادر ہین کیسے کیسے لڑے مگر اختتام جنگ نہین ہوا اب جملہ سردار اس طلسم مین آگئے ہین صاحبقران بھی ہین دیکھیے طلسم کا کیا انجام ہو لقا بدار نے کہا مین غروب پر جاؤنگا اور لشکر کی خبر لونگا یہ مجال نہین ہی کہ لشکر کو مٹا سکے یہ کہہ کے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز طلب کیے بادشاہ جمجاہ کی خدمت کرنے لگا ہر مرتبہ خود اُٹھ کھڑا ہوتا ہی طوائف ہند آکر حاضر ہوے سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گانے لگے نظم

یہ صحن باغ مین ہر صبح بلبل کا ترانہ ہی	غنیمت خندۂ گل ہی بہت نازک زمانہ ہی
مثل یہ راست ہی ہنستے ہی گھر بستے ہین بستی مین	نہو گر دل لگی تو غمکدہ ہر ایک خانہ ہی
پریشان خاطرون کی دل لگی سے ہی یہ جمعیت	ہنسی مین وا ہوے ہین دانت تار و نکا فسانہ ہی
بہار باغ کشت زعفران ہی خندۂ گل سے	مثال قہقہہ قمری عنادل کا ترانہ ہی
ہنسی آپس کی ہی تو دل سے کر شکر خدا رعنا	یہ ہی رونے کی جا جس شخص پر ہنستا زمانہ ہی

بادشاہ کا دماغ بادۂ ناب سے تر ہی صحبت عیش و جشن منعقد ہی لقا بدار بادشاہ جمجاہ کی

گھرے ہوے ہین اور فوج بے شمار ہر ان کو بچائیے نقابدار نے جھک کر دیکھا کہ بلوۂ
عظیم ہر مگر بادشاہ کس حواس سے لڑ رہے ہین کہا ای عیار یہ فرزند صاحبقران ہین
کس دھوم سے لڑ رہے ہین صاحبقران کیون نہ ناز کرین بانے کیونکر حوالے کر دین
یہ دلیر اُنھین کے تعلیم کردہ ہین یہ کہکر مرکب طلب کیا مرکب پر نقابدار زرین پوش
سوار ہوا دیوزادون سے اشارہ کیا ہمارے بارہ ہزار جوانون کو اُتار دو اور تم سب
الگ ہو جاؤ دیوزادون نے سردارون کو اُتارا آپ الگ ہو گئے صحرا کی طرف بھاگے
مگر نقابدار نعرہ کرکے آپڑا نقابدار کے بارہ ہزار صف شکن جوان لڑائی مین مصروف
ہوے نقابدار زرین پوش نے چند حملون مین اُس فوج کو درہم و برہم کر دیا بادشاہ
کے ساتھ نوجوان تاجدار و گلزار تاجدار ہین لڑتے ہوے سامنے نقابدار کے
آئے نقابدار نے پوچھا یہ کیسی جنگ تھی آپ کس انتشار مین ہین بادشاہ نے فرمایا کئی
سال سے اس طلسم کی فتاحی مین مصروف ہون جملہ سردار اسی طلسم مین آئے ہوے ہین یہ سُنکر
نقابدار زرین پوش نے کہا کہ ای شہریار بارگاہ استاد کراؤن سعد شہریار نے فرمایا
تھکا ہوا تو ہون نقابدار نے بارگاہ استاد کرائی دیوزاد بھی حاضر ہوے بادشاہ کو
ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے کہا ای شہریار مقام تعجب ہر آپ ایسا بادشاہ لشکر اسلام
اور صاحبقران باسہاے صاحبقرانی نہین دیتے مناسب یہ ہر کہ ابکی جو اُن سے
ملاقات ہو تو سمجھا دیجیے کہ جنگ لقا میرے سپرد کرین مین لقا سے سمجھ لونگا آپ سے
عرض کرتا ہون کہ ایک لڑائی پڑیگی اُسی جنگ مین اُسکا خاتمہ کر دونگا غروبیۂ باختر
کیا چیز ہر دو دہ زنگی کو ایک ہی جنگ مین شکست دونگا یہ بارہ ہزار جوان چُنے ہوے
بارہ لاکھ پر کافی ہین انکا بارکا فر کیا اُٹھا سکین گے بادشاہ نے فرمایا ای نقابدار عجب
سردار صاحبقران کو ممکن ہوے ہین ایک ایک شیر دل فرزندان صاحبقران
یک ایک وحید عصر اُن سب مین سے حقیر مین ہون مجھسے امتحان کیجیے نقابدار
اتھ باندھنے لگا کہا ای شہریار ایسا نہ فرمائیے میری مجال ہر کہ آپ سے مقابلہ کر سکون
ر اور طرح کے امتحان لے لیجیے کہ مین صاحب اسم اعظم ہون مرکب سہ چشمی زیر ران ہر

سپر کے دو ٹکڑے ہوے خود کو کاٹ کر سر پر گری کہ سراسر سر اُسکا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی وہ پہلوان بھاگا کہتا ہوا کہ ای سعد شہریار وہ بلا نازل کرونگا کہ جان بچنا دشوار ہوگی بادشاہ نے اُس پہلوان کا پیچھا کیا تعاقب مین اُسکے چلے سامنے ایک تالاب تھا اُسمین وہ جوان پھاند پڑا بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ تم بھی اپنے کو اسمین گرادو اس جوان کا پیچھا نہ چھوڑو بادشاہ بھی بسم اللہ کہہ کے تالاب مین پھاند پڑے جب پاؤن زمین سے آشنا ہوے دیکھا ایک صحرا ہی کہ اُسمین لاکھون فوجین جمع ہوئی ہین اُن سب کو وہ پہلوان زخم سر اپنا دکھا رہا ہی کہتا ہی یارو مجکو بیخطا طلسم کشا نے زخمی کیا اب تم لوگ بدلا لو کل فوج لینا لینا کہہ کر دوڑ پڑی بادشاہ نے تلوار کھینچی فوج پر جا پڑے اسقدر فوج کا بلوہ ہی کہ سعد شہریار گھبرا گئے دعائین مانگنے لگے کہ ای سمیع و علیم اس مشکل کو آسان کر نظم

غنی گردد فقیر بینوا آہستہ آہستہ	بدولت میرسد مفلس گدا آہستہ آہستہ
بہر طالب دہد مطلب خدا آہستہ آہستہ	بہر سائل بہ بخشد مدعا آہستہ آہستہ
بہ بخشد حاجت حاجت روا آہستہ آہستہ	کند حل مشکلات مشکلکشا آہستہ آہستہ
مقام حق ہمی دو دست زین ارالمحن لیکن	بہ منزل میرساند رہنما آہستہ آہستہ
ہمیشہ میکند قطع انقلاب گردش دوران	بدنیا رشتۂ عمر ترا آہستہ آہستہ
چرا غمگین بود از ہجر جانان عاشق بیدل	شود خوش دل بوصل دلربا آہستہ آہستہ
ازین اشعار حمدیہ کہ در حمد خدا گفتی	خزانہ جمع گردد ہند یا آہستہ آہستہ

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نوبت نقارے کی آواز آئی زمین تھرائی قضاے کار نقابدار زرین پوش تخت اُڑاے ہوے جاتا تھا عیار نقاب بھی چہرے پر نقاب ڈالے ہوے پشت پر مگس رانی کر رہا ہی اسنے جو غلغلہ سُنا سر جھکا دیکھا کہ سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام جنگ مین مصروف ہین مگر فوج بے شمار مین گھ ہوے ہین ہر طرف سے بلوہ ہی اور یہی ہلڑ ہی کہ بادشاہ کو گرفتار کرلو بادشاہ لشکر اسلا جنگ رستمانہ کر رہے ہین عیار نے کہا کہ ای آقا غضب ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلا

آخر وہ ہی ہوا یہ کہ کر جل جل کر خاک ہوئی بادشاہ نے دیکھا کہ وہ سب مکان بھی جل گیا
مگر جس مقام پر بادشاہ بیٹھے تھے وہان آگ نے تاثیر نہ کی زمین گرم ہو کر رہگئی بادشاہ
اُس مقام سے اُٹھے خیال کر کے دیکھا کہ کتب خانہ بھی پھکا پڑا ہی رنج ہوا کہ ابتدائی حالات
جدعالی تبار اسمین لکھے تھے اور حالات دیکھتے شاید کچھ مطلب نکل آتا حیران و پریشان
کھڑے سوچ رہے ہین کہ ان کتابون کا جلنا بڑا غضب ہوا کہ سامنے سے لینا لینا کی صدا
آئی دیکھا وہ ہی حکیم ایک ٹٹو پر سوار نیزہ ہاتھ مین پشت پر گاؤن کی گمار ہی حکیم نے پکار کر
آواز دی کہ ہان یارو اِن کو مار لو وہ گنوار چہار طرف سے دوڑ پڑے بادشاہ نے تلوار
کھینچی اور نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم * بہار گلستان
کاؤس و جم * ہز بر دمان شاہ اسلامیان * نہال گلستان صاحبقران * اُن گنوارون
سے تلوار چلنے لگی اُس حکیم نے دیکھ کر آواز دی کہ ارے یارو تمھارے گرفتار کیے یہ
گرفتار نہ ہونگے صف شکن و تیغ زن ہین تم سب قتل ہو جاؤ گے ان کے ہاتھ سے امان
نہ پاؤ گے شعلۂ شمشیر زن کو بلاؤ وہ شاید گرفتار کرلے وہ جہاندیدہ و کار آزمودہ
ہی اُسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی چند گنوار دوڑے ہوے گئے کہ نوبت و نقارے کی
آواز آئی علمہاے سیاہ نمودار ہوے علامت فوج کی معلوم ہوئی آگے آگے ایک
پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر چالیس ہزار کا لشکر آیا آتے ہی آواز دی کہ ارے
گنوارو تم سب ہٹ جاؤ مین اس جوان کو گرفتار کر لونگا مین سمجھا تھا کہ طلسم کشا بڑے
قد و قامت کا جوان ہوگا یہ تو معشوق وضع ہی ایک حملے مین مار لونگا گنوار تو ہٹے
اس جوان نے گینڈا مہمیز کیا بادشاہ فوراً مقابلے مین پہونچے شعلہ بھڑک کا نیزہ ہلاتا ہوا
سامنے آیا اور تاک کر سینۂ بے کینہ بادشاہ پر نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی وہ جوان بڑے زور و شور سے نیزہ بازی کر رہا ہی
بادشاہ نے نیزہ اُسکا گانٹھا تھپیڑا مارا نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکل گیا نیزہ نکلتے ہی اُس
جوان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچی خبردار خبردار کہ کر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو خالی دیا
اور دے کر تیغۂ طلسمی کا ہاتھ مار دیا اُس جوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ جو تڑپکر گرا

صاحبقران مہر نگار سے مرقوم ہی بادشاہ ملاحظہ فرما رہے ہین حکیم اُٹھ کر چلا گیا
دروازے کو جنبش ہوئی بادشاہ نے دیکھا کہ ایک نازنین چہاردہ سالہ حقیقت میں
شعلۂ جوالہ جھانک رہی ہی اور بادشاہ کو اشارے کرتی ہی کہ اندر تشریف لائیے بادشاہ
نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ شعلۂ آتش خو کی بہن گرم خو یہی ہی اس کو جا
قتل کرو بادشاہ اُٹھے جیسے ہی اندر چلے اُس نازنین نے دروازہ بند کر لیا بادشاہ
لوح کو دروازے سے مس کیا دروازہ کھل گیا بادشاہ اندر تشریف لائے اُس نازنین
نے بادشاہ کی بہت خاطر کی اور لاکر مسند پر بٹھایا سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

سب حسینون مین نمودی ہی تمہارا سینہ
اُٹھتے جوبن نے قیامت کا اُبھارا سینہ

یہی رہتی ہی دعا ذبح کے مشتاقونکی
نہ الٹو اُس ترک کا ہو اور ہمارا سینہ

سوزش داغ محبت کسے ہوتی ہی نصیب
کیا چلن ہی جسے کرتا ہی گوارا سینہ

ہانکر دلکی سپر مجکو ادھر بھی کوئی وار
تیغ ابرو سے یہ کرتا ہی اشارا سینہ

حسرت وصل رہیگی کدھر اِی داغ فراق
تو نے تو گھیر لیا پھیل کے سارا سینہ

دل کو بھی دل سے ذرا وصل مین مل لینے دے
نہ جدا کر مرے سینے سے خدا را سینہ

کہین چھپتے ہین چھپائے سے یہ چھپنے والے
دیکھ محرم نے تری اور اُبھارا سینہ

تیغ ابروے ستمگر کا جو ذل ہی چورنگ
ہدف ناوک مژگان صف آرا سینہ

خوش نصیبی یہ جلال اپنی نہ کیون نازان ہو
دے جگہ کینے کو اُسکے جو تمہارا سینہ

اُس نازنین نے جب یہ اشعار گائے بادشاہ نے دیکھا کہ سر گردش کرنے لگا اور زمین
کو جنبش ہوئی اُس نازنین نے جام شراب دیا مسکرا کر کہا کہ اسکو نوش فرمائیے بادشاہ
نے جو جام ہاتھ مین لیا دل دھڑکنے لگا لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ یہی جام شراب اسپر
پھینک مارو بادشاہ نے جام پھینکا اُس نازنین پر جو قطرے شراب کے پڑے مثل ہیزم خشک
جلنے لگی پُکار پُکار کے کہتی تھی کہ او نامنصف تو نے مجکو بیجا مارا اسکا بدلہ ملیگا بڑی
جفا اُٹھاؤ گے مین تو تمام ہوتی ہون لیکن شعلۂ آتشخو زندہ نہ چھوڑیگی تم کو قتل کریگی ای
طلسم کشا تمہارے مزاج مین رحم نہین جب لوح کو دیکھا تھا مین سمجھ گئی تھی کہ یہ دغا کرینگے

مجکو حاکم کر دین گے سعد نے فرمایا سر اُٹھاؤ برہمن نے جو سر اُٹھایا جمال بیمثال سعد بن قباد دیکھ کر رقص کرنے لگا کہتا تھا کہ ای جوان صاحب جمال ای چرخ برتری کے ماہ کمال آج یقین کامل ہو گیا کہ طلسم ٹوٹ جائیگا پھر کیسی مشکل ہو گی ہم آپ کے تابعدار ہین جو حکم کیجیے وہ بجا لائین یہ کہکر زنار توڑ ڈالا گھنٹ و ناقوس جو بجانے والے تھے وہ مُنھ لپیٹ کر بھاگے خالی وہ برہمن رہگیا کہتا تھا مین آپ کے ساتھ ہون ٹھاکر جی کی تصویر سے پوچھ لون دیکھون کیا فرماتے ہین یقین ہی کہ منع کرین گے مگر آپ کا فرمانا میرے دل کو تاثیر کر چکا اب میرا قدم کبھی نہ ڈگیگا آٹھ پہر پروردگار کو یاد کرونگا امیدوار ہون کہ صحیفۂ ابراہیمی مجکو ملے تو مین اُسکے احکام سے آگاہ ہون اعتقاد مضبوط ہو مین چاہتا ہون مسائل ظاہری سے آگاہ ہو جاؤن بادشاہ نے فرمایا اس قریے مین کوئی مسلمان بھی رہتا ہی برہمن نے کہا کہ ایک حکیم صاحب رہتے ہین کہ جنکا حکیم سلطان الحکمت لقب ہی وہ نہایت عقیل و فہیم ہین اُن حکیم کے یہان کتب خانہ کامل ہی تشریف لے چلیے اُن سے کہکر صحیفہ دلوا دیجیے مگر برہمن نے جو پتلۂ سنگ سے پوچھا کہ یا خداوند کیا حکم ہی پتلے نے سر ہلایا برہمن بادشاہ کے ساتھ چلا گانؤن مین لیکر آیا سعد نے دیکھا کر ایک کمرہ کُھلا ہی اُس کمرے مین کتابین بھری ہین ایک حکیم وضع عمامہ سر پر باندھے جبۂ کلان پہنے ہوے بیٹھا کتابین پڑھ رہا ہی برہمن نے کہا دیکھیے وہ حکیم صاحب یہی ہین اِنکی ذات سے یہ گانؤن آباد ہی جو بیمار ہوتا ہی ایک نسخے مین وہ شفا پاتا ہی کوئی ایسا نہین کہ جسپر ان کا احسان نہو اور زمیندار یہان کا مینوش بت پرست ہی زراعت مین مصروف رہتا ہی دیکھیے سامنے کھیت لہلہا رہے ہین مگر حکیم نے جو سعد شہریار کو آتے ہوے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھا جُھک کر سلام کیا کہا ای شہریار کیا ساعت نیک ہی کہ آپ تشریف لائے قدم آپ کے میری آنکھون پر مین سمجھ گیا کہ یہ برہمن آپ کو لایا ہی مین بھی مشرف ہوا تشریف لائیے یہ کتب خانہ جمع ہی میری عمر اسی مین گذری کتابین جمع کرتا رہا کسی علم کی ایسی کتاب نہین ہی جو میرے کتب خانے مین نہو بادشاہ کمرے مین آکر بیٹھے حکیم نے کتابین پیش کین بادشاہ نے ایک کتاب کو اُٹھا کر دیکھا تو وہ نوشیروان نامہ ہی حال عشق

نوجوان کے ساتھ باغ سے نکلے درۂ کوہ مین آکر دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین و
جمیل بیٹھا ہوا رو رہا ہی سعد نے اُسکو بھی رہا کیا نام پوچھا اُس جوان نے کہا کہ میر
نام گلزار تاجدار ہی مادہ غول نے مجکو گرفتار کیا تھا سالہا سال مجکو یہان گذرے
مگر آپ کے آنے کا مژدہ بزرگان دین نے سُنایا تھا آپ کو یاد کرتا تھا شکر کرتا ہون
پروردگار کا کہ جسنے آپ کو یہانتک پہونچایا اور مین نے رہائی پائی آپ کے ہمراہ ہون
بادشاہ گلزار کو ساتھ لیکر درۂ کوہ مین سے نکلے یکایک ہواے تیز و تند چلی غبار بلند ہ
تمام صحرا مین اندھیرا ہو گیا وہ دونون تاجدار گھبرا گئے کہتے تھے ای شہریار اس تہلکے
سے کیونکر جان بچیگی بلا کا غبار بلند ہوا ہی کیسا اندھیرا ہو گیا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ
یہ عجائب و غرائب طلسم ہین کچھ خوف نہ کرو یہ فرماکر لوح کو چمکایا آندھی برطرف ہوئی غبا
غائب ہوا گوشۂ صحرا سے آواز ناقوس وغیرہ آنے لگی بادشاہ نے سر اُٹھاکر دیکھا ک
گوشۂ صحرا مین ایک دیر بنا ہی اُسکے دروازے پر صدہا گھنٹے نواز و ناقوس نواز ج
ہین سامان پوجا پاٹ ہو رہا ہی نوجوان تاجدار نے عرض کی کہ یہ دیر تو یہان نہ تھ
نیا دیر معلوم ہوتا ہی بادشاہ نے فرمایا لوح دیکھتا ہون حال معلوم ہو جائیگا کوئی
ایسا نہین جو مخفی رہے لوح سب حال کھولدیگی یہ فرماکر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پا
کہ در دیر پر جائیے جو لوگ پوجا پاٹ کر رہے ہین اُنکو ہدایت کیجیے اگر آپ کی ہدایت
نے تاثیر کی تو سب دائرۂ اسلام مین آئین گے ورنہ قتل ہونگے بادشاہ آگے بڑھ
قریب در دیر آکر پہونچے ایک برہمن کلان پوتھی لیے بیٹھا ہی اشلوک پڑھ پڑھ کر م
بیان کر رہا ہی دیر مین ایک پتلہ سنگین تخت پر رکھا ہی بیان پر برہمن کے وہ پتلہ
سر ہلا رہا ہی بادشاہ نے اُس برہمن سے کہا کہ کیون او نادان کیا سمجھ کے تو یہا
بیٹھا ہی پروردگار کی عبادت کر کہ انجام بخیر ہو اس پتھر کے پتلے کے سامنے کیو
اوقات ضائع کر رہا ہی ان گنوارون کو کیون گمراہ کرتا ہی بہتر یہ ہی کہ پروردگار
یاد کر کہ وہ کریم و رحیم ہی سمیع و کلیم بھی لقب ہی نہ پہچاننے والا بے ادب ہی اگر تو راہ
پر آئے تو مین تجکو اس قریے کا حاکم کر دونگا برہمن نے گھبراکر کہا کہ آپ کون ہین کہ

ن ظالم نے مارا ہم اب کہان جاوین بادشاہ مادۂ غول کو مارکر اور اُن غولون کا فیصل
کے آگے بڑھے کہ پھر رونے کی آواز کان مین آئی کہ جیسے کوئی بلک بلک کر کہتا ہی
ای کریم ورحیم مجھے قید سے نجات دے ورنہ تڑپ تڑپ کر مرونگا بادشاہ نے جو
یال کیا تو معلوم ہوا کہ بارہ دری سے رونے کی آواز آتی ہی اندر آکر کیا دیکھا کہ
ک نوجوان مسلسل و مطوق بیٹھا ہوا رورہا ہی مگر ہتھکڑیان اسقدر بھاری ہین کہ
ھ پاؤن مین جنبش نہین سرنگون بیٹھا ہوا رورہا ہی سعد نے قریب آکر فرمایا کہ ای گرفتار
ج و مصیبت کیا حال ہی اپنی سرگذشت بیان کر اُس جوان نے روکر کہا یہان سے
یب ایک قلعہ ہی کہ قنطورہ کوہ اُسکو کہتے ہین قنطورہ شیر میرا باپ وہانکا بادشاہ ہی
ن براے شکار آیا غول نے گرفتار کر لیا لاکر قید کیا شب کو مادۂ غول آتی تھی اور طالب
ں ہوتی تھی اول مین نے کئی دن انکار کیا جب وہ آمادۂ قتل ہوئی تو جان کے خوف سے
کا وصل قبول کیا شب بھر حیران کرتی تھی چھ مہینے کا زمانہ گذرا کہ اِسی قیدخانہ مین
ن ایک روز عالم خواب مین ایک بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہین ای جوان تاجدار
بند کہ تیری قید ایسی سخت ہی کہ رہائی ناممکن لیکن فلان روز یعنی آج کا پتہ دیا تھا
فرمایا تھا کہ طلسم کشا تشریف لائینگے تجکو رہا کرینگے لہذا امیدوار ہون کہ
شہریار کا گذر ہو تا کہ اس آفت سے نجات پاؤن سعد نے کہا کہ مبارک ہو جس
ی نے تم کو قید کیا تھا اُس کو مین نے قتل کیا اب تم کو رہا کرتا ہون یہ کہکر ہتھکڑیان
ان کاٹین نوجوان تاجدار اُٹھا سعد کے ہمراہ ہوا سعد اُسکو ساتھ لیکر بارہ دری
کلے ایک مقام پر آکر ٹھہرے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار
ہائبات اگر نوجوان تاجدار رہا ہو تو اُس سے پوچھنا کہ مقام مادۂ غول کہان
ہان اور ایک نوجوان قید ہی سعد بن قباد یہ مضمون دیکھ کر نوجوان کیطرف
ہوے فرمایا ای نوجوان مکان مادۂ غول کہان ہی اُس جوان نے عرض کی کہ ای
ر پہلو مین باغ کے ایک پہاڑ سر بہ فلک کشیدہ ہی اُس مین درے متعدد ہین
درے مین وہ رہتی ہی مجکو اکثر اپنے مقام پر لیگئی لہذا تشریف لیچلیے سعد شہریا

جس غول نے حربہ کیا بادشاہ نے اُسے قتل کیا اس طرح قتل کر رہے ہین مگر لاشے اُنکے نہین معلوم ہوتے بادشاہ حیران ہوے جب لڑتے لڑتے دیر گذری اور دیکھا کہ ہاتھ تھک گیا سوچے کہ ایسا نہ ہو تلوار چھوٹ پڑے بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم بلوے سے ان غولونکے نجات دے نظم

خدا یار است و ہمراز است و محرم
خدا محبوب و دمساز است و ہمدم
خدا مشکلکشا ے جن و انسان
خدا افتاح باب ہر دو عالم
خدا حاجت روا ے و خلق محتاج
رفیق است و انیس حالت غم
خدا در کثرت و قلت عیان است
دہد جلوہ بہر بیش و بہر کم
خدا موجود در ہر چیز باشد
بہر وقت و بہر حال و بہر دم
گہے در ذرہ روشن گہ بخورشید
گہے در قطرہ حاضر گاہ در یم
گہے خندان بگلشن صورت گل
گہے بر سبزہ گریان مثل شبنم
گہے در مملکت گردد سلیمان
گہ اسکندر گہے دارا گہے جم
گہے در شادی و عیش و مسرت
گہے اندر بکا و رنج و ماتم
ز ہر صورت خدا صورت نماید
نقاب از چہرۂ انور کشاید

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی خیال مین آیا کہ لوح کو دیکھون لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ خیال کر کے دیکھو اِن غولون کے بیچ مین ایک مادہ غول ہی کہ وہ سحر کر رہی ہی اُسی کے سحر سے یہ غول بڑھتے جاتے ہین عمر اگر گذر یگی تو یہ کسی طرح کم نہ ہونگے بلکہ اور زیادہ ہوتے جادینگے جس طرح بنے اُسکو قتل کرو بادشاہ یہ مضمون دیکھ کر لڑتے ہوے طرف مادہ غول کے چلے اُس مادہ نے پکار کر آواز دی کہ ہان بھائیو اس جوان کو لینا یہ جانے نہ پائے سب غول بادشاہ پر ٹوٹ پڑے بادشاہ غولون کو قتل کرتے ہوے قریب مادہ غول پہونچے اُس مادہ نے چوبدست کا ہاتھ مارا بادشاہ نے دار کو قلم کیا سر کو بچا کر سر پر ہاتھ مار دیا مادہ غول کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی مادہ غول کے سب غول روتے پیٹتے بھاگے اور کہتے تھے کہ ہاے ہماری مان کو

شگوفہ ہاے بوقلمون سے تمام باغ آراستہ ہی سنبل پیچان سے معلوم ہوتا ہی کہ محبوب مطلوب نے زلف عنبرین کو کھولا ہی سوسن صدزبان تعریف باغ مین گوہر فشان لالہ کلاہ کج رکھے ہوے داغ کے چراغ روشن ہین وہ ہی سبب زینت گلشن ہین چند لیبان خوشنوا بہ زمزمہ سرائی یہ اشعار گا رہی ہین نظم

کس سے کہون کٹتی ہی تڑپکر شب فراق
دکھلائے پھر نہ مجکو مقدر شب فراق

ای ماہ رو جو تجکو نہین دیکھتا ہون مین
واللہ کاٹتا ہی مجھے گھر شب فراق

تو کیون ہی بیقرار گذرتی ہی دل یہ کیا
پوچھا نہ ایک دوست نے آکر شب فراق

جنبش اُن ابروون کی جو یاد آگئی مجھے
دو چل گئے کلیجے پہ خنجر شب فراق

رویا لہو جو دست حنائی کی یاد مین
تر خون سے ہو گیا مرا بستر شب فراق

آئی نہ مجکو نیند نہ چین ایک دم ملا
پوچھو نہ کچھ بسر ہوئی کیونکر شب فراق

ہر ساعت اک مہینہ تھا ہر پل تھا اک پہر
مجکو تھی اک برس کے برابر شب فراق

اُس شمعرو کی یاد مین سطوت بیان ہو کیا
کسطرح مین نے کاٹی ہی رو کر شب فراق

یہ اشعار سُن کر بادشاہ کو وجد ہوا آگے بڑھے مگر پیر ڈالتے ہین کہین پڑتا ہی کہین نخل کے سائے سے ہو کر نکلے جھونکا ہوا کا چلا وہ درخت گر پڑا بادشاہ نے اپنے کو بچایا لیکن پائون پر ضرب آگئی اور آگے بڑھے تھے کہ آواز آئی او طلسم کشا کچھ تجکو خوف نہین ہی یہی چاہتا ہی کہ مرحلہ فتح کرون یہ مرحلہ شعلۂ آتشخو کا ہی یہ کبھی فتح نہوگا اور کیا عجب ہی کہ مطلب شعلہ نکل آئے یہ نہ تصور کیجیے گا کہ ہم مرحلہ فتح کرلین گے کیا مجال ہی کہ جو اس مرحلے کو فتح کرلو جب مشکل پڑیگی تب حال کُھلیگا سعد نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک غول بیابانی یہ کہتا ہوا جاتا ہی بادشاہ نے للکارا کہ او بیحیا صحرانورد کیا بیہودہ بکتا ہی وہ شعلۂ آتشخو تجہ کہان ہی غول نے جواب دیا دو مرتبہ آپکا سامنا ہوا آپ کیا کرسکے اب بھی سامنے آئیگی تو کچھ نہ ہوسکیگا میرے تو مقابلے مین آئیے سعد آگے بڑھے غول نے چوبدست لگائی بادشاہ نے چوبدست کو قلم کیا غول نے ایک چیخ ماری ہزارہا غول پیدا ہوے بادشاہ پر حملہ کرنے لگے بادشاہ اُنسے لڑ رہے ہین

جاکر زمین کھودو ایک چشمہ پیدا ہوگا اُس مین غسل کرو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو سعد
نے آکر زمین وہان کی خنجر سے کھودی بعد تھوڑی دیر کے ایک چشمہ آب پیدا ہوا کہ آب
صاف وشفاف موج مار رہا ہی سعد نے کپڑے اُتار کے کنارے حوض کے رکھے
مگر لوح مین گلے سے نہین اُتارین خوف ہی کہ ایسا نہ ہو مین لوح گلے سے اُتارون اور کوئی
قبضہ کرلے تو کیسی مشکل ہو جیسے ہی غوطہ مار کر سر نکالا دیکھا چشمہ خشک پڑا ہی اور لیا
ندارد سعد حیران ہوگئے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ جب چشمہ خشک ہو خیال کرے
دیکھنا کہ تختۂ سنگ نصب ہی بقوت صاحبقرانی اُس سنگ کو اُکھیڑنا ایک حمام ملیگا وہ
بھی غسل کرنا پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھنا سعد نے پتھر اُکھیڑا ایک حجرۂ تنگ و
تاریک ملا دیکھا ایک صندوق رکھا ہی قفل مار سیاہ اُسمین لگا ہی سعد نے ہاتھ
بڑھایا مار سیاہ نے پھنکار ماری سعد نے ہاتھ ہٹا لیا آخر لوح کا عکس ڈالا مار مرد
ہو کر گرا صندوق کو کھولا دیکھا لباس طلسمی و زرہ طلسمی و خود طلسمی صندوق مین رکھا
ہی ایک پرچہ کاغذ کا اوپر رکھا ہی اُس مین مرقوم ہی کہ یہ لباس برائے طلسم کشا ہی
کہ مرحلہ جات بہ آسانی فتح ہون سعد نے شکر پروردگار کیا اور وہ لباس پہن
جسم کیا جسم پر ٹھیک ہوا سعد حیران تھے کہ کیا کاہن و نجومی تھے کہ لباس سیاہ جسم
کا حال کیونکر معلوم ہوا ایسے نہ تھے تو ایسے عجائب کیونکر بنا گئے زرہ یاقوت نگار
خود پر الماس نثار مثل برق چمک رہا ہی زرہ کے خانون پر اسمائے الٰہی مرقوم ہیں
سعد زرہ کو پہن کر بہت خوش ہوئے فرماتے ہین جب خدا فضل کرے اور لشکر میں
پہونچنا ہو تو یہ زرہ لائق دکھانے کے ہی کہ ہمنے تحفہ جات طلسمی مین اسکو پایا لباس
کو پہن کر جو دیکھا تو وہ حجرہ غائب ہوگیا صندوق بھی ندارد سعد وہان سے نکل آئے
حیران حیران زرہ کو دیکھ رہے ہین فرماتے ہین خانہ ہائے زرہ پر اسما کیونکر لکھے
حقیقت مین کمال کیا یہ سوچتے ہوئے آگے بڑھے سامنے سے ایک دروازہ باغ کا
معلوم ہوا ہوا سے سرد آرہی ہی طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین سعد شہریار طرح
اُس باغ کے چلے بسم اللہ کہہ کر باغ مین داخل ہوئے دیکھا کہ گلہائے رنگا رنگ

اُڑ د زمین گرادیا اگر اسم حاشیۂ لوح ورد زبان ہی معلوم ہوا کہ مین بلندی سے کود از مین پر
پالؤن قایم ہوے دیکھا کہ ایک کوہ بلند ہی کہ سر اُسکا آسمان سے ملا ہی مین اُس پر
کھڑا ہون، کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہریار میری عصمت بچا لیجیے دیکھا کہ ایک
تختۂ سنگ ہی اُسپر وہ ہی نازنین بیٹھی ہی اور وہ ہی زنگی اُسکو ستا رہا ہی وہ نازنین تڑپ
رہی ہی سعد شہریار تلوار کھینچکر بڑھے اُس زنگی نے پھر اُسکی کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑا
اُس نازنین نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار میری آبرو نہ بچائی اب نہین معلوم یہ کہان
لیجائیگا سعد نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری چاہا کہ تیر مارین اور تیر مارا ایک
طائر سامنے آگیا اُسکے سینے کو توڑ کر تیر پار گذرا طائر زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر تمام ہوا سامنے
سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار ہی فوج پشت پر سامنے آکر اُس تاجدار نے
للکارا کہ ای سعد شہریار مجھسے تو مقابلہ کیجیے تب حال کھلے کہ آپ کیسے طلسم کشا ہین سعد
یہ سُنکر کوہ سے پھاند پڑے اُس بادشاہ نے فوج کو اشارہ کیا فوج سعد پر آپڑی سعد
نعرہ کرکے لڑنے لگے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر پلٹ کر جو دیکھا لاش ندارد
سعد حیران ہوے کہ لاش کو کون اُٹھا لیجاتا ہی دیکھا کہ وہ ہی تاجدار لاشون کو اُٹھوا کر
ایک خیمہ استادہ ہی اُس مین بھیجتا ہی وہان لاشے جمع ہو رہے ہین سعد لڑتے ہوے قریب
اُس تاجدار کے پہونچے تاجدار نے ہاتھ تلوار کا مارا صدہا تلوارین سعد پر برسین
مگر بسبب لوح کے کوئی تلوار جسم پر نہ پڑی جب تو سعد شہریار نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا
جب تلوار تڑپ کر گری تاجدار کے دو ٹکڑے ہوے ایک آندھی سیاہ چلی آواز آئی
کہ کشتی مرا نام من تاجدار جادو بود ایک طائر درخت پر بیٹھا تھا وہ یہ کہتا ہوا اُڑا
کہ ای طلسم کشا جب شعلۂ آتشخو کو قتل کروگے تب یہ مرحلہ فتح ہوگا ورنہ یون ہی
مارے مارے پھروگے مقام افسوس ہی دو مقام پر اُسکو پایا اور قتل نہ کیا اب اُسکا
ملنا دشوار ہی اب جو روشنی ہوئی تو فوج کو بھی نہ پایا وہ خیمہ کہ جسمین لاشے رکھے تھے
وہ بھی غائب ہوا سعد حیران تھے کہ اس عجائبات سے کیا مراد ہی لوح کو ملاحظہ کیا
نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات جس مقام پہ خیمہ نصب تھا اُس مقام پہ

قلب نے کیونکر گوارا کیا کہ تجھ ایسی مہ جبین کو باندھ گیا اُس نازنین نے جواب دیا
کہ اب آسان ہی مجکو کھولدیجیے مین آپ ہی کے ساتھ رہونگی پھر کسکی مجال ہی
مجھپر دست انداز ہو مین نے بڑی نادانی کی کہ آپ کی ملاقات کو چلی آئی فوج سے
برگشتہ ہو گئی کسی نے ساتھ نہ دیا ہر ایک کا یہی قول ہی کہ مسلمان کا کون ساتھ دے
خداوند جمشید کو فراموش کیا ایسا محبت سعد شہریار نے جوش کیا سعد نے کہا
کہ مین آتا ہون یہ کہکر تلوار نیام سے کھینچی کہ رسنین کاٹ دون کہ سامنے نخل کے اوپر
دیکھا کہ ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی سعد نے سر اُٹھا دیا اُس طائر نے
آواز دی کہ ای شہریار خبردار نہ کھولیے گا آپ نے اسکو کھولا اور آفت برپا ہے
وہ آفت کسی کے ٹالے نہ ٹلیگی لوح قبضے سے نکل جائیگی اسکو قتل کیجیے اگر میرے
کہنے کا اعتبار نہ ہو تو لوح ملاحظہ فرمالیجیے سعد رُکے وہ نازنین پھر غل مچانے
کہ ایسے معشوق سنگدل کہین نہ ہونگے ذرا سا ہاتھ ہلانا غیر ممکن ہی سعد نے لوح
کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ یہ طائر وہ ہی جنبیہ ہی براہِ دوستی کہتی ہی اب جلد آ
قتل کرو دیر ہونے مین اور کچھ خوف ہی لوح شہریار نے چھوڑ دی قبضے پر ہاتھ
پڑا ہوا بڑھے کہ اسکو ایک ہاتھ مار دون لیکن جیسے ہی ہاتھ اُٹھایا آسمان
دنّاٹا ہوا ہاتھ پاؤن بادشاہ جمجاہ کے کانپ گئے دیکھا وہ زنگی غلغلہ کرتا ہوا
ہی دمبدم پکارتا ہی کہ ای طلسم کشا خبردار اسے قتل نہ کرنا یہ کہکر تڑپ کر وہ
زنگی گرا اور کمر مین پنجہ دے کر لے بھاگا وہ نازنین چلائی کہ ای شہریار اب تو یہ
آیا کہ ہم کو لیے جاتا ہی دیکھیے کس عذاب سے قتل کریگا تھوڑے ہی عرصے مین وہ
زنگی اُس نازنین کو لیکر بلند ہو گیا نظرون سے غائب ہوا سعد شہریار نے پھر
لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ سراسر خطا کی کہ اُس عورت کو نہ قتل کیا کہین دھوکا
نہ کھانا اُسی نخل کو جا کر اُکھیڑو سعد نے بڑھ کر وہ نخل اُکھیڑا جون ہی نخل گرا زمین
سے اُسکی شعلے نکلنے لگے دیکھا کہ ایک اژدر آتش فشان قلابۂ آتشین منہ سے
چھوڑتا ہوا اشارے کر رہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ بلاتا ہی سعد نے اپنے تئین دیکھا

رات کو خالی مکان پاتا ہون جب مین یار سے
سر کو ٹکراتا ہون اُٹھ اُٹھ کر در و دیوار سے

حسن کے نظارے کو کوچے مین آئے کسطرح
دو قدم چلنا نہین ممکن تمہارے زار سے

اسقدر تمہین کج ادا کج خلق ای صاحب نہ تھے
مشورہ ہی ان دنون کیا چرخ کجرفتار سے

جب سے وہ شیرین ادا آنکھون سے پنہان ہوگیا
صورتِ فرہاد ٹکراتا ہون سر کہسار سے

ہجر مین اُس رشک گُل کے زار ایسا ہوگیا
دیکھنے والے مجھے دیتے ہین نسبت خار سے

دخترِ رز کی محبت مین رہین کیونکر نہ مست
کسطرح نکلین بھلا ہم خانۂ خمار سے

شرع کا ہی وقت اک دم حال آکر دیکھ لے
چاہیے پرہیز ای عیسی نہ مجھ بیمار سے

آبروے سلف گُہر کی خاک کر دی آپ نے
دانت ہنسنے مین جو ہین چمکے درِ شہوار سے

گو کہ ای سطوت زمانے مین ہزارون ہین حسین
کچھ غرض ہم کو نہین مطلب ہی اغیار سے

سعد شہریار تڑپ کر رہگئے وہ زنگی سیہ رو اُس مہ جبین کو لیکر نکل گیا سعد بارگاہ مین آئے سب اہل فوج تو جا چکے تھے بارگاہ مین جاکر سناٹا پایا لوح کو نکال کر دیکھا نوشتہ پایا کہ پہلو مین اسی بارگاہ کے ایک سنگ کلان ہی بس اُسکو اُکھیڑ دو دہنہ نقب کا پیدا ہوگا مگر بد دن ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا ورنہ دھوکا کھاؤگے سعد نے آکر سنگ کو کئی فرسنگ پھینک دیا دہنہ نقب کا ظاہر ہوا سعد نے دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار ہی ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین سعد کو دیکھکر وہ طائر اُڑے بادشاہ نے دیکھا کہ وہ سب طائر جمع ہو کر سامنے باغ تھا اُسمین داخل ہوگئے بعض طائر اُڑکر باہر آتے ہین سعد کو اشارون سے بلاتے ہین سعد باغ مین آئے دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہی چہار طرف سے بوے گلاب آرہی ہی کہ ایکطرف سے آواز آئی کہ ای شہریار اس کنیز کو بچائیے سعد نے پلٹکر دیکھا کہ ایک نخل سے وہ ہی نازنین بندھی ہی اور پکار رہی ہی کہ ای شہریار اس کنیز کو بچائیے آپ ہی کے جرم عشق مین مجکو باندھ کر خنجر بران لینے گیا ہی آکر قتل کریگا مگر یہ لونڈی جان نثار کرتی ہی یہ بھی میری تقدیر کہ وقت پر آپ آگئے اب مناسب یہ ہی کہ مجکو کھولدیجیے سعد اُس مہ جبین کو دیکھکر بیقرار ہوگئے فرماتے تھے کہ ای دل آرام اُس ظالم کے

تمھتے آخر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ سامنے بالائے کوہ پیر باد انگیز بیٹھا سحر کر رہا ہی
اُسکے مرنے پر یہ ہوا موقوف ہوگی سعد نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحر بشکل عجیب
و غریب بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی جب دو ہتھڑ مارتا ہی تو ہوا زیادہ ہوتی ہی بادشاہ نے
للکارا کہ او باد انگیز خبردار ہو ہشیار ہو جا باد انگیز اُٹھا اور سحر کیا پر پرواز پیدا ہو
چاہا اُڑکر نکل جاؤن بادشاہ نے تیر مارا کہ پشت کو توڑ کر پار گذرا مرتے ہی باد انگیز
کے ہوائے تند موقوف ہوئی بادشاہ کھڑے ہین صحرا کو ملاحظہ کر رہے ہین کہ صحرا سے
گرد اُڑی دیکھا ہزارہا ساحر ایک تخت کو تل لیے ہوے آتے ہین سامنے آکر پہونچے
اور وہین پر اُتر پڑے تھوڑی دیر مین نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا تخت پر
ایک شاہزادی نہایت حسین و جمیل ہی تخت اُڑائے ہوے آتی ہی پکارتی ہوئی کہ
ای ملازمان ماہدولت تمنے غضب کیا کہ اس مقام پر اُتر پڑے البیانہ ہو کہ طلسم کشا
فساد کرین مین تو اُن کی مشتاق ہوکر آئی ہون کہ ان کو دربار مین جمشید کے پہونچادون
جب جمشید مارا جائیگا تب یہ جھگڑا برطرف ہوگا مین تامل نہ کرونگی یہ کہکر تخت سے اُتری
خرامان خرامان سامنے بادشاہ کے آئی جھک کر سلام کیا عرض کی تشریف لے چلیے
سب آپ کے مشتاق ہین آپ کا مذہب اختیار کیا گھربار کو آپ پر نثار کیا شاید
آپ نے ذکر سنا ہو میرا نام شعلۂ آتشخو ہی مین اس واسطے آئی ہون کہ آپ کی
اطاعت کرون یہ کہہ رہی تھی کہ پہلو سے ایک آواز مہیب آئی کہ منم سکان خارہ شکن
او گیسو بریدہ طلسم کشا سے میل کر رہی ہی یہ کہکر وہ زنگی گرا اور کمر مین اُس نازنین کی
پنجہ دیا کھینچتا ہوا لے چلا کہ او ظالم تو سب کی دشمن ہوئی اب حال کھلیگا قدرت فوراً قتل
کرینگے تجھے زندہ نہ چھوڑینگے اب یہ لشکر اسی مقام پر تباہ ہوگا وہ نازنین
غل مچاتی ہی کہ ای شہریار اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے مجکو یہ لیجا کر قتل کریگا زندہ
نہ بچونگی یقین ہی کہ کبھی آپ کو بھی یاد آؤن تو مزار غریبان پر آئیے گا روح شاد ہوگی
قبر مین بھی آپ کی یاد ہوگی بادشاہ حیران ہوے کہ اس نازنین کو کیونکر بچاؤن
اور کبھی بیقرار ہوکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہی نظم

مین اس خدمت سے معزز دل ہو اگر تجھکو سزا دونگا یہ کہتا ہوا کود اپنا ہا جمشید کو ہاتھ مارون جمشید نے کلاہ سنبھال کر ایک تمانچہ مار دیا کہ سر زنگی کا دور جا گرا مرتے ہی زنگی کے سب شاہزادیون کو ہوش آیا اب تو شاہزادیون نے سحر کی بوچھار کر دی بہار اعجاز بیان نے شمعون پر گلدستہ مارا کہا او بیحیا تیری ذات سے یہ فتور برپا ہوا گلدستہ پھینک کر ہاتھ بھی ہلا دیا ایک برق گری کہ شمعون کے دو ٹکڑے ہوے میثاق نے پکار کر آواز دی کہ ای شاہزادیو پلٹو زیادہ سرکشی نہ کرو کہین ایسا نہ ہو کہ جمشید تم کو گرفتار کر لے تو باعث خرابی ہو افسرون نے مل کر بلوہ کیا شاہزادیون کو روکنے لگے ہر چند کہ جمشید منع کرتا ہو کہ تم لوگ سحر نکرو مگر ایک افسر نے نہ مانا ایک گولہ طرف یاسمن کے پھینکا یاسمن نے گولہ کاٹا وہ گولہ پلٹ کر اُسی افسر پر پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے افسر کے مرتے ہی جمشید گھبرا گیا اور پکار کر کہا کہ ای میثاق اب نکل جاو ورنہ زمین ہلا دونگا وہ سزا دونگا کہ عمر بھر یاد کروگے اپنی سرکشی کی فریاد کروگے میثاق نے سب شاہزادیون کو ساتھ لیا اور سبھا سے اشارہ کیا کہ اب نکل چلو سب شاہزادیان میثاق کے ساتھ چلین میثاق سب کے آگے آگے اس زور و شور سے سب شاہزادیان نکلین کہ بیرون بارگاہ سب لشکر اُترا ہو مگر کسی نے دخل نہ دیا سمجھے کہ اگر روکین گے تو یہ ہم پر برس پڑین گی سب شاہزادیان و میثاق سحر کرتے ہوے چلے لاکھون ساحر قتل کیے مگر لشکر مین سناٹا ہو کوئی سحر نہین کرتا خائف ہین کہ ہم بولے اور مارے گئے یہان نور الدہر باد مین حیران کی پریشان ہو رہے تھے کہ میثاق وغیرہ آکر پہونچے عرض کی کہ ای شہریار بڑا معرکہ بڑا آج جمشید بہت ذلیل ہوا خود پکار کر کہا کہ نکل جاو ورنہ زمین ہلا دونگا ہم لوگ لڑتے بھڑتے آئے نور الدہر نے کہا کہ ای میثاق بادشاہ کی تو خبر لو کہ اُن پہ کیا گذری مرحلۂ ثالث پر گئے ہین میثاق نے کہا کہ غلام جاتا ہو یہ کہکر میثاق روانہ ہوا اگر بادشاہ جمجاہ جو نقب مین داخل ہوے ایک صحراے دلکشا مین پہونچے ہوا زور سے چل رہی ہو کہ درخت گر رہے ہین بادشاہ کے پاؤن نہین

لیے جاتی ہو آواز دی کہ او یاسمن کہان جاتی ہو یاسمن رُکی جمشید نے سحر کیا یاسمن کبھی
طرف زمین کے غلطان وپیچان چلی مگر مہران کو نیچے سے نہین چھوڑتی کہ پہلو سے نعرہ ہوا
منم سردار حسینان آکر یاسمن کو روکا اور سحر کیا کہ لشکر جمشید مین آگ لگ گئی
جمشید نے آگ بجھائی اور سحر کیا کہ سردار حسینان بھی لڑکھڑائین کہ دوسرے پہلو
سے نعرہ ہوا منم بہار اعجاز بیان آتے ہی گلدستہ مارا کہ پھول برسنے لگے جمشید
نے کہا کہ گیا مشکل ہو کہ یہ شاہزادیان سرکشی کرتی ہین ان کو قتل نہین کر سکتا مجھے
امید ہو کہ جب طلسم کشا کو قتل کرونگا تو یہ سب شاہزادیان عہدہ ہاے جلیلہ پر ممتاز
ہونگی کیا کہون کیسا قلق ہو ان شاہزادیون کا نکل جانا دربار مین سناٹا ہو گیا مگر
آج ان سب کی گردن لینا ہون یہ کہکر ماش کے دانے پھینکے اور آواز دی کہ اے
عجائب نگار یہ شاہزادیان جانے نہ پائین مجھے ان سب سے بدلہ لینا ہو ایسا
نہ ہو کہ کوئی قتل ہو جائے تو قدرت ہی کو صدمہ ہوگا کس ناز ونعم سے انکو پرورش کیا
اور داخل صحبت ہو ئین یا یکایک نکل گئین شمع جمال طلسم کشا کی پروانہ ہوئین دیکھو کس
زور وشور سے آئی ہین چاہتی ہین کہ مہران کو لیجاوین لیکن مین نہ جانے دونگا دیکھو
تو یہ سب کیا کرتی ہین عجائب نگار کہکر جو جمشید نے پکارا ایک جوان سیہ رو آیا
ہاتھ مین آئینہ تھا اُسنے پکار کر آواز دی کہ اے شاہزادیو ذرا آئینہ ملاحظہ کرو جسنے آئینہ دیکھا
وہ حیران ہو گئی یہی ارادہ ہو کہ جمشید کے قدمون پر گردن سب ٹھہر گئین جمشید سے
اشارے کر رہی ہین کہ یا خداوند ہماری خطا معاف فرمائیے جمشید بھی اشارے
کر رہا ہو کہ آؤ چلی آؤ تم سب بے خطا ہو مین نے خطا تمھاری معاف کی شاہزادیون
کا ارادہ ہو کہ سامنے جمشید کے حاضر ہون کہ ایک صداے مہیب آئی نعرہ ہوا
منم میثاق کوہ گردان او جمشید کیا شعبدے دکھا رہا ہو یہ کہکر گولہ مارا دہ جو
سیہ رو جو آئینہ لیے کھڑا تھا میثاق کی طرف چلا چاہا کہ آئینہ دکھاؤن میثاق نے
آئینہ چھین لیا اُسی زنگی کو دکھا دیا زنگی آئینہ دیکھتے ہی دیوانہ ہوا کہتا تھا کہ او جمشید
تو نے آج تک مجکو شعبدے مین پھنسا کر رکھا خدمت آئینہ داری مقرر کی آئینہ کی

پہونچا کہا یا خداوند مین اپنی معشوقہ کو لایا جمشید نے کہا زبان مین سوزن تو دے لو ہوشیار ہوتے ہی فساد کریگی شمعون نے زبان مین مہران کی سوزن دیکر ہوشیار کیا مہران کی جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین جمشید کے پایا بیقرار ہو کر آہ کی کہا ای شمعون تو مجکو کیون لایا مجھے جو منظور تھا وہ مین کر چکی اب مین جمشید پر لعنت کرتی ہون جمشید نے جو یہ لفظ سُنا جھلا کر حکم دیا کہ جلاد کو بُلاؤ جلاد حاضر ہوا شمعون منتین کرتا ہی کہ یا خداوند میری معشوقہ کو نہ قتل کیجیے میری اِسپر جان جاتی ہی جمشید نے کہا یہ بدزبانی کرتی ہی تو اب دخل نہ دے مین اور کسی شاہزادی سے تیری شادی کردونگا تو کیون گھبراتا ہی شمعون تو خاموش بیٹھا ہی اور جلاد نے گردن پر کوئلے کا خط دیا آواز دیتا ہی کہ یا خداوند سمجھ کر حکم دیجیے گا ایسا نہ ہو کہ بعد قتل آپ کہین زندہ کردو مین زندہ کرنے پر قادر نہین ہون مگر مہران نے جو دیکھا کہ وقت قتل قریب ہی اب کون بچائیگا بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھی کہ ای رحیم و کریم اس آفت سے بچالے وای حاضر و ناظر وای نگہبان مین خوب جانتی ہون نظم

خدا اے حافظ و ناصر کند نگہبانی
بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی

بکوہ و دشت و بیابان و چار سوے زمین
سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی

بحال بندۂ ناچیز دمبدم شب و روز
شود عنایت مولا و فضل ربانی

بہ شرق و غرب دہد تازہ روشنی ہر روز
چو آفتاب درخشندہ ظل سبحانی

بباب دولت خدام بارگاہ اکہ
کند سکندر و دارا ہمیشہ دربانی

خدا است مالک و مملوک عالم دنیا
خدا است باقی و جن و بشر ہمہ فانی

چو نقش کاتب قدرت بدید حیران ماند
بشکل آئنہ از حسن خویش مانی

چو در عبادت معبود میکند غفلت
شود ز بندۂ نادان کمال نادانی

رسد بمطلب خود طالب خدا ہندی
ز مدح گوئی و صنائی و ثنا خوانی

...د نے چاہا ہاتھ ماردن کہ ایک برق کڑک کر گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوے یاسمن ...پ کر گری مہران کی کمر مین پنجہ دے کر لیچلی جمشید نے جو دیکھا کہ یاسمن مہران کو

بہار اعجاز بیان نے دیوانہ کیا نہین معلوم بی بی برقان کہان گئین جمشید نے کہا
جو کچھ ہوا سو خوب ہوا مگر اُس مجمع سے ایک ساحر اُٹھا کہ اُسکا نام شمعون مردم در
ہی ہنس کر کہا کہ یا خداوند یہ صدمہ تو مجکو پہونچا مہران سے میری نسبت تھی یہ سال
شادی کا تھا مین جاکر مہران کو لاتا ہون یہ کہکر شمعون چلا مگر مہران آفتاب جمال
بارگاہ نور الدہر مین رہتی ہی برائے انتظام لشکر نکلی تھی کہ شمعون آسمان پر ٹھہرا یا
اور نعرہ کیا کہ منم شمعون مردم در ای مہران بڑا غضب کیا کہ مسلمانون مین آکر بیٹھی ہو
مین تم کو لینے آیا ہون تڑپ کر گرا کر مین مہران کی پنجہ دے کر بلند ہوا میثاق نے
جو یہ آواز سُنی بارگاہ سے نکل آیا دیکھا ایک ساحر نہایت بدمزاج بلکہ جاہلون کے
سر کا تاج مہران کو پنجے مین دبائے ہوے لیے جاتا ہی میثاق نے چاہا سحر کرون
مگر شمعون بہت بلند ہو گیا تھا سحر نہ کر سکا شمعون نکل گیا میثاق نے آکر دیکھا کہ
نور الدہر سوار ہونے کی تدبیر کر رہے ہین شبرنگ مرکب تیار کرکے لایا ہی میثاق
نے کہا کہ کیا ارادہ ہی نور الدہر نے کہا کہ میرا ارادہ ہی آج بارگاہ جمشید مین جاکر
دریاے خون بہادون کہ جمشید کو بھی معلوم ہو کہ مہران کے گرفتار کرنے سے یہ فساد
ہوا میثاق نے کہا کہ آپ تامل فرمائین غلام جاکر مہران کو لاتا ہی ایک طرف سے
سردار حسینان آئین اور ایک طرف سے بہار اعجاز بیان اور ایک طرف سے
ملکہ یاسمن آئین میثاق کو اشارہ کیا کہ تامل کرو شاہزادے کو سمجھاؤ مین جاکر
مہران کو لاتی ہون یہ کہکر ملکہ یاسمن چلین یاسمن کے بعد سردار حسینان بعد
انکے بہار اعجاز بیان چلین غرضکہ یہ سب شاہزادیان فردًا فردًا روانہ ہوگئین
میثاق نے کہا کہ ای شہریار آپ تو تشریف رکھیے مجکو ڈر ہی کہ ایسا نہ ہو کہ یہ سب
شاہزادیان جاکر پھنس جاوین جمشید کا کوئی ہم نبرد نہین ہی وہ بلاے روزگار
ہی کہ اگر سحر کرے تو زمین کو ہلادے مگر اُسپر بداقبالی سوار ہی ہر مقام پر شکست
کھاتا ہی غلام جاتا ہی اور جاکر رہائی مہران کی تدبیر کرتا ہی نور الدہر کو سمجھا کر
کمر کھلوائی اور میثاق بھی چلا مگر شمعون مہران کو لیے ہوے دربار جمشید مین

لات و منات سامری و جمشید طیطا میطا دم خبیثہ خداوند لقبیاے زرین تن و منارہ نشین وغیرہ سب باطل تھے بیجا دعوی خدائی کیا آخر مسلمانون نے کس ذلت سے ان کو مٹایا فرنگستان مین دیو خدائی کرتا تھا حمزہ نے اُسکو کس زور و شور سے مارا کہ بھاگتا پھرا مگر مہلت نہ پائی آخر کو قتل ہوا سامری و جمشید ذلیل ہو کر دنیا سے اُٹھے یہ کیسے خداوند تھے کہ جنکو موت آگئی اسطرح کی دلیلین برقان کر رہی ہی کہ کوئی جواب نہین دیتا ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ملکہ برقان سچ کہتی ہو جمشید تخت سے اُٹھا باہر آکر دیکھا کہ برقان باتین کرتی جاتی ہی اور آگ برسا رہی ہی للکارا کہ او برقان یہ کیا حرکت ہی کیون دیوانی ہوئی ہی مین سمجھ گیا کہ تو کسی کے سحر مین ہی ورنہ ایسی معتقد یون آوارہ ہو مگر جسنے تجھپر سحر کیا ہی اگر وہ مل جائے تو ٹکڑے ٹکڑے کرون زندہ نہ چھوڑون برقان نے جو دور سے جمشید کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ او جھوٹے بیجا خداوند قصر ہفت رنگ کو خالی کر ورنہ قصر گرا دونگی جمشید نے کہا کہ مین تو قصر سے نہ نکلونگا تو سہی دیکھون کیا کرتی ہی برقان نے گولہ مارا جمشید نے اُن جوکی گولہ زمین پر گرا پھٹ کر کئی ساحرون کو پامال کیا برقان آگے بڑھی پکارتی ہوئی کہ او جمشید بڑی خطا کرتا ہی میرے ہاتھ سے نہ بچیگا مارا جائیگا جمشید نے برقان جادو کو بہت سمجھایا مگر برقان کڑک کر گری چاہا کہ جمشید کے دو ٹکڑے کرون جمشید نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری کہ برقان کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی برقان کے بڑا ہنگامہ ہوا اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من برقان برق وش بود جمشید نے زانو ہیٹ لیا کہا دیکھو صاحبو کیا غضب ہی اپنے بندون کو خود ہی قتل کرتا ہون کچھ معلوم نہ ہوا کہ اسپر کیا اُفتاد پڑی کہ یہ مبہوت ہو کر آئی اس سرکشی کو دیکھو کہ قدرت سے قصر ہفت رنگ خالی کراتی تھی اب مین نے سزا دی عدم مین بہت سڑیگی جب فرشتے عذاب کرینگے اور کہینگے کہ قدرت سے لڑی تیرا مقام جہنم ہی تب افسوس کریگی کہ چند ساحر گھبرائے ہوے آئے کہا یا خداوند برقان کا ملک تباہ ہوا پھران آفتاب جمال بیٹی اُسکی نورالدہر پر عاشق ہوئی اور بی برقان کو

دس ساحرونکے پاس جاتی ہو ہمنے تو آج تک ایسا نہین دیکھا عصمت کا سبکو خیال ہو
ہو ایسا نہو کہ مجکو غصہ آجائے لمعان نے کہا کہ او نادان عورت کے واسطے فساد کر
ہو مین کیا تجھسے کم ہون اگر مقابلہ پڑیگا تو بہت ناچار ہوگا زوجہ کو تیری قبضہ مین کرونگ
اور تیری گردن پکڑ کے نکال دونگا احراق اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ او لمعان کیون
اسقدر گھمنڈ کرتا ہو ساری صحبت کو تیری خاک مین ملا دونگا لمعان بھی اپنے مقام سے
اُٹھا دونون مین تکرار ہونے لگی کچھ کنیزین بیچ مین آئین اصلاح کرانے لگین دونو
کو سمجھاتی ہین مگر برقان نے جو دیکھا کہ محفل مین ہنگامہ ہوا چپکے سے اُٹھی اور سناٹا
نکل گئی بعد جانے برقان کے احراق نے پلٹ کر دیکھا گھبرا کر کہا کہ برقان کہان گئی
کنیزون نے کہا کہ طرف صحرا کے گئی ہین احراق نے کہا کہ بڑا غضب ہوا مین اُنسے
بات بھی نہ کرنے پایا کیا سمجھ کے چلی گئین ای لمعان اس وقت کی تکرار کا خیال نہ ک
ہمنے تمکو بُرا نہین جانا اِسکا ذکر برادری مین نہ آئے ورنہ حقہ پانی بند ہو جائیگا لمعا
نے کہا کہ مین کیا ایسا بےوقوف ہون کہ ایسے مہملات کا ذکر برادری مین کرونگا
بدنامی ہو یہ کہکر احراق تلاش مین برقان کی چلا مگر برقان راہ کو طی کرکے قریب
قصر جمشیدی پہونچی لشکر جو جمشید کا اُترا ہوا دیکھا ایک طرف آکے سحر کرنے لگی آگ
برسادی جب شعلہ گرا ساحر جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے اہل لشکر فریاد کرنے
جمشید تخت پر بیٹھا ابھی ذکر کر رہا ہو کہ یارو تیسرے مرحلے پر جاکر طلسم کشا ضرور
ہوگا کہ آواز فریاد کان مین آئی گھبرا کر کہا کہ ارے یہ کیا آفت ہو ہرکارے دو
ہوے آئے کہا یا خداوند ملکہ برقان لشکر کو آپ کے قتل کر رہی ہین اور آپ
نام پر ہزارون گالیان دیتی ہین اور جھوٹا خداوند کہتی ہین ہرچند کہ اہل لشکر
منع کر رہے ہین کہ ہم کو قتل کرو مگر قدرت کو بُرا نہ کہو مگر وہ نہین مانتین اور کہتی ہ
کہ اُس جھوٹے کو بُلاؤ مین اُسکے روبرو کہون کہ تو جھوٹا خداوند ہو تب اُسکو معلوم
ہوگا کہ جھوٹا کون ہو سچا کون ہو سچا خدا مسلمانون کا ہو جو اُس سے دعا کرو وہ مستجاب
ہوتی ہو جو جو مسلمان کہتے ہین وہ سب ٹھیک ہو خدا وحدہٗ لاشریک ہو درحقیقت

گالیان کھا رہے ہو اُنکی جلال ÷		کتنے بھوکے ہو تم محبت کے ÷	

برقان بیٹھی جھوم رہی ہی لمعان نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو یہ ہوش مین آجائے ہاتھ پکڑکر کہا کہ ای ملکۂ عالم تخلیے مین چل کر بیٹھو کچھ راز و نیاز کی باتین ہون برقان نے جھلاکر جواب دیا کہ کیون او بے حیا تو نے اسی واسطے مجکو بلایا تھا خبردار ایسا خیال دل مین نہ لانا ورنہ خون کے دریا بہا دونگی لمعان نے کہا کہ مین تو تمھین نہ جانے دونگا قدمون پر گرونگا چاہتا ہون کہ آج مشرف ہون یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر تخت پر سوار تاج سر پر رکھے ہوے چند مصاحب گرد و پیش تخت کو اُٹھائے ہوے جاتا تھا گانے کی آواز جو سُنی جھک کر دیکھا کہ ملکہ برقان بیٹھی ہین یہ جادوگر موسوم بہ احراق جادو برقان کا آشنا ہی برقان کو دیکھ کر اُتر آیا کہا ای ملکۂ عالم ہم کئی دن سے تمھارے مشتاق ہین مگر تم نے سرفراز نہین کیا مین تمھاری تلاش مین نکلا تھا یہان کیونکر تشریف لائین برقان نے کہا صاحب مین کیا بیان کرون کہ کس مصیبت مین ہون میرا گھر برباد ہوا ی[illegible] گھر ان نکل گئین نور الدہر پر عاشق ہوئین مجھسے قلعۂ برقانیہ چھوٹا اب جاتی ہون ہ جاکر جمشید کو سزا دون قصر ہفت رنگ مین نہ رہنے دون احراق نے کہا کہ ای لکۂ عالم آپ کو خداوند سے کیا دشمنی ہی یہ سُنکر برقان نے کہا کہ ہماری ایک دوست وستایا ہی اُسی نے ہم کو حکم دیا ہی کہ جاکر جمشید کو قصر سے نکالدو لیکن کیا کہون یان لمعان صاحب نے نیا فقرہ کیا کہ مجکو روک لیا اور طالب وصل ہوتا ہی مین نے ب تک اپنے کو بچایا تم آگئے یہ بڑی بات ہوئی احراق نے پلٹ کر دیکھا اور کہا کہ یون ای لمعان تم سے یہ امید نہ تھی کہ ہمارے ناموس پر نگاہ ڈالو لمعان بھی نشے ن تھا اسنے بگڑ کر جواب دیا کہ کیون بھائی کیا نقصان ہی ہمنے کیا بُرائی کی ساحرون ے مذہب مین دستور رہی کہ ایک عورت دس ساحرون کے قبضے مین رہتی ہی کوئی رج نہین ہوتا ای احراق تم کیون بُرا مانتے ہو اگر ایسا ہو بھی جاتا تو کیا نقصان ملکہ نے بیکار شکایت کی اِسکا غم نہ کرو اب ہم سوال نہ کرینگے احراق نے کہا او بے حیا یہ کیسی باتین کرتا ہی تجکو شرم نہین آتی وہ ساحر کون ہین کہ جنکی عورت

نے کہا کہ ای برقان قدرت ایسے حلوا نہیں ہین جس وقت سامنے جاؤ گی اور جمال
نگاہ پڑیگی یہ جوش وخروش موقوف ہو جائیگا بہ دل وجان اطاعت کرو گی برقان نے
کہا کہ ای لمعان میرے ساتھ چل کر تماشا دیکھو کہ کیونکر قصر کو خالی کراتی ہون اگر ذرا تم
تامل کرین گے تو اُنکی موت ہی لمعان نے کہا کہ ای برقان ایسے کلمے زبان سے نہ نکال
برقان نے کہا کہ مین تو اُنکے مُنھ پر کہونگی کہ یا خداوند تم جھوٹے ہو جو کچھ کہا اُ
خلاف ہوا کتاب سوانحات کو منسوخ کیا اُسی کے احکام ہو رہے ہین وہ کتاب منسو
نہین ہوئی اب دیکھیے کیا کرتے ہین ای لمعان اب جسدن طلسم کشا آئیگا وہ لڑا
پڑیگی کہ قدرت کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا بہت پریشان ہونگے بادشاہ طلسم زعفران زا
سے نامہ و پیام ہو رہا ہی یہ بھی جمشید نے لکھا تھا کہ میری خدائی کمزور ہوئی طاقت ر
خداوند کے پاس آنا چاہتا ہون اگر مجھ سے تم سے بن پڑیگی تو ہم تم دونون ایک ہو
لمعان نے کہا کہ کیون ای برقان جب دو خداوند میل کرین گے تو اُن سے کوا
مقابلہ کرسکیگا دو تقدیرین دو تدبیرین ہونگی آخر برقان نے جام پیا لمعان نے
اشارہ کیا ایک گائن آکر بیٹھی اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

یہ اشارے ہین چشم حسرت کے +	منتظر ہم بھی ہین قیامت کے
غیر کا دھیان تک نہ وصل مین ہو	پہلے معنی سمجھ لو خلوت کے +
چلو آئینہ خانے مین تم کو +	سو دکھائین تمھاری صورت کے
سوچ کر رنج دیجیے دل کو	اس مین پہلو ہین میری راحت کے
حشر کرنے کو کہتے ہو اچھا	بعد کیا ہوگا پھر قیامت کے
ہمسے اقرار وصل تم نے کیا	کہ اُٹھے کیا خلاف عادت کے
پھرو آنکھون مین دلمین راہ کرو	یہی دو کوچے ہین محبت کے
دل نہ پھیرا کہ ہوگی دل شکنی	صدقے مین تیری اس مروت کے
ہجر مین صبر و ہوش و تاب و توان	سب ہین امیدوار رخصت کے
شکر بھی کیجیے تو کہتے ہین +	یہ نئے ڈھنگ ہین شکایت کے

آپ کو بُلاتے ہین برقان نے کہا کہ مجکو فرصت نہین ہی کار ضروری درپیش ہی کنیزین
ناچار ہو کے پلٹ گئین جا کر لمعان سے کہا کہ حضور وہ ہین چلین وہ کہتی ہین کہ مجکو کار
ضروری ہی لمعان جادو خود پہاڑ سے اُترا آکر برقان کا ہاتھ تھام لیا کہا ای ملکۂ عالم
برائے چند ساعت تشریف لے چلیے دیکھیے تو کیسا جلسہ آراستہ ہی بہت خوش ہو جیے گا
برقان نے پھر وہی کہا کہ مجھے کار ضروری درپیش ہی اس وجہ سے پس وپیش ہی یہ
سُن کر لمعان نے پوچھا کہ آپ کو کیا ضرورت ہی برقان نے کہا کہ مین قصر ہفت رنگ
مین جاتی ہون میری ایک دوست نے سمجھا دیا ہی مین قصر خالی کراؤنگی جمشید کو نکالدونگی
اگر عذر کرین گے تو بڑے صدمے اُٹھا دین گے میرے ہاتھ سے مارے جاوین گے
لمعان نے کہا کہ ای برقان بمقدمۂ قدرت ایسی باتین کرتی ہو ایسا نہو کہ غضب
خداوندی نازل ہو برقان نے کہا کہ وہ خداوند جھوٹا ہی کیسی باتین بناتا ہی کہتا
تھا کہ طلسم نہ ٹوٹیگا یہ نوبت تو بہم پہونچی کہ لشکر طلسم کشا مقابلے مین آگیا اُن کو کون
روکے اب لڑائیاں پڑینگی جو بات کہی وہ جھوٹ ہوئی خداوند ہو کر جھوٹ بولین
لمعان نے کہا کہ کچھ تو مصلحت ہوگی جب قدرت نے ایسا کچھ فرمایا اُسکا انجام نیک
ہوگا اور حقیقت مین طلسم کا ٹوٹنا دشوار ہی ہرچند کہ وزیر مارے گئے ممالک قبضہ سے
نکلے لیکن بہت دشوار ہی کہ مرحلے فتح ہووین ایک ایک مرحلہ اسقدر سخت ہی کہ اگر
سامری وجمشید ہوتے اور ان مرحلون کا ارادہ کرتے تو یہ مرحلے فتح نہ ہو سکتے
طلسم کشا کی کیا حقیقت ہی کہ ان مرحلون کو فتح کرینگے آخر مین بہتری ہوگی مکارہ
گرفتار کر لائی تھی مگر یہ شاہزادیان نوجوان اسقدر بے باک ہین کہ سر دربار آکے
رہا کیا بی بہران خوب لڑین پھر اُن کے رفیق آگئے مین شاہزادیون کو دیکھکر حیران
ہوتا ہون کہ جن پر قدرت جان دین وہ یون نکل جاوین اور اطاعت اسلام کرین
لمعان کو منظور ہی کہ شراب پلا کر مدعائے دلی حاصل کرون بیقرار ہو رہا ہی کنیزون
کو اشارہ کیا اُنھون نے جام لبریز کر کے پیش کیا کہا ای برقان یہ جام محبت ہی برقان
نے کہا کہ کسی شی کو دل نہین چاہتا یہی قصد ہی کہ جا کر جمشید کو قصر سے نکالدون لمعان

برقان نے کہا مین ایک سردہ لون گنواری نے دو تین سردے توڑکر برقان کے سامنے
کیے برقان نے ایک سردہ کاٹا کھانے لگی ایسا لذیذ تھا کہ کئی سردے کھا گئی اب تو رگ و
ریشے مین سحر پہونچا تھا اگر کہا کہ کیون بُوا تمھارا مکان کہان ہی گنواری نے کہا کہ میرے
مکان کا قصر ہفت رنگ نام ہی اب تم کو مناسب ہی کہ وہین جاؤ اگر کوئی اُس مکان
مین رہتا ہو تو اُس کو نکال دو ہم بہت سے سردے لیکر آئین گے برقان نے کہا کہ
بُوا قصر ہفت رنگ مین تو خداوند جمشید رہتے ہین گنواری نے کہا کوئی رہتا
ہو تم جاکر قصر کو خالی کراؤ مین زمیندار کو بھی تمھاری ملاقات کو لاؤنگی بڑی دھوم سے
تمھاری دعوت کرونگی سب گنوار جمع ہونگے اور تمھاری دعوت مین یہی سردے
پیش کرونگی برقان نے کہا کہ بُوا مین تیرے کہنے سے جاتی ہون کہ تیرا مجھپر احسان ہی
لیکن دوپٹہ تو بدل لو کہ ہمارے تمھارے بہناپا ہو جائے گنواری نے نیلی چدریا سر
سے اُتار کر اُڑھا دی اور برقان کا بھاری دوپٹہ اوڑھ لیا کہا بس اب جائیے لشکر
کو جمشید کے قتل کیجیے لڑتی ہوئی دربار مین جائیے گا کہ جمشید کو بھی معلوم ہو کہ
کوئی حریف آیا اب برقان کا یہ حال ہی کہ آنکھین سُرخ چہرہ تمتمایا ہوا ہاتھ پاؤن
مین رعشہ کہتی کچھ ہی مُنھ سے کچھ نکلتا ہی مگر بہار اعجاز بیان نے بخوبی سمجھا کر برقان کو
روانہ کیا اور برقان تنتی ہوئی چلی جھول سنبھالتی جاتی ہی اس زور و شور سے جاتی ہی
کہ جاتے ہی قصر کو خالی کرالونگی جمشید کو شکست دونگی اور اشعار عاشقانہ زبان پر جاری
ہین راہ کوٹی کرکے سامنے کوہ لمعان کے پہونچی لمعان جادو بالائے کوہ بیٹھا ہوا ہی
اسکی نگاہ پڑی کہ برقان برق وش چٹکیان بجاتی ہوئی کچھ گاتی ہوئی جاتی ہی اُسنے
پُکار کر آواز دی کہ ای ملکہ برقان برق وش مقام تعجب ہی کہ غریب خانے سے جاؤ
اور ہم کو سرفراز کرو ہم تمھارے مشتاق جمال ہین برقان نے ہاتھ سے اشارہ کیا
کہ مجکو فرصت نہین مین کار ضروری کو جاتی ہون لمعان نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ
قریب جاؤ ملکۂ عالم کو بُلا کے لاؤ اس وقت ایسا جمال اسکا دیکھا ہی کہ دل پر تاثیر ہی
عجب بے باکی سے جاتی ہی کنیزون نے جاکر برقان کو روکا کہا ای ملکۂ عالم ہمارے آقا

ملین اس جلسے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئین جی مین کہتی ہین ای مہران یہ شاہزادیان سب مسلمان ہوئین جب تو طلسم کشا یہان تک پہونچے میثاق ایسا ساحر جلیل وزیر اعظم خداوند تھا کوئی تو اُس نے صدمہ ایسا پایا کہ طلسم کشا کے آکر شریک ہوا سرداسپینان ایسی شاہزادی کہ جسپر جمشید جان دیتا تھا اور یاسمن گلگون پوش کہ اسپر بھی قدرت پستے تھے سب اِدھر آگئے اِنمین میری خوب گذریگی اب لشکر جمشید سے مقابلہ پڑیگا سحر کا بھی امتحان ہوگا سعد شہریار مرحلے سے پلٹ کر آجائین تو جنگ عظیم واقع ہو لطف سحر ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا اب جمشید کا بچنا دشوار ہی کہان جاکر چھپیگا سب شاہزادیون مین گھلی ملی ہوئی باتین کرتی ہوئی جاتی ہی اُدھر ملکہ بہار اعجاز بیان کہ سب کے بعد چلی تھین مگر یہ سُن لیا تھا کہ برقان نورالدہر وغیرہ کو روکنے گئی ہی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرین چہار جانب دیکھ رہی ہین کہ کس طرف جاؤن یکایک زمین تھرائی دیکھا کہ برقان برق وش نے زمین سے سر نکالا بہار اعجاز بیان سمجھ گئی کہ یہ شکست کھاکر بھاگی ہی ایک چٹکی خاک کی اپنے اوپر ڈال لی صورت تبدیل ہو گئی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی گنواری ساحرہ ہی پہاڑ سے اُتر کر برقان کو سلام کیا کہا بی بی کیون اسقدر گھبرائی ہوئی ہو ہمارے گانؤن مین چلو پانی پیو ہوش اپنے درست کرو ایسا نہو کہ دشمن آجائے برقان سے کہا کہ یہان دشمن کون ہی اُس ساحرہ نے کہا کہ مسلمانون کے عیار پھرا کرتے ہین لڑکون کو مار ڈالتے ہین زیور اُتار لیتے ہین اور اُنکو کوئی پہچان نہین سکتا برقان نے کہا کہ تمھارا گانؤن کہان ہی تھوڑی دیر ٹھہرونگی گنواری نے کہا کہ وہ دیکھیے سامنے گانؤن ہی یہ جو کھیت دھانون کا لہلہا رہا ہی یہ کھیت میرا ہی خوب مین نے پانی دیا کہ کھیت کی یہ نوبت ہوئی ہزار ہا من دھان ہوگا مین ابکی سال امیر ہو جاؤنگی کھانے کو بھی رکھونگی مہاجن کی رقم بھی ادا کرونگی برقان سمجھ گئی کہ یہ گنواری ہی عجب طرح کی باتین کرتی ہی اسکے گانؤن مین چل کر ٹھہرین دم بھر یہ سوچکر گنواری کے ساتھ چلی تھوڑی دور چل کر دیکھا ایک کھیت سر دون کا ہی برقان نے پوچھا کہ کیون بُوا یہ کھیت کسکا ہی گنواری سے کہا کہ میری سمدھن کا یہ کھیت ہی

وجد مین آئے پتّے تالیان بجانے لگے پھولون نے آنکھین کھولین نہرون کا جوش دخر
ہی مچھلیان تڑپ کر نکلین مثل طائرون کے اُڑنے لگین سب حیران دیکھ رہے ت
کہ نعرہ ہوا منم سردار حسینان میثاق نے پکار کر آواز دی کہ ای شاہزادی و الا
برقان کو لینا نور الدہر و مہران اسی کے سحر مین ہین سردار حسینان نے چوڑ
ہاتھ سے اُتار کر پھینک مارین چوڑیون کے ٹکڑے اُڑ گئے ایک ابر پیدا ہوا ابر
اسقدر پانی برسا کہ شعلہ ہاے آتش بجھ گئے نور الدہر کے ہاتھ پانون مین طاق
آئی کہ دوسری طرف سے نعرہ ہوا منم بحرین جادو بحرین نے آکر زمین پر دو ہتھڑ ما
کہ دریاے قہار و زخار پیدا ہوا سب ساحر ڈوبنے لگے پکار کر کہا کہ ای برقا
ہم کو بچائیے ہم لوگ غرق دریا ہوتے ہین اپنی بے آبروئی پر روتے ہین پناہ با
مشکل ہی کہ ایکطرف سے نعرہ ہوا منم یاسمن گلگون پوش یاسمن نے آتے ہی ا
رنگ جمایا ساحرون کو معلوم ہوتا تھا کہ شیران صحرا نے آکر گھیرا چیخین مار کر بھاگتے
اُدھر سے دریا کا غرّاٹا ہوا گرے اور غرق دریاے لعنت ہوے بعضون کو نہنگ نگل
بعض کو مچھلیون نے مارا دریا سے اُڑتی ہوئی نکلین اور جسکے سینے پر پڑین توڑ کر پیٹ
پار گذر گئین ہزارہا ڈوب رہے ہین ہزارہا فریاد کرتے ہین کہ ای برقان اسی دا
ہم کو لائی تھین اب بچاتی نہین برقان دیوانہ وار و وحشی مثال بھاگی بھاگی پھرتی
کسی طرف میثاق کا سامنا ہوا کسی طرف سردار حسینان نے للکارا کسی طرف
بحرین نے طوفان برپا کیے کہین راستہ نہین ملتا چاہتی ہی بھاگ کر نکل جاؤن ا
کسی طرح جان بچاؤن مگر جدھر جاتی ہی اُدھر سے بھاگتی ہی ایک نخل کے نیچے آکر ہانپتی
ہوئی ٹھہری کہ آواز آئی او برقان کہان جاتی ہی برقان نے پلٹ کر دیکھا میثاق
آتا ہی ہوش اُڑ گئے سوچی کہ اگر اس ظالم سے مقابلہ ہوا تو جان نہ بچیگی دونون پانو
زمین پر مارے اور غرق ہو گئی میثاق نے بہت کد کی کہ نہ جانے دون اور اس
روکون مگر برقان نکل گئی زمین برابر ہو گئی بحرین نے سب فوج کو ڈبو یا دم بھر
میدان صاف ہو گیا میثاق وغیرہ آکر نور الدہر سے ملے مہران سب شاہزادی

دیکھا کہ مہران شعلۂ آتش مین گھری ہوئی ہی اور برقان تلوار کھینچے ہوے آئی ہی
مہران حسرت و یاس مین پیچھے ہٹتی چلی آتی ہی اپنے کو شعلون سے بچاتی ہی میثاق نے
وہین سے نعرہ کیا کہ او برقان خبردار آگے نہ بڑھنا منم میثاق کوہ گردان برقان
نے جو میثاق کو دیکھا قلب کانپ گیا میثاق نے قریب آکر آسمان پر اشارہ کیا ایک
لکۂ ابر سیاہ آسمان پر ظاہر ہوا اُسی مقام پر برسنے لگا شعلہ ہاے آتش بجھے برقان
نے اپنے کو زمین پر گرا دیا کنیزون کو قتل کرنے لگی کنیزون نے جو فریاد کی ملکہ مہران
بھی زمین پر آئین ایک طرف سے میثاق کا سحر چل رہا ہی آگ برس رہی ہی اُدھر
برقان جب تڑپ کر گرتی ہی دو چار کنیزون کے سر اُڑا دیتی ہی مہران کو بہت ناگوار
ہوتا ہی کنیزون کو آکر بچاتی ہی ایک طرف نورالدہر فوج مین ڈوبے ہوے ہین
برقان نے جو دور سے دیکھا کہ نورالدہر جا کر ایک غول پر گرے اور افسرون کو
تاک تاک کر مارا یکایک برقان کڑک کر گری گھوڑے کے پاؤن قلم کیے نورالدہر
گرے برقان نے چاہا برق بن کر گردن اور کاٹ کر شاہزادے کو نکل جاؤن مہران
نے سینہ سپر کیا کئی زخم کھائے مگر نورالدہر کو بچا رہی ہی نورالدہر چاہتے ہین
زمین سے اُٹھین مگر ہاتھ پاؤن مین قوت نہین پاتے میثاق نے جو دور سے دیکھا
نورالدہر پر سحر غالب ہو گیا مہران چاہتی ہی جان دون مگر شہریار کو بچاؤن جب
برقان سحر کرتی ہی برق تڑپ کر گرتی ہی ہر چند مہران دفع بھی کرتی ہی مگر کبھی سر
زخمی ہوا کبھی شانہ نشانہ ہو گیا نہایت بدحواس ہو رہی ہی میثاق نے للکارا کہ او
برقان خبردار مہران پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ گھس کر مارونگا برقان نے جواب دیا
او میثاق کیون دیوانہ ہوا ہی مجکو کہان پائیگا اگر میرا جی چاہے تو مخفی رہون
تیرا وہم و خیال بھی نہین پا سکتا یہ کہکر ایک گولہ میثاق پر مارا میثاق نے وہ گولہ
اُٹھا گولے سے دھوان نکلا میثاق کی آنکھین بند ہونے لگین مگر جھوم کر آواز دی
او برقان کیون تیری شامت آئی ہی یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا تھا کہ اسباب سحر
نکالون کہ تمام صحرا روشن ہو گیا صاف معلوم ہوتا تھا کہ ماہ تابان نمایان ہوا درخت

پہونچا نورالدہر نے نعرۂ تکبیر کیا مگر برقان نے جو لاشۂ صیاد دیکھا فوج سے کہا کہ ان سب کو گھیر کر مار لو ساٹھ ہزار ساحر ایک طرف سے چلے ایک طرف سے برقان لینا لینا کہتی ہوئی چلی نورالدہر نے جو فوج کو آتے ہوے دیکھا مرکب کو بڑھا کے نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر سے نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر + مہران نے دیکھا کہ شاہزادے پر فوج کا بلوہ ہی کنیزون سے اشارہ کیا اور تڑپ کر بلند ہوئی برقان نے للکارا کہ او گیسو بریدہ کہان جاتی ہی یہ کہکر گولہ مارا مہران کے قریب جاکر گولہ پھٹا شعلہ ہاے آتش گرنے لگے مہران ہرچند چاہتی ہی کہ اپنے کو بچاؤن مگر شعلے نہین موقوف ہوتے برقان کہتی ہوئی چلی کہ او گیسو بریدہ اس سحر کا دفعیہ مین نے تجھے نہین بتایا تھا یہ سحر ساختۂ سامری ہی مہران اُس وقت بدحواس ہی پیچھے ہٹتی جاتی ہی اپنے کو بچاتی ہی اور برقان نیمچہ کھینچے ہوے آتی ہی کہتی ہوئی کہ او گیسو بریدہ دیکھ کیسی تجکو سزا دیتی ہون بدلہ سرکشی کا لیتی ہون مہران نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھی کہ ای سامع الدعوات و ای رحمن و رحیم اس آفت سے نجات دے نظم

شو پشیمان توبہ کن بعد از گناہ	زانکہ بخشد حق گناہ عذر خواہ
خاک بودی باز خاکستر شوی +	کن بہ اصل خویش ای خاکی نگاہ
بندۂ حق ہستی ہمچون بندگان +	گرچہ باشی در ولایت بادشاہ
سجدہ کن قرب خدا خواہی اگر	یاد کن حق را بہ ہر شام و پگاہ
از خدا چیزے کہ حاصل میشود	در جہان از بندگان ہرگز مخواہ
زآب اشک از نامۂ اعمال خویش	کن سیاہی دور ای نامہ سیاہ
زینت دنیا نہ دارد اعتبار	ہان مشو غرہ بہ ملک و مال و جاہ
دور کن از خاطر خود دور کن +	ہر گمان و ہر شک و ہر اشتباہ
تا رسی بر منزل صدق و یقین	از عنایت ہاے رب العالمین

بیقرار ہو کر جو مہران نے دعا کی میثاق کوہ گردان کہ اُڑتا ہوا آتا تھا اسنے دور سے

منزل ہر ایک صحرا مین پہونچے وہان ایک کنوان پختہ تھا مہران نے کہا ٹھہر جائیے
پانی پی لین تو چلیین نورالدہر نے مرکب کو رد کا مہران نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ
کنوئین سے پانی بھرو کنیزین پانی بھر بھر کر پینے لگین ملکہ کو بھی پلایا مُنھ ہاتھ بھی دھوئے
سب کنیزین کنوئین پر جمع ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی مہران نے کہا کہ حضور ہوشیار ہو جائیے
لشکر آتا ہے کیا عجب ہے کہ برقان نے جاکر جمشید سے فریاد کی ہو اور اُسنے لشکر روانہ
کیا ہو بہتر اسی مین ہے کہ یہ موتیون کا مالا پہن لیجیے کہ اسپر سحر تاثیر نہ کریگا یہ کہکر موتیونکا
مالا نورالدہر کو پہنا دیا کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے صیاد صید گیر گینڈے
کو اُڑاتا ہوا ایک طرف برقان پشت بر ساٹھ ہزار ساحر جیسے ہی صیاد نے دیکھا کہ ملکہ
مہران بالاے چاہ کھڑی ہین نورالدہر گھوڑے پر سوار زیر چاہ کھڑے ہین کنیزون
کا بالاے چاہ ہنگامہ ایک سے ایک کہہ رہی ہے کہ بوا مجھے بھی پانی پلا دو جہان ایک کو پلایا
دوسری بھی ہنستی ہوئی آئی کہا بوا مجکو بھی بڑی پیاس ہے صیاد نے گینڈا بڑھایا اور پکار کر
آواز دی کہ کیون او اجل رسیدہ پرائی بیٹی کو لیکر سر بازار جاتا ہے کچھ خوف نہین میرے
تو مقابلے مین آ نورالدہر نے مرکب مہمیز کیا اور صیاد کی طرف چلے آکر لگا در زن ہوے
چار قدم گینڈا صیاد کا پیچھے ہٹا دو قدم گھوڑا نورالدہر کا پیچھے ہٹ کر رہگیا صیاد
نے کہا کہ او جوان اسپر ناز نہ کرنا کہ گینڈا میرا زیادہ ہٹا مین نے بڑے بڑے معرکے
سر کیے ہین جس قلعے پر گیا اُسے ویران کیا میرے ہاتھ سے حریف نہین بچتا نورالدہر
نے کہا کہ او مغرور اس زبان درازی سے کیا فائدہ یہ تو میدان کارزار ہے زبان تیغ
سے کلام کر کہ کچھ مزہ بھی ملے صیاد نے نیزہ مارا اور سحر بھی کرتا جاتا ہے نورالدہر نے
نیزہ اسکا توڑ ڈالا صیاد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا
نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا جھناٹے کی صدا بلند ہوئی نورالدہر نے
وار اسکا روک کر تیغۂ خارہ شگاف کا ہاتھ مارا صیاد نے سپر اُٹھا دی مگر تیغۂ
خارہ شگاف سلیمانی دست زبردست نورالدہر نوجوان تیغہ جو تڑپ کر گرا سپر کے
دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تیغے نے خود کو کاٹا سراسر سر کو دو نیم کرتا ہوا تا جگر گا

آپ کی تباہ ہوگئی ہو مان کو ہی قید نور الدہر لیکر مہیر سے قلعے مین پہونچی مہران
عاشق ہوگئی مین نے جاکر گھبیر النور الدہر کو بھی سحر سے بیکار کیا تھا مہران آفتاب جمال
بھی بدحواس تھی مگر عین وقت پر سعد شہریار پہونچ گئے تب مین شکست کھا کے
کہ چل کر قدرت سے اطلاع کرون جمشید نے کہا کہ ای برقان قدرت خود ہی
ہو رہے ہین مگر اب جاؤ نہ بادشاہ سے ملاقات ہوگی نہ نور الدہر ملین گے مہران
کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے آتے ہین اگر جی چاہے تو جاکر راہ مین روکو برقان
کہا یا خداوند طلسم کشا تو ساتھ نہین ہی جمشید نے کہا کہ وہ تیسرے مرحلے پر گئے ہین
اُن سے ملاقات نہ ہوگی اور پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا ساحر ہی کہ
کے ساتھ جائے مہران و نور الدہر کو گرفتار کر لائے ایک ساحر پہلوان
مین بے نظیر نام اُسکا صیاد صید گیر ہی اپنے مقام سے یہ کہہ کر اُٹھا کہ نور ا
میرا حصہ ہی مہران کو برقان گرفتار کرینگی صیاد ساٹھ ہزار فوج کا افسر ہی
تیار ہوے صیاد گینڈے پر سوار ہوا برقان طاؤس سحر پر اس کروفر سے برقا
قضائے کار میثاق کوہ گردان افسر لشکر بادشاہ اسلام کنارے پر اپنے لشکر
تھا کہ اسنے دیکھا فوج کفار جاتی ہی ہرکارون کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو کہ
کہان جاتے ہین ہرکارے گئے اور چشم زدن مین پلٹ کر آئے ہاتھ اُٹھا کر د
قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ ✦ گلِ سرخ تا بد چو روشن چراغ ✦ نگین
بنام تو باد ✦ ہمہ کار عالم بکام تو باد ✦ شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو ہمیشہ
گداز ہو نور الدہر و مہران آفتاب جمال آتے ہین اُنکے روکنے کو یہ لوگ گئے
میثاق بھی یہ سُن کر اُسی وقت روانہ ہوا شاہزادیون کو خبر نہ کی مگر سردار
جب بارگاہ مین آئین تو پوچھا کہ آج افسر کلان ہمارے کہان ہین کسی نے کہہ دیا کہ
مدد نور الدہر گئے ہین سردار حسینان بھی اُسی وقت روانہ ہوئین بحرین جا
اسکو میثاق سے تعلق ہی یہ خبر سُن کر یہ بھی فوراً چلین بحرین کے جانے سے سب شا
کو معلوم ہوا سب فرداً فرداً چلین مگر نور الدہر و مہران منزل بہ منزل آتے ہین

شاہ نے فرمایا کہ مین تو ہر سر راہ ہون نور الدہر نے عرض کی کہ ضرور تشریف لیچلیے
ب آپکے مشتاق ہین بادشاہ نور الدہر کے ساتھ اندر باغ کے آئے ایکطرف
شاق تاجدار اور ایکطرف نور الدہر نامدار بیچ مین بادشاہ عجماہ مہران
نثار کرتی ہوئی لاتی ہو جب بادشاہ باغ مین تشریف لائے تو باغ پُر بہار دیکھا
ند لیبان نغمہ سرا پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہین زمزمہ سرائی کر رہی ہین جوانان
ن اکڑ رہے ہین پھولون نے آنکھین کھولین طفلان غنچہ کبھی غوغان کرنے لگے روش
سُرخی کُٹی ہوئی سبزہ بیدار ہی تمام زمین زمرد نگار ہو وسط باغ مین آکر مسند پر بیٹھے
ر الدہر دست بستہ سامنے کھڑے ہین بادشاہ نے پہلو مین بٹھا لیا فرمایا ای
اہ جوانان ماشاء اللہ کیا شوکت و جلالت ہو یہ فرماکر لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین
فتہ پایا کہ اسی باغ کے گوشے مین وہ نقب ہو اُسمین داخل ہو تیسرے مرحلے
نشان ملیگا بادشاہ نے نور الدہر سے کہا کہ اب تم تو لشکر مین چلو مین براے
حی مرحلہ جات جاتا ہون نور الدہر نے اُسی وقت تدبیر کی آپ گھوڑے پر
ار ہوے ملکہ کو تخت پر سوار کیا عشاق تاجدار ہمراہ ہو کنیزون نے ایک
بنایا اُسمین مخفی ہوکر ساتھ ہوئین یہ تو طرف لشکر کے چلتے ہین مگر بادشاہ عجماہ
ن مرحلۂ ثالث کے جاتے ہین اُدھر برقان برق وش افتان و خیزان حیران
یشان قریب قصر ہفت رنگ کے پہونچی دیکھا دو دریاے لشکر جوش مار رہے
طرف قصر کے چلی یہان جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہو کہ رہا ہو آج کئی دن گذرے
ںکر بادشاہ تنہا ہو بادشاہ لشکر مین نہین ہین یارو اگر طبل جنگی بجواتے تو نا آنے
کے لشکر کا تو خاتمہ کر دیتا کہ برقان نے آکر سلام کیا جمشید نے دیکھا کہ رنگ
برقان متغیر بیٹی کے غم مین کلیجہ پکڑے ہوے آہ آہ کرتی ہوئی سجدے کو جھکی
ید نے کہا کہ سر خود را از سجدہ بردار کہ لعنت بر تو نصیب کردم برقان نے سر
ا مگر آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے جمشید نے کہا کہ کیون برقان خیر تو ہو جو تمکو
منتشر پاتا ہون برقان رونے لگی کہتی تھی کہ یا خداوند حقیقت تو یہ ہو کہ بندی

نے بادشاہ کو دیکھا کو ٹھے سے کود پڑی پکار رہی ہے کہ اس تشریف لانے کے قربان و فدا
برقان حیران دیکھ رہی ہے کہ جس ساحر نے سحر کیا اپنے سحر میں آپ پھنسا اُسکو
بادشاہ نے بڑھکر ہاتھ مار دیا کہ دو ٹکڑے ہوے برقان نے پکار کر آواز دی کہ اے
کلنگ ابلق سوار تو تو پہلوان بھی ہے اس جوان کو روک لے کلنگ نام ایک
پہلوان یا تو بیچ صف میں کھڑا تھا یا گینڈا بڑھا کر للکارا کہ او جوان مجھسے تو مقابلہ کر
میں کلنگ ابلق سوار بادشاہ پلٹ پڑے کلنگ نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ
اُسکا توڑ ڈالا جب نیزہ ٹوٹا کلنگ گھبرایا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے
تلوار کا ہاتھ مارا بادشاہ نے وار بچا کر کلائی تھام لی اور کمر میں ہاتھ ڈال کے
اُٹھا لیا آسمان کی طرف پھینکا اُترتے وقت چورنگ ہوا قلم کیا برقان نے جو
دیکھا کہ کلنگ ایسا پہلوان مارا گیا ہاتھ پاؤن میں رعشہ آیا جی میں کہتی ہے کہ
کلنگ ابلق سوار ایسا پہلوان صاحب زور و طاقت یون بہ آسانی مارا گیا مگر
بادشاہ نے کلنگ کو مار کر مرکب بڑھایا اپنے کو قریب نورالدہر پہونچایا عکس لوح
ڈالا نورالدہر کے ہاتھ پاؤن میں طاقت آئی زمین نے پاؤن چھوڑے اب جو خیال
کیا ہاتھ پاؤن میں طاقت پائی بادشاہ کے ہمراہ ہوے آکر فوج برقان پر گرے
ساحر قتل ہونے لگے مگر برقان خیال کر رہی ہے کہ یہ جوان کون ہے جسپر سحر تاثیر نہیں
کرتا ایک کنیز نے کہا کہ واری یہ طلسم کشا ہے اسپر سحر تاثیر نہ کریگا نہیں معلوم یہ یہان
کیونکر پہونچے برقان نے کہا کہ تلاش میں ہو مان کی آگے ہونگے وہ بھیجا یہ آفت
ڈال گئی آخر قتل ہوئی مگر میری برباد ی ہوئی اگر طلسم کشا سے مقابلہ کرتی ہون تو قتل
ہوتی ہون تم لوگ تو بھاگ کر قصر عجائب میں چلو میں خدمت خداوند میں جاتی ہون
اُنسے تو اطلاع کرون دیکھون وہ کیا کہتے ہین یہ کہکر اپنے کو زمین پر گرایا ایک طائر
کی شکل بن کر اُڑتی ہوئی چلی ساحر سب بھاگ گئے مہران نے آکر سعد شہریار کو سلام کیا
سعد سمجھ گئے کہ یہ نورالدہر پر عاشق ہے سوچے کہ یہ صاحب اقبال ہے ایک ایک
ساحرہ مہر شاہزادے کے ساتھ ہے مہران نے عرض کی کہ باغ میں تشریف لے چلیے

نورالدہر کنہ ہمیش * عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده * نعرۂ دیگر زطفلی بجرأت ہنر داشتم * لقارا بیک دست بر داشتم * ظفر بر یلان عرب یافتم * بشہ نوجوانان لقب یافتم * نعرہ کر کے چند قدم بڑھے تھے کہ برقان نے سحر کیا پائون زمین نے تھام لیے ہر چند چاہتے ہین کہ آگے بڑھون مگر زمین پائون نہین چھوڑتی ایک طرف عشاق بھی جما ہوا کھڑا ہی بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھ رہا ہی مہران نے جو یہ معاملہ دیکھا بیتاب ہوگئی حیران تھی کہ ای مہران کیا کرون آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے برقان تلوار کھینچ کر بڑھی پکارتی ہوئی کہ پہلے اس متفنی کو تو قتل کرون اسی کی ذات سے یہ فساد بڑھا ہو مان کو ہی کا مارا جانا باعث بدنامی ہی اب شہرت ہوگی کہ مہران نبیرۂ حمزہ پر مائل ہوئی مان سے بھی لڑی آخر کچھ نہ ہوا برقان نے سب کو قتل کیا یہ کہکر آگے بڑھی منظور یہ ہی کہ نورالدہر کو قتل کر کے بالاے بام جاؤن جھونٹے پکڑ کر مہران کو کھینچ لاؤن مہران اُس وقت نہایت بیقرار ہی اِدھر نورالدہر دیکھتے ہین کہ موت کا سامنا ہی کیونکر بچینگے ظاہرا تو کوئی صورت بچنے کی نہین ایسا نہ ہو کہ یہ چھیا میرے قریب آجائے اور تلوار مار دے ای رحیم و کریم سوا تیرے کون بچائیگا یہ کہکر سوچتے ہین کہ کیا تدبیر کرون پائون پر اختیار نہین کہ یہانسے نکل جاؤن کیونکر جان بچاؤن اُدھر مہران نے بھی بلک کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سعد بن قباد مرکب کو اُڑاتے ہوے سامنے آئے آکر یہ معاملہ دیکھا وہین سے نعرہ کیا کہ او ساحرہ خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ زبان کھینچ لونگا داہنے ہاتھ سے داہنے گردے کو دابا بایان ہاتھ بائین جانب رکھا نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ بادشاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم * بہار گلستان کاوس وجم * ہزبر دمان شاہ اسلامیان * نہال گلستان صاحبقران * زمین تھراگئی برقان کے ہاتھ پائون مین رعشہ آگیا بادشاہ گھوڑا چمکا کر لشکر پر آگرے ساحر قتل ہونے لگے برقان نے بھی پلٹ کے دیکھا کہ ایک جوان یوسف مثال صاحب جاہ و جلال لشکر کو قتل کر رہا ہی نعرے بھی کر رہا ہی بادشاہ نے نورالدہر کو جو بیکار دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا مگر مہران

برقان نے جھولی سے کاغذ سیاہ نکالا اُسکی سپہرین کاٹ کر اُڑا دین وہ سپرین اُڑنے لگین جب بلغ سے تیر آیا اُن سپرون نے سینہ سپر کیا یہان نورالدہر سے ملکہ نے کہا اب وقت مشکل ہی نورالدہر نے تیر و کمان پھینکا کلاہ سر سے اُتاری کلاہ کو ہاتھون پر رکھا اُپکار اُٹھے کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار اس مشکل کو آسان کر نظم

ذات تست ای مالک ملک کمال	قادر مطلق خدا ے لایزال
هست بر تو حالتِ ماضی عیان	منکشف احوال استقبال و حال
از تو شد پیدا و آخر سوے تست	بازگشت خلق هنگام مآل +
خاکساران را عنایت میکنی +	حکم و ملک و دولت و جاہ و جلال
رنگ و بوہر گل ز الطاف تو یافت	از تو شد سرسبز ہر رنگین نہال
مرد مفلس را تو سیم و زر دہی	مرغ بے پر را تو بخشی پر و بال
لطف کن لطف ای خداوند جہان	مہر کن مہر ای خداے ذوالجلال
هست این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امیدوار +

کنیزین آمین کہہ رہی ہین مگر برقان سب کے آگے آگے ہی اسنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ نورالدہر پہلو مین ملکہ کے کھڑے ہین تیر پھینک رہے ہین پکار کر آواز دی کر او گیسو بریدہ ہمنے اسی دن کے لیے یہ سحر تعلیم کیے تھے کہ تو ہمارے لشکر کو پامال کرے دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون اب تو مہران گھبرائی نورالدہر نے چاہا کہ کوٹھے پر سے کو د پڑین مہران روک رہی ہی نورالدہر کہتے ہین ملکہ وہ قریب آچکی ہی مین ابھی جا کر اُسکے دو پرکالے کرتا ہون مہران کہتی ہی وہ ساحرہ ہی سحر کریگی آپ کی تلوار نہین چل سکیگی مگر نورالدہر نے نہ مانا تلوار کھینچکر کوٹھے پر سے کو دے عشاق تاجدار بھی کود پڑا اگر نورالدہر نے نعرہ کیا کہ باش او مکارہ خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان یعنے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نورالدہر سے ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی + کہ شاہانش جہان گیر و فلک گیتی ستان خواندہ + پناہ لشکر اسلام

برقان اُٹھی قید خانے مین آئی پاؤن کا نشان دیکھ کر وہان کی خاک لی اور اُس کا ایک
پتلہ بنایا سامنے بٹھا کر پوچھا کہ سچ سامری بتا کہ تو کون ہی پتلے نے ہنس کر کہا کہ گھر سے
آگ لگی آپ کی صاحبزادی قیدی کو لے گئین برقان جل گئی غصے سے کانپنے لگی کہ وہ
کنیز آئی جو باغ گل فشان مین گئی تھی کہا واری دروازے پر باغ کے محلدار
بیٹھی ہی اُسنے مجھے اندر نہ جانے دیا کہا ملکہ کا مزاج اچھا نہین ہی اور ملکہ نے اندر سے
کہلا بھیجا کہ مادر مہربان سے کہدینا مین حاضر ہوتی ہون برقان نے کہا لو صاحبو حال کھل گیا
ہو مان کو بھی اِسنے اسی رشک مین مارا وہ اپنے کو عاشق قرار دیتی تھی معلوم ہو گیا
کہ نورالدہر کو اسنے باغ گل فشان مین لیجا کر رکھا ہی مین کیا زندہ چھوڑونگی
یہ کہکر اُٹھی عقاب پر سوار ہوئی بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیے باغ کی طرف چلی یہان
مہران رات بھر عیش مین رہی صبح کو بھیر وین اُٹر رہی ہی کہ ایک کنیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی
آپ کی والدہ آتی ہین بارہ ہزار جادوگر ہمراہ ہین نورالدہر اُٹھے کہا مین جا کر اُسے
روکتا ہون مہران نے کہا کہ آپ کا کام نہین ہی ساحر سحر کرین گے مین ابھی تدبیر
کرتی ہون یہ کہکر اُٹھی باہر باغ کے آکر ایک دو گولے مارے کہ دیوار آہن
بن کر تیار ہوئی آپ کوٹھے پر چڑھ کے بیٹھی کنیزین ساتھ ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی
دیکھا برقان مع ساحرون کے آکر پہونچی دیوار آہن دیکھ کر برقان بہت جھلائی بڑھ کر
ایک گولہ مارا دناتا ہوا دیوار سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے جس ساحر پر شعلہ گرا وہ جلکر
خاک ہوا جب تو برقان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے اُن پر اپنا
خون ڈالا پیچھے ہٹ کر وہ ماش کے دانے پھینکے جھراٹے کی آواز آئی دیوار گر رہی گئی
ہزار ساحر دیوار مین دبے برقان نے پکار کر آواز دی ای کشتگان سحر افسوس نکرنا
تمھارے خون کا بدلہ لونگی مہران نے بالائے قصر سے دیکھا کہ دیوار گر گئی اور برقان
آتی ہی سینگ کی کمان اور سینک کے تیر جھولی سے نکالے ایک طرف سے کنیزون
نے تیراندازی شروع کی ایک طرف نورالدہر تیر و کمان لیے کھڑے ہین تیراندازی
کر رہے ہین برقان نے دیکھا کہ باغ سے تیر آتے ہین کئی سو ساحر مر کر گر چکے ہین

دل سے نے یہی کہا کہ اسکو لیچلو باغ مین چل کر رکھو کہا ای شہریار قید خانے سے نکل چلیے یہ سنا
نور الدہر نے کہا کہ قید میری دور کرو تو مین چلون مہران نے سحر کر کے نور الدہر
بیہوش کیا کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی اپنے باغ گل فشان مین آئی نور الدہر کو بیٹھا
پھر آپ بھی پہلو مین آکر بیٹھی گائن کو اشارہ کیا وہ نہایت شوخ و شنگ خوش آوا
سامنے بیٹھ کر بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

غم نہین ترک جو کی دلنے رفاقت میری
میرے روٹھے کو منا لائیگی حسرت میری

نہ رکین غیر کے روکے سے بھی یارب اک دن
اِدھر آنے مین وہ بنجائین طبیعت میری

جان دیکر بھی یہ کہتا ہون انھین کچھ نہ دیا
حوصلہ میرا ہی دل میرا ہی ہمت میری

ناتوانی کا گلہ مجھسے ہو کیا تاب ای عشق
شکوہ ضعف کرون یہ نہین طاقت میری

آپ ہی جاؤ نہ تم یا مجھے مر جانے دو
خود ٹھہرتے ہو نہ منظور رہی رخصت میری

ٹھوکرا کی لگتے ہی کیون بیٹھ گئے راہ مین وہ
آلگی ہو کہین قدمون سے نہ تربت میری

روئے تقدیر کا رونا کوئی کسکے آگے
وہ تو ہنستے بھی نہین سنکے مصیبت میری

منھ لگا ئین تو سمجھکر وہ لگا ئین مجکو
کچھ نہ بن آئیگی بگڑیگی جو عادت میری

دلسے کہتا ہی جگر وقت خریداری درد
مین بھی حاضر ہون جو منظور ہو شرکت میری

یار کو ڈھونڈھ نکالینگی یہ آنکھین ہی جلال
کچھ پتا دل کا لگا ئیگی جو حسرت میری

شب بھر یہان تو جلسہ رہا برقان انتظار مین رہی جب صبح ہوئی تو کنیزون سے کہا کہ ذرا
دریافت تو کرو کہ رات کو مہران کہان رہی مین رات بھر جاگی کہ وہ آوے تو اُس سے
پوچھون مجکو رنگ بے رنگ معلوم ہوتا ہی ایک کنیز سے کہا کہ تو باغ گل فشان مین
جا ملکہ سے کہنا کہ تمھاری مادر مہربان بلاتی ہین اور ایک کنیز سے کہا تو جا کر قید خانے
کی خبر لا وہ کنیز طرف قید خانے کے چلی آ کے دیکھا کہ قید خانہ کھلا پڑا ہی ہتھکڑیان بیڑیان
پڑی ہین دو نون قیدی ندارد اور قید خانے مین ایک ہیبت ہی کہ خوف معلوم ہوتا
ہی بس کنیز پلٹی آتے ہی کہا وارے قید خانہ تو خالی پڑا ہی قیدیون کے نام و نشان
بھی نہین اور اندر جاتے خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہو اندر جائین کوئی کھا جاوے

تو حکم دیجیے ہم بجا لائین اگر حکم ہو تو ابھی قید خانے سے نکال لائین ہم تو آپکے حکم کے
پابند ہین آپ کی راحت سے ہم کو راحت ہی اگر آپ کو ملال ہوا تو ہم کو کون پوچھیگا مگر
اس مقدمے مین بڑی خرابیان ہین اُنکو تو آپ جانین ہم خیر خواہان دولت ہین ملکہ نے
جب سب کنیزون کو محبت مین ثابت پایا بہت خوش ہوئین دوسرے دن پھر مان سے
ملاقات کی کہا ای مادر مہربان مین قید خانے مین گئی تھی وہ شاہزادیان کون ہین جو
ان ایسون پر عاشق ہوئین اپنے کو مطعون و بدنام کیا اپنے گھر ویران کیے مان نے
کہا بیٹا کیا کہنا یہی چاہیے جو تمنے سوچا ہی بڑے بڑے شاہون کے پیام آرہے ہین
ہم تمھاری شادی بڑی دھوم سے کرین گے **مہران** نے کہا کہ ای مادر مہربان مین
شادی نہ کرونگی مجکو مرد کے نام سے نفرت ہی اگر حکم ہو تو پھر کھانا پہونچا آؤن یہ
سُن کر **برقان** نے کہا کہ تمھین اُسکے حال پر رحم آیا **مہران** نے کہا فقط یہ خیال ہی
کہ ہمارے گھر مین قید ہی بھوکا نہ رہے اس وجہ سے آب و دانہ پہونچاتی ہون مین
حیران ہون کہ **ہومان** نے اپنے کو کیون بدنام کیا ہی کہ **نور الدہر** پر مرتی ہی ناحق
اُن کا دم بھرتی ہی وہ جوان ایسا کیا خوبصورت ہی فقط چربی کا پتلہ ہی اُس پر کیا
جان دینا یہ کہکر کھانا کنیز کے سر پر رکھا اور **مہران** چلی جب **مہران** جا چکی تو چند کنیزین
روتی ہوئی آئین عرض کی واری عجب معاملہ ہوا کہ **ہومان** کا **قصر عجائب** مین لاشہ
پڑا ہی **برقان** نے کہا کہ ارے وہان کون آیا تھا اگر ساحر سُنین گے تو مجھے بدنام کرینگے
کسنے اُسکو قتل کیا کنیزون نے عرض کی واری شب کو آپ کی صاحبزادی گئی تھین
دیر تک صحبت رہی پھر صبح کو ہمنے اُن کو نہین پایا اُسکا لاشہ دیکھا ایک خنجر پڑا ہی
برقان نے کہا کہ وہ خنجر اُٹھا لاؤ معرکہ یہ ہوا کہ **مہران** نے جس خنجر سے **ہومان** کا
سر کاٹا تھا وہ خنجر وہین بھول آئی خواصین جاکر خنجر اُٹھا لائین جیسے ہی **برقان** نے
دیکھا وہ خنجر بیٹی کا پایا خاموش ہو رہی کہ آئیگی تو پوچھونگی کہ **ہومان** نے تیرا کیا
نقصان کیا تھا کہ تو نے قتل کیا **برقان** اس فکر مین بیٹھی ہی مگر **مہران** **آفتاب جمال**
قید خانے مین آئی پہلے شاہزادے کو کھانا کھلایا دیر تک باتین رہین بعد اُسکے

تیر مژگان نے اسے توڑ کے مارا اُس کو	پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری د
ای قمر شیر زیان سے بھی نہ خوف آئے مجھے	اسد اللہ رسد گر بہ مددگاری د

نورالدہر نے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم مجکو خیال یہ ہی کہ تم ساحرہ ہو جاکر فراموش کرو تو
کون مدد کریگا ملکہ نے کہا ای شہریار مین لاکھ بھولون مگر دل نہ مانیگا کھینچکر لائیگا
مین فکر مین ہومان کی جاتی ہون نورالدہر کو کھانا کھلا کر خوب تسکین دی کہا حضو
مطمئن رہین مین صورت رہائی کی پیدا کرونگی یہ کہکر نکلی مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہو
دل دھڑکتا ہوا کلیجہ پھڑکتا ہوا کنیز کو رخصت کیا طرف قصر عجائب کے چلی ہومان
قصر عجائب مین رہتی ہی اسنے جو خبر سُنی کہ مہران آفتاب جمال آتی ہین وا سط
استقبال کے اُٹھی آکر سلام کیا کہا کیون ملکۂ عالم آج کیونکر تشریف لانیکا اتفاق ہ
مہران نے کہا کہ تم ہماری مہمان ہو منظور ہوا کہ آج تمھارے ساتھ شراب ہئین گھڑی دو گھڑی
جلسہ رہے تمھارا ابھی دل لگے ہومان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم دل تو اُس ظالم کے قبضہ
مین ہی مگر وہ ظالم نگاہ اُٹھا کر نہین دیکھتا میرے نام سے اُسکو نفرت ہی کیون ملکہ مہرا
تم تو بہت خوبصورت ہو مجھ مین کیا بُرائی ہی کہ وہ مغرور نہین قبول کرتا مہران نے
کہا کہ تمھاری صورت کی کیا تعریف کرون تم تو بیچہ معلوم ہوتی ہو اس کالی صورت پر
چیچک کے داغون کے گڑھے پڑے ہوے ہین معلوم ہوتا ہی گو پر سر اولے پڑے ہین وہ بڑا
بیوقوف ہی جو تمھین نہین قبول کرتا یہ کہکر گلابی اُٹھائی جام لبریز کر کے ہومان کو ہا
کو دیا ہومان بے اندیشۂ انجام پی گئی پھر دوسرا جام دیا ہومان لاؤ لاؤ کر رہی تھی
مہران پلا رہی ہی اسقدر شراب پلائی کہ ہومان بیہوش ہو گئی مہران نے اُس
سر کا لاشہ وہین پڑا رہنے دیا آپ اپنے باغ مین آئی کنیزون نے پوچھا کہ واری کہا
تشریف لے گئی تھین ملکہ نے کہا کہ صاحبو میرا حال نہ پوچھو کہ کس حال مین ہون مجھپر فلک
ٹوٹ پڑا ہی مین کیونکر صبر کرون کنیزون نے پوچھا واری کیا رنگ ہوا مہران نے
بیان کیا کہ فرزند صاحبقران جو آکر قید ہوے ہین اُن پر جان جاتی ہی ایسے خلیق ہین
کہ خلق و اخلاق کے پُتلے ہین مین آج ملاقات کر آئی کنیزون نے عرض کی نہ گھبرائے

کھلا دیکھا ایک شاہزادی سامنے سے آتی ہی ایک کنیز کے سر پر خوان کھانے کا ہی جمال بیمثال دیکھ کر سکتہ ہو گیا مگر مہران نے جمال باکمال نورالدہر دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوئی قریب آکر دسترخوان بچھایا کہا ای شہریار یہ ساحر بڑے نامنصف ہین اپنے گھر مین قید کرنا اور آب و دانہ نہ دینا یہ کنیز اسی واسطے حاضر ہوئی ہی کہ آپکو خاصہ کھلائے نورالدہر نے ہاتھ کھینچ لیا مہران نے پوچھا انکار کا کیا باعث ہی نورالدہر نے کہا باعث انکار اختلاف مذہب ہی اگر اطاعت اسلام قبول کرو تو ہم کھانا کھائین مہران فرش خاک پر بیٹھ گئی کہا ای شہریار اصل تو یہ ہی نظم

تمھین بگڑنے نہ دے وصل مین تمھاری شرم	بنا لے بات کو رکھلے خدا ہماری شرم
بتاؤ بھی تو بتانے نہ دے مرے دل کو	تمھاری آنکھ تمھاری حیا تمھاری شرم
کہا جو اُنسے کبھی ہمسے بھی ملیگی نگاہ	جواب کچھ نہین اسکا یہی پکاری شرم
وہ بات کہتے ہین جو یار سے نہ کہنی تھی	مٹائے دیتی ہی کمبخت بیقراری شرم
نثار جان تو کی ہمنے اُنکے قدمون پر	مگر کمال ہی تھی وقت جان نثاری شرم
گنے گئے ہین جو ہم بت پرست ساری عمر	خدا سے آتی ہی کیا وقت دم شماری شرم
ہی نہ بزم مین آکر کسی کی آنکھ سے آنکھ	نلوہ تم کو بچا لیگی تمھاری شرم
ہمارے قتل کی مقتل مین پہلے بار آئے	عدو کے سامنے رکھ لے جناب باری شرم
ملال پہرون نہ اُٹھیگا سر جو یاد آئین	وہ نیچی نیچی نگاہین وہ پیاری پیاری شرم

ای شہریار مین بدل و جان اطاعت دین اسلام کرتی ہون جس وقت سے جمال حضور دیکھا میرے ہوش درست نہین ہین بڑا افسوس ہی کہ ہو مان کو ہی سن کی درانہ صورت مین سیہ فام حرکات مین بدانجام کس بھروسے پر آپسے سوال وصل کرتی ہی آج مین اُسکا اختتام کر دونگی بعد اُسکے اور تدبیر کرونگی کھانا تو آپ کو برابر پہنچیگا اس بیحیا نے جو چاہا ہی کہ بے آب و دانہ مار ڈالونگی وہ تو نہ ہوگا باقی دیکھا جائیگا مگر یہ سمجھ لیجیے اپنی تو یہ کیفیت ہی بقول مصنف نظم

یا کہین آپ سے کیسی ہی یہ بیماری دل	ور د سے بھی نہین ہو سکتی ہی غمخواری دل

قید کیا برقان برق وش اپنے مقام پر بیٹھی تھی کہ ہومان نے آکر سب حال بیان کیا
برقان نے کہا کہ ای ہومان قصر عجائب مین جاکر بیٹھو مین نے کل کتاب سوانحات
کو دیکھا تھا اُسمین یہ مضمون لکھا پایا کہ قلعۂ برقانیہ مین مسلمانون کی عملداری ہو جائیگی
مین حیران تھی کہ مسلمانون سے مجھے کیا کام مگر سبب نکل آیا مین دل و جان سے کوشش
کرونگی آئندہ جو خداوند جمشید ثانی چاہین وہ ہوگا ہومان تو قصر عجائب مین گئی
مگر برقان رنجیدہ و کبیدہ اُٹھی محل مین آئی مُنہ لپیٹ کر پڑ رہی بیٹی اسکی نہایت حسین
جمیل مہران آفتاب جمال نام ہی اسنے جو دیکھا کہ مادر مہربان مُنہ لپیٹے پڑی ہین
آکر پاس بیٹھی بہ محبت پوچھا کہ ای مادر مہربان مزاج کیسا ہی برقان نے کہا کہ ای
نور نظر ہومان جادو فرزند صاحبقران کو لیکر آئی ہی فلان قصر مین قید کیا ہی اُسکو
تو مین نے قصر عجائب مین بھیجدیا اور کتاب سوانحات مین یہ دیکھا کہ قلعۂ برقانیہ
مین مسلمانون کی عملداری ہو جائیگی مگر ایسا جوان یوسف مثال میری نگاہ سے نہین
گذرا مہران یہ حال سُن کر خاموش ہو رہی مگر دل پر ایک چوٹ لگی کہ مقام افسوس
ہی ایسا شخص ہمارے گھر مین قید ہو اور ہم آرام کرین چل کر اُسے دیکھین کہ کس حال
مین ہی یہ سوچکر اُٹھی برقان سے کہا کہ ای مادر مہربان اگر حکم ہو تو مین قیدی کو
کھانا کھلا آؤن برقان نے کہا جاؤ مگر غور سے نہ دیکھنا تمام شاہزادیان نوجوان
حاکمان قلعہ کی و رئیسان طلسم کی دخترین ممالک ویران کر کے نکل گئین کچھ خداوند
کا خوف نہ کیا مجکو خیال آتا ہی کہ تمکو بھی ایسا ہی ولولہ نہ ہو مہران آفتاب جمال نے
سر کو جھکا لیا کہا ای مادر مہربان آپ جانتی ہین کہ مجکو مرد کے نام سے نفرت ہی فقط
اس خیال سے جاتی ہون کہ کل سے قیدی پر آب و دانہ بند ہی جو اپنے قبضے مین ہو
بھوکا پیاسا نہ رہے برقان نے کہا کہ بس مین نے سمجھا دیا ایسا نہ ہو کہ پھر افسوس
کرنا پڑے مہران نے کہا کہ آپ مطمئن رہین بلکہ کیا عجب ہی کہ کچھ آزار پہونچاؤن یہ کہکر
کھانا ساتھ لیا کنیز کے سر پر خوان رکھا آپ بھی چلی یہان نور الدہر کو آٹھ پہر بے
آب و دانہ گذر رہے ہین مسلسل و مطوق سر زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے ہین کہ دروازہ مکان کا

کیا تجکو خیال خام ہی وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کبھی تجکو قبول نہ کریگا مگر اظلم نے بڑھ کر
دو چار سحر ایسے کیے کہ تمام درختون سے آگ برسنے لگی بادشاہ نے دیکھا کہ اس
ساحر نے غضب کیا زمین و آسمان سے آگ نکل رہی ہی لوح کو گردش دے رہے ہین
اُسکے عکس سے سحر باطل ہوتا ہی جب عکس لوح پڑا سحر اُلٹا پلٹا نخل جل کر خاک ہوے
طائران باغ غل مچاتے پھرتے تھے جا بجا گر گر پڑتے تھے مگر سعد شہریار پر کسی کا
قبضہ نہین ہوتا جب اُس ساحرہ نے دیکھا کہ سعد قریب بارہ دری کے پہونچے
آواز دی کہ ای اظلم غضب ہوا طلسم کشا قریب بارہ دری کے پہونچ گئے اظلم نے کہا
کہ مین قید لیکر نکل جاؤن ہومان نے کہا کہ مین بڑھ کر روکتی ہون تم قیدی کو
لیجاؤ اظلم زنگی اندر بارہ دری کے آیا قفسہاے آہنی مین دونون جوان بند تھے
اظلم نے جاکر دونون قفس اُٹھالیے اور اُڑتا ہوا چلا پہلو سے آواز آئی کہ ای سعد شہریار
اظلم لیے جاتا ہی اگر یہ نکل گیا تو بڑی مشکل پڑیگی یہ سُن کر سعد نے کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ اظلم کے سینے کو توڑ کر پار گذرا قفس چھوٹے ہومان نے
جو دیکھا کہ اظلم مارا گیا قفس زمین کی طرف آتے ہین جست کر کے بلند ہوئی دونون
قفس پنجے مین دبائے اور سناٹا بھر کر چلی مرنے سے اظلم کے اسقدر اندھیرا
تھا کہ سعد کی نظر نہ پڑی ہومان چلی گئی بعد جانے ہومان کے سب ساحر بھاگ
بھاگ کر چلے گئے سعد نے اپنے کو اکیلا پایا کہ پہلو سے وہ ضعیفہ آئی کہا ای شہریار
مین نے حضور کو آواز دی تھی یہان سے بارہ چودہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُسکو
قلعۂ برقانیہ کہتے ہین برقان برق وش ایک ساحرہ ہی کہ نہایت زبردست ہی
وہان نور الدہر کو لے گئی ہی آپ تکلیف نہ کرین سعد نے کہا میرے واسطے بنا ہی
مین ضرور جاؤنگا سب پوچھین گے کہ آپ گئے تھے وہان جاکر کیا کیا مین اس کا
کیا جواب دونگا ضعیفہ نے کہا اب وہان انتظام ہوجائیگا سعد نے نہ مانا اُس
باغ سے نکلے طرف قلعۂ برقانیہ کے چلے مگر ہومان نور الدہر و عشاق تاجدار
کو لیے ہوے قلعۂ برقانیہ مین آئی ایک قیدخانے مین نور الدہر و عشاق کو

ایک طائر نے چیخ ماری کہ ای افسر ہمارے یہ کون غیر شخص آیا ہی ذرا آکر خبر لیجیے مہا
جو بارہ دری تھی اُسمین سے ساحر نکلنے لگے ایک ساحر نوجوان ایک عورت کا ہاتھ پکڑے
ہوے اندر سے بارہ دری کے نکلا آواز دی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلو سب ساحرون نے
بلوہ کیا بادشاہ نے تلوار کھینچی اور نعرہ کیا نعرہ بادشاہ ؏ منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاوس وجم ٭ ہنر بر دمان شاہ اسلامیان ٭ نہال گلستان صاحبقران
نعرہ کرکے مصروف جنگ ہوے جسنے ہاتھ تلوار کا مارا روک کر جواب مین ہاتھ مارد
اُسکے دو ٹکڑے ہوے زمین پر گرا اور لاشہ غرق زمین ہوگیا مگر وہ ساحر کھڑا ہوا سحر کر
ہی اُسکے سحر سے آگ برس رہی ہی مگر بادشاہ اُس آگ سے محفوظ ہین لوح طلسم
مین تلوار ہاتھ مین جنگ رستمانہ کر رہے ہین جب اُس ساحر نے دیکھا کہ کئی سو
جادوگر مارے گئے اور سعد بڑھتے ہوے آتے ہین تب تو اُسنے ایک دو پتھر زمین
پر مارا کہ زمین تھرائی ایک غار پیدا ہوا کئی ہزار جادوگر اُس غار مین بیٹھے تھے غلغلہ کرتے
ہوے نکلے سحر کرنے لگے بادشاہ نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا وہ جل گیا کئی سو
اور ساحر مارے گئے تب اُس ساحر نے پُکار کر کہا کہ ای فتاح طلسم تمھارے تشریف
لانے کا کیا باعث ہوا بادشاہ نے فرمایا نور الدہر کی قید حوالے کر ابھی پلٹ جاؤ
وہ ساحرہ جو ساحر کے ساتھ ہی اُسنے جواب دیا کہ ای سعد شہریار مین تو اُسپر عاشق
ہون مین تو اُس جوان کو نہ دونگی سعد نے کہا کہ او بیحیا سیہ رو وہ تیرے لائق
آفتاب آسمان حُسن وجمال صاحب شوکت وجلال بس بہتر اسی مین ہی کہ قید اُس کی
حوالے کر اُس ساحرہ نے کہا جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو سعد نے فرمایا بدون رہا
نور الدہر نہ جاؤنگا اُس ساحر نے کہا کہ ای ہومان کیون ضد کرتی ہی سحر ان
تاثیر نہین کرتا کوئی اِنکا کیا کرسکیگا ہمارا جو کام ہی وہ کر چکے مگر کوئی مدعا حاصل نہ ہو
ہومان کو ہی نے کہا کہ ای اظلم جادو مین تو قید نہ دونگی اگر تم قتل ہوے تو
اُسکو لیکر نکل جاؤنگی آج کئی راتین گذر چکی ہین کہ سونا جاگنا سب موقوف ہوا ہین کیونکر
قید حوالے کرون فراق ہین میری زندگی نہ ہوگی یہ سُنتے ہی بادشاہ نے فرمایا او بے

بن کر تیار ہوے ایک نے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ نے پھر قتل کیا اب زنگی بڑھنے لگے ہر طرف
سے بلوہ ہی مگر حربہ اُن کا بادشاہ پر نہین پڑتا جب ہزار دو ہزار زنگی جمع ہو گئے تو بادشاہ
سوچے کہ یہ عجائب و غرائب طلسم ہین لوح کو دیکھون کیا خبر دیتی ہی لڑتے ہوے پیچھے ہٹے
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ خیال کر کے دیکھو دروازے پر باغ کے ایک عقاب بیٹھا ہی
اُسکو تیر مار دو تب ان زنگیون کا کام تمام ہو گا سعد نے خیال کر کے دیکھا کہ سامنے
دروازے کے ایک نخل ہی اُسپر ایک طائر سیاہ بیٹھا ہی مُنھ سے قطرات خون گرا رہا ہی
اس درجہ سے زنگی بڑھتے جاتے ہین سعد نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تاک کر تیر
مارا وہ تیر خالی گیا طائر چہکارا مار کر اُڑا بادشاہ نے دوسرا تیر مارا پاؤن طائر کا زخمی ہوا
صداے ہیہات دیتا ہوا چاہتا تھا کہ بلند ہو جاؤن مگر بادشاہ نے تیسرا تیر مارا کہ
سینے پر آ کر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا قطرات خون زنگیون پر گرے سب زنگی جلنے لگے
تھوڑے عرصے مین سب زنگی جل کر خاک ہوے بادشاہ اُن زنگیون کو مار کر اندر باغ کے
داخل ہوے دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہی نہرین لاجواب ہین ہر طرف سے ٹھنڈھی ہوا
چل رہی ہی درختون پر طائران زمزمہ سرا صفت پروردگار مین مصروف ہین منقارین
کھول کر آواز دیتے ہین کہ ای وحدہٗ لاشریک تیرا کون شریک ہی تو رحیم و کریم ہی نظم

ایکہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما	وے بذات تو تصدق دین ما ایمان ما
تازہ از فیضان حسنت ہر گل بستان ما	روشن از شمع جمالت کلبۂ احزان ما
او جود قرب ہستم از بساط وصل دور	حیف بر مہجوری ما و اے بر حرمان ما
بس توئی در دین و دنیا ای خبر گیر جہان	رازق ما مالک ما شاہ ما سلطان ما
ست عجز و انکسار و عذر تقصیر سجود	عزت ما حرمت ما عظمت ما شان ما
ز زبان خامہ عرض حال داغ دل کنم	چون نہ ریزد جوش خون کلک گہر افشان ما
گرچہ سر تا پا گنہگاریم یا مولا نگر	صرف بر فضل و کمالت ہست اطمینان ما
بین ہر مشکل فقط مشکلکشاے ما توئی	وقت درد و رنج و بیماری توئی درمان ما

بادشاہ نے جو یہ اشعار سُنے شگفتہ ہو گئے مگر طائرون نے جو بادشاہ کو دیکھا اُسی مین سے

نورالدہر نے تیر مارا تو ہومان کوہی ساحرہ بھی آگئی تھی وہ گرفتار کرلائی مین
کہا ان کو لیجاؤ چاہے قتل کرو چاہے بخشو اب تو مین بھیج چکی آپ کو تکلیف پڑیگی پہلے
صحرا مین باغ ہی کہ اُسکو نسترن کہتے ہین ہومان کوہی وہین رہتی ہی اگر حکم ہو
ساتھ چلون مین تو آپ کے خاندان کی تابعدار ہون ملکہ آسمان پری کی ملاز
رہی ملکہ قریشہ کو گودیون مین کھلایا اب تھوڑے دلون سے یہان آکے ساکن ہو
ملکہ آسمان پری کی زیارت نہین ہوئی مشتاق ہون کہ جمال جہان آرا دیکھون او
قریشہ کے گرد پھرون بادشاہ نے فرمایا کہ ای ابلق جنیہ آسمان پری و قریشہ ایسے
نہین ہین جنسے جابجا ملاقات ہو اس طلسم مین جدہ قید ہوگئی ہین مین اُنھین کو ر
کرنے آیا ہون دادا جان بھی آئے ہوے ہین مگر یہ ظاہر ہی کہ اُنکی رہائی مشکل ہی یقی
ہی بعد فتح طلسم پتہ ملے غنچۂ آرزو کھلے ابلق نے بہت افسوس کیا کہا آپ ایسے جنے
معین موجود ہین اُن کو کون قید کرسکتا ہی مگر مین بھی سرکار کے ساتھ رہونگی کہ ا
رہائی مین کوشش کرون سعد نے کہا کہ اب تو مین برائے رہائی نورالدہر جاتا
کہ جاکر اُن کو رہا کرون ہومان جادو قتل ہوا ابلق نے ایک کنیز کو ساتھ کیا اور
کہدیا کہ شہریار کو اپنے ساتھ لیجاؤ ہومان کوہی کا مقام بتاؤ وہ کنیز بادشاہ کے
ساتھ چلی بادشاہ اُس قصر سے نکلے شبرنگ و فیروزہ نے حال پوچھا بادشاہ
سب کیفیت بیان کرکے روانہ ہوے تھوڑا راستہ طی کرچکے تھے کہ باغ نسترن
معلوم ہوا لپٹین پھولون کی آنے لگین بادشاہ اُس باغ کے دروازے پر آئے
چاہا کہ داخل ہون پہلو سے آواز آئی ای شہریار خبردار اندر نہ جائیے گا بادشا
نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک زنگی نوجوان تیغہ ہاتھ مین لیے جھومتا ہوا آتا ہی اور للکا
ہوا کہ خبردار اندر نہ جانا یہ ہمارے شہنشاہ کا مقام ہی سعد نے تلوار کھینچی اور
پکار کر آواز دی کہ قریب آکر روک دور سے باتین بناتا ہی وہ زنگی جھپٹ کر قریب
آیا ہاتھ تیغہ کا مارا بادشاہ نے تیغے کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ
تلوار کا مارا زنگی کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ گرتے ہی تڑپا خون نہ جاری ہوا دو زنگ

فرمایا ہم تو جانتے تھے یہ حوالی قصر ہفت رنگ ہی جا بجا ساحر ہونگے اُنھین کا یہ شعبدہ ہی مجھے چل کر وہ مقام بتا دے مین پیدا کر لونگا میثاق نے کہا غلام واقف ہی ہو نہ ہو کوہ نشین ایک ساحر کا وہان مسکن ہی یہ اُسی کا شعبدہ ہی آپ تامل کرین غلام جا کے فکر کر لیگا مگر بادشاہ نے نہ مانا یکہ و تنہا چلے فیروزہ بن عمرو و شبرنگ ساتھ ہین صحرا مین آئے شبرنگ نے وہ مقام دکھایا اُسی نخل پر وہ سب طائر بیٹھے ہین اور وہ ہی طائر ہفت رنگ بیچ مین بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہی بادشاہ نے کمان کیانی فوراً اپنے کاندھے سے اُتاری اور اسم حاشیۂ لوح پڑھ کر تیر مارا کہ اُس طائر کے دو سار ہوا جب غبار بلند ہوا تو بادشاہ نے لوح کو چمکایا غبار برطرف ہو گیا دیکھا برابر اُس نخل کے ایک پھاٹک ہی اُس پھاٹک پر بہت سے ساحر بیٹھے ہین بادشاہ کو دیکھ کر آواز دی کہ او طلسم کشا یہ صحراے ویران مشہور ہی آپ نے غضب کیا کہ طیران جنی کو مارا باعث خرابی ہوگا بادشاہ نے پوچھا کہ اس مکان مین کون رہتا ہی اُن ساحرون نے کہا کہ ابلق جنیہ کا مسکن ہی اندر تشریف رکھتی ہین وہان جا کر ملاقات کیجیے بادشاہ گھوڑے سے اُترے ٹہلتے ہوے اُس مکان مین داخل ہوے جا بجا جوانان خوشرو بطور نگہبانی بیٹھے تھے بادشاہ کو سلام کرنے لگے سامنے ایک بارہ دری تھی بادشاہ اُس بارہ دری کے قریب پہونچے دیکھا کہ مسند بچھی ہی اور ایک ضعیفہ موے سر سفید کپڑے سفید پہنے ہوے تلاوت صحیفہ کر رہی ہی سعد شہریار کو دیکھ کر اپنے مقام سے اُٹھی سعد کو سلام کیا سعد نے ہاتھ تھام لیا فرمایا ای ابلق جنیہ ہم تمھاری ملاقات کو آئے ہین اُس ضعیفہ نے کہا مین آپکے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون کہ اسم مبارک کیا ہی سعد نے نام اپنا بتایا اور صاحبقران کا جو نام لیا تو وہ ضعیفہ قدمون کو بوسے دینے لگی کہا آپ فتاح طلسم ہوشربا ہین بادشاہ نے فرمایا ارادہ تو یہی ہی آگے پروردگار کو اختیار ہی لیکن اس صحرا مین آکر ہمارا فرزند نور الدہر غائب ہوا ابلق جنیہ نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ای شہریار یہ خطا تو مجھسے ہوئی میرا ملازم طیران جنی طائر بن کر درخت پر بیٹھا تھا جب اُس کو

شبرنگ نے حال پوچھا نورالدہر نے سب کیفیت بیان کی شبرنگ بھی ہمراہ ہو
وہ تاجدار نورالدہر کا ہاتھ پکڑے ہوے باتین کرتا ہوا جاتا ہی کہ صحرا مین دیکھا ایک
نخل کلان ہی اُسپر بہت سے طائر بیٹھے ہین اور بیچ مین ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا ہوا
زمزمہ سرائی کر رہا ہی نورالدہر نے کہا کہ ای عشاق تاجدار مین اس طائر کو شکار
کرتا ہون عشاق نے منع بھی کیا اور کہا کہ ای شہریار مین برای شکار آتا ہون اس
طائر کو یون ہی دیکھتا ہون جہان یہ طائر آیا طائر جمع ہو گئے گویا اسکے ملازم ہین ہر
ساتھ ہی رہتے ہین دیکھیے کیسی خوشیان کر رہے ہین مگر نورالدہر نے نہ مانا تیر مارا تیر
جاکر اُس طائر پر پڑا اُس طائر نے ایک چیخ ماری کہ سب طائر اُڑے شبرنگ نے
بھی یہ معرکہ دیکھا کہ وہ سب طائر گرد سر نورالدہر چرخ مارنے لگے اور وہ طائر
تیر کھاکر زمین پر گرا غبار بلند ہوا شبرنگ نے اپنے کو ایک غار مین گرا دیا دیکھا
غبار مین نورالدہر اور وہ طائر اور تاجدار چھپ گئے شبرنگ حیران حیران دیکھتا
ہی بعد تھوڑی دیر کے وہ غبار شق ہوا شبرنگ نے دیکھا کہ نورالدہر اور وہ تاجدار
اور وہ طائر مع نخل غائب ہو گئے چند سوار بھی ساتھ تھے وہ بھی نہین ہین گھوڑا کوتل
کھڑا ہی شبرنگ اُس صحرا مین دوڑا سب طرف نظر کی مگر کہین نشان نہ پایا حیران ہو
کوتل مرکب لیکر چلا ملازمان عشاق تاجدار بھی ہمراہ ہوے شبرنگ کہتا ہوا جاتا
کہ معلوم ہوا کسی جادوگر کا کام ہی لیکن شہریار ہمارے آکر تلاش کر لین گے اب لشکر مین
چلو سب کو ساتھ لیے ہوے شبرنگ لشکر مین آیا بادشاہ منتظر بیٹھے تھے فرما رہے ہین
کہ نورالدہر کو بڑا عرصہ ہوا کہ لشکر مین غریو بلند ہوا گھبرا کر باہر نکل آئے دیکھا کہ
نورالدہر روتا ہوا آتا ہی اور مرکب نورالدہر کوتل ہی بادشاہ نے پوچھا کہ ای شبرنگ
کیا ہوا شبرنگ نے سب کیفیت بیان کی کہ عشاق تاجدار کو شاہزادے نے زیر کیا
اُسکے ہمراہ اُسکے قلعے پر جاتے تھے راستے مین ایک نخل پر طائر بیٹھے تھے شاہزادے
نے ایک طائر کلان پر تیر مارا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو تاریکی دفع ہوئی
آقا کو نہ پایا سب طرف تلاش کیا مگر اُس شہریار کا پتہ نہ ملا ناچار ہو کر پلٹ آیا بادشاہ

در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز ÷ رہا شد بر ہوا باز سبک پر ÷ جہان شد خالی از کبک و
کبوتر ÷ تھوڑے ہی عرصے مین اسقدر طائران ہوائی شکار ہوے کہ ارابے مملو ہوگئے
نورالدہر نے کہا کہ ای شبرنگ رفت کا خیال ہی کہ حضور سے وعدہ کرکے آیا ہون
انتظار کرتے ہونگے اب واپس ہونا چاہیے شبرنگ نے کہا کہ بہت مناسب ہی وعدے
مین فرق نہ آئے نورالدہر نے قصد کیا کہ پلٹون کہ دیکھا ایک گوشے سے ایک آہو
طرارہ بھر کے نکلا نورالدہر نے ارادہ کیا کہ اِسکو شکار کرون وہ آہو بھاگا نورالدہر
اُسکے تعاقب مین چلے کئی کوس آہو بھاگا ہوا آیا ایک مقام پر آکر چوکڑی بھولا چوکنا ہوکے
چہار جانب دیکھنے لگا نورالدہر نے تیر مارا اِنکا تیر کب خطا کرتا ہی آہو گرا نورالدہر
نے اُسکو بقربانی پہونچایا چاہتے تھے کہ شکار بند سے باندھ کر پلٹین کہ سامنے سے دوسرا
آہو تیر خوردہ پیدا ہوا پٹھے پر تیر پڑا ہوا انجھیاتا ہوا آتا ہی نورالدہر نے اُس کو بھی
تیر مارا یہ بھی گرا قصد ہوا کہ بقربانی پہونچاؤن کہ ایک آواز آئی کہ او جوان خبردار تو نے
بڑی گستاخی کی دیکھا ایک تاجدار گھوڑا ڈالے ہوے آتا ہی پشت پر چند بہلیے قراول
کچھ خادم و خدمتگار اُس جوان نے قریب نورالدہر آکر کہا کہ او جوان تو نے پرائے
شکار کو شکار کرلیا نورالدہر نے کہا کہ یہ صحرا ہی اسمین کسی کا اجارہ نہین جسکے سامنے شکار
آیا اُسنے شکار کرلیا اُس جوان نے کہا کہ بہتر اِسی مین ہی اِس آہو کو اُٹھا کر میرے مقام پر
پہونچا دو ورنہ تم کو شکار کرونگا نورالدہر نے کہا کیا ہم مزدور ہین ہم نہ اُٹھائین گے
اُس تاجدار نے تلوار کھینچی اور خبردار کہکر ہاتھ مارا نورالدہر نے باڑھ بچا کر کلائی
پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا چاہا چرخ دے کر زمین پر مارون
کہ اُس تاجدار نے کہا مین اطاعت کرتا ہون نورالدہر نے ہاتھ سے رکھدیا وہ
تاجدار کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا نام اپنا عشاق تاجدار بتایا اور کہا یہانسے قریب
قلعہ ہی اُس قلعے کو احمر نگار کہتے ہین مین وہان کا حاکم ہون آپ میرے قلعے مین چلیے
تنے عرصے مین اور سوار اُس جوان کے آگئے سب نے اطاعت اختیار کی اِتنی دیر
مین شبرنگ بھی آگیا اِسنے دیکھا کہ آقا میرے ایک تاجدار کے ساتھ جانے پر آمادہ ہین

بہ اعزاز تمام شاہزادے کو لاؤ یہ وہ دلبر ہی کہ جسنے لقا کا دم ناک مین کر دیا تھا خدا اِسے
سلامت رکھے میثاق چند رفیقون کو لے کر برائے استقبال نور الدہر آئے نور الدہر
تو خلق کے پتلے ہین میثاق کو دیکھکر گھوڑے سے کود پڑے سب رفقا نے جھکا کے
سلام کیا میثاق نے عرض کی آپکے بادشاہ سعد شہریار آپ کو یاد فرماتے ہین
قصر ہفت رنگ ہی کہ جسمین جمشید رہتا ہی اب اُس مکار سے مقابلہ ہی نور الدہر
نام بادشاہ سُن کر خوش ہو گئے ساتھ ساتھ میثاق کے آئے رفقا ساتھ ہین بادشاہ
جو بیٹھے دیکھا برائے تسلیم خم ہوے بادشاہ نے ہاتھ پھیلا دیے نور الدہر کو گلے سے لگا
حال پوچھا نور الدہر نے سب حالت اپنی بیان کی بادشاہ نے حکم دیا بارگاہ استادہ ہو
نور الدہر سرداروں سے اپنے کہتے ہین کہ مین شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ سب سے
پیشتر حاضر خدمت ہوا انشاءاللہ جنگ مین بھی شرکت کرونگا نور الدہر بارگاہ مین اُترے
لشکر جمشید مقابلے مین اُترا ہوا ہی مگر طبل جنگی نہین بجواتا جب کئی دن گذرے تو شاہزادہ
نور الدہر نے دیکھا لکہ ہاے ابر آسمان پر آئے کچھ بوندیان بھی پڑین شبرنگ نے
عرض کی کہ برائے شکار چلیے نور الدہر نے بادشاہ سے عرض کی بادشاہ نے فرمایا
ای فرزند یہ حوالی قصر ہفت رنگ ہی جابجا ساحر رہتے ہین ایسا نہ ہو کہ کسی سے
مقابلہ پڑ جائے تو باعث خرابی ہو نور الدہر نے عرض کی کہ غلام کنارے کنارے
شکار کھیلیگا اور چاشت کے وقت حاضر ہوگا بادشاہ نے حکم دیا کہ خبردار دیر نہ ہو
نور الدہر نے کہا کہ جو غلام نے عرض کیا اُسی کا پابند رہیگا بادشاہ نے فرمایا اسی عرض
پر اجازت ہی ہم انتظار کرینگے جب تم آلوگے تب دسترخوان بچھیگا نور الدہر نے
کیا مجال ہی کہ حاضر ہونا وقت کے خلاف ہو بادشاہ تو محلات مین تشریف لیگئے نور الدہر
نے شبرنگ کو حکم دیا کہ سامان شکار تیار رہے ہم صبح کو برائے شکار جائین۔
شبرنگ نے سب کو خبر کی چار گھڑی رات رہے سے پہلیے قراول میر شکار آکر حاضر
شبرنگ نے نور الدہر کو بیدار کیا نور الدہر نکل کر مرکب پر سوار ہوے برا۔
شکار چلے صحرا مین آکر طبل باز پر چوب پڑی اشعار چو در نالیدن آمد طبلک باز

جو بارگاہ مین آئے میثاق نے تمام حال پوچھا بادشاہ نے حال اپنا بیان کیا کہ مین یون
گرفتار رہا اگر حکیم صاحب نے کیا کار نمایان کیا کہ بشکل اُستاد جمشید آکر ملاقات کی کیا
جمشید حیران ہوا ہی بعد حکیم صاحب کے ملکہ آکر پہونچین اُنھون نے تو خاتمہ ہی کر دیا
آتے ہی مجکو رہا کیا عین گرمی جنگ مین آپ سب صاحب آگئے شاہزادیان آفتاب جمال
بہار اعجاز بیان کے سحر نے پھول برسلائے سردار حسینان کے سحر نے تلوارین برسائین
بحرین و یاسمن نے مل کر دریاے سحر جاری کیا لاکھون ساحر ڈوب گئے اگر جمشید جلدی
سے طبل بازگشت نہ بجواتا تو آج ہی خاتمہ تھا یہان دربار جمشید مین سب لوگ جمشید سے
عرض کر رہے ہین کہ یا خداوند زمانہ چولا بدلنے کا قریب آگیا اُسی کے یہ سب نمونے ہین
جمشید نے کہا کہ اس بات کو مابدولت کی یاد رکھو کہ سرزمین طلسم نوخیز مین چولا نہین
تبدیل کرین گے سب نے کہا یا خداوند اگر یہان سے بھاگیے گا تو کہان جائیے گا جمشید
نے کہا ساری دنیا آباد ہے قدرت جہان چاہین وہان رہین جہان جائینگے خداوند بنکر
رہین گے طلسم زعفران زار کہ مسکن ساحران قدیم ہے اکثر وہانکے بادشاہ سے نامہ و
پیام بھی رہتا ہے اگر وہان جاؤنگا تو وہانکے ساحر آنکھین بچھائینگے سب نے عرض کی
کہ یا خداوند سرحد طلسم زعفران زار اسقدر سخت ہے کہ وہان تک جانا دشوار
ہے جمشید نے کہا کہ جس وقت پہونچین گے سب سامان ہو جائین گے وہان کے ساحر
بہ ارادۂ قدمبوسی آئین گے یہان تو یہ ذکر ہو رہے ہین مگر سعد شہریار جو بارگاہ مین
آئے حیران ہو رہے ہین کہ مین مرحلے سے چلا آیا میثاق نے عرض کی کہ لوح طلسمی
آپ کی رہبری کریگی بادشاہ نے فرمایا لوح دیکھون اور جاؤن میثاق نے عرض کی
بعد عرصے کے ہم لوگ مشرف ہوے کوئی نہین چاہتا کہ آپ سے جدائی ہو اور آپکے
نہ ہونے پر جمشید ضرور دباؤ ڈالیگا یہ باتین تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی آگے آگے چالیس
علم نشان چالیس ہزار فوج کا نوبت و نقارے بجتے ہوے بادشاہ نے بغور دیکھا کہ
شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان اسپ برق دش پر سوار چند رفیق گھیرے ہوے
چالیس ہزار فوج پشت پر بادشاہ نے میثاق کو اشارہ کیا کہ براے استقبال جاؤ

گذرتی ہین میثاق نے جو نعرہ کیا کل سردار ساحر و غیر ساحر آپڑے دیکھا جمشید نے
اب شکست فاش ہو گی بھاگنے کی تلاش ہو گی مکارہ سے اشارہ کیا کہ طبل بازگشت
بجوا دے اب لشکر کو تاب جنگ نہین ہی مکارہ نے حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے اُسی و
طبل بازگشت پر چوب پڑی بادشاہ نے ہاتھ روکا کل لشکر نے اپنے بادشاہ
بیچ مین لیا بالفتح و فیروزی پلٹے مگر مکارہ سامنے سے آتی تھی سامع گلگون پوش
کو دیکھ کر ہنسی ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ اے قبلہ و کعبہ آپ ملاحظہ نہین فرماتے کہ
بیحیا مجھپر ہنستی ہی حکیم صاحب نے ایک نقش نکال کر پھینکا مکارہ کو یہ معلوم ہو
کل لشکر ابھی تھما ہی پہلو سے ایک جوان پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ او مکارہ حیلہ سا
اب کہان جائیگی چل جہنم مین تیری طلب ہی مکارہ نے چاہا بھاگون مگر وہ جوان آ
پڑا مکارہ کو قدم ہٹانا مشکل پڑا آخر ناچار ہو کر نیمچہ کھینچا ہاتھ نیمچے کا مارا اُس جوا
روک کر اُف جو کی منہ سے شعلۂ آتش نکلا مکارہ جلنے لگی دامدار اسکے شوہر
دور سے دیکھا کہ زوجہ مثل ہیزم خشک جل رہی ہی تاب باقی نہ رہی جا ہی پڑا ہاتھ تل
کا مارا وہ جوان وار اُسکا خالی دے کر غائب ہو گیا اب دامدار حیران کھڑا ہی جب
مکارہ جل کر خاک ہوئی تو اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مکارہ حیلہ
بود جب روشنی ہوئی دامدار نے ملکہ سامع گلگون پوش کو للکارا کہ اے شاہزاد
تمنے میری زوجہ کو مارا مین کیا تمھین زندہ چھوڑونگا بس اب بہتر اسی مین ہی کہ آماد
مرگ و مہیاے قضا ہو یہ کہ کر گولہ مارا ملکہ سامع نے موتیون کے مالے کو جنبش د
وہ گولہ اُلٹا پلٹا جا کر سینے پر دامدار کے پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا آواز آئی کشتی
نام من دامدار جادو بود جب ظلم کے بانی جمشید ثانی نے اپنی آنکھون سے دیکھا
زن و شوہر مارے گئے بدحواس ہو گیا کہتا تھا آج کا بھی عجب معرکہ گذرا کہان طلسم کہ
قتل ہوتے تھے یا اپنی جان بچانا مشکل ہوئی وہ ساحر مارے گئے کہ جنکے مرحلے کا مثل
تھا ایسے نگہبان تھے کہ طلسم کشا کو پکڑ لائے مگر حکیم نے آج بڑا مکر کیا کہ میرے اُستاد
شکل پر آیا کچھ نہ بن پڑا مگر اب جم کر جنگ کرونگا دونون لشکر مقابلے مین اُتر پڑے بادشا

بخدا خواہد ز جسم خاک پیدا زر کند
اغبان لم یزل رنگ گلستان جہان
غ دل را گر ز فرط شوق پر بخشد خدا
. از آئینۂ باطن شود گرد و غبار
سر افرازان دنیا پایہ اش باشد بلند
ر بدر گردد برسوائی درین دار جہان
اعران گویند تعریف عذار و خط و خال

پایۂ دریوزہ گر از بادشہ برتر کند
گہ کند اصفر گہے اخضر گہے احمر کند
از زمین تا آسمان سبز و از این بے بر کند
چہرۂ دل گر صفا انسان بچشم تر کند
گر نگون انسان بمحراب تضرع سر کند
از در حق ہر کہ سجدہ جانب دیگر کند +
ہندی مداح وصف خالق اکبر کند +

دشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا علمہاے زنگاری کے پھر ہرے
کھلے ہوے پھر ہرون پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم
امنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سب کے آگے میثاق کوہ گردان و ایک
ن سردار حسینان اور ایک طرف بہار اعجاز بیان وغیرہ جملہ شاہزادیان
اؤسان زرین بال پر سوار تخت شہنشاہی کوتل شاہزادیان تخت کو گھیرے ہوے
ین مگر میثاق نے دور سے دیکھا کہ بادشاہ گھرے ہوے لڑ رہے ہین مگر جس طرف
پٹتے ہین غول کے غول بھاگ جاتے ہین اپنی جان بچاتے ہین یہی غل ہوتا ہی کہ بھاگو
سم کشا آگئے بعض کہتے ہین کہ یہ شیر دلیر ہی جسکے سامنے کوئی ٹھہر نہین سکتا جو سامنے
یگا وہ شکست کھائیگا میثاق نے بڑھ کر نعرہ کیا سردار حسینان نے بڑھ کر
ور اپنا پھینک مارا بہار اعجاز بیان نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھایا پکار کر
از دی کہ ای گلفروش ان سب کو گھیر لے اس طرح پر جو نعرہ کیا ایک ابر سیاہ اُٹھا
دل برسنے لگے سحر سردار حسینان سے تلوارین برسین جسپر تلوار گری اُس کے
ٹکڑے کیے یاسمن رنگین پوش نے ایک مچھلی پھینک ماری بحرین نے سحر کیا دریا
روز خار موج مارنے لگا غرّاٹے سے دریا کے یہ ثابت ہوتا تھا کہ تمام صحرا مین
فان آب ہی خشکی نایاب ہی اُسطرف رُخ کیا جدھر بحرین نے اشارہ کر دیا ہمراہ سحر
رین سحر گلگونہ بھی شریک ہی کہ مچھلیان نکل کر تمام ساحرون کے سینون کے پار

سامنے سے بادشاہ کے بھاگا جمشید کی طرف چلا پکارتا ہوا کہ یا خداوند اس عورت
کی جنگ نے بہت پریشان کیا ہی جس غول مین پہونچی صدہا کو قتل کیا ساحر کہتے ہین
جہان اسکے سائے مین پہونچے زبان بند ہو جاتی ہی سحر یاد نہین آتا قلب تھراتا ہی کلیجہ
مُنھ کو آتا ہی پرورش ضرور ہی ایسی تقدیر کیجیے کہ طلسم کشا سے میری جان بچے جمشید کہتا
ہی کہ تو جاکر مقابلہ کر مین تقدیر کرتا ہون یہ باتین تھین کہ پہلو سے جھرا ٹا چلا دیکھا ہمراہیان
حکیم صاحب تلوارین کھینچ کر ٹوٹ پڑے اور سعد لڑتے ہوے سامنے مہلال کے آئے
للکارے کہ او بیحیا اُس جھوٹے کی بات کا اعتبار کرتا ہی یہ کیا تقدیر کریگا بھگوڑا دغاباز
شعبدہ ساز اپنی جان تو بچالے پھر تجکو بچائیگا آخر اسکے کیا ہاتھ آئیگا بہت دن خدائی
کر چکا اب اسکا بدلہ ہوگا جمشید نے پُکار کر کہا کہ ای طلسم کشا میری موت ہرگز سر حد
طلسم نوخیز جمشیدی مین نہین ہی بادشاہ نے فرمایا جہان جائیگا مین تیرے ساتھ ہون
یہ کہکر مہلال پر ہاتھ مارا مہلال نے سپر کو آگے کر دیا مگر تیغۂ برقتاب دست زبردست
بادشاہ عالیجناب چمک کر جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے مہلال سپر کٹتے ہی بھاگا اُدھر سے
حکیم صاحب لڑتے ہوے آتے تھے اُنھون نے نقش دکھایا مہلال کے دل پر یہ نقش ہوا
کہ بادشاہ سے پلٹ کر مقابلہ کر پھر پلٹ پڑا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار
پر روکا مہلال نے چاہا اپنے کو کسیطرح بچاؤن مگر بادشاہ نے سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ مار دیا
کہ تلوار گذر گئی مہلال کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی مہلال کے لشکر مین جمشید کے
شکست ہونے لگی جمشید نے پُکار کر کہا کہ یارو تم چالیس لاکھ ہو اصل مین تین آدمی
ہین اُسمین بھی ایک عورت ہی دو مرد اور باقی جسقدر لوگ لڑ رہے ہین یہ تاثیر عمل ہی
موکل مدد کر رہے ہین دیکھیے ان سے کیونکر نجات ملے میرے مٹائے سے یہ نہین مٹتے
دمبدم بڑھتے جاتے ہین ان پر سحر بھی تاثیر نہین کرتا پھر مین کیا کرون چالیس لاکھ فوج کو جو
اسنے اشارہ کیا سب بلوہ کرکے بادشاہ پر آئے ہر چند کہ لڑ رہے ہین مگر پریشان
ہین کہ اس بلوے کو کون روکیگا ای کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ
بلوہ کرکے مجکو گرفتار کر لین تو باعث خرابی ہی ای کریم و رحیم اس آرزو کو پورا کر نظم

اُسنے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ توڑ ڈالا تب اُس جوان نے ساتھ والون کو اشارہ کیا
کہ یارو دیکھ رہے ہو اس جوان کو مار لو چہار طرف سے ہمراہیان مہلال سرکش
بادشاہ پر ٹوٹ پڑے بادشاہ اُنسے لڑنے لگے مگر مہلال سرکش کا جی چھوٹ گیا اپنے
ساتھ والون سے کہتا ہی کہ ما بدولت کا نیزہ ٹوٹا بڑا غضب ہوا قدرت نے تقدیر
کی تھی کہ تیرے نیزے کا وار کوئی نہ روک سکیگا مجکو آج حیرت ہی کہ یہ کیا ہو گیا کیون
نیزہ ٹوٹا یہ بھی کہا تھا کہ جب نیزہ ٹوٹیگا تب ملک الموت قریب آئیگا ای مہلال
اگر یہ حکم صحیح ہی تو وقت مرگ قریب آیا کون مجکو بچاویگا کیونکر مقابلہ کرون اس شیر سے
بچکر کہان جاؤن یا خداوند تقدیر پلٹیے ملک الموت نہ آنے پائے میرا ابھی مرنے کو
دل نہین چاہتا جمشید نے کہا کہ جو تقدیر کر چکے وہ کر چکے تقدیر نہ پلٹے گی ای مہلال
بادشاہ سے مقابلہ کر کہ تجکو لطف جنگ ملے مین بادشاہ کا زور گھٹاؤنگا تیرا زور
بڑھاؤنگا آخر کو یہ ہوگا کہ تیری فتح کرادونگا کیون خوف کرتا ہی تو ہی غالب آئیگا مغلوب
نہ ہوگا وہ قیامت برپا ہو کہ زمین تھرا جائے جمشید کے کہنے سے مہلال پلٹا جمشید
نے فوج کو آراستہ کرنا شروع کیا چالیس لاکھ فوج گرد قصر اُتری ہوئی ہی ایک
ایک سرکش سامری عہد جمشید زمانہ ہی مگر ملکہ سامع گلگون پوش نیمچہ ہاتھ مین
لیے بشوکت تمام جنگ کر رہی ہین ہر طرف سے بلوہ ہی کہ بادشاہ کو مار لو ہر جانب
سے وار پڑ رہے ہین ملکہ سامع گلگون پوش جب دیکھتی ہین کہ بادشاہ کسی بلوے
مین گھر گئے تو جھپٹ کر آتی ہین بلوہ کم کر دیتی ہین جس غول مین پہونچین ساحرون کی
زبانین بند ہو جاتی ہین مگر مہلال نے پشت پر سے آکر تیغۂ لنگر دار وجوہر دار
کو مارا بادشاہ نے جو چمک تلوار کی دیکھی پلٹ پڑے تلوار کو تلوار پر روکا للکار کے
کہا کہ او بیحیا مکر کرتا ہی ہم جری و بہادر ہین پس و پشت کا خیال رکھتے ہین ہمارا
بھی تو ایک وار قبول کر بقول شاعر فرد تو ضربے زدی ضرب من نوش کن + ہمہ
شادی از دل فراموش کن + تجکو بھی تو ظاہر ہو کہ مردان عالم کی ضرب دست کیسی
ہو مقام افسوس ہی کہ اب تک ہمارا کوئی حربہ نہین قبول کیا مہلال یہ کلام سُن کر

ادھر بادشاہ نے پھر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ بادشاہ جمجاہ سے منم شاہ شاہان فرید
حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + ہزبر دمان شاہ اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران
نعرۂ بادشاہ کی صدا سُن کر سب کانپنے لگے مگر مصباح کون شخص تھے خود حکیم صاحب
تھے نامہ دار کو راہ مین مارا اُسی کی شکل بن کر چلے تھے کہ یاد آیا مصباح جہانگیر
کی صورت بنو وہ جمشید کا اُستاد ہی اعتبار زیادہ ہوگا لہذا یہ مصباح کی صورت
پر آئے تھے اُٹھتے اُٹھتے جمشید کو زخمی کیا اور نقوش عمل پھیلا دیے کئی سو موکل تلوار
کھینچے ہوے لڑ رہے ہین کہ اُنپر سحر بھی تاثیر نہین کرتا ساحرون کو اسی کا خوف ہی کہ
ایسا نہ ہو حکیم صاحب کتاب پھینک مارین یا قصر گرا دین تو مشکل ہو حکیم صاحب
نے جاتے جاتے یہ بھی آواز دی کہ اے موکلان عمل آج روز خیر خواہی ہی ان کافرون
قتل کرنا تمھارا کام ہی موکل جوش مین لڑنے لگے مگر جمشید سر پیٹ رہا ہی کہتا ہی اے
مکارہ جلد میری مدد کر قدرت گھبرا رہے ہین ایسا نہ ہو کسی بارے مین چوک جاے
تو کیسی مشکل کی بات ہی مغلوبہ ہو رہی ہی مگر جمشید نے باہر نکل کر حکم دیا کہ کل فوج
تیار ہو طلسم کشا کو بھی معلوم ہو کہ خداوند کی فوج اسقدر رہی خائف ہون سب مل کر
گرفتار کر لو لشکر مین قرنا ہوئی بڑے بڑے ساحر جو باکمال ہین اُن کے یہ حال ہین کہ
مُنھ چھپاتے پھرتے ہین بھائی سے بھائی کہتا ہی کہ اس جنگ کا کیا انجام ہوگا پھر بھی
چہار جانب سے بادشاہ کو گھیرا ہی کچھ ساحر سحر کر رہے ہین کچھ سپر و شمشیر سے لڑتے ہین
بادشاہ کا یہ حال ہی کہ بلوے سے نکلنا محال ہی مگر جمشید ثانی نہایت پریشان ہی کہتا
یارو مین نے جو تدبیر کی تھی وہ تدبیر میری خالی گئی ارے یارو خرا جگر ارون کو بلاؤ جنگ
سے بادشاہ کو روکو کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ ایک پہلوان لحیم و شحیم نیزہ ہاتھ
مین پشت پر چالیس ہزار سوار للکارتا ہوا نعرے کرتا ہوا آتا ہی کہ منم مہلال سرکش اے
طلسم کشا یہ کیا گستاخی ہی قدرت کے ساتھ یہ بے ادبی دیکھو تو کیا حال کرتا ہون جمشید
کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ یا خداوند آپ ہٹ جائیے مین ابھی اسے گرفتار کیے لیتا ہون
یہ کہہ کر ساحرون کو ہٹایا للکارا کہ او طلسم کشا مجھسے تو مقابلہ کر بادشاہ اُسپر جا پڑے

ابھی قتل کرتی ہون کہ خداوند کو بھی تسکین کامل ہو جو ہونا ہو وہ ہو جائے گا ہے گو
یر لگے یہ کہکر اُٹھی جمشید نے کہا کہ صاحب بیٹھو سامع گلگون پوش نے جو اشارون
مین باتین کین وہ تو بادشاہ نہ سمجھے مگر ظاہر مین جو ملکہ نے للکارا بادشاہ نے اُسکا
جواب دیا کہ جو تجھسے ہو سکے اُسمین قصور نہ کر مردان عالم کبھی خوف نہ کرین گے جان
دینا تو ہمارا کام ہی اسی واسطے اس طلسم مین آئے ہین کہ ساحرون کو قتل کرین سر اپنا
ہتھیلی پر رکھ لیا ہی ورنہ تم مکارون مین ہمارا کیا کام تھا کیون دمبدم ڈراتی
ہی جو کرنا ہو وہ کر گذر دیکھ تیور پر بل بھی آتا ہی سامع گلگون پوش نے کہا خیر سمجھا
جائیگا یہ کہکر نیمچہ چمکایا پکار کر کہا کہ ای بادشاہ عالیجاہ اب خاموش بیٹھے رہیے دیکھیے
اب مین آتی ہون بہت ساحر آپ نے قتل کیے اب آپ کے قتل کا وقت آگیا سعد
نے فرمایا تیری کیا حقیقت ہی کہ مجھے قتل کر سکے اگر قتل کریگی تو اُسکا بدلہ پائیگی تو بھی
قتل ہو گی یہ سُنکر سامع نے نیمچہ کھینچا لوحین ہاتھ مین ہین جمشید نے کہا کہ ای ملکہ عالم
لوحین رکھ دو ساحرون کو تکلیف پہونچتی ہی پھر قتل کرنا سامع نے کہا یا خداوند
لوحین کیونکر رکھون منظور ہی کہ بادشاہ کو پہنادون یہ سُنکر سب ساحر حیرت مین آگئے
یہ ملکہ نے یہ کیا کہا مگر جمشید ہنس پڑا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان
تمسے کون عذر کرتا ہی لوحین حاضر ہین لیجاؤ اپنے پاس رکھو کوئی تمسے مانگنے نہ آئیگا
تمھین سبطرح کا اختیار ہی ہرچند کہ مکارۂ حیلہ ساز کو قدرت نے نائب کیا
ہر تمھارے حکم سے کوئی گردن تابی نہین کر سکتا مصباح بھی اپنے مقام سے یہ کہتا ہوا
اُٹھا کہ ای شاہزادی ماہ رخسار جو کرنا ہو وہ کر گذرو جیسا کچھ ہو گا وہ دیکھ لین گے
سامع گلگون پوش نیمچہ چمکاتی ہوئی قریب بادشاہ کے آئی اور ہر دو لوحین گلے مین
ڈالدین نیمچہ ہاتھ مین دیا کہا ای شہریار یہی وقت شمشیر زنی ہی بادشاہ نے قید توڑکر
پھینک دی اور بعد نعرۂ شیرانہ کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پُر دغا
قتل کرنے لگے لیکن مصباح نقلی جو اپنے مقام سے اُٹھے تھے اُنھون نے جمشید ثانی
پر حملہ کیا تلوار جو چمکی جمشید نے آنکھین بند کر لین تلوار جو پڑی جمشید کا سر زخمی ہوا

اُس تلوار کو چمکانے لگی مگر سعد شہریار یہ معاملہ دیکھ رہے ہین دعا مانگ رہے ہین کہ اے سمیع و علیم و اے کریم و رحیم اس آفت سے بچالے اگر اس مرتبہ رہائی ہو تو پھر لوح سے غفلت نہ کرونگا اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز میرا تو یہ اعتقاد ہی نظم

جمع کن در سینہ از ذکر خدا اے یار گنج — زانکہ اندر دار عقبیٰ باشد این در کار گنج
خیر کن ہر ساعت و ہر وقت ہر دم بار بار — تا کہ نزدت جمع زان نیکی شود ہر بار گنج
مطلع انوار حق دل را کن از نور یقین — کن فراہم در میان سینہ از اسرار گنج
خرچ در دنیا بکار نیک کن گنجینہ را — بعد مرگت تا نماند در زمین بیکار گنج
در سخاوت زر فشان بر خلق مثل آفتاب — کن دو دستہ خرچ شکل ابر گوہر بار گنج
آخرش با حسرت و غم گشت پیوند زمین — جمع قارون کرد لا حاصل چہل انبار گنج
فیض کن جاری بہر شہر و دیار از مال خویش — بر فشان زان گنج در ہر کوچہ و بازار گنج
خاکساران را شود از درگہ حق زر نصیب — سائلان را میشود از ہر در دربار گنج
دست کی بردارد از زر ممسک اندر زندگی — باد گر کس کی سپارد تا نمیرد مار گنج
سیم و زر سازد بخیلان را درین عالم حقیر — مرد ممسک را کند اندر زمانہ خوار گنج
بے تعصب نیک و بد را مال می بخشد کریم — سیم و زر بخشد بہر مفلس بہر نادار گنج
وائے بر مالے کہ باشد موجب بے غیرتی — حیف بر گنجیکہ گردد باعث ادبار گنج
ہند یا در پارسی حمد خدا منظوم کن — جمع گردد تا دران دیوان از ان اشعار گنج

بادشاہ بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین بادشاہ کے جو آنسو بہ رہے ہین تو ملکہ کے دل پر صدمہ پہونچ رہا ہی اشارے کرتی ہین کہ نہ گھبرائیے اس بے حیا کو تسخیر کر لون تو آپ کو رہا کرون مجھے اسقدر امید نہ تھی مگر آپ صاحب اقبال ہین کہ اِسنے مجکو مان لیا اب آسان ہی لوحین میرے قبضے مین ہین جس وقت چاہون آپ تک پہونچون مگر ذرا سختی ہی اسی کا خیال ہی کہ ایسا نہ ہو ہنگامے مین آپ گرفتار ہو جائین مین تو لڑ بھڑ کے نکل جاؤنگی جب نیمچۂ ہلالی کھینچا یہ سب بھاگین گے خود جمشید کو زخمی کر کے نکلونگی یہ کہکر لوحین لیکر اُٹھی پکار کر کہا کہ ارے کمبخت تو نے قدرت کو بہت عاجز کیا ہی دیکھ تو تجھے

ملکہ سامع گلگون پوش آکر پہونچین مصباح نے کہا کہ ای جمشید اسکو صحبت مین دخل
نہ دینے دینا ایسا نہ ہو شوہر کی محبت مین کوئی فتور کرے جمشید نے کہا کہ یا اُستاد
میری محبت مین آئی ہی مین ہمیشہ حکیم سے سوال کیا کرتا تھا کہ اپنی دختر مجھے دے دے حکیم
تو انکار کرتے تھے مگر یہ شاہزادی ہمیشہ اصرار کرتی تھی کہ ای باپ قدرت سے فساد
نہ کیجیے مین اپنی بسر کر لونگی قدرت کو آزردہ نہ کرونگی معلوم ہوتا ہی عذر کرنے آئی ہی
مین اسکا عذر قبول کرونگا اگر یہ شاہزادیون مین شریک ہو جائے تو بڑی فرحت کا
باعث ہی مکان روشن رہیگا کیسی ترقی ہوگی کہ ملکہ سامع گلگون پوش آکر اُترین
جمشید کو سلام کیا جمشید جمال دیکھکر مر گیا پسینے پسینے ہو گیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کہتا تھا
بڑا فخر ہوا کہ یہ معشوقہ دلنواز سامنے آئی ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھا لیا دمبدم کہتا تھا کہ
ای شہنشاہ ملک خوبی وای سرو روان باغ محبوبی اس وقت کیونکر آنیکا اتفاق ہوا
شاید اپنے عاشق قدیم کی یاد آئی سامع گلگون پوش نے کہا کہ یا خداوند آپ بخوبی
آگاہ ہین کہ مین ہمیشہ یہی چاہتی تھی کہ آپ کی خدمت مین آؤن مگر والد نے نہ چاہا
ہمیشہ آپ کے ساحرون کو شکست دی مین ہمیشہ جھینکا کرتی تھی مگر میرا کہنا نہ مانا اب
مین آج آئی ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن گنہگار کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون لوحین
مجھے دکھائیے کہ مین خوشی کرون مکارہ نے لوحین سامنے رکھدین مصباح نے کہا
بھی کہ ای مکارہ یہ کیا کرتی ہو ایسا نہو کہ یہ لوحین اُٹھالے اور طلسم کشا کو دیدے
تو باعث خرابی ہو جمشید نے کہا کہ وہ خیر خواہ دولت ہی کہتی ہی طلسم کشا کو قتل
کرونگی تو اب اُس سے خوف کرنا بیکار ہی جو چاہے سو کرے ہم کو عذر نہین سامع
نے کہا کہ اب مین یہین رہونگی اگر والد کے سامنے جاؤن اور وہ آنے نہ دین تو مین
کیا کرون میرا کیا زور ہی اس لیے کہ عمل خوانی اُن کی انتہا پر پہونچی ہی ہو کل سامنے
آتے ہین کیا کیا احکام سُناتے ہین مین خداوندگی ہمیشہ کو تابعدار ہونی تلوار منگائیے
مین اپنے ہاتھ سے طلسم کشا کو قتل کرون کہ جو کچھ گمان میری جانب سے ہین وہ نکلجائین
سب لوگ تسکین پادین یہ کہہ کے لوحین اُٹھالین ایک کنیز نے لاکر تلوار دی سامع

ہین کتاب مین دیکھ آیا ہون کہ اب کوئی تیری سلطنت کو مٹا نہین سکتا دمبدم زو
ہوگا ہر طرف تیرے خیر خواہان دولت کو ترقی ہوگی جو جو تیرے دشمن ہین وہ کمزور ہین
ہر طرف سے خبرین خوشی کی آئین گی خوشی کو ترقی غم کو زوال ہوگا دیکھین انجام کیا ہو
ہی اب مقام خوشی ہی جمشید نے کہا یارد تم نے سنا کہ مین نے کیسی تقدیر کی ہو کہ جسے
کوئی مٹا نہین سکتا یقین ہی کہ آٹھ پہر ناچ و راگ و رنگ ہو کسی وقت جشن سے
فراغت نہ ہو یہ کہکر مصباح نے جھولی سے ایک کتاب نکالی کہا اے جمشید
یہ تیرے باپ دادا کی تحریر ہی یہی لکھا ہی کہ بعد رنج کے پھر راحت ہی پھر راحت کو کو
مٹا نہ سکیگا دمبدم عیش و راحت کی ترقی ہوگی جمشید نے کہا کہ صاحبو کیا کہتے
مکارہ نے کہا کہ جو اُستاد فرماتے ہین اُنکو کون جھوٹا کرے کتاب پاس موجو
ہی اب طلسم کشا کو قید کیجیے اور نامے روانہ ہون اہالی طلسم جمع ہون مرحلہ جات
کے بھی حاکم آوین وہ بھی خوشیان منائین ایسا جشن عالی ہو کہ دیکھنے والے کہین
ایسا جشن کبھی زمانۂ سامری و جمشید مین نہین ہوا پھر مکارہ نے کہا کہ کیون اے
شاہزادیو آج ڈھول نہ بجیگا شاہزادیون نے جواب دیا کہ ہم تو اِسکے منتظر ہین
کہ طلسم کشا کا سر کٹ کر گرے تو مبارک سلامت کی صدا بلند کرین کہ سب کو خوشی ہو
مگر اب جو ابتدائے جشن ہو تو ڈھول بجے بڑی مبارکبادیان ہم کو یاد ہین وہ سہرے
گائین کہ مسلمان بیقرار ہو جائین جمشید نے کہا نامے لکھو کہ یکایک دیکھا ہوا
معتدل چلنے لگی سب شاہزادیان اپنے اپنے مقام سے اُٹھین اور کہتی تھین کہ کیا
ہوا چلی ہی کہ جس سے خوشی ظاہر ہوتی ہی جمشید نے کہا کہ یہ ہوا نہین ہی کسی کی
آمد ہی کہ ابر زعفرانی نمایان ہوا جمشید نے کہا کہ کیون اُستاد یہ ابر کیسا ہی مصباح
نے کہا کہ مجکو تو معلوم ہوتا ہی کہ دختر حکیم آتی ہی وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا
کہ ایک شاہزادی آفتاب جمال و خورشید مثال تاج زبرجدی سر پر ایک موتیون کا
مالا گلے مین پڑا ہوا کہ اُسکا عکس جو زمین پر پڑتا ہی تو زمین سے دھوئین نکلتے ہین
نخل تھراتے ہین پتے تالیان بجاتے ہین غنچے مسکراتے ہین حقیقت مین عجب شوکت سے

سلام کرنے لگے ہر ایک کہتا تھا کہ ای اُستاد خداوند آپ کو کیونکر خبر ہوئی کہ آج کے
دن آپ آگئے وہ ساحر تخت پر بیٹھا کہا یارو مین کیا اپنے فرزند سے غافل تھا آٹھ پہر
تدبیرین کیا کرتا تھا ناگاہ میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ لڑائی فتح ہوگئی طلسم کشا گرفتار
ہوے میرے خیال مین آیا کہ مین بھی چل کر شرکت کرون فوراً روانہ ہوا راہ مین دیکھا
کہ سب کوہ و دشت پُر بہار ہو رہے ہین چشمہ ہاے آب اُبل رہے ہین مچھلیان تڑپ رہی
ہین اور آوازین دیتی ہین کہ ای اہالی طلسم مبارک ہو کہ ہم کو چین ملا عجب کیفیت ہوئی
وہ بربادی ہوئی کہ جابجا سے تصویر خداوند پھینک دی گئی سب ڈھیر خالی پڑے ہین
جن مقامون پر آٹھ پہر گھنٹ و ناقوس بجتا تھا اُن مقامون پر سناٹا پڑا ہی مسلمانونکا
یہ دستور ہی کہ اپنے اوقات نماز پر اذان دیتے ہین جابجا مسجدین تعمیر ہین یہی انتظام
ہو رہا ہی ہر مقام پر یہی ذکر ہی کہ سعد شہریار فتاح طلسم نوخیز جمشیدی ہین ہم سب
انھین کے تابعدار ہین ہر وقت دعائین مانگتے ہین کہ عملداری جمشید کی اُٹھ جائے
اور حکم و احکام مسلمانون کا جاری رہے کہ عدل و انصاف کو رواج ہو کیون ای
جمشید تو نے کچھ بدعت بھی کی جمشید نے کہا کہ یا اُستاد مجھے فرصت کہان ہر وقت
شاہزادیون مین صحبت آرا رہا کرتا ہون مجھے یہ دماغ کہان کہ عدل و انصاف کو
دیکھون رعایا کو اختیار ہی جو مناسب جانے وہ انتظام کرے اُس ساحر نے پکار کر کہا
کہ ای جمشید اب کیا منظور ہی جمشید نے کہا یا اُستاد ملاحظہ فرمائیے کہ طلسم کشا قتل
ہوتے ہین جلاد موجود ہی ساحر نے ہاتھ ہلا دیا کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوے سب نے
کہا یا اُستاد خداوند ہر چند کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی مشہور خاص و عام ہی اور
ہر ایک کا قول ہی کہ مصباح جہانگرد اُستاد خداوند ہین پھر آپ نے اس جلاد کو
کیون مار ڈالا مصباح نے جمشید سے کہا ای فرزند مین چاہتا ہون کہ میدان خونی کی
تیاری ہو سب شاہ آجائین جن جن کو صدمے پہونچے ہین وہ بھی موجود ہون اس
گنہگار پر اپنے دلون کا حوصلہ نکالین اپنے حربے کرین یہ قتل کیسا کہ کوئی آگاہ
نہ ہو اور ایسا جلیل قتل ہو جائے اس وجہ سے ہین نے جلاد کو مار ڈالا ای جمشید

کیا ارشاد ہوتا ہی مکارہ نے کہا کہ ای جلاد ہم سے حکم پوچھو جو کچھ ہوگا آج سے ہم
حکم دیا کرینگے خداوند نے ہم کو نائب کیا ہماری راے پر انتظام ہوگا جن جن ملکون
پر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا ہی اُن سب کو اُنکے قبضے سے نکالو نگی قدرت کا حکم جابجا جاری کر دنگی
ہان او جلاد سعد کا سر کاٹ لے کہ طلسم بچے جلاد خنجر کھینچکر قریب سعد آیا گردن سے
اوپر کو ٹلے کا خط دیا آوازین لگانے لگا کہ ہان یارو اس وقت کون ایسا ہی کہ طلسم کشا
کو بچائے بادشاہ نے بھی دیکھا کہ اب میرا یہ وقت آخر ہی دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے اور پکارنے لگے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر کوئی
صورت رہائی کی پیدا ہو ای رحیم اس آفت سے بچالے کہ ابر تیرہ و تار پیدا ہوا
ہزارون برقین چمکتی ہوئین صدہا طائر زیر ابر پر سے پر ملائے ہوے زمزمہ سرا
کرتے ہوے زمزمون سے اُن کے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ اشعار پڑھ رہے ہین نظم

شمع کو پروانہ بلبل کو گلِ تر چاہیے	اور سب سے پہلے مجکو میرا دلبر چاہیے
رات دن پیشِ نظر تصویرِ دلبر چاہیے	کچھ تو تسکین دلِ بیتاب و مضطر چاہیے
بہرِ گلگشت چمن آتا ہی وہ بالا بلند	باغ سے باہر نکل جائے صنوبر چاہیے
مندرج ہی اُسمین حال صدمۂ بارِ فراق	گر پڑا ہو راہ مین تھک کر کبوتر چاہیے
عاشقون کو ساتھ لیچلنا جو چلنا ہو کہین	بادشاہِ حسن ہو ہمراہ لشکر چاہیے
متصل جسمین نظر آیا کرے اُسکی شبیہ	آئنہ اس طرح کا ہم کو سکندر چاہیے
اُس پری کے گرد پھر کے دے مرا مکتوبِ شوق	خط رسانی کو بلا گردان کبوتر چاہیے
دولتِ الطاف اختر چاہتا ہون ای ہنر پرور	کان زر مجکو نہ مجکو کان گوہر چاہیے

جمشید نے جو اُس ابر کو دیکھا خوش ہو کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا لو صاحبو آج بعد
اُستاد والا نژاد آتے ہین یہ کہکر ہاتھ اُٹھائے اور آواز دی کہ اُستاد صاحب آئیے
بڑے خوشی کے دن آپ آئے آپ بھی اس جشن مین شریک ہو جیسے وہ ابر پھٹا سب
دیکھا کہ ایک ساحر بڑے قد و قامت کا تخت پر سوار تاج شاہی سر پر ایک غرقی باندھے
ہوے تلوار ہاتھ ہین اس صورت سے آکر پہونچا سب ساحر اُسکو جھک جھک کر

دیکھا کہ کیا تقدیر برجستہ کی تقدیر و تدبیر دونون کو زور دیا دونون مل گئین جب
موافق پڑا کیا کیا تدبیرین کر رہا تھا ستارون کو برجون سے نکالا اپنی نحوست اُنپر
ڈالی جب یہ معاملہ ہوا یہ ذکر تھا کہ مکارہ آکر پہونچی کہا یا خداوند مبارک ہو کہ مین
طلسم کشا کو لائی شوہر میرا دامدار قید کو لیے ہوے آتا ہی مین آگے بڑھ آئی کہ
جا کر خداوند سے عرض کرون جشن کا ہنگام ہو عین خوشی مین قید طلسم کشا کی یہان
آوے بس اب تامل نہ کیجیے گا فوراً قتل کر ڈالیے ایسا نہ ہو کہ کوئی اعانت طلسم کشا
کی کرے آپ نے دیکھا کہ حکیم صاحب نے کیا فتور کیا اپنی دختر کو طلسم کشا کو دیدیا
طلسم کشا کے عزیزدار ہوے یہی لکھا ہوا تھا کہ حکیم سے مقام خوف ہی بزرگون کا
لکھنا کہین خلاف ہوتا ہی جو جو تحریر کر گئے تھے اُن سب کا سامنا ہوا اب آپ
دیر نہ کرین جمشید نے کہا کہ ای مکارہ اب تیری راے پر سب انتظام طلسم کی
کاربندی ہوگی مین تجکو نائب قرار دونگا تو نے وہ کام کیا کہ قدرت کی خدائی بچ گئی
ورنہ خدائی پر زوال آیا تھا یہ ذکر تھا کہ دامدار قید سعد لیے ہوے دربار جمشید مین آیا
قدمون کو بوسہ دیا کہا یا خداوند مبارک ہو کہ طلسم بچ گیا جمشید نے دامدار کو گلے سے
لگا لیا کہا ای رفیق تو نے بڑی مشقت کی دامدار نے کہا کہ یا خداوند پہلے زوجہ میری
شکل سامع گلگون پوش سعد کے پاس پہونچی تسخیر تو وہ کر چکی تھی بعد اُسکے مین پہونچا
تے ہی سوال کیا کہ لوحین مجھے دیجیے مین اِن کو درست کر لاؤن سعد آمادہ بیٹھے
ہے تھے میرے کہنے ہی لوحین اُتار دین بس مین نے نعرہ کیا کہ ای طلسم کشا ہوشیار
جاؤ تلوار لے کر اُٹھنے لگے مین نے اشارہ کیا کہ ہاتھ پاؤن بیکار ہوے راہ مین
لو یہی خوف تھا کہ ان کا کوئی معین نہ آجائے مگر جو مراد تھی وہ پوری ہوئی کہ آپکے
سامنے پہونچگئے اب جو فرمایئے وہ کیا جائے جمشید نے کہا اور کوئی تدبیر نہین جلاد کو
و جلد میدان خونی کی تیاری کرو اور رعایا جمع ہو فقط اسقدر کافی ہی کہ اِن کو
ہی کر کے لاشہ جنگل مین ڈالدو اور اشتہار دو کہ ای خیر خواہان قدرت آکے لاشہ
طلسم کشا کا دیکھو جو آئیگا وہ لاشہ دیکھ لیگا یہ ذکر تھا کہ جلاد سامنے آیا عرض کی یا خداوند

کنیزین سمجھاتی ہین کہ واری نہ گھبرائیے یہ بھی تو آپ کے والد نے کہدیا ہو کہ طلسم کشا
کی موت نہین ہو کوئی قتل نہین کرسکتا ملکہ نے کہا کہ اب تخت طرف جمشید کے لیجا وہ
آج دربار مین اُسکے جاؤنگی اب وقت جرأت ہو یا تو اپنی جان دی اور یا طلسم کشا
رہا کیا یہ کہکر تخت طرف قصر ہفت رنگ کے بھیرا یہان حکیم فلاسفۂ ثانی تخت پر
اُڑائے ہوے جاتے ہین مگر سب کچھ کتاب مین دیکھ کر آئے ہین کہ دیکھا نامہ دار جاتا
ایک نقش اُسپر پھینکا جیسے ہی نقش اُس نامہ دار کے سر پر پڑا نامہ دار چرخ مار کے
بیہوش ہوا حکیم نے تخت سے اُترکر وہ نامہ لیا نامہ لیکر نامہ دار کو ایک گوشے مین ڈال
آپ اُسکی شکل بننے لگے مگر جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہو کہ چند ساحر خوش
دوڑے ہوے آئے کہا یا خداوند مبارک ہو کہ مکارۂ حیلہ ساز نے طلسم کشا
گرفتار کرلیا اور لوحین بھی لے لین قید آتی ہی جمشید خوشی کرنے لگا کہتا تھا کیون
یارو قدرت جو کہا کرتے تھے آخر وہ ہی ہوا مین کہتا تھا کہ اول مرحلہ وہ ساحرہ
کہ کسی کی نہ مانین گے طلسم کشا کو گرفتار کرلین گے مکارہ نے وہ ہی کیا کہ انکو کس
فریب سے گرفتار کرلیا اب مین کیا زندہ چھوڑونگا قتل سے اُنکے مُنھ نہ موڑونگا
تیاری رکھو ہرچند کہ کتاب سوانحات مین خداوند مردہ بھی لکھ گئے ہین اور یہ
بھی لکھا ہو کہ طلسم کشا کو موت نہین ہو لیکن وہ تقدیر کرون کہ قابض روح آ
اور اپنا کام کرے کچھ اُن کا حیلہ نہ چلے دیکھو کیا کرتا ہون تم لوگ دیکھوگے ہر چند
مین بخوبی جانتا ہون کہ بعد قتل طلسم کشا چین نہ ملیگا اُن کے جو سب عزیز طلسم مین
آئے ہوے ہین وہ ضرور بلوہ کرین گے اور بڑا اہلڑ ہوگا کہ جا بجا لڑائیان ٹھنیگی
مین سب سے لڑتا رہونگا در بیرمٹ گئے تو کیا ہوا تم لوگون کا قول یہ تھا کہ یہ بداقبالی
ظاہر ہو رہی ہی مین کچھ دخل نہ دیتا تھا چپکے چپکے تقدیرین کر رہا تھا آخر میری تقدیر
ٹھیک پڑی کہ طلسم کشا گرفتار ہوے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے
عرض کی کہ یا خداوند مبارک ہو مکارۂ حیلہ ساز قید طلسم کشا لیے ہوے آپہونچی
سب ساحر خوشیان کر رہے ہین جمشید کھڑا ہو گیا کہا کیون یارو تمنے ظہور قدرت

خدمت جمشید مین مضمون یہ تھا کہ یا خداوند مطلب ہو گیا طلسم کشا کو لیکر آتی ہون مگر حکیم فلاسفۂ ثانی قصر جہان نما مین بیٹھے ہین بیٹی سے کہ رہے ہین کہ طلسم کشا مرحلۂ مکارہ پر پہونچے لو غضب ہوا کہ مکارہ تمھاری شکل پر آئی ہو اور شوہر اُس مکارہ کا دامدار جادو میری شکل پر گیا ہو لو بیٹا بڑا غضب ہوا میان بی بی نے ملکر لوح طلسمی لے لی لو اور ستم ہوا کہ سعد قید ہو گئے ای نور نظر مین تو جاتا ہون جا کر تدبیر کرون اگر قید بادشاہ کی تا بہ جمشید پہونچگئی تو غضب ہو گا وہ فوراً قتل کا حکم دیگا کئی مرتبہ دھوکے کھا چکا ہو اب دیر نہ کریگا سامع گلگون پوش رونے لگین کہا ای والد نامدار مین کیا تدبیر کرون حکیم صاحب نے ایک موتیون کا ہار نکالا بیٹی کو پہنا دیا کہا ای نور نظر یہ وہ شی ہو کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا تم بھی تدبیر مین جاؤ جو بن پڑے وہ کرو ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ شہریار قتل ہو جائین تو کیسی مشکل ہو گی یہ کہکر حکیم صاحب تو تخت پر سوار ہوے ایک طرف چلے ملکہ سامع گلگون پوش نے بھی چار نقش پایۂ تخت مین باندھے تخت پر بیٹھ کر بدحواس و پریشان روتی ہوئی چلین چند کنیزین ساتھ ہین اُنسے کہتی ہوئین کہ اب مین کیا کرون سبطرح پر مشکل ہو طلسم کشا میرے شوہر قرار پا چکے اگر اُنکی قید پہونچگئی تو نہین معلوم جمشید کیا انتظام کرے کنیزین کہتی ہین کہ واری آپ کے والد نے یہ ہار پہنا دیا ہو اسپر سحر تاثیر نہین کرتا آپ سیدھی طرف دربار جمشید کے چلیے اگر قید وہان آجائے تو رہائی مین بادشاہ کی جستجو کیجیے گا ملکہ حد سے زیادہ بیقرار ہین اُسی بیقراری مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی تھین

نظم

اُڑا کے لیگئی صبا مرا غبار ہر طرف — کسی کو ڈھونڈھتا پھرا یہ اک سوار ہر طرف

پھرتی تھی آج بزم مین نگاہ یار ہر طرف — ابھی تو دل بغل مین تھا یہ ہو پکار ہر طرف

کسی کی چشم مست کو ہو گردش آج بزم مین — پھرنگ ساغر شراب بار بار ہر طرف

شفیق ہو گلون کی بھی شفیق بلبلونکی بھی — چمن مین دیکھ باغبان کہ ہو بہار ہر طرف

کہین ہو ذکر یا خدا کہین ہو شور یا صنم — پڑی ہو شیخ و گبر مین تری پکار ہر طرف

ہمین کو ایک یاس تھی جلال دید یار سے — گھڑے تھے ورنہ حشر مین امیدوار ہر طرف

کنیز شاہی ہی خدمت کرنا اُسکا کام ہی اسی وجہ سے وہ نیک نام ہی آپ کی خدمت
کبھی گردن تابی نہ کریگی جس دن گردن تابی کرے آپ کو سزا کا اختیار ہی مین کبھی دخل
دونگا بلکہ براے خدمتگزاری حاضر ہون کبھی گردن تابی نہ کرونگا یہی چاہتا ہون
خدمت مین مصروف رہون اس حوالی پر دخل پاؤن آپ کی ذات سے یہانکا حا
رہون آج تک حکومت کی مگر ساحرون نے ہمیشہ حیران کیا اب آپ کے تصدق
آرام پاؤنگا تو نام ہوگا سلطنت کل طلسم کا سرکار کو اختیار ہی جس کو چاہین حا
کرین بادشاہ نے فرمایا مستحق سلطنت بہار اعجاز بیان ہی و دیگر سردار حسینا
و ملکہ یاسمن رنگین پوش ان شاہزادیون کو اختیار ہی جسکو چاہین بادشاہ کرین
جسکو چاہین نکال دین پھر حکیم نے کہا امیدوار ہون کہ ذرا لوحین اُتار دیجیے
انکو درست کرلاؤن جو احکام نہ ہون اُن کی تدبیر کرون فتاحی مرحلہ جات بیر
تقریر کرون بادشاہ نے فوراً لوحین گلے سے اُتار کر حکیم کو حوالے کین حکیم نے لوحین
لیتے ہی بیٹی سے اشارہ کیا ملکہ بھی پہلو سے اُٹھین دونون باپ بیٹیون نے الگ آ
آواز دی کہ او طلسم کشا دیکھ لوحین یون لے لیتے ہین اب کیا کہتے ہو بادشاہ نے قبضہ
پر ہاتھ ڈالا حکیم نقلی نے اشارہ کیا تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی بادشاہ کے پاؤن
زمین نے تھام لیے سب کنیزون نے غل مچانا شروع کیا کہ ہمارے مالک نے بعنایت خدا
جمشید کیا کارنمایان کیا کہ لوح محفوظ و لوح طلسمی طلسم کشا سے لے لی بادشاہ نے
دیکھا کہ وہ جتنی کنیزین تھین سب ساحر تھے اور وہ حکیم و معشوقہ دونون میان بی بی
تھے بلکہ کر رہے ہین کہ طلسم کشا کو پکڑ لیا لوحین لیلین مرد نے حکم دیا کہ ایک ارابہ
بخدمت خداوند انکو لیچلو ارابہ تیار ہوکر آیا طلسم کشا کو اُسپر سوار کیا وہ سا
گھوڑے پر سوار ہوا زوجہ اُسکی مکارۂ حیلہ ساز تخت پر سوار ہوئی ارابہ لیکر
چلی بادشاہ مجبور و پریشان جی مین کہتے ہین کہ یہ کیا غضب ہوا یہی سبب حکیم صاحب
نے سمجھا دیا تھا کہ سمجھ کر طلسم کشائی کرنا مگر افسوس خیال نہ رہا کیا مکر پورا کیا اب دیکھیے
کیا انجام ہو موت کا سامنا ہی مکارہ تو قید سعد بن قباد لیکر چلی ادہر عمر بھی روانہ

کہ ابھی آپ کو کوئی تکلیف نہین پہونچی ہی وہ مکارہ بڑے بڑے فتور کریگی مجھے اسی کا رونا
ہی کہ ایسا نہو آپ کسی مکر مین پھنس جائین تو وہان کون معین و مددگار ہوگا اسوجہ سے
مین ہر مقام پر حاضر ہونگی کسی خدمت سے مُنھ نہ پھیرونگی چاہتی ہون کہ دشمن قبل ہون
آپ محفوظ رہین تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا دروازہ باغ کا مثال آغوش عاشق
کھلا ہی ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ ای شہریار یہی باغ ہمیشہ بہار ہی جناب حکیم صاحب نے
بروقت تعمیر اس باغ کے ارشاد فرمایا تھا کہ طلسم کشا یہان تشریف لائین گے ای فرزند
جو کچھ ہو سکے خدمت کرنا طلسم کشا صاحب حسب و نسب ہین باپ اُنکے قباد شہریار مادر
مہربان دختر سکندر جد اُنکے صاحبقران اور سکندر بادشاہ ملک مغرب تھا سترلاکھ
فوج کا حاکم خود جری و بہادر ایسا حسب و نسب کسکو ملا ایسے شہریار کا تشریف لانا باعث
فخر و افتخار ہی اب آپ تشریف لیچلین ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیسا باغ بنا ہی اپنے ہاتھ سے
حکیم صاحب نے روش پٹریان بنائین نخل اپنے ہاتھ سے لگائے تھالے بنائے خود پانی
پہونچایا بادشاہ ہان ہان کرتے ہوے اندر باغ کے تشریف لائے دیکھا باغ خلد نظیر ہی
گلہاے رنگارنگ و شگوفہاے بوقلمون کل باغ سرسبز و شاداب پانی نہرون کا لاجواب
موجین شمشیر بران حباب چشم معشوقان گرداب خنجر آبدار مچھلیان تڑپ رہی ہین کبھی نہنگان
خون آشام نکلتے ہین کبھی چشم ماہی کے چراغ جلتے ہین ہر طرف طائرون کی زمزمہ سرائی
باغ کی رعنائی و زیبائی بادشاہ تماشا دیکھتے ہوے وسط باغ مین جو پہونچے دیکھا کہ
فرش بچھا ہی مسندین آراستہ ہین کنیزین پھولون کی پنکھیان لیے ہوے حاضر ہین یہی
امید ہی کہ بادشاہ کچھ حکم دین تو آنکھون سے بجا لائین جو خدمتگزاری ہمارے لیے تجویز
ہو باعث فخر ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ ای شہریار حکیم صاحب تشریف
لاتے ہین سعد براے استقبال اُٹھے دروازے پر جا کر دیکھا کہ حکیم صاحب میانے مین
سوار آنکر اُترے سعد نے ہاتھ تھام لیا حکیم صاحب نے پوچھا کہ ای نور نظر وا ای
بادشاہ جمجاہ کوئی تکلیف تو نہین پہونچی بادشاہ نے فرمایا کہ جہان آپ کا اختیار ہو
وہان تکلیف کیسی ملکہ نے وہ احسان کیا کہ مین شکریہ ادا نہین کر سکتا حکیم نے کہا وہ

خدا رحیم و کریم و خدا حکیم و عظیم
زبان کجاست که در حمد حق کند تقریر
خداست بنده نواز و خداست محرم راز
براه صدق و ارادت هر آنکه پا بنهد
جمیع خرد و کلان بندگان حق هستند
باوج عرش رسد دود آه مظلومان
مطیع حکم بحلم و ادب جهان گردد
بغیر حمد خدا از زبان مگو هندی

خدا علیم و خبیر و خدا سمیع و بصیر
کجاست خامه که سازد ادای حق تحریر
خداست اهل کرم قادر و قدیم و قدیر
رسد بمنزل مقصود خود بلا تاخیر
تمام شاه و گدا و همه جوان همه پیر
خطا نمیکند از مرکز هدف این تیر
بخلق نیک شود خلق نیک و بد تسخیر
که در کلام تو بخشد جناب حق تاثیر

کہ صحرا سے گرد اُڑی نقابدار بادلہ پوش مع بارہ ہزار جوانون کے آکر پہونچا آ
شریک جنگ ہوا اول غولون کو بھگایا پھر ساحرون پر جھکا دم بھر مین لاشون کے
انبار کر دیے سعد کھڑے دیکھ رہے ہین جی مین کہتے ہین کہ نقابدار کیا بہادر ہو
جرأت کا بے بہادر ہی غولون کو بھگا چکا اب ساحرون پر گرا چند ساحر مارے گئے
شکست کھا کے بھاگے نقابدار خون تلوار کا پونچھتا ہوا قریب سعد آیا عرض کی کہ
ای شہریار آپ نے عجائب و غرائب دیکھے یہ مرحلۂ مکارۂ حیلہ ساز ہی وہ بڑی شعبدہ باز
ہی خدا اُسکے مکر سے بچائے بادشاہ نے حیران ہو کر فرمایا کہ ای نقابدار بہادر مین چاہتا ہون
کہ آپکے نام نامی سے آگاہ ہون اور صورت زیبا دیکھون نقابدار نے نقاب چہرے
سے ہٹائی ایک برق چمک گئی صاف ثابت ہوتا تھا کہ لکۂ ابر ہٹا ماہ تابان نکل آیا بادشاہ
نے دیکھا کہ وہی معشوق طرحدار صاحب ہوش و جوش ملکہ سامع گلگون پوش ہی دیکھ کر
حیران ہو گئے مگر گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین فرمایا کہ ای ملکہ تمنے بڑی تکلیف اُٹھائی
مین حیران ہون کہ تم کو کیونکر خبر ہوئی ملکہ نے کہا کہ ای شہریار دل کی دھڑکن قلب
کی تڑپن آگاہ کرتی ہی مجکو ہر وقت خیال تھا کہ صحراے غولان مین تکلیف ہو گی اب
آگے باغ ہمیشہ بہار ہی وہان تشریف لے چلیے آج شب کو آرام فرمائیے کل صبح کو
اختیار ہی سعد ملکہ کے ساتھ راہ طی کرتے ہوے جاتے ہین مگر قدم بہ قدم ملکہ سمجھاتی ہی

پیدا ہوے آنکھین مثال مشعل کے روشن شلنگین لگاتے ہوے شاخہاے نخل ہاتھ مین آکر سعد کو گھیرا اسعد شہریار اُن سے لڑنے لگے جب دس پانچ غول قتل کیے تو غول یہ کہتے ہوے بھاگے کہ یارو بھاگ چلو ایسا نہو کہ ملکۂ عالم کو خبر ہو جائے تو بہت آزردہ ہونگی اور فرمائین گی کہ ہمارے متعلقین کا پاس نہین کرتے تو کیا جواب دین گے قریب درۂ کوہ کے پہونچے سعد تعاقب کیے ہوے جاتے ہین چاہتے ہین ان کو نہ جانے دین مگر وہ غول جب درۂ کوہ مین پہونچے تو اندر سے درے کے شعلۂ آتش نکلنے لگے غول تو اُسی مقام پر ٹھہر گئے ایک اژدہے نے سر نکالا چتیان سبز و سرخ اُسکے سر پر پڑی ہوئین منھ سے شعلے چھوڑتا ہوا نمایان ہوا سعد حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے اب جو دیکھا تو پشت پر اُسکی ایک جادوگر سوار ہے کوڑا مار آتشین کا ہاتھ مین اژدر کو بڑھائے ہوے آتا ہے سعد کو دیکھ کر نعرہ کیا کہ کیون او جوان تو نے کچھ خوف نہ کیا اس مقام پر آشوب پر چلا آیا منم اژدر سوار اب کیونکر جان بچائیگا سعد نے آواز دی کہ او مغرور جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر اژدر سوار نے ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا ہل گیا صدہا درخت گرے آواز آئی کہ ای طلسم کشا ذرا سمجھ کر اس سے مقابلہ کرنا اسکا مرنا جینا دونون باعث خرابی ہے سعد نے اُس آواز کا کچھ خیال نہ کیا اور تلوار کھینچ کر بڑھے اژدر سوار نے وہ ہی کوڑا مارا اژدہا بلک گیا اور آواز دی اس ستانے سے قتل کر ڈال مجھے تکلیف ہوتی ہے تیری بدعت پر غولون کو ملال ہوگا سامنے سے بھاگ جائین یہی خیال ہوگا لیکن سعد نے کچھ خوف نہ کیا اور اژدر سوار پر جا پڑے اژدر سوار نے پھر کوڑا مارا اژدہے نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی صدہا ساحر درے سے نکلنے لگے آکر سعد کو گھیر لیا سعد لڑنے لگے عین گرمی جنگ ہے سعد نے دیکھا کہ ساحر بڑھتے جاتے ہین اُسوقت بیقراری مین پکار اُٹھے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر

نظم

نہ ماند صاحب دولت نہ تنگدست و فقیر	نہ ملک و مال و خزانہ نہ بادشاہ و وزیر
بغیر حسرت و افسوس و رنج و درد و الم	امیر برد ز دنیاے بے بقا نہ فقیر
بشکل خاک تعلق بخاکساری دار	کہ خاک جسم تو آخر خدا کند اکسیر

درد دیتا ہی خود اُٹھ اُٹھ کے تسلی مجکو
کیا مزہ وصل کا جب یار نہ دے منہ مین زبان
واے اُس دردرسیدہ کی بھی تنہائی پر
موت کیون پوچھیگی پھر آنکھ کے بیمارونکو
دیکھ مر کر تو نہ ساقی مری مٹی ہو خراب
سچ تو یون ہی کہ وہ ہی سب شعرا مین بدتر

جی کو ٹھہرا جگر و دل کو سنبھال اچھا
گو بُرا مانے کوئی میرا سوال اچھا
بیکسی پوچھتی ہو جس سے کہ حال اچھا
جب تمھین دیکھکے کہتے ہو کہ حال اچھا
اِس سے بن جاؤن جو کچھ جام سفال اچھا
آپ اچھے ہین جو کہتے ہین جلال اچھا

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا ملکہ نے رات بھر سمجھایا ہی کہ بدون ملاحظۂ لوح کسی
ملاقات نہ کیجیے گا ایسا نہ ہو کہ کوئی پیچ پڑ جائے لہذا بہت سمجھ کر کام کیجیے گا اب آگے
مکارۂ حیلہ ساز ہی بڑے بڑے فتنہ رزیگی بہت سمجھ کر قدم اُٹھائیے گا مجکو خوف ہی کہ
نہ ہو میری شکل بن کر یا حکیم صاحب کی صورت پر لوح کی طالب ہو اُس وقت آپ
انتشار ہوگا لوح دے نہ دیجیے گا لوح محفوظ و لوح طلسمی کی حفاظت کیجیے گا اب تو
کو ملاحظہ فرمائیے دیکھیے کیا حکم نکلتا ہی سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ فرمایا صاف
تحریر تھا کہ کنج باغ مین ایک نخل شمشاد ہی اُسکو جاکر اُکھیڑیے جو عجائب و غرائب ظاہر
اُسپر بحکم لوح کاربند ہو جیسے سعد شہریار ملکہ سے رخصت ہو کر کنج باغ مین آئے
نخل کو اُکھیڑا جب نخل اُکھڑا تو بیخ سے اُسکی ایک اژدہا پیدا ہوا منہ کو مثل قد
کے کھولے ہوے شعلہ ہاے آتش منہ سے نکل رہے ہین سعد نے لوح کو ملاحظہ
اُسمین نوشتہ پایا کہ اپنے کو اسکے دہن مین گرا دو سعد نے بلا تکلف اپنے تئین اُ
دہن مین گرا دیا معلوم ہوا کہ بلندی سے کودا ہون جب پاؤن زمین سے آشنا
دیکھا ایک صحراے وسیع ہی بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین ہر طرف نخل خشک کھڑے
جابجا ریگستان کے انبار لگے ہین موجۂ ریگ روان دھوکا چشمے کا دیتا ہی صحراے
کف دست میدان ہی کہ سامنے سے درۂ کوہ کے ایک مادہ غول نکلی پکار کر اُسنے آواز
کہ اے طلسم کشا کس فکر مین ہو مین تمھین گرفتار کرونگی سعد نے جواب دیا سامنے
دور ہو اپنے حمایتیون کو بلا اُس غولنی نے ایک چیخ ماری ہزارہا غول صحرائی ہر گوشہ

نقابدار نے قریب آکر نقاب چہرے سے اُٹھائی سعد نے دیکھا کہ ملکہ سامع گلگون پوش
بصد شوکت ظاہر ہوئین اور ہمراہ سب کنیزین تھین ہاتھ سعد کا تھام لیا اور طرف
باغ کے لیچلین کہا ای شہریار آپ لوح نہین ملاحظہ فرماتے یہ مقدمۂ طلسم ہی ایسا نہ ہو
کہ دھوکا پڑجائے اور باعث خرابی ہو ایسی غفلت مین لوح قبضے سے نکل جائیگی اس
طلسم مین بڑے بڑے ساحر ہین ناز رکھتے ہین کہ ہمارے سامنے عمل کی کیا حقیقت ہی
مگر حکیم صاحب ایسے ہی کامل واکمل ہین کہ ان مکارون سے ہمیشہ لڑے اور غالب رہے
آج تک شکست نہین کھائی ہرطرح اپنے کو بچاتے ہین اس ملک مین رہنا اُنھین کا کام
ہو کہ چہار طرف ساحران غدار رہتے ہین اُن سے اپنی جان کا بچانا اور اپنی سرحد پر
قبضہ رکھنا انھین کا کام ہی اب آج شب کو اس باغ دلکشا مین صحبت آرا ہو جیسے کل آپکو
اختیار ہی کوئی آپ کو نہ روکیگا ہر مرحلے پر مدد کو پہونچونگی مگر لوح سے غفلت نہ فرمائیےگا
سب ساحر اسی فکر مین ہین کہ لوح آپ سے لین تب گرفتار کرین اُس وقت بڑی مشکل
ہوگی یہ باتین کرتین سعد کو لیے ہوے اندر باغ کے آئین باغ جنت نظیر تھا گلہاے رنگارنگ
شگوفہ ہاے بوقلمون ہر درخت سرسبز و شاداب نہرین لاجواب طائران نغمہ سرا درختون
پر مبارکباد دے رہے ہین کہ طلسم کشا کو مبارک ہو ایسا جادوگر مارا گیا کہ جسکی ذات
سے یہ باغ نجس تھا شکر ہی پروردگار کا کہ آپ کا قدم آیا ہم سب بہت خوش ہوے
سرفرازی حاصل ہوئی سعد شہریار بارہ دری مین آکر بیٹھے ملکہ نے اشارہ کیا فوراً
ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر حاضر ہوے جام ارغوانی
گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک نازنین نہایت
حسین و جمیل سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

ب بلب ہونیکا عاشق سے ملال اچھا ہی
پھیر دو بوسہ کسی کا یہ سوال اچھا ہی

پنا عکس آئنے مین دیکھکے منصف ہو تمھین
کون پیارا ہی بہت کسکا جمال اچھا ہی

رہا ہی مرے معشوق کے سینے کا اُبھار
سرکشی کا اسی ظالم کے مآل اچھا ہی

ل دو پر توڑنے مین شوق اسیری ہی بنا
قفس اچھا ہی کہ صیاد کا جال اچھا ہی

که صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار بادلہ پوش مع بارہ ہزار جوانون کے آکر پہونچا ا
شر بابِ جنگ ہوا حکیم صاحب برابر نقوش پھینک رہے ہین اُس نقابدار نے جنگ
شروع کی وہ بارہ ہزار ہر وار مین بارہ ہزار کو گرا دیتے ہین آخر آفتاب سامنے
غلغلہ کرتا ہوا بھاگا کہ یا خداوند سامری و جمشید یہ کیسی مصیبت ہی کہ سحر ہما
تاثیر نہین کرتا قدم اُٹھے جاتے ہین اس نقابدار نے تو آفتِ سمہ پا کی حکیم نے ہزا
کو جلا دیا حکیم نے جب دیکھا کہ آفتاب چاہتا ہی بھاگ کر باغ مین چلا جاؤن تو پ
کر آواز دی کہ ای نگہبان در عمل خوانی حریف جاتا ہی اسکو لینا سب نے دیکھا کہ ا
جوان نہایت وضعدار کاکلین دوش پر خود زرین بالاے سر سپر مثل قرص قمر پشت
پر تیغۂ ہلالی چمکاتا ہوا باغ سے نکلا اور آفتاب کو للکارا کہ او بھگوڑے کہان جا
ہی آفتاب نے پلٹ کر گولہ مارا وہ جوان پیچھے ہٹا نقابدار بادلہ پوش نے جو د
کہ اگر آفتاب باغ مین پہونچ گیا تو پھر دستیاب ہونا مشکل ہوگا گھوڑا چمکا کر
آفتاب کے آیا آفتاب نے کئی گولے مارے مگر نقابدار نے وہ گولے دفع کیے او
قریب آفتاب آیا نیزے کو گردش دے کر سینے پر آفتاب کے مارا کہ پشت کو توڑ
نیزہ پار گذرا اُکھیڑ کر زمین پر مارا کہ اعضا چور چور ہوے آفتاب کے مرتے ہی سا
ساحر بدحواس ہوسے لڑ بھڑ کر لاشہ آفتاب کا اُٹھایا طرف صحرا کے روانہ ہوے
اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من آفتاب جادو بود سعد شہریار نے حکیم صاحب
سے ملاقات کی پوچھا کہ آپ کو کیونکر خبر ہوئی حکیم صاحب نے کہا کہ مین ہر وقت
گوش بر آواز رہتا تھا قصر جہان نما مین بیٹھا تھا کہ آپ کی آواز کان مین آئی نقابد
کو خبر کر کے ہمراہ اسے خدمتگزاری حاضر ہوا سعد شہریار نے پوچھا کہ یہ نقابدا
کون ہی حکیم صاحب نے کہا کہ آپ قریب جا کر اُسی سے پوچھیے اور باغ مین جا کر
صحبت آرا ہوجیے یقین ہی کہ فرحت حاصل ہو سعد شہریار حکیم صاحب سے یہ باتین
کر رہے تھے کہ سامنے سے نقابدار آیا سعد نے بڑھ کر آواز دی کہ ای نقابدار بہا
مجھے [illegible] وقت پر آکر مدد کی مگر اپنے نام نامی سے تو آگاہ کرو کہ شکریہ تمھارا ادا کرو

فتاب جادو نے آواز دی کہ ای عقاب سحر تو محافظ جان ہی جلد حاضر ہو یعنی تھا وہ خنجر
فتاب جادو پر گرے کہ پہلو سے سناٹا ہوا ایک عقاب کو دیکھا کہ اُسنے آکر اپنا گلا زیر خنجر
کھدیا خنجر کے پڑتے ہی سر عقاب کا اُڑ گیا مگر خون سے عقاب کے خنجر بھی پانی ہوکر بہ گیا
یسے کئی شعبدے ہوے مگر وہ ساحر منہ نہین پھیرتا لڑے جاتا ہی پھر اُسنے ایک دستہ [illegible]
ور پکار اُٹھا کہ ای قہار زنگی آکر اس حکیم کا سر کاٹ لے دیکھا پہلو سے ایک جوان
نگی شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے سامنے آیا پکار کر پوچھا کہ ای آقاے نامدار و ای
ولاے قدر شناس کیون غلام کو تکلیف دی مین قصر گیتی نما مین بیٹھا تھا آپ کی آواز
ہونچی شکر کرتا ہون کہ وقت پر آیا جو فرمائیے وہ بجا لاؤن ہر چند کہ جہان آپکا غلام رہتا
ی بارہ ہزار بھائی میرے ہین سب آتے تھے مگر مین نے کہا کہ صرف مجکو پکارا ہی اُس
ساحر نے کہا کہ تو مقبول درگاہ سامری و جمشید ہی تجھسے سب طرح کی امید ہی سامنے
ہ حکیم کھڑا ہی اسکا سر کاٹ لے زنگی تلوار کھینچ کر چلا حکیم صاحب نے پکار کر آواز دی
لہ ای خورشید شمشیر زن اس زنگی کو لینا پہلو سے ایک جوان حسین و جمیل پیدا ہوا
لر زنگی سے مقابلہ کیا زنگی کا وار روک کر بہ یک ضرب شمشیر دو پر کالے کیے اسطرح
ں ردو قدح بالاے آسمان ہو رہی ہی مگر وہ جوان زنگی کو مار کر زمین پر اُتر آیا پہلو
ین سعد کے حاضر ہی جانبازی کر رہا ہی آفتاب جادو نے کئی زنگی طلب کیے کئی جوان
رف سے حکیم صاحب کے آئے زنگیون کو مار لیا اور ہمراہ سعد شہریار کے مصروف
نگ ہوے آخر آفتاب جادو نے اپنے کو زمین پر گرا دیا ساحرون کو اشارہ کیا
بڑے غضب کی بات ہی ایک شخص تم سے گرفتار نہین ہوتا ساحرون نے پھر بلوہ کیا
سعد نے دیکھا کہ ہر چند پانچ چھ جوان میرے ہمراہ ہین مگر وہ بلوہ ہی کہ ہوش پراگندہ
ین وہ جوان بھی سینہ سپر کیے لڑ رہے ہین اور حکیم صاحب بھی زمین پر آئے کتاب نقوش
لسم کھلی ہی جب نقش پھینکا سو دو سو جل گئے ساحر فریاد کرتے ہین کہ ای آفتاب
ہم کیا کرین ہمارا زور نہین چلتا قریب جو جاتے ہین تو بدن مین آگ لگتی ہی حکیم صاحب
نے پکار کر آواز دی کہ ای نقابدار بہادر بہرے مدد آؤ اپنے عاشق کی مدد کرد

جب ہوا صرصر خزان کا ڈر +	خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین گروجو قیاس	گُلِ سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابلِ سیر	کرے اللہ خاتمہ بالخیر +

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے تمام ساحر بلوہ کرکے سعد پر جھکے اب سعد کو دم نہین لینے دیتے چہار طرف سے حربے بڑ رہے ہین مگر سعد اُنکے بیچ مین لڑ رہے ہین اسقدر بلوہ ہی کہ سعد شہریار گھبرا گئے آخر بیقرار ہوکر دست دعا طرف آسمان کے بلند کیے اور پکار اُٹھے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر ای قاضی الحاجات و ای دافع البلیات اس بلا کو رد کر یکایک تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل وعزیز بے بدل آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک تخت یاقوتی پر حکیم فلاسفۂ ثانی ظاہر ہوے اور آتے ہی نعرہ کیا کہ ای شہریار یہ غلام آپ کا آپہونچا ماشاء اللہ ایسے بلوے کو خوب روکا کون آپ کا ہمسر ہی جرأت مین کون آپ سے بہتر ہی مگر جس مقام پر وہ آفتاب چمک رہا ہی اُس طرف سے تخت گذرا آفتاب سے برق چمکی ایک شعلہ گرا کہ تخت حکیم صاحب کا ٹوٹا مگر حکیم نے اپنے کو سنبھالا ایک عقاب بلند پرواز پہلو سے پیدا ہوا حکیم صاحب اُسپر سوار ہوے تخت تو گر گیا مگر سنبھل کر بغل سے کتاب نکالی ایک نقش نقل کیا آفتاب کے سامنے وہ نقش دکھایا جیسے ہی نقش کا عکس پڑا آفتاب تھرایا حدت موقوف ہوئی ایک دنا ٹا ہوا دیکھا ایک ساحر قوی تن و قوی من موسوم بہ آفتاب جادو نہایت بدخو ایک کرگدن مست پر سوار ظاہر ہوا اپنی کیفیت دیکھکر بہت شرمایا کہنا تھا او حکیم تو نے غضب کیا کسی نے مجکو آج تک بصورت اصلی نہ دیکھا تھا مگر تجھے اب زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر کمر سے خنجر نکالا طرف آسمان کے پھینکا حکیم صاحب پر خنجر برسنے لگے طائران خوش الحان پیدا ہوتے ہین اپنے گلے دم خنجر پر رکھتے ہین حکیم صاحب نے للکارا کہ او مردود یہ کیا واہیات سحر کیا ایسے سحر ہمارے گھر کے غلام کرتے ہین ذرا مجھسے تو آنکھ ملا ساحر نے سر اُٹھایا حکیم صاحب نے وہ ہی نقش آفتاب جادو کو دکھایا جیسے ہی اُسکی نگاہ پڑی اُسنے ایک آہ کی اور پھر ایک خنجر کلان چمک کر گرا

تا بہ بیخ کاٹون میرے ہی خوف سے رستم و اسفندیار نے کفن مین مُنھ چھپایا اگر ہوتے تو گوشمالی دیتا سعد نے اُسکا وار خالی دیا اور فرمایا کہ کیون اسقدر غرور کرتا ہی نام جرأت پر مرتا ہی ہماری ضرب تو قبول کر یہ فرما کر تیغۂ ہلالی کو چمکایا خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ مار از زنجیر دار چاہتا تھا کلائی پر ہاتھ ڈال دون مگر چمک سے تلوار کی گھبرایا سپر فولادی کو سامنے کر دیا تلوار جو چمک کر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا کلہ و جبڑے کو تراشتی ہوئی تا بہ جگر گاہ پہونچی جب زنجیر دار مارا گیا وہ تخت نشین غل مچاتا تھا کہ یار وہ پہلوان قتل ہوا کہ جسکے بھروسے پر سارا لشکر لڑتا تھا اب لون سر پرستی کرے افسر سے فوج کی کمر مضبوط رہتی ہی اب کون کد و کوشش کرے یہ کہہ کر نقیبون کو اشارہ کیا کہ فوج کے دل بڑھاؤ نقیب بڑھے آوازین دیتے تھے کہ ہان جوالو وقت ننگ و نام ہی تم لوگون کو جنگ سے کام ہی دارا و کیقباد ایسے بادشاہ پیوند خاک ہوے سکندر و فریدون اس دنیا سے دردناک گئے لڑو بھڑو نام پیدا کرو نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش ✣ جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش ✣
اس چمن کی ہواے بہمن و دی ✣ آستین زن چراغ عقل پہ ہی ✣
خاک جب ہو گئے قدِ رعنا ✣ تب ہوا سروِ خوشنما پیدا
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ ✣ تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل درد ✣ جعفری نے دکھایا تب رُخِ زرد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان ✣ ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گُل ہوا جب چراغ عارضِ یار ✣ تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین ✣ چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین ✣
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن ✣ کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عندلیبون کے ہین یہی الحان ✣ غافلو کل من علیہا فان ✣
خاک مین گل رخان جو سوتے ہین ✣ باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھ کر بے ثباتیٔ عالم ✣ ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم ✣

بہت دل تنگ مثلِ غنچہ ہین گلچین کے ہاتھون سے
نشیمن بھی بنا سکتے نہین بلبل گلستان مین
شبِ تاریک مین دل جبکہ مجھ وحشی کا گھبرایا
تو کبھی غولون نے روشن مشعلین اکثر بیابان مین
لب رنگین پہ زلف اُنکی نہانے مین جو آئی ہی
تماشا ہی گھٹا گھنگھور اُٹھی ہی بدخشان مین
نہ پھر کر ہند مین آئین گے ہرگز یہ ارادہ ہی
اگر لیجائیگی تقدیر ای سطوت خراسان مین

وہ طائر یہ آواز دیتا ہوا اسقدر بلند ہوا کہ نظرون سے مخفی ہو گیا سب جادوگر باہر نکل
غلغلہ کرتے ہوے چلے کہ طلسم کشا کو مار لو وہ جو ساحر تخت پر سوار ہی آواز دیتا ہی گھبرا
طلسم کشا نے غضب کیا دیو مہران کو مارا اب مناسب یہ ہی کہ خون کا بدلہ لو اور طلسم کشا
کو قتل کرو ساحرون نے آتے ہی سحر کرنا شروع کیا مگر جسنے سحر کیا برکت لوح سے سحر پلٹا
ساحر کا کام تمام کیا ہزارہا ساحر مر کر گرا اُس تخت نشین نے بھی کچھ ماش کے دانے پھینکے
وہ شعلے بن کر پلٹے تخت نشین نے اپنے کو بچایا مگر وہ شعلہ ہاے آتش جس ساحر پر گرے
وہ جل کر خاک سیاہ ہوا تخت نشین نے جو دیکھا کہ پہلے ہی وار مین کئی ہزار ساحر مرے او
میر اسحر بھی جا کر پلٹا کیسے کیسے ساحر مارے گئے ساحر تخت نشین بہت گھبرایا کہتا تھا وہ رفیق
مرے کہ جنکا مثل و نظیر نہ تھا آج وہ اس طرح مارے گئے مقام افسوس ہی پھر ساحرون کو
آواز دی کہ یار و سحر نہ کرو مقدمہ طلسم کشا ہی لوح طلسمی گلے مین ہی اور لوح محفوظ بھی پہنے
ہی شمشیر و تیر سے لڑو بلوہ کرکے گرفتار کرو سب ساحرون نے چہار طرف سے گھیر لیا تلوار
چلنے لگی مگر سعد شہریار لوح کو گردش دے رہے ہین جسپر عکس پڑا وہ جل کر خاک ہو
صدہا ساحر ہاتھ سے سعد کے قتل ہو رہے ہین جسکو تاکا اُس کو مار لیا ایک پہلوان
گینڈے پر سوار دو دستی شمشیر زنی کر رہا تھا اور نعرے کرتا تھا کہ منم زنجیر دار جادو میرے
ہاتھ کا حربہ کبھی خالی نہین جاتا اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو حلقہ میری غلامی کا اپنے
کان مین ڈالتے نام جرأت کو ما بدولت کے نام سے ناز ہی اُسنے کہا ای سعد مجھسے مقابلہ
کیجیے تو مزہ جرأت کا ملے یہ چند پیادے مارے گئے میرا مثل اِس لشکر مین مثل نہین ہی
سعد طرف زنجیر دار کے متوجہ ہوے زنجیر دار نے وار کیا مگر کہتا جاتا ہی یہ تیغ
بے دریغ ہی برسون کے جھگڑے دم بھر مین فیصلہ کرتی ہی اگر پہاڑ پر مارون تو اُسکو

ھرتے سامنے دیو کلان کے پہونچے دیو کلان نے آواز دی کہ ای طلسم کشا تمھاری قضا دامنگیر
ی ہی تمھارے قتل کی تدبیر ہی یہ کہکر چوبدست آہنی اُٹھائی گردش دیکر سعد پر لگائی فوراً
سعد نے تلوار سے دار کو قلم کیا ہاتھ تلوار کا مارا اُس دیو کے دو ٹکڑے کیے جب دیو کلان
را گیا وہ اُن سب کا افسر تھا سب دیو بھاگنے لگے دروازہ باغ کا کھلا ہی اُسی باغ مین بھاگ
ھاگ کر جاتے ہین تھوڑے عرصے مین سب دیو بھاگ کر اُسی باغ مین گئے سعد طرف باغ کے چلے
آفتاب چمکا اور ایک دناٹا ہوا آواز آئی کہ ای ساکنان باغ آکر طلسم کشا کو گھیر لو یہ
نے نہ پائین انھون نے تمھارے سردار کو مارا اُسکے خون کا بدلہ لو سعد قریب در باغ پہونچے تھے
کہ اندر سے باغ کے شتر سوار و سانڈنی سوار و چوبدار و لیباول پیدا ہوئے بعد
لوگون کے ایک تخت زمردی نمایان ہوا اُسپر ایک جادوگر بیٹھا تھا مگر چہرہ اُسکا شعاع
تاب معلوم ہوتا ہی نگاہ نہین ٹھہرتی تخت پر اسباب سحر بے شمار رکھا ہی پشت پر لاکھون
دوگر اسباب سحر سب کے ہاتھ مین نعرے کرتے تھے کہ طلسم کشا کو مار لو یارو صحرا ے
تاب نما مین اِن کو کون لایا تماشا موسیقار کا دیکھ لیا ذرا اب پھر عجائب و غرائب
ین سعد نے دیکھا کہ جس مقام پر وہ طائر جلا تھا لکہ ابر آسمان پر آیا بوندیان پڑین
خاک پر طائر کی قطرہ ابر گرا دیکھا ایک بیضہ پیدا ہوا دوسرا قطرہ جو آسمان سے گرا
بیضہ شق ہوا چھلکا الگ ہو گیا اُس بیضے مین سے ایک طائر پیدا ہوا جون جون قطر
تے ہین نشوونما اُسکی ہوتی جاتی ہی تھوڑے عرصے مین پر پیدا ہوے وہ طائر اُڑ کر
آسمان کے چلا منقار مین روزن تھے زمزمہ سرائی کرتا ہوا جاتا ہی اُن روزنون
کی آواز سے یہ اشعار پیدا اُٹھے نظم

ہی گلچین نے رکھے توڑ کر پھول اپنے دامانمین — کلیجہ شق ہوا بلبل کا یہ تڑپی گلستان مین
گر ای پری دیوانہ تیرا جا کے گرم آہین — یقین ہی آگ لگ جائے ابھی صحرا کے دامان مین
ہی باغبان نے قید صیادونکے آنے کی — خوشی سے چہچہے کرتے ہین کیا بلبل گلستان مین
محبوب کے در پر کیا کہتے ہین سب سجدے — نہین باقی رہا کچھ فرق اب گبر و مسلمان مین
ت ہی بہلتا ہی نہین بستی مین دل میرا — ترا احسان ہوگا ای جنون لیچل بیابان مین

آفتاب مین حدت زیادہ ہوئی اور شعلۂ آتش گرا موسیقار جلنے لگا جب طائرون نے
جلنا موسیقار کا دیکھا اپنے مقام سے اُڑے چاہتے تھے جھپٹ کر آگ بجھائین مگر
خود آگ مین جلنے لگے جسقدر طائر صحرا مین پھیلے ہوے تھے سب آکر موسیقار پر گرے
یہان تک شعلۂ آتش بھڑکے کہ سب طائر جلنے لگے حوض کا پانی خشک ہو گیا تھا آفتاب
مین وہ حدت ہی کہ ہر برگ و بار سے آگ نکل رہی ہی تمام صحرا آتش بہار ہو گیا جتنے
طائر جمع ہوے تھے سب جل رہے ہین اور درختون سے آگ برس رہی ہی تھوڑے سے
عرصے مین سب جل جل کر خاک ہوے سعد شہریار کھڑے دیکھ رہے ہین حدت آفتاب
انتہا پر پہونچی ہی آخر یہ نوبت ہوئی کہ سب طائر جل کر خاک ہوے انبار آتش لگا ہی ایک
دیو کلان اُس آگ سے نکلا چوبدست آہنی اُسکے ہاتھ مین تھی اُس چوبدست کو کھڑا ہو کر
ہلانے لگا اور آواز دیتا تھا کہ ہان بھائیو نکلو طائر جل چکے تمھارے خروج کا وقت ہی
جب آواز دیتا ہی دو چار دیو آگ سے نکل آتے ہین تھوڑے عرصے مین تعداد طائرون
کی جیسی تھی ویسی ہی بے گنتی دیو پیدا ہو گئے پرے باندھ کر کھڑے ہوے وہ دیو کلان
جو پہلے سب سے نکلا تھا وہ پرے سے نکلا چوبدست کو ہلایا کیا آواز دی کہ الٰہی طلسم کشا
کیا بہ نگاہ حیرت دیکھ رہے ہو یہی وقت جرأت ہی سعد نے لوح طلسمی کو ملاحظہ کیا
اُس مین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات یہ وقت جرأت ہی ان سب
دیوزادون پر جا پڑو اور تلوار کھینچو سعد شہریار نے بڑھ کر نعرہ کیا نعرہ بادشاہ یا
منم شاہ شاہان فریدون حشم * بہار گلستان کاؤس وجم * منم شیر دل صف شکن نوجوان
نہال گلستان صاحبقران * نعرۂ شیرانہ کر کے غول پر دیوزادون کے جا پڑے جس کو
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر لاش دیوزاد زمین پر گری اور غائب ہو گئی سعد شہریار
رستمانہ لڑ رہے ہین ہر چند کہ دیوزاد حربے لگاتے ہین مگر بادشاہ پر کسی کا حربہ تاثیر نہین
کرتا ایک نے داہنی طرف سے وار دار شمشاد کا کیا دوسرے نے بائین پر سے چوبدست
اُٹھائی سعد بیچ مین سے ہٹ گئے اُنکے حربے اُنھین پر پڑے کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا
غرض وہ جنگ کر رہے ہین کہ جس طرح روز قتل عفریت امیر نے جنگ کی تھی لڑ

ات بھر سامان عیش و نشاط رہا صبح کو سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ
ناسب یہ ہی قلعہ جمالیہ تسخیر ہوچکا اور قتال کو ہی مسلمان ہوا مرحلۂ آفتاب شکست کرو
سکے بعد مرحلۂ غولان پڑیگا بڑی مشکل واقع ہوگی سعد شہریار نے قتال سے پوچھا
رحلۂ آفتاب کہان ہی قتال نے کہا اور تو مین نہین جانتا مگر میرے پہاڑ کے سامنے
یک باغ ہی آٹھوین دن ایک آفتاب نکلتا ہی ہزارہا طائر آکر جمع ہوتے ہین اور شہنشاہ
طائران موسیقار آتا ہی آتشی راگ گاتا ہی کہ جسکو دیپک کہتے ہین اُس آفتاب سے
ک گرتی ہی تمام صحرا آتش بہار ہو جاتا ہی لاکھون طائر جلتے ہین زمین سے شعلے نکلنے
لگتے ہین جب طائر جل چکتے ہین تو موسیقار بھی جل جاتا ہی پھر اُسی آگ سے دیو پیدا
وتے ہین اور آواز دیتے ہین کہ جسکو منظور ہو ہمسے مقابلہ کرے ہم وہ دیوزاد
ہین کہ جنھون نے مٹتے ہوے سلطنت سلیمان کو دیکھا کون ایسا جلیل ہی کہ ہمسے مقابلہ کرے
ر جان سے محفوظ رہے اگر طلسم فولاد ہو تو ہم اُسکو توڑین شاید وہ ہی مرحلہ ہو سعد
کہا کہ ہم چل کر دیکھین گے قتال سعد کو لیکر چلا قلعے سے نکل کر درۂ کوہ مین آئے
رہ کوہ سے نکل کر ایک صحراے وسیع دیکھا بیچ صحرا مین ایک حوض پایا اُسمین فوارہ
ہی تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ ہزارہا زاغ و زغن آئے اُنھون نے پرون سے
روب کشی کی جب جاروب کشی ہوچکی تو طائر آنے لگے کوئی طائر پرند ایسا نہ تھا کہ
یا ہو سب صحرا مین جمع ہوے جب جمع ہو چکے اور دن سوا پہر آیا تو اُس باغ سے
نی پیدا ہوئی ایک آفتاب مدور مثل آفتاب اصلی کے روشن آکر قایم ہوا یکایک
ان پر فراٹا ہوا سبنے دیکھا کہ ایک طائر معقول پر اُس کے ہفت رنگ منقار مثل
اب چمکتی ہوئی ایک طائر پر سوار آکر پہونچا وہ طائر جو حوض مین فوارہ بنا تھا اُسپر
بیٹھا سب طائران پرند سے جنگل بھرا ہوا ہی سب طائر گوش بر آواز ہین وہ جو
ر آسمان سے آیا موسوم بہ موسیقار ہی اُسنے یکایک منقار کھولی اور زمزمہ سرائی
ی اسکا منقار مین ہزار ہا روزن تھے ہر روزن سے ایک ایک راگ پیدا ہونے لگا
ن تک دیپک کی تانین مارین کہ حوض کا پانی کھولا اور کھول کر خشک ہوا بعد اُسکے

بیٹے کو لایا قفس دوسرا جسمین وہ نازنین تھی وہ جو لاکر رکھا بادشاہ نے پوچھا کہ ای نازنین
وارث تو مارا گیا اب تو عقد پر راضی ہی اُسنے طرف فرزند جمال تاجدار کے اشارہ
بادشاہ نے اُسی مقام پر بارگاہ استاد کرائی اور اُس نازنین کا عقد ساتھ فرزند جمال
کیا لیکن جب قتال مسلمان ہوا اور عقد سے شہریار کو فراغت ہوئی قتال کو ہی
گلرنگ پرزور کو ساتھ لیا قتال کے یہان مال بہت سا تھا کیونکہ اسنے اسطرف
راستہ بند کر دیا تھا جو اس طرف آتا تھا اُسکو لوٹ لیا کرتا تھا وہ مال سب لدوا
سعد شہریار کے ہمراہ ہوا بادشاہ بڑی دھوم سے داخل قصر جمالیہ ہوے سلمع گلگلین
کو خبر ہوئی کہ سعد شہریار آتے ہین بالاے قصر آکر بیٹھی دیکھا دروازے کیطرف سے گرد اُڑی
آگے آگے سعد شہریار ایک طرف قتال کو ہی اور ایک طرف گلرنگ پرزور اور
جمال تاجدار انتظام کرتا ہوا آتا ہی بیٹے کو جو پایا ہی بہت خوش ہی ملکہ نے بڑی تعریف
کنیزون سے کہا کہ کیا کمال کیا ہی کہ قتال ایسے زبردست کو زیر کیا اسکے زور کی تمام
طلسم مین دھاک تھی سوداگر لوگ شکایت کرتے تھے کہ ادھر سے راستہ بند ہی مگر بادشاہ
بڑا کمال کیا اسکو زیر کر کے اپنا رفیق بنایا اب ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہیگا
آکر داخل دارالامارہ شاہی ہوے رفقا گرد و پیش بیٹھے طائفے عمدہ عمدہ حاضر ہو
یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

دل یہ کہتا ہی حسینونکا گنہگار ہون مین	یہی باعث ہی جو زلفون مین گرفتار ہون
لیکے مین نقد دل آیا ہون ترے کوچے مین	تو ہی گر غیرت یوسف تو خریدار ہون
تو عیادت کو نہ آیا کبھی ای رشک مسیح	ایک مدت سے ترے ہجر مین بیمار ہون
چھٹنا مشکل ہی یہی دل کی صدا آتی ہی	پیچ مین زلف حسینان کے گرفتار ہون
عشق اک طفل برہمن سے ہوا ہی مجکو	ناصحا اسلیے پہنے ہوے زنار ہون
قبر مین شانہ ہلا کر وہ مرا کہتے ہین	ہی نئی بات کہ تم سوتے ہو بیدار ہون
مین نے ای دل جسے معشوق بنایا صد حیف	اب وہ کہتا ہی تری شکل سے بیزار ہون
بخشش ہی دیگا گنہ میرے خدا ای سطوت	دلسے احمد کے نواسے کا عزادار ہون

مگر سعد روک لیتے ہین ایک مقام پر سعد نے نیزہ قتال کا گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے قتال کے نکل گیا قتال کو بہت ناگوار ہوا کہا ای سعد شہریار سب فنون
سپہ گری مین تم کامل و اکمل ہو مگر اب وار تلوار کا کرتا ہون کہ اگر پہاڑ پر مارون تو تا
ہیچ کاٹون نخل کو بیک ضرب شمشیر قلم کرون اس وار کو روکو تو جانون کہ بیشک بڑے
بہادر ہو سعد نے فرمایا مین تیرے سامنے موجود ہون جس طرح چاہ وار کر وہ حافظ
حقیقی بچائیگا قتال نے ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا قتال
پست پڑا مگر ناز کرتا تھا کہ ای سعد شہریار آج تک سوائے تمھارے کسی نے وار میرا
نہین روکا ایک وار مین پست کر دیتا ہون میرے وار سے کوئی بچتا نہین مگر تمنے بڑا
کمال کیا کہ کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اب کیا کشتی لڑوگے سعد نے کہا کہ مین یہی چاہتا ہون
کہ کوئی عذر باقی نہ رہے اگر مرد کے دل مین حوصلہ رہ گیا تو پھر سرکشی کریگا قتال نے
کہا کہ مین اتنا کہے دیتا ہون کہ زور میرا قہر خداوندی ہو مگر خیر کشتی کا بھی حوصلہ نہ باقی
رہے یہ کہکر گینڈے سے اُترا سعد سے کشتی ہونے لگی وہ بادشاہ قلعہ بھی دور سے
دیکھ رہا ہی کہ جب سعد پکڑ لاتے ہین تو ایسے دو چار گھسے لگاتے ہین کہ قتال عاجز
ہو جاتا ہی اُلجھ اُلجھ کر لڑ رہا ہی ایک مقام پر پکار کر آواز دی کہ او جوان یہ زور آخر
کرتا ہون سعد نے کہا کہ بسم اللہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہے قتال سعد کو لے دوڑا
سات قدم ریل کر لایا وہان پر آکر سعد نے لنگر مارا اوپر آکر قتال کو ہی چھایا
اب زور اس طرح کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی اُکھیڑ لیتا مگر اُس کوہ وقار کے
لنگر مین حس و حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون
سعد تڑپ کر اُٹھے ریل کر لے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے وہان پر لا کر پٹکا مارا
زانون گھٹنے قتال کے آشنا بہ زمین ہوے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر نعرۂ شیرانہ کیا
لنگر قتال کا اُکھیڑا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور
مین سر سے بلند کیا قتال کے ہوش اُڑ گئے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار الامان مین
اطاعت کرتا ہون سعد نے قتال کو چھوڑ دیا قتال نے قدمون کو بوسہ دیا جمال کے

درۂ کوہ مین چلا گیا سال بھر سے میرا فرزند اُس درۂ کوہ مین قید ہی مین نے سُنا
کہ وہ معشوقہ اُس جوان کو ہی سے نفرت کرتی ہی ہرچند کہ اُسنے جبر بھی کیا مگر وہ کسی طرح
قبول نہین کرتی بلکہ قاعدے سے پایا جاتا ہی کہ میرے فرزند پر مائل ہی مگر اُس جو
نے دونون کو علٰحدہ علٰحدہ قفس ہاے آہنی مین رکھا ہی بلکہ ایک روز ارادہ کیا
میرے فرزند کو قتل کر ڈالے تو اُس معشوقہ نے کہا کہ او ظالم جفا شعار اگر اسکا ایک
میرے جسم بھی میلا ہوگا تو یہ سمجھ لے کہ مین فوراً اپنی جان دیدونگی سعد شہریار نے فرما
ای جمال تاجدار تم کیون اسقدر رنجیدہ ہوتے ہو ہم تمھارے فرزند کی رہائی کی
تدبیر کرین گے اور انشاء اللہ تعالےٰ وہ تم سے ملیگا صرف تم مجکو چلکر نشان اُس
مقام کا بتا دو جمال تاجدار سعد شہریار کو ساتھ لیکر طرف کوہ کے چلا جب سعد
قریب کوہ پہونچے تو ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ او جوان کوہی درۂ کوہ سے باہر نکل
جمال تاجدار کے فرزند کو حوالے کر یہ نعرہ کرکے بادشاہ ٹھہرے تھے کہ اندر سے
درۂ کوہ کے ایک جوان نہایت لحیم و شحیم قد کلان گینڈے پر سوار بجوش و خروش
باہر آیا پکار کر آواز دی کہ منم قتال کوہی او جوان تو کون ہی کہان سے گریبان
پنجۂ اجل مین پھنسا ہی مین نے جمال تاجدار کے بیٹے کو قید کیا ہی اور معشوقہ بھی اُس
قید ہی ان دونون کے جنازے نکلین گے زندہ مجھسے کون لے سکتا ہی سعد نے
کہ ای قتال اُن قیدیون کے قفس منگوا کر میدان مین رکھدو یا تم لیجاؤ یا ہم لیجا
قتال نے کہا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی سعد نے فرمایا کہ نبیرۂ صاحبقران بادشاہ
لشکر اسلام سرامے فتاحی طلسم نوخیز جمشیدی آیا ہون لوح طلسمی دیکھو گلے مین
پڑی ہی یہ سُن کر قتال نے کہا کہ ای سعد شہریار تمھارے واسطے نامہ آیا تھا خدا
جمشید ثانی نے لکھا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاؤ مین نے کچھ خیال نہ کیا یہ قدر
خداوند ہی کہ تم کو گھیر کر یہان بھیجا میرے ہاتھ سے یہان زیر ہونا بدا تھا سعد نے
کہا کہ اب حال کُھل جائیگا یہ سُن کر قتال نے نیزہ مارا سعد شہریار مصروف نیزہ بازی
ہوے مگر قتال چھایا ہوا ہی چاہتا ہی ایسا نیزہ مارون کہ سینے کو توڑ کر پار گذر

س ملک کو آباد رکھے طلسم کشا کے دم سے آبادی ہی ہر دکاندار دکان سے اپنی اُٹھا
درسعد کو سلام کیا بادشاہ لشکر اسلام کے دونون ہاتھ چلے جاتے ہین جواب سلام
ے رہے ہین سب کا سلام لے رہے ہین وہ تاجدار بادشاہ پر سے زر و جواہر نثار
ر رہا ہی سائل ہنگامہ کرتے ہوے ہمراہ ہین قریب دار الامارہ آکر پہونچے جمال شاہ
و یہ بھی خیال ہی کہ بادشاہ کو کوئی تکلیف نہ ہو جمال شاہ بادشاہ و ملکہ کو اندر لے گیا
لکہ کو تخت پر بٹھایا بادشاہ کے لیے دنگل زرین حاضر کیا جب بادشاہ بیٹھ چکے تو اُس
اجدار یعنے جمال شاہ نے پکار کر آواز دی کہ ہان یارو اب حال بیان کرو افسردن
نے کہا کہ حضور سے بہتر کون جانتا ہی سعد نے فرمایا کہ ای جمال تاجدار حال اپنا
یان کرو کیون مکدر رہو جمال تاجدار نے دست بستہ عرض کی جب حضور شراب وغیرہ
ا چکینگے تب عرض کرونگا یہ کہکر اشارہ کیا کہ ای ملکہ عالم شراب حاضر کرون ملکہ نے سر جھکا کر
واب دیا کہ ای جمال تاجدار تم کو اختیار ہی جمال تاجدار نے فورًا جام پیش کیا بادشا
جام پی گئے جمال تاجدار نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار عجب جفا بین ہون میرا
رزند گلگرناگ پر زور نام ایسا جری و بہادر تھا کہ اس اطراف مین اُسکا کوئی مثل و
ظیر نہ تھا بارھوان تیرھوان برس شروع ہوا جرأت کا اُسکی شہرہ ہو گیا ایک پہلوان
رائے مقابلہ آیا اُسکو میرے فرزند نے زیر کیا جب وہ پہلوان زیر ہو کر آیا تب اُسنے
ا ہر کیا کہ سامنے جو پہاڑ ہی اُس مین ایک جوان رہتا ہی نہایت زبردست ہی تمام
نیا مین مشہور رہی کہ اُس سے کوئی نہین لڑ سکتا اُسنے میری معشوقہ لے لی ہی چونکہ میرے
رزند کو دعوی جرأت تھا یہ حال زار سُن کر اُس جوان کو ساتھ لیکر سامنے پہونچا اور
ہ جوان کوہی کوہ سے نکلا میرے فرزند نے اُس سے اُس جوان کی معشوقہ طلب کی
س جوان کوہی کو بہت ناگوار معلوم ہوا اور کہا کہ او بچیا تو کون ہی اور یہ کیا
تا ہی آخر اُس جوان کوہی سے اور میرے فرزند سے مقابلہ ہوا میرا فرزند دو پہر
ل لڑا آخر اُس جوان کوہی نے زیر کر لیا اور اُس پہلوان کو جسکو میرے فرزند نے
یر کیا تھا اُسی وقت ہاتھ تلوار کا مار کر قتل کیا معشوقہ اور میرے فرزند کو لے کے

چودہ ہزار جوان آتے ہی للکارا کہ او اغلام شاہ کیون شامت آئی ہی مفت مین
مارا جائیگا یہ کہکر تلوار نیام سے کھینچ کر جھپٹا ساحرون کو قتل کرنے لگا جو ساحر مقابل
مین آیا اُسکو فورًا قتل کیا اس طرح وہ تاجدار لڑ رہا ہی کہ اغلام شاہ مع لشکر عاجز
ہو رہا ہی اور وہ تاجدار پکار رہا ہی کہ او اغلام شاہ تو نے بڑی بے ادبی کی
نہ سمجھا کہ یہ فرزند صاحبقران ہین انسے کون لڑ سکتا ہی مگر مین تجھے سزا دیتا ہون اب
کہان جائیگا کیونکر جان بچائیگا اغلام تلوار کھینچے ہوے تھا ہاتھ مارا تاجدار نے اُسکی
تلوار کو تلوار پر روکا اغلام کو لپٹ گیا آپس مین کشتی ہونے لگی مگر تاجدار اغلام
پر غالب آیا اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سر اغلام کا کھینچ لیا اُن طفلان ماہ طلعت
کو ساتھ والون نے تاجدار کے قتل کیا تھوڑے عرصے مین میدان صاف ہو گیا اُس
تاجدار نے آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہریار جمال تاجدار میرا نام ہی ہمیشہ یہی آرزو
رکھتا تھا کہ حضور سے قدمبوس ہون شکر ہی پروردگار کا کہ آپ میرے ہی زمانے مین تشریف
لائے اب قلعے مین تشریف لے چلیے کل اہل قلعہ آپ کے مشتاق ہین بادشاہ اسلام
تاجدار کے ساتھ چلے تاجدار نے کہا کہ ای شہریار آپ نے لوح کو ملاحظہ کیا سعد
نے فورًا ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ جو یہ تاجدار کہتا ہی اُس مین فرق نہین ہی اسکے
ساتھ بلا تکلف جائیے یہ کبھی بدی نہ کریگا بادشاہ تاجدار کے ساتھ ہوے تھوڑے
عرصے مین اول اُس باغ مین آئے ملکہ کو ساتھ لیا وہ تاجدار تخت سے کود پڑا ملکہ
کو تخت پر سوار کیا ملکہ شرم سے سر جھکائے ہوے ہین وہ تاجدار پایۂ تخت پر ہاتھ
رکھے ہوے ہی سعد شہریار سب کے آگے نوبت و نقارے بجتے ہوے سب طرف قلعۂ
جمالیہ کے چلے جب قریب قلعہ پہونچے دیکھا عجب اُداسی قلعے پر چھائی ہوئی ہی لیکن
بادشاہ خاموش ہین ملکہ نے کہا کہ ای جمال تاجدار قلعے پر اُداسی کیون ہی جمال
نے کہا کہ اب شہریار سے عرض کرونگا تو حال میرا ظاہر ہوگا دھوم سے شاہ کو لیا
قلعے مین آیا سعد شہریار نے دیکھا کہ شہر آباد رعایا دلشاد ہی تمام دکانون مین
دکاندار بیٹھے ہوے طلسم کشا کو دعائین دے رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ خدا

ئی ہزار ساحر جل کر خاک ہوے دیو نے جو دیکھا کہ جنجال بھاگا بھاگا پھر رہا ہی ایک جھپٹ چل
رکر جنجال کو اُٹھا لیا اور مُنھ مین ڈال کر نگل گیا مگر پیٹ پھٹنے لگا اِسوجہ سے کہ پیٹ کے
ندر سے ہلڑ کی آواز آتی تھی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من جنجال جادو
د سعد نے دیو سے اشارہ کیا کہ دربار مین اغلام شاہ کے لیچلو وہان بھی اسکو
ہر کرون دیو نے سعد شہریار کو کاندھے پر سوار کر لیا اور اُڑتا ہوا چلا راہ مین
یکھا کہ ایک قصر معقول بنا ہی دروازے پر اُسکے نگہبان دیا سبان بیٹھے ہین قصر مین
ب تخت زبرجدی بچھا ہی اُسپر اغلام شاہ بیٹھا ہی کئی سو طفلان ماہ طلعت گرد بیٹھے ہین
نسے اختلاط کر رہا ہی دور سے جو دیکھا کہ دیو نیرنگ ایک جوان آفتاب جمال کو اپنے
ندھے پر سوار کیے لاتا ہی پکار کر آواز دی کہ ای دیو نیرنگ آج کس طور سے آنا
دیو نیرنگ نے جواب دیا کہ ای اغلام شاہ مین تیری فکر مین ہون طلسم کشا کی
اعت کی اب اِنھین کے ساتھ رہونگا اغلام شاہ اپنے مقام سے اُٹھا اُن لڑکون
ے کہا کہ طلسم کشا کو مارلو مجھ تک نہ آنے دو وہ لڑکے بڑھ کر مٹک مٹک کر سحر کرنے لگے
ر کیا ہوتا ہی سعد شہریار لوح کو سامنے کر دیتے ہین سحر اُن لڑکون کا باطل ہو جاتا
کئی سو طفل مارے گئے جب سحر نے تاثیر نہ کی تو اغلام شاہ نے آواز دی کہ
نسران فوج کہان گئے نیرنگ نے بڑی بدعت کی کہ طلسم کشا کا سامنا کرا دیا وہ
ا لہا سال فکر کرتا تو اس دن کا ہونا ممکن نہ تھا افسران فوج کو بلاؤ کہ صحرا سے
د اُڑی ساٹھ ستر ہزار جادوگر پرے جمائے ہوے آئے میدان مین جمنے لگے صفین
ندھ کر کھڑے ہوے مگر اغلام شاہ چاہتا ہی کہ مجمع فوج مین پہونچون طلسم کشا
گرفتار کر لون مگر کیا مجال ہی کہ وہ قریب اُس شہریار کے آسکے تیغے کو جنبش دے رہا
جب جنبش دیتا ہی تلوارین برستی ہین اِسی کے لشکر والے قتل ہوتے ہین ہر طرف سے
یاد فریاد کی صدا بلند ہی لیکن کوئی سحر تاثیر نہین کرتا نیرنگ نے چنگل مار مار کے
ت سے ساحرون کو کھا لیا کہ دوسری گرد صحرا سے اُڑی سعد شہریار نے دیکھا کہ
نت مرکب پر ایک جوان تاجدار گھوڑے کو اُڑائے ہوے چلا آتا ہی پشت پر بارہ

سے ہون جب آپ کے داداجان نے اُسکو قتل کیا تو ہمراہی اُسکے بھاگے مین بھاگ آیا
دامنۂ طلسم مین آیا یہان کا شاہ جو ہر جنجال تاجدار وہ مجکو شہر سے پکڑ لایا اس مقام
نگہبان کیا ہی وعدہ تھا کہ اگر تو طلسم کشا کو مار لیگا تو تجکو رہائی حاصل ہوگی مگر میں
اپنی بدبختی سے قید ہی رہا اب چاہتا ہون کہ کلمہ پڑھائیے بخدمت آسمان پیر
بھیجد بیجیے مین حضور کو صبح و مساد نمائین دیا کرونگا دیو نیرنگ میرا نام ہی میری رفاقت
سے آپ بہت خوش ہونگے دربار شاہ مین پہونچاؤنگا یقین ہی کہ شاہ بہت برہم
مگر آپ کا کیا کر سکتا ہی مین نے کیا کوئی طریقہ اُظہار کیا اگر آپ پر غالب نہ ہوا اور
گرفتار کر کے لیجاتا اب آپ لوح ملاحظہ فرمایئے جو لوح حکم دے وہ کیجیے سعد شہریار
نے بسم اللہ کہکر لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ دیو نیرنگ سچ کہتا ہی اسکے
ساتھ بارگاہ شاہ مین جاؤ جو معاملہ درپیش ہو بدون ملاحظۂ لوح کام نہ کرنا
طلسم عجائب و غرائب سے مملو ہی ہر اہل دربند کو یہی آرزو ہی کہ آپ کو گرفتار کرے
مگر اپنے کو بچائے رہو فتاحی طلسم کی کرو سعد نے لوح کو دیکھکر فرمایا کہ ای نیرنگ
ہم کو دربار شاہ مین لے چلو ملکہ نے جب دیکھا کہ سعد شہریار جانے پر آمادہ ہی
بلک کر عرض کی کہ ای شہریار یہ کنیز اکیلی بارگاہ مین رہے کیونکر اس جفا کو سہے یہ سُنکر
دیو نیرنگ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ نہ گھبرائیے مین سعد شہریار کو پھر اسی مقام پر
لے آؤنگا یہان کا بادشاہ بڑا ظالم اظلم ہی اگر اُس ملعون نے جنگ کی تو سعد شہریار
کا کیا کر سکتا ہی ملکہ نے کہا کہ بسم اللہ تشریف لیجائیے خدا آپ کو مظفر و منصور کرے
دیو بادشاہ کو کاندھے پر سوار کر کے لے چلا باغ سے نکلا تھا کہ سمت صحرا سے گرد اُڑی
نعرہ ہوا کہ منم جنجال جادو اد طلسم کشا تو نے زمین کن کے ساتھ کیا کیا کیونکر باغ سے
نکلا سعد نے فرمایا وہ ملعونہ واصل جہنم ہوئی جنجال جادو نے فوج کو حکم دیا کہ طلسم کشا کو
گرفتار کر لو چہار طرف سے ساحر ٹوٹے حملے کرنے لگے جسنے حملہ کیا سعد شہریار نے لوح
سامنے کی وہ ساحر جل کر خاک ہوا جب فوج نے انتہا کا بلوہ کیا سعد نے لوح کو
ہین لیا اور چہار جانب جنبش دی ہزارہا ساحر جل کر گرے دو تین مرتبہ لوح کو جنبش دی

ہمارے بھائی بند مارے گئے ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا زمین کن حیران کھڑی تھی کہ کیا
تدبیر کرون کہ سامنے سے سعد شہریار نمایان ہوے سعد کو جو آتے دیکھا زمین کن نے
سحر کی بوچھار کی مگر سعد صاحب لوح ہین جو سحر سامنے آیا وہ باطل ہوا جب کئی ایک سحر
زمین کن نے کیے اور سحر نے تاثیر نہ کی تو نہایت پریشان ہوئی جی مین کہتی ہی ای زمین کن
جب سحر جواب دے تو ہم کیا کرین اور ہمارا کیا زور ہی شاہ نے فرمایا تھا کہ ای زمین کن
ہوشیار رہنا مین نے تدبیر کی اُسکا یہ انجام ہوا سعد بارہ دری مین آئے دیکھا قریب
مسند کے قفس رکھا ہی اُس قفس مین وہ ہی مہ جبین سرنگون بیٹھی ہی سعد کو جو آتے دیکھا
پکار کر آواز دی کہ ای شہریار اس طرف تشریف لائیے مگر زمین کن نے تلوارین اور
خنجر برسائے کسی سحر نے تاثیر نہ کی تب خیال مین گذرا کہ نکل جلون بادشاہ کو خبر کرون کہ
طلسم کشا آ گئے اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا یقین ہی وہ کوئی تدبیر کرین یہ سوچ کر اپنے کو
زمین پر گرا دیا غلطک مار کر قمری بنی چاہا اُڑتی ہوئی نکل جاؤن سعد نے کمان کیا نی
کندھے سے اُتاری اور ترکش سے تیر نکالا تاک کر تیر مارا ہر چند زمین کن نے اپنے کو
بچایا مگر نہ بچی تیر سینے کو توڑ کر پار گذرا سعد نے جب دیکھا کہ زمین کن قتل ہوئی بارغ
ویران ہو گیا چاہا کہ قفس سے ملکہ کو نکالون کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او طلسم کشا
خبردار قفس پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ پھک جائیگا مگر سعد نے اُس آواز کا خیال نہ کیا قریب
قفس پہونچے اور قفل توڑا چاہتے تھے کہ ملکہ کو نکالین یکایک ایک دیو کو دیکھا کہ دار
کرتا ہوا آتا ہی اور پکار رہا ہی کہ خبردار قفس سے ملکہ کو نہ نکالنا شاہ نے طلب کیا ہی
اس حکیم نے بڑا فساد کیا کہ تم کو اپنے گھر مین جگہ دی یہ کہتا ہوا جو قریب پہونچا سعد
کے مقابلے مین آئے اُس دیو نے چرخ دے کر دار کا دار کیا سعد نے تلوار سے
دار کو قلم کیا دیو نے جھلا کر چنگل مارا کہ دلوبچ کر لیجاؤن سعد نے کلائی تھام کر ایک
جھٹکا مارا کہ دیو سامنے آیا ایک گھونسا مارا دیو کی پسلیون پر پڑا دیو فریاد کرنے لگا
کہ ای طلسم کشا مین اپنی سزا کو پہونچا اب گستاخی نہ کرونگا امان دیجیے سعد ٹھہر گئے مگر
کلائی دیو کی تھامے ہوے ہین دیو نے عرض کی کہ ای شہریار مین ہمراہیان عفریت

ہین نے بھی چاہا تھا روکون مگر وہ اتنی جلدی نکل گئی کہ ہین قریب نہ پہونچ سکا حضور
اپنے کو پریشان نہ کرین طرف مشرق کے تشریف لیجا دین اور لوح کو ملاحظہ فرمایئے
دیکھیے کیا حکم دیتی ہی سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ تلاش زمین کی
آپ کی ذات پر موقوف ہی مناسب یہ ہی کہ طرف مشرق کے روانہ ہوجیے وہان جا
ایک صحرا ملیگا وہان لوح کو ملاحظہ کیجیے گا جیسا لوح مین حکم نکلے اُسکے پابند ہوجیے
سعد نے حکیم صاحب سے بیان کیا کہ لوح مین یہ حکم نکلا حکیم صاحب نے کہا بسم اللہ
تشریف لیجایئے جہان موقع ہوگا مین بھی حاضر ہو نگا مجھے بڑا تردد ہی مگر قول
سے مجبور و ناچار ہون جو بانیان طلسم لکھ گئے ہین وہ ضرور ہوگا سعد حکیم صاحب
سے رخصت ہوے یکہ و تنہا طرف صحرا کے چلے تھوڑی دور پر آکر ایک صحرا
سبزہ زار و لنواح دلکشا ملا جہان کے برگ و بار سرسبز و شاداب نہرین پانی
بھری ہوئین پانی بہتر از گلاب حباب شناوری کر رہے ہین صاف ظاہر ہی کہ
معشوق نے آنکھ اپنی لگادی ہی سبزہ بیدار بخت لہرا رہا ہی کیفیت صحرا دکھا رہی
ہی اور اوس جو پڑی ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ فرش زمرد پر موتیون کا جال بچھا
ہی سعد نے بموجب قاعدے کے لوح کو پھر ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ آگے باغ زمین
ہی زمین کن اُسی مقام پر ملیگی سعد شہریار ہدایت لوح سے آگے بڑھے تھوڑی دور
پر جاکر دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی لوح نے بتایا کہ یہی باغ اُس
ساحرہ کا ہی کہ جو سامنے تمہارے سامع گلگون پوش کو لائی ہی بہت ہوشیاری
سے جانا سعد بسم اللہ کہکر باغ مین داخل ہوے جیسے ہی باغ مین آئے طائر درختون
سے اُڑے آوازین دیتے تھے کہ ای زمین کن طلسم کشا آگیا زمین کن بارہ دری مین
بیٹھی تھی اُسنے جو یہ آواز سُنی نکل کر آواز دی کہ ارے کیون غل مچاتے ہو اگر طلسم کشا
آیا ہو تو اُسکو گرفتار کرلو طائرون نے جو آواز زمین کن سُنی سعد پر ہجوم کیا سعد
نے تلوار کھینچی جو طائر گرا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو ساحر جب قتل ہوے تو طائر بھاگے
پھر سات بارہ دری کے آئے زمین کن اُٹھی پوچھا ارے کیا ہوا طائرون نے کہا

دشاہ لوح کو دیکھ کر خاموش ہو رہے سامنے آئینہ قد آدم لگا ہی اب جو اُسپر نگاہ پڑی
لیھا مقابل مین دوسرا قصر ہی کرسیان زرین بچھی ہین ناگاہ سعد نے دیکھا کہ کچھ کنیزین
تمام کرتی ہوئی آئین عہدے لیکر کھڑی ہوئین بعد اُن کے اہتمام کے سردار حسینان
ے جاہ و جلال سے آکر پہونچین اور کرسی پر آکر بیٹھین بعد اُنکے بڑی عظمت و شان سے
ہ بہار اعجاز بیان آئین پھر ملکہ یاسمن رنگین پوش آکر پہونچین کہ یکایک ہلڑ ہوا کہ
اخبو سنبھل کر بیٹھو سب شاہزادیان ہوشیار ہو گئین دیکھا سامنے سے بڑے کروفر سے
ہ سامع گلگون پوش آئین سب شاہزادیون نے استقبال کیا بیچ مین جو کرسی
ی اُسپر لاکر بٹھایا سب نے عرض کی کہ ہم سب تابعدار ہین سعد بہ نگاہ غور دیکھ رہے
ن جی مین کہتے ہین ای سعد شہریار ملکہ سامع کا بڑا مرتبہ ہی کہ ان شاہزادیون
ے استقبال کیا ہی بڑی تعظیم سے پیش آئین یکایک ہنگامہ ہوا کنیزین بھاگنے لگین
بار نے سحر کیا کہ زمین مین سما گئی سردار حسینان قصر کو توڑ کر نکل گئین ملکہ یاسمن
ے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پڑیا خاک کی لیکر سر پر ڈالی غائب ہو گئین اب خالی ملکہ
امع گلگون پوش کرسی زرین پر رہ گئین کہ دیوار مکان کی شق ہوئی ایک
احرہ دیوار سے نکلی اور دوڑ کر ملکہ کی کمر مین پنجہ دیا پکار کر آواز دی او مغرور
نے غضب کیا کہ طلسم کشا کو مکان مین جگہ دی اسکی سزا تیرے واسطے ہوگی یہ کہکر
ہ ہوئی ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار مقام افسوس ہی آپ دیکھ رہے ہین
جکو لیے جاتی ہی سعد شہریار تلوار ٹیک کر اُٹھے اور للکار اکہ او لکاعہ کہان جاتی
اُس ساحرہ کا زمین کن نام ہی زمین کن نے قصد کیا کہ سعد کو بھی لے لون مگر لوح
سمی جو گلے مین دیکھی گھبرا گئی سمجھی کہ ان پر سحر تاثیر نہ کریگا ملکہ کو لیکر نکل گئی سعد شہریار
ہ اب جو آئینے مین دیکھا نہ وہ قصر تھا اور نہ وہ شاہزادیان اپنا عکس آئینے مین پایا
ان ہو گئے سحر ہو چکی تھی بیقرار ہو کر باہر نکلے دروازے پر قصر کے حکیم صاحب کو پایا
آنکھون مین آنسو بھرے کھڑے ہین سعد حکیم صاحب کو دیکھ کر بہت شرمندہ ہوے
م صاحب نے کہا کہ ای شہریار آپ نے عجائب طلسمی دیکھے مگر سامع کو زمین کن لیگئی

بخیطا کو تیر مارا ملکہ نے کہا کہ اری چپ رہو ایسا نہ ہو تیر مارنے والا آتا ہو یہ کہو کہ کس
قادر انداز نے تیر مارا ہی دیکھو کیسے مقام پر پڑا ہی کہ آہو کا کام تمام ہوا سب کنیزین
گرد ہین جیسے ہجوم سیارگان بیچ مین وہ ماہ تابان کہ سعد شہریار جو تلاش مین آہو کے
آتے تھے چمنستان سے نکل کر سامنے آئے ملکہ کی نگاہ پڑی دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری
کو کب شنشمت افروز جہانداری ہی غزال چشم شیر خشم سلاح جسم پر آراستہ کمان کاندھے پر
بائین ہاتھ پر ترکش مثل دم طاؤس جلوہ فگن ہی تیغ ہلالی زیب کمر ہی سپر مثل قرص قمر پشت
پر جمال شہریار دیکھ کر ملکہ سامع گلگون پوش بدحواس ہو گئین مگر شہریار کی جو نگاہ پڑی
لڑکھڑا کر گرے بے ہوش ہو گئے ملکہ جھپٹ کر قریب آئی فرش خاک پر بیٹھ گئی سر بادشاہ
کا اپنے زانو پر رکھا بوے زلف معنبر سنگھائی اُسنے کام لخلخے کا کیا سعد شہریار ہوشیار
ہوے آنکھ کھُلتے ہی اُس آفتاب رُخ کو سرھانے دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا لیکن
اپنے کو سنبھال کر اُٹھ بیٹھے لباس جھاڑنے لگے اُس مہ جبین نے اُٹھ کر ہاتھ تھام لیا کہ
مسند پر بیٹھیے سعد آکر مسند پر بیٹھے وہ نازنین پہلو مین بیٹھی کنیزون سے اشارہ کیا
اسباب عیش و نشاط لاؤ کنیزون نے گلابیان لا کر رکھین ملکہ نے ساقی سے اشارہ کیا
اُسنے جام پیش کر دیا بادشاہ نے ہاتھ رکھا ملکہ نے کہا کہ کیون صاحب انکار کا کیا سبب
ہی سعد نے کہا کہ اصل کیفیت یہ ہی کہ مذہب کا خیال ہی اُس نازنین نے ہنسکر کہا شاید
آپ لات پرست ہین سعد نے فرمایا مین تو لات و منات پر لعنت کرتا ہون ملکہ نے
کہا کہ اس حوالی مین کوئی سواے مسلمان کے دوسرا نہین رہتا اور مذہب کا یہان
ذکر نہین ہی آپ کا یہان کوئی دشمن نہین ہی آج شب کو آپ قصر مروارید نگار مین
تشریف رکھیے سب حال کھُل جائیگا شام تک سعد شہریار اُس صحبت مین رہے
نام کو پہلوے باغ مین قصر تھا حقیقت مین ایسا صاف و شفاف تھا کہ جسکا قصر مروارید
نام رکھا ہی سعد بسم اللہ کہکر قصر مین آئے کرسی پر بیٹھے جب سعد تنہا ہوے تو لوح
کو ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم عجائب و اے سیاح منازل غرائب
اگر قصر مروارید نگار مین داخلہ ہو تو بہت ہوشیار رہنا دشمن درپے آزار ہی

کہ جب حکیم حکمت پسند موسوم بہ فلاسفۂ ثانی برائے ملاقات بادشاہ آئے بہت تعریف
کی عرض کی کہ حضور بیشک فتاح طلسم ہین مگر حوالی قلعۂ ریحانہ مین شکار کھیلیے جو کچھ
ہوگا آپ پر کھل جائیگا بادشاہ نے کہا کہ مین کل جاؤنگا ملازمون کو حکم دیا کہ صبح کو سامان
شکار تیار رہے ہم برائے شکار جاوین گے ملازمون نے سامان شکار تیار کیا بادشاہ
دو گھڑی رات رہے تیار ہوے بہلیون وغیرہ کو ساتھ لیکر برائے شکار چلے صحرا مین آکر
شکار کھیلنے لگے پہر دن چڑھا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک آہوے خوش چشم طرارے بھرتا ہوا
سامنے سے آیا بادشاہ نے چاہا اُسے گرفتار کرون وہ سامنے سے بھاگا بادشاہ اُس کے
تعاقب مین چلے مگر کمال غصہ ہی کئی کوس وہ آہو بھاگا ہوا آیا پشت پر ایک قصر کے
ہونچا وہان آکر جست کی دیوار کو فرا کر قصر کے اندر گیا بادشاہ کو صبر نہ آیا غصے مین
گھوڑے پر کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کے دیوار کو فرا گیا اندر آکر دیکھا کہ خانہ باغ ہی روشونکو
طے کرتا ہوا آہو جاتا ہی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری جیسے ہی سیسر کمان
اکڑ کا وہ آہو ٹھہر گیا بادشاہ نے تیر مارا اس پٹھے پر پڑا دوسرے پٹھے کو توڑ کر پشت
کے پار گذرا تیر کھا کر آہو بھاگا ہر چند کہ زخم سے خون بہہ رہا ہی مگر گرمی مین آہو بھاگا
ہوا جاتا ہی وسط باغ مین فرش بچھا تھا مسند جواہر نگار پر ایک معشوقہ پری پیکر حور منظر
از عیبو نسے پاک وہ در رضاف جنت کی حور طرار وفرار حسن مین رشک ماہ کامل ابرو
رشک ہلال سرو قد خورشید خد سینے پر نار پستان بقول مصنف فرد نار پستان کی
یا لکھون تعریف ✤ یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا ✤ یا شمشاد باغ مین پھل آئے ہین شکم
رحسن وخوبی ناف گرداب بلا آگے کیا صفت عرض کرون خاموشی بہتر ہی اشعار ساق پا
ن تو نور کا ہی ظہور ✤ یا تراشی ہوئی ہی ساق بلور ✤ پائجامے مین یون ہی جلوہ فگن ✤
ع فانوس جیسے ہو روشن ✤ لال مہندی سے دونون تھے کف پا ✤ ہاتھ ملتا تھا اپنے
دحنا ✤ مسند جواہر نگار پر بہ ناز جلوہ فگن ہی کہ وہ آہو بھاگا ہوا آیا زخم جو سر دہوا
ش پر گرا اُس معشوق شعلہ خو نے جو اُس آہو کو اس حال مین دیکھا بیقرار ہو گئی دبے
ام سے اُٹھی قریب آہو آئی زخم کو دیکھنے لگی کنیزین کو سینہ لگین کہ کس ظالم نے اس

کی غل مچاتے تھے طرف صحرا کے بھاگے جاتے تھے میثاق نے یکہ و تنہا جنگ کی اور
لشکر کو بھگایا تھوڑے عرصہ مین لشکر کو شکست فاش دی مال و اسباب لوٹ لیا
و فیروزی نوبت و نقارے بجلتے ہوے اہل اسلام پلٹے داخل لشکر اسلام ہوے
اب میثاق نے صلاح کی کہ بعد دو روز کے یہان سے کوچ کرین گے اپنے کو خدمت
شاہ مین پہونچا دینگے یہ لوگ اب اس فکر مین ہین

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ اسلام کے تدبیر فتح مرحلۂ حکماے اشراقیہ وباقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان ٭ کہ پھر آگئی رنگ پر داستان ٭
کہ رندون کو بھی ہو گئی ہی خبر ٭ کہ میخانے مین جمع ہین بادہ خوار
ہوے رند میخوار آ کے جمع ٭ کہ جلسے مین ساقی ہو مانند شمع
کہ ساقی یہ کیون آ کے مائل ہوا ٭ چلے آج میخانے مین جام مے
اُٹھا چہرۂ پرضیا سے نقاب ٭ کہ بیتاب ہی عاشق دل کباب
ہوئی اُسکو محفل مین آنیکی فکر ٭ اس انداز سے آ کے داخل ہوا
نشان خوشی کا ہوا زمزمہ ٭ لگا رند میخوار کا ہمہمہ
کہ ساقی بھی ہم سب سے ماہر ہوا ٭ گلابی کا ہونے لگا وان پہ دور
اُٹھا ابر ہی آج کس شور سے ٭ ہی فریاد میخوار کی زور سے
دکھایا فلک نے عجب انقلاب ٭ کہ شاہان ذیجاہ و فرخندہ پی
کہان ہین وہ گردان گردن کشان ٭ کہ جنکے ہوا زور کا امتحان
رہے دہر مین عمر بھر دردناک ٭ مگر حال دنیا کا کیا رنگ ہی
بس اب آج رنگین فسانہ لکھو ٭ مگر طرز سب جادوانہ لکھو

گلابی اُٹھا ساقی سیم بر
ہوئی ساقی ماہوش کی پکا
گذرنا ہی صحبت سے مشکل ہ
یہ رندون کو خواہش کئی دن سے
سُنا ساقی ماہوش نے جو ذ
کہ ہر رند میخوار مائل ہوا
یہ رندونکو جسوقت ظاہر
ہوئی فکر میخوار کو ادراد
عجب رنگ پر ہی جہان خرا
مٹے خاک مین بس یہ انجام
ہوے وہ بھی آخر کو پیوند خا
سماعت سے جسکی کہ دل تنگ

چہرہ نشاجان کشور بلاغت
دہاکیان حکایت جرأت وجلالت گوہر آبدار بیان کو زیب گوش سامعان ذی دستر
کرتے ہین شعر مصنف جو ہین زبدۂ زمرۂ داستان ٭ وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان ٭

کسی سے مقابلہ نہ کرونگا کوئی مرد میرے مقابلے مین آئے یہ سُن کر میثاق نے مرکب اُڑایا
رستم نے جو میثاق کو آتے ہوے دیکھا رسن سحر پھینکی میثاق نے اُس رسن کو قلم کیا
جھولی میں ہاتھ ڈال کے گولہ نکالا طرف صحرا کے مار دیا اور پکار کر آواز دی کہ یارو تمنے
سُنا ہوگا کہ رستم و سہراب سے مقابلہ ہوا تھا باپ بیٹے لڑے ای سہراب یل آکر رستم سے
مقابلہ کر کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان کو دیکھا کہ نہایت کم سن کرگدن مست پر سوار
ہتھیار لگائے ہوے میدان مین آکر پہونچا میثاق نے اشارہ کیا کہ ای سہراب یل
رستم سے مقابلہ کرو تمھاری جرأت دیکھین وہ جوان مقابلۂ رستم مین آیا رستم نے نیزہ
مارا چند شعلے اُس جوان پر گرے مگر اُس جوان نے کچھ خیال نہ کیا دو گھڑی کامل نیزہ چلا
آخر میثاق نے اُس جوان کو کچھ اشارہ کیا اُسنے نیزہ رستم کا توڑ ڈالا بعد نیزے
کے نوبت تلوار کی آئی خوب تلوار چلی مگر میثاق نے جس جوان کو بُلایا ہی اُس نے
عین گرمی جنگ مین باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا آخر دونون کرگدن و مرکب سے
کودے آپس مین کشتی ہونے لگی دو پہر برابر کشتی ہوئی آخر سہراب نے رستم کو اُٹھا لیا
چرخ دیکر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوا چاہا سر کاٹون رستم نے کہا کہ ای جوان مین
اسی وجہ سے تجھسے مقابلہ نہ کرتا تھا تو جنگ نادیدہ ہی وجہ یہ ہی کہ ہم لوگون مین دستور
ہی کہ جسکو ایک مرتبہ زیر کرتے ہین رہا کر دیتے ہین جب دوبارہ زیر کرتے ہین تب قتل کا
اختیار ہی سہراب نے ہاتھ روک لیا کہا جا کل پھر زیر کرلونگا رستم نے جا کر اور طاقت
اپنی بڑھائی خوب ورزش کر کے صبح کو پھر میدان مین آیا میثاق نے پھر اُسی جوان
کو بُلایا وہ جوان بڑے زور و شور سے آیا رستم سے مقابلہ ہوا رستم نے سہراب کو
زیر کیا خنجر کمر سے نکالا سہراب نے کہا کہ ای جوان یہ کیا کرتا ہی رستم نے جواب دیا کہ تو طفل
خام ہی تو نے فقرہ دیکر اپنے کو بچایا اب تو میرے قبضے مین آیا بھلا کب چھوڑتا ہون
ہرچند سہراب تڑپا مگر رستم نے خنجر مار دیا خنجر کو کھ پر پڑا سہراب نے آہ کر کے ایک
چیخ ماری کہ ایک شعلہ مُنھ سے نکلا اُس شعلے نے رستم کو بھی جلا دیا لشکر والے رستم
کے میثاق پر آپڑے میثاق نے ایسا سحر کیا کہ وہ سب سر ٹکرانے لگے فریاد فریاد

اور ہم لوگ پھر قدمبوسی سے مشرف ہون اے گلعذار جب دیکھو گی تب آگاہ ہو گی گر
رفیق پرور رہین مین کنیزان شاہی سے ہون میثاق نے بہار کو تخت پر سوار کیا آپ
پایۂ تخت پر ہاتھ رکھ لیے ایکطرف گلعذار نوبت ونقارے بجاتی ہوئی اس د
سے طرف لشکر کے چلی سرداران کو جو معلوم ہوا کہ بہار لشوکت تمام آتی ہین و
استقبال کے آئے لبشوکت تمام بہار کو داخل لشکر کیا گلعذار سے مل کر سب سر
خوش ہوے ہر ایک کا یہ قول تھا کہ جمشید بڑا ظالم ہی اس بیچاری کو بیوہ کیا
غضب کی بات ہی سردار حسینان نے جواب دیا کہ اب بدنصیبی اُسکی ظاہر ہوئ
ہی کہ اپنون کو بیگانہ کرتا ہی اور پھر دعوی خدائی پہ مرتا ہی اہل لشکر مطمئن ہو کر قو
رکھتے ہین کہ کوچ کر بن کہ صحرا سے گرد اُڑی رستم جادو کہ پہلوان زبردست بھی ہی ا
سحر مین بھی دعوی رکھتا ہی مقابلۂ لشکر مین آکر اُترا کہلا بھیجا کہ اے میثاق لشکر
لے کر پلیٹ جاؤ مین برائے گرفتاری بادشاہ جمجاہ جاتا ہون تم لوگ اپنی جان بچ
ایسا نہ ہو کہ ما بدولت کے ہاتھ سے مارے جاؤ میثاق نے کہلا بھیجا کہ جو تجھسے
اُسمین قصور نہ کر ہم تجھے خود مقابلۂ شاہ مین جانے نہ دین گے اُس ساحر نے طبل
بجوایا رات بھر تیاریان رہین صبح کو میثاق نے لشکر کو آراستہ کیا آپ سب کے آ
تخت شاہی کوتل شاہزادیان تخت کو گھیرے ہوے ایک طرف بہار اعجاز بیا
اور ایکطرف سردار حسینان اور ایک طرف بحرین اور ایک طرف یاسمن رنگیں
اور ایک طرف گلگونہ معشوقہ اولی طلسم کشا اور ایک طرف گلعذار زعفران پو
نو مطیع اسلام منظور نظر میثاق یہ سب شاہزادیان گلعذار کو گھیرے ہوے ہ
گاتیان سب باندھے ہوے تاج ہائے یاقوتی سرون پر لپشت پر فوج بیشمار ہرا
لالہ رخسار طاؤس زرین بال پر سوار اس کر و فر سے میثاق لشکر میدان مین لیکر آ
اور اُس طرف رستم سب کے آگے بڑھا ہوا گینڈے کو اُڑاتا ہوا بڑے زور وشور
میدان مین آکر پہونچا صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے ہٹے رستم نے گینڈ
اپنا نکالا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میدان مین نکلے مگر ان معشوقو

فسر نے کہا کہ مین آپ کو نہ جانے دونگا سبزوار نے تلوار اُٹھائی اُس افسر نے تلوار
بزلی کہا ای شاہ غضب کرتے ہو اپنے رفیق کو قتل کرتے ہو مین تمھین قتل کرونگا بہار دو
ے تماشاے جنگ دیکھ رہی ہین اور گلعذار کے سحر کی تعریفین کرتی ہین کہ کیا عمدہ ساحر
لشکر مین بڑی رونق ہوگی مگر دیکھیے اس جنگ کا کیا انجام ہو اُس افسر نے جب
بزوار کو روکا تو سبزوار نے اُسکے مُنھ پر تھوک دیا افسر نے کہا کہ تمنے ہمارا دھرم
س کیا یارو اس بدبخت کو لینا سب سپاہی سبزوار پر ٹوٹ پڑے گلعذار پکارتی
رکہ ہان یارو اسکو قتل کرو سپاہیون نے سبزوار کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور فریاد
نے لگے کہ ای وزیہ اعظم ہمنے تمھارے دشمن کو قتل کیا اب کیون تکلیف کرتے ہو ہم سب
ھارے تابعدار ہین اطاعت سے مُنھ نہ پھیرین گے میثاق نے ہاتھ روکا پانچہزار
دمی جو قتل سے بچے تھے وہ سب مطیع اسلام ہوے میثاق نے جو بہار کو دیکھا
رہاتھ چوم لیے کہا یہ آپ کے سحر کی تاثیر تھی بہار نے کہا کہ ای میثاق یہ میرا سحر نہ تھا
سلم نے تمھاری مدد کی میثاق نے پوچھا وہ کون ہی بہار نے گلعذار کو آواز دی
عذار بشکل سپاہی آئی بہار نے کہا کہ اپنی صورت اصلی دکھاؤ گلعذار نے سحر کرکے
ورت بدلی رنگ وروغن اُڑ گیا صورت اصلی نکلی آفتاب تھا کہ طالع ہوا میثاق
ورت زیبا دیکھ کر دنگ ہو گیا بحسرت پوچھا کہ یہ گل کس گلستان کی ہین اور ماہ کس
مان کی ہین بہار نے بیان کیا کہ یہ زوجہ سہال تاجدار ہین انکے شوہر کو جمشید
مار ڈالا لیکن چونکہ عصمت دار تھین اُس سے گریز کیا اور ہمارا مذہب اِنھون نے
ول کیا اور ہماری شریک ہوئین ایک ساحر اسلم نامے آیا تھا اُسنے اِن کو روکا مین نے
ے واصل جہنم کیا میثاق نے بہار سے اشارہ کیا کہ اگر یہ مجکو قبول کرین تو مین
اِنکی خدمتگزاری کرون بہار نے گلعذار سے کہا گلعذار نے کہا کہ سمجھا جائیگا
تم لوگون کی راے ہوگی وہ ہی ہوگا جب تم مین چلی آئی تو پھر کیا عذر ہی یہ مجال
ہین ہی کہ جمشید ہمارا کچھ کر سکے مگر ای بہار بادشاہ حمجاہ آج کل کہان ہین بہار
کہا کہ بڑے سخت مقام پر گئے ہین مرحلہ حکما پر اُن کا گذر ہی خدا اُنکو مظفر و منصور کرے

اجل کا سامنا ہی یان کنارِ گور ہی عاشق ۔ وہان ہی غیر کے ہمراہ رہتی سیر ساحل
فرشتہ بھی اگر پوچھے علانیہ کہین سطوت ۔ لطافت سے فقط ہی شعر گوئی ہمنے حاصل

اور گلعذار کے سحر نے یہ رنگ دکھایا کہ ہزار ہا طائران خوشنوا اُڑتے پھرتے ہین جس سر پر طائر بیٹھ گیا وہ پتھر کا ہو گیا ہزار ہا اہل فوج سنگی ہو گئے افسر جو پکارتے ہین تو کوئی جواب نہین دیتا گلعذار نے پکار کر آواز دی کہ حضور آپ ٹھہر جائیے مین ابھی میثاق کو رہا کئے دیتی ہون بہار نے تامل کیا گلعذار دونون پائون مار کر غرق زمین ہوئی ایک سپاہی کی صورت بنکر مجمع مین پہونچی اور پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہٹ جاؤ مین اسکو قتل کرونگا لوگ سمجھے کہ نیا سپاہی ہی بادشاہ نے حکم قتل دیا ہوگا لوگ تو سب ہٹ گئے اور تیغ کھینچ کر گلعذار قریب آئی کہا ای وزیر اعظم سنبھل کر بیٹھو مین تمہارے قتل کو آیا ہون میثاق گھبرا گیا سمجھا کہ شاید اُس ظالم نے حکم قتل دے دیا مگر گلعذار نے بڑھ کر زبان سے سوزن نکالی اور پکار کر آواز دی کہ ای وزیر اعظم اُٹھو وقت رہائی آگیا میثاق کی زبان سے جو سوزن نکلی سب قید کو توڑ کر پھینک دیا مگر حیران ہی کہ یہ کون تھا جسنے سوزن نکالی چہار طرف حیران حیران دیکھ رہا ہی مگر کچھ سمجھ مین نہین آیا یہ سمجھ لیا کہ کوئی ہمارے رفیقون مین پہونچا اُسنے مدد کی زمین پر جُھک کر کچھ سنگریزے اُٹھائے لشکر پر پھینک مارے کئی سو کے سر اُڑ گئے بعض آپس مین لڑنے لگے گلعذار بھی ایک گوشے سے سحر کر رہی ہی کبھی آگ برسائی کبھی پانی برسایا ہزارون غرق دریائے لعنت ہوئے مگر سبزوار نے جو دیکھا کہ میثاق رہا ہو آتا ہی پکار کر آواز دی ہان یارو اسکو مار لو یہ اکیلا ہی تم بہت ہو مین سحر کرتا ہون یہ کہہ کر سحر کیا میثاق پر تلوارین برسائین میثاق نے رد سحر کیا وہ تلوارین پلٹ کر لشکر دشمن پر برسنے لگین ہزارونکے سر اُڑ گئے اب سبزوار نے چاہا بھاگ کر نکل جاؤن سمجھ گیا کہ سحر مین اسپر غالب نہ ہونگا کیونکہ یہ بلائے روزگار ہی میرا سحر کرنا بیکار ہی تخت سے کودا ایک طرف چلا گلعذار نے سحر کیا ایک افسر نے پکار کر کہا کہ ای شہنشاہ کہان چلے سبزوار نے کہا تو کیا جانے کہ مین کس فکر مین ہون جنگ مین مصروف ہو دشمن نکلنے نہ پائے اُس

بحراست گردا ٹری بہار دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک تاجدار تخت پر سوار ہی اور ایک ارابے پر میثاق کو وہ گرداں مسلسل و مطوق زبان مین سوزن انپی جان سے بیزار زنجیرین ہلا رہا کوئی نیزہ مارتا ہی کوئی کلمات سخت کہتا ہو وہ تاجدار پلٹ کر حکم دیتا ہی کہ اس گنہگار کو بہت ستاؤ اور مژدہ دو کہ کیون گھبراتا ہی وقت تیرے قتل کا قریب آگیا ہی دربار خداوندی قریب ہی زبردستی ظلم کرنا اُسکا یہ انجام ہوتا ہی اس کہنے پر وہ سپاہی جو درمیان میثاق ہین اور زیادہ ستاتے ہین کبھی زنجیرین ہلاتے ہین کبھی قریب آکر طعن و تشنیع کرتے ہین کہ کیون ای میثاق تم وزیر اعظم خداوند کہلاتے تھے آج ہم لوگون مین قید ہو قدرت تم کو اس حال مین دیکھ کر کیسا خوش ہونگے فرماوینگے ہمارے وزیر کا یہ حال کیا یہ ہمسے منحرف ہونے کا نتیجہ ہی اور عداوت کا یہ انجام ہوا میثاق اپنی جان سے بیزار بیٹھا ہی کبھی کہتا ہی کہ ای بیجیاؤ اسی مقام پر قتل کر ڈالو میرا ہمدرد مددگار کسی مددگار کو بھیجیگا بہار نے چھپ کر جو یہ حالات سُنے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا دل مین کہتی ہی کہ ای بہار ان دشمنون نے اسکو کہان پایا ایسا ساحر نامی و گرامی کیون گرفتار ہو گیا ان کے دام مین پھنسا یہ سوچ کر گلدستہ مارا گلدستہ جو پھٹا گلعذار نے بھی اپنا سحر کیا اتنا بہار سے پوچھ لیا یہ سب آپس مین لڑین اور جان دین گلدستہ بہار نے یہ رنگ دکھایا کہ لشکر پر سبزوار کے پھول برسنے لگے جسنے پھول سونگھے وہ دیوانہ ہو گیا بھائی پر بھائی جا پڑا باپ کو بیٹے نے قتل کیا بعض گھبرا گھبرا کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

تا مد نظر ہی مجکو خال روے قاتل کی
محبت ہو گئی ہی جب سے اک بیرحم قاتل کی
کوئی مشکل ہوئی در پیش جو مجکو زمانے مین
مری حسرت زدہ صورت پہ شاید رحم آیا ہی
برائے فاتحہ اُس شعلہ رو نے ہاتھ جب رکھا
الٰہی خیر ہو شاید جنون پھر رنگ لائیگا

بناؤنگا سیاہی آج اپنے آنکھ کے تل کی
ہمارے دل نے بیتابی ہی سیکھی مرغ بسمل کی
تو فوراً حل مرے مشکلکشا نے آکے مشکل کی
جو کھنچکر رہگئی ہی میان سے تلوار قاتل کی
مری تربت پہ روشن ہو گئین شمعین انامل کی
یہ کیون بڑھنے لگی ہی خود بخود وحشت مرے دل کی

اطاعت پروردگار کردن اور دل سے عہد کیا کہ ای پروردگار مسلمانون مین مجھکو بہونچا
جمشید نے نہ پہچانا چھوڑا اس ساحر کو بھیجا تھا کہ پکڑ لاؤ اسنے آکر سحر کیا مگر دیکھا آپ نے
مین نے کیونکر اسے قتل کیا بہار نے گلعذار کو ساتھ لیا کہا ای آوارۂ دشت ادبار
لشکر مین چلو گلعذار ساتھ بہار کے طرف لشکر کے چلی مگر لاشۂ اسلم قیصر ہفت رنگ
مین پہونچا سامنے جمشید کے گرابیرون نے آواز دی کہ اسکو گلعذار زعفران پوش
نے مارا جمشید نے زانو پیٹ لیا کہا لو صاحبو گلعذار بھی مسلمانون مین گئی وزرا نے
عرض کی کہ یا خداوند تدبیر کیجیے اب فتح طلسم قریب ہی جمشید نے کہا کہ یہ نام نہ لو
طلسم فتح نہ ہوگا اور طلسم کشا سر ٹکرا ٹکرا کر مریگا کسکی مجال ہو کہ مجھ تک آئے وزرا
و امرا خاموش ہو رہے ہے لیکن یہان سے اس داستان کو چھوڑتا ہون اب کچھ حال
میثاق کوہ گردان گزارش کرتا ہون کہ میثاق کوہ گردان کو سبزوار گرفتار کیے
طرف جمشید کے چلا لیکن میثاق بہت پریشان ہے دل مین کہتا ہے کہ کیون ای میثاق
سبزوار نے بڑا مکر کیا کہ تم کو شراب آغشتہ بہ داروے بیہوشی پلا کر بیہوش کیا اور
حالت مین مسلسل و مطوق کیا اب دیکھیے کیونکر رہائی ہو ہمراہیان سبزوار جب میثاق
پر بدعت کرتے ہین تو بیقرار ہو کر درگاہ مین خداوند کریم کی عرض کرتا ہے کہ ای کریم
رحیم و ای سمیع و علیم اس آفت سے بچالے نظم

دم غنیمت دان مزن بے یاد حق ای یار دم — مگذران از عمر خود اندر جہان بیکار دم
کی کند بار دگر سوے تن خاکی رجوع — چون برون آید ز جسم لاغری یکبار دم
ہمدمان این جہان گویند یک دم الوداع — چون جدا گردد ز جسم زار آخر کار دم
کی شود جانبر ازین مہلک مرض اہل طمع — بلکہ بشمارد بحال نزع آن بیمار دم
بندۂ حق دوست کی آید بہ بند حرص و آز — مرد عاقل کی خورد از نفس مکار دم
از گناہ خود پشیمان باش و نادم روز و شب — بگذران در توبۂ تقصیر و استغفار دم
ہمدیا تا زندہ در فکر سیم و زر مباش — بگذران آسودہ در دنیا بہر اطوار دم

قضاے کار بہار اعجاز بیان و گلعذار زعفران پوش باتین کرتی ہوئی آتی

گلعذار نے ایک چیخ ماری پکار کر کہا کہ ای ملکۂ عالم مجکو بچائیے یہ سحر جمشید کا تھا اسلم
تلوار کھینچ کر چلا چاہا کہ گلعذار کو قتل کرون گلعذار دعائین مانگنے لگی کہ ای کریم و رحیم
کرم اپنا شریک کر شوہر تو قتل ہو چکا مین بھی بیخطا قتل ہوتی ہون نظم

یکہ در ہر مذہب و ملت توئی مقصود ما ۔ در میانِ ہر عبادت خانۂ معبود ما
ود تو شد باعث نابود ما و بود ما ۔ گشت موجود از وجود ت ہستی موجود ما
ہرہ بنما تا شود بر اوج نیکو طالعی ۔ روشن از نور سعادت طالعِ مسعود ما
رم بازار محبت ساختی ہر چار سو ۔ اندرین سودا بیفزودی تو اصل سود ما
علۂ ہجرت بسوزد خرمن آب و گلم ۔ آتشِ جانسوز عشق از جان برآرد دود ما
لیکن ای فاتح ابواب الطاف و کرم ۔ چون بدست تست مفتاح درِ مسدود ما
منہ بر ہستی فانی این دنیاے دون ۔ زانکہ نابود است ہندی انتہاے بود ما

بہار نے جو یہ اشعار سنے سمجھی کہ یہ مطیع اسلام ہی کیا باعث اسپر زوال آیا یہ سوچکر
ہی للکارا کہ او ساحر خبردار کیون اسے قتل کرتا ہی کچھ خوف خدا نہین وہ تو اپنے معبود
حقیقی سے دعا مانگ رہی ہی اور تو جبر کرتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا اسلم کب سنتا ہی
ب تو بہار نے گلدستہ مارا ہوا سے سر دہلی غنچے چٹک کر گل ہونے لگے نخل تھرائے
خین خم ہوئین پتّے تالیان بجانے لگے اسلم حیران ہو کر ٹھہرا اسلم کے ٹھہرتے ہی
عذار نے کہ خود ساحرۂ کامل ہی آواز دی کہ او بے حیا تو کیسا مرد ہی کہ تلوار
ین لگائے ہی کھینچتا نہین ہرچند کہ بہار نے کہا کہ ای نازنین اب سحر نہ کرنا مگر گلعذار
نہ مانا ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ زمین تھرائی اسلم نے تلوار کھینچی گلعذار نے پکار کر
اک تلوار کے جوہر دکھاؤ اسلم نے تلوار کھینچ کر گلے پر رکھ لی گلعذار نے کہا کہ اسکو
چھا اسلم نے تلوار کھینچ لی سر کٹا ہنگامہ ہوا مگر لاش مین اسلم کی تھرتھری پیدا تھی ایک
لہ گرد کا زمین سے پیدا ہوا لاشہ اسلم کا اُس مین لپٹا طرف آسمان کے چلا بہار نے
پکار کر آواز دی کہ ای گلعذار چلی آؤ یہ کیا معرکہ ہوا گلعذار نے کہا کہ دربار مین جمشید
شوہر نے میرے جان دی مین نے جب دیکھا کہ جسکو سجدہ کرتی تھی وہ ہی دشمن ہوا تو

کہا ای اسلم بڑھ کر خبر تو لے کہ یہ ظالم کہان گئی کون اسکو بٹھا سکیگا اگر دیکھنا کہ کسی
پر ہو تو گرفتار کر لانا یہ کہتا ہوا پلٹا اُس راہ سے گذرا کہ جہان پر لاشہ شبدیز پڑا
جھلا کر حکم دیا کہ اسکا لاشہ جنگل مین پھینک دو یہ ملعون اسی لائق تھا جیسا کیا ویسا
انجام ہوا ساحرون نے لاشہ شبدیز بیرون لشکر پھینک دیا مگر اسلم جست و خیز
کرتا ہوا چلا یہان بہار اعجاز بیان صحرا مین شکار کھیل کر شبدیز کو پھیر کر آیا
مقام پر رُکی قضائے کار اُسی صحرا مین گلعذار کا بھی گذر ہوا دیکھا ہزارون طائر بھاگے
چلے آتے ہین گلعذار حیران ہوئی کہ ان طائرون کو کسنے ستایا جو بھاگے چلے آتے ہین
دور سے دیکھا کہ بہار اعجاز بیان کھڑی شکار کھیل رہی ہو پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ
ملک خوبی وای سرو روان باغ محبوبی کس حال مین ہو بہار اعجاز بیان پلٹی پلٹکر دیکھا
کہ گلعذار زعفران پوش دیوانہ وار وحشی مثال فریاد کرتی ہوئی آتی ہو اور زبان پر
نعرہ ہو کہ حضور فریاد کرتی ہون مجکو جمشید نے لوٹ لیا میرا شوہر بے خطا قتل ہوا
نے ٹھہر کر آواز دی کہ میرے قریب آؤ مین مطلب تو سمجھون کہ پشت سے نعرہ ہوا کہ ار
گلعذار کہان جاتی ہو مثم اسلم مردار خوار یہ کہہ کر ایک گولہ مارا گلعذار جب تک
پلٹے پلٹے وہ گولہ آکر پھٹا چند طائر پیدا ہوے ایک طائر نے سر پر آکر زفیل مار
اور زفیل مار کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

عشق ہو گا کسی خوش چشم حسین کا مجکو
ہوئی زنجیر پہننے کی تمنا مجکو

ہی جو مطبوع گل نرگس شہلا مجکو
ہو گیا اُلفتِ گیسو مین یہ سودا مجکو

قاصدا اُن کو یہ پیغام زبانی دینا
مرضِ عشق سے فوراً ابھی ہو جائے شفا

لب پہ دم ہو غم دوری نے ہی مارا مجکو
شکل دم بھر جو دکھائے وہ مسیحا مجکو

ہائے اس بات کی امید نہ تھی قاتل سے
جائیگا چھوڑ کے مقتل سے تڑپتا مجکو

باغ جنت مین نہ حورونسے مخاطب ہونگا
وان بھی ہو گی ترے ملنے کی تمنا مجکو

فرحت و عیش و خوشی سے مجھے سطوت کیا کام
غم ہو دنیا مین حسینؑ ابن علیؑ کا مجکو

یہ اشعار پڑھ کر طائر نے ایک چیخ ماری اور جل کر خاک ہوا خاک اُسکی جو گلعذار پر گری

کام آوُنگا یہ کہکر طائر اُڑا شبدیز پیچھے پیچھے طائر کے دوڑا ہوا جاتا ہی شبدیز جہان پر
رُک جاتا ہی طائر پلٹ کر سایہ اپنا ڈال دیتا ہی جب سایہ اسپر پڑتا ہی تو پھر ولولہ زیادہ
ہوتا ہی اگر راہ مین کوئی ساحر ملا اور اُسنے پکار کر پوچھا کہ ای وزیر اعظم کہان جلتے ہو
کس حال مین ہو تو شبدیز ٹھہر کر کہتا ہی وہ جھوٹا خداوند یعنے جمشید ثانی بیٹھا ہوا
عیش کر رہا ہوگا جاکر اُس کی گردن ناپون دعوی خدائی سے توبہ کراؤن وہ ساحر
ہنس کر کہتا ہی کہ تم وزیر اعظم ہو کر ایسا کلمہ نہ کہو شبدیز اُسپر جا پڑتا ہی اور گولہ مارکے
اُسکو مار لیتا ہی پھر طائر آکر عکس ڈالتا ہی پھر شبدیز اُسی طرح روانہ ہوجاتا ہی
اسی طرح راہ طی کرکے قریب لشکر جمشید پہونچا دور سے دیکھا کہ لشکر مین عجب
ہنگامہ ہی گلعذار زعفران پوش لاکھون جادوگرون سے لڑ رہی ہی اور پکار کر
کہتی ہی کہ او جمشید جو تیرا ارادہ ہی وہ کبھی پورا نہ ہوگا مگر مقام افسوس ہی کہ نہین
معلوم شبدیز پر کیا گذری کہ شبدیز نے آواز دی ای معشوقہ پری پیکر و ای حور منظر
مین حاضر ہون یہ کہکر تلوار پکڑ کر جا پڑا افوج کو پامال کرنے لگا جمشید کو لوگون نے
خبر دی کہ آپ کے لشکر پر شبدیز پھر آپڑا ہزارون ساحرون کو قتل کر رہا ہی گلعذار
پر مبہوت ہو رہا ہی مگر گلعذار نے اب تک اُسپر سحر نہین کیا شبدیز لڑ رہا ہی یہ سُن کر
جمشید نکل آیا دیکھا شبدیز لشکر سے جنگ کر رہا ہی مگر جوش و خروش بڑھا ہوا ہی دل
مین سوچا کہ اب یہ کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا ایک سنگریزہ اُٹھایا سحر کر کے شبدیز پر مارا
وہ سنگریزہ شبدیز کے سینے پر آکر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا شبدیز جو مارا گیا تو
اندھیرا ہو گیا گلعذار نے دیکھا کہ شبدیز کو جمشید نے مار ڈالا اب جو روشنی ہوگی تو یہ
مجھپر پلٹیگا اکثر ساحر خدمت مین اسکی ایسے ہین کہ مجکو گرفتار کر لین گے یہ سوچکر لشکر
سے نکلی مگر حیران ہی کہ کہان جاؤن آخر سوچی کہ لشکر سعد شہریار مین چلو یہ سوچکر چلی
اور لشکر سے نکل گئی جب اندھیرا برطرف ہوا اور آواز آئی کہ گشتی مرا نام من شبدیز
پاباک خرام بود یہ آواز سُن کر جمشید دیکھنے لگا روشنی بھی ہو گئی دیکھا گلعذار نکل گئی زانو
پیٹنے لگا کہتا تھا کیا غضب ہوا کہ معشوقہ نکل گئی اسلم مردار خوار سے کہ مصاحب مین ہی

دربدر خاک بسر ہوگئے رسوا ہوکر — کیسے برباد ہوے آپ کے شیدا ہوکر
آیئے آپ جو ہم خاک نشینون کی طرف — فرش بنجائین ابھی دامن صحرا ہوکر
چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تمپر — گھٹنے لگتا ہی مہ چاردہ پورا ہوکر
بحر عالم مین یہ پستی و بلندی ہی عیان — کشتی عمر بھی ڈوبی تو وبالا ہوکر
گالیان کو سنے دیتا ہی قمر کو کیا تو — آج جو جو کہ ترے دلمین ارادا ہوکر

جب یہ آواز کان مین آئی تو بہار نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ شبدیز دیوانہ وار دشت
اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آتا ہی کبھی بیقرار ہوکر پکارتا ہی کہ ای جان جہان وای آ
دل مشتاقان وای گلعذار زعفران پوش کیونکر تم تک پہونچونگا پھر کیونکر جمال جہا
نظر آئیگا بہار نے جو اس حال زار سے شبدیز کو دیکھا حیران ہوئی کہ یہ کیا معرکہ
کسنے سحر کیا مین نے تو اسے جمشید کے پاس بھیجا تھا کہ جاکر اُسکا سر لاؤ یہ کیا حال ہ
آخر کتاب سوانحات نکالی اُسمین دیکھا نوشتہ پایا کہ یہ دربار مین جمشید ثانی کے
گلعذار زعفران پوش نے اِسکو دیوانہ کیا اپنی صورت کا فریفتہ کیا ہی مگر جمشید
بھی اُسپر عاشق ہوا ہی شوہر کو اُس کے مار ڈالا ہی وہ دربار مین جمشید کے لڑ رہی ہی
جمشید چاہتا ہی اُسپر قبضہ کرون مگر وہ نہین مانتی شوہر کو یاد کرکے رو رہی ہی
ہی جمشید پر جا پڑون مگر جمشید کیا ایسا حلوا ہی ساحر مکار دغاباز و شعبدہ پر
ہی کتاب سوانحات دیکھکر بہار نے جھولی سے گلدستہ نکالا اپنے کو پشت نخل پر مخ
اور اسم سحر پڑھکر گلدستہ پھینکا گلدستہ الگ جاکر پھٹا شبدیز نے دیکھا بوے خوش
لپٹین چلی آتی ہین نخل سرسبز و شاداب طائران زمزمہ سرا شاخہاے نخل پر آکے
زمزمہ سرائی کرنے لگے اب شبدیز حیران ہی کہ صحرا کیا بہار دکھا رہا ہی سامنے چشمہ
تھا اُس مین اپنی صورت دیکھنے لگا رنگ اپنا متغیر پایا حیران ہوکر چہار جانب
کہ بہار اپنے مقام پر ہنسین ہنستے ہی پھول برسنے لگے شبدیز نے چند پھول اُٹھاکر
اور زیادہ مبہوت ہوا کہ ایک طائر کاندھے پر آکر بیٹھا کہا او بیغیرت مین دربار خد
مین جاتا ہون نہین معلوم معشوقہ پر کیا آفت ہوگی اگر اس وقت مین مدد نہ کی تو

نہا کے نشے مین ہو پکار کر کہا کہ یارو معشوقہ کہان گئی میرے تو کلیجے پر چھری چلگئی مین نے
اص اُسی کے واسطے شوہر کو اُسکے مار ڈالا کہ کوئی جھگڑا باقی نہ رہے ساحر یہ سُنکر دوڑے
در سے دیکھا کہ گلعذار لشکر کو طے کرتی ہوئی جاتی ہی ساحرون نے للکارا کہ اے گلعذار
ہان جاتی ہو ٹھہر جاؤ قدرت یاد فرماتے ہین گلعذار نے پلٹ کر جواب دیا قدرت
خاک مارتے ہین شوہر کو میرے قدرت نے مارا اگر صاحب اختیار ہوتی تو بدلا لیتی
رخیر جو عادل منصف کل کا حاکم ہی وہ اس بیجیا سے بدلہ لیگا افسردن نے دیکھا کہ گلعذار
ین رُکتی پکار کر فوج کو آواز دی کہ ہان یارو حکم خداوندی ہی گلعذار کو گھیر لو فوج دوڑ
نا لینا کہکر اُٹھے گلعذار نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ پھول جھینک مارے سارے دہشت
زعفرانی ہو گئے جسنے دیکھا وہ ہنستے ہنستے دیوانہ ہو گیا گلعذار یہ سحر کر کے آگے بڑھی جب
احر آ کر گھیرتے ہین گلعذار جان بچانے کے لیے سحر کر کے دس بیس قدم بڑھ جاتی ہی پھر
ں فوج آ کر گھیرتے ہین اس حال مین گلعذار لڑتی بھڑتی جاتی ہی اہل فوج قتل ہو رہے
ئی ہزار لاشے گرے مگر زمین پر گرتے دیکھا پھر لاش معلوم نہین ہوتی گلعذار حیران ہی
لیا معرکہ ہی اہل فوج چاہتے ہین گلعذار کو گرفتار کرین مگر گلعذار چہار جانب
ہ ڈالتی ہوئی لڑتی ہوئی جاتی ہی ہرچند لوگ چاہتے ہین گرفتار کر لین مگر کسی کا حوصلہ
ین پڑتا کہ ہاتھ ڈالدے جو قریب جاتا ہی اُسکا سر اُڑا دیتی ہی کسی کے سحر کو نہین مانتی
شید یہ سب رنگ دربارگاہ سے دیکھ رہا ہی ارادہ کرتا ہی کہ جا پڑون مگر پھر سوچتا
ہ ایسا نہ ہو سحر اس عورت کا مجھپر غالب آئے تو کیسی شرم کی بات ہی مگر شید بیز
ین گلعذار زعفران پوش کے جھومتا ہوا جاتا ہی یہان بہار اعجاز بیان
گاہ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی اپنے مقام سے اُٹھی گلگونہ نے پوچھا کہ اے ملکۂ عالم کہان
ن بہار نے کہا کہ کچھ خود بخود دل گھبراتا ہی مین جنگل کی سیر کر کے ابھی آتی ہون کنیزون
چاہا ساتھ چلین بہار نے منع کیا کہا مین ابھی چلی آؤنگی یہ کہکر بارگاہ سے باہر
ین ٹہلتی ہوئی صحرا مین آئین صحرا کا تماشا دیکھ رہی ہین تیر و کمان ہاتھ مین ہی جس
ز پر جی چاہا تیر مار دیا یکایک ایک آواز کان مین آئی جسکا مضمون یہ تھا نظم

نہال جو سحر کرتا ہی جمشید اُسکو مٹا دیتا ہی مگر زن وشوہر آمادہ فساد کھڑے ہین
جمشید اپنے مقام سے اُٹھا چاہا نہال کی گردن تھام لون گلعذار نے برق گرائی
ہاتھ جمشید کا زخمی ہوا بس جمشید بگڑا کہا کیون او بندی قدرت کے ساتھ تو نے یہ
بے ادبی کی ہی شرط کہ تجکو دیوانہ بنا دون کسی صحراے ویران مین تیری سکونت کرا
گلعذار چونکہ عورت ہی جمشید نے جو یہ بگڑ کر کہا کانپنے لگی ہاتھ باندھ کر کہا کہ یا خ
معاف فرمائیے واہیات بات مین تکرار نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ کچھ قدرت کا نقصان
جمشید نے کہا کہ اب کیا نقصان ہوگا شوہر تیرا برابری کر رہا ہی ابھی تقدیر کر
جلادون جہنم مین پھنکوا دون کہ اُسکو بھی معلوم ہو قدرت سے تکرار کرنے کا یہ ا
ہوا نہال نے کہا کہ جو آپ کے مزاج مین آئے وہ میرے واسطے کیجیے مگر زوجہ
نہ چھوڑونگا یہ کہکر جمشید کی نگاہ بچا کر ایک گولہ فولادی نکالا ہاتھ مین لیکر کہا یا خ
اس حربے سے تو بچیے یہ کہکر گولہ مارا مگر گلعذار نے شوہر کے سحر کو زور دیا اور
ای سحر سامری جمشید کا سر زخمی ہو کہ یہ بھی جانے ساحر ایسے ہوتے ہین گولہ
آکر جمشید کے پھٹا سر جمشید کا زخمی ہوا جمشید خون پونچھنے لگا اور پکار کر آواز
کہ یارو تم سب دیکھ رہے ہو یہ بیہودہ میری برابری کرتا ہی عورت کے واسطے ا
جان دینے کا ارادہ کرتا ہی اور مین کبھی نہ مانونگا آنکھین اسکی قدرت کو ایسی
ہوئی ہین کہ تیر مژگان نے کلیجہ فگار کیا ہی کئی سو افسر کچھ تاجدار لینا لینا کہکر
نہال کے چلے نہال نے سحر کیا کئی جوانون کے سر اُڑ گئے جب تاجدارون کے
گرے تو جمشید نے تخت کے نیچے ہاتھ بڑھایا تخت کے نیچے سے ایک کارد نکالی آ
بڑھ کر نہال پر کھینچ ماری ہرچند نہال نے اپنے کو بچایا نہ بچ سکا سینے پر پڑی
کو توڑ کر پار گذری نہال گرا اندھیرا ہو گیا مگر گلعذار نے جو اپنے شوہر کا لاشہ
ہرچند کہ کلیجہ تڑپ گیا مگر خیال مین آیا کہ اپنی عصمت بچاؤ نکل چلو اُسی اندھیرے
چلی بارگاہ سے نکل گئی کسی نے نہ دیکھا بعد تھوڑی دیر کے یہان آواز آئی کہ کشتہ
نام من نہال تاجدار بود اب روشنی ہوئی جمشید نے دیکھا کہ گلعذار نکل

یسا پتلہ بنایا کہ تم اُسپر مائل ہوے یہ مجال نہین کسی کی کہ اسپر ہاتھ ڈالے اگر شب کو اسکو
سان چھوڑ جاؤ گے تو کیا نقصان ہوگا صبح کو پھر آکے اُسی طرح پاؤ گے خوش ہو جاؤ گے
ہال نے گھبرا کر کہا کہ یا خداوند کیا آپ نے مجھے قرمساق بنایا ہی کہ زوجہ کو چھوڑ جاؤ
ر آپ اُس سے چین کرین یہ وہ ثابت قدم ہی کہ کبھی آپ کا کہنا نہ مانے گی آپکو رنجیدہ
ریگی یہ کہکر نہال نے قبضے پر ہاتھ ڈالا جمشید نے کہا کہ ای نہال کیون دیوانہ ہوا
ابھی میرا دل چاہے تو ہاتھ کو تیرے خشک کردون کیا مجال کہ تلوار کھینچ سکے ما بدولت
راوند ہین تو ایک گندہ بندہ ہی نہال نے کہا کہ مین سب طرح سے آپ کا معتقد ہون
راس مقدمے مین آپ کا کہنا نہ مانونگا جمشید نے کہا کہ مین گلعذار کو نہ جانے دونگا
ج شب کو یہان رہے پھر مین کبھی جھگڑا نہ کرونگا سب شاہزادیان حیران ہین کہ آج
رت کو کیا ہو گیا دوست کو دشمن بناتے ہین کیا کیا کلمات فرماتے ہین بعض کہتی ہین
اقبالی کی یہ صورتین ہین کوئی شوہر گوارا کریگا کہ زوجہ کو اپنی چھوڑ جائے اور قدرت
ش کرین بعض شاہزادیان اشارے کر رہی ہین کہ یا خداوند خاموش ہو رہیے مگر
شید اُن کو جھڑک دیتا ہی کہتا ہی کارخانۂ قدرت مین تم کو کیا دخل ہی ہم تو یہی تقدیر
چکے ہین اسکے خلاف نہ کرین گے اگر بخوشی نہ چھوڑیگا تو ہم بجبر نہ جانے دینگے نہال
نا کہا صاحب اُٹھو دیکھون تو کون روکتا ہی جیسے ہی نہال نے زوجہ کو اشارہ کیا
عذار نے چاہا اُٹھون جمشید نے ہاتھ تھام کر کہا کہ ای نہال حکم خداوند سے انکار کرتا ہی
انہ ہو قدرت کو غصہ آجائے نہال نے جھلا کر کہا کہ او نامنصف اگر مین ایسا
نا تو تیری مدد کو کبھی نہ آتا عین وقت پر آکر پہونچا ورنہ شبدیز قیامتین برپا کرتا جمشید
کہا اُسکی کیا حقیقت تھی ایک طمانچہ مارتا کہ سر اُڑ جاتا ای نہال ہٹ جا ورنہ قدرت
رتے ہین نہال نے تلوار کھینچی جمشید نے اشارہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی جمشید
کہا کہ ای نہال اختیار قدرت دیکھا نہال نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا اسباب
کالون جمشید نے کچھ اشارہ کیا ایک مارسیاہ جھولی سے نکلا قصد کیا کہ نہال کو
ن گلعذار نے ہاتھ مار دیا کہ وہ مارسیاہ جل کر زمین پر گرا آپسمین ایسے سحر ہونے لگے

قریب آکر پشت پر ہاتھ پھیرا کہا ای شبد یز جو ہم کہتے ہین اُس کو پختہ جانو ہم سب سامان
مہیا کر رکھین گے اگر تم کو منظور ہی تو بھونری پھر جائیگی شبدیز نے کہا کہ مین جان دینے
حاضر ہون اگر آپ حکم دین تو سر اپنا کاٹ کر قدمون پر ڈالدون ہرچند کہ وہ بھی معشوق
ہی مگر آپ سے بہتر نہین ہی گلعذار نے کہا خبردار ایسا نہ ہو کہ وہان جا کر ارادہ فاسد
شبدیز نے عرض کی قول مردان جان دارد و فعل مردان اعتبار جو کہتا ہون وہی کرونگا
مگر سب نے دیکھا کہ شبدیز کے مُنھ پر ہوائیان اڑنے لگین چہرہ زرد ہو گیا معلوم ہوتا تھا
چمن ہاے زعفران سے نکلا ہی زرد رو زرد لباس بدحواس تلوار کھینچے ہوے طرف
لشکر بہار کے روانہ ہوا جمشید نے آکر گلعذار کا ہاتھ تھام لیا کہا ملکۂ عالم کیا کہنا
کیا پاکیزہ سحر کیا ہی ہم وجد کرتے ہین یہ سحر ہمارے بزرگون کا بنایا ہوا ہی مگر تمنے خوب
تکلف سے قبضہ کیا زن و شوہر کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا شاہزادیونکو حکم دیا
سامان عیش و نشاط مہیا کرو ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبو لیے
حاضر ہوے ناچ ہونے لگا مگر جمشید گلعذار کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی اور دمبدم
نہال تاجدار سے کہتا ہی کہ ای نہال تم کیا صاحب نصیب ہو کیا زوجہ ملی ہی کس لطف
سے بہار کے سحر کو اُلٹا کیا مین بہت خوش ہوا دیکھیے انجام کیا ہو گلعذار نے کہا
بہار ایسی کیا حلوا ہی میان شبدیز وہان جا کر جوتیان کھاوینگے دیکھیے پلٹ کے
آتے ہین یا وہین مارے جاتے ہین جب جمشید نے دو چار جام پیئے اور نشہ ہوا تو
زیادہ بلبلانے لگا ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ گلے مین گلعذار کے ہاتھ ڈالدون گلعذار ہٹجاتی
ہی مگر کچھ لحاظ سے نہین کہتی نہال تاجدار نے جو یہ معرکہ دیکھا برہم ہو کر کہا کہ یا خداوند
ذرا حواس سے بیٹھیے دست درازی نہ کیجیے مین آپ کی مدد کو آیا ہون زوجہ سے مجھے
بڑی محبت ہی ہر وقت ساتھ رکھتا ہون بڑے بڑے تاجدارون نے قصد کیا مگر مین نے
اس کو نہین جانے دیا اور یہ بھی میری محبت کا دم بھرتی ہی اگر کچھ ارادہ ہو تو اُسے دل سے
نکال ڈالیے ایسا نہ ہو مجھسے کچھ بے ادبی ہو جائے اور قدرت کے خلاف ہو جمشید نے
کہا کہ ای نہال یہ بندی قدرت ہی قدرت نے سب شرف عطا کیے باپ دادا نے میرے

نہال نے کہا اُنکا تو کیا ذکر کرتا ہی میری معشوقہ کا وہ سحر ہی گلعذار زعفران پوش اپنے
ام کے موافق سحر کرتی ہی عمر بھر ہنسا کرو کیا مجال ہی کہ کوئی ہنسی کو مٹا دے ہنسا ہنسا کے
دمی کو دیوانہ کر دیتی ہی ہان صاحب ذرا اپنا شعبدہ اسکو دکھاؤ تو اُس معشوقہ نے
جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پڑیا نکالی اُس کو جو کھولا تازے پھول زعفران کے اُس مین تھے
سامری و جمشید کہہ کر طرف آسمان کے پھینکے آندھی سیاہ چلی صدہا نخل گر پڑے
ور ہزارہا خیمے اُڑ گئے شبدیز اندھیرے مین ٹٹولتا پھرتا ہی سحر کرنا بھولا یکایک
گلعذار زعفران پوش نے پھر ہاتھ سے اشارہ کیا ایک دنّاٹا ہوا کہ تمام زمین
تھرا گئی شبدیز وہ آواز سُن کر گرا اور گر کر بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی
رفع ہو گئی شبدیز بھی ہوشیار ہوا چہار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا گلعذار
نے دوسری پڑیا نکالی اُس پڑیا کو جو پھینکا یا تو تمام صحرا اُٹھا یا دیکھا کہ صدہا چمن زعفران
کے نمایان ہوئے ہزارہا طائر اُن چمنون مین بیٹھے زمزمہ سرائی کر رہے ہین یہ ممکن نہین
ان کو کوئی گرفتار کر سکے اس چمن سے اُڑ کر اُس چمن مین جاتے ہین کبھی منقارین کھولکر
غل مچاتے ہین زعفران کی اسقدر خوشبو ہی کہ شبدیز جھومنے لگا اور گلعذار سے
نذر کرکے تلوار کھینچی کہا جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن کہیے اپنا سر حاضر کر دون یہ کہہ کر طرف
صحرا کے چلا گلعذار زعفران پوش نے پکار کر آواز دی کہ ای وزیر اعظم خداوند کہان
جاتے ہو مجکو تو معلوم ہو اُسکا انتظام کرون شبدیز نے کہا صحرا نورد ہونگا دشت نجد
کی جستجو ہی اُستاد خوش نہاد قیس والا نژاد کو تلاش کرونگا فرہاد کوہکن کی بھی فکر ضرور
کرونگا ان لوگون سے ملاقات کرکے آتا ہون گلعذار نے کہا کہ ایک ہم کو بڑی ضرورت
ہی وہ بھی کام کرتے آؤ بہار اعجاز بیان اپنے حسن پر بڑا گھمنڈ رکھتی ہی اُسکا سر لاؤ تو
ہمارے تمہارے اقرار ہوتا ہی کہ ہم اپنی شادی تمہارے ساتھ کرینگے کسی طرح
ل نہ ہوگا شبدیز نے کہا کہ جو حکم حضور ہو وہ آنکھون سے بجا لاؤنگا جاتے ہی
بہار کا سر کاٹ لونگا لیکن وہ تو معشوقہ خوبرو ہی جب مجھے خیال آتا ہی تو دل دھڑکتا ہی
ایسا نہ ہو کہ مین اس کام کو کرون اور آپ انکار کرین گلعذار زعفران پوش سے

خداوند مردہ بہی لکھ گئے ہین یہ لفظ تفسیر طلب ہی جب مین قتل نہین ہو سکتا تو میرا کو
کیا کر سکیگا نہ سحر کرون کہ آپس مین لڑ بہڑ کر مرجاوین لیس مین کسی امر مین عاجز نہین
یہ کہکر جمشید چلا باہر نکل کر دیکھا کہ لشکر مین شبدیز ڈنہ باہوا سحر کر رہا ہی جمشید نا
ارادہ کیا کہ للکار کر جا پڑون کہ آسمان پرسے آواز آئی منم گلعذار زعفران بو
جمشید نے ہنس کر کہا کہ یہ وہ شاہزادی آتی ہی کہ جسکے سحر سے کوئی پناہ نہ پائیگا
چاہا کہ بڑھون وہ ابر سیاہ جو اُٹھا تھا پھٹا دیکھا ایک تخت پر ایک جوان تاجدار ہی
ایک معشوقہ نہایت حسین وجمیل پہلو مین بیٹھی ہوئی ہی وہ تاجدار پکارتا ہی کہ یا خدا
خیر تو ہی یہ آج کیون میان شبدیز بدلگامی کر رہے ہین اور یہ کیا معرکہ ہی جم
نے کہا کہ ای برادر تم کہان تھے سب تمہارا انتظار کر رہے تھے اُس تاجدار نے
یا خداوند اس شبدیز کو سمجھا دون آپ کو کلمات سخت کہہ رہا ہی لیکن مقام افسو
کہ آپ خداوند ہو کر کیسی پرورش کرتے ہین شبدیز بڑا گستاخ ہی جمشید نے کہا
نہال تاجدار کیا بیان کرون کیسا پریشان ہون اسکا مبہوت ہونا مجھپر بہ
شاق ہوا نہال تاجدار تخت سے کودا پکار کر آواز دی کہ او شبدیز بس ط
نہ بہر باگ اپنی روک کسکے عشق مین مبہوت ہی شبدیز نے پکار کر کہا ای نہال
تم دخل نہ دو مین اس جھوٹے کو سمجھا دونگا خداوند بن کر بیٹھا ہی وہ شاہزا
جو اس طلسم مین وحید و بے نظیر تہین وہ سب شریک مسلمانان ہوئین مگر بہار اعجاز
مجھسے راضی ہوئی ہی دلہن بنی بیٹھی ہی مین سر اس ملعون کا لیکر جاؤن کہ وصل سے
کامیاب ہون نہال نے کہا کہ خاموش رہ کلمات خلاف زبان پر نہ لا قدرت کو جھو
ہی ایسا نہ ہو کہ تیری زبان جل جائے شبدیز نے کہا کہ کوئی تاثیر اسمین نہین ہی خدا
مردہ کا اسنے نام مٹایا اور اپنا نام روشن کیا مگر کوئی تاثیر نہین رکھتا دن بھر شاہزا
کے ساتھ عیش کرتا ہی خدائی کے نام پر مرتا ہی نہال نے قریب آکر کہا کہ ای شبدیز
خاموش رہ جمشید کے بدلے تیرا سر بہار کے پاس روانہ کرونگا شبدیز نے کہا کہ
بیحیا اگر اپنی معشوقہ سے کہہ دون تو تم سب کو دیوانہ کر دے بہار اعجاز بیان کیا خوب سحر کر

ردہ مثل افسرون کے ہمارے ساتھ ہوتے اور ہم لوگ مثل چاکران کمترین ہمراہ رکاب
وتے تب البتہ کیفیت ظاہر ہوتی خارزار سب شاہزادیون کو ساتھ لیکر قلعے مین آیا
ہار اعجاز بیان کو تخت پر بٹھایا سردار حسینان دنگل زرین پر آکر بیٹھی مگر اورنگ
امان دعوت کر رہی ہی خود گلابی لاکر رکھتی ہی کنیزون کو آواز دیتی ہی کہ ارے کباب کی
شتیان لاؤ دیر نہ لگاؤ کنیزین لا کر رکھتی جاتی ہین ہرچند کہ شاہزادیان اورنگ سے
ر رہی ہین کہ بی بی بیٹھو کنیزین کام کر رہی ہین اورنگ خوش نصیب کہتی ہی کہ ہماری
یش نصیبی ہی کہ آپ لوگ ہمارے قلعے مین تشریف لائے اب ہم بھی آپکے ساتھ چلینگے
کارون کو حکم دیا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ شبدیز جو قصر ہفت رنگ پر گیا اُس نے
ر کیا کیا ہرکارے روانہ ہوے مگر صحبت مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جام شراب
رش مین ہی صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی خارزار بھی خدمتگاری کر رہا
ساتھ والون سے کہتا ہی دیکھو آج بارگاہ مین کیا رونق ہی یہان سامان عیش و جشن
مگر شبدیز جھومتا ہوا اشعار عاشقانہ زبان پر گریبان چاک چہرے بہ خاک پڑی ہوئی
ب رو متغیر متردد و متحیر تلوار کھینچے ہوے جاتا ہی جمشید ثانی کہ داخل قصر ہفت رنگ
زرا و امرا بیٹھے ہین شاہزادیان حسین و جمیل گرد جمع ہین اُنسے خوش فعلی کر رہا ہی
یکایک لشکر مین تلاطم ہوا فریاد فریاد کی صدا آنے لگی کوئی جمشید ثانی کو پکارتا ہی
ن پکارتا ہی ای سامری و جمشید تم ہمارے خداوند ہو آکر ہماری مدد کرو جمشید نے
دریافت کرو کہ یہ کیا معرکہ ہی چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ ای شہنشاہ حقیقت یہ
شبدیز تلوار کھینچے ہوے لشکر پر آ کر گرا ہی غربا کو قتل کر رہا ہی جمشید نے یہ خبر سُنکر
پیٹ لیا کہا صاحبو وزیرون کا تو خاتمہ ہوا کیسا خیر خواہ دولت کیسا ساحر با شوکت
نہین معلوم کیا افتاد پڑی لوگون نے کہا کہ ایک سوکھا بیلے کا ہار پہنے ہوے ہی
و سونگھتا جاتا ہی اور مبدء قدرت کا نام لیکر گالیان دیتا ہی کہتا ہی یہ جھوٹا
وند ہی جو تدبیر کرتا ہی اُلٹی ہی کرتا ہی اور پھر کہتا ہی طلسم نہ فتح ہوگا جمشید نے
ار و لاکھ مسلمان کوشش کرین مگر ما بدولت کی قضا اس مقام پر نہین ہی دیکھو لو

شبدیز قدم قدم چلا بہار نے پھر اشارہ کیا اسقدر پھول برسے کہ شبدیز کی کمر تک پھولون
انبار ہو گیا شبدیز نے کچھ پھول اُٹھائے اُن کو سونگھتے ہی چہرہ سُرخ ہو گیا پکار پکار
یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

اے فلک عشق مین کیا تو نے کیا شاد مجھے ۔ خوب معشوق دیا ہی ستم ایجاد مجھے
ہجر مین ہاے مری جان لبون تک آئی ۔ اُس ستمگر نے نہ اک روز کیا یاد مجھے
منتین کرتی ہی بلبل کہ بہار آئی ہی ۔ قید کر تو نہ قفس مین ابھی صیاد مجھے
سیر گلزار مین کہتا ہی سہی قدِ میرا ۔ دم بخود ہو گیا کیون دیکھ کے شمشاد مجھے
مانگتا ہون جو دل اپنا تو وہ فرماتے ہین ۔ تو نے کیا مجکو دیا تھا یہ نہین یاد مجھے
تو نے شیرین کی محبت مین مزہ کیا پایا ۔ پوچھ لونگا جو ملیگا کہین فرہاد مجھے
غم ترے ہجر کے اب اُٹھ نہین سکتے مجھسے ۔ حکم دے قتل کرے شوق سے جلاد مجھے
قبر پر فاتحہ پڑھنے کو وہ آیا سطوت ۔ بعد مرنے کے ہی صد شکر کیا یاد مجھے

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے چلا کیفیت یہ ہی کہ اگر کوئی
ساحر راہ مین مل گیا تو اُس کو ٹوک کر مارا صدہا جادوگر راہ مین شبدیز کے ہاتھ سے
مارا گیا بعد جانے شبدیز کے لڑائی فتح ہو گئی خارزار و اورنگ سردار حسینہ
کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوے کہا آپ لوگون نے ہم سب کی جان بچائی اگر آپ
لوگ نہ آتے تو اُس ملعون کے ہاتھ سے ہم نہ بچتے ہزارہا جادوگر اُسکے ہاتھ سے مارا گیا تھا
مگر کرامت دین خداے نادیدہ دیکھی کہ یاد کرتے ہی مدد ہوئی اے ملکۂ عالم اگر آپ
حضرات نہ آتے تو ہماری جان جاتی آپنے یہ بھی سُنا کہ یہ فساد کیا ہی ایک وزیر جمشید
کا ابلیس نامے ہمارے ہاتھ سے مارا گیا تو یہ بھیجا بدلہ لینے آیا تھا حقیقت مین بڑا
ساحر کامل و اکمل تھا مگر حقیر کو تعجب ہی علم کے پھر ہر دن پر لکھا ہی کہ این لشکر طلسم کشا
مگر اُس شہریار کو نہ دیکھا اگر اُن کی زیارت سے مشرف ہوتے تو دیدہ دل روشن ہوتا
بہار نے جو نام شہریار کا سُنا رنگ رو متغیر ہو گیا ٹھنڈی سانس کھینچ کر کہا وہ شہریار
براے فتح مرحلہ جات تشریف لے گئے ہین خدا اُن کو مظفر و منصور کر کے پھیرے آرزو یہ

ہر طرف یہی ہنگامے ہین طائر دن نے شبدیز کو دیوانہ کر دیا سحر سردار حسینان سے چنگاریان گر رہی ہین جب شبدیز کے بدن پر گرتی ہین یا خداوند جمشید ثانی کہ کر اُن کو بجھاتا ہی سب شاہزادیون نے دور سے دیکھا کہ سردار حسینان و بہار اعجاز بیان سے اور شبدیز سے سحر چل رہا ہی سب شاہزادیان جھپٹ کر اُسی مقام پر آئین اپنے اپنے سحر کو زور دینے لگین شبدیز پر سحر دن کی بوچھار ہی ایسا ہی ساحر زبردست ہی کہ اپنے کو جلنے اور ڈوبنے سے بچا رہا ہی مگر دریا جو موج مار رہا ہی نہنگان خون آشام سر نکالتے ہین چاہتے ہین شبدیز کو نگل جائین مگر شبدیز ہٹ جاتا ہی وہ نہنگ خالی نہین پلٹتا دوسرے ساحر کو نگل جاتا ہی شبدیز حیران ہی اور بہار کے سحر کو دمبدم ترقی ہی طائر بڑھتے جاتے ہین پھولون کی خوشبو سے دماغ جان معطر و معنبر ہی آخر جھومنے لگا بہار نے دوسرا گلدستہ مارا یہ گلدستہ جو پھٹا پھول برسنے لگے گرد شبدیز کے پھولون کا انبار ہو گیا ہر چند چاہتا ہوا اپنے کو ہوشیار رکھون مگر شاہزادیان بلاے روزگار ہین اپنے اپنے سحر مین ہوشیار ہین اس طرح کے رنگ دکھا رہی ہین کہ شبدیز نے بدحواس ہو کر گریبان اپنا پھاڑ ڈالا مندیل سر سے پھینکی پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ معشوقان وای بہار اعجاز بیان کیا حکم ہوتا ہی بہار نے کہا ہمسے کیا چاہتے ہو شبدیز نے جواب دیا کہ مین تابعدار ہون یہی چاہتا ہون کہ گلچینی گلشن جمال کی کرون بہار نے کہا کہ ای شبدیز ہم خود تمہارے مشتاق ہین اور چاہتے ہین کہ تمہارے ساتھ شادی کرین شبدیز اس لفظ کو سن کر پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای ملکۂ عالم جو حکم دو وہ بجا لاؤن بہار نے طرف سردار حسینان کے دیکھا سردار حسینان نے اشارے سے کہا کہ سر جمشید ثانی طلب کرو وہان جا کر گوشت خر دندان سگ ہو گا بہار نے ایک سوکھا ہار گلے سے اتارا گلے مین شبدیز کے پہنا دیا کہا ای شبدیز طرارے بھرتے ہوے جاؤ سر جمشید لیکر آؤ مین دُلھن بن کر بیٹھتی ہون سب سامان کر رکھونگی تمنے سر لا کر دیا اور بھونری بھر گئی شبدیز نہال ہو گیا کہا ای ملکۂ عالم لاکھ جان میری ایک ناخن پا پر تمہارے نثار ہی اُس مردود کی کیا حقیقت ہی جاتے ہی اُسکا سر کاٹ لونگا بہار نے اشارہ کیا

مٹانے لگا اِدھر بحرین کا سحر طوفان برپا کر رہا ہی جس طرف دریا جوش مار کر آیا ہزاران کو ڈبو دیا شبدیز سب طرف خیال کر رہا ہی جسکا سحر دفع کرتا ہی دوسرا سحر آکر غالب ہی آخر شبدیز گھبرا گیا مگر بہار اعجاز بیان گلدستہ ہاتھ مین لیے قریب سردار حسینان آئی کہا ای ملکۂ عالم تم اپنے سحر مین شبدیز کو اُلجھاؤ جب یہ تم سے سحر مین مصروف ہوگا سحر کرونگی خدا چاہے تو دیوانہ ہوجائے اور تا بہ جمشید پہونچے کہ جمشید کو بھی خبر ہو کہ وزیر اعظم پر یہ گذری سردار حسینان نے یہ سُن کر شبدیز کو للکارا کہ او وحشی [illegible] دیکھ تو کیسا سحر کرتی ہون شبدیز آواز سن کر پلٹا سردار حسینان نے بجلی کا [illegible] اُتار ہی طرف آسمان کے پھینکی کہ ابر تیرہ و تار اُٹھا تمام صحرا مین اندھیرا ہوگیا [illegible] ٹٹول رہا ہی اپنا ہاتھ اپنے کو نہین سوجھتا آسمان سے آگ برسنے لگی چند شعلے بدن شبدیز کے پڑے شبدیز کے جسم پر آبلے پڑ گئے اُن آبلون کو دفع کر رہا ہی اور [illegible] ابر کی فکر مین ہی بہار اعجاز بیان نے جو دیکھا کہ سردار حسینان نے شبدیز کو رنگ مین پھنسایا بہار نے روبرو آکر گلدستہ مارا ایک عجب ہنگامہ ہوا ابر سردار حسینان لخت لخت ہوگیا مگر ہوائے سرد چلی غنچے چٹک کر گل ہوئے طائرون کا غل عندلیبان [illegible] پہلوئے گل مین پھول کر بیٹھی ہین ہر طائر خوش فعلیان کرتا ہی کوئی طائر اُڑتا ہوا اسد شبدیز کے آتا ہی اور آواز اپنی سناتا ہی اُس آواز سے یہ مضمون پیدا ہی نظم

مین پاؤن بے سروپا کسطرح وہانکی خبر ۔۔۔ بہمپرونکو نہ ای دل ملی جہان کی خبر
وہ دل مین رہتے ہین پر درد دلسے کام نہین ۔۔۔ یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا ۔۔۔ مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

چہار طرف سے طائرون نے شبدیز کو گھیر لیا اور سب ملکر یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے نظم

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر ۔۔۔ ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اُسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر ۔۔۔ یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ست و ما بیخبریم

ب بھاگتے پھرتے ہین مگر شبدیز طرارے بھر رہا ہی سیکڑون کو پامال کیا ہی جسطرف
گذرا ہاتھ ہلا دیا برق گری دو سو کے سر اُڑ گئے کبھی آگ برساتا ہی ناری ان سب کو
تا ہی زمین سے دھوئین نکل رہے ہین نخل مثل شمع کافوری جل رہے ہین مگر ملازمان
ارزار قدم نہین ہٹاتے بڑھ بڑھ کر لڑ رہے ہین مگر آپس مین کہتے ہین کہ شبدیز کے
کو کون روکے ہمارے افسر کا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا اُسکا سحر تاثیر کر رہا ہی اسوجہ
بدحواس ہین لیکن خارزار و اورنگ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف
اد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی آمد لشکر سعد ظاہر ہوئی علمہاے زنگاری کے
ہرے کھلے ہوے سردار حسینان آگے سب کے اہتمام کرتی ہوئی اور ایکطرف
مار اعجاز بیان اور ایک طرف یاسمن رنگین پوش اور ایک طرف بحرین
یچ مین تخت بادشاہ خالی بس یہ لشکر ظفر اثر ساتھ کروفر کے نمایان ہوا سب کے
گے سردار حسینان تھی اِسنے جو دور سے دیکھا کہ بے بس لوگ مارے جاتے ہین
ڑھ کر آواز دی کہ ای بادشاہ تو کون ہی تجکو کسنے گھیرا ہی خارزار نے پکار کر آواز دی
ہائی ہی طلسم کشا کی ای ملکۂ عالم مین نے ابلیس وزیر کو مار ڈالا اُس کے اوپر
ھیر لشکر کشی ہوئی ہی شبدیز بگدھریان کر رہا ہی طرارے بھر رہا ہی اسکے ہاتھ سے مجھے
چائیے سردار حسینان نے بڑھ کر للکارا کہ او شبدیز کیون دیوانہ ہوا ہی اور کیون
یطاؤن کو قتل کرتا ہی ایسا نہ ہو کہ دریاے قہر الٰہی جوش مین آئے یہ کہ کر کڑا ہاتھ سے
اتارا سحر کر کے پھینک مارا کئی سو کے سر اُڑ گئے کئی سو پر برق گری فریاد کی صدا بلند ہوئی
شبدیز نے جو دیکھا کہ سردار حسینان کے سحر نے آفت برپا کی ایکطرف سے بحرین نے سحر
کیا ہی کہ دریاے سحر جوش مار رہا ہی صدہا ساحر دریا مین ڈوب رہے ہین ایکطرف
لکہ یاسمن رنگین پوش آگ برسا رہی ہی گلگونہ نے وہ سحر کیا ہی کہ ہزارہا طائر
اڑ رہے ہین جسکے سر پہ بیٹھ گئے وہ پتھر کا ہو کر رہگیا شبدیز حیران ہی کہ کس کس کے سحر
کو برطرف کرون کیونکر اہل لشکر کی جان بچاؤن مگر یہ سوچا کہ سردار حسینان کا سحر
سخت ہی اگر ان کا سحر نہ مٹاؤن تو بڑی خرابی ہی اس وجہ سے سردار حسینان کا سحر

شبدیز کم ہی مغلوب بہتر ہی یہ کہ کر افسرون کی طرف متوجہ ہوا افسرون نے عرض کی بہت
مناسب حضور نے سو چا ہی افسرون کے یہ کلام سُن کر خارزار نے طرف فوج کے دیکھا
کل فوج لینا لینا کہتی ہوئی طرف شبدیز کے چلی شبدیز نے اپنی فوج کو بھی اشارہ کیا
دونون لشکر آپس مین مل گئے خارزار نے بھی بڑھ کر سحر کیا اور نگ نے دو پتھر مارا آگ
برسنے لگی لشکر شبدیز کے کئی ہزار جوان مارے گئے مگر شبدیز نے دم بھر مین سب سحر
دفع کیے گولے مارنے لگا جب گولہ مارا سو سو کے سر اُڑ گئے آگ برسا دی سیکڑون
جل کر خاک ہوے جب خارزار نے یہ معاملہ دیکھا کہ سحر نہین جمتا بیقرار ہو کر دعائین
مانگنے لگا کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم مین نیا معتقد ہوا ہون ظہور تیری قدرت کا
دیکھون کہ دل کو آرام آئے اس آفت سے بچا لے بدعت شبدیز سے نجات دے
ای کریم کارساز و ای بندہ نواز تیری قدرت نمائی ظاہر ہی نظم

بسا تاجداران اہلِ حکومت +	بسا گلعذاران مقبول صورت
بسا پہلوانان اہلِ شجاعت +	بسا زورمندان پر زور و قوت
بسا بندگان سالکان طریقت	بسا رہروان و اقفان حقیقت
بسا اہل حشمت بسا اہل دولت	بسا اہلِ عظمت بسا اہل شوکت
بسا اہل عزت بسا اہلِ فرحت	بسا اہل عصمت بسا اہلِ عفت
شہان جہان و الیان ولایت	امیران ذیجاہ و ارکان دولت
گذشتند و رفتند آخر ز دنیا	نبردند با خود بجز رنج و حسرت
نہ آن مال ماند و نہ دولت نہ سامان	نہ آن زور ماند و نہ قوت نہ طاقت
از ایشان بجز نام باقی نشانے	دو بارہ نماند اندرین دار حیرت
نیامد نظر اندران نا امیدی +	نہ تاج حکومت نہ تخت اِمارت
مگن از دست خود مال و زر صرف ہندی	وگرنہ بدل زو بماند ندامت

خارزار اور اورنگ دونون دعائین کر رہے ہین اور شبدیز جھپٹے مار رہا ہے
جا بجا مجمع کو متفرق کر دیا مگر فوج کو اسکی فوج خارزار نے ایسی شکست دی

کون ہی تو کیا جواب دونگی خارزار افسران فوج سے کہتا ہی کہ یارو ایسا لڑو کہ اسکے
دانت کھٹے کردو بیخوف چڑھ آیا ہی کچھ تو خوف کرے اسکو بھی معلوم ہو کہ قلعۂ خارزار
کیسا مقام ہی افسران فوج کہتے ہین حضور ملاحظہ فرمائین گے کیا ان نامردون سے دبین گے
ایسا جم کر لڑین کہ ساتھ والے اسکے عاجز ہو جاوین اسی جنگل مین بھاگے بھاگے پھرین
آپ جم کر سحر کیجیے گا شبدیز نے جو خارزار کو آتے ہوے دیکھا اور پہلو مین زوجہ کو
پایا جل گیا کہتا تھا یارو کیا ستم ہی کہ ابلیس کو مارا اور برا ے مقابلہ آیا ہی صبح کو قیامت
برپا کرونگا قلعہ گرا دونگا فوج کو دیوانہ کردونگا لاشون سے میدان بھردونگا دیکھون
یہ کیا کرتا ہی افسران فوج کہتے ہین جب دباؤ پڑیگا تو آکر قدمبوسی کریگا شبدیز نے کہا
مین عذر نہ مانونگا فوراً قتل کا حکم دونگا قاتل ابلیس کو بھلا پناہ دونگا اس طرح سے
قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر گریہ وزاری کرین اور مجکو ترس
آئے یہ کہتا ہوا بارگاہ مین آیا بیٹھ کے سحر تیار کرنے لگا دن بھر تیاری مین سحر کی گذرا
شام کو حکم دیا طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی بجا خارزار نے خبر سُنی کہ شبدیز نے
طبل جنگی بجوایا ہی اسنے بھی طبل جنگی بجوایا شبدیز کو بڑا تردد ہوا کہ کیا باعث ہی جو
خارزار آمادۂ حرب و پیکار ہی اپنے مقام پر یہ کیا سوچا ہی جو مابدولت کے مقابلے
مین آیا ہی یارو ذرا دریافت تو کرو کہ یہ کسکے بھروسے پر ہی ہرکارون نے آکر عرض کی
زن و شوہر مطیع اسلام ہوے ہین اسی گھمنڈ پر مقابلہ کرتا ہی شبدیز نے کہا کہ یہ
خیال خام و تصور ناتمام ہی مین قلعے سے آگے نہ بڑھنے دونگا کل ہی سب کا خاتمہ کرونگا
میرا وہ سحر نہین کہ خالی جائے رات تو گذرنے دو جیسا یہ مقابلے مین آیا ہی ویسا ہی
شرمندہ ہوگا جاکر گوشون مین چھپیگا پھر مین پناہ نہ دونگا بہت دیر تک بلبلایا کیا
افسران فوج کہتے ہین آپ نے جو مرتبہ پایا ہی وہ دن کسکو نصیب ہوے رات بھر
تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر تیار ہو کر میدان مین آئے شبدیز نے میدان مین
آکر آواز دی کہ ای خارزار میرے مقابلے مین آؤ تم نے ابلیس کو مار کر قدرت
دشمنی پیدا کی خارزار نے جو خیال کرکے دیکھا کہ فوج میرے ساتھ بہت ہی اور لشکر

قلعے کو اُسکے مٹا دونگا یہ کہتا ہوا چلا جمشید نے چلتے وقت سمجھایا کہ ای شبدیز بہت مُنہ زو
نہ کرو ایسا نہ ہو کہ تمپر بھی زوال آجائے مگر شبدیز نے نہ مانا پشت مرکب پر سوار ہوا بارہ
فوج ساتھ لی طرف قلعۂ خار زار کے چلا مگر خار زار نے جب دیکھا کہ لاش ابلیس کی
ہو گئی گھبراکر زوجہ سے کہا لو غضب ہوا اب خداوند کو بھی خبر ہو جائیگی معلوم ہوتا ہے
آفت برپا ہو گی یہ کہکر ہرکارون کو بُلایا حکم دیا کہ قصر ہفت رنگ سے خبر لاؤ کہ
ابلیس کا لاشہ پہونچا تو قدرت نے کیا کیا ہرکارے گئے بعد تھوڑی دیر کے واپس
عرض کی ای شہنشاہ ساحران لاشۂ ابلیس جو پہونچا قدرت نے بہت افسوس
شبدیز چابک خرام بارہ ہزار فوج لیکر چلا ہی منظور ہی کہ قلعۂ خار زار کو تباہ
جو منظور ہو وہ تدبیر کر لیجیے یہ سُن کر خار زار اُٹھا افسران فوج کو جمع کیا سب سے
صاحبو تمنے سُنا ابلیس ہمارے ہاتھ سے مارا گیا قدرت برہم ہوے ہین شبدیز چابک
بارہ ہزار فوج سے آتا ہی تم سب کی کیا صلاح ہی سب نے عرض کی کہ غلام سب
حاضر ہین مگر شبدیز بلاے روزگار ہی اُس کے سحر کو کون روکیگا یہ ذکر تھا کہ نوبت
نقارے کی آواز آئی قلعہ ہل گیا خار زار نے کہا کہ ارے دریافت تو کرو کہ یہ نوبت
و نقارہ کیسا بجتا ہی بروج قلعہ ہل رہے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی شبدیز
کے آگیا خار زار مجبور ہو کر اُٹھا زوجہ سے کہا کہ صاحب اگر مین مارا جاؤن تو تم نکل
اپنی عصمت بچانا اورنگ نے کہا کہ مین کہان جاؤن گی مین بھی اپنی جان دونگی افسر
فوج نے کہا کہ اگر تم سعد کی خدمت مین پہونچو گی تو میثاق ایسا کارگزار وہان ہو
بادشاہ ضرور اپنے دامن مین پناہ دین گے خار زار نے کہا کہ ای اورنگ اس سے بہتر
صلاح نہین ہی سعد شہریار پر یہ لوگ دباؤ نہ ڈال سکین گے اورنگ نے کہا تو ہم
اسلام کرتی ہون مگر شبدیز جو آکر اُترا بارگاہین استادہ ہو رہی ہین شبدیز کو گمان
خار زار قلعہ بند ہوگا یا بھاگ جائیگا یکایک دروازہ قلعے کا کھُلا خار زار تخت پر
پہلو مین اورنگ اِسکی زوجہ پشت پر فوج بے شمار مگر اورنگ دل سے باتین کر رہی
خدانخواستہ شوہر میرا مارا گیا تو مین کیونکر خدمت شاہ مین جاؤنگی شاہ فرمائین گے

تم کیسے وزیر اعظم تھے کہ ایک عورت پر قبضہ نہ کر سکے اور اُسے چھوڑ کر چلے آئے آئندہ تم سے
یا امید ہوگی کیون ای خارزار عیار کو بھی نہ گرفتار کیا خارزار نے کہا کہ اب آپ مجھپر خطا ثابت
تے ہین مین نے آپ کی جان کی نگہبانی کی اب آپ چلے جلئیے اسی مین بہتر ہی اور ناگ
ده رہو یہ بیچا جبر پر موجود ہی یہ کہکر خارزار نے تلوار کھینچی ابلیس ہنس رہا ہی کہتا ہوا ای
رزار تمھاری تلوار مجکو نہین کاٹ سکتی سیکڑون صورتین اپنی حفاظت کی رکھی ہین تمھارا
نت پر آجانا اُس عیار کے ہاتھ سے بچنا یہ بھی صورت ہمارے سحر کی تھی تمنے کیا مدد کی یہ
ایت خداوندی تھی کہ ایک طرف سے اورنگ نے آنکھین جھپکائین تیر مژگان چلے سامنے سے
رخارزار نے ہاتھ مارا ابلیس کچھ ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ وار اسکا نہ روکا ادہر سے تلوار پڑی
لو سے تیر مژگان چلے ابلیس غربال ہو کر گرا ابلیس کے مرتے ہی ہنگامہ ہو گیا ایک بونڈلہ
د کا لاش مین ابلیس کی لپٹا اُڑا کر لاشہ لیچلا جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہی کہ لاشۂ
لیس سامنے آکر گرا جمشید نے جو لاشہ ابلیس کا دیکھا متغیر ہو گیا کہا لو یارو غضب ہو گیا
رکن خدائی کے گر گئے میثاق شریک مسلمانان ہوا یہ کہکر آواز دی کہ ارے ابلیس کو کسنے
طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے جمشید اُن کی آوازین سمجھا کہا لو یارو غضب کی بات ہوئی
رزار کے ہاتھ سے ابلیس ایسا ساحر مارا گیا مین حیران ہون کیا افتاد پڑی ابلیس
رزار کے ہاتھ سے کیونکر مارا گیا ایک طائر زمزمہ سرائی کر کے کاندھے پر آبیٹھا منقار سے
لکھنے لگا جمشید نے پڑھ کر کہا لو صاحبو نئی افتاد ہوئی کہ خارزار کی زوجہ پر ابلیس عاشق
ے میان بیوی نے مل کر اُن کو مار لیا ارے کوئی حاضر ہی جو تھا وزیر شبدیز چابک خرام
نے مقام سے اُٹھا کہا ہم جانتے تھے کہ جسدن ہم لوگ چار دن مل کر لڑین گے زمین کو ہلا دینگے
کچھ بھی نہ ہوا ایک صاحب مسلمان ہو گئے بادشاہ کے ساتھ لڑتے پھرتے ہین دو صاحب
ے گئے اب غلام جاکر اول خارزار کو مارتا ہی اور زوجہ کو اُسکی لاتا ہی دیکھون تو کون
کتا ہی بعد اُسکے لشکر سعد پر جا پڑونگا ایسا لڑون کہ زمین ہلا دون اب مجکو تاب نہین
ابلیس ایسا وزیر مارا گیا اب جو جا کر لڑون تو وہ قیامت برپا کرون کہ مسلمان اپنی
ن سے بیزار ہو جائین اور خارزار کو بھی معلوم ہو کہ ابلیس کو قتل کر کے ہمکو یہ مزہ ملا

خارزار نے کہا کہ بس اب خاموش رہیے مین آپ کے غصے سے نہین ڈرتا ہین ہرگز زو
نہ دونگا ابلیس جھلاکر اُٹھا کہا ای خارزار تم نے بڑی خطا کی کہ مین بحرین کو لیے جاتا
تم نے اُس کو نہ روکا وہ نکل گئی بس ایک معشوقہ گئی دوسری پر قبضہ کرون تم یہ کیسی بات
بناتے ہو مین اب یہان سے جاکر مسلمانون کو قتل کرونگا مجکو عیار نے بڑا صدمہ دیا
یہ نہ کیا کہ عیار کو تو گرفتار کر لیتے سراسر خطا کر کے مجھے مجبور کرتے ہو ای اورنگ اُٹھی
اورنگ شوہر کی طرف دیکھنے لگی کہا کیون صاحب کیا کرون خارزار نے اورنگ
کا ہاتھ تھاما کہا صاحب میرے پاس آؤ ایسا نہو یہ بیہودہ تمپر دست اندازہو ابلیس
نے کہا کہ ای خارزار الگ رہو معشوقہ کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچتاؤ گے خارزار
نے کہا کہ بے حیا احسان کو میل بخشا کرتا ہی مین نے نعرہ کیا وہ لوگ بھاگے مین یہ
جانتا تھا کہ تم اسکے خواہان ہو کہ معشوقہ نہ جانے پائے ورنہ بحرین کو ضرور گرفتار کر
ابلیس نے کہا کہ وہ معشوقہ ایسی نہ تھی کہ جسکو تم روک لیتے مین نے سحر کامل کر
اُسکو بیہوش کیا تھا اپنی جان پر صدمہ لیا تب وہ بیہوش ہوئی اس وجہ سے مجکو
افسوس ہی کہ ایسی معشوقہ خوبرو قبضے مین آکر نکل گئی ہم وزیر خداوند ہین اگر کوئی خطا
ہو تو اُسکا خیال نہ کرو خارزار نے اورنگ خوش نصیب کو ہٹا دیا ابلیس بہت جھ
کہا ای خارزار اسی مین خیر ہی کہ ہماری بات بخوشی قبول کرو ایسا نہو کہ تمپر شادی
مین اب اپنے ہوش مین نہین ہون میری عجب کیفیت ہی دل بیقرار ہو رہا ہی ہے
خیال کرتا ہون کہ میری زوجہ کلنگ بلند پرواز ہزار معشوقون سے بہتر ہی لیکن
اسکو بھی نہین چھوڑونگا مین اب سحر کرتا ہون خارزار نے کہا کہ آپ کو اختیار ہی
آپ مجھپر تلوارین برسائین گے اور سنگباری کرین گے تو جان دونگا مگر جدائی زوجہ
ہرگز نہ گوارا کرونگا ابلیس نے کہا کہ او ناہنجار وبدکردار مہمل ہی باتین کرتا ہی
قول کا اعتبار نہین مین اگر اسکو لیکر نہ جاؤنگا تو زوجہ میری مجھپر بہت بگڑے گی
اُسکا بہت پاس کرتا ہون اکثر تاجدار آتے ہین اُسپر عاشق ہین مین دخل نہین
دیتا اور وہ بھی اُن تاجدارون کی خاطر کرتی ہی شاید یہ بات اُسکے خلاف ہو اور

اس طرح بیقرار ہوکر جو ابلبیس نے خارزار سے کہا خارزار نے گھبرا کر کہا کہ اے
وزیر اعظم ذرا سمجھ کر بات کیجیے کوئی بھی اپنی زوجہ کو حوالے کرتا ہی زوجہ بھی وہ کہ جسپر جان
جاتی ہی پری پیکر رشک قمر ہماری خوشی کی جو یا بڑے بڑے جادوگر اُسپر عاشق ہوے لیکن
وہ ثابت قدم ہی کہ اِسنے کسی کو قبول نہین کیا بعض نے بہت کچھ صرف بھی کیا نہ کہ آپ
ایسا بلا تکلف فرماتے ہین ابلبیس نے کہا کہ ای خارزار مین تمھارا بہت ممنون احسان
ہون اور یہ جبہ مین نے کہا مجھسے ضبط نہ ہوسکا تب ناچار ہوکے کہ بیٹھا اب تمکو اختیار
ہی اگر ایسا نہ کروگے تو مین جبر کرونگا خارزار نے کہا کہ اس معشوقہ کا اور نگ خوش نصیب
نام ہی یہ نہین ہوسکتا کہ اپنے سے اسکو جدا کرون ابلبیس نے کہا کہ ای خارزار یہ تو ہم
ساحرون مین دستور ہی کہ دو دو شوہر ہوتے ہین آپس مین میل رکھتے ہین مین جو اسکو لیجاؤنگا
تو ایسے مقام پر رکھونگا کہ جہان ہر کس و ناکس آوے تم آٹھوین دن آکر دیکھ جایا کرنا تنہائی
مین بات بھی کر لینا مین تمھارے مقدمے مین نگہبانون سے کہدونگا کہ شوہر سابق ہی ان کو
روکو مین تمسے نہ چھڑاؤنگا خارزار نے بگڑ کے جواب دیا کہ ای وزیر اعظم سبحان اللہ آپنے
لیا احسان کا بدلہ کیا میری زوجہ کو آپ مانگتے ہین مین کیونکر قبول کرون بس اب خاموش
ہیے ورنہ خداوند سے فریاد کرونگا یقین ہی قدرت انصاف کرین کہ تمکو چشم نمائی کرین
م بہت پریشان ہوگے ابلبیس نے کہا کہ ای خارزار مین نہ مانونگا اس معشوقہ کو لے کر
اؤنگا میرا دل نہین مانتا اگر تامل کروگے تو ملال اُٹھاؤگے اور نگ سر جھکائے بیٹھی
ابلبیس ہر مرتبہ کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمھاری کیا خوشی ہی
ورنگ کچھ جواب نہین دیتی سر خم کیے بیٹھی ہی آنکھون مین آنسو بھرے خارزار سے کہتی
کہ صاحب تم ایسے شخص کو مکان پر کیون لائے کہ جسکو بالکل خیال نہین صاف کہ رہا ہی
ارزار نے کہا کہ ان کو کہنے دو تم خاموش بیٹھی رہو اگر وزیر ہین تو اپنے واسطے ایسا
ین بغیرت ہوگا کہ زوجہ کو حوالے کر دے اور پھر دیکھنے جاوے مین تو قبول نہ کرونگا
بلیس یہ سُن کر بہت برہم ہوا کہا ای خارزار دیکھو فساد نہ بڑھاؤ مین ضبط کر رہا ہون
مجکو غصہ آجائیگا تو ایک سحر مین تم کو مٹا دونگا مین چاہتا ہون کہ تم بہ رضامندی حکم دو

ابلیس کو لاکر بارہ دری مین مسند پر بٹھایا آواز دی چند کنیزین آئین گلابیان وغیرہ لا کر
رکھین ابلیس شراب پینے لگا نشے مین مست بیٹھا بلبلا رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ا
ساحرہ نہایت حسین وجمیل تخت اُڑاتی ہوئی آئی خارزارہ نے کہا کہ ای محبوب جانی
یار جاودانی کہان گئی تھین دیکھو تمھارے مشتاق ہوکر وزیر اعظم تشریف لائے ہین
ابلیس کو اُس نازنین نے سلام کیا ابلیس بہ نگاہ غور اُس نازنین کو دیکھ رہا ہی ا
دل مین تعریفین کر رہا ہی کلیجہ تھامے ہوے بیٹھا ہی دل سے کہہ رہا ہی کہ حقیقت مین
معشوقہ پری پیکر ہی مگر وہ نازنین قریب خارزارہ کے آکر بیٹھی خارزارہ نہایت خوش ہو
دمبدم کہتا ہی کیون صاحب شب کو نہ آنے کا کیا باعث ہوا وہ نازنین کہتی ہی میرے
مین درد تھا لیٹی تو اُٹھ نہ سکی مجھے خود رات بھر انتشار رہا کہ صاحب یاد کرتے ہونگے
ابلیس سے دیکھتے دیکھتے آخر ضبط نہ ہوسکا خارزارہ سے کہا کہ ای برادر رحم پر ایک
احسان کرو یہ معشوقہ کون ہی خارزارہ نے کہا کہ میری زوجہ ہی ابلیس نے کہا کہ میرے
یہ احسان کرو کہ اس اپنی زوجہ کو میرے حوالہ کرو میرا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم ا
ہی لاکھ لاکھ دلکو سمجھاتا ہون دل نہین مانتا ہر چند مجکو تمھارا پاس ہی مگر اپنی زندگی سے یا

دل کو پسند سیر ریاضِ جہان نہین | جسکی ہوا ہو سر مین یہ وہ بوستان نہین
وہ دل نہین ہی جسمین خیال بتان نہین | ہو جس جگہ نہ کوئی مکین وہ مکان نہین
آئے ہین ایک روے نکو کی تلاش مین | کچھ بے سبب غرور ہمارا یہان نہین
شام وسحر فراق مین ہی زلف ورُخ کی یاد | کس وقت ذکر خیر یہ وردِ زبان نہین
تازہ رہین گے داغ جگر اپنے عمر بھر | یہ وہ سدا بہار ہی جسکو خزان نہین
وصل صنم تو جان کے بدلے بھی مفت ہی | ہی سودا ایسے سودے مین ہرگز زیان نہین
اُس گلبدن کے ہجر مین داغ ملال ہی | بھولو نکی میرے سینے پہ یہ بدھیان نہین
جاؤنگا ساتھ ناقۂ لیلی کے دور تک | کچھ قیس کی طرح سے تو مین ناتوان نہین
ادل مین کر دکھاتے ہین الفت کی انتہا | قسمت کو کیا کرین کہ کوئی قدردان نہین
جو نامور تھے صفحۂ ہستی مین ای نظام | افسوس اُنکا نام کو باقی نشان نہین

ن تم پر نثار ہی میری جھولی مین ایک پتلی ہی جب اُسے دکھادو گی وہ منھ پر ہاتھ پھیرے گی
ب یہ عورت ہوشیار ہو جائیگی فیروزہ نے یہ سب باتین پوچھ کر کہا کہ لو صاحب غضب ہوا
ری تلاش مین لوگ آتے ہین مگر مجکو نہ دینا ابلیس پلٹا کہ دیکھون کون آتا ہی فیروزہ
حلقے کمند کے گلے مین ڈال دیے ایک جھٹکا مارا اور حباب مار کر بیہوش کیا بے ہوش
کے اُٹھا اول جھولی مین ہاتھ ڈالا پتلی سنہری نکالی اُس پتلی نے نکل کر بحرین کے منھ پر
ہ پھیرا بحرین جب ہوشیار ہوئی اور فیروزہ کو پہچانا تو کہا ای فیروزہ اسکو قتل کر دیہ
جادوگر ہی وزیر جمشید مجکو پہاڑ سے گرفتار کر لایا فیروزہ نے کہا کہ مین صحرا مین پھر رہا
کہ مین نے دیکھا تم کو یہ لیے جاتا ہی ایک عورت کی شکل بن کر مین نے اسکو لیا اور تمھارا
حال سب پوچھ لیا بحرین نے کہا کہ مین سحر کرون تم خنجر مارو یقین ہی کہ قتل ہونے مین اسکے
رہو فیروزہ نے خنجر کھینچا چاہا مارون ہاتھ کانپا خنجر چھوٹ کر گرا بحرین نے برقین
مین مگر ابلیس پر نہ پڑین فیروزہ نے ناچار ہو کر کہا کہ کیون ملکۂ عالم کیا تدبیر کرون
ین بھی حیران ہی کہ کس تدبیر سے اسکو مارون بحرین سحر کرنے لگی کہ اسکو جلا دون
سے آواز آئی کہ ای بحرین خبردار ایسی گستاخی نہ کرنا یہ وزیر اعظم خداوند ہی منم
زار جادو میرے صحرا مین آکر یہ بدعت کرتی ہو بحرین نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک
گر سیہ فام و بد انجام نعرے کرتا ہوا آتا ہی فیروزہ نے تو اپنے تئین ایک غار مین
یا بحرین غرق زمین ہو گئی خار زار جادو نے آکر ابلیس کو ہوشیار کیا اور کہا ای
اعظم یہ غفلت ایک ساحرہ اور ایک عیار تم کو قتل کرتے تھے ابلیس نے کہا اب
نون کی قضا آئی ہی سب کو تلاش کر کے مارونگا اس وقت تو مین نے دھوکا کھایا
ار نے عورت بنکے مجکو بیہوش کیا بی بحرین نکل گئین مگر چن چن کے سب کو مارون گا
ب مجکو غصہ نہ آیا تھا مگر اب بہت ناگوار ہوا خار زار نے کہا کہ اب غریب خانے پر
ف لے چلیے ماحضر حاضر کرون پھر آپ کو اختیار ہی ابلیس خار زار کے ساتھ ہوا
ا راستہ طی کر کے ایک باغ ملا دروازہ باغ کا کھلا تھا خار زار نے کہا کہ یہ آپکے
کا باغ ہی ابلیس کو باغ مین لایا ابلیس باغ کی تعریفین کرنے لگا خار زار نے

قمر کے حال پہ اب رحم یا علیؑ کیجے ٭٭	ضرور کیجیے اس اپنے مدح خوان کی خ

یہ آواز جو کان مین ابلیس کے پہونچی جھانک کر دیکھا کہ ایک معشوق نہایت شوخ و شنگ
دیوانہ وار وحشی مثال جنگل مین پھر رہی ہی ابلیس سمجھا کہ شاید یہ نازنین دیوانی ہوگئی
ہی مگر کیا معشوق دلفریب ہی یہ سوچ کر ہوا سے اُترا قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا ا
نازنین یہ کیا حال ہی اُسنے آہ کی اور صورت کو ابلیس کی دیکھنے لگی صورت کو دیکھ
اور زیادہ روتی ہی کبھی کہتی ہی کہ عاشق روے یار ہون نہایت مجبور و ناچار ہون مگر
پتہ ملتا ہی یہ کہکر ہاے کا نعرہ مارا اور چرخ مار کر گری گر کر بیہوش ہوگئی ابلیس
دیکھا کہ جب وہ نازنین بیہوش ہوئی تو اُس کے سینے سے ایک کاغذ گرا ابلیس نے کاغ
کو اُٹھا کر دیکھا اپنی تصویر کھنچی ہوئی پائی وہی قد سا کھو کا لٹھا ہاتھ پانون درخت
ٹھنے عارض پر داغ چیچک صاف ظاہر ہوتا ہی گوبر پراولے پڑے ہین سر تصویر مرقو
ہی کہ این تصویر ابلیس وزیر خداوند است ابلیس پریشان ہوا اُس نازنین کو
ہوشیار کیا کہا کیون صاحب یہ تصویر کہان سے پائی وہ نازنین رونے لگی پھر یون کہ
مین شامت زدہ اپنے قصر مین بیٹھی تھی کہ ایک تاجر آیا اُس سے کچھ اسباب خریدا ایک
صندوقچہ بھی اُسنے دیا اور کہا یہ صندوقچہ آپ ہی کے لائق ہی جب وہ تاجر چلا گیا
تو مین نے اُس صندوقچے کو کھولا اُس مین یہ تصویر نکلی ماشاءاللہ تمھارا النقشہ تیر فرگا
دل کے پار ہوگئے آخر بیقرار ہوکر تصویر کو سینے پر رکھا اور بیتابانہ نکل آئی مگر جذب
دل نے تاثیر دکھائی کیون صاحب ابلیس تمھارا ہی نام ہی ابلیس نے کہا کہ میرا
خدمتگزاری کو حاضر ہون اُس نازنین نے پوچھا یہ عورت کون ہی پہلے ہی سوت کا
سامنا ہوا مجکو یہ گوارا نہ ہوگا مین اس نگوڑی کو مار ڈالونگی ابلیس نے کہا یہ خداو
کی گنہگار ہی اسکو گرفتار کرکے لیے جاتا ہون خدمت خداوند مین پہونچاؤنگا مجھ
اس سے کوئی واسطہ نہین ہی عمر بھر کسی عورت پر توجہ نہ کرونگا تمھاری محبت کا دم
بھرونگا اُس نازنین نے گورا گورا ہاتھ بڑھا کر بٹے پکڑے ایک دو تمانچے مارے کہا او
نگوڑے اگر مین تجکو مار ڈالون تو یہ عورت کیونکر ہوشیار ہو ابلیس ہنسنے لگا کہا حضر

اژدھے پر ڈالا طرف قصر ہفت رنگ کے پلٹا بہت خوش ہی کہ یہ معشوقہ مجکو قبول کریگی بڑے لطمت سے گذریگی ہوا جو حالی بحرین ہوشیار ہوئی دیکھا زبان مین سوزن ہی ابلیس کے قبضے مین ہون آنکھون سے آنسو جاری ہوے دعائین کرنے لگی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے نظم

باش حاضر صبح و شام اندر حضور
سرکشی کن از دماغ خویش دور
نوش کن جام محبت نوش کن
از شراب عشق کن حاصل سرور
درمیان سینہ کن روشن چراغ
تا شود ظاہر از ان بر چہرہ نور
توبہ کن از ہر گنہ ای عذر خواہ
تا بہ بخشد جرم تو رب غفور
از غبار کینہ سینہ صاف کن
تا شود رنگ از رخ آئینہ دور
عاجزی کن عاجزی کن عاجزی
حق نماید عفو تا ہر یک قصور
عذر خواہی گر کنی پیش خدا
جرمت ای عاصی خدا بخشد ضرور
ہست خلاق زمین و آسمان
رازق وحش و طیور و مار و مور
پس بہ غیر از وے بوقت احتیاج
پیش کس حاجت مبر ای بے شعور
زانکہ می بخشد خداے لایزال
حاجت ہر مرد سائل بے سوال

قضاے کار فیروزہ بن عمرو جنگل مین کھڑا تھا اسنے دیکھا کہ ابلیس بحرین کو لیے جاتا ہی اور بحرین اسقدر روتی ہی کہ اشکون کا دریا بہ رہا ہی گریبان و آستین تر بتر ہین خیال مین گذرا کہ ای فیروزہ میثاق اپنی جان دے دیگا کیا تدبیر کرون یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک نازنین کی شکل بن کر تیار ہوا چہرہ اُداس عالم یاس دوپٹہ ڈھلکا ہوا پائنچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا چلا نظم

پاؤن بے سر و پا کسطرح وہان کی خبر
پیمبرون کو نہ ای دل ملی جہانکی خبر
اگر کسی نے کہی اُن سے کچھ یہانکی خبر
تو ہنس کے بولے یہ کہتا ہی تو کہانکی خبر
دلمین رہتے ہین پر درد لسے کام نہین
یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر
عدمین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا
مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

ہم بھی چلین بحرین نے کہا کہ کسی کی ضرورت نہین اور طاؤس پر سوار ہو کے چلی اُڑی
ہوئی جاتی ہی پہر رات پچھلی باقی ہو لشکر سے کوئی تین کوس نکلی تھی کہ سامنے ایک
دیکھا کہ نہایت لطف سے آراستہ ہو بڑے بڑے درخت بر سر کوہ لگے ہین اُسپر طائر
زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہین چاندنی چھٹکی ہوئی ہی بحرین کو وہ مقام نہایت
پسند آیا آخر تاب نہ آئی اُسی پہاڑ پر اُتر پڑی سبزہ دیکھ رہی ہی چاہتی ہی کہ روانہ
مگر حیران ہی کہ کہا جاؤن اور کیونکر میثاق کو خبر کرون ارادہ کیا ہی کہ یہان سے
چلون سامنے سے لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا دیکھا ابلیس اژدہے پر سوار اُڑا ہوا آتا
ہی بحرین نے چاہا کہ چھپ جاؤن مگر ابلیس نے دیکھ لیا وہین سے نعرہ کیا کہ او بے
تو بھی نمکحرام کے ساتھ نمکحرام ہو گئی اب چل مین تیری خطا قدرت سے معاف کرا د
یہ سُن کر بحرین نے جواب دیا کہ ای ابلیس یہ گمان نہ کرنا مین نے قدرت کی کیا
کی ہی جو اُن سے خطا معاف کراؤن مگر تم کس فکر مین نکلے ہو ابلیس نے کہا کہ
تمھارے عاشق کی فکر مین جاتا ہون بحرین نے کہا تمھاری قضا آئی ہی تو ایسا خیال
میثاق ایسا حلوا ہی کہ جسکو گرفتار کر لاؤ گے کملاق کو اُسنے کیسا قتل کرایا کہ
کچھ زور نہ چلا ابلیس کو باتین بحرین کی بہت پسند آئین پہاڑ پر اُتر پڑا کہا ای
بحرین تمھاری خوبصورتی غضب کی ہی یہ ہونٹھون کا ہلنا بد حواس کیے دیتا ہی جب
گوہر دندان کھلتے ہین تو ایک برق گرتی ہی کہ دل کو جلا دیتی ہی کیا کہون اگر قبول
تو تم کو لیجل کے اپنے مقام پر بٹھاؤن قدرت تمھاری بڑی قدر کرین گے مین آنکھ
فرش کرونگا یہ کہہ کر منتین کرتا ہوا چلا بحرین کہتی ہی کہ کیون دیوانہ ہوا ہی کیا ب
بکتا ہی مگر ابلیس جست کر کے قریب پہونچا مٹھی سے ایک طائر چھوڑا اُس طائر نے گ
سر بحرین چرخ مارا اور چرخ مار کر ایک چیخ ماری کہ شعلہ مُنھ سے نکلا جل کر خاک
وہ خاک بحرین پر گری بحرین چرخ مار کر گری گر کر بیہوش ہوئی ابلیس صورت ز
کو دیکھ رہا ہی اور دل سے کہتا ہی کہ کیا مہ جبین ہی جی چاہتا ہی خاک پا اس کی
طوطیا ے چشم بناؤن آخر مجبوری زبان مین سوزن دی اور بحرین کو اُٹھا کر اب

شاہزادیون کے لاشے پڑے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ستارے چمک رہے ہین شاہزادیون
کے لاشے دیکھ کر جمشید بہت جھلایا آپ سے باہر ہوگیا للکارا کہ او کملاق مردود ان
شاہزادیون نے کیا خطا کی تھی کہ ان کو تو نے مار ڈالا یہ کہکر اُٹھا مگر کملاق تو مبہوت
ہورہا تھا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا جمشید نے باڑھ بچا کر کلائی تھام لی ایک تمانچہ مارا
سر کملاق کا اُڑگیا حکم دیا کہ لاشہ اسکا لیجاؤ خبردار ارتھی وغیرہ نہ بنانا یون ہی
لاش اسکی جنگل مین پھینک دو ملازم کہتے ہین کہ اس نمکحرام نے کیسی بدعت کی کئی ہزار
دل فوج مارے گئے مگر قدرت نے کیا کمال کیا کہ ایسے بیہودہ کی کلائی تھام کر تمانچہ
مارا دیا کہ سر اُڑگیا ہزارہا فوج والون کو مارا باہر لاشے پڑے ہین اُنکے عزیز و اقارب
رو رہے ہین جمشید نے کہا کہ جو بے ادبی کریگا وہ میرے ہاتھ سے یون ہی مارا جائیگا
سرادزیر کہ جسکو ابلیس بلند پرواز کہتے ہین اپنے مقام سے اُٹھا اور عرض کی
یا خداوند مجکو حکم ہو کہ مین جاؤن اور میثاق کو کھینچتا ہوا لاؤن یہ سُنکر جمشید
نے کہا کہ ای ابلیس بہت سمجھ کر مقابلہ کرنا ابلیس نے جواب دیا اگر غلام کی قضا آئی
تو مجبوری ہی ورنہ جاکر میثاق کو لاتا ہون یہ تو فرما دیجیے کہ انجام اسکا کیا ہوگا
جمشید نے کہا کہ اگر وہ نمکحرام گرفتار ہوکے آئے تب میرے دل کو چین پڑے کملاق
ق مارا گیا اپنے ہوش مین نہ تھا اگر قید رہتا تو شاید ہوش مین آجاتا لیکن وہ
بالبلا یا کہ میری خوابگاہ مین چلا آیا غصے مین قدرت کو کچھ نہ سوجھا تمانچہ مار دیا ابلیس
نے کہا کہ مین اس پہلو پر نہ جاؤنگا اپنے کو اُسکے سحر سے بچاؤنگا یہ کہکر چلا میثاق کو
تلاش کرتا ہوا جاتا ہی مگر فیروزہ بن عمرو بارگاہ مین جمشید کی حاضر تھا ابلیس بلند پرواز
روانہ ہونا دیکھ کر بھاگا بحرین بارگاہ شاہ مین بیٹھی ہی سب شاہزادیان باتین
کر رہی ہین کہ فیروزہ نے آکر خبر کہی کہ اس طرح پر ابلیس تلاش مین میثاق کی
جاتا ہی اور بہت وعدہ مضبوط کر گیا ہی یہ سُنتے ہی ملکہ بحرین کو سناٹا آگیا کہا صاحبو
غضب کی بات ہی ایسا نہ ہو کہ میثاق پر کوئی جفا پڑے مین جاکر اطلاع کرون اور
ان کو ہوشیار کردون کہ ابلیس تمھاری تلاش مین آتا ہی اور شاہزادیون نے کہا

شہد ابھر بیٹھ کر بڑبڑانے لگا سب نے اپنا اپنا حصہ لیا بیٹھ کر پینے لگے شہد اسب کی چلمین بھر
ہی جسنے چلم پی بیہوش ہو کر گرا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے فیروزہ اندر آیا
دیکھا کملاق زنجیرین ہلا رہا ہی اور جھوم جھوم کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی نظم

جان عاشق لی کسی نے کوئی رسوا ہو گیا — تمنے مارا نام بیچاری قضا کا ہو گیا
اسکا رونا کیا کہ سو ٹکڑے کلیجا ہو گیا — ہان ستم ہو گا اگر خون تمنا ہو گیا
کب یہان ٹھہرا اگر آ بھی گیا وہ بے وفا — دل ہمارا ہجر مین قاصد تمھارا ہو گیا
جان نثاری کا ہماری جان ستانی کا تری — عاشقون مین شہرہ معشوقون مین چرچا ہو گیا
گر پڑا یون تھام کر دلکو مین اُنکے سامنے — وہ بھی یہ کہتے ہوے دوڑے اسے کیا ہو گیا
آہی جاتا ہی لبون تک ضبط کتنا ہی کرین — شکوہ دلبر بھی کیا اپنا کلیجا ہو گیا
دیدنی تھی نزع مین اپنی نگاہ یاس بھی — پارسا بے دید تک محو تماشا ہو گیا
مرکے ہم مرقد سے اُٹھے تو قیامت تک اُٹھے — حسرتون نے سر پہ بیٹا حشر برپا ہو گیا
ہائے وہ کہنا کسی کا تم ہو دیوانے جلال — ہوش مین بھی تھے تو یاد آتے ہی سودا ہو گیا

فیروزہ نے قریب آکر کہا کہ ای کملاق کیا چاہتے ہو کملاق نے کہا کہ میری زبان
سے سوزن نکال دو پھر نکل کر جمشید کو مارون فیروزہ نے زبان سے اس کی
سوزن نکالی جیسے ہی سوزن نکلی کملاق نے قبید توڑ ڈالی کچھ سنگ ریزے اُٹھا لئے
بلبلاتا ہوا نکلا کہتا ہوا کہ تو نے بڑا احسان کیا باہر نکل کر سنگ ریزے پھینک مارے
کئی ہزار کے سر اُڑ گئے لڑتا بھڑتا کملاق چلا لشکر مین ہلڑ ہوا افلاس جادو
طلائے پر تھا ہلڑ سن کر دوڑا آ کے دیکھا کہ کملاق دیوانہ وار وحشی مثال لشکر مین
کھڑا لڑ رہا ہی افلاس نے چاہا کہ بھاگون کملاق کب جانے دیتا ہی ایک سنگریزہ
مار دیا کہ افلاس کا سر پھٹ گیا جو ارادہ کرتا ہی کہ جا کر خداوند سے اطلاع کرے
کملاق اُسے مار لیتا ہی آخر لڑتا ہوا دربارگاہ پر پہونچا پھاٹک کھول کر اندر آیا
شاہزادیان غل مچانے لگین کملاق نے کئی شاہزادیون کو مارا شاہزادیون کے
مرنے کا جو ہنگامہ ہوا جمشید ثانی کی آنکھ کھلی دیکھا کملاق اندر قصر کے لڑ رہا ہی

کملاق کے منھ پر ہاتھ پھیر دیا کملاق تھر تھر کانپا اور گر کر بیہوش ہوا چاہا جمشید نے
پھر اسکو ہوشیار کرون شاید عذر کرے سرکشی سے باز آئے مگر اب جو جمشید ثانی نے
ہوشیار کیا کملاق وہی بلبلاتا ہوا سامنے جمشید کے آیا جمشید نے حکم دیا کہ اسے
یجا کر قید کرو کملاق کو کشان کشان لوگ لے گئے ایک خیمے مین قید کیا قضائے کار فیروزہ
بن عمرو برائے خبر اس لشکر مین آیا تھا اسنے یہ سب خبر سُنی کہ میثاق کے سحر مین مبتلا ہو کر
کملاق قید کیا گیا ہی پھرتا پھراتا در بارگاہ پر آیا تھوڑی دیر مین اندر سے چوبدار نکلا
پکارتا ہوا کہ کوئی مزدوری کریگا فیروزہ ایک شہدے کی شکل بن کر سامنے آیا پوچھا حضور
کیا مزدوری ہی چوبدار نے کہا کہ ایک پتلہ شراب کا واسطے نگہبانون کے جائیگا شہدے
نے کہا کہ دو گنڈے لین گے چوبدار نے کہا اُٹھالو فیروزہ نے پتلہ شراب کا اُٹھایا
ہر مرد ہے سے باتین کرتا ہوا کہ میان مرد ہے صاحب آج ایسی ہار آئی کہ دو جگ نہ
بیٹھے رنگباز کی تباہی تھی جو رنگ بداوہ اُلٹا آیا ہم تو اگر کوئی بدنے والا ہوتا جان تک
دیتے میان مرد ہے صاحب ہمارا رنگ اگر دو جگ کھیل جائے تو سلطنت جیت لین
آج کوئی چوتھا روز ہی ہمارا مغلیا پُرانا شہدا کہین مردہ اُٹھانے گیا تھا وہان سے
چار گنڈے لایا بڑا رنگباز ہی اب جو اُسنے بدنا شروع کیا اور کاپتین رنگ کھیلنے لگی
اسقدر رنگ کھیلی کہ چار گنڈے سے چار ہزار روپئے جیتے کوٹھی وال نے کہا کہ اب
جاؤ مین نے بھی کہا کہ بھائی صاحب اب اُٹھاؤ مگر بھائی صاحب نے جواب دیا آج
مدت کے بعد کاپتین رنگ کھیلی ہی آج کوٹھی جیت لونگا بابو صاحب نے بہت سے
نوٹ اور اشرفیان بد دین بھائی صاحب تو جوش مین تھے سب مال کھسکا دیا بعد
پیسے کے کاپتین ٹوٹی اور بے رنگ داؤن آیا بھائی صاحب نے منھ پیٹ لیا ایک ہی
داؤن مین خاتمہ ہو گیا اب جو شمار کیا تو کئی روپئے بابو صاحب کے نکلتے ہین ہاتھ چھاٹ
کر بھائی صاحب اُٹھے اور مجھے تو آج داؤن نہین ملا جو داؤن بدا رنگ نہ کھیلی چوبدار
سے یہان کرتے ہوئے قریب قید خانے کے پہونچے نگہبانون نے آواز دی کہ کون آتا ہے
چوبدار نے کہا کہ تمھارے واسطے شراب لائے ہین نگہبانون نے دوڑ کر پتلہ اُتروایا

چاہتا ہون کہ گرفتار کرون خدمت خداوند مین بھیجدون مین سمجھ گیا ہون کہ جس وا
یہ آئے ہین غنچۂ مراد کے باغ سے یہ فتور برپا ہوا کملاق خارہ شکن نے اِن کے ہاتھ
شکست کھائی غنچۂ مراد کی فکر مین آئے ہین وزرا نے جام شراب آغشتہ بہ دارو
بیہوشی تیار کیا جیسے ہی میثاق آکر پہونچا وزیر دن نے جام ہاتھ پر رکھ کر پیش کیا
وزیر اعظم اول اس جام کو نوش کیجیے پھر محفل مین بیٹھیے میثاق جوش محبت غنچۂ مراد
مبہوت ہورہا تھا جام ہاتھ سے لیکر پی گیا پیتے ہی گھبرایا سبزوار نے کہا کہ تخت پر
تشریف رکھیے میثاق لڑکھڑا کر گرا سبزوار نے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ زبان
سوزن دو مسلسل و مطوق کرو مین خود اسکی قید لیکر خدمت خداوند مین جاؤنگا ا
بہت کچھ پاؤنگا یقین ہو قدرت سرفراز کرین یہان جمشید ثانی قصر ہفت رنگ
بیٹھا تھا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا صدائے فریاد فریاد آنے لگی یہ سُنتے ہی جمشید دربار
برآیا دیکھا کہ کملاق خارہ شکن میرے نام پر گالیان دے رہا ہے اور فوج پر گولے
مار رہا ہے کئی ہزار جادوگر مارے کئی خیمے گرا دیے جمشید نے للکارا کہ او کملاق
یہ کیا معرکہ ہے اور یہ کیا صورت بنا کر آیا کملاق نے کہا کہ آپ کا سر لینے آیا ہون
یہ ہے کہ سر جھکا کر بیٹھیے مین سر کاٹ کر لیجاؤن جمشید نے جواب دیا کہ او کملاق تیری
شامتین آئی ہین ایک سحر مین دیوانہ کردونگا جان بچانا دشوار ہوگی مگر کملاق
مین تھا تلوار کھینچے ہوے سامنے جمشید کے آیا ہرچند مصاحب کہ رہے ہین کہ ہم
کملاق کو روکین جمشید نے کہا وہ تمھارے روکے سے نہ رُکیگا اور زیادہ فساد بپا
کریگا آتا ہے آنے دو کملاق نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا جمشید نے باڑھ بچا
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کملاق نے چاہا ہاتھ چھڑاؤن اور کوئی سحر کرون مگر جمشید نے
غصے مین ایک تمانچہ مار دیا کہ کملاق بیہوش ہو کر گرا جمشید نے آواز دی کہ اس
مشکین باندھو ملازمون نے کملاق کی مشکین باندھین مشکین باندھ کر ہوشیار کیا جمشید
نے کہا کہ ابتو تو نے سزا پائی کملاق دشنام دیکر کہنے لگا کہ او مکار تو نے خوب غفور
کہ مجکو گرفتار کرلیا اب یہ باتین بناتا ہے بس اسی مین خیر ہے کہ مجکو رہا کردے جمشید

کے بارہ دری مین آئی کنیزون سے کہا کہ یہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ
کوئی سحر کرے اور مین مبتلاے بلا ہون تم لوگ کہدینا کہ اُنکے باپ کے پاس سے پیامبر
زیادہ طرف قلعے کے گئی ہین آپ کا دل چاہے بیٹھیے خواہ تشریف لیجائیے یہ کہکر تخت پر
سوار ہوکر روانہ ہوگئی کنیزون نے آکر میثاق سے کہا ہرچند کہ میثاق کو بہت
ناگوار ہوا مگر کس پر غصہ کرے کنیزون کو جھڑک دیا اور کہا تمنے وقت پر ہم سے اطلاع
نکی کہ ہم اُن کو نہ جانے دیتے روک لیتے کنیزون نے عرض کی ہمین مہلت نہ ملی فورًا
ملکہ چلی گئین میثاق نے کہا کہ ہم کو قلعہ کا پتہ بتاؤ ہم وہین جائینگے کنیزون نے
کہا کہ باغ سے نکل کر ایک صحرا ملیگا بعد اُس صحرا کے قلعہ ہی سربفلک کشیدہ اُسی
قلعے کو قلعۂ سبزوار کہتے ہین جب وہان جائیےگا تب ملکہ کا پتہ ملیگا میثاق محبت
مین دیوانہ ہو رہا ہی فورًا باغ سے نکلا صحرا کو طی کرکے قلعہ دیکھا طرف قلعے کے چلا جب
قریب قلعہ پہونچا دیدبان نے آواز دی کہ ای آنے والے اس طرف نہ آنا غیر کے لیے
یہان آنے کی ممانعت ہی میثاق نے کچھ جواب نہ دیا اور پکار کر کہا ہم غیر نہین ہین سبزوار
کی ملاقات کو آئے ہین دیدبان بھاگا جاکر سبزوار سے کہا سبزوار خود آیا بالاے
قلعہ سے دیکھا کہ ایک تاجدار ہی کہ وہ اندر قلعہ کے آیا چاہتا ہی پکار کر آواز دی کہ
ای ساحر مین تجھے نہین پہچانتا میثاق نے پکار کر آواز دی کہ ای سبزوار جادو میثاق
میثاق کوہ گردان اس وقت صورت بدلی ہوئی ہی صورت اصلی بھی دکھاؤنگا
سبزوار نے جو نام میثاق کا سنا مثل بید کے کانپنے لگا اور پکار کر کہا کہ آئیے تشریف لائیے
مین آپ کا حال سن چکا ہون کہ آپ نے قدرت کو چھوڑا اور بادشاہ اسلام کی اطاعت
کی میثاق نے جواب دیا تمھارا اس مین کیا نقصان ہوا جیسا موقع دیکھا ویسا کیا
اگر ایسا نہ کرتے تو ہاتھ سے بادشاہ اسلام کے مارے جاتے ہم تو تمھاری ملاقات کو
آئے ہین سبزوار نے کہا کہ آئیے آپ کا گھر ہی میثاق قلعے مین آیا سبزوار استقبال
کرکے لے چلا مگر سبزوار کے آتے ہی رفقا بھی آگئے سبزوار نے رفیقون سے اشارے
سے کہا کہ بارگاہ مین جاؤ ایک جام شراب آغشتہ بہ دارو بیہوشی تیار کردین

صنم میثاق کو وہ گردان کملاق کو جو یہ معلوم ہوا کہ یہی میثاق ہے جھولی پر ہاتھ ڈالا
ایک پتلہ سحر کا نکالا سامنے اُس پتلی کے چھوڑ دیا وہ پتلہ اُس پتلی سے مضحکہ کرنے لگا مگر پتلی
میثاق کی ایسی تیز ہے کہ پتلے پر ہنس رہی ہے کہتی ہے جا کیون دیوانہ ہوا ہے میرے سامنے
کیا شعبدہ دکھائیگا مین ہون تصویر سامری ایسے سیکڑون شعبدے دیکھے ہین تجھسے نہین
ہوسکتا کہ کملاق کو مار لے یہ سنا تھا کہ وہ پتلہ تیغ کھینچ کر طرف کملاق کے چلا کملاق نے
کہا کہ ای رفیق شفیق مدت سے تیرا پوجا کرتا ہون عین وقت پر کمی کرتا ہے ایسا نہین ہوسکتا
کہ اس پتلی کو مار لے وہ پتلہ طرف پتلی کے چلا پتلی نے ایک شعر گایا کہ جسکا مضمون یہ
مطلع آج بیلا بٹ رہا ہے خوش ہے بلبل باغ مین + شاخہاے گل لٹاتے ہین زر
باغ مین + یہ جو پتلی نے شعر گایا پتلہ جھومنے لگا پتلی نے گا کر مبہوت کیا وہ پتلہ کملاق
کی طرف متوجہ ہوا اور چاہا کہ ہاتھ تلوار کا مارون کملاق نے ایک قبضہ مارا کہ
سر پھٹ گیا پتلے کو مار کر کملاق طرف میثاق کے چلا میثاق نے کہا کہ ای کملاق
اپنے سحر کا امتحان کر چکے اب کیا منظور ہے کملاق نے کہا کہ تمہاری مشکین باندھونگا
کملاق نے بگڑ کر تلوار کھینچی میثاق نے پتلی کو اشارہ کیا پتلی نے سامنے کملاق کے
یہ شعر گایا فرد الفت گل کا نتیجہ کیا یہی تھا ای فلک + لوگ کہتے ہین کہ بلبل کا ہوا
باغ مین + یہ شعر جو پتلی نے گایا کملاق کا چہرہ سُرخ ہو گیا میثاق کے سامنے ہاتھ
باندھنے لگا کہتا تھا جو فرمائیے وہ بجا لاؤن میثاق نے ہنس کر کہا کہ جاؤ جا کے
جمشید ثانی کا سر لاؤ جو سر لیکر آؤ گے تو یہان آنے پاؤ گے ورنہ انتظام ہو جائے
کملاق خارہ شکن تلوار کھینچے ہوے یا تو سامنے کھڑا تھا یا بدحواس ہو گیا تلوار
ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے چلا بعد جانے کملاق کے میثاق نے مہران تاجدار
سے کہا کہ اب آپ بھی سرفرازی فرمائیے اور چلے جائیے مہران تاجدار ڈرا اور سمجھا کہ
ساحر زبردست ہے ایسا نہ ہو مجکو بھی کسی بلا مین مبتلا کرے خاموش اُٹھا تخت پر
سوار ہو کر یہ بھی روانہ ہو گیا بعد جانے مہران کے میثاق نے چاہا غنچہ مراد
کلام کرون غنچہ مراد نے کہا کہ مین آتی ہون واسطے رفع حاجت کے جاتی ہون یہ

رگائن تانین مارنے لگتی ہی اور گائن کی آواز نہایت پاٹ دار ہی حسین و جمیل بھی حد
سے زیادہ ہی قضائے کار کملاق خارہ شکن کہ جو بتلاش میثاق چلا تھا آسمان پر سے
اس نازنین کو دیکھ کر حیران ہوا بیتاب ہو کر آسمان سے اُتر آیا مگر گھبرایا ہوا تھا آتے ہی
اس تاجدار سے کلام کرنے لگا کہ ای تاجدار آپ کا کیا نام ہی آپ کیون تشریف لائے
اس تاجدار نے حیران ہو کر کہا کہ میرا مہران تاجدار نام ہی برائے سیر جاتا تھا اس
مقام پر آکر ٹھہر گیا یہ وہ مہ جبین ہی کہ دیکھنے والے کو حیرت ہو کملاق خارہ شکن گھبرایا ہوا
قابول اُٹھا کہ اب آپ تشریف لیجائیے تماشائے محفل دیکھ چکے اب ہمارا دخل ہی یہ سُنکر
وہ تاجدار خاموش اُٹھا ارادہ کیا کہ چلا جاؤن مگر دل نہین مانتا پلٹ کر معشوق سے کہا
لو صاحب رخصت ہوتے ہین غنچہ مراد نے مسکرا کر جواب دیا کہ آپ بیٹھیے کیون جاتے ہین
میثاق نے کملاق کو پہچانا کہا ای وزیر اعظم کہا سے آتے ہو کملاق نے کہا کہ ای تاجدار
ین تلاش مین میثاق کوہ گردان کی نکلا تھا کہ اس مقام پر آکر پہونچا اس صحبت کا
رنگ اچھا معلوم ہوا یہان بھی چلا آیا میثاق نے کہا کہ بہت مناسب ہی مگر میثاق
ایسا حلوا نہین ہی کہ جسکے پکڑنے کو آپ جاتے ہین کملاق نے جواب دیا کہ اگر میرے
اسکے مقابلہ پڑے تو ایک سحر میرے پاس ایسا ہی کہ کیا عجب ہی میثاق مغلوب ہو
اور جو اُسکا سحر چل گیا تو مین مغلوب ہونگا مگر کیا عجب ہی کہ میری مدد کو خداوند آوین
میثاق نے کہا کہ ای کملاق نہین معلوم میثاق کہان ہی مگر مین اُسکا شاگرد ہون
مجھسے تو امتحان کر لو کملاق نے کہا کہ او زباندراز زبان کو اپنی بند کر ورنہ دیوانہ
کر کے مارونگا ابھی روتے ہوے جاؤ گے میثاق اپنے مقام سے اُٹھا مہران تاجدار
بھی دلیر ہوا کہ اسکو مارو یہ ہمین ہٹاتا ہی تلوار کھینچ کر کہا کہ ای وزیر خداوند مین تو ابھی
جاؤنگا گلچینی گلشن جمال کی کرونگا صاحب خانہ نے ہمسے کچھ نہ کہا اور تم سختی کرتے ہو
میثاق جو اُٹھا اُٹھتے ہی جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پتلی نکال کر سامنے چھوڑ دی اور
کہا کہ ای تصویر سامری اسکو دیوانہ کر دے وہ پتلی سامنے کملاق کے ناچنے لگی کملاق
جتنا اُسکا دیکھنے لگا اُس وقت میثاق نے جوش مین اپنے سحر کے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ

شوہر ٹھہرا تو پھر کیا تدبیر کرونگا یہ سوچتا ہوا کلیجہ پر ہاتھ رکھے ہوے تخت کو ایک گوشے مین ا
آپ خرامان خرامان سامنے اُس مہ جبین کے آیا مگر میثاق نے یہ چالاکی کی کہ منہ پر اپنے
ہاتھ پھیر لیا ایک جوان خوشرو کی صورت بن کر تیار ہوے جواہر بہت سا پہنے ہوے
تاج یاقوتی سر پر لیکن تخت پر کوئی خادم و خدمتگار نہین ہی اُس نازنین نے جو میثاق
کو دیکھا بے اختیار اُٹھ کھڑی ہوئی اور پکار کر آواز دی کہ ای جوان یہان کیونکر آ۔ کا
اتفاق ہوا میثاق نے بڑے عجز سے کہا کہ مین دور سے آتا ہون مشتاق جمال
ہو کر ٹھہر گیا چاہتا ہون کہ قدمبوس ہون اُس نازنین کے دل پر ایسی تاثیر ہوئی
اشارہ کر کے کہا کہ آئیے تشریف لائیے میثاق بلا تکلف بیٹھ گئے گلچینی گلشن جمال
کرنے لگے مگر بیقراری کو دمبدم ترقی ہی لیکن وہ تاجدار حیران ہی کہ یہ دوسرا تاجدار
کون ہی کہ بلا تکلف آکر پہلو مین میری معشوقہ کے بیٹھ گیا مگر میثاق نے بیٹھے بیٹھے
ای شہنشاہ اقلیم خوبی و ای گوہر بے بہا ے دریاے محبوبی تمھارا نام نامی کیا ہی اُ
نازنین نے مسکرا کر کہا مجکو غنچہ مراد کہتے ہین پوچھا یہ تاجدار صاحب کون ہین اُس نا
نے کہا کہ مہران تاجدار ان کا نام ہی ادھر سے جاتے تھے آکر ٹھہر گئے آپ اپنے نام
سے آگاہ فرمائیے میثاق نے کہا کہ نام آور تاجدار میرا نام ہی آپ کی صحبت
دیکھ کر گانا پسند آیا اس وجہ سے چلا آیا چاہتا ہون کہ آگاہ ہون اس مقام کا نام
کیا ہی اور یہ کہانکی سرحد ہی اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا کہ اس مقام کو باغ دل
کہتے ہین سبزوار جادو باپ میرا اس حوالی کا حاکم ہی یہ باغ میرے نام سے بنوایا ہی
یہان کا حاکم کیا ہی مین براے سیر یہان آتی ہون میثاق یہ باتین سُنکر حیران
کہ کیا تدبیر کرون اور کیونکر اس تاجدار کو ہٹاؤن اور اپنا رنگ جماؤن لیکن
نہایت دشوار معلوم ہوتا ہی کہ یہ تاجدار اُٹھ کر جائے اور یہ مہ جبین مجھسے کلام
کرے کیونکر مجکو پہلوے کلام ملے اس سوچ مین میثاق ہی چاہتا ہی کہ اُس تاجدار
سے کچھ کلام کرون اور وہ تاجدار بھی خاموش بیٹھا ہی حیران ہی کہ یہ کون شخص ہی جو
بیٹھ گیا اس سوچ مین دونون بیٹھے ہین اور وہ نازنین جب گائن کو اشارہ کرا

معتقد کرلون باپ دادا نے ہمارے کیا کیا کرامتین دکھائین تب آج تک نام روشن ہی جب تو سامری وجمشید کا لوگ نام لیتے ہین کملاق نے کہا غلام اس فخر سے بخوبی آگاہ ہی دیکھیے کیا ہو کتاب سوانحات مین تو آپ لکھ چکے ہین کہ طلسم ٹوٹیگا جمشید نے کہا کہ اُس کتاب کو مین نے منسوخ کردیا قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی جو ہم کرین اُسے کون مٹا سکتا ہی کملاق کو بخوبی جمشید نے سمجھایا کملاق نے اسباب سحر جھولی مین جمع کیا اور کرگدن پرند پر سوار ہوا برائے مقابلۂ میثاق چلا مگر میثاق کوہ گردان طلسشاہ سے رخصت ہو کر اُڑا ہوا جاتا تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گارہا ہی نظم

گردش سے آنکھ فتنہ پناہی مین رہگئی	تمسے یہ چال دل کی تباہی مین رہگئی
سب مٹ گیا فروغ مرے داغ عشق کا	کچھ رہگئی چمک تو سیاہی مین رہگئی
رہبر کو ڈھونڈھتا ہی کوئی راہ شوق مین	کیسی بھٹک یہ ہمت واہی مین رہگئی
قدر یگا کون ادھر سے کہ خاک اس حقیر کی	اُٹھ اُٹھ کے آمد آمد شاہی مین رہگئی
کیون ای دعاے وصل صنم تو نے کیا سنا	چپکی جو بارگاہ الٓہی مین رہگئی
حسرت نہ نکلی وصل مین بھی دست شوق کی	اندیشہ ہاے نامتناہی مین رہگئی
پر اُتنی ہی ہوئی تری بخشش مین ای جلال	جتنی کمی زیادہ گناہی مین رہگئی

میثاق آواز کی طرف متوجہ ہوا آسمان پر سے دیکھا کہ ایک باغ رنگارنگ نہایت سرسبز وشاداب ہی سبزہ وہان کا بیدار بخت عندلیبان خوشنوا کو شاہد زمردین کا تخت جنون کی چٹک ہوا کی سنک پھولون کی مہک باغ بہشت آئین پر گلزار جنان کا شک وسط باغ مین ایک چبوترہ بلور کا ہو کہ حالت اُسکی نور کی ہی اُسپر مسند جواہر نگار بچھی ایک شاہزادی والا قدر چہرہ رشک بدر عارض الور فخر ماہ کمال ابرو ہلال نہایت بی سے اُسپر جلوہ فرما ہی اور ایک تاجدار نہایت عظم وشان سے پہلو مین اُس نین کے بیٹھا ہی میثاق کلیجہ تھامے ہوے دیر تک جمال بے مثال دیکھا کیا آخر صبر ہوسکا تخت اپنا اُتارا اگرچہ حیران ہی کہ ای میثاق اگر شاید یہ تاجدار اس مہجبین کا

میثاق نے عرض کی مین تو اس خاندان کا غلام ہون تلاش شاہ مین نکلا تھا بادشاہ
جمجاہ بعد حصول لوح برای فتاحی مرحلہ جات تشریف لے گئے ہین مگر افسوس یہ ہے
کہ مین اُن کے ساتھ نہین پہونچا کہ خدمتگزاری کرتا حکیم صاحب بڑے بڑے شعبدے
دکھائینگے پروردگار اُن کو ثابت قدم رکھے ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جائین تو مشکل
غلام رخصت ہوتا ہے رستم نے کہا کہ اے میثاق اگر تم خدمت شاہ مین پہونچنا تو ہماری
جانب سے بعد دعاے جان در از کہنا کہ اے شہریار غلام بھی آپ تک پہونچیگا لیکن میثاق
چند جام شراب پی کر اُٹھا مرکب پر ند پر سوار ہوا مرکب میثاق کو لیکر اُڑ گیا رستم
قصد ہے کہ کوچ کرون جمشید ثانی داخل قصر ہفت رنگ ہے بیٹھے بیٹھے ہنسا کملاق
خارہ شکن وزیر دست چپ قریب بیٹھا تھا پوچھا یا خداوند یہ سبب آپ کیا ہنسے
جمشید نے کہا مسمار نے زبردستی اپنی جان دی باغ مراد مین جاکر مارا گیا اُس کے
مرنے پر مجکو ہنسی آئی کوئی ایسا ہے کہ جاکر میثاق کو روکے میثاق نے بڑا ستم کیا
کہ مسمار کو قتل کرایا کملاق خارہ شکن یہ کہکر اُٹھا کہ یا خداوند سُن لیجیے گا کہ زبان
بھی نہ ہلانے دونگا مگر آپ بھی عہد واثق کیجیے کہ جس وقت قید آئے فوراً قتل کر ڈالیے
اگر میثاق مارا گیا تو بادشاہ لشکر اسلام کی قوت کم ہو جائیگی یہ کہکر کملاق اُٹھا جمشید
سے رخصت ہوا جمشید نے چلتے چلتے خوب سمجھا دیا کہ اے کملاق ہرچند کہ سحر مین تیرا
مثل نہین ہے مگر میثاق بھی بلاے روزگار ہے بہت سمجھ کے اُس سے مقابلہ کرنا ایسا نہ ہو
تمھارے واسطے باعث ذلت ہو یہ تو ہم خوب جانتے ہین کہ کسی مقام پر کمی نہ کرو گے
لیکن اگر میثاق کے سحر نے تم پر تاثیر نہ کی تو تمھارا مثل نہین مگر بہت خیال کر کے اُس سے
مقابلہ کرنا اور یہ بات ہماری یاد رکھو کہ یہ طلسم فتح نہ ہوگا اور میری موت اس طلسم مین
نہین ہے ایسے مقام پر موت ہے کہ جہان کوئی جا نہین سکتا مجھے کیا ضرورت ہے کہ جہان
وہان جاؤن اور اپنی موت کو قریب بلاؤن تم لوگ سب میرے ساتھ ہوگے اگر شہنشاہ
طلسم لوٹ گیا تو مین نکل جاؤنگا جس مقام پر جاکر خدائی اپنی قایم کرونگا سب نہ ہو
جمع ہو جاوینگے جو مراد مانگینگے اُن کو وہ ہی دونگا وہ زور دکھاؤن کہ سب

چل رہی ہی دو تین کنیزین در باغ پر کھڑی ہین اور پکار رہی ہین کہ ای میثاق تم بھی آؤ میثاق
نے پلٹ کر جواب دیا کہ مسمار کو لیجاؤ سیر باغ دکھاؤ یہ بہت مشتاق ہین وہ نازنین باغ مین
گئی مسمار اُسکے ساتھ داخل ہوا میثاق قریب رستم آیا گلے مین موتیون کا مالا ڈال دیا اور
کہا لشکر ساحران کو مار لیجیے رستم نے گھوڑا اٹھایا تمام لشکر اِن کا اِن کے پیچھے چلا میثاق
جا ہوا کھڑا ہی رستم نعرہ کر کے جا پڑے نعرہ رستم ۵ ارشد اولاد امیر عرب + گیست
علمشاہ چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور +
دونون لشکر آپس مین مل گئے مگر جو سحر اہل لشکر مسمار کرتے ہین میثاق اُسے پلٹ دیتا ہی
کہ وہ سحر پلٹ کر اُنھین پر گرتا ہی کوئی آگ سے جلا کوئی پانی مین ڈوبا کسی کے سینے پر گولہ
پڑا کہ سینے کو توڑ کر پار گذر گیا ہزار ساحر چند حملون مین مارے گئے جب ساحرون
نے دیکھا کہ ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا اُلٹے ہمین کو پامال کرتا ہی بھاگنے لگے پانون سب کے
اُٹھ گئے مگر مسمار جو باغ مین داخل ہوا آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا ہی کہ وہ مہ جبین
کہان گئی وسط باغ مین آکر دیکھا کہ شامیانہ استادہ ہی زیر شامیانہ فرش مشجر بچھا ہی اور
اُسپر ایک مسند زرین لگی ہی اُس مسند پر ایک نازنین بصد ناز و ادا بیٹھی ہی ایک تاجدار
نہایت حسین و جمیل اُسکے پہلو مین بیٹھا ہی مسمار نے پکار کر آواز دی کہ کیون او شوخ دیدہ
مجکو لگا کر لائی اور آپ اس ظالم کے پہلو مین بیٹھی اُس تاجدار نے آواز دی کہ او بے حیا
مجکو کسنے بُلایا تھا جا دور ہو یہان نہ آتا ورنہ بڑا رنج اُٹھائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا
مسمار نے کہا کہ او بیحیا اُٹھ تو سہی وہ تاجدار اُٹھا تلوار کھینچ کر دوڑا آپسین تلوار چلنے لگی
مسمار نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے وہ تاجدار روک رہا ہی روکتے روکتے ہاتھ تلوار
مارا تڑپ کر تیغہ گرا اسپر کو کاٹ کر سر کو تراشتا ہوا تا بہ جگر گاہ پہونچا یہان جہان رستم
لڑ رہے تھے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مسمار جادو بود میثاق نے کہا کہ ای شہریار
مبارک ہو کہ دشمن آپ کا مارا گیا رستم نے فوج کو شکست دی جب لشکر بھاگ چکا تو
لوٹ کر رستم نے اپنے سرداروں کو قید سے رہا کیا مال کفار قبضے مین آیا خیمے وغیرہ اُکھڑوا لیے
بارگاہ پر قبضہ کیا میثاق کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئے کہا ای وزیر اعظم تمنے بڑی تکلیف کی

دانا کیا ہی تو نے جو ای آسمان مجھے
سودا ہی زلف یار کے حلقو نکا خود ہون قید
ای دل کسی نے یاد کیا ہی مجھے ضرور
بلبل سے ہی غرض نہ کسی گل سے کام ہی
جب تو نہ ہو تو سیر گلستان نہین پسند
تقدیر مین لکھی تھین اُٹھائین جو سختیان
بلبل پھڑک کے کہتی تھی فصل بہار مین
زلفین دکھا دکھا کے یہ کہتی ہی چشم یار
سطوت کی یہ دعا ہی کہ دوزخ سے حشر مین

ہیین گی دانت دیکھ کے سب چکیان
حدا دہین ہنچاتے عبث بیڑیان مجھے
بیوجہ آج آتی نہین ہچکیان مجھے
یکسان فراق مین ہی بہار و خزان
سم ہی ترے بغیر مئے ارغوان
بیٹھے بٹھائے ہو گیا عشق بتان
گلشن سے تو نکال نہ ای باغبان
رکھے سیاہ کیون نہ سدا یہ دھوان
آکر بچائیے گا شہ انس و جان

اُس نازنین نے آکر مسمار سے کہا کہ چلیے باغ مراد مین آپ کی طلب ہی مسمار نے کہا کہ مین تو نہ جاؤنگا اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ ای مسمار تمنے ہم کو کیون بُلایا تو کہ باغ مراد مین رہتے ہین وہ ہمسے پوچھین گے کہ تمھارا عاشق کیون نہین آیا تو کیا جواب دونگی ہنس ہنس کر اُس نازنین نے مسمار سے باتین کین اور پہلو پر ہاتھ منھ پھیر کر پلٹی کہا لو صاحب مین جاتی ہون مسمار نے کہا کہ ای شہنشاہ اقلیم خوبی و در آبدار بحر محبوبی مین ابھی چلتا ہون مجکو خود خواہش تھی کہ کسی کنیز کو بھیج کر مجھے بلوا مگر تمنے یہ احسان کیا کہ خود تکلیف کی اب مجھے کیا عذر ہی یہ کہتا ہوا مسمار پیچھے لیکن وہ نازنین جھپٹی ہوئی جاتی ہی اب مسمار چاہتا ہی کہ مین قریب پہونچون اسکا تھام لون اپنی عدم واقفیت کا عذر کرون کہ مین ناواقف تھا تمھارا تشریف مجھپر شاق ہوا اب مین باغ مراد کا مشتاق ہوا کیون ملکہ یہ تو بتاؤ چمن شگفتہ اُسنے پلٹ کر جواب دیا کہ باغ پر بہار ہی طائرون کی ہر سو پُکار ہی ہر نخل کے سائے مین کے انبار لگے ہین سیر کر کے بہت خوش ہو گے یہ باتین کرتی ہوئی وہ نازنین جاتی ہی اسکے مسمار جاتا ہی کہ ایکطرف سے آواز آئی کہ ہم بھی ساتھ چلین مسمار نے پلٹ کے دیکھا کہ پہلوے دشت مین ایک باغ گلستان جنت کا داغ ہی دروازہ کھلا ہوا ہی نسیم عنبر

مالک ملک و خداوند جہان ÷	صانع اکبر خداے لایزال ÷
ر د کند حکمش کہ دارد این توان	دم زند پیشش کرا باشد مجال
نیست ہندی را بدنیا فکر و غم	حامیش باشد اگر ایزد تعال

مگر رستم سرنگون زیر تیغ بیٹھے ہین آنکھون سے آنسو جاری ہین مسمار حکم دے رہا ہی
کہ او غافل جلد قتل کر کیون دیر کرتا ہی قضاے کار میثاق کوہ گردان تلاش مین
ادشاہ ہ کی نکلا تھا آسمان سے دیکھا کہ فرزند صاحبقران علمشاد نوجوان سرنگون زیر تیغ
بیٹھے ہین اور ایک جادوگر نعرے کر رہا ہی کہ ہان سر کاٹ لے کیون دیر کرتا ہی میثاق
نے آسمان سے ہاتھ ہلا دیا ایک برق کڑک کر گری کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے مسمار
گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہوا سر اُٹھا کر دیکھا کہ میثاق کوہ گردان ہوا پر ٹھہر رہا ہی اسنے
پکار کر آواز دی کہ او نمک حرام تو قدرت سے برگشت ہوا اب آج میرے مقابلے مین
آیا ہی میرے جلاد کو مارا اب مین کیا تجکو جانے دونگا وہ تدبیر کرون کہ تجکو بھی اسیطرح
اٹھاؤن کیا اور جلاد میرے کیے ممکن نہین ہو سکتا اگر قصد کرون تو ہزار جلاد صاحب
ظلم و بیداد ایسے پیدا ہون میثاق نے اسکو تو کچھ جواب نہ دیا مگر رستم کو پکار کر
آواز دی کہ ای رستم نوجوان آپ کیون مجبور بیٹھے ہین اُٹھ کر گھوڑے پر سوار ہو جیسے
میثاق بھی زمین پر آیا مسمار نے سحر کیا اور ایک دستک دی ایک گنبد طلائی آسمان
سے چرخ مارتا ہوا آیا میثاق نے ہنس کر کہا کہ او مسمار اس طرح کے سحر ہمارے غلام
کرتے ہین دیکھ یہ قصر یون مٹتا ہی یہ کہکر میثاق نے گولہ مارا کہ وہ گنبد ٹکڑے ٹکڑے
ہو گیا مسمار نے آواز دی کہ ای میثاق کچھ کمال دکھاؤ میثاق نے جھولی مین ہاتھ
ڈال کر ایک گولہ نکالا اُس کو طرف صحرا کے پھینک مارا وہ گولہ دور جا کر پھٹا ایک
سناٹا ہوا اُس مین سے دھوان نکلا اُس دھوئین سے ایک نازنین پیدا ہوئی مسمار
نے دیکھا کہ وہ نازنین نہایت حسین و مہجبین ہی لباس فاخرہ زیب جسم دریاے جواہر
مین غوطہ زن خود رشک چمن جسم گورا معلوم ہوتا ہی کہ ستارہ چمک رہا ہی یہ اشعار
عاشقانہ گاتی ہوئی عجب انداز سے آتی ہی نظم

چند سرداروں کو گرفتار کرکے لے گیا اب آج کل لشکر پر ارادہ کرتا ہی کہ سحر کرکے سبکو بیکار
رستم سے سب حال سرداروں نے بیان کیا کہ جو میدان مین نکلا اُسکو مسمار نے دیو
کر دیا اُسی کے لشکر مین وہ سردار چلا گیا اُسنے جا کر قید کیا دس بارہ سردار اسی طرح
میدان مین نکلے جو میدان مین گیا وہ دیوانہ ہوا اُس کو گرفتار کر لے گیا رستم نے
کہ مین اسکے مقابلے مین ضرور جاؤنگا جو تقدیر مین ہوگا وہ ہوگا اگر اس ساحر کے ہاتھ
سے ہماری گرفتاری ہی تو ہم کو کون بچا سکتا ہی پروردگار سبب پیدا کریگا کوئی صورت
فتح کی نکل آئیگی ہر چند سب سرداروں نے روکا مگر رستم نے نہ مانا مرکب کو مہمیز کیا گھوڑا
طرارہ بھر کے چلا مسمار نے جو دیکھا کہ رستم خود آتے ہین گولہ سحر کا ہاتھ مین لیکر آمادہ
کہ سحر کردن یہ سوچ کر طرف صحرا کے مارا سب نے دیکھا کہ ایک جوان زنگی گھوڑے
اُڑائے ہوے آتا ہی وہین سے للکارتا ہوا کہ ای رستم مین تمھارا ہم نبرد ہون
ہوا قریب آیا رستم پر نیزہ مارا رستم نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُس جوان نے دیکھ کر آواز
کہ گھوڑے سے اُتریے میرے ساتھ لشکر مین چلیے رستم گھوڑے سے کود پڑے مسمار نے
اشارہ کیا کہ ای جلاد صحرائی اس جوان کو تو ہی قتل کر زنگی نے رستم سے کہا کہ سر جھکا
بیٹھیے مین آپ کو قتل کرونگا رستم نے ہتھیار پھینکدیے اور سر جھکا کر بیٹھے زنگی تیغہ کھینچ
بر سر رستم آیا پکار کر آواز دی کہ ای مسمار جادو میرا قتل کیا ہوا زندہ نہین ہوتا ذرا
سمجھ کر حکم دیجیے گا سرداروں نے جو دور سے دیکھا کہ آقا ہمارے قتل ہوتے ہین بیقرار
دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم اس آفت سے رستم کو بچا لے نظم

در گلستان جہان ہر ماہ و سال	چارسو روشن از و نور جمال
خامہ در تحریر وصفش سینہ چاک	در ثنا نوک زبان گردید لال
گاہ از خور مینماید روے خویش	گاہ از بدر و گہ از روے ہلال
میرسد انسان باوج معرفت	گر بہ بخشد حضرت حق پر و بال
میکنند تقسیم گنج سیم و زر +	حضرتِ قاسم بہر اہلِ سوال
تنگدستان را فراخی میدہد +	چون کشاید آن سخی دست اا

گر مین نے خنجر لے لیا تھا کہتی تھی تو نے مجکو ہاتھ لگایا اور مین نے اپنے بھونک لیا اس خیال
سے اُسنے جبر نہین کیا ورنہ آمادہ جبر و بدعت تھا یہی چاہتا تھا کہ جس طرح بنے قبضہ کر دن
گر مین یہ نہ جانتی تھی کہ یہ آوارگی مجکو سرفراز کریگی نیرنگ تاجدار نے ملکہ کو سوار کیا
ال رستم نے سرفراز تاجدار کو دبا سرفراز نے ملازمون کو اپنے طرف قلعے کے روانہ کیا
اور آپ عرض کی کہ مین ہمراہ رکاب رہونگا نیرنگ تاجدار و سرفراز تاجدار بہت سی
فوج لیکر قلعۂ نیرنگ پر آے عقد ملکہ کا بڑی دھوم سے نیرنگ کے ساتھ ہوا
نیرنگ نے گوہر مراد حاصل کیا اور ملکہ سے کہا کہ ای ملکۂ عالم تم تو قلعے مین رہو مین
ہمراہ آفاق کے جاؤنگا رستم نے کوچ کیا یہان مسمار جادو نے جو لشکر رستم رستم سے
خالی پایا چند افسرون کو سحر سے گرفتار کیا سب لوگ حیران ہین چوتھے دن مسمار
میدان مین نکلا ہی افسرون کو للکار رہا ہی کوئی مقابلے مین نہین نکلتا اہل لشکر
رستم دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای ربِ کارساز اس بلا سے بچالے نظم

در ہمیشہ منور بدیدہ جلوۂ رب
بروز صورت خورشید و مثل ماہ بشب
ہر دیار مقیم است حضرتِ قیوم
چہ ہند و سند و چہ ایران چہ روم و شام و عرب
باغ دہر گل از خار میکند پیدا +
ز خاک سبزہ برآرد ز چوب خشک رطب
اے بندہ فقط بندگی بکار آید
کہ نیست قدر حسب پیش حق نہ فخر نسب
جان و جسم ہمیشہ تعلقش باشد
کہ ہست جلوۂ ذاتش ز ہر قریب اقرب
رد این گل بستان جان دل از بلبل
بحسن تازہ و رنگ عجیب و بوے عجب
ہر کرد عطا نور لازوال خدا +
با بر جوش و خروش و بر عد شور و شغب
خالقِ اکبر گذار ہندی عمر +
گہے بروز کن این کار نیک گاہ بشب

ب بیقرار و بیتاب ہوکر دعائین مانگ رہے ہین اور مسمار دمبدم نعرے کرتا ہی کہ
ن یارو میرے مقابلے مین آؤ ورنہ مین سحر کرونگا کہ کل لشکر بیکار ہو جائیگا کہ صحرا سے
اُڑی رستم بلیتن علمشاہ نوجوان بصد شوکت و شان آکر پہونچے لشکر کو پریشان دیکھا
لشکر جا بجا چھپتے پھرتے ہین خوف ہی کہ ایسا نہ ہو وہ سحر کر دے کئی دن مین مسمار

اور کہا کہان جاتے ہو رستم سے مقابلہ تو کر لو اور آواز دی کہ ای شہریار میان کفیل جلے
رستم نے مرکب اُڑایا اور چاہا کفیل سے مقابلہ کرون مگر کفیل ہٹ جاتا ہی سامنے نہ
آتا آخر ایک مقام پر آکر نیرنگ نے گھیرا اور پُکار کر آوازہ دی کہ ای کفیل قلعہ فتح کر لیے
آئے تھے مجھسے تو مقابلہ کرو کفیل کی نظرون مین یہ کب سماتا ہی جب قریب پہونچا کفیل نے
ہاتھ تلوار کا مارا نیرنگ کا شانہ جھول پڑا کفیل نے چاہا کہ دوسرا وار کرون اور
سر کاٹ لون نیرنگ نے نالہ کیا اور کہا کہ ای شہریار غلام کو بچائیے رستم نے جو
نیرنگ کی سُنی گھوڑے کو اُڑا کر بیچ مین آگئے آواز دی کہ ای کفیل کیون بھاگے
پھرتے ہو ہمنے خبر سُنی تھی کہ یہ ارادہ ہی کہ اس جوان کو گھیر کر مار لین گے پس مین موجود
جس طرح پر چاہو قتل کرو کفیل نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر
جیسے ہی چاہا پلٹون رستم نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ تیغۂ کپیتان کا مارا
کفیل نے سپر اُٹھا دی مگر تیغۂ کپیتان جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ
خود کو کاٹا سر کو تراشتی ہوئی تا بہ جگر گاہ پہونچی لاشۂ کفیل زمین پر گرا نیرنگ تاجدار
نے گھوڑے پر سے کود کر سر کفیل کا کاٹا نیزے پر علم کیا اہل فوج نے جو اپنے افسر کو
دیکھا چادرین ہلانے لگے کئی افسرون نے آکر قدمون کو بوسہ دیا رستم نے خطا معاف کی
اب افسرون کو حوصلہ ہوا آکر قدمون پر گرے رستم نے نیرنگ سے اشارہ کیا کہ
مین جاؤ مال سب سرفراز تاجدار کو دیا نیرنگ تاجدار زخم کو باندھ کر در خیمہ
آیا ایک کنیز کھڑی تھی اُس سے کہا کہ جا کر عرض کرو کہ آپ کا عاشق صادق حاضر ہی کنیز
جا کر ملکہ سے کہا ملکہ نے کہا کہ بُلا لو اب مین اُن کے قبضے مین ہون اُن کو اختیار ہی یہ
برائے استقبال اُٹھین نیرنگ رعب وداب سے کانپتا ہوا اندر آیا ملکہ نے جھک کر
سلام کیا نیرنگ تاجدار نے دوڑ کر قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہنشاہ ملک خوبی
ای سرو روان باغ محبوبی خوب آوارہ کیا ملکہ نے کہا کہ مین بھی تو آوارہ ہوئی گھر بار چھٹا
ان ظالمون کے قبضے مین رہی مگر خدا نے آبرو کو بچایا کل شب بھر یہ کفیل در پے رہا
کرتا تھا کہتا تھا اسقدر مال رکھتا ہون کہ جسکا حد و شمار نہین صدہا کنیزین حاضر کر

دلیر ہوگیا ہی دیکھو کسطرح سے لڑرہا ہی جو سامنے گیا وہ مارا گیا سرفراز تاجدار کہ میرے
سامنے سے بھاگ چکا ہی مگر آج تو بڑے لطف سے لڑرہا ہی کنیزون نے یہ خبر ملکہ گلزار
کو پہونچائی کہ نیرنگ تاجدار فرزند صاحبقران عالیوقار کو ساتھ لیکر آیا ہی آپسے
دعوی عشق کرتا ہی ملکہ نے کہا کہ مین شگاف خیمہ سے دیکھون تو کہ یہ جوان کون ہی جسکو
مین نے خواب مین دیکھا شاید وہ ہی ہو یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی شگاف خیمہ سے
دیکھنے لگی جیسے ہی نیرنگ پر نگاہ پڑی آہ کرکے بیٹھ گئی کہا صاحبو مراد دل پوری ہوئی
یہی جوان غارتگر ہوش ہی جب تو اسکو میری محبت کا جوش ہی مین یہی چاہتی ہون کہ
اسکے قبضے مین جاؤن تو دل کو راحت ہو قلب کو فرحت حقیقت مین اسی ظالم نے
خواب مین آکر متاع صبر و ہوش کو لوٹ لیا اسی کے ہجر مین دن رات چین نہین پڑتا
فلک نے کسقدر آوارہ کیا مگر اس آوارگی کا یہ انجام تھا کہ جب یہ جفا اُٹھاوینگے
تب معشوق کو پاوینگے اور یہ بھی دیکھا کہ نیرنگ تاجدار کے ہاتھ مین تلوار کھنچی
ہوئی ہی رفقا ساتھ ہین لڑتا پھرتا ہی جس خیمے مین ملکہ ہین اُس خیمے کو بہ نظر حسرت
دیکھتا ہی اور زبان سے یہ نکلتا ہی

نظم

اُس رُخ کے آگے ماہ کی تنویر اور ہی — ذرہ ہی اور مہر کی تنویر اور ہی
تڑپا چکا فراق مین برباد کرچکا — اب کونسی جفا فلک پیر اور ہی
تصویر اپنی دیکھے مرے آگے غیر کو — کہتے ہین وہ اک ایسی ہی تصویر اور ہی
اُس حور کا وصال میسر ہو کیا مجھے — تدبیر اور چیز ہی تقدیر اور ہی
سطوت دل اپنا پھنس کے بھلا نکلے کسطرح — دام اور ہی وہ زلف گرہگیر اور ہی

کنیزون نے ملکہ سے کہا واری نہ گھبرائیے وہ دیکھیے رستم عالیشان قریب کفیل پہونچ گئے
ہین ہر اب کفیل سے مقابلہ پڑے اور وہ بے حیا مارا جائے ملکہ کا یہ حال ہی کہ جب کوئی
نیرنگ تاجدار پر وار کرتا ہی تو یہ تڑپ جاتی ہی اور بیتاب و بیقرار ہوکر کہتی ہی کہ ای رحیم و
کریم ای مسلمانون کے خدا اے نادیدہ میرے وارث کو بچالے اور فرزند صاحبقران کو فتح د
ان کفیل چاہتا تھا لڑ بھڑ کر نکل جاؤن لیکن جسطرف گیا سرفراز تاجدار نے آکر روکا

معشوقہ کے سامنے شب کو گیا تھا وہ بلک بلک کر روتی ہی اور کہتی ہی مجکو ہاتھ نہ لگانا د
اپنی جان دیدونگی شب بھر مین نے منتین خوشامدین کین مگر وہ راضی نہ ہوئی حقیقت
عجب معشوق ہی چال ڈھال صورت زیبا طلعت جہان آرا خوبصورت نیک سیرت
حسین وجمیل مگر رفتہ رفتہ قابو مین آجائیگی یہ کہکر سوار ہوا کل لشکر آراستہ ہوا کہا یا
ایسے جم کر لڑو کہ وہ جوان پریشان ہو جائے نیرنگ تاجدار بھی ساتھ ہی ہر کارے
عرض کی کہ اسی معشوقہ پر نیرنگ تاجدار عاشق ہی وہ جوان اُسکی بہت خاطر کر
ہر چند کہ ہم لوگ نکل آئے لاشۂ سفیان لیکر بھاگے مگر نیرنگ تاجدار کو کچھ ملال
بھی کہتا تھا کہ جاتے ہو تو نکل جاؤ مین اور ملازم کر لونگا اور مین اب اس شہریار کے
ساتھ رہونگا طلسم نوخیز جمشیدی کی بھی سیر کرینگے صاحبقران زمان کی ملا
سے مشرف ہونگے بادشاہ اسلام سے بھی ملینگے کہ وہ فتاح طلسم ہین ایسے جلیل کسنے
ہین کہ پردۂ قاف سے آکر فتاحی طلسم پر دست انداز ہوے چار لاکھ فوج مہیا کرلی
میثاق کوہ گردان ایسا سپہ سالار و شاہزادیان متعدد عاشق جمال موجود
جہان لڑائی بڑی اُس لڑائی کو فتح کیا کفیل یہ حال سُن کر اور زیادہ گھبرا رہا ہی کہ
سے گرد اُڑی دیکھا آگے رستم ہین ایکطرف سرفراز تاجدار اور ایکطرف نیرنگ تاجدار
پشت پر دس ہزار جوان نیزے چمکاتے ہوے گھوڑے اُڑاتے ہوے رستم آکر
پر گرے جنگ ہونے لگی جب افسر نے کہا تھا کہ مین پشت پر جاکر مار لونگا گھوڑا اُڑا
چلا رستم نے اُسے للکارا کہ او بے حیا کہان جاتا ہی پلٹ کے اُسنے ہاتھ تلوار کا
رستم نے وار اُسکا روک کر ہاتھ مار دیا کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے دوسرا افسر
کمان لیکر بڑھا رستم نے کمان کو قلم کیا اُس جوان کو بھی ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا
بھی واصل جہنم ہوا چودہ افسر کفیل کے سامنے کفیل کے قتل ہوے کفیل کے ہوش
اُڑ گئے کہتا ہی کیون یارو اس جوان کو کیونکر قتل کرین بڑی ہوشیاری سے لڑتا ہی
افسر قتل کیے دس ہزار نے ساٹھ ہزار کے جی چھڑا دیے ہین مین کیا تدبیر کرون
مہلت ملے تو لڑ بھڑ کر نکل جاؤن مگر نیرنگ تاجدار بھی اس جوان کی صحبت اُٹھا کر

ای قمر حال دل کہین کس سے		دلِ نالان کی کون سُنتا ہی		نیرنگ تاجدار نے یہ حال

سُن کر تصویر صندوقچے سے نکالی کہا ای شہریار یہ تصویر تو دیکھیے سرفراز شاہ تصویر دیکھکر ہنسا اور کہا ہان یہ تصویر اُسی کی ہی گلزار صنوبر خرام نام ہی وہ ہی نام بھی لکھا ہی نیرنگ نے کہا کہ ای بادشاہ مال وغیرہ تمکو مبارک ہو مگر مین نے اس معشوقہ کے واسطے گھر بار چھوڑا تھا اس شہریار کے صدقے سے پھر سلطنت ملی کفیل انھین کے ہاتھ سے شکست کھا کے گیا ہی ہم بھی تمھارے ساتھ چلین گے رستم نے حکم دیا کہ مرکب تیار ہو سرفراز شاہ نے کہا اگر بخیر وعافیت اپنے ملک مین پہونچونگا تو جانونگا دوبارہ زندگی ہوئی معشوقہ آپ لیجیے لیکن وہ ناراض ہی نیرنگ نے کہا شاید اُسنے خواب مین مجھے دیکھا ہو میرے دل کا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی جا کر اُس معشوق کے قدمون پر سر رکھونگا اور کہونگا زندگی تمھارے ہاتھ ہی یا تو غلامی مین قبول کر و یا ایک ہاتھ مار دو کہ میرا خاتمہ ہو جائے یہ سُنکر سرفراز شاہ نے کہا کہ خدا انجام بخیر کرے معشوقہ تم کو ملے مین مال واسباب لیکر اپنے قلعے مین جاؤن رستم فوراً اسوار ہوے نیرنگ تاجدار بھی ہمراہ ہوا دس ہزار فوج بھی ہمراہ لی سرفراز تاجدار نہ جاتا تھا مگر رستم نے ہمراہ لیا سب سے زیادہ نیرنگ تاجدار کو خوشی ہی کہ اس شہریار کی قدمون کی برکت سے معشوقہ غیر معلوم کا پتہ تو ملا یہان کفیل ترا ہوا ہی مال اسقدر پایا کہ خوش ہو رہا ہی کہتا ہی اب قلعہ لیکر کیا کرونگا اسقدر مال و اسباب دستیاب ہوا ہی کہ بے تکلف صرف کرونگا سالہا سال کم نہ ہو گا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا وہ ہی جوان آپ پر آتا ہی وہ تاجدار جو زخمی ہو کے گیا تو قلعۂ نیرنگ مین پہونچا اُسی جوان سے فریاد کی وہ جوان فوراً اسوار ہوا اور آتا ہی آپ تدبیر کیجیے اپنے کو اُس سے بچائیے ایسا نہ ہو کہ وہ آ کر گھیرے اور لشکر کو تباہ کرے کفیل پہلے تو گھبرا گیا مگر افسردن نے کہا کہ آپ نہ گھبرائین ہم گھیر کر مار لین گے آپ سامنے سے مقابلہ کیجیے گا ہم پشت پر سے آ کر مار لین گے کفیل یہ سُن کر آمادہ ہوا مگر کہتا ہی کہ مین نے اُس جوان کے ہاتھ سے ایسی شکست کھائی کہ نام سے اُسکے ڈرتا ہون دیکھون لات و منات کیا دکھائین اگر اُس جوان کو مار لیا تو قلعۂ نیرنگ پر بھی قبضہ ہو گا

کیا اُسکو عرض کرون اپنے ملک مین بصد عیش و جیش سلطنت کرتا تھا نہ کسی کا خوف اور نہ کوئی
تردد بلا تکلف سلطنت کرتا تھا ایک دن ایک ندیم نے ذکر کیا کہ قلعہ گلزار مین گلزار شاہ
کی دختر نہایت حسین و جمیل ہی بڑے بڑے شاہون نے پیغام بھیجے مگر اُسنے نہین منظور کیا
مین ذکر سُنتے ہی بیقرار ہو گیا آب و دانہ ترک ہونے لگا آخر یہ صلاح ہوئی کہ لشکر کشی
کرو لشکر کشی کر کے گیا قلعے کا محاصرہ کر لیا قلعہ کے باہر ایک قصر تھا سامنے قصر کے پہونچا
قصر مین وہ آفت جان جلوہ فرما تھی میری نگاہ پڑ گئی حقیقت تو یہ ہی کہ ایسی معشوقہ کبھی نگاہ
سے نہین گذری تھی دیکھ کر مر گیا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا گرتا پڑتا اپنے لشکر مین آیا لشکر
حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے رات بھر تیاری رہی صبح کو میں نے
قلعے پر یورش کیا قلعہ فتح ہوا بادشاہ مارا گیا مال و اسباب سب لوٹ لیا معشوق کو قید
کیا مگر اُسنے مجھسے نفرت ظاہر کی کسی طرح میرا وصل نہین قبول کیا مین اُسکو ساتھ لیکر طرف
اپنے قلعے کے جاتا تھا راہ مین ایک صحرا تھا وہان اُترا میرے آنے کی خبر ہرکارون
نے کفیل کو پہونچائی کفیل نے آکر شبخون مارا یہ نوبت ہوئی کہ نگہبان مارے گئے اور
مین زخمی ہوا جان بچا کر نکل بھاگا یہان آکر پہونچا ہون اب امیدوار ہون کہ میرے
مین مجکو پہونچوا دیجیے رستم نے کہا کہ کفیل کون ہی لوگون نے کہا کہ وہ ہی کفیل صحرا
قزاق جو آپ کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگا ہی اور اب جا کر صحرا مین اُترا ہی رستم نے
کہ ای سرفراز شاہ مین اُسکو جا کر ابھی سزا دیتا ہون تمہارا مال دلواؤنگا مگر ذکر معشوقہ
سُن کر شیر ناگ تاجدار نے کہا کہ ای بادشاہ تمنے اُس معشوقہ کو دیکھا ہی تمہارے
مین اُسکی صورت ہی سرفراز شاہ نے کہا کہ اُسکے شعلۂ حُسن نے قلب و جگر جلا دیا
خود کسی پر عاشق ہی راتون کو نام لے لیکر روتی ہی اور کہتی ہی آرزو یہ ہی کہ اُن تک کسی
پہونچون لیکن فلک نے یہ انقلاب دکھایا کہ دشمن کے قبضے مین گرا یا رات کو یہ اشعار
پڑھ رہی تھی

نظم

کیون نہ تاریک آنکھون مین ہو جہان
کیا ہی پُرخوف میرا صحرا ہی

ای فلک کیا قصور میرا ہی
زلف جانان کا مجکو سودا ہی
یار آیا نہ پھول اُٹھانے مرے

در بدر مجکو کیون پھر
غول بھی بھاگتے ہین ڈر
عشق کا کیا یہی نتیجا

دشنی ہو رہی ہی ایک طرف کئی سی چھکڑے ہین دو ہزار جوان گرد پھر رہے ہین کفیل نے آکر چھکڑون
بلوہ کیا نگہبان سب لڑے مگر مارے گئے کفیل نے وہ مال قبضے مین کیا اب طرف شاہ
ے آکر گرا وہ شاہ یعنی سرفراز تاجدار گھوڑے پر سوار ہوا کفیل سے مقابلہ کیا کفیل
زخمی کیا ایک طرف سے تیر جو آکر پڑا سرفراز تاجدار کا بھی شانہ نشانہ ہوا ہاتھ جو تاجدار
ر کا اوپر سے کفیل نے ہاتھ مارا کہ سر بھی تاجدار کا زخمی ہوا تاجدار گھوڑے کو ایڑ کر کے
ہ اگا ساتھ والے بھی منتشر ہو گئے قزاقون نے آکر سب مال و اسباب لوٹ لیا لیکن
جدار بھاگ کر لشکر سے نکل گیا ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر رات بسر کی صبح جو ہوئی گھوڑے
سوار ہو کے چلا کچھ آیندہ روند دیکھے اُنسے پوچھا کہاںسے آتے ہو اُنھون نے کہا یہانسے
کوس پر ایک قلعہ ہی اُس قلعے کا حاکم نیرنگ تاجدار ہی ہم وہانسے آتے مین یہ سنکر
ر فراز نے اپنے دل مین کہا کہ ای سرفراز چل کر اُس بادشاہ سے اپنا حال کہو شاید
م کرے اور ہمارا مال و اسباب وغیرہ اُس قزاق سے دلوا دے کیونکہ بادشاہ کی
شاہ مدد کرتا ہی یہ سوچ کر قلعۂ نیرنگ مین آیا دربارگاہ نیرنگ تاجدار پر پہونچا
وقت ہی کہ رستم بھی بیٹھے ہین نیرنگ تاجدار معشوق کا ذکر کر رہا ہی رستم فرماتے ہین
نیرنگ تاجدار ہرکارے روانہ کرو جابجا تلاش کرین یہی تصویر ہرکارہ دن کو
ے دو یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ ایک تاجدار یکہ و تنہا بیقرار و زار
دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی نیرنگ نے حکم دیا کہ بلا لو سرفراز سامنے
نیرنگ کو سلام کیا نیرنگ نے پوچھا کہ ای بادشاہ عالیجاہ کیا باعث ہوا جو
قدر پریشان ہو رستم نے ہاتھ تھام کر اپنے دنگل کے قریب بٹھا لیا فرمایا ای
ریار حال پریشانی اپنا ظاہر کیجیے سرفراز نے عرض کی کہ رات سے بھوکا پیاسا ہون
ہ و اسباب گیا معشوقہ بھی چھین گئی ہرچند کہ ناراض تھی مگر امید تھی کہ آئندہ رام ہوگی
کر سرفراز بیقرار ہو کر رونے لگا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی رستم نے اشک اپنے
ل سے پاک کیے کہا ای شہریار غم نہ فرمائیے حال اپنا مفصل بیان کیجیے ہم کفالت
ین گے کفالت کا جو رستم نے نام لیا سرفراز تاجدار نے کہا عجب طرح کی مصیبت ہی

جو رونے کی آواز سُنی دیکھا سو جوان ایک لاشہ لیے ہوے آتے ہین اُن سب کو اپنے پا
بلوایا پوچھا کہ یہ کسکا لاشہ ہی افسرون نے بیان کیا قلعۂ نیرنگ مین ایک جوان آیا
اُسکو بڑا غرور ہی عقلاے تیغزن و سفیان اُسی کے ہاتھ سے مارے گئے ہم لوگ ا
افسر کا لاشہ اُٹھا لائے اب کہین اور نوکری کرین گے کفیل نے کہا کہ مین زخمی ہو کر ہٹ آ
اسی سے اُس جوان کو غرور رہوا تم لوگ میرے پاس رہو مین تم سب کو ساتھ لیکر اُس جوا
لشکرکشی کرونگا تم سب کو ساتھ لیچلونگا وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے لاشہ سفیا
کا ایک جنگل مین جلوا دیا اُن سو جوانون کو اپنے ساتھ رکھا اُسی جنگل مین اُترا ہوا
فکر کر رہا ہو فل مین کہتا ہی کہ مزے سے قزاقی کرتا تھا یہ بیٹھے بیٹھے کیا سوجھی کہ قلعے
ہوس ہوئی یکایک خبر پہونچی کہ ایک تاجدار آتا ہی اور اُسکے ساتھ بارہ ہزار جوان
اور ایک محافہ بھی ساتھ ہی اور مال بہت ہمراہ ہی کفیل نے ہرکارے بھیجے کہ دیکھو
اُترے ہین ہرکارے گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی کہ ای شہریار یہان سے پانچ کوس
ایک جنگل ہی اُسی صحرا مین وہ تاجدار اُترا ہی مگر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قلعۂ گلز
پر جا کر لڑا وہانسے ایک معشوق کو لایا مگر وہ معشوقہ روتی ہی اور وصل اُسکا قبو
نہین کرتی کہتی ہی مجھے قتل کر ڈال مگر تیرے پہلو مین نہ بیٹھونگی یہ تاجدار اب لیے ہ
اپنے ملک کو جاتا ہی سرفراز تاجدار نام ہی قلعۂ گلزار سے مال بہت کچھ لوٹ کر لایا
کفیل نے کہا آج رات کو چل کر لوٹ لونگا اب اُس جوان سے لڑنے نہ جاؤنگا اب جو
پیشہ ہی وہی کرونگا پھر ہرکارے روانہ کیے کہ یہ دریافت کر لاؤ مال پر کتنے
لوگ ہین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ فوج بہت ساتھ لیکر گیا تھا ہرچند کہ بادشاہ
قلعۂ گلزار مارا گیا مگر رعایا وہانکی خوب لڑی فقط دو ہزار جوان چھکڑون پر نگہبان
پہلے چل کر مال پر قبضہ کیجیے پھر سوتے ہین اُنپر جا پڑیے ایک بارگاہ الگ استاد
اُسمین وہ شاہزادی داخل ہی کفیل نے کہا کہ کیا تدبیر کرین ہرکارون نے کہا
چار غول کیجیے بڑے لطف سے جا پڑیے گا یقین ہی کہ وہ لوگ آپ کی اطاعت کرین
سوار ہوا فوج کے چار غول کیے سب کے آگے آپ ہوا دور سے آکر دیکھا کہ جنگل

مکان پر مست بیٹھا تھا ہرکارون نے آکر خبر دی کہ آپ کے بھائی کو رستم نے مار ڈالا سفیان
یہ کہکر اُٹھا کہ آج بارگاہ مین جاکر خون کے دریا بہادونگا یہ کہکر چلا کئی سو رفقا ساتھ مین اُنسے
کہتا ہوا جاتا ہی کہ شاہ نے بُرا کیا کہ میرے بھائی کو قتل کرایا اُس جوان کو منع نہ کردیا کہ دنگل پر
اسکے نہ بیٹھنا آج کئی دن سے بیمار تھا اسی وجہ سے مارا گیا ورنہ اُس جوان کی کیا
حقیقت تھی کہ میرے بھائی کو تمانچہ مارتا آج سلطنت مین نیرنگ تاجدار کی فرق آیا
جب مین بگڑا تو بگڑا دیکھیے شاہ کیا فرماوین میرے بگڑنے پر گھبراوین گے مجکو بہت سمجھاوین گے
مگر مین کسی کا کہنا نہ مانونگا اُس جوان کو بدون قتل کیے نہ رہونگا بکتا جھکتا دربار مین آیا
شاہ کو سلام نہ کیا شاہ نے کہا کہ کیون ای سفیان آج کیا ہی جو ہم کو سلام نہین کیا
سفیان نے کہا کہ اب آپ نے نئے پہلوان پائے ہماری کیا احتیاج رہی آپ کو نئے نئے
ملازم مبارک ہون قریب رستم کے آکر کہا کہ ای جوان تو نے غضب کیا کہ بھائی کو میرے
مار ڈالا مین بدلہ اُسکے خون کا ضرور لونگا بس اب اُٹھ اور مجھسے مقابلہ کر مین بھی دیکھون
کہ آپ کیسے جری و بہادر ہین بھائی صاحب اس وجہ سے مارے گئے کہ اُنکو کئی دن سے
بخار تھا ورنہ اُنکو کون مار سکتا تھا وہ ایسا بہادر تھا کہ شاہ کی سرکار مین مدت گذری
کسی سے نہین لڑا آج نہین معلوم اُسکو کیا ہو گیا کہ جو وہ بھڑ پڑا رستم نے کچھ جواب نہ دیا
سفیان نے کہا کہ مین تم کو اُٹھاتا ہون اُٹھتے نہین یہ کہکر تلوار کھینچی رستم نے کہا کہ ای
سفیان چلا جا ایسا نہ ہو مجھے بھی غصہ آجائے تیرے بھائی سے تجکو ملادونگا اُسکے پاس
تجھے بھی پہونچادونگا سفیان نے رستم کا ہاتھ تھام کر کھینچا رستم دنگل سے نہ اُٹھے سفیان
کا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی بیٹھے بیٹھے کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا
استخوان چور چور ہوگئے ساتھ والون نے لاشہ اُٹھا لیا اور بارگاہ سے نکل گئے کہتے تھے
روئیہ جوان بڑا زبردست ہی اول اسکے بھائی کو مارا اسکو کس طرح قتل کیا کہ دم لینے
کا اسکو مہلت نہ ملی اپنے بھائی سے جا ملا یہ انجام ہوا اب ہم لوگ دربار شاہ مین
آوین گے اور کہین نوکری کرین گے سو جوان لاشہ سفیان کا لیکر چلے روتے ہوے
ستے تھے راہ مین کفیل صحرا النورد ملا یہ شکست کھا کر گیا تھا ایک جنگل مین اُترا ہوا تھا اِسنے

اُٹھے جُھک جُھک کر سلام کرنے لگے رستم سب کو جواب سلام دیتے ہوے دارالامارۂ شہ
مین آئے نیرنگ نے عرض کی کہ آپ تخت پر جلوہ فرما ہو جیے رستم نے کہا کہ خدا ہمار
تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہین بیٹھتے تاج و تخت تمھارا تم کو مبارک رہے ہمار
واسطے دنگل کافی ہی پہلوے تخت مین دنگل زرین بچھا تھا اُسپر رستم بیٹھے سپہ سالار لشکر
نیرنگ عقلاے تیغزن کا یہ دنگل ہی کل لشکر کا یہ سپہ سالار ہی اُسنے جو خبر سُنی کہ میر
دنگل پر رستم بیٹھ گئے جھلایا ہوا دربار مین آیا غرور مین بادشاہ کو سلام نہ کیا قریب رستم
آکر کہا کہ یہ دنگل میرا ہی اسپر سے اُٹھیے کفیل کو شکست دے کر آپ کو بڑا غرور ہو گیا
رستم نے کہا کہ غرور ہمارا کام نہین ہی اس دنگل کی کیا حقیقت ہی ایسے دنگل پر ہمارے
ملازم بیٹھتے ہین عقلاے تیغزن نے کہا کہ بس زیادہ باتین نہ بنائیے دنگل سے اُٹھ جائیے
مین نہ مانونگا اور اب بادشاہ کا روزگار نہ کرونگا اگر کفیل قلعے مین گھس آتا تو ہم رد
قلعے کو لینے نہ دیتے وہ نامرد تھا شکست کھا کر بھاگا اِن کو بڑا غرور ہوا اگر قلعے مین آتا
ایسا گرز مارتا کہ سر اُسکا پاش پاش ہو جاتا اے جوان دنگل سے اُٹھو اور دنگل مجھے ہی
اُسپر بیٹھو نیرنگ نے کہا کہ اے عقلاے تیغزن ہمارے مہمان کو ایسی باتین کہنا نہ
اور دنگل پر بیٹھ دیکھ گفتگوے بیجا نہ کرنا عقلا نے کہا کہ آپ نے اِنکو بہت مُنہ لگا
ہی اسی وجہ سے اس جوان کو بڑا غرور ہی مین غرور نکال دونگا رستم پیلتن نے کہ
اے نیرنگ تاجدار تم دخل نہ دو جہان بہادر بیٹھ گئے بیٹھ گئے اِسکے اُٹھانے سے
اُٹھین گے جو اس سے ہو سکے وہ کرے عقلا نے ہاتھ بڑھایا کہ ہاتھ پکڑ کے کھینچ لو
رستم نے منع کیا مگر عقلا کو ایسا غصہ تھا کہ ہاتھ ہٹانے پر بہت بگڑا تلوار کھینچی ہاتھ
تلوار کا مارا رستم نے بارھ بچا کر کلائی تھام لی ایک جھٹکا مارا کہ عقلاے تیغزن
کے بھل زمین پر آیا رستم نے ایک گھونسہ مار دیا کہ سر عقلا کا پھٹ گیا تڑپ تڑپ
تمام ہوا رستم نے اشارہ کیا کہ لاشہ اسکا پھینکدو اہل فوج نے چاہا کہ بگڑ
افسر ہمارا مارا گیا مگر نیرنگ تاجدار نے پکار کر کہا کہ جسکو مارا جانا عقلا کا ناگو
ہوا ہو وہ ہمارے قلعے سے نکل جائے مگر بھائی عقلا کا سفیان تیغزن کہ اپ

اپنے کو قریب کفیل کے پہونچاؤن مگر کفیل الگ الگ لڑ رہا ہی مقابلۂ رستم مین نہین آتا
دور سے طرز جنگ دیکھ رہا ہی کہ جو سردار مقابلے مین آیا علف شمشیر آبدار ہوا تھوڑے
عرصے مین رستم نے کئی سو افسرون کو مار لاشون کے انبار کر دیے دامن قلعہ کو کشتون سے
بھر دیا آخر کفیل شکست کھا کر بھاگا ایک اوچھا سا وار سر پر پڑا تھا زخم کا خون پونچھتا ہوا
طرف صحرا کے بھاگا اہل فوج بھی نکل گئے رستم نے چاہا تعاقب کرون نیرنگ تاجدار نے
گھوڑے سے کود پڑا رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہا ای شہریار ہر چند کہ اسکی ذات سے خوف
ہی یہ بڑا مکار ہی ضرور جا کر جماؤ کریگا اور پھر قصد کریگا مگر آپ تعاقب مین نہ جائیے
ایسا نہ ہو کوئی فتور پڑے زخمی ہو کر بھاگا ہی اہل قلعہ نے رستم کی قدمبوسی کی عرض کرتے
تھے آپ کی ذات سے پھر قلعہ آباد ہوا ورنہ ہم لوگ مایوس تھے کہ اپنے افسر کو کیونکر پائینگے
اب تو آپ کو دیکھ کر یہ ہوش مین ہین ورنہ باتین دیوانون کی کرتے تھے نیرنگ کہتا ہی
بارو جس وقت سے مین نے اس شہریار کو دیکھا دل کو تقویت حاصل ہوئی کہ معشوق سے
ملونگا کوئی تدبیر پیدا ہو جائیگی تمنے انکو نہین پہچانا یہ فرزند صاحبقران ہین جنھون نے
پردۂ قاف کو فتح کیا انکے بھتیجے صاحب برائے فتح طلسم نوخیز جمشیدی گئے ہین
یہ بھی وہین جاتے ہین جمشید ثانی انکے خوف سے بھاگ کر طلسم مین آیا ہی کیا کیا فتور کر رہا
ہی ہفت کوہ کو جا کر فتح کیا جہاں ہوا نہین جا سکتی تھی کوہان کوہ پیکر انھین کے ہاتھ
سے مارا گیا میری اقبالمندی ہی کہ انکا جمال دیکھا اب سب مشکلین آسان ہو جاوین گی
انکا جمال دیکھ کر میرا سودا اُتر گیا اب انکو قلعے مین لیچلو سب اہل قلعہ نے رستم کو بیچ مین
گھیر لیا نوبت و نقارے بجاتے ہوئے طرف قلعے کے لیچلے سب اہل قلعہ خوش اور
محظوظ ہین کہتے ہین کہ ہمارے آقا بڑے صاحب اقبال ہین کس بہادر کو لائے ہین
جسنے کفیل ایسے سرکش کو شکست دی کوئی گرد پھرتا ہی کوئی قدمون کو بوسہ دیتا ہی
نیرنگ تاجدار زر نثار کرتا ہوا قلعے مین لایا رستم نے دیکھا کہ قلعہ آباد رعایا
دل شاد ہی دکانون پر دکاندار خوش اور محظوظ بیٹھے ہین رستم کو سب دعائین
دے رہے ہین جیسے ہی سواری رستم کی سامنے سے آئی سب اپنے اپنے مقام سے

جدید اختیار کیا مذہب کا نام سُن کر کفیل بہت جھلّایا کہا ارے بے دقوف خداوند
قدیم کو چھوڑکر یہ نیا مذہب کیون اختیار کیا اب ضرور سب کو قتل کرونگا تمھارا قتل
واجب و لازم ہوا کہ لات و منات سے پھر گئے جبھی رو رو کے طرف آسمان کے
دیکھتے ہو تمھاری آواز بھی وہان تک نہ پہونچیگی مدد کرنے والا جب آواز نہ سُنیگا
تو کیونکر مدد کو آئیگا سب اہل قلعہ ہنسنے لگے پُکار کر آواز دی کہ او دشمن خداوند کریم
ورحیم حاضر و ناظر ہی ضرور مدد کریگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی آواز آئی کہ او کفیل
خبردار آگے نہ بڑھنا منم رستم پیلتن نعرۂ رستم سے ارشد اولاد امیر عرب ٭ کنیت
علمشاہ چو رستم لقب ٭ دیگر علمشاہ رومی شہ فیلزور ٭ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
سب نے دیکھا آگے آگے ایک جوان آفتاب جمال صاحب جاہ و جلال گھوڑے کو
اُڑاتا ہوا آتا ہی پشت پر نیرنگ تاجدار ہی نیرنگ تاجدار نے کہا کہ ای شہزادے
دیکھیے وہ ظالم قریب قلعے کے پہونچ چکا ہی اگر مناسب جانیے تو مقابلہ نہ کیجیے
آپ کو لیکر ایک گوشے مین بیٹھ رہونگا شاید معشوق کا پتہ ملے مجھے آپ سے بڑی
امید ہی رستم نے فرمایا کہ ای نیرنگ تاجدار کیون گھبراتے ہو مین ابھی جا کر اسے
سمجھائے دیتا ہون اگر پروردگار نے چاہا تو یہ بھاگیگا اور اگر مقابلہ کریگا تو مزہ چکھیگا
سارا غرور بھول جائیگا یہ کہتے ہوے قریب پہونچے کفیل نے نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار سپرو کا تیغۂ کیں
جو مثل برق کے چمکا کفیل گھبرایا حیران تھا کہ اب کون کفالت کریگا یہ تیغۂ برق تب
ہی اور یہ جوان بھی جرأت مین لاجواب ہی اگر یہ برق گریگی تو خرمن حیات کو جلا دیگی
گھبرا کر فوج کو پُکارا کہ یارو تم کھڑے دیکھ رہے ہو اور یہ جوان وار کیا چاہتا ہی
اسکے وار سے نہ بچونگا دیکھیے انجام کیا ہو اسکو گھیر کر مار لو زندہ بچ کر نہ جانے
ساٹھ ہزار جوان دوڑ پڑے رستم کو گھیر لیا نیرنگ تاجدار نے اہل قلعہ کو پُکارا
کہ یارو دیکھ رہے ہو کہ ان سب نے ہمارے معین کو گھیرا ہی قلعہ کھول کر نکلو
سُن کر سب اہل قلعہ بلوہ کر کے نکلے رستم کی سرپرستی کر رہے ہین رستم چاہتے

کار کر آواز دی کہ اگر اپنی جانبری چاہتے ہو تو پھاٹک کھولدو گولہ اندازون نے آواز دی کہ
جو تجھسے ہو سکے وہ کر ہم پھاٹک نہ کھولین گے کفیل چلا فوج کو اشارہ کیا فوج جو بلوہ کرکے
چلی گولہ اندازون نے توپین جھکا کر فیر کی گولے جو آ کر پڑے دس بارہ ہزار جوان اُڑ گئے
کفیل نے سب کو منع کیا کہ تم لوگ زد سے ہٹے رہو مین ابھی جا کر قلعہ لیتا ہون جب قلعے مین
داخل ہو لونگا تب چین آئیگا یہ کہکر یکہ و تنہا چلا گولون کو رد کرتا ہوا جاتا ہی قریب
خندق کے آکر آواز دی کہ دیکھو صاحبو یون قلعے کو لے لیتے ہین اہل قلعہ پہلے خبر
سن چکے تھے کہ ہمارے مالک نے کہلا بھیجا ہی کہ ہم آتے ہین اب جو یہ قریب خندق کے
آیا گمان ہوا کہ مالک نے جو کہا تھا وہ نہ ہوا بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ ای
کریم و رحیم و ای سمیع و علیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نظم

خداست خالق و رزاق جملہ مخلوقات	خداست موجد ایجاد جملہ موجودات
بہر گوشہ و فارغ ز رنج و راحت باش	کہ دار فانی دنیاست مسکن آفات
تو عاقلی و شوی بے تمیز صد افسوس	تو آدمی و کنی کار وحشیان ہیہات
ز بازی بیہودہ در جہان ہر دم	کہ وقت مرگ بہر بازی تو آید مات
بپاش حضرت حق کن بدار خود ہندی	مرو بخانۂ دیگر برا اے تحقیقات

سب بلک کر سب دعائین مانگ رہے ہین کفیل چاہتا ہی کہ خندق کو فرا ون قلعے
میں اپنے کو پہونچاؤن بہت ہی جھلا رہا ہی کہتا ہی تم لوگ بڑے بے وقوف ہو اپنی
جان نہین بچاتے قلعہ کھول کر نکل آؤ مین وعدہ کرتا ہون کہ کچھ نہ کہونگا تم سبھون کی
خطا معاف کر دونگا تمنے اسقدر کد و کوشش کی میرا کیا ہوا مین بہادر یکتا ہون
مین نے بڑے بڑے پہلوان مارے اس گھروندے کو آج مٹاتا ہون یہ بتاؤ کہ
بادشاہ تمھارا کہان ہی آکے قدمبوسی کرے اگر خراج کا اقرار کریگا تو مین اُسی کو
حاکم کردونگا ورنہ حاکم اپنی جانب سے مقرر کردونگا اہل قلعہ جواب دیتے ہین کہ او
ظالم کیا بکتا ہی ہمارے آقا آتے ہونگے اور جو ہماری قضا اسی طرح ہی تو اپنی جان
دینگے تجھ ایسے مغرور سے عذر نہ کرین گے جو تجھسے ہو سکے وہ کر ہمنے یہ مذہب

رُخِ رنگین دکھایا ہی یہ کسنے +
بڑھے کیونکر نہ میرے دلکی اُلجھن
پسند آ گئی ہی کسکی جامہ زیبی
چھپایا کس قمر نے روے روشن +
نہ اتنا غل مچاؤ عندلیبو + +
نہین کچھ نزع کا اندیشہ سطوت

چمن مین زرد ہر گل ہو گیا ہی
اسیرِ حلقۂ زلفِ دوتا ہی
کہ ٹکڑے ٹکڑے ہر گل کی قبا ہی
جہان اندھیر آنکھون مین ہوا ہی
مرا گلرو چمن مین سو گیا ہی +
مرا حامی علی مرتضےٰ ہی +

رستم نے ہاتھ تھام کر پوچھا کہ ای نوجوان یہ کیا حال ہی تو کہین کا تاجدار معلوم ہوتا ہی اُس تاجدار نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا کہ مین چاہتا ہون آپ کے نام نامی سے آگاہ ہون کہ مجھ ایسے آفت زدہ کا آپ نے حال پوچھا رستم نے کہا کہ ای نوجوان تو نے شاید میرا نام سُنا ہو کہ رستم پیلتن علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران عالیشان یہ سُنکر وہ جوان قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا کیا خوش نصیبی ہی کہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوا آپ یہان کہان تشریف لائے سامنے ایک قلعہ معلوم ہوتا ہی اُسکا مین تاجدار ہون اور نیرنگ تاجدار میرا نام ہی ایک روز ایک سوداگر آیا اُس سے کچھ مال خریدا ایک صندوقچہ بھی اُس سے لیا اُس صندوقچے کو جو کھولا اُسمین ایک تصویر نکلی اُس تصویر کو دیکھ کر مائل ہوا آخر صدمۂ فراق نہ اُٹھا دیوانہ ہو کر نکل آیا آج تک یہ نہین معلوم کہ یہ شاہزادی کون ہی رستم نے سر سینے سے لگا لیا فرمایا چند روز تم پر صدمۂ فراق ہی انشاء اللہ تمھاری معشوقہ کو تلاش کرینگے نیرنگ تاجدار شکریہ ادا کر کے اُٹھا کہ سامنے سے ایک شاطر آیا اُسنے آکر سلام کیا کہا ای شاہزادے غضب ہوا جلد چلیے کفیل صحرانورد نامے قزاق کہ ہمیشہ قزاقی کرتا ہی اُسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ مالک اس قلعے کا قلعے سے نکل گیا اُسنے آکر قلعے کو گھیرا ہی اہل شہر جمع ہین کہ لڑ بھڑ کر جان دین رستم نے کہا کہ ای شاطر تم جاؤ ہم وقت پر آوینگے مگر قلعہ بند کر لینا گولہ انداز کو جمع کراؤ اُن کے ہاتھ سے تو پین دغواؤ کہ یکایک کفیل نہ آسکے شاطر تو پلٹ جا کر اہل قلعہ کو آگاہ کیا مگر کفیل نے طبل نوازش بجوایا صبح کو مع فوج قلعے پر آیا

ساتوین درے مین بیٹھے ہین مگر قاموس نے جو رستم کو غصے مین دیکھا پکار کر کہا کہ ای
نوجوان مین تیری جرأت پر ناز کرتا ہون ہر درے پر پہلوان زبردست نگہبان تھے
وہ سب تیرے ہاتھ سے مارے گئے یا بھاگ گئے مجھسے کشتی لڑ لے تا کہ میرے دل مین جو حوصلہ
رہے یہ سُن کر رستم گھوڑے سے کود ے کشتی ہونے لگی رستم نے کشتی مین اُس پہلوان
کو زیر کیا اُسنے کہا کہ ای آقاے نامدار مین بدل اطاعت کرتا ہون رستم نے اُسکو
کلمہ پڑھایا قاموس تیغزن کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا رستم پھر سوار ہوے
اس پہلوان نے رکاب پر ہاتھ رکھا اور ہمراہ رستم چلا کہا چلیے مین شہپال کو بتادون
آگے جو بڑھے لال پردہ پڑا تھا قاموس نے کہا یہی لال پردہ ہی اُس طرف شہپال
تشریف رکھتے ہونگے رستم نے پردہ توڑ کر پھینکا سر اُٹھا کر دیکھا کہ شہپال مسند پر
بیٹھا ہی اور شغل دست بریدہ بیٹھا کراہ رہا ہی رستم نے سامنے آتے ہی نعرہ کیا کہ او
بھگوڑے اب تو مقابلے مین آ شہپال اپنی جگہ سے اُٹھا للکارتا ہوا سامنے رستم کے
آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اپنا وار کیا سر کو بتا کے کمر پر
ہاتھ مار دیا شہپال کے دو ٹکڑے ہوے افسران فوج کے وہان حاضر ہوے
سب نے اطاعت کی مال بہت کچھ ملا چھکڑون پر لدوا کر قاموس تیغزن کے سپرد
کیا اور قاموس کو اس ہفت کوہ کا بادشاہ کیا فرمایا تم مال لیکر آؤ مین آگے
بڑھتا ہون قاموس نے چند سوار ہمراہ کیے کہ رستم راستہ نہ بھول جائین رستم
لے صحرا کو طی کرتے ہوے جاتے ہین قریب ایک کوہ کے پہونچے درۂ کوہ سے
رونے کی آواز آئی رستم بیتاب ہو کر نشان پر صدا کے پہونچے دیکھا کہ ایک
جوان خاک منہ پر ملے ہوے گریبان پھٹا ہوا بیٹھا ہی اور رو رہا ہی اور اُسی
گریہ و زاری مین یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین نظم

نہین یون مجھسے دل اُسکا بھرا ہی — نیا عاشق کوئی پیدا کیا ہی
نہین دنیا یہ اک عبرت سرا ہی — کہین شادی کہین شور بکا ہی
وہ نکلے ہین جو گھر سے بن سنور کے — نہین معلوم کس کس کی قضا ہی

ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا دوسرا ہاتھ ٹھوڑی پر رکھ کر ہکہ مارا کہ سر اشقال کا کھنچ
ہمراہیون نے جو اشقال کو کشتہ دیکھا غلغلہ کرتے ہوے بھاگے چوتھے دروازے پر شفتال
بن شفتال فیل پیکر پہلوان کھڑا جھوم رہا تھا اسنے رستم کو للکارا کہ ای رستم پلیٹ
منم شفتل بن شفتال رستم نے غصے مین کچھ جواب نہ دیا گھوڑا چمکا کر شفتل پر جا
شفتل نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار اسکا خالی دے کر ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا
شفتل کا کٹ کر گرا شفتل سامنے سے بھاگا رستم تعاقب مین چلے پانچوین در
شہکال کوہ شکن نگہبان تھا دیکھا کہ شفتل بھاگا ہوا آتا ہی ہاتھ سے پرنالہ خون
ہی پکار کر پوچھا کہ ای شفتل خیر تو ہی شفتل نے کہا کہ ای شہکال میرے تعاقب مین
شیر گرسنہ آتا ہی اسکو روکو شہکال نے گینڈا آگے بڑھایا شفتل تو نکل گیا جس مقام پر شہپال
بیٹھا تھا وہان شفتل بھی پہونچا مگر ہاتھ کے درد سے بیقرار ہی شہپال نے پوچھا کہ ای
شفتل یہ کیا معرکہ ہی شفتل نے کہا کہ ای شہریار کیا بیان کرون ایک جوان نے
یہ حالت کی اسکو مقابلے مین شہکال کے چھوڑ آیا ہون یقین ہی شہکال اسکو دا
مگر شہکال نے بڑھ کر ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا خبردار کہکر ہا
کا مارا تیغہ کپیستان جو تڑپ کر گرا شہکال نے گردہ سپر کا اٹھا دیا تیغ نے گرتے
سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تیغہ تا بہ جگر گاہ پہونچا شہکال کے دو ٹکڑے
شہکال کو مار کر اسکے ہمراہیون کو بھگایا طرف چھٹے درے کے چلے چھٹے درے کے
مینوش کوہ پیکر نگہبان تھا رستم جو پہونچے مینوش کو اپنی جرأت کا بڑا غرور
ای رستم مین تم سے کشتی لڑونگا رستم گھوڑے سے کود پڑے مینوش سے کشتی ہونے
ساتھ والے اسکے دور سے نیزے مارنے لگے رستم کو جو غصہ آیا کمر مین ہاتھ ڈال کے
مینوش کو اٹھا لیا ایک پہلوان پر پھینک مارا دونون پر اٹھا ہو کر گرے مینوش
کو مار کر ساتوین درے کی طرف چلے ساتوین درے پر قاموس تیغزن کہ بڑا پہلوان
اسنے رستم کو دیکھ کر للکارا کہ منم قاموس تیغزن ای رستم سمجھ کر آنا رستم کو حد کا
ہی ہر مقام پر فرماتے ہین کہ شہپال کہان گیا پہلوان جواب دیتے ہین وہ جا کر

ڑ کے بھیجا آپ درے پر کھڑا ہوا کہ دیکھا سامنے سے ہلڑ ہوا سب فوج بھاگی ہوئی آئی
در لپشت پر ایک جوان کس حواس سے لڑتا ہوا آتا ہے کہ جو پلٹا وہ مارا گیا فوج نے
رکر آواز دی کہ ای کوہان ہم کو بھی پناہ دو کوہان نے اشارہ کیا کہ تم سب اندر کوہ
آؤ مین اس جوان کو روک لونگا سب فوج بھاگ کر اندر کوہ کے آئی کوہان آگے
با اور پکار کر کہا کہ ای رستم بس اب آگے قدم نہ بڑھانا ورنہ بیک ضرب شمشیر تمھارے
ر کالے کر دونگا رستم کا غصے سے چہرہ سرخ ہو گیا گھوڑے کو اڑا کر سامنے کوہان کے
نیچے کوہان نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور تلوار
ین کر کوہان کی پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چرخ دے کر طرف آسمان
پینکا بر وقت اترنے کے ہاتھ مار دیا کوہان کو چور نگ ہوا ئی قلم کیا کچھ لوگ اسکے
تھ کے روکنے لگے رستم نے انکو بھی بھگایا طرف دوسرے کوہ کے چلے سوہان فیل پا
ئی کوہان کا دوسرے دروازے پر نگہبان تھا رستم لڑتے ہوے جب وہان پہونچے
سوہان نے گینڈا بڑھا کر للکارا کہ ای رستم اب آگے نہ بڑھنا ورنہ بیک ضرب تیغ
ٹکڑے کر دونگا رستم کو انتہا کا غصہ تھا سوہان پر جا پڑے سوہان نے تلوار کا
مارا رستم نے روک کر ہاتھ مار دیا سپر کو کاٹ کر تلوار تا بہ جگر گاہ پہونچی رستم اسکو
لکر اور آگے بڑھے تیسرے دروازے پر اشقال روئین تن تھا اسنے جو رستم کو
تے ہوے دیکھا للکارا کہ ای رستم مین روئین تن ہون مجھپر تلوار تاثیر نہین کرتی مگر
م غصے مین تھے اسپر بھی جا پڑے اشقال نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم پلیتن نے
ی دے کر ہاتھ مارا شانے پر اشقال کے پڑا تلوار اچٹ گئی اشقال نے پھر ہاتھ
ا رستم خالی دے کر جب ہاتھ مارتے ہین اشقال کو تلوار نہین کاٹتی جب دو تین
ر رستم نے یون ہی مارے اور تلوار اچٹ گئی اب جو اشقال نے ہاتھ مارا رستم
کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا
سر کے چرخ دے کر زمین پر مارا گھوڑے سے کود کر چھاتی پر سوار ہوے سوال اسلام
اشقال نے جواب دیا مین کیون مسلمان ہون مجھے کوئی نہین مار سکتا رستم نے

مقابلے مین آئے تو رستمی اُسکی دیکھون بھلا رستم کب اس بات کو سُن سکتے تھے فوراً امیر
اٹھ کر میدان مین آئے شہپال نے جو رستم سے چار آنکھ کی اسقدر خوف غالب ہوا
کہ دل کانپنے لگا کہا ای رستم تم نے کچھ خوف نہ کیا اور میرے مقابلے مین نکل آئے
رستم نے کہا کہ او مغرور عقل و فراست سے دور ہم فقط پروردگار کا خوف کرتے ہین
شہپال نے تلوار کھینچی کئی ہاتھ مارے رستم نے وار خالی دیے پھر اپنا تیغہ اٹھایا
فرمایا ای شہپال فرد تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراغ
کن ٭ شہپال نے کہا کہ آپ کسکو ساتھ لیکر آئے ہین کیا دو ہل کر لڑیے گا رستم سمجھے
کہ شاید کوئی سردار چلا آیا ہی شہپال نے ہاتھ تلوار کا مارا گھوڑے نے طرارہ کیا
تلوار شہپال کی خالی گئی رستم کو بہت غصہ آیا تیغۂ کپیتان کو چمکایا شہپال بچو نہ
جان بھاگا رستم نے پیچھا کیا شہپال نے اہل فوج سے اشارہ کیا کہ تم اس جوان کو روکو
مین تو نکل جاؤن اگر اسکی تلوار پڑیگی تو خالی نہ جائیگی اگر مین زندہ رہونگا تو تم سب کو
کردونگا ساٹھ ستر ہزار جوانون نے رستم پر بلوہ کیا مگر شہپال گینڈا فوج سے نکال کر طرف
صحرا کے چلا رستم نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ رستم ؎ ارشد اولاد امیر عرب ٭ کیست عالم
جو رستم لقب دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور ٭ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ٭ اس طرح
شیرانہ نعرہ کیا کہ اہل فوج کے دل کانپ گئے شہپال کے ساتھ بھاگے شہپال کا دل
طرف ہفت کوہ کے اٹھ گیا رستم قتل کرتے ہوے جاتے ہین جو افسر سامنے آیا علف شمشیر
ہوا کئی افسرون کو رستم نے مارا فوج والے بھاگے ہوے جاتے ہین مگر ٹھہر ٹھہر کے رستم کو
روکتے ہین رستم شیرانہ لڑتے ہوے جاتے ہین جس مقام پر جم گئے لاشون کے انبار کر دیے
لیکن شہپال بھاگا ہوا قریب ہفت کوہ پہونچا کوہان کوہ پیکر بیٹھا ہوا تھا کہ خبر
شہپال بھاگا ہوا آتا ہی کوہان نکل آیا کہا ای شہپال خیر تو ہی شہپال نے کہا کہ اے
کوہان مین تم سے لڑا اور ہفت کوہ فتح کیا لیکن میرے تعاقب مین رستم ذیحشم آتا
یون اُسنے فوج کو بھگایا کہ سب بدحواس ہو کے بھاگے ہوے آتے ہین دیکھیے کیا ہو تو
جلد کے چھپاؤ تم درۂ کوہ پر نگہبانی کرو رستم کو نہ آنے دینا کوہان نے شہپال کو اپنے

یستین کر رہے ہین کہ ای شہریار حقیقت مین آپ پر ابھی جفائین کامل گذرین گی مرحلہ جات
ن طلسم کے بہت سخت ہین بادشاہ نے فرمایا جو مرضی پروردگار قبلہ و کعبہ بھی آئے ہوے
ن حکیم صاحب نام صاحبقران سُن کر بہت خوش ہوے کہا اُن کی ذات سے آپ کو
ی مدد پہونچین گی مسمار جادو کہ ساحر زبردست ہی اُسکو جمشید نے صاحبقران
طرف روانہ کیا ہی مگر مقام شکر یہ ہی کہ خواجہ عمرو موجود ہین وہ مسمار کی گردن لٹکنے لگا
رین دوسرا حال سُنین جب جمشید کو خبر ملی کہ بادشاہ طرف مرحلہ حکما کے گئے ہنس کر کہا وہ
ہان گرفتار ہو جادین گے کوئی ساحر ایسا ہو کہ جا کر صاحبقران کو گرفتار کر لائے یہ سُنکر
سمار جادو تین لاکھ فوج لیکر چلا اُدھر سے رستم آتے تھے خبر پہونچی کہ بادشاہ نے لوح طلسمی
سل کر لی برائے فتاحی مرحلہ جات گئے ہین تو مع لشکر یہ بھی آتے ہین ایک صحرا مین
ر اُترے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی مسمار جادو تین لاکھ فوج سے آکر مقابلہ رستم مین
ونچا کہلا بھیجا کہ ای رستم آکر اطاعت کرو ورنہ سب کو گرفتار کر لونگا رستم نے جواب
ک دیا مسمار نے طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے رات بھر تیار یان
ہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے نقیب نقابت کر چکے ہین مسمار کا ارادہ ہی
مین نکلون اور نکل کر سحر کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ ایک پہلوان نہایت
ی تن و قوی من گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان نیزہ ہلاتا ہوا آکر پہونچا
سمار سے کہا آپ کیون تکلیف فرمائیے مین رستم کو باندھے لاتا ہون مسمار نے کہا کہ
ی شہپال پُر زور رستم ایسا نہین ہی کہ جسکو تم گرفتار کر لوگے اُس نے بڑے بڑے
پہلوانون کو زیر کیا شہپال نے کہا کہ آپ مجھسے واقف نہین ہین مین جس بیشے مین رہتا ہون
ے خوف سے شیر قدم نہین رکھتے راہ بیشہ چھوڑ دیتے ہین اُن کو یقین ہی کہ اگر بیشے مین
شہپال کے جادین گے تو وہ چیر کر پھینک دیگا اکثر شیر بھی مارے جزیرۂ اعظم خارہ
ین جا کر لڑا یہان سے قریب ایک مقام ہی کہ ہفت کوہ اُسکو کہتے ہین کوہان کوہ بکیم
پہلوان زبردست تھا جا کر اُس کو زیر کیا ہفت کوہ کو فتح کر لیا اس پسر حمزہ کی کیا
قیقت ہی یہ کہہ کر گینڈا بڑھایا میدان مین آکر بہ غرور نعرہ کیا کہ رستم کون شخص ہی میرے

بادشاہ ناچار ہو کر پلٹ آئے نقابداروں سے پوچھا کہ یہ نقابدار کہانسے آیا تھا اور کہان
رہتا ہی اگر مجکو اسکا مسکن معلوم ہو تو مین وہان جاؤن نقابداروں نے عرض کی کہ ہم
نہین جانتے یہ نقابدار کہان رہتا ہی مگر آپ کو مناسب یہ ہی کہ داخل بارگاہ ہو جیئے
اُسکو ضرورت ہوگی تو خود مقابلے مین آئیگا مگر حضور نے خوب نقابدار سے مقابلہ کیا
نقابدار عاجز ہو کر گیا ہی کیا عجب ہی کہ اب مقابلے مین نہ آئے بادشاہ پلٹ کر بارگاہ مین
آئے تخت پر بیٹھے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز سامنے حاضر ہوے اور
جام مئے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی عین
صحبت ہی کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور ایک گرد عظیم بلند ہوئی ہی کوئی لشکر گران
آتا ہی بادشاہ بیرون بارگاہ نکل آئے دیکھا کہ ابر گرد نے اندھیرا کر دیا ہی سقونکو حکم دیا
کہ بڑھ کر آبپاشی کرو سقون نے پہونچ کر پانی جو چھڑکا گرد بیٹھی دیکھا کہ ایک شخص حکیم
سپید داڑھی کُرتا پہنے ہوے پائجامہ مشروع کا پاؤن مین تخت پر سوار ہی پشت پر بارہ چودہ
جوانان جرار دو تین سو سفید پوش تخت کو گھیرے ہوے وہ حکیم کہتا ہی کہ قلعۂ ریحانہ
کسکی عملداری ہی ساتھ والے عرض کرتے ہین کہ حضور نے سُنا ہوگا کہ سعد بن قباد
طلسم نوخیز جمشیدی اُس قلعے مین داخل ہین حکیم صاحب فرماتے ہین بادشاہ کی ملاقات
ضرور ہی یہ خبر ہرکارون نے بادشاہ کو پہونچائی کہ حکیم صاحب براے ملاقات حضور تشریف
لاتے ہین بادشاہ واسطے استقبال کے نکلے حکیم صاحب نے جو بادشاہ کو آتے ہوے
دیکھا تخت سے کود پڑے باادب تمام سلام کیا تمام فوج مین باجے سلامی کے بجے حکیم
نے کہا کہ آپ بیشک فتاح طلسم ہین مین نے خوب پختہ کر لیا دو دن مین آپ کو بہت
تکلیف پہونچی مقدمات مین کیا کیا عدالت فرمائی ہی یہ سب امتحان طلسم کشائی تھا
ہمارے بزرگ لکھ گئے تھے کہ جب طلسم کشا قلعۂ ریحانہ مین آوین تو احکام مقدمات
بھی امتحان لینا یقین ہی کہ سلطنت طلسم غلام پر موقوف رہے ساحرون نے ہمیشہ
کیے مگر میرا کچھ نہ کر سکے ملک و مال قبضے مین رہا بادشاہ حکیم صاحب کو لیکر بارگاہ مین
بادشاہ تخت پر بیٹھے حکیم صاحب کرسی پر متمکن ہوے صحبت عیش و نشاط گرم ہی حکیم صاحب

نقابدار نے کہا کہ اب تلوار کی لڑائی موقوف رہی گھوڑے سے اُتریے میرے آپ کے
کشتی مین امتحان ہوگا بادشاہ بہت خوب کہکر گھوڑے سے پھاند پڑے نقابدار سے
کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ نقابدار ہفت رنگ کسی مقام پر کمی نہین کرتا
اگر بادشاہ اسلام جب دیکھتے ہین کہ زور مین کمی ہوتی ہی لوح طلسمی پر ہاتھ ڈالتے ہین
جب لوح کو سینے سے مس کرتے ہین تب قوت برقرار ہوتی ہی چاہتے ہین نقابدار کو
زیر کرون ممکن نہین ہوتا جب پکڑ لاتے ہین تو نقابدار تڑپ کر نکل جاتا ہی تا شام اسیطرح
سے نقابدار لڑا جب اندھیرا ہونے لگا تو نقابدار بادشاہ کو چھوڑ کر پیچھے ہٹا کہا ای
ٹھہر یار بس اب امتحان ہوچکا بادشاہ نے فرمایا اب مقابلے مین کیا عذر ہی نقابدار
نے کہا کہ میرا دستور ہی مین شب کو مقابلہ نہین کرتا کل پھر مقابلہ کرونگا بادشاہ نے
نقابدار کا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا کہ مین نہ جانے دونگا نقابدار حیران ہی کہ اب
کیا کرون بادشاہ نے فرمایا کہ یہ ہمارا دستور نہین کہ حریف سے بے زیروزبر ہوے
ہٹ جائین نقابدار نہین مانتا یہی کہتا ہی کہ مقابلہ نہ کرونگا سعد فرماتے ہین کہ مین
جانے دونگا یہ تکرار ہو رہی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان ژولیدہ مو گینڈے
سوار آکر پہونچا نقابدار کو للکارا کہ او نقابدار ہفت رنگ مجھسے مقابلہ کر تو حال
کھلے نقابدار ہفت رنگ بادشاہ کو چھوڑ کر طرف ژولیدہ مو کے چلا اُس جوان
نے کہا کہ ای نقابدار بہادر مین تمھارے مطلب کو سمجھ گیا اس واسطے کہ تمھارا سارا
لشکر اس مقام پر موجود ہی اگر مین تمسے مقابلہ کرونگا تو تمھارا سارا لشکر میرے اوپر
ٹوٹ پڑیگا مناسب یہ ہی کہ مین اور تم بہ نفس واحد یہ جو صحرا یہاں سے تین کوس پر واقع
ہی وہان چلکر مقابلہ کرو نقابدار نے کہا کہ بہت بہتر ہی ساتھ اُس ژولیدہ مو کے
طرف صحرا کے روانہ ہوا بادشاہ جمجاہ یہ معاملہ دیکھ کر پیچھے پیچھے اُن دونون جوانون کے
برای تماشاے جنگ روانہ ہوے تھے کہ نقابدارون نے عرض کی حضور کو مناسب
نہین کہ تعاقب ان کا فرمائیے بادشاہ اس ارادے سے باز رہے مگر دونون نے
سمندڑ اور گھوڑا مہمیز کیا اور لشکر بھی بہ تعجیل چلا تھوڑی دیر مین نظروں سے غائب ہوے

بجے یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاری رہی کہ لیلی شب نے برقع سیاہ
چہرے پر ڈالا قلعۂ مغرب مین جاکر چھپی اور سلطان زرین پوش بصد جوش وخروش مع
ضیا و شعاع بڑی دھوم سے چرخ زبرجدی پر آکر ٹھہرا دونون لشکر میدان مین
ہوئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر ہٹے نقابدار ہفت رنگ
نے مرکب صف سے نکالا نیزہ ہلاتا ہوا مرکب اڑاتا ہوا میدان رزم مین آیا سلحشوری
دکھا کے آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر سوا طلسم کشا کے اور کسی کو نہ
چاہتا بادشاہ نے مرکب اڑایا سب نے آکر گھیر لیا عرض کرتے تھے کہ ای شہریار ہم
کس واسطے ہین جب ہم غالب نہ آوین تب آپ کو اختیار ہی بادشاہ نے فرمایا وہ
نام لیکر پکارتا ہی تو یہی واجب و لازم ہی کہ ہم مقابلے مین جاوین مگر یار دیہ نقابدار
ہی سب نے عرض کی کہ ہم اسکو نہین جانتے اور نہ کبھی اسنے ہمارے ملک پر لشکر کشی
بادشاہ تو یہ باتین کر رہے ہین مگر نقابدار گلگون پوش مرکب چمکا کر مقابلے مین
کے پہونچا نقابدار ہفت رنگ نے کہا کہ کیا سبب ہوا بادشاہ نہ تشریف لا
نقابدار گلگون پوش نے جواب دیا وہ تشریف لاتے تھے مگر افسرون نے رو
اور یہان سعد نے دیکھا کہ نقابدار گلگون پوش مقابلۂ نقابدار ہفت رنگ
مین پہونچا آپس مین نیزہ چلنے لگا نقابدار ہفت رنگ نے نیزہ گانٹھ کر تھپیڑا
کہ نیزہ ہاتھ سے گلگون پوش کے نکل گیا گلگون پوش نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار
مارا نقابدار ہفت رنگ نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر
کن سے ہاتھ مارا کہ نقابدار گلگون پوش زخمی ہوا نقابدار ہفت رنگ نے
ای گلگون پوش بس اب پلٹ جاؤ نقابدار گلگون پوش پلٹا سعد شہریار متعجب
ہین کہ مین نکلون نقابدار زمرد پوش جا پڑا یہ بھی زخمی ہوا چارون نقابدار جب
زخمی ہو چکے تو نقابدار ہفت رنگ نے پکار کر آواز دی کہ اب کوئی میرے مقابل
نہ آئیگا بادشاہ نے مرکب بڑھایا گھوڑے کو کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کے مقابلہ ہفت رنگ
مین آیا نقابدار ہفت رنگ نے نیزہ مارا بادشاہ نے چند طعنون مین نیزہ اسکا ہا

جلتے ہوے بادشاہ دارالامارہ مین آئے آکر تخت پر بیٹھے مقدمات پیش ہونے لگے مگر وزرا
عرض کرتے ہین حضور جو حکم لکھین وہ سمجھ کر لکھین یہانکے مقدمات اپیل مین جاتے ہین حکیم صاحب
ملاحظہ فرماتے ہین جو کچھ بیجا تا ہی اُسکو درست کرتے ہین کل مقدمات فیصل شدہ جو سامنے
جاکر پیش ہوے سب حکمون کی تعریف کی اور یہ فرمایا کہ وہ بادشاہ عالیجاہ ہین اُنکے
جو احکام ہین وہ ٹھیک ہین اُن کے حکم پر کون اعتراض کر سکتا ہی اُنکے دربار مین ہزارہا
مقدمات روز پیش ہوتے ہین عادل و منصف صاحب اقبال و صاحب جاہ و جلال ہین
بادشاہ خاموش ہو رہے سب وزرا و امرا مقدمات کے فیصلے پر تعریفین کر رہے ہین
لطف عدالت یہ ہی کہ مدعی و مدعا علیہ دونون رضامند ہو جاتے ہین بادشاہ شام
تک مصروف مقدمات رہے مہلت کہ کے بیٹھے ہین صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی
مغنئین خوش آواز اشعار عاشقانہ گا رہی ہین کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی دروازے
پر ایلچی نقابدار ہفت رنگ کا حاضر ہی بادشاہ نے فرمایا بلالو ایلچی آکر بیٹھا سلام
کر کے نامہ پیش کیا بادشاہ نے ملاحظہ فرمایا اُس مین نوشتہ پایا کہ ای بادشاہ جمجاہ منم
نقابدار ہفت رنگ اپنے مقام سے کوچ کر چکا ہون کل آپ کے مقابلے مین آجاؤنگا
اگر مناسب ہو تو مجھسے مقابلہ کیجیے ورنہ پلٹ جائیے بادشاہ نے نامے کی پشت پر لکھدیا
کہ جواب نامہ جنگ ایلچی نامہ لیکر گیا بادشاہ نے نقابدارون کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو
بیرون قلعہ چل کر اُترو چارون نقابدار بارہ بارہ ہزار فوج سے تیار ہو کر آئے بادشاہ
تخت پر سوار کیا نوبت و نقارے بجاتے ہوے بیرون قلعہ لیکر آئے بارگاہ استادہ
ہو رہی ہی بادشاہ لشکر کو اُتار رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آگے ایک نقابدار
تخت پر سوار نقاب ہفت رنگ چہرے پر ڈالے ہی اور پشت پر ایک لاکھ فوج ایک
مرکب بادرفتار زیور طلائی پہنے ہوے برابر تخت کے کلائیان مارتا ہوا کدم سے چنور
کرتا ہوا اُس دھوم سے نقابدار آکر پہونچا اُسی مقام پر لشکر اُتارا آپ داخل بارگاہ ہوا
بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارون نے بادشاہ کو خبر دی کہ نقابدار نے طبل جنگی
بجوایا ہی بادشاہ نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی و بتائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی

آپ بھی اُٹھ کر دیکھیے ہم لوگ تو خوف سے قریب نہین جاتے ملکہ اپنے مقام سے اُٹھیں کر
دیکھا نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی دیکھا کہ ایک مرد جلیل نہایت حسین و جمیل خود زرین سر
قبلے اطلس زر اندود سلیمانی زیب جسم انور شوکت و شان مثل چاکران کمترین دست بستہ
ساتھ ہی مگر نخل سے سر لگائے ہوے خاموش بیٹھا ہی ملکہ لیلا سے سیہ پوش کے ہوش
اُڑ گئے کنیزون سے کہا اری کمبختو کیون خوف کرتی ہو کوئی آفت کا مارا دشت غربت
کا آوارہ اس طرف بھٹک کے نکل آیا تھکا ہوا تھا سو گیا روشنی لاؤ کنیزین شمع اُٹھا کر
لائین ملکہ نے قریب آکر ہاتھ تھام کر آواز دی کہ صاحب بس سو چکے اب آنکھین کھولو
سعد نے آنکھین کھول کر اُسی معشوقہ کو دیکھا کہ قریب کھڑی مسکرا رہی ہی لیکن جب
مسکراتی ہی تو برق چمکتی ہی کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیتی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ
شہنشاہ ملک خوبی واہ ای سرو روان باغ محبوبی تمنے تو ہمارے ساتھ بڑی گستاخی کی
سپر و شمشیر ہماری اُٹھا لائین ہم اُسی تلاش مین آئے یہان آکر بیٹھ رہے لہذا معاف کیجے
سپر و شمشیر ہماری ہم کو دے دیجیے ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ آپ طلسم کشا ہین جرأت و تدبیر
مین یکتا ہین چل کے محفل مین تشریف رکھیے کچھ خاطر مدارات کرین بادشاہ ساتھ ساتھ
اُس مہ جبین کے محفل مین آئے آکر بیٹھے ملکہ ہٹکر بیٹھین سپر و شمشیر سامنے رکھدی
حاضر ہی اسکو لیجائیے کل آپ کے مقابلے کو ایک نقابدار ہفت رنگ آئیگا
طلسم کشائی کھل جائیگا اگرچہ آپ صاحب لوح ہین مگر اُس نقابدار کو زیر کیا تو
آپ فتاح طلسم ہین اور اگر نہ غالب آئے تو بہتر یہ ہی کہ پلٹ جائیے ان مرحلہ جات کا
ارادہ نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ کسی بلا مین پھنس جائیے بادشاہ نے فرمایا کہ مین حاضر ہون
بادشاہ وہانسے اُٹھے سپر و شمشیر اپنی لے آئے لیکن یہان صبح کو قلعے مین بادشاہ کی
تلاش ہوئی وزرا و امرا ڈھونڈھنے نکلے کہ ہرکارون نے اُن کو خبر دی بادشاہ
سے باغ دلکشا کے تشریف لاتے ہین سب نے آکر استقبال کیا وزرا نے پوچھا
کہان تشریف لے گئے تھے بادشاہ نے فرمایا سپر و شمشیر ہماری غائب ہوگئی تھی
تلاش مین گئے تھے شکر ہی پروردگار کا کہ سپر و شمشیر مل گئی مگر شمشیر بتہ ان کا سامنا

غبان ثابت ہی یہ شبنم کے قطرون سے ہمین — دن کو خندان ہو ہر اک گُل شگفو گریان باغ مین
سقدر نخوت نہ کر ای باغبان پچھتائیگا — فصل گُل دو چار دن ہو اور رہمان باغ مین
سنتے ہین گُل کان دھر کے بلبلین ہوتی ہین مست — جبکہ پڑھتا ہو وہ گُل سطوت کا دیوان باغ مین

صدا اُسن کر بادشاہ کو تلاش ہوئی کہ یہ آواز کہا لسے آتی ہو جب خیال کیا تو معلوم ہوا
ہ سامنے دروازہ باغ کا کھُلا ہو اسی باغ سے آواز آتی ہو یہ سمجھ کر بادشاہ آگے بڑھے جون
ون قریب باغ آتے ہین وہ صدا اور زیادہ مزہ دیتی ہو بسم اللہ کہکر باغ مین داخل ہوے
یکھا آخر رات کا وقت ہو روشنی جھلملا رہی ہو مگر آواز دمبدم گانے کی آتی ہو بادشا
سی صدا کی جانب چلے وسط باغ مین پہونچکر دیکھا کہ ایک شامیانہ باسلک ہاے مروارید
ستادہ ہو زیر شامیانہ فرش معقول بچھا ہو اُسپر مسند جواہر نگار لگی ہو اُس مسند پر ایک
ہ جبین آفتاب جمال شعلہ رخسار شیرین گفتار کبک رفتار بشوکت تمام جلوہ فرما ہو
رد کنیزین نہایت حسین وجمیل جوان جوان بیٹھی ہین ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی تانین
ے رہی ہو بادشاہ نے ایک نخل کی آڑ پکڑکر جمال جہان آرا دیکھا حواس گم ہو گئے ٹھنڈی
انسین لینے لگے چاہتے ہین قدم اُٹھاؤن قدم نہین اُٹھ سکتا آخرکار بادشاہ رنجیدہ
وکر فرش خاک پر بیٹھ گئے سر کو نخل سے لگا دیا آنکھین بند دل دردمند اس حال مین
دشاہ بیٹھے ہین کہ ایک کنیز کسی کام کو اُٹھی اُسکی نگاہ پڑی کہ زیر نخل آفتاب چمک رہا ہی
ران ہو گئی دوسری کنیز سے کہا کہ لُوا دیکھو تو زیر نخل یہ کیسی روشنی ہو اور یہ کیا معرکہ
ہ چرچا جو ہوا بہت سی کنیزین جمع ہو گئین کوئی کہتی ہو ستارہ ٹوٹ کر آسمان سے گرا
کوئی کہتی ہو سانپ نے من مُنہ سے نکالا ہو یہ اُسی کا اُجالا ہو ایک نے بنگاہ غور
یکھا کہا کہ اری کمبختو تم سب کی آنکھون مین چربی چھا گئی ہو نہین معلوم کیا ہو گیا ہو
نوجوان کوئی مردوا ہو اب تو کنیزون مین چاؤن چاؤن ہونے لگی اُس مہ جبین نے
لا کر پوچھا کہ کیا چاؤن چاؤن کر رہی ہو ایک کنیز اُن سب مین نہایت شوخ وشنگ
اُسنے سامنے آکر کہا کہ واری نئی بات ہو ایک مردوا نہایت حسین وجمیل زیر نخل
ٹھا ہو نہ بولتا ہو اور نہ کچھ بات کا جواب دیتا ہو معلوم ہوتا ہو سو رہا ہو واری ذرا

ناموس مین جانا نہین چاہتے ہمارے واسطے قصر مین پلنگ بچھوا دو سامنے بارہ دری
اُس مین چھپر کھٹ آراستہ ہوا بادشاہ نے آکر سامان آرام کیا خدمتگار چپی پر آئے جب
بادشاہ نے آرام فرمایا خدمتگار تو اُٹھ کر چلے گئے صبح کو جو بادشاہ برائے نماز اُٹھے ہیں
دیکھتے ہین تلوار کا پتہ نہین سپر بھی نہین ملتی خدمتگارون کو پکارا خدمتگار حاضر ہو
بادشاہ نے پوچھا کہ ہماری سپر و شمشیر کیا ہوئی نہین ملتی جس کسی نے اُٹھائی ہو دیدے
اگر بعد اسکے دریافت ہوگا تو اُسکو سزا دیجائیگی سب نے عرض کی کہ کیا مجال جو اشیا
حضور کو ہاتھ لگا دین بادشاہ کو بڑا تردد رہا دوسری شب کو جو آکر لیٹے سامنے
میز تھی اُسپر خود و تاج رکھدیا مگر منظور ہی کہ بیدار رہون دیکھون یہ کسکا کام ہے
اُنگلی مین زخم لگا لیا کہ اُسکے صدمے سے نیند نہ آئی دوپٹہ آب روان کا چہرے پر ڈال
مگر جاگ رہے ہین دو پہر شب تجاوز کر چکی ہی کہ ایک طرف سے دیکھا ایک جوان حسین
و چالاک لباس سیاہ پہنے ہوے چہرے پر نقاب سیاہ ڈالے ہوے آیا مگر وہ نقاب
مانع حُسن و جمال نہین ہی یہی معلوم ہوتا ہی کہ لکۂ ابر مین ماہ تابان چھپا ہی لو نور کی
سے نکل رہی ہی جست و خیز کرتا ہوا آیا چاہا خود یا تاج اُٹھالون بادشاہ نے للکارا
کہ او دزد خبردار یہ کیا کرتا ہی وہ سیاہ پوش بھاگا بادشاہ نے تعاقب کیا کوٹھون کوٹھے
وہ جوان جاتا ہی بادشاہ بھی اپنے کو پہونچاتے ہین مگر اُسکو نہین پاتے ایک مقام
کوچۂ کلان تھا نقابدار پھاندا گلیون مین ہو کر نکل گیا بادشاہ حیران حیران گلیون
پھر رہے ہین، مگر سیاہ پوش کا پتہ نہین ملتا ایک طرف جو سر اُٹھا کر دیکھا صحرا معلوم ہوا
بادشاہ اُس طرف چلے پہلے ایک تکیہ ملا ہزارون قبرین پختہ بنی ہوئی تھین بادشاہ اُس
تکیے کو طی کر کے آگے بڑھے تھے کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز
بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

بلبلین اس درد سے رہتی ہین نالان باغ مین	چاک رہتا ہی ہر اک گُل کا گریبان باغ مین
گوہر شبنم سے اپنی آنکھ رہتی ہی لڑی	یاد آجاتے ہین اُس گُل کے جو دندان باغ مین
معجزہ دیکھا جو اُس گُل کے لب جان بخش کا	پڑھ کے کلمہ ہو گیا لالہ مسلمان باغ مین

تخت نشینی سے غرور نہ فرمائیے کہ آپ تخت پر بیٹھے ہین بادشاہ نے جھلاکر فرمایا کہ ادبے ادب
یہ کیا طعنہ دیتا ہو یہ تاج و تخت کیا ہو مین اُس تخت پر بیٹھتا ہون کہ جسکا مثل و نظیر نہین اور
وہ بارگاہ آسمان جاہ ہو کہ جہان پانچہزار پانچ سو پچپن سردار بیٹھتے ہین افسر ہمارے
صاحبقران زمان ہین کہ جنھون نے پردۂ قاف کو فتح کیا چھتیس پردون پر قبضہ کر لیا
سرکشان قاف اُن کے ہاتھ سے مارے گئے مین اس تاج و تخت کی کیا حقیقت جانتا ہون
وزیر نے جواب سخت دیا بادشاہ نے ایک تمانچہ مارا کہ سر وزیر کا اُڑ گیا تمام اہل دربار
کانپ گئے کہ ایک شخص ضعیف لبسنہ کاغذون کا لیکر آیا پہلا مقدمہ کوتوال کا پیش کیا اسل
مقدمہ جو بادشاہ نے ملاحظہ فرمائی اُس مین لکھا تھا کہ کوتوال شہر نے اسقدر رشوت
لوگونسے لی کہ تمام ملک کی رعایا بیزار ہو رہی ہو صدہا شرفا کی آبرو لے لی بادشاہ
نے فرمایا کہ اس ملک مین کوئی قید خانہ ہو اُس پیر مرد نے عرض کی کہ جی ہان یہان کا
قید خانہ کلان نمونۂ جہنم ہو حتی کہ وہان کا سزا یافتہ وہ مشقت کرتا ہو کہ زندہ نہین نکلتا
بادشاہ نے فرمایا کہ دو ہزار روپیہ جرمانہ کرو اور دو برس کی میعاد کو کوتوال سامنے آیا
عذر کرنے لگا بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا ملازمان شاہی کشان کشان کوتوال کو
لے گئے کوتوال قید ہوا سب لوگ انصاف پر بادشاہ کے بہت خوش ہوے دن بھر
مقدمات پیش رہے بادشاہ نے خوب خوب فیصلے کیے جو حکم لکھا ایسا ہی لکھا کہ تمام
حاضرین وقت تعریفین کرتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اب قلعۂ ریحانیہ نہایت
آباد ہو جائیگا ایسے عادل کا قدم آیا ہو کہ کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکیگا اور جو ظلم کریگا
وہ سزا پائیگا چالیس مقدمے بادشاہ نے فیصلہ کیے سب پر حکم شرعی لکھا مگر حال
کوتوال شہر سُن کر سب خوش ہوے یہ بھی حکم مین لکھدیا کہ اس دشمن خدا سے مشقت
لی جائے کئی مہینے کی کال کوٹھری کہ اپنی بدعت کو یاد کرے ہمیشہ قید خانے مین فریاد کرے
رعایا بہت خوش ہوے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بادشاہ بڑے عادل و منصف ہین
دن بھر بادشاہ تخت پر رہے شام کو سب نے عرض کی محلات مین شاہزادیان
حسین و جمیل حاضر ہین اور آپ کا اشتیاق کر رہی ہین بادشاہ نے فرمایا کہ ہم کسی کے

آشنا بہ زمین ہوے بادشاہ نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ پہلے زمین
مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چرخ دے
چاہا کہ زمین پر مارون ہیجان نے کہا کہ مین مسلمان ہون اس سرحد مین کوئی کافر نہین
حکیم صاحب نے فرمایا تھا کہ اگر زیر ہونا تو اطاعت کرنا سعد نے ہاتھ سے رکھ دیا چار
نقابدارون نے ہلڑ کیا کہ لو صاحبو ہیجان دشت نشین کو اس شہریار نے زیر کیا
کہ جسکا طلسم مین مثل نہ تھا دوپہر مین زیر کر لیا ہیجان نے اطاعت کی ہر ایک نقار
سامنے آتا ہی اور کہتا ہی کہ ای شہریار آپ نے بڑا کار نمایان کیا کہ اس پہلوان کو
زیر کر لیا اب بادشاہ پھر تخت پر سوار ہوے ہیجان مثل چاکران کمترین کے ہمراہ رہا
ہر نوبت و نقارے بجتے ہوے طرف قلعے کے چلے اہل قلعہ بھی پھاٹک کھول کر نکل آئے
بادشاہ پر زر نثار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ حضور نے آج ہم کو بڑی آفت سے نجات دی
دیو یک چشم مارا گیا ہیجان ایسا پہلوان زیر ہوا مگر ابھی آپکو معرکۂ عظیم باقی ہی
اہل قلعہ جو بہ ارے استقبال آئے سب بادشاہ کو گھیرے ہوے لیکر قلعے مین آئے
دیکھا قلعہ آباد ہی رعایا دلشاد دکانین کھلی ہوئین بزازہ اور جوہری بازار نہایت
تکلف سے آراستہ جوہری بچے دکانین کھولے ہوے بیٹھے ہین دلالون کی بول چال
گاہک کو سمجھا کر لاتے ہین دکاندارون نے ہلڑ سنا کہ سوار و پیدل چلے آتے ہین جو
آوازین لگاتے ہوے تخت شہنشاہ کے ساتھ دکاندارون نے اُٹھ اُٹھ کر سلام کیا
ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بڑی آفت سے ہم لوگون کو بچا لیا ہیجان ایسا زبردست
منقاد ہوا کس تکلف سے ساتھ ہی کہ پایۂ تخت پر ہاتھ ہی اس شوکت سے سب شہریار
دار الامارۂ شاہی مین آئے تخت زبرجدی بچھا تھا سب نے عرض کی کہ یہ حضور کا
ہی بادشاہ جیسے ہی تخت پر بیٹھے نقابدارون نے نذرین دین نقارون پر چوب پڑی
مبارک و سلامت بلند ہوئی کہ ایک وزیر اعظم آیا اُسنے سعد کو سلام کیا گوشۂ تخت
پر بیٹھ گیا بادشاہ نے جھلا کر فرمایا کہ او بے ادب یہ کیا طریقہ ہی کہ گوشۂ تخت پر بیٹھ گیا
وزیر نے کہا کہ ای شہریار آپنے کار نمایان کیا مگر میرا جو عہدہ تھا مین وہان آکر بیٹھا

خدا گرد تحریر طومار قدرت		...داد فتر دین و دنیا نوشت است
بہر گلشن ابر گہربار قدرت		...ہی بخشد از فیض خود آب و نانے

...دشاہ نے تخت سے اُتر کر للکارا کہ او نابکار کیون غریبون کو ستاتا ہی نقابدار قریب
...سعد شہریار آئے گھوڑون سے کود پڑے کہا ان چارون مرکبون مین سے جو مرکب
...حضور کے پسند ہو اُسپر سوار ہو جیے بادشاہ نقابدار زمرد پوش کے مرکب پر
...سوار ہوے نقابدار زمرد پوش مثل شاطرون کے ہمراہ شہریار ہی زین پوش تھامے
...ہوے دوڑا ہوا آتا ہی جب بادشاہ نے دو نعرے کیے تب ہیجان پلٹا اور آواز دی
...او اجل رسیدہ تو کون ہی جو دخل دیتا ہی یہ لوگ میری رعایا ہین جب خرچ سے
...تنگ ہوتا ہون آکے خرچ لیجاتا ہون نقابدار زمرد پوش نے پکار کر آواز دی کہ
...ہیجان یہی طلسم کشا ہین یہ سُنتے ہی ہیجان پلٹا مقابلۂ سعد مین آیا آتے ہی نیزہ
...سعد نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہ کے ہاتھ مارا
...سعد نے تلوار کو تلوار پر رد کا جھناٹے کی صدا بلند ہوئی بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا
...ہیجان نے کلائی سعد کی تھام لی سعد نے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون لپٹے ہوے
...زمین پر آئے بادشاہ سے کشتی ہونے لگی ہیجان دنگ ہی کہ عجب شیر سے مقابلہ پڑا
...کسی مقام پر کمی نہین کرتا کس زور و شور سے لڑ رہا ہی دلمین کہتا ہی کہ دیکھون تقدیر مجکو
...دکھائے آج تک تو میری پشت کبھی زمین سے نہین لگی آج دیکھیے کیا ہو حکیم صاحب
...مجکو یہ کہکر بھیجا تھا کہ ایک جوان کم سن ہی جاتے ہی اُسکو اُٹھا لینا مگر یہ تو بلاے
...رگار ہی مگر اپنے نزدیک بڑے بڑے داؤ پیچ کر رہا ہی دو پہر برابر کشتی ہوئی
...ند ایک مقام پر ذرا اُڑ کے تھے کہ ہیجان لے دوڑا سات آٹھ قدم ریل کر لایا
...ارا بادشاہ نے لنگر مارا ہیجان نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر کیسے کیسے زور کیے کہ اگر
...ڑ پر کرتا تو اُسے بھی اُکھیڑ لیتا مگر لنگر مین اُس کوہ وقار کے حس و حرکت نہ ہوئی
...ب کر ہاتھ اُٹھا لیا سعد شہریار تڑپ کر اُٹھے دونون مونڈھے تھام کرلے دوڑے
...ہ قدم تک ریل کر لائے پندھورین قدم پر ہکّہ مارا دونون گھٹنے ہیجان کے

آئیگا یہ بدعت مٹجائیگی شاد ہو کہ آج اُسکا ظہور ہوا تاجداری حضور کو مبارک ہو
قلعے مین چل کر عدالت کیجیے گئی مقدمے ایسے ہین کہ حضور ہی کے لائق ہین بادشاہ
سوار پشت پر اڑتالیس ہزار فوج پیدل نیزے چمکاتے ہوے سوار گھوڑے اُڑاتے
بعض افسر گھوڑا چمکا کر سامنے آتے ہین اور عرض کرتے ہین آپ کے اقبال سے مین نے
نیزہ سینے پر دیو کے مارا کہ اُسی سے وہ گرا دوسرا کہتا ہو کہ مین نے ہاتھ تلوار کا مارا
کہہ رہے ہین کہ ہمنے تیر دن کی بوچھار کی جسم اُسکا غربال کر دیا بڑا ظالم آج مارا گیا
زمین کفر سے پاک ہوئی بادشاہ سب کی سُنتے ہوے تاج شہریاری برسر سپر
پشت انور پر صاف ثابت ہوتا ہو کہ قرص قمر پشت پر قائم ہو تیغۂ ہلالی ہاتھ مین نیمچہ
مین خنجر کمر مین تھوڑی دور چلے تھے کہ توپ کی آواز کان مین آئی نقابدار کانپنے لگا
شہریار غضب ہوا معلوم ہوتا ہو قلعۂ ریحانہ پر ہیجان صحرانشین چڑھ آیا
آگیا ہو تو قلعہ نہ بچے گا اب حضور کی عملداری نہ ہوسکیگی بادشاہ نے فرمایا تخت بڑھا
مین اُسکو روکونگا کہار تخت لیکر جلدی جلدی چلے چارون نقابدار کہتے ہوے جا
کر کیون صاحبو ہم نہ کہتے تھے کہ بادشاہ اسلام بڑے بہادر ہین کوئی دو کوس راہ
ہو کہ دیکھا سامنے ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ توپین لگی ہوئی ہین گولہ انداز
جانبازی ہین ایک پہلوان لحیم وشحیم کرگدن مست پر سوار طرف قلعے کے گولون
کرتا ہوا جاتا ہو اور پکار پکار کر کہہ رہا ہو کہ ای اہل قلعہ آج تمکو گیا ہوا ہو کہ مال خراب
کرتے ہو مین قلعہ لے لونگا پھر ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور جگہ سے انسانون کو
قلعہ آباد کرونگا مگر آج تم سب کو برباد کردونگا اہل قلعہ فریاد کر رہے ہین کہ
رحیم دا ای سمیع وعلیم ای فریادرس بیکسان وا ای رب دو جہان اس ظالم کے ہاتھ
بچالے اگر یہ قلعے مین آیا تو ہمکو زندہ نہ چھوڑیگا نظم

گہ از خاک گردید اظہار قدرت	گہ از گل بخندید گلزار قدرت
گہ از ماہ بنمود انوار قدرت	گہ از مہر بکشود اسرار قدرت
بہر خطہ شد حکم تقدیر جاری	بہر شہر شد گرم بازار قدرت

نفریت خونخوار بوذا اب جو روشنی ہوئی بادشاہ نے دیکھا نہ وہ باغ ہی اور نہ وہ قصر ہی
ایک صحراے ویران کف دست میدان ہی بوندے اگرد کے براے تعظیم اُٹھ رہے ہین بادشاہ
حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ وہ باغ کیا ہوا یا تو وہ رعنائی و زیبائی تھی یا یہ ویرانہ ہی
دیکھیے انجام کار کیا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار زمرد پوش آتا ہی دوسری
طرف سے گرد اُڑی نقابدار یاقوت پوش ظاہر ہوا تیسری طرف سے گرد اُڑی نقابدار
نیلم پوش آکر پہونچا چوتھی طرف سے گرد اُڑی نقابدار مروارید پوش بھی نمایان ہوا ان
چارون نقابدارون نے آکر بادشاہ کو سلام کیا کہا قلعے مین تشریف لیچلیے سب مستغیث
مشتاق ہین چل کر عدالت فرمائیے ہم لوگ آپ کے استقبال کو آئے ہین کہ ایک طرف سے
ایک جوان آیا تخت یاقوت احمر اُسکے ساتھ ہی تاج اُسپر رکھا ہوا سپر و شمشیر پہلو مین
تاج کے آکر بادشاہ سے کہا کہ آپ شہریار کشور جلالت ہین تخت پر سوار ہو جیسے بادشاہ
تخت پر سوار ہوے اُن چارون نقابدارون نے چارون پایون پر تخت کے ہاتھ رکھا
بارہ بارہ ہزار جوان سب کے ساتھ ہین اُس جوان نے قریب آکر عرض کی جو تخت لیکر
آیا ہی کہ حضور تاج سر پر رکھین بادشاہ نے لوح کو نہ ملاحظہ کیا اور تاج سر پر رکھ لیا
جیسے ہی تاج سر پر رکھا ایک طرف ایک کانا دیو کھڑا تھا اُسنے تیر مارا بادشاہ کے شانے
پر پڑا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کون بے ادب ہی جسنے یون بے تکلف تیر مار دیا کچھ خیال
نہ کیا اُس کانے دیو نے دوسرا تیر بجر کمان مین پیوست کیا اب تو بادشاہ نے قرولی ہاتھ
مین لی جیسے ہی اُسنے تیر مارا بادشاہ نے قرولی سے اُسے کاٹا کئی تیر اُسنے مارے
بادشاہ نے اُن سب کو قلم کیا ترکش اُسکا خالی ہو گیا مگر پہلا تیر جو بادشاہ کے شانے پر
پڑا تھا اُس سے قطرہ ہاے خون ٹپکے چارون نقابدارون نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اس
بے ادب کو گرفتار کرین اس سے جنگ شروع ہو بادشاہ نے اشارہ کیا وہ چارون
نقابدار مع کل فوج کے جا پڑے اُس دیو کے ٹکڑے ٹکڑے کیے دیو کو مار کر چارون
نقابدار پلٹے آکر بادشاہ کو سلام کیا عرض کی کہ حضور کے تصدق سے اس دیو یک چشم
پر فتح پائی اسنے کل اہل قلعہ کو بہت پریشان کیا تھا ہم کہا کرتے تھے کہ جسدن طلسم کشا

پہلو مین بٹھالیا بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو بڑے قد کا دار آہن ہاتھ مین لیے
اُسکو چرخ دیتا ہوا للکارتا ہوا آتا ہی بادشاہ نے اُس نازنین کا ہاتھ چھوڑ کر للکارا کہ
بے حیا کیا بکتا ہی اُستے وہ ہی دار رہا کی بادشاہ نے تلوار سے دار کو قلم کیا ٹکڑا دار کا
ہاتھ مین دیو کے رہا وہ اُسنے پھینک مارا بادشاہ نے خالی دیا تب تو اُس دیو نے ایک
چنگل مارا بادشاہ نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا دیو کا ہاتھ کٹ کے گرا دیو نے ایک چیخ ماری
کہ یارو اسکو لینا چہار جانب سے ہزار ہا نرہ ہاے دیو چقماق چادرین کلھاڑے اور
زاغنول لیکر آگرے بادشاہ پر وار کرنے لگے ایک دیو نے بڑھ کر اُس نازنین کا ہاتھ
تھاما اُس نازنین نے غل مچاکر آواز دی کہ اے شہریار اس کنیز کو بچائیے بادشاہ نے
پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو خونخوار اُس مہجبین قمر عذار کا ہاتھ پکڑ کے کھینچ رہا ہی کہتا ہی
حکم ہی حکیم صاحب کا اُس شوخ دیدہ کو لاؤ ہم اُسکو سزا دینگے ہر چند بادشاہ نے
للکارا مگر دیوزادون نے بادشاہ کو روکا قریب اُس نازنین کے نہ جانے دیا وہ دیو
نازنین کو لے بھاگا ایک گوشے مین لاکر مصروف بدفعلی کا ہوا نازنین نے تڑپ لیا
اے شہریار اسنے میری آبرو لے لی مین ساتھ والیون مین بدنام ہوئی آپ کی محبت کا
یہ پھل ملا تب اُس دیو نے اُس نازنین کو چیر ڈالا بادشاہ کو خیال آیا کہ لوح طلسمی کو دیکھے
کئی دیو مارے مگر لاشہ کسی کا نہین معلوم ہوتا تب بادشاہ نے لڑتے لڑتے ایک
پیچھے اپنے کو چھپایا لوح کو جو دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم واے سیار این عجایبات
مرنا نازنین کا دل پر بار نہ ہو یہ عجائبات طلسم ہین ایسے ایسے معاملے بہت پیش
لہذا ان دیوزادون مین خیال کرکے دیکھو جو سب مین بلند بالا ہی پیشانی پر اُسکے
ایک خال سیاہ ہی اُسپر تاک کر تیر مارو تب یہ دیو نابود ہونگے اور اگر یون عمر بھر
تو انکا خاتمہ نہ ہوگا بادشاہ نے کمان کاندھے سے اُتاری جیسے ہی سیسر کٹر کا دیو
چاہا جست کرکے نکل جاؤن مگر تیر جو رہا ہوا اُسی خال سیاہ پر آکر بڑا اُس دیو کے
سے قطرات خون نکلے جسپر قطرہ پڑا وہ جلنے لگا ایک آندھی سیاہ اُٹھی بادشاہ نے دامن
کو چہرے پر رکھ لیا عرصے تک ہوا ے تند چلی بعد اُسکے آواز آئی کہ کشتی مرا م

جرأت ہو اسکو بڑا نازہی ساحر تو نہین مگر شعبدہ باز ہی بادشاہ کو لاکر مسند پر بٹھایا جام شراب
کہ بھر ا رکھا تھا بہ تکلف اُٹھایا بعجز کہا کہ ای شہریار اسے نوش فرمائیے مجھپر بڑا احسان ہوگا
مین بھی فخر کرون کہ طلسم کشا میرے مقام پر آئے خاطر داری میری قبول کی شراب نوش
فرمائیے بادشاہ سوچے کہ ای بادشاہ بڑے تاسف کی بات ہی چند معاملے گذرے مگر لوح کو
نہ دیکھا یہ سوچ کر قصد ہوا کہ لوح ملاحظہ کرون اُس نازنین نے کھڑے ہوکر عرض کی کہ ای
شہریار اول جام بعدہٗ کلام اگر نہ نوش فرمائیے گا تو شاہزادیان مجھپر ہنسین گی اگر
آپ کو خیال ہی کہ مذہب میرا خلاف ہی تو یہ بات نہین ہی اس مرحلے پر سب اہل اسلام
ہین حکیم فلاسفۂ ثانی خدا پرست علم حکمت مین زبردست ہین سب لوگ جانتے ہین کہ حکیم
مرد مسلمان ہین ہم سب اُنھین کے تابعدار و خدمتگزار ہین مگر یہی چاہتے ہین کہ آپکی
تابعداری کرین اگر بوقت صحبت آپ نے اُن سے شکایت کی تو حکیم صاحب فرماوینگے
کہ سواے خاطر کے تمکو کیا زیبندہ تھا کوئی تو ایسی بات خرابی کی کی کہ بادشاہ بیزار
ہے لہذا کنیز کا کہنا قبول فرمائیے اور ایک جام نوش فرمائیے اس طرح منت کرکے
کہا کہ بادشاہ کو کچھ نہ بن پڑا جام پی لیا کنیزین جو تھین اُنھون نے کلمہ پڑھا عرض کی کہ
یون حضور شراب کا تو مزہ خوب تھا بادشاہ نے فرمایا حقیقت مین ایسا لطف شراب
بھی نہ اُٹھایا پیتے ہی نشہ ہوگیا دل چاہتا ہی کہ باغ کی سیر کرون اُس نازنین نے ہاتھ
تھام لیا کہا چلیے سارا باغ آپ کی سیر کے واسطے ہی طائرون کی بھی خواہش ہی کہ روش
بہری کو طی کیجیے دیکھیے تو اس باغ مین کیا عجائب و غرائب ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی مقام
آپ کی سیر سے باقی رہجائے اس باغ کو بڑی مشقت سے درست کیا ہی حکیم صاحب
فرمایا کرتے تھے کہ اس باغ کی سیر طلسم کشا کرین گے تشریف لے چلیے بادشاہ اُس نازنین
کے ساتھ باغ کی سیر کو چلے کنیزین مبارک مبارک کہہ رہی ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ
ہماری حقیقت مین آپ بڑی صاحب اقبال ہین کہ طلسم کشا تشریف لائے آپ کے
حلم کے مطیع ہین بارہ دری سے اُتر کر اُس نازنین نے چاہا کہ بادشاہ کو لیکر گوشۂ
باغ مین جاؤن کہ ایک صداے مہیب آئی او شوخ دیدہ تجکو کچھ خوف نہین طلسم کشا کو

معشوقہ کے پاس آکر بیٹھے ہین او گیسو بریدہ تو نے ظاہر نہ کردیا کہ یہ مقام نقابدار سفید پوش
کا ہی اُس نازنین نے تھرا کر کہا کہ اے شہریار اس ظالم کے ہاتھ سے بچا سیئے یہ زندہ نہ
چھوڑیگا بادشاہ جست کرکے بارہ دری سے اُترے سامنے نقابدار کے آئے نقابدار نے
دیکھتے ہی نیزہ اُٹھایا مگر بادشاہ کو حیرت ہی کہ یہ وہی نقابدار ہی کہ جسکا سر زخمی ہوا تھا
اب زخم نہین معلوم ہوتا اتنی دیر مین کیونکر اچھا ہوگیا یہ بڑا سوچ ہی مگر نقابدار نیزہ
چلنے لگا ہر چند کہ بادشاہ چاہتے ہین کہ نیزہ نکالون مگر کب ممکن ہی نقابدار بہت ہوشیاری
سے نیزہ بازی کر رہا ہی ایک مقام پر بادشاہ نے نیزہ نقابدار کا گانٹھا کہ جو اُس کا نیزہ
ہاتھ سے نکلا نہین مگر ٹوٹ گیا نقابدار نے جھلا کر قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور للکار کر
آواز دی کہ اے بادشاہ ہوشیار رہو جاؤ یہ وار تیغہ بے دریغ کا ہی کبھی خالی نہین جاتا
کہہ کر ہاتھ مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا نقابدار نے گریبان پکڑا
گھوڑے سے کود پڑا بادشاہ کشتی لڑنے لگے مگر جب لوح چمکتی ہی تو نقابدار الگ ہوجاتا
ہی اُسکا عکس اپنے اوپر نہین لیتا الگ الگ لڑ رہا ہی ایسے ایسے داؤ پیچ کر رہا ہی
بادشاہ دنگ ہین اکثر نقابدار کو پکڑ لائے چاہا دو چار گھسے دون مگر نقابدار ایسا تڑپ کر
نکل جاتا ہی کہ بادشاہ حیران ہوجاتے ہین اور فرماتے ہین کہ او نقابدار تو فنون سپہ گری مین
بہت طاق ہی اور فنون کشتی مین نہایت مشاق ہی ایک مقام پر بادشاہ نقابدار کو بلا
منظور ہوا دو چار گھسے ماردون کہ عاجز ہوجائے یہ کہہ کر لنگوٹ مین ہاتھ ڈالا پیچھے کھینچ
کا عکس پڑ گیا نقابدار کانپنے لگا کہا اے شہریار ذرا اب مجھے چھوڑ دیجیے مین اپنے کو درست
کرلون بادشاہ نے چھوڑا نقابدار اُٹھا اور سامنے سے بھاگا بادشاہ تعاقب مین چلے
اُس نازنین نے پکار کر کہا کہ اے شہریار اسکے پیچھے نہ جائیے یہ مکار دغاباز ہی ایسا نہ ہو
حضور کے واسطے کوئی خرابی تجویز کرے تو مین کدھر کی ہونگی تڑپ تڑپ کر مر دونگی یہ
کہہ کر بادشاہ کا ہاتھ تھام لیا بادشاہ رُکے نقابدار بھاگ کر نکل گیا وہ نازنین بادشاہ
کو بہلاتی ہوئی کہتی ہوئی جاتی ہی کہ اے شہریار یہ آپ ہی کی جرأت تھی کہ جو ایسے زبردست
سے بچے یہ وہ نقابدار ہی کہ اکثر دیوزادون سے لڑا اور کسی مقام پر کمی نہین کی

سیسہر جو کٹر کا آہو جست کرتا ہوا بھاگا بادشاہ تعاقب مین چلے اُس صحرا مین ایک دروازہ باغ کا کھلا ہوا تھا آہو بلا تکلف اندر باغ کے داخل ہوا بادشاہ بھی برابر اندر پہونچے دیکھا گلہائے رنگا رنگ و شگوفہائے بوقلمون ہین نہرین سلسبیل آسا جاری شاخہائے نخل پر طایران زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہین ہر طائر کی زبان پر بصد کیفیت دسرور یہ اشعار جاری ہین نظم

پھر گھر آیا ہوا ے خوشگوار آنے کو ہی +	اب خزان گلشن سے جاتی ہی بہار آنیکو ہی
ای فلک تو بھی جلیگا ایک دن مثل زمین	اُسطرف بھی میری آہ شعلہ بار آنے کو ہی
بس خوشی سے میکدے کو سج رہے ہین مغبچے	ہو مبارک میکشو فصل بہار آنے کو ہی
آج دیکھون کسقدر ساقی پلاتا ہی شراب	پی چکے کچھ بادہ خوار اب میری بار آنے کو ہی
تنکھ سطوت سے جو اُس بُت نے پھرائی یک بیک	موت کیا اب ای مرے پروردگار آنے کو ہی

طائرون کی آواز سُن کر بادشاہ کو فرحت حاصل ہوئی سیر باغ دیکھتے ہوے چلے ہر مقام پر چمن ہاے طولانی طائرون کی غزلخوانی حوض تمام پانی سے مملو نہر سر سر و لب جو قمریون کی کوکو فاختہ قلندر مشرب کی حق سرہ بادشاہ یہ تماشا دیکھتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا بارہ دری مین فرش بچھا ہی میزون پر گلدستے چُنے ہوے ہین آئینے قد آدم تصویرین عمدہ عمدہ آئینون مین آراستہ ہین کہ روح سکندر کو رشک ہی ایک مسند شاہانہ بچھی ہی اُسپر ایک شاہزادی بصد زیب و زینت میٹھی ہی کہ تاج سر پر لباس عمدہ در بر دریاے جواہر مین غوطہ کھاے ہوے حُسن مین بے مثال ابرو رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال بوٹا سا قد دلجو بادشاہ کو دیکھ کر اپنے مقام سے اُٹھی مثل ہلال شب اول خم ہوئی یعنے سلام کیا بادشاہ نے جو وہ جہان آرا دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پیدا ہوا اُس نازنین نے ہاتھ تھام لیا بادشاہ کو لاکر مقام صدر پر جگہ دی کنیزون سے اشارہ کیا صاحبو ایک مہمان عزیز تمہارے یہان آیا ہی اُس کی خاطر کرو کنیزون نے لاکر گلابیان شراب کی اور نقلیان کباب کی رکھین اُس نازنین نے اپنے ہاتھ سے جام بھرا دست نگارین مین جام رکھ کے پیش کیا بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا کہ جام لون کہ کڑاکے کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا وہ ہی سوار سفید پوش تیغہ کھینچے ہوے آتا ہی سامنے آکر للکارا کہ کیون ای شہریار آپ ہماری

صحرا مین ہماری عملداری ہو کسی کی کیا مجال ہو کہ یہان آسکے اگر آئے ہو تو مجسے مایا
کرو سعد بن قباد کو ان کلمات کی کہان تاب تھی گھوڑا بڑھا کر سامنے نقابدار کے آ
نقابدار نے نیزہ مارا بادشاہ نے سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ توڑ ا
نقابدار نے پیچھے ہٹ کر کمان کیانی کاندھے سے اُتاری بادشاہ پر تیر مارنا شروع کیے
بادشاہ نے تیر قلم کیے دس پانچ تیر نقابدار نے مارے بادشاہ نے سب تیر قلم کیا
قریب پہونچ کر میلہ سے تلوار کے کمان کو قلم کیا کمان کے قلم ہوتے ہی نقابدار نے
کھینچی اور خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار سپر روکا دو چار
آپس مین ردو قدح ہوے کہ ایک مقام پر بادشاہ نے نعرہ کیا کہ باش او مقابل
تیری قضا دامنگیر ہی یہی تیرے قتل کی تدبیر ہو یہ فرماکر ہاتھ تلوار کا مار انقابدار نے
کو اُٹھا دیا برق شمشیر جو تڑپ کر گری سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹتا ہوا ابرو نقابدار تک
پہونچی نقابدار زخمی ہوتے ہی بھاگا اُسی غار مین کود پڑا ساتھی بھی کود پڑے باد
کنارے پر غار کے آکر دیکھا کہ غار نہایت وسیع معلوم ہوتا ہی بادشاہ نے لوح کو
نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات تم بھی اپنے کو غار مین گرا دو مگر لوح
غافل نہ رہنا بغیر دیکھے کوئی کام نہ کرنا ہر چند کہ بادشاہ بہت پریشان ہوے مگر جی
کہتے ہین کہ جو لوح حکم دیتی ہی وہی کرو بے اندیشہ غار مین کود ے جب زمین پر پا
قائم ہوے تو دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی جہان تک نگاہ کام کر
تمام صحرا پھولون سے بھرا ہی ہزار ہا آہوان خوش چشم جنگل مین پھر رہے ہین بادشا
ان آہوون کو بغور دیکھا کہ اُن مین ایک آہو نہایت خوشرو پھر رہا ہی بقول شاعر
مُل زربفت لپٹنت کے اوپر + واہ رے آہو پری پیکر + رم محبوب اُس سے عار
دل کے رمنے کا وہ شکاری تھا + خراماں خراماں وہ سامنے بادشاہ کے آیا سعد نے
کمند مار کر اِسکو گرفتار کرلون آہو سامنے سے ہٹ گیا جب بادشاہ بڑھتے ہین تو آ
بھاگ کر دور کھڑا ہوجاتا ہی آخر بادشاہ نے اُس آہو کا تعاقب کیا کئی کوس باد
اُس آہو کے تعاقب مین آئے مگر گرفتار نہ کرسکے آخر ناچار ہو کر کمان کاندھے سے اُتا

ھا کہ دونون افسر مارے گئے موسیقار کا پتہ نہین لاشہ سوختہ تڑپ رہا ہی فوج وا لے
بھگنے لگے میثاق نے کل لشکر کو شکست دی گرد دا ثردہا سامنے کھڑا رہا جب میثاق پلٹا تو
دہے نے موسیقار کو اُگل دیا سب نے دیکھا کہ جسم مین موسیقار کے آبلے پڑے ہوے
چنگاریان بدن سے نکل رہی ہین ہڈیان اُسکی جل رہی ہین آہ آہ کر رہی ہی میثاق
ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ موسیقار کے بھی دو ٹکڑے ہوے مرنے سے موسیقار کے دیر
ے اندھیرا رہا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من موسیقار جادو بود
مد بن قباد بھی بیدار ہوے منظور ہوا کہ جاکر شریک جنگ ہون فیروزہ نے خبر دی
میثاق نے سب کو شکست دی افسرون کو مار لیا بادشاہ نے خوش ہو کر فرمایا کہ جلد
ثاق کو بلاؤ میثاق نے آکر سلام کیا عرض کی کہ اب حضور لوح دیکھین اور براے
حی مرحلہ جات جاوین مگر سب کے پہلے مرحلہ حکماے اشراقین ملیگا حکیم فلاسفہ ثانی
ں مرحلہ کے حاکم ہین بڑے بڑے مکر کرینگے اگر حضور بدون ملاحظہ لوح کوئی کام کرین
ین ہر کسی کا مکر نہ چلیگا بادشاہ نے اُسی وقت لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح مین بھی یہی
لتہ پایا کہ جو میثاق نے کہا ہی اُسکا خیال رہے بدون ملاحظہ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا
ن مشرق کے روانہ ہو جائیے بادشاہ یہ مضمون دیکھ کر طرف مشرق کے چلے رہروی کرتے
ے جاتے ہین کہ ذکر ان کا وقت پر ہوگا لیکن حکیم فلاسفہ ثانی اپنے دربار مین بیٹھے تھے
ب کتاب پڑھ رہے تھے ہنسے مصاحبون نے پوچھا کہ کیون جناب کیا ہنسے کہا اور مزہ
ھیے کہ طلسم کشا میرے مرحلے پر آتے ہین خیر مین اُن کو حیران تو کرون یہ کہہ کر ایک نسخہ لکھا
پر تصویر بنا کے اُسکو ہوا پر اُڑا دیا کہا بس اب اطمینان ہی مگر بادشاہ اسلام بہت
ے صاحب اقبال ہین دیکھیے کیا ہو ادھر بادشاہ لشکر سے نکل کر طرف صحرا کے چلے ہین
ا فیروزہ تعاقب مین ہی کہ فیروزہ نے دیکھا جنگل مین ایک غار ہی اُس غار مین سے
وڑون کے بولنے کی آواز آئی اور نقارے پر چوب پڑی دیکھا ایک نقابدار سفید پوش
ں غار سے نکلا پشت پر کئی ہزار سوار کچھ پیدل علماے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے
ں نقابدار نے آتے ہی سعد کو للکارا کہ ای بادشاہ اسلام اس صحرا مین کیون آئے اس

سوفار نے پکار کر کہا کہ ای بحرین ایسے سحر کو مین کب مانتا ہون یہ کہکر اُس نازنین نے ایک
تیر مارا اُس نازنین نے تیر تو خالی دیا مگر کشتی سے کود پڑی دریا مین ڈوبنے لگی آواز دیا
مالکہ بحرین مجکو بچا لو بحرین نے ہاتھ بڑھا کر اُس نازنین کو سنبھالا مگر وہ نازنین لپٹ گئی
کو لیکر ڈوبی میثاق نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی کہ او ملعو
کیا غضب کیا یہ کہکر آپ بھی دریا مین کود پڑا بحرین کو نکالا مگر گھبرایا ہوا ہی وہ نازنین
اور دریا بھی خشک ہو گیا میثاق سوفار پر جا پڑا آپس مین سحر ہونے لگے مگر میثاق
سحر کرتا ہی تو سوفار تھرا جاتا ہی چاہتا ہی گوشے مین چھپون مگر ممکن نہین ہوتا میثاق
تلوار کھینچی للکار کر آواز دی کہ ان غربا کو کیون قتل کرتا ہی میرے تیر سے فیصلہ ہو جائے
کہکر ہاتھ تلوار کا مارا سوفار نے خالی دیا بحرین نے بھی سحر کو زور دیا یکایک سوفار
کے پائون کے پاس ایک غار پیدا ہوا اُس غار سے ایک اژدہا نکلا وہ اژدہا سوفار
کی طرف چلا سوفار بھاگا مگر اژدہا تعاقب نہین چھوڑتا راہ مین جس افسر نے روکا
نگل گیا کئی سحر افسرون کو اژدہے نے نگلا یہان موسیقار آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی
کہ خبر سُنی سوفار و میثاق سے مقابلہ پڑ گیا چاہتی ہی کہ مین بھی جاؤن کہ سوفار
ہوا سامنے موسیقار کے آیا موسیقار نے پوچھا خیر تو ہی سوفار نے کہا کہ ایک
میرے تعاقب مین آتا ہی اگر ہو سکے تو اُسکو روکو موسیقار نے کہا کہ ایسے اژدہے
مارے ہین یہ کہتی ہوئی باہر نکلی دیکھا اژدہا آتا ہی موسیقار نے گولہ مارا اژدہے
مُنہ مین لے لیا قلابہ آتشین مُنہ سے چھوڑے کہ موسیقار نے آنکھین بند کر لین اژدہے
دم کھینچا موسیقار بیہوش ہو گئی اژدہے نے موسیقار کو مُنہ مین کھینچ لیا موسیقار
نگل کر سوفار کو ڈھونڈھنے لگا سوفار کو خادمون نے خبر دی کہ موسیقار کو اژدہا
نگل گیا آپ کی فکر مین ہی سوفار تلوار کھینچ کر نکلا جو سحر اژدہے پر کیا اژدہے نے
مُنہ مین لے لیا جب دس پانچ سحر سوفار نے کیے اور کسی سحر نے تاثیر نہ کی اژدہے
کو زمین مین گڑو دیا اور دُم کو چرخ دے کر سوفار پر مارا سوفار کے ٹکڑے ٹکڑے
اُڑ گئے اندھیرا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سوفار جادو بود

ہی جو چہرے سے اپنے نقاب وہ اُلٹین — تو دل کو تھام کے عشاق آہ آہ کرین
رہماری نقاہت مین شک کسی کو ہو — تو آپ ہی کی نزاکت کو ہم گواہ کرین
سُین ابن علی کا رہے غم ای سطوت — سُنین جب اُنکے مصائب تو دلسے آہ کرین

شعار جو اُس افسر نے اُس نازنین کی زبان سے سُنے دوڑ کر اُس محبوب کا ہاتھ تھام لیا
نازنین اُس جوان کو ساتھ لیکر کشتی پر سوار ہوئی جب بیچ دریا مین کشتی پہونچی تو اُس نازنین
کشتی پر ایک بانس مار دیا کشتی چرخ مار کر ڈوبی وہ افسر بھی غرق دریاے لعنت ہوا
شاہزادی نے پلٹتے پلٹتے ایک افسر کو مارا مگر سوفار سامنے میثاق کے نہ آیا یہی کہتا
کہ جب سحر کرونگا تو سب کو گرفتار کر لونگا آخر بادشاہ جمجاہ میثاق و بہار وغیرہ کو ساتھ
ر پلٹے داخل بارگاہ ہوے میثاق نے کہا کہ ای شہریار اب مناسب یہ ہی کہ اس جنگ
مہلت دیجیے اور آپ براے فتاحی مرحلہ جات جائیے بادشاہ نے فرمایا یہ جنگ آج ہی
ہوجاتی مگر اُسنے طبل امان بجوا دیا ہم تو قاعدے کے پابند ہین پلٹ آئے ابکی جنگ
ے تو سوفار کو قتل کرین ای میثاق موسیقار کی فکر کرو میثاق نے کہا آج مین نے
نی ہی کہ سوفار طلایہ دیگا مین بھی خدمت طلایہ قبول کرتا ہون اگر کسی مقام پر سامنا
تو اُسکی گردن لونگا سحر پر اُسکو بڑا ناز ہی مجھے اقبال شاہنشاہی پر ناز ہی شام تک
ثاق یہی باتین کرتا رہا بعد اسکے چند ساحرون کو ساتھ لیکر براے انتظام طلایہ آیا
ـ بازار مین بحرین کو چھوڑا اور آپ کنارے پر آکر ٹھہرا حاضر باش و ناظر باش کی صدا
ہی کہ سامنے سے سوفار آیا سوفار نے جو میثاق کو تنہا کھڑے دیکھا بارہ ہزار ساحر
پشت پر تھے اُن سے اشارہ کیا کہ میثاق کو گرفتار کر لو بارہ ہزار جادوگر بلوہ کرکے
سب سحر کرتے ہوے آتے ہین میثاق نے نعرہ کیا اور ہاتھ ہلا دیے آگ برسنے لگی
ساحر پر شعلہ گرا وہ جل گیا مگر بحرین نے بازار مین آواز میثاق کی سُنی جھپٹ کر
اُس وقت پہونچی کہ دیکھا میثاق گھرا ہوا ہی مگر سحر کر رہا ہی جب گولہ مار دیا چار چار
بینون کو بر ماکر نکل گیا بحرین نے آتے ہی سوفار کو للکارا ایک دو ہتھڑ زمین پر
دریا جوش مار کر پیدا ہوا وہ ہی نازنین کشتی نشین اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی ظاہر ہوئی

گلے مین پڑی ہی تیغہ بکبر قتاب ہاتھ مین دور سے دیکھا کہ ہمارا رفیق و شفیق مجمع ساحران
گھرا ہی نعرہ کرکے آپڑے آتے ہی سب کے دل ہلادیے سوفار نے گھبراکر کہا ای موسیقار
مقام تعجب ہی کہ بادشاہ آگئے اور تم لوگون نے کوشش نہ کی موسیقار نے کہا کہ ان لوگ
مین عہد ہی ایک کی مصیبت مین ایک شریک ہوتا ہی یہ خبر پاگئے کہ میثاق و بہار گھر رہے
ہین اب کل سردار آکر بلوہ کرین گے مین توکل کی لڑائی دیکھ چکی دوپہر تلوار چلی مین نے
شمار کیا قریب لاکھ آدمیون کے یہانکے مارے گئے اور مسلمان صرف چند زخمی ہوے
چند نے اپنی جان بھی دی مگر ایک نے دس کو قتل کیا سوفار نے کہا کہ اب بہتر یہی
ہی کہ طبل امان بجوادو اور تدبیر کرونگا جس طرح بنے گا گرفتار کرلونگا یہان شاہزادی
مین بحرین ایک طرف سے آتی تھی کہ ایک افسر نے پکار کر آواز دی ای جان جہان و
آرام دل مشتاقان ذرا ادھر دیکھو ہم تمہارے نہایت مشتاق ہین بحرین کو نہایت ناگوار
معلوم ہوا پیچھے ہٹ کر جواب دیا کہ او مردود کیا بیہودہ بکتا ہی اُس افسر نے چاہا کہ
ہاتھ تھام لون بحرین نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ صحرا سے دریا پیدا ہوا جوش کا
ہوا قریب لشکر کفار آیا اُس افسر نے چاہا کہ بھاگون کہ ایک کشتی پیدا ہوئی اُس پر
ایک نازنین ستار ہاتھ مین لیے یہ اشعار عاشقانہ گارہی تھی وہ کشتی سے اُتر کر

وہ ناز سے جو فلک کی طرف نگاہ کرین ✤ فرشتے تھام کے دل اپنا آہ آہ کرین
کیا ہی ضعف نے اسدرجہ بے حس و حرکت ✤ وہ مجکو دیکھین تو میت کا اشتباہ کرین
چھپاتے پھرتے ہین اسواسطے تجھے ای دل ✤ کہ ہمسے چھین کے تجکو نہ وہ تباہ کرین
بُھلائین عشق زلیخا کا خلق کو قصہ ✤ ملے جو غیرت یوسف کوئی تو چاہ کرین
بتون کو عشق جنون مین جو لائین جانب کوہ ✤ تو سنگسار ہین اُٹھ کے سنگ راہ کرین
کیا فراق نے تیرے یہ ناتوان ہم کو ✤ جو چند گام چلین بھی تو آہ آہ کرین
عجیب ناز سے اُسنے لگائین تلوارین ✤ دہان زخم سے ہم کیون نہ واہ واہ کرین
ہوے ہین بسمل تیغ نگاہ خوب ہوا ✤ جو منکرین بھی وہ تو آنکھونکو ہم گواہ کرین
قسم خدا کی سمایا ہی وہ حسین دلمین ✤ جو حور بھی ہو تو نہ اُسکی طرف نگاہ کرین

...ن کو جانے نہ دینا خواجہ عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی مارے اور میثاق سے یہی اشارہ
...ہی کہ نکل چلو چہار جانب سے ساحرون نے بلوہ کیا یہ دونون چاہتے ہین کہ ہم نکل جاوین
...ب ساحرون سے نہ الجھین مگر ساحر پیچھا نہین چھوڑتے ہر طرف سے بلوہ کر کے آتے ہین
...گر خفیف ہو کر پلٹتے ہین میثاق کے سحر سے آگ برس رہی ہی بہار کے سحر سے پھول برس
...رہے ہین مگر وہ پھول گر کر تلوارین بن جاتے ہین جسپر پھول گرا اُسکے دو ٹکڑے ہوے
...دریاے خون بہ رہا ہی مگر سوفار نے پکار کر آواز دی کہ او نامردو تم سب سے دو کس
نہین رو کے جاتے یہ کیسی بدنامی ہوگی سامنے قدرت کے پرسش ہوگی مین وزیر خداو...
...ہون خلاف نہ کہونگا جو گذرا ہی وہ ہی کہدونگا کہ ساحرون نے بہت رد کا مگر وہ ساحر
...کامل ہین ان کے روکے سے نہ رُکے لڑتے بھڑتے نکل گئے ان کلمات پر جو ساحرون کو غیرت
...تی ہی تو جھپٹتے ہین خواجہ حقہ ہاے آتشبازی مار دیتے ہین جسنے حقۂ آتشبازی کی آگ کو
...دیکھا سحر کر کے روکنے لگا مگر وہ آتش اصلی جسپر گری اُسکو جلا دیا سیکڑون جل کر گرے
...خواجہ اس طرح لڑتے ہوے ساتھ ساتھ میثاق و بہار کے باہر نکلے جادوگرون
...نے چاہا کہ ان سب کو روک لین جیسے ہی بلوہ کر کے چلے بہار اعجاز بیان نے پھر گلدستہ
...پھینکا ابکی خنجر برسنے لگے جسپر خنجر گرا اُسکے دو ٹکڑے ہوے جب کئی ہزار ساحر مر کر گرے
...ساحر ہٹے الامان الامان کرتے ہوے سامنے موسیقار کے آئے کہا ای ملکۂ عالم ان
...ایسے ساحرون کو آپ روکیے ہمارے روکے سے نہ رُکین گے موسیقار نے کہا کہ صاحبو
...کیا کہتے ہو مین اُس ساعت کو دیکھتی ہون کہ کیا حماقت ہوئی کہ مسلمانون پر لشکرکشی
...کے آئی کیا کیا رنج اُٹھائے ای وزیر اعظم سوفار جادو سحر کر کے روکو شاید تمھارے
...ر سے رُکین مگر بہت دشوار ہی سوفار نے کمان کاندھے سے اُتاری تیر جوڑ کر قصد کیا
...مارون سامنے سے گرد اُڑی اور نعرۂ بادشاہ کی آواز آئی کہ باشید ای کافران بے حیا
...ی نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم ظل اللہ مالک اورنگ
...طانی سلیمان سریر گردون مسیر شہنشاہ باتوقیر نعرۂ شاہ کی صدا سُن کر سوفار بہت گھبرایا
...ہتا تھا کسی گوشے مین چھپون اور یہ بھی دور سے دیکھا کہ لوح طلسم نوخیز جمشیدی کی

میثاق آیا چپکے سے کہا سنبھل کر بیٹھو مین تمھین رہا کرتا ہون میثاق ہنس پڑا بہار نے جو
کہ ای میثاق یہ وقت ہنسی کا ہی میثاق نے اشارہ کیا کہ اطمینان سے رہو یہ
عمرو ہین ہماری رہائی کو آئے ہین سوفار نے پکار کر کہا کہ بڑے میان تم کاہیکو نہ کر
قتل کریگا عمرو نے جلاد کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا خنجر چمکاتے ہوے چلے اور کہتے جاتے
کہ ای سوفار جادو مین گنہگار بندہ ہون شاید اس کام سے مقبول بارگاہ ہو
قدرت کے قہر سے نجات پاؤن یہی چاہتا ہون کہ آٹھ پہر عبادت کرون پوجا پاٹ کیا
کہ قدرت قبول کرین سب ساحرون نے کہا کہ ای وزیر اعظم بڈھے کا بھی کہنا کرو
کو قتل کرنے دو بڑے میان خنجر چمکا کر قریب میثاق کے پہونچے اور نعرہ کیا کہ او
مین تیرے قتل کو آیا ہون اب مین سمجھا کہ زمین پر اسلیے بھیجا گیا تھا کہ یہ سعادت
مین تھی مسلمان کا قتل کرنا ثواب عظیم ہی اگر مجکو ایکی مرتبہ بالاے آسمان بلائین
خطا نہ کرون ہمیشہ وہین رہون خدائی کو دیکھ لیا کرون اور کسی بات کا انکی طرف
نہ کرون یہ کہتے ہوے قریب میثاق کے پہونچے خنجر چمکا کر وار کیا خنجر تو خالی گیا
کی زبان سے سوزن لی بہار نے کہا کہ خواجہ مین بھی محروم نہ رہون میثاق نے
نکلتے ہی ایک ہکہ مارا قید کو توڑ کر پھینک دیا اور نعرہ کیا کہ او مکار دیکھون اب
روکتا ہی لڑ بھڑ کر نکل جاؤنگا خواجہ نے بڑھ کر بہار کی بھی زبان سے سوزن نکالی
نے قصد کیا تھا کہ سحر کرون بہار نے گلدستہ مار دیا پھول برسنے لگے ہواے سرد چلی
نے جو دیکھا کہ ہواے سرد چلی اور ساحر دیوانے ہونے لگے بعض غل مچاتے ہین بعض
ٹکراتے پھرتے ہین بعض جمال بہار دیکھ کر اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین اور پکارتے
کہ ای ملکہ بہار ہم گلچین گلشن جمال ہین ہمکو بڑے بڑے خیال ہین چاہتے ہین کہ قدم بوس
مثل پروانہ گرد پھرین بہار نے دوسرا گلدستہ مار دیا اب پھولون کے ساتھ آگ
برسنے لگی اور میثاق نے بھی سحر کیا دونون لڑتے ہوے باہر نکلے ہزارہا ساحر
لاشے پڑے ہین ہر ایک یہی چاہتا ہی کہ ان کو روکین مگر ان کو کون روک سکتا ہی
سے گذرے ستھراؤ کر دیا لاشون کے انبار ہین سوفار پکار پکار کر کہتا ہی کہ ہان

رح خواجہ نے تانین مارین کہ چند چوبدار دوڑے ہوے سامنے سوفار کے آئے
ت بستہ عرض کی آج حضور کے لشکر مین ایک گویا آیا ہی ہر چند کہ نحیف وضعیف ہی
یسا خوش آواز ہی کہ راہ چلنے والے بھی مبہوت ہوتے ہین طائران ہوائی بھی اشعا
ن کے روتے ہین سوفار نے حکم دیا کہ بلاؤ چوبدار نے آکر اُس گویتے سے کہا
ساتھ چوبدار کے چلا سامنے سوفار کے آیا سوفار نے پوچھا کہ بڑے میان صاحب
نام ہی اور کہانسے آتے ہو بڑے میان نے کہا کہ میرا نام اُستاد خورد برد ہی خدمت
دند سے آتا ہون مین آسمان پر تھا سامنے قدرت کے گایا کرتا تھا مگر ایسے قدرت
ار ہوے کہ مجکو آسمان سے گرا دیا کئی سو سال مین زمین پر پہونچا نحیف وضعیف
یا سوفار نے کہا کہ کیون اُستاد آسمان پر بڑے سامان ہونگے اُستاد نے
ب دیا کہ ای شہنشاہ ساحران ہماری بدنصیبی کہ قدرت سے جدا ہوے صاف صاف
ہ مین بھی جوان تھا اور قدرت کی زوجہ نہایت نوجوان حسین وجمیل تھی کہ آفتاب و
اب جو نکلتے ہین اُسکے تلوے سے مثال ہی جو سامان عمدہ ہین وہ قدرت نے آسمان
لے ہین پردہ دنیا مین غریب بن کر آتے ہین ہم لوگون کو وہ سامان نہین دکھاتے عمدہ
فرشتے حوران قدرت کہ جنکے مسکرانے سے بجلی چمکتی ہی میوے وہ عمدہ کہ جنکے دیکھے
دل قوت پاتا ہی وہ قدرت کے کھانے کو ملتے ہین جورو ایسی خوبصورت ہی لیکن اصل
لے کو ترستی ہی مجکو پردے سے جھانکا کرتی تھی ایک دن مین نے بھی دیکھ لیا اشارے
سلام کیا اشارون مین باتین ہونے لگین قدرت نے دیکھ لیا فوراً آسمان پر سے
ی پر گرا دیا اب مجکو افسوس آتا ہی اسی وجہ سے بازار مین بیٹھا تھا کہ شاید میرا گانا
ت پسند کرین مگر میری آواز وہان تک نہین پہونچتی خدائی انتظار کرتی ہونگی لیکن
ای شہنشاہ ساحران یہ کون شخص ہی جسکے سر پر جلاد کھڑا ہی سوفار نے کہا کہ یہ
خداوند ہی مگر مسلمان ہو گیا ہی مین نے اسکو گرفتار کیا ہی ابھی قتل کرتا ہون کہ
سلمانون کا کم ہو گویا چمک کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای شہنشاہ ساحران یہ تو تم نے
زنیق کا نام لیا کہ جنکو قدرت بُرا کہتے ہین مین اسکو قتل کرونگا یہ کہہ کر بڑھا چلا قریب

ان دو مین سے کوئی قتل ہو گیا تو بادشاہ بہت مکدر ہونگے ان دونون صاحبون پر شہر
کو بڑا ناز ہی اور حقیقت مین ایسے کامل و اکمل ساحر ہین کہ جو معرکہ پڑا انھین دونون نے رد ک
اگر یہ دخیل نہ ہوتے تو لڑائیان بگڑ جاتین اور میثاق کوہ گردان تو اپنا مثل نہین رکھتا حقیقت
مین کیا کیا کارہاے نمایان کیے یہ باتین دل سے کرتا ہوا فیروزہ جاتا ہی صحرا مین پہونچا
کہ دیکھا خواجہ عمرو آتے ہین فیروزہ کو بدحواس دیکھ کر ٹھہر گئے فرمایا کہ کیون فرزند خیر
ہی فیروزہ نے کہا کہ قبلہ و کعبہ غضب ہوا میثاق کوہ گردان و ملکہ بہار اعجاز بیان
سوفار کے سحر مین مبتلا ہو گئے اب اُسنے قتل کا سامان کیا ہی مین نے یہ خبر سُنی تھی کہ زیر
تیغ بیٹھے ہین عمرو نے کہا پھر کیون روتا ہی فیروزہ نے کہا کہ جناب قبلہ و کعبہ تصور تو کیجیے
کہ جو شخص ہر وقت معین و مددگار بادشاہ ہوا اور ساحر بھی زبردست ہو اُسپر یہ افتاد پڑے
کیونکر بیقرار نہ ہون عمرو نے کہا کہ تو کیون گھبراتا ہی خواہ بادشاہ سے اطلاع کر خواہ
نہ کر مین جاکر رہا کرتا ہون یہ کہکر خواجہ بھاگے رنگ و روغن عیاری کا لگاتے ہوے
صورت بدلتے ہوے لشکر موسیقار مین آے ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر نئے طور سے
بجانے لگے اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

تجھسا بھی یار دلبر بیگانہ خو نہ ہو ۔ اپنا کرے ہزار کوئی تجکو تو نہ ہو
تصویر تیری سامنے ہو اور تو نہ ہو ۔ پھر ہمسے کیون اشارون مین کچھ گفتگو نہ ہو
چشمک ہی قاتل دل پُر آرزو نہ ہو ۔ شاید تری نگاہ نے مارا ہو تو نہ ہو
جو بحث تھی کلیم سے ای یار طور پر ۔ عاشق سے وہ کنایے مین بھی گفتگو نہ ہو
کس درد کی دوا ہین مرے اشک بے اثر ۔ پانی ہی وہ گلاب نہین جس مین بو نہ ہو
فریاد عاشقان سے ہی اُنکی غضب مین جان ۔ کہتے ہین تنگ آ کے لبشر خوبرو نہ ہو
سچ ہی کہ بے طبیب سنبھلتا نہین مریض ۔ دل کو سنبھالے کون جو ای درد تو نہ ہو
گم ہی نگاہ شوق کسی کی تلاش مین ۔ آنکھین تو ڈھونڈھتی ہین ماہین جستجو نہ ہو
تم دل پکڑ لو مجھسے یہ دیکھا نہ جائیگا ۔ آئینہ سے دو چار مرے روبرو نہ ہو
ناصح سا دوست عشق بتان مین کہان جلا ۔ یعنی عدو بنانے سے بھی جو عدو نہ ہو

مکن کر رکھا ہی میرے قریب آؤ تو مین زبان مین تمھاری سوزن دون دونون نے بلا تکلف زبانین باہر نکال دین سوفار نے دونون کی زبان مین سوزن دی ہتھکڑیان بیڑیان اُنکو پہنا دین اور مُنھ پر دونون کے ہاتھ پھیرا اب دونون کو ہوش آیا بہار اعجاز بیان نے نگاہ حسرت سے طرف میثاق کوہ گردان کے دیکھا میثاق نے اشارہ کیا کہ اب تو بلا مین پھنس گئے دیکھین تقدیر کیا دکھائے مگر سوفار نے موسیقار سے کہا کہ ای ملکۂ عالم کیا صلاح ہی ان قیدیون کو روانہ کرون یا قتل کر ڈالون موسیقار نے کہا کہ انکا زندہ رہنا بہتر نہین ان کے قتل سے لشکر اسلام مین تہلکہ ہوگا یہ کہکر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد فوراً حاضر ہوا سوفار نے اشارہ کیا ان دونون کو قتل کرو جلاد نے دونون کو کھینچا مگر بہار …جو یہ رنگ دیکھا بیقرار ہو کر دعائین کرنے لگی کہ ای کریم و رحیم اس آفت سے بچالے نظم

…در دلِ ہر تیرہ باطن جلوۂ ایمان نمود + روشن از انوار دین ہر کلبۂ احزان نمود
…مدہ بخشش خدا با صاحب عصیان نمود — لطف فرمودہ تسلی کرد و اطمینان نمود
…ل را اندر شرافت پایۂ افلاک داد — ذرہ را ابر اوج خوبی مثل خور رخشان نمود
…کمال حکمت آن چارہ گر بیچارگان + درد عصیان را بمعجون کرم درمان نمود
…ر بہ پیدا از سجود بندگی و احسرتا + کار نادانی سراپا بندۂ نادان نمود
…رج از انسانیت شد در زمانہ آدمی — مثل حیوان وحشیانہ حرکت این انسان نمود
…انان را عطا فرمودہ حق تاب و توان — جسم بیجان را بہ فضل خود عنایت جان نمود
…دل آمد صوفیان صاف طینت را پسند — عمدہ مضمونی کہ ہندی درج این دیوان نمود

…ثاق کوہ گردان بھی نہایت متردد ہی دل مین کہتا ہی کہ ای میثاق یہ کیا ہوا مگر …وزہ بن عمرو فکر مین موسیقار کی نکلا ہی دربارگاہ پر جو آیا ہلڑ سُنا کہ بڑا شخص قتل ہوتا …فیروزہ نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان …قتل ہوا چاہتے ہین فیروزہ گھبرا گیا روتا ہوا بھاگا ادھر بادشاہ سے لوگون نے ذکر کیا تھا …میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان پھڑک رہے ہین اب وقت قتل قریب ہی …وزہ یہ خبر سُن کر بھاگا کہتا ہی کہ کیونکر راستہ طی کرون ای فیروزہ اگر خدانخواستہ

دخل نہ دو بلکہ تم بھی چلو دیکھنا کیسی خاطر کریگا لیکن یہان سوفار مسند پر بیٹھا موسیقا
سے کہہ رہا ہی کہ میان میثاق آتے ہونگے پھر بیٹھے بیٹھے اُچھل پڑا کہنے لگا کہ اور
دیکھیے بی بہار میثاق کو روک رہی ہین یہ ایسا سحر نہین ہی کہ کسی کے روکنے سے
مین اب اور تدبیر کرتا ہون یہ کہہ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک قفس نکالا کہ اُس مین چند طا
سُرخ رنگ بند تھے اُن کو کھولا کہا ای طائران جمشیدی جاؤ بہار اعجاز بہ
کو بھی لاؤ یہ طائر اُڑتے ہوے چلے یہان بہار میثاق کا ہاتھ نہین چھوڑتی سمجھ
ہی کہ ای میثاق مین تم کو نہ جانے دونگی کہ چند طائر آکر گرد سر بہار چرخ مارنے لگے
چرخ مار کر ہٹے بہار نے کہا کہ ای میثاق ہم ایکطرح تم کو جانے دیتے ہین کہ ہم
تمھارے ساتھ چلین گے میثاق نے کہا کہ میری آنکھون پر میرے سر پر دیکھنا
کیسی قدر کریگا ہم بے مطلب نہین جاتے ہین سب سے زیادہ یہ خیال ہی کہ وہ ہمار
ہی کبھی عہدے مین ہمارے اُس کے تکرار نہین ہوئی آج کسی تقریب سے آگئے ہین ہر جا
سب حال دیکھونگا بہار بھی ساتھ ہوئی میثاق و بہار وجد کرتے ہوے جا
تعریفین جمشید ثانی کی زبان پر جاری ہین ہر ایک مدہوش ہو رہا ہی اُدھر سوفار
سحر کر رہا ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی میثاق کوہ گردان و بہار اعجا
آپ کی ملاقات کو آتے ہین سوفار نے کہا کہ ای ملکہ موسیقار تاثیر اسکا نا
کہ جو کہا وہ ہی ہوا اس سحر کو کون روک سکتا ہی مین ابھی ان کو قتل کرونگا کچھ تو
کا زور گھٹے جنکی تم شکایت کرتی ہو وہ ہی لوگ آتے ہین آہنگرون کو حکم دو کہ ہتھ
بیڑیان موجود رکھین جب وہ دربار مین آوین فورًا اُن کو مسلسل و مطوق کرین
اُن کو بھی معلوم ہو کہ بغاوت کا یہ انجام ہوتا ہی آہنگر فورًا حاضر ہوے ہتھکڑیا
بیڑیان سامنے لاکر رکھ دین کہ میثاق و بہار آکر پہونچے سوفار سے صاحب
ہوئی سوفار نے کہا کہ ای برادر بجان برابر مین تمھاری ملاقات کا مشتاق تھا
میثاق کوہ گردان نے کہا کہ ای برادر جس وقت مین نے خبر سُنی اُسی وقت
برائے ملاقات حاضر ہوا سوفار نے کہا کہ مین نے زیور آہن تمھارے واسطے

بل بازگشت بجوادیا اگر طبل امان نہ بجتا تو آج ہی شکست فاش ہوتی ہمارے اہل لشکر کو
ھاگنے کی تلاش ہوتی مگر اب کیسا مقام افسوس ہی کہ مین خداوند سے وعدہ کر کے آئی ہون
در یہان کوئی تدبیر نہین بنتی دل چاہتا ہی کہ خدمت خداوند مین جا کر حاضر ہون اور
ذر کرون کہ یا خداوندا درکسی ساحر کو میری مدد کو روانہ فرمائیے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے
رد اڑی سب نے دیکھا کہ کئی ہزار علم ہاے زنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوے کئی لاکھ
ج کے نشان آگے آگے ایک ساحر نہایت صاحب شوکت وحشمت پشت مرکب پر سوار کئی
ی افسر گھیرے ہوے آیا اُس ساحر نے جو دور سے لشکر موسیقار دیکھا فوج کو روکتا ہوا
ھوڑے سے اُترا موسیقار خود دوڑی آکر سلام کیا کہا ای وزیر اعظم کیونکر آنیکا اتفاق
وا اُسنے کہا کہ قدرت کو معلوم ہوا کہ تمسے لڑائی پڑی تم سحر میثاق سے عاجز ہو مین مجکو
لم ہوا کہ ای سوفار بلند آواز اپنے کو جلد پہونچا و موسیقار کی مدد کرو ای ملکۂ عالم
کچھ میثاق کا خوف نہ کرو مین گرفتاری میثاق کی تدبیر کر کے آیا ہون یہ کہکر ساتھ
وسیقار کے بارگاہ مین آیا آتے ہی جھولی سے ایک کبوتر نکالا اُس کو ہاتھ پر بٹھا کر
غصہ کہا کہ ای طائر رازدار میثاق کو جا کر لا یہ سُن کر وہ کبوتر اُڑا یہان میثاق
دشاہ کو بارگاہ مین پہونچا کر باہر نکلا ہی انتظام لشکر کر رہا ہی کہ وہ کبوتر اُڑتا ہوا آیا
در سر میثاق چہرخ مارنے لگا میثاق یا تو انتظام لشکر کر رہا تھا یا ساتھ والون سے
ہا کہ صاحبو مین تو جاتا ہون میرے بھائی صاحب آئے ہین کہین گے کیا باعث ہوا کہ
یثاق میری ملاقات کو نہ آیا افسردن نے کہا بھی کہ لشکر دشمن مین تنہا جانا بہتر نہین ایسا
لہ باعث خرابی ہو میثاق نے سب کو جھڑکا کہا صاحبو دوست کی ملاقات کو دوست
تا ہی وہ تو اتنی دور سے آیا اور مین نہ جاؤن ضرور شکایت کریگا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے
بہار اعجاز بیان آئی افسردن نے بہار سے ذکر کیا کہ میثاق براے ملاقات
وفار بلند آواز جاتے ہین بہار نے کہا اُن کی عقل کے خلاف ہی یہ کہتی ہوئی
یب میثاق کے آئی ہاتھ میثاق کا تھام لیا کہا ای ساحر جلیل کہان جاتے ہو دیکھو
سراسر خلاف ہی وہ بہ بدی پیش آئیگا میثاق نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تم اس مقدمہ مین

گلے سے ہنسکے لپٹ جائیے خدا کے لیے
تمھین بتاؤ کہ تم نے اگر نہین توڑا +
تمھارے کہنے سے اب ہم نہ جائین یار کے گھر
لیا ہی سوتے مین بوسہ خطا ہوئی ہمسے
قضا نے جان چھڑائی غم جدائی سے
گناہ گار اگر ہین تو تجکو کیا زاہد
رہا خیال ہمین ہجر یار کا جو ہزبر +

معاف کیجیے جو کچھ قصور ہمسے ہوا +
تو کیا یہ شیشۂ دل چور چور ہمسے ہوا
یہ امر حضرت ناصح ضرور ہمسے ہوا +
گناہ گار ہین بے شک قصور ہمسے ہوا
الٰہی شکر کہ یہ روگ دور ہمسے ہوا +
ہوا تو جرم خدا اے غفور ہمسے ہوا
تو وصل مین بھی یہ صدمہ نہ دور ہمسے ہوا

کئی ہزار ساحر یہ صدائین سُن کر دیوانہ وار وحشی مثال غل مچانے لگے جھولیان سحر کی [illegible]
ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ منم سردار حسینان اور ایک طرف سے ملکہ یاسمن وگلہ [illegible]
کا نعرہ ہوا ان سب نے مل کر جو سحر کیے لشکر پراگندہ ہونے لگا مگر موسیقار سب طرف
جاتی ہی سب کا سحر مٹاتی ہی اپنا رنگ جماتی ہی مگر میثاق کوہ گردان کا جو ساحر
موسیقار نے سحر کیا کہ میثاق پر آگ برسنے لگی میثاق ایسے سحرون کو کب مانتا [illegible]
ہلا دیا کہ ابر آیا پانی برسا شعلۂ آتش بجھ گئے موسیقار بہت گھبرائی کہتی تھی کہ میثاق [illegible]
رنگ نہین جمتا قدرت نے بڑا ہی غضب کیا کہ ایسے ساحر کو روانہ کیا اور وہ آکر شریک [illegible]
ہو گیا اب وہ یہی چاہتا ہی کہ جس طرح بنے طلسم کو فتح کراؤن کیسا جانبازی سے لڑ رہا ہی
ماید ولت کے سحر کو مٹا دیا پھر کسکا سحر تاثیر کریگا رفقا نے کہا کہ اے ملکۂ عالم اگر منا[illegible]
تو طبل بازگشت بجوا دیجیے اب مسلمانون کا تانتا بندھ گیا تھوڑی دیر مین کل لشکر بھی [illegible]
افسرون کا بار نہین رکتا لشکر کو کون روک سکیگا موسیقار نے حکم دیا طبل بازگشت [illegible]
اُسی وقت طبل بازگشت پر چوب پڑی بادشاہ سردارون کو ساتھ لیکر پلٹے موسیقار
اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی سرداروں سے کہتی تھی کہ دیکھو صاحبو مین جو خاموش ہو رہی
تو یہی مدعا تھا جانتی تھی کہ جب بادشاہ آدین گے تو اُن کے سردار بھی پہونچین گے ملکہ [illegible]
کے سحرون نے ہزارہا ساحر مٹائے سردار حسینان کس زور و شور سے لڑتی ہی کہ [illegible]
سحر کرتی ہی جو ساحرہ ہی وہ بے مثل و بے نظیر ہی لشکر آتا تھا مین خبر پا چکی تھی جب تو [illegible]

سر دِرگہ سالار کا اُڑ گیا موسیقار دربار مین مثیھی ہی کہ دیکھا ایک سر ڈھلکتا ہوا آتا ہی
ہتی تھی کہ پوچھے یہ سر کسکا ہی کسنے اِسکو مارا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا سب نے دیکھا کہ آفتاب
عالمتاب شہریاری وکوکب شہجہت افروز جہانداری نامی دنا مدار شاہزادہ سعد شہریار
در بارگاہ کے آئے پہلے آکر جلاد کو مارا فیروزہ پر لوح کا عکس ڈالا فیروزہ کی قید کٹکر
ی فرمایا ای موسیقار مین اپنے عیار کو لیے جاتا ہون تیرے دربار مین کوئی ایسا ہی
مجکو روک لے کسی نے جواب نہ دیا سعد شہریار فیروزہ کو ساتھ لیکر باہر نکلے ساحرون
کہا کہ ای ملکۂ عالم شاہ اکیلے جاتے ہین لوحین بھی پہنے ہین اگر حکم ہو تو گرفتار کر لین
سیقار نے کچھ جواب نہ دیا مگر بیرون بارگاہ قرنا ہو گئی وسط لشکر مین پہونچے تھے
ساحرون نے آکر گھیرا سب نے مل کر بلوہ کیا اور کہا کہ آپ تو جاتے ہین قیدی ہماری
ب کا نہ لیجائیے ورنہ آپ کو قتل کرین گے بادشاہ نے بلوہ فوج کا دیکھ کر تلوار کھینچی نعرہ
کے لڑنے لگے نعرۂ بادشاہ اسلام سے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان
رس وجم + ہژبر دمان شیر دل نوجوان + نہالِ گلستان صاحبقران + عین گرمی جنگ
چہار طرف سے ساحر گھیرے ہوے ہین مگر بادشاہ افسردن کو قتل کر رہے ہین جس غول
اکر گرے اُسکو تہ و بالا کر دیا موسیقار نے خبر سُنی کہ بادشاہ کو فوج نے گھیر لیا اور
وزہ بنِ عمرو حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہی ساحرون کو جلا رہا ہی موسیقار باہر نکلی
ا کہ حقیقت مین اہل فوج نے بادشاہ کو گھیر لیا ہی تلوار چل رہی ہی مگر برق شمشیر بادشاہ
ن حیات ساحران کو جلائے دیتی ہی یہ دیکھ کر موسیقار نے آواز دی کہ ہان یارو انکو
ر جانب سے گھیر لو اور لوحین اُتار لو اگر یہ دستیاب ہو ئین تو جنگ کا خاتمہ ہی فوج بلوہ کر کے
ہی کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا کہ منم میثاق کوہ گردان اور ایک طرف سے نعرہ ہوا
م بہار اعجاز بیان ملکہ بہار نے آتے ہی گلدستہ مارا کہ ہوا سے سرد چلی غنچے
ب کر گل ہونے لگے عندلیبان خوشنوا نے بجوش الحانی یہ اشعار گائے نظم

تو کس لیے ای رشک حور ہمسے ہوا		ہماری کیا ہی خطا کیا حضور ہمسے ہوا
ہمنے پی ہی شرابِ محبت ای ساقی		کہ جوش عشق کا جس سے ظہور ہمسے ہوا

جو اپنی بارگاہ مین آئی سرداروں سے کہہ رہی ہو کہ مجکو فیروزہ لے گیا تھا مگر مین رہ
نکل آئی حقیقت مین بڑا دھوکا کھایا کہ اُس نگوڑے فیروزہ کو نہ لائی یہ ذکر تھا کہ فیروزہ
آکر پہونچا موسیقار نے جو فیروزہ کو آتے ہوے دیکھا سرداروں سے کہا کہ دیکھو مکر
پھر آتا ہو سرداروں نے کہا کہ دیکھیے کیا کہتا ہو اسکو گرفتار کر کے قتل کیجیے بادشاہ کا
مکر دور ہو جائیگا موسیقار نے سر جھکا لیا کہ فیروزہ نے آکر سلام کیا موسیقار نے
کہ کیون مہتر صاحب لشکر شاہ مین گئے تھے کیا گذری بادشاہ کو کیون نہ لائے فیروزہ
کہا کہ مین آپ کو اس واسطے لے گیا تھا کہ بادشاہ آپ کو دیکھ کر خوش ہونگے اُسی حال
مین اُنکو گرفتار کر لونگا مگر آپ نکل آئین موسیقار نے کہا کہ ای فیروزہ مکاری کی تقریر
نہ کرو اب تمھارا ہم کو اعتبار نہین رہا فیروزہ نے کہا کہ مین دن کو جاتا ہون بادشاہ عجم
کو گرفتار کر کے لاؤنگا موسیقار نے کہا جاؤ فیروزہ نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن موسیقار
نے ساحرون کو اشارہ کیا ساحرون نے فیروزہ کو گرفتار کر لیا کشان کشان سامنے
موسیقار کے لائے موسیقار نے حکم دیا کہ جلاد کو بُلاؤ ایک جلاد قوم کا زنگی خنجر حمائل
آیا موسیقار نے اشارہ کیا کہ ارے اسکا سر کاٹ لے خبردار ہمسے نہ پوچھنا جلاد نے
گردن پر کوئلے کا خط دیا آوازین لگانے لگا مگر ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے
خبرین لیکر بھاگے یہان میثاق گھبرا گھبرا کر بادشاہ سے کہہ رہا ہو کہ ای شہریار ہم پند
فیروزہ گیا ہو مگر اب بات نہ بنے گی موسیقار ایسی ساحرہ نہین ہو کہ ان کے فقرے مین
آجائے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شہریار کی عمر اور
دشمن کو سوز و گداز ہو عیار حضور کا گرفتار ہوا موسیقار نے حکم قتل دیا ہو بادشاہ یہ خبر
سُنتے ہی بیقرار ہو گئے فرمایا ہمارا مرکب تیار کرو مین برائے رہائی فیروزہ جاؤنگا
شاہزادیان بھی آمادہ ہوئین میثاق بھی اُٹھا بادشاہ نے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ
آئے مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوے لشکر موسیقار مین پہونچے جس طرف سے گذرتے
اور جس ساحر پر نگاہ ڈالتے ہین وہ سر جھکا لیتا ہو بادشاہ سارے لشکر مین ہوتے ہوے
در بارگاہ موسیقار پر پہونچے درگہ سار نے روکا بادشاہ کب رُکتے ہین ایک تمانچہ ماردیا

وزہ نے اسطرح کے اشعار گائے کہ ساحرہ بہت راضی ہوئی کہا ای فیروزہ حقیقت
قدرت ایسی مہربانیان فرماتے ہین جب اُن کو معلوم ہوا کہ تم گرفتاری شاہ کی فکر مین
ال کر دیا اب تمھارا کون سامنا کرسکتا ہی فیروزہ نے کہا کہ یہ تو بتایئے کہ میثاق نے مجکو
ان لیا اور میری گرفتاری کو چلا مین بھاگ کر نکل آیا اب رات کو باہر نکلا کرونگا موسیقار
ہا کہ ای فیروزہ اب تم بارگاہ سے باہر نہ نکلو ایسا نہو کہ میثاق تم کو گرفتار کر کے
ے فیروزہ نے کہا کہ اب مین رات کو یہین رہونگا موسیقار سمجھی کہ یہ ہمارے سحر
ہی جو کہیگا وہی کریگا اپنی بارگاہ مین ایک صحنچی بتادی فیروزہ وہین چھپ کر بیٹھا مگر
یقار سے کہدیا کہ مین رات کو طرف لشکر بادشاہ کے جاؤنگا موسیقار تو مطمئن ہی
ہمارے سحر مین مبتلا ہی مگر فیروزہ اُسی صحنچی مین سویا جب دو پہر رات گذری تو اسکی
کھلی اُٹھ کر دیکھا کہ موسیقار سو رہی ہی قریب پلنگ کے آیا بیہوشی نکال کر کنچے مین رکھی
نچہ برابر دماغ کے لگا دیا موسیقار سوتی تھی بیہوشی دماغ مین پہونچی چھینک مار کر فوراً
ش ہوئی فیروزہ نے جلدی مین پشتارہ باندھ لیا زبان مین سوزن دینا بھولا
نچہ چاک کرکے بھاگا لیکن راہ مین پشتارہ بھاری ہونے لگا اب تو فیروزہ گھبرایا اور
مقام پر پشتارہ رکھدیا موسیقار جو ہوشیار ہوئی پشتارے سے نکل گئی فیروزہ
ارہ اُٹھا کر چلا اب گرانی نہین معلوم ہوتی صبح ہوتے ہوتے بارگاہ شاہی مین پہونچا
اق نے پوچھا کہ ای فیروزہ کیسے لائے فیروزہ نے خوش ہو کر کہا کہ موسیقار جادو
یا ہون میثاق نے اُنگلیون پر شمار کر کے کہا کہ ای فیروزہ تمنے بڑا دھوکا کھایا وہ
ارے سے نکل گئی تمنے کسی مقام پر پشتارہ رکھدیا تھا فیروزہ نے کہا کہ پشتارہ بھاری
لگا تھا تو مین نے ایک مقام پر رکھدیا تھا میثاق نے کہا ای فیروزہ بڑی عیاری
ری خالی گئی حقیقت مین تمنے بڑی عیاری کی تھی اُسکو تسخیر کیا مگر بڑی ساحرہ ہی فیروزہ
ہا اُسکے باپ کو لاؤنگا مین پھر جاتا ہون میثاق نے کہا اب نجاؤ اب وہ سمجھ گئی کہ
بر اُتر گیا مگر تعجب کرتا ہون جب وہ پشتارے سے نکلی تو تمھین کیون نہ لے گئی فیروزہ نے
قبال شاہی ہی مگر مین اب جاتا ہون بات بنا لونگا یہ کہہ کر فیروزہ پھر چلا موسیقار

مقام تردد ہی فیروزہ کچھ گھبرایا ہوا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ کچھ تدبیر کرو میثاق کوہ گرد
نے بہار اعجاز بیان کو اشارہ کیا بہار نے فیروزہ کو بُلا کر اپنے پاس بٹھایا سحر کر کے ایک گُل
گجرے سے نکالا وہ پھول ہاتھ مین فیروزہ کے دیا فیروزہ نے بیٹھتے ہی میثاق سے باتین
شروع کین اور پھول کو سونگھا چھینک آئی چھینک آتے ہی سحر موسیقار کا اُتر گیا فیروزہ
گر کر بیہوش ہو گیا میثاق نے فیروزہ کو سنبھالا اور ہوشیار کر دیا حال پوچھا فیروزہ نے
مین سحر مین موسیقار کے تھا براے گرفتاری بادشاہ جمجاہ آیا تھا تمنے مجکو ہوشیار
ورنہ مین بادشاہ کو لیجاتا میثاق نے کہا کہ ای شہریار حضور نے سُنا موسیقار کیا کیا فطرتین
کر رہی ہی خدا حضور کو اُسکے ہاتھ سے بچائے فیروزہ نے کہا کہ مین جاتا ہون خبر تو اُس
سُنا دون شاید کوئی دام پڑ جائے یہ کہکر فیروزہ بھاگا مگر گھبرایا ہوا بدحواس دربار
موسیقار کے آیا قریب آکر کھڑا ہوا موسیقار نے پوچھا کہ ای مہتر والا گہر کہو کیا گذری فیروزہ
نے کہا کہ مین گیا تھا ارادہ ہوا کہ بادشاہ کو گرفتار کر کے لاؤن مگر میثاق نے للکارا
بھاگ آیا ای ملکۂ عالم ایک نیا معرکہ گذرا مین بھاگا ہوا آتا تھا راہ مین قدرت سے ملاقات
ہوئی مجھسے فرمایا کہ کچھ گاؤ مین جو گایا تو قدرت مجھسے بہت خوش ہوے گلے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا
ہمنے تمکو کمال علم موسیقی دیا جسکے سامنے گائیگا وہ مبہوت ہو جائیگا بس امتحان تو میرا
ہر چند کہ موسیقار کچھ بولی نہین مگر فیروزہ بن عمرو یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

اُس قفس مین مجھے صیاد نے محبوس کیا ✤ جسنے پر توڑ کے اُڑنے ہی سے مایوس کیا
ای فلک ایک سا تھا بخت مرا طالع غیر ✤ دی سعادت اُسے تو نے اِسے منحوس کیا
گرم رفتار ہوے تم جو چمن مین جا کر ✤ کبک کو داغ دیے اتنے کہ طاؤس کیا
فائدہ تو اگر ای آہ بنی شعلۂ شمع ✤ چرخ کو بے اثری نے تری فانوس کیا
آخر کار محبت مین گریبان پھاڑا ✤ تنگ تو نے بہت ای پردۂ ناموس کیا
ضبط نے مجکو تری طرح بنایا ظالم ✤ نالے دیتے ہین دُہائی ہمین محبوس کیا
کچھ تو آخر تپش دل نے دکھائی تاثیر ✤ مہربان غیر ہوے یار کو مانوس کیا
عشق نے اُسکی خبر لانے کو فرقت مین جلال ✤ دلِ مہجور کی فریاد کو جاسوس کیا

قتل کا اُن کو اختیار ہی کہ چوبدار نے آکر عرض کی دروازے پر ایک جادوگر حاضر ہی نامۂ
خداوند لایا ہی امیدوار باریابی ہی موسیقار گھبراگئی سوچی کہ یہ کیا معرکہ ہی ابھی مین پلنگ
اُئی ہون اور ابھی نامہ دار آگیا چوبدار سے کہا نامہ دار کو بُلالو فیروزہ سامنے آیا جُھک کر
سلام کیا موسیقار نے پوچھا کہ کیون نامہ دار صاحب کیا فکر ہی نامہ دار نے نامہ نکال کر
یا موسیقار نے پڑھا اُس مین مرقوم تھا کہ ای موسیقار مقام افسوس ہی تم برائے گرفتاری
ناہ گئی تھین مگر میثاق نے تمھارا رنگ مٹایا لہذا یہ ساحر آتا ہی کہ سحر تمکو تعلیم کریگا وہ
سحر کرکے جاؤگی تو بادشاہ کو گرفتار کرلوگی موسیقار نے کہا کہ ای نامہ دار وہ سحر کونسا ہی
مہ دار نے دست بستہ عرض کی کہ حضور مین نام سحر کا تو نہین جانتا کہ اُس سحر کا کیا نام ہی مگر
یک انگیٹھی مین آگ سلگایئے مین لوبان ڈالون آتش پری آگ سے پیدا ہوگی وہ تعلیم
ریگی مجھسے تو یہ فرمادیا ہی کہ تم ہمارا نام لیکر یہ لوبان ایک انگیٹھی مین سامنے موسیقار
کے ڈال دینا موسیقار نے ہنس کر کہا کہ ایسا تو کوئی سحر نہین ہی نامہ دار نے کہا کہ مین
ابھی انگیٹھی لاتا ہون آتش پری نکل کر سب کیفیت ظاہر کریگی یہ کہکر فیروزہ باہر آیا
رتو موسیقار کے دیکھ چکا ہی باہر نکلکر بھاگا سوچتا ہوا جاتا ہی کہ اس وقت مکر نہ چلیگا ایسا
ہو مجھپر سحر کردے کہ مین دیوانہ ہوجاؤن جب فیروزہ نکل گیا تو موسیقار نے کہا کہ دیکھو
و نامہ دار کہان گیا بڑی دیر ہوئی نہین آیا ساحرون نے بیان کیا وہ یہ کہتا تھا کہ
ہ عالم بہت ہوشیار رہین اور کسی رنگ مین پھنسین گی موسیقار اُٹھی پھر لشکر شاہ کیطرف
ا فیروزہ درۂ کوہ مین کھڑا تھا موسیقار نے جو دیکھا پُکار کر آواز دی کہ میان ساحر صاحب
ا ادھر آؤ مین ایک بات پوچھونگی فیروزہ سمجھا کہ اسنے مجکو نہین پہچانا قریب موسیقار آیا کہا
ہور فرمایئے کیا پوچھیے گا موسیقار نے اسم سحر دم کرکے طرف فیروزہ کے چھو کردیا
روزہ ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا کہا جو فرمایئے وہ بجالاؤن موسیقار نے کہا کہ تم
ر بادشاہ کو پکڑ لاؤ جو عہدہ طلب کروگے وہ ملیگا قدرت راضی ہونگے فیروزہ اُسی
ں مین سر جُھکائے ہوے خاموش طرف لشکر اسلام کے چلا بادشاہ بارگاہ مین تھے فیروزہ
برایا ہوا آیا میثاق نے جو دیکھا کہ فیروزہ گھبرایا ہوا ہی بادشاہ سے عرض کی کہ حضور

فیروزہ کہانسے آتے ہو موسیقار نے گھبراکر کہاکہ مین بازار کے انتظام مین تھا بادشاہ
کو تردد ہوا کہ آج فیروزہ کو کیا ہو گیا کہ میثاق کوہ گردان آیا بادشاہ نے میثاق سے
کہاکہ ای میثاق ذرا خیال کر کے دیکھو تو فیروزہ گھبرایا ہوا ہی میثاق نے بلاکر پوچھا
کہ ای فیروزہ بازار مین کون کون دوکاندار ہین فیروزہ نقلی نے گھبراکر کہاکہ مین بازار
مین نہین گیا بس میثاق نے خیال کر کے اُنگلیون پر شمار کیا سمجھ گیا کہ یہ موسیقار ہی پکار
آواز دی کہ ای مکارہ سامنے سے ہٹ جا مکر کرنے آئی ہی یہ کہ کر سحر کیا موسیقار نے سحر
کو دفع کر دیا اور پیچھے ہٹی میثاق نے تعاقب کیا تھوڑی دور پر جاکر موسیقار نے خنجر
کمر سے نکالا اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا وہ خنجر چمک کر میثاق پر گرا شانہ زخمی ہوا
چرخ کھاکر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا موسیقار نے چاہا کہ میثاق کو اُٹھالون بادشاہ
نے بڑھ کر نعرہ کیا کہ او لکاتا خبردار میثاق کو نہ اُٹھانا اور لوح چمکائی لوح کی چمک
سے موسیقار بھاگی بادشاہ نے قریب میثاق آکر لوح کا عکس ڈالا تب میثاق
نے عرض کی کہ ای شہریار طریقے سے معلوم ہوا کہ موسیقار آپ کی فکر مین ہی لہذا اب
حضور کے ساتھ رہونگا میثاق کو ساتھ لیکر بادشاہ پھرتے ہوئے اُس مقام پر
کہ جہان فیروزہ بیہوش پڑا ہوا تھا مبتلائے سحر موسیقار تھا میثاق نے اسکو
ہوشیار کیا فیروزہ سے حال پوچھا فیروزہ نے تمام کیفیت بیان کی اور کہاکہ ای
میثاق تم تامل کرو اگر بنتا ہی تو مین جاکر موسیقار کو لاتا ہون یہ کہ کر رنگ وروغن
عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بن کر تیار ہوا طرف لشکر موسیقار کے چلا موسیقار
گھبرائی ہوئی بارگاہ مین آئی سردارون نے پوچھا ملکۂ عالم کہانسے آتی ہو اسنے گھبراکر
کہاکہ بادشاہ کو لینے گئی تھی مگر وہان بڑا انتظام ہی میثاق کوہ گردان وزیر اعظم
خداوند ہر وقت شاہ کی حفاظت مین رہتا ہی علم نجوم مین کامل ہی مین نے ابھی بادشاہ کو
لیا ہوتا مگر میثاق نے آکر بچا لیا سب سردار کہ رہے ہین حضور بڑے بڑے ساحر
کیا کیا انتظام کیے مگر کچھ نہ ہو سکا موسیقار نے کہا تم لوگ دیکھنا اس تکلف سے بادشاہ
کو لاؤن کہ تم سب حیران ہو جاؤ اور قیدی کو اُسی وقت بخدمت خداوند روانہ کرا

ب اقلیم نے جام پیا تو جھومنے لگا ادہر طرف موسیقار کے متوجہ ہوا کہا اے مقبول بارگاہ
مداوند کس طور سے مقابلہ ہو گا سحر کی لڑائی منظور ہی یا پہلوانی کی لڑائی ہو گی موسیقار
نے کہا آپ سب صاحب خاموش رہین مین سمجھ لونگی کیا اس لڑائی کی کچھ حقیقت سمجھتی ہون آپ
لوگ بیٹھ کر عیش کرین دیکھا جائیگا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی اور فکر مین چلی یہان بادشاہ جمجاہ
مد موسیقار دیکھ کر رُک گئے داخل بارگاہ ہوئے سب سردار جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ یہ
ساحرہ بڑی زبردست ہی بہار اعجاز بیان نے کہا کہ انشاء اللہ اسکو دیوانہ کر کے
رہین گے دو گھڑی دن چڑھا ہی دربار جمع ہی کہ ورگہ سالار نے آکر فرد سُرخ خدمت شاہ
مین حاضر کی بادشاہ نے ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ یارو مین تم سب کا خدمتگزار ہون آج شب کو
مین طلایہ دونگا میثاق و بہار نے عرض کی کہ یہ خدمت ہم لوگون کے سپرد ہو بادشاہ
نے فرمایا یارو تم سب میرے معین و مددگار ہو مگر یہ کام آج میرے واسطے ہی یہ فرما کر
فیروزہ کو حکم دیا کہ ای برادر انتظام کرو آج شب کو طلایہ ہم دینگے فیروزہ بن عمرو
نے عرض کی غلام سب انتظام کر آیا شام کو بادشاہ سوار ہوئے بازار دن مین آکے
بابجا انتظام کیا جیسے ہی بازار دن سے نکلے ملاحظہ کیا کہ سامنے لشکر کفار اُترا ہی
ادھر اپنے لشکر مین موسیقار کھڑی ہوئی انتظام کر رہی ہی کہ ہرکاروں سے کہا مجکو بادشاہ
کی خبر پہونچاؤ کہ وہ کیا کر رہے ہین یہ سُن کر ہرکارے بھاگے یہان بادشاہ کنارے
ادھر اپنے لشکر کے کھڑے لشکر دشمن کو دیکھ رہے ہین کہ لشکر دشمن مثل مور و ملخ اُترا ہوا
ہی اور افسران لشکر ٹہل رہے ہین ہرکاروں نے جاکر موسیقار سے خبر کی کہ بادشاہ
بسر طلایہ ہین موسیقار نے لشکر سے علیحدگی کی خدمت مین شاہ کی چلی مگر میثاق
عاشق جمال شہریار ہی ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہی کہ بادشاہ کو آفت سے بچاؤن
اور دشمن کو اُنکے قریب نہ آنے دون بارگاہ سے نکلا تلاش مین بادشاہ کی چلا یہان
فیروزہ بن عمرو بازار دن مین پھرتا ہوا آتا تھا کہ موسیقار نے لوگون سے پوچھا کہ یہ
شاطر کون ہی کسی نے کہدیا کہ یہ شاطر بادشاہ ہی فیروزہ بن عمرو نام ہی موسیقار نے
فیروزہ کو بیہوش کیا اور اُسی کی شکل بن کر چلی قریب بادشاہ آئی بادشاہ نے پوچھا کہ ای

مین موسیقار کی مصروف ہو موسیقار کو قدرت نے نائب اپنا قرار دیا ہی جو اُس
سے گردن تابی کریگا وہ مغضوب درگاہ خداوندی ہوگا یہ فرمان موسیقار کو دیا موسیقار
وہ فرمان لیکر جھولی مین رکھا پھر تخت پر سوار ہوئی نوبت و نقارے بجاتی ہوئی چلی سعد
نے صلاح کی ہی کہ ای میثاق والا تبار ہم تو برائے فتاحی مرحلہ جات جاتے ہین لشکر
ہوشیار رہنا میثاق نے کہا کہ حضور مطمئن رہین اب ساحر پڑی دری آدین گے کیا عجب
کہ لشکر کو تباہ کرین بادشاہ نے فرمایا مجبوری ہی اگر مرحلہ جات نہ فتح ہوینگے تو فتح طلسم
رہیگی بادشاہ آمادہ ہوے اور لوح کو بھی ملاحظہ فرمایا لوح مین بھی حکم نکلا کہ ای فتاح
ای سیارہ این عجائبات جب خدا فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو تو مناسب یہ ہی
تمام اپنے کو مرحلہ جات پر پہونچاؤ جب تک مرحلے فتح نہ ہونگے فتاحی طلسم ناقص رہیگی
ضمن مین جمشید سے بھی مقابلہ پڑیگا شب بھر جلسہ آراستہ رہا تمام سرداران نامی جانے
بادشاہ کے مکدر ہو رہے ہین اور شہزادیان بے صبر و پریشان ہین کہ کل بادشاہ مرحلہ
پر تشریف لیجاوین گے ہم لوگون کو کس طرح قرار آئیگا بادشاہ نے بھی محبت فرمایا
اپنے کو جلد پہونچاؤنگا مجکو بھی آپ لوگون کی جدائی شاق ہی جو مرحلہ فتح ہوگیا
لوگون کو خبر دونگا رات بھر یہی انتظام رہا صبح کو بادشاہ نے سلاح جسم پر آراستہ
تیغۂ سکندری ہاتھ مین لیا سپر پشت پر قرولی کمر سے لگی ہوئی خنجر زیب ناف
سے بادشاہ تیار ہو کر جب چلے سب شاہزادیان ہمراہ ہوئین لیکن باموے پریشان
آئینۂ رخسار پر غبار ہر ایک نالان و اشکبار ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہمارے بادشاہ
برائے فتاحی مرحلہ جات جاتے ہین خدا بخیر و خوبی ہم سب کو پھر اُنسے ملائے بادشاہ
رخصت ہوے منظور ہوا سوار ہون کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی
کہ ملکہ موسیقار جادو تخت پر سوار با لشکر گران آکر پہونچی بادشاہ نے اسپر کہا
کیا کہ مین جاؤن پھر صحرا سے گرد اُڑی اقلیم کو مکن نامے پہلوان گینڈے پر سوار
پر فوج جرار جیسے ہی اقلیم آکر پہونچا اور لشکر موسیقار سے ملحق ہوا موسیقار
بشوکت تمام اپنی بارگاہ مین لائی مقام صدر پر جگہ دی جام شراب لبریز کرکے

دین گے موسیقار نے ہنس کر کہا کیا تاب وطاقت ہی کہ ایک قدم بھی وہانسے بڑھا سکین
ح چھین لونگی طلسم کشا کو گرفتار کر کے روانہ کرونگی قدرت سے کہنا مطمئن رہین مین
ب اُنھین کے مقابلے کو جاتی ہون بادشاہ کو گرفتار کر کے لاتی ہون مگر ای نامہ دار
اب تو مین نے تجکو زبانی دیدیا اور طرف بادشاہ کے جاتی ہون جاکر جنگ اُن سے
ز کرون رنگ شعبدہ دکھاؤن مگر تم آنکھین بند کر لو اور نام خداوند زبان پر لو پھر
نکھین کھولو گے تو اپنے کو راہ پر پاؤ گے اگر خداوند میری خواہش کرین تو مین دربار مین
نگی جو کچھ انتظام منظور ہی وہ عرض کرونگی نامہ دار نے آنکھین بند کر لین بعد تھوڑی دیر
جو آنکھین کھولین اپنے کو برسر راہ پایا حیران تھا کہ یہان مجکو کون پہونچا گیا غرضکہ
ہفت رنگ مین بخدمت جمشید ثانی آیا تمام احوال موسیقار بیان کیا جمشید نے
ر کہی ان صاحبو تمنے سُنا جسدن موسیقار جائیگی لشکر مسلمانان مین تباہی پڑجائیگی
کہلا بھیجا ہی کہ جاکر قیامت برپا کردونگی اور لوح کو میرے پاس کیون نہ بھیجا مین اس
لت سے رکھتی کہ ہوا بھی نہ جاسکتی پھر جمشید نے کہا ایسے ایسے جادوگر میری عملداری
بہت ہین ایسے ساحرون کو روانہ کرون کہ دم لینا مشکل کر دین قدم نہ اُٹھا سکین
طلسمی چھین لیوین گے طلسم کشا کو شکست دین گے اسطرح کے سحر کرین گے کہ زمین ہلجا
ساحرون کا کوئی ہمسر نہین ہی یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی علم ہاے زنگاری کے
رے کھلے ہوے نشان لشکر دیکھ کر جمشید نے کہا لو ملکہ موسیقار آتی ہین آمد موسیقا
ر سب ساحرون کو واسطے استقبال کے بھیجا ساحر گئے اور موسیقار کو سامنے لیکر
جمشید نے پوچھا ای موسیقار تم نے حال سُنا کہ لوح طلسم کشا کو مل گئی موسیقار نے
ہ پروا نہین مین لوح حاصل کر لونگی جمشید سے کہا کہ یا خداوند آپ مطمئن رہیے اور
ہفت رنگ مین بیٹھ کر عیش فرمایئے مین سب مقدمات سمجھ لونگی ایک فرمان مجھ کو
ت ہو کہ مین جسکو طلب کرون وہ میری مدد کو آئے ہین اُن سب کو لڑوا دونگی جمشید نے
رمان لکھوا کر موسیقار کو دیا کہ مضمون اُسکا یہ تھا کہ کل ساحران مرحلہ جات وحاکمان
لومناسب یہ ہی کہ موسیقار جسکو بلاے وہ فوراً براے انتظام آئے اور خدمتگزاری

نہ کچھ لیکے آئے نہ کچھ لیچلے
مری نذر کا کھانا دیکھو وہان
کیا مان نے آخر یہی انتظام
کیا موت نے آکے خالی مکان
کئی روز تک مان پھری دردناک
دکھائے یہ رنج و الم فوت نے
نہ کچھ زور آخر کو اُن کا چلا
نہ شوکت نہ دولت وہ ہمراہ تھی
نہ آرام پایا کسی نے یہان
پلا مجکو صہبائے الفت کا جام

فقط عدل و انصاف ہی دے چلے
کہ جس گھر مین آئی نہو موت بھی
نہ نکلا وصیت سے آخر وہ کام
بزرگان ذیہوش جتنے کہ تھے
اُڑاتی تھی سر پر مصیبت مین خاک
سلیمان ذیجاہ والاحشم +
عدم کو گئے غم مین ہو مبتلا
کیے موت نے گھر کے گھر بے نشان
ہوے لیکے حسرت یکایک روان
سُناؤن تجھے داستانِ جلیل

کہا مان سے ای مادر مہربان
ہوا ہو نہ کوئی وہان نو ر...
یہ کہتے تھے رو رو کے اہلِ جہان
ہمین چھوڑکر یاں سے راہی ہوے
یہ انجام آخر کیا موت نے
کیے اُن پہ خالق نے کیا کیا کرم
چھٹی سلطنت اور تاج ...
ہی دنیاے دون عبرتِ مومنان
تو ای ساقیِ بے خبر لا لہ ...
جو ہو نشۂ می بھی میرا کفیل

چہرہ رہروان منازل جرأت وطی کنندگان مراحل ہمت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر کرتے ہین
شعر مصنف مرصع نگاران جادو رقم + یہ لکھتے ہین احوال با رنج و غم + کہ جمشید نے جس نامہ دار کو بھیجا تھا
وہ نامہ دار راہ کو طی کرتا ہوا چلا ایک صحراے ویران مین پہونچا دشت ویران مین خاک اُڑ رہی
تھی بونڈلے جو گرد کے بلند ہوے تو نامہ دار گھبرایا حیران تھا کہ اس صحرا سے کیونکر گذر ہوگا
اسی حیرانی مین کھڑا تھا کہ گوشۂ صحرا سے گرد اُٹھی ایک تختِ یاقوتِ احمر نہایت آراستہ پیراستہ ہو
تین چار لاکھ ساحر پشت پر نوبت و نقارے بجتے ہوے جو ساحرہ کہ تخت پر سوار ہی تاج
مرصع سر پر رکھے ہوے تخت پر سوار روپیہ لُٹاتی ہوئی قریب سے اس نامہ دار کے گذری
نامہ دار نے پُکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم غلام حیران و پریشان ہی ایک نشان مجکو بتا دو
تو بڑا احسان ہی کہ ملکہ موسیقار جادو کا کون سا قصر ہی کہان تشریف رکھتی ہین مین ...
خداوند ہون اُس ساحرہ نے سواری روکی کہا ای نامہ دار موسیقار میرا ہی نام ہی مَین ...
براے سیر نکلی تھی بڑی بات ہوئی کہ تم سے ملگئی ورنہ مہینون اس دشت مین حیران ...
اور مجکو نہ پاتے یہ اتفاق کی بات ہی کہ بیٹھے بیٹھے میرا دل گھبرایا براے سیر نکل آئی نامہ دار
نے کہا کہ ای ملکہ موسیقار بڑا غضب ہوگیا کہ طلسم کشا نے لوح پائی اب وہ مرحلہ ...

بھارم آپ لے لیجیے اور باقی ان غازیون کا حق ہی کہ جو راہ خدا مین جہاد کرتے ہین خوجہ
جواب دیا کہ بیٹا کیا تمھاری بچے پنے کی باتین ہین بھلا کبھی ایسے مال کو مین زنبیل مین رکھتا ہون
مین نے مہاجنون کو دے دیا بسوائے اس کام کے اور کسی کام کے لائق وہ روپیہ نہ تھا
ل شخصیکہ مال حرام بود بجاے حرام رفت + اور وہ خزانہ تمھارے لائق نہ تھا بادشاہ
جھکا کر بارگاہ مین گئے خواجہ بھی ساتھ آئے میثاق وغیرہ آکر بیٹھے صلاحین ہونے لگین
ب حضور براے فتح مرحلہ جات جاوین مگر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی بارگاہ مین بیٹھا
ی سرافسر گرد جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ عنبر بار سے مقابلہ ہی سلطان سوار بھی براے
لیا ہی کہ چند سردار بھاگے ہوے آئے کلاہین دے مارین عرض کی کہ یا خداوند عنبر بار
بڑی کد و کوشش کی مگر کچھ زور نہ چلا عمرو عیار نے بادشاہ کو قصر سیاہ مین پہونچا دیا
بار نے مجبور ہو کر جان دی سب شاہزادیان رونے لگین جمشید نے کہا کہ صاحبو
ن گھبرا رہی ہو مین تقدیر کر چکا ہون کہ طلسم نہ فتح ہوگا اُن ساحرون کو روانہ کرون کہ
طلسمی چھین لاوین اور بادشاہ کو گرفتار کرین یہ کہکر حکم دیا کہ ایک نامہ لکھو موسیقار جادو کو
ہ جا کر بادشاہ سے مقابلہ کرے نامہ دار تیار ہوا نامہ لکھا گیا نامے کو لیکر نامہ دار چلا
ر سے بادشاہ کا یہ ارادہ ہی کہ مین مرحلہ جات پر جاؤن کہ لوح طلسمی حاصل ہو چکی

...ئہ داستان حسرت بیان بادشاہ جمجاہ کا جانا براے فتح مرحلہ جات و حال تباہی
...ر از دست موسیقار جادو و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

...فیا جام جم سے وہ حل
...ثر یہ دنیا ہی خواب و خیال
...ثر کا احوال ظاہر ہوا
...شہ اُٹھاتا ہی بصد کر و فر
...بت جاتا ہون مین شہر سے
...بلے دون ہی خیال اور خواب

کہ غائب کا احوال ظاہر ہو کل
شہنشاہ اسکندر نامور
مآل زمانہ سے ماہر ہوا
کفن سے مرے ہاتھ ظاہر رہین
کہ مین لیچلا حسرتین دہر سے
تہی دست آئے تہی ہاتھ ہی

کسی کے تو آ کام فرخندہ حال
رہا گردش چرخ سے بے خبر
دیا حکم بر وقت عزم سفر
عقیل و فہیم اس سے ماہر رہین
یہ دیکھین خردمند والا جناب
فقط حسرت دہر ہی ساتھ ہی

میثاق ذرا باہر چلو جیسے ہی میثاق باہر آیا خواجہ نے کہا کہ دیکھو صحرا سے گرد اُڑی ہے
کوئی ساحر برائے مدد کفار آتا ہی میثاق نے پلٹ کر دیکھا حقیقت مین گرد عظیم بلند
ہی ایک ساحر تخت پر سوار بارہ چودہ ہزار ساحر پشت پر اسی جانب آتا ہی میثاق نے
ہرکارون کو اشارہ کیا کہ خبر تو لو اس ساحر کا کیا نام ہی ہرکارے گئے بعد تھوڑی دیر
خبر لیکر آئے عرض کی کہ اس ساحر کا نام سلطان تخت سوار ہی برائے مدد عنبر
مگر اُسکو بھی خبر مل گئی کہ عنبر بار واصل جہنم ہوئی میثاق تو اس کام مین مصروف
عرصے مین خواجہ نے سب خزانہ جال مار کر نذر زنبیل کیا اور خزانے سے نکل آئے میثاق
ساحر دریافت کر کے پلٹا ارادہ ہوا کہ خزانے کا انتظام کر دن خزانے مین آکر دیکھا
کی قسم سے ایک حبہ نہین ہی بیقرار ہو کر دوڑا خواجہ کا دامن پکڑا کہا ای شہنشاہ
خدمت خزانہ مجکو سپرد ہوئی تھی مین شہریار کو کیا جواب دونگا خواجہ نے کہا کہ ای میثاق
حقیقت مین تم بڑے جانباز و سرفروش ہو تمنے بڑے اہتمام کیے تمھاری ذات سے
فتح ہوئی میثاق نے کہا کہ خواجہ جواب دو خزانہ کیا ہوا عمرو نے کہا کہ مین نہین جانتا
جاکر جو تلاش کیا تو کوئی روپیہ خزانے مین نہ تھا خمہائے خسروی مین کوڑیان بھری تھین
پھنکوا دیا ہرچند میثاق نے خواجہ پر زور ڈالا مگر خواجہ کب قبول کرتے ہین آخر جھلا کر میثاق
نے کہا وہ خمین تو دیجیے عمرو نے کہا کہ اُن کو زنبیل مین رکھ لیا اب اُنکا نکالنا
ہی جب کوئی خزانہ ممکن ہو گا تو ظروف بھی ممکن کیے جاوین گے کہ بادشاہ تشریف لائے
کیا تکرار ہی میثاق نے تمام کیفیت عرض کی بادشاہ نے فرمایا چھوٹے دادا جان
خزانہ نہین چھوڑتے عمرو نے کہا مین قرضدار تھا مہاجن کے آدمی ساتھ تھے اُنھون نے
تقاضا کیا مین نے دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ زیادہ مجھے نہ ستاوینگے قرضے مین سب
دے دیا صرف چھ ماہ کا سود پہونچا ہی اور مین اقرار کرتا ہون کہ آئندہ جو دستیاب ہو
میرے حصے مین سے مجرا کر کے باقی ماندہ مجکو مرحمت کر دیجیے گا مجھے کچھ عذر نہ ہوگا
نے ہنس کر جواب دیا بجا اب اسقدر آپ کا حصہ ہو گا کہ اسوقت کی بھی رقم مجرا ہو
آپ کو مل جائے بس چھوٹے دادا جان زیادہ باتین نہ بنائیے خزانہ نکالیے زیادہ بہرین

بادشاہ نے لوح حاصل کرلی لیکن بادشاہ جو باہر نکلے گھمسان کی جنگ ہونے لگی
بار کے کان مین آواز آئی کہ ای عنبر بار اپنی جان بچاؤ عنبر بار نے جو یہ آواز سُنی
سرون سے اشارہ کیا کہ متفرق ہو جاؤ افسرون نے جو اشارۂ عنبر بار پایا آپسمین
ح کر کے منتشر ہونے لگے کوئی طرف جزیرے کے بھاگا کوئی طرف صحرا کے چلا عنبر بار
یکھا کہ افسر تو سب بھاگ گئے اب مطمئن ہوئی چاہا نکل جاؤن اپنے تئین زمین پر
یا پر پرواز پیدا کر کے اُڑی چاہا بلند ہو کر نکل جاؤن میثاق نے آواز دی کہ ای
ریار عنبر بار جاتی ہی ہر چند کہ اب کوئی آپ کا کچھ کر نہین سکتا لیکن اگر نکل گئی تو
دبڑھیگا اور حضور کو تکلیف ہوگی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتار کر
سے تیر کو مس کیا اور اسم حاشیہ دم کر کے تیر مارا تیر نے خطا نہ کی سینۂ پر کینۂ عنبر با
ا کہ توڑ کر پشت کو پار گذر گیا لاشۂ عنبر بار گرا آندھی سیاہ چلی سنگباری و برفباری
نے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عنبر بار جادو بود خواجہ نے
زیرے کو خالی دیکھا ڈھونڈھتے ہوے خزانے پر پہونچے خزانے پر کئی ہزار ساحرون
راہی عمرو نے چوبدار کی صورت بن کر اُن کو حکم پہونچایا کہ ملکہ عنبر بار تو خدمت
وند مین گئین تم کو حکم دیا ہی کہ اپنی جان بچا کر نکل جاؤ صحرا مین جاکر ٹھہرو خداوند
رف سے مدد آئیگی خواہ پہلوان خواہ ساحر اُنھین کے ساتھ تم بھی آنا سب یہ سُن کر
صحرا کے بھاگے عمرو نے اندر آکے دیکھا کہ توڑے چنے ہوے ہین صندوقچے جواہر
برابر برابر رکھے ہین خمہاے خسروی سونے چاندی کے جابجا رکھے ہین ہر ایک خم پر
لکھا ہی کہ این مال بادشاہ اسلام است عمرو نے چاہا کہ جال ماردن بادشاہ طرف
اہ نے جاتے تھے کہ میثاق نے خبر دی کہ حضور یہ سامنے خزانہ ہی بادشاہ جو اندر
ے دیکھا خواجہ کھڑے ہین اور جال مارا چاہتے ہین کہا کیون خواجہ یہ روپیہ سب
رسے ہی حصے کا ہی یہ جو سپاہی لڑے ان کو بھی کچھ ملیگا یا نہ ملیگا بادشاہ جمجاہ نے
اق کوہ گردان کو اُس مقام پر مقرر کیا کہ دسوان حصہ خواجہ کو دینا اور باقی
ل خزانۂ شاہی کردو بادشاہ تو یہ کہ کر چلے گئے خواجہ نے میثاق کو دم دیا کہ ای

کہ لوح کو لیلون پتلہ ہاتھ سے ہٹا دیتا ہی عنبر بار نے نکل کر ایک چیخ ماری کہ ای اہل فوج
جلد آؤ بادشاہ سے لوح کا سامنا ہی اب نہ آؤ گے تو کب آؤ گے تین لاکھ ساحر دوڑ پڑے
آکر قصر کو گھیر لیا عنبر بار بھی سحر کر رہی ہی بادشاہ اسلام قریب تخت کھڑے ہین ہر مرتبہ ہا
بڑھاتے ہین مگر لوح پر ہاتھ نہین پڑتا کہ پہلوے قصر سے ایک دیو لحیم و شحیم چوبدست
آہنی کو چرخ دیتا ہوا ظاہر ہوا اور آواز دی کہ ای سعد شہر یار منم کیوس آدمخو
عمرو نے پکار کر کہا کہ ای شہر یار اپنے کو بچائیے یہ دیو بڑا زبردست معلوم ہوتا ہی اُس
دیو نے قریب آکر چوبدست لگائی بادشاہ نے کلہ چوبدست تھام لیا کشاکش ہونے لگی
بادشاہ چاہتے ہین چوبدست چھین لون مگر وہ دیو چوبدست نہین چھوڑتا جب بادشاہ
طرف دیو کے متوجہ ہوے سنگی پتلے نے چاہا کہ مین نکل جاؤن خواجہ اُسکی ٹانگ
پکڑے ہوے ہین کہ بادشاہ نے اُس چوبدست کو چھین لیا دیو نے چنگل مارا بادشاہ
کلائی تھام کر ایک گھونسہ مارا کہ دیو کا سر پھٹ گیا مرنے سے دیو کے پتلہ مضمحل ہوا
بادشاہ دیو کو مار کر طرف پتلے کے متوجہ ہوے پھر ہاتھ مارا پتلے نے پکار کر کہا ای
عنبر بار لوح جاتی ہی میرے ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین عنبر بار نے بہت سے سحر
کیے کئی شیر قریب بادشاہ کے آئے اور ہاتھ سے بادشاہ کے مارے گئے عنبر بار
یہی چاہتی ہی کہ لوح کو بچاؤن مگر لوح نہین بچ سکتی بادشاہ نے سحر دفع کر کے
ہاتھ مارا ابکی مرتبہ ہاتھ تختی پر پڑا ایک آواز آئی کہ ای عنبر بار غضب ہوا لوح با
کو مل گئی اب کیون کد و کوشش کرتی ہو یہ آواز سُنکر عنبر بار خاموش ہو رہی
بیرون قصر تلوار چل رہی ہی لشکر نے قصد کیا تھا کہ قصر مین جا کر بادشاہ پر بلا
میثاق کوہ گردان نے آکر لشکر کو روکا مگر بادشاہ لوح گلے مین ڈالکر بیرو
چلے خواجہ عمرو بھی حقۂ آتشبازی مارتے ہوے نکلے عنبر بار نے دیکھا کہ بادشا
لوح پہنے ہوے نکلے نکلتے ہی مصروف جنگ ہوے مگر عنبر بار ملول و حزین دیکھ
کہتی ہی غضب ہوا لوح سعد کو مل گئی ساتھ والون سے کہتی ہی مین نے کیا کیا
مگر کچھ نہ بن پڑا اسار بان زادے نے وہ تدبیر کی کہ بادشاہ کو قصر سیاہ مین بھوا

چلو چل کر دیکھین سنگی پتلے پر کیا گذری اُس مکان کا آکر دروازہ کھولا اسقدر اندھیرا تھا کہ
کچھ معلوم نہ ہوتا تھا شگوفہ نے گھبراکر کہا کہ داری یہان تو کچھ سوجھتا نہین عنبر بار نے کہا کہ
یہ قصر سیاہ ہی دیکھو مین ابھی روشنی کرتی ہون یہ کہکر عنبر بار نے ہاتھ ہلایا شعلے چمکنے لگے
خواجہ نے دیکھا کہ ایک تخت بچھا ہی اُسپر وہ پتلہ بیٹھا ہی سب بدن مثل برق کے چمک رہا
ہی عنبر بار نے کہا کہ ای تصویر قدرت کیون ملول و حزین ہو پتلے نے کہا کہ ای عنبر بار آج
مجکو معلوم ہوتا ہی کہ میری قضا ہی عنبر بار نے کہا کیا مجال یہ وہ مقام ہی کہ یہان کوئی
نہین آسکتا پھر کون تجکو قتل کریگا پتلے کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا ای عنبر بار
ی غرور سے قدرت تباہ پھر رہے ہین دیکھو تمکو آگاہ کرتا ہون بادشاہ لشکر اسلام اسی
ر مین موجود ہین اب تو خواجہ گھبرائے فرمایا ای عنبر بار دیکھو تلاش کرلو سوائے میرے
ر آپ کے اس مقام پر کون آیا عنبر یار نے پھر چہار جانب دیکھا سوا ے شگوفہ کے
ر کوئی اُس مقام پر نہ تھا عنبر بار نے کہا کہ ای تصویر سامری یہان کوئی نہین ہی تم
طمینان رہو گھبراؤ نہین مین اور تدبیر کرتی ہون خواجہ سوچ رہے ہین کہ ای عمرو
مین کیا کرون کہا ای ملکۂ عالم دیکھیے جزیرے مین آگ لگ گئی عنبر بار نے تو رُخ
ت جزیرے کے کیا خواجہ نے اتنے عرصے مین سعد شہر یار کو زنبیل سے نکالا بادشاہ
اُسی سنگی پتلے کو پالا سے تخت زبرجدی دیکھا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ
شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + منم صف شکن شیر دل
ان + نہال گلستان صاحبقران + نعرۂ شاہ کی صدا سنکر پتلے نے قصد کیا کہ پھر
جاؤن خواجہ نے جھپٹ کر پائون پتلے کا تھام لیا پتلہ خاموش بیٹھا رہا کہ بادشاہ
ٹ کر پتلے پر ہاتھ مارا پتلے نے سر آگے کر دیا تلوار جو بادشاہ کی بڑی پتلے کو خوب
تا بہ جگرگاہ جب تلوار پہونچی تو سینے کے مقام پر دیکھا کہ ایک تختی لٹک رہی ہی اور
ل برق چمک رہی ہی خواجہ نے کہا کہ ای شہر یار لوح ہاتھ ڈال کر نکال لیجیے
اہ نے ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ لوح کو لون پتلے نے ہاتھ ہٹا دیا عنبر بار نے جو بیٹھا
۔ بادشاہ نے پتلے کو تا بہ سینہ قلم کیا اور لوح معلوم ہونے لگی بادشاہ قصد کرتے ہین

اور مسلمانون سے پھر لڑائی ٹہر گئی کہ یہ لوگ اندر جزیرے کے آگئے عنبر بار نے کہا کیا
ہی جو لوح پر نگاہ ڈال سکین شگوفۂ نقلی نے جواب دیا حضور آپ کا انتظام ایسا ہو
آپ کے انتظام مین کون دخل دے سکتا ہی عنبر بار نے شگوفۂ نقلی کا ہاتھ تھام
بارگاہ مین آئی جلسہ آراستہ کیا شگوفہ نے کہا واری اگر حکم ہو تو آج مین گاؤن
تشریف لائے تھے ارشاد فرما گئے ہین کہ علم موسیقی مین تجکو کمال دیا یہ سُنکر عنبر بار
کان کھڑے ہوے کہا ای شگوفہ مجھے تجھپر بدگمانی ہوتی ہی شگوفۂ نقلی نے کہا وا
سحر کیجیے جس طرح منظور ہو امتحان کر لیجیے جب قصر سیاہ مین لے چلیے یہ کہ کے
سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار گانے لگی نظم

خط سے جوبن پر عذار یار ہی ✤ واہ کیا آئینہ جوہر دار ہی ✤
مستعد جان بخشیون پر یار ہی ✤ گر یہ سچ ہی تو عجب پیکار ہی
آستین سے پوچھیگا کاہیکو اشک ✤ ابتو مُنھ پر زخم دامن دار ہی
ناز سے وہ گل جو ٹھکراتا نہین ✤ کیا ہمارا جسم لاغر خار ہی ✤
کیا کہون مین کیا ہی قاتل کی نگاہ ✤ تیر برچھی نیشتر تلوار ہی ✤
سچ تو ہی عشق بتان ہی کفر زا ✤ ہر رگِ تن رشتۂ زنار ہی
شکل نرگس مین ہمہ تن چشم ہون ✤ ہمہ مو کیا حسرت دیدار ہی
خط سبز اپنا دکھا زخمی ہون مین ✤ احتیاج مرہم زنگار ہی ✤
بھیڑ او یوسف خریدارونکی ہی ✤ تیرا کوچہ مصر کا بازار ہی ✤
دانت پر قاتل لگایا کیا اسے ✤ تیغ ابری ابر گوہر بار ہی ✤
جاکے سطوت کربلا مین موت آئے ✤ اب دعا خالق سے یہ ہر بار ہی

یہ اشعار گاکر عنبر بار کو خوب راضی کیا عنبر بار نے ہاتھ تھام کر قریب پہلو مین بٹھا
کہا ای شگوفہ اب قدرت تجکو اپنا معشوق بنائین گے اور تجھپر نگاہ مہر ہوئی اور
بھی تیرا اعلیٰ ہوگا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی کہا چلو لوح کا انتظام کرین شگوفہ
ساتھ لیکر عنبر بار اُٹھی بیرون بارگاہ آئی سامنے ایک قصر تھا کہا ای شگوفہ یہی قصر

داب نہ دیا زنگی کے ساتھ ہنستی ہوئی چلی گئی میثاق نے قریب بہار آکر کہا کہ ای
عالم تم سحر کرتی ہو اور کابھی تو سحر رو کو اگر اس زنگن کے ساتھ جاتین تو نہین معلوم وہ
بلا مین پھنساتی نگر حسان نے جو میثاق کو دیکھا کہ بہار سے باتین کر رہا ہی تلوار
کر دوڑا پکارتا ہوا کہ او دشمن لات ومنات میری محبوب سے باتین کر رہا ہی بہار
پکار کر کہا کہ او بیحیا کیا بکتا ہی مگر میثاق نے بہار کو منع کیا آپ حسان کا مقابلہ کیا
ان نے ہاتھ تلوار کا مارا میثاق پر تلوارین برسنے لگین میثاق پر کچھ تاثیر نہوئی مگر
اق نے ایک تلوار کو دیکھا کہ بڑے زور وشور سے چمکتی ہوئی طرف سر کے آتی ہی
اق نے اپنی انگلی تراش کر قطرۂ خون اُس تلوار پر پھینکا جیسے ہی قطرۂ خون میثاق
تلوار پر پڑا وہ تلوار چمکتی ہوئی طرف حسان کے چلی حسان نے بہت چاہا کہ اپنے
باؤن مگر نہ بچ سکا تلوار آکر سر پر پڑی ہر چند کہ حسان نے کئی سپرین حائل کین مگر
رنے گر کر سپرین کاٹین اور حسان کے دو ٹکڑے کیے حسان کے مرتے ہی عنبر بار
نی پلٹ کر دیکھا کہ نصف لشکر کا خاتمہ ہو چکا ہی سوچی کہ اب شکست فاش ہوگی جلدی
بل بازگشت بجوا دیا لشکر شکست خوردہ کو لیکر پلٹی سعد شہریار بفتح وفیروزی پلٹے
عد نے پکار کر کہا کہ ای عنبر بار بہتر اسی مین ہی کہ لوح طلسمی حوالے کر دو ورنہ ہم ضرور
ل کرینگے تمھین ضرر پہونچیگا عنبر بار نے جواب دیا کہ لوح طلسمی نہ ملیگی لوح ایسے
م پر ہی کہ جہان ہوا بھی نہین جا سکتی آپ نے ذیر مین یہ سمجھ کر بلوہ کیا تھا کہ پتلہ کلان
سم مین لوح ہی دیکھا وہ پتلہ کیسا غائب ہو گیا اب ایسے مقام پر ہی کہ سوا میرے
ی وہان نہین جا سکتا خواجہ نے میثاق کو اشارہ کیا کہ تم لشکر لیکر اترو مین
شاہ کو لیکر قصر سیاہ مین جاتا ہون میثاق نے اشارہ کیا کہ بہت خوب خواجہ
اسی وقت سعد شہریار کو بیہوش کیا اور زنبیل مین رکھ لیا ایک کنیز کی شکل بنکر
بار کے ساتھ ہوے کنیز بھی وہ کہ جو مقرب عنبر بار ہی جب خواجہ قریب عنبر بار
ئے تو عنبر بار نے کہا کہ ای شگوفہ مین قصر سیاہ مین جلونگی تو بھی ساتھ چلنا
وفہ نقلی نے عرض کی واری مین آپ کے ساتھ ہون چل کر لوح کا انتظام کیجیے

جو آواز آئی میثاق کوہ گردان بڑھا اور پکار کر آواز دی کہ ای حسان مابدولت
مقابلہ کر تب رنگ جنگ معلوم ہو حسان نے گولہ میثاق کو مارا میثاق نے گولا
دو دو سحر آپس مین چلے تھے کہ حسان تلوار کھینچ کر دوڑا دور سے بہار اعجاز بیان
دیکھا کہ حسان طرف میثاق کے جاتا ہی گلدستہ مار دیا جیسے ہی گلدستہ پھٹا ہو
سر دچلی طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے چند طائر اُڑتے ہوے قریب سر حسان آئے
چرخ مارنے لگے ایک طائر نے چیخ ماری کہ منقار سے اُسکی شعلہ ہاے آتش نکلے
خاک ہوا خاک اُسکی سر حسان پر گری حسان جُھوم گیا آنکھین سُرخ ہوئین
سے پوچھنے لگا کہ کیون ملکہ عالم جو حکم ہو وہ بجالاؤن مگر عنبر بار نے دور سے
ہمارا معین و مددگار مسحور بہ سحر بہار رہوا چاہتا ہی ایک گولہ اُٹھا کر مارا کہ آسمان
جا کر پھٹا اسقدر شعلہ ہاے آتش نکلے کہ یا تو پھول برس رہے تھے یا سب پھول
جب پھول جلے تو حسان کے ہوش درست ہوے طرف بہار اعجاز بیان
کہ سحر کرون انکا رنگ مٹاؤن اپنا رنگ جماؤن یہ سوچ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا
کے دانے نکالے پھینک مارے جیسے ہی وہ ماش کے دانے بلند ہوے
طائر اُڑ رہے ہین اُن طائرون نے گرد سر بہار آکر چرخ مارا بہار کے ہاتھ
جُھوٹا زمین پر گرتے ہی گلدستے سے ایک شعلہ نکلا کہ گلدستے کو جلا کر خاک کیا
جو اُڑی روے بہار پر پڑی چہرہ اُداس ہوا جتنا زیور گل گلے مین پہنے ہوے
سب مرجھا گیا جب بہار کا سب زیور بیکار ہوا تو عنبر بار نے سحر کیا صحرا
زنگن پیدا ہوئی اُسنے آکر بہار کو سلام کیا کہا ای ملکۂ عالم چلیے باغ پر بہار
طلب ہی بہار نے ارادہ کیا کہ مین ساتھ زنگن کے جاؤن میثاق نے جو
دیکھا گھبرا گیا اور بڑھ کر سحر کیا کہ صحرا سے ایک زنگی آیا اُسنے آکر زنگن کا ہاتھ
کہا بی بی چلو تمہاری نوکری کا حرج ہوتا ہی باغ مین مین اور تم مل کر پانی بھو
ہوا گرم چل رہی ہی درخت خشک ہوے جاتے ہین زنگن نے کہا چلیے جب وہ زنگن
زنگی کے چلی تو عنبر بار نے پکارا کہ بوا کس کام کو آئی تھین خالی پلٹ چلین اُ

ن شیر دل اور ای ساحران سامری پرست یہ دنیا مقام گذرگاہ ہی ایک دن سب کو مرنا ضرور ہی جم کر لڑو نظم

قیمان تہ سقف سپہر غدار — تا بکی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو — ہو خرابے مین اگر قصر فریدونکے گذار
مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا — جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
ت دن جہلین رہا کرتی تھین سردار وتمکین — عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
خ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام — ارغنون وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
اوان تو خزان کو نہ کسی موسم مین — کبھی گل منھدی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ — واہ ری تیری تنک ظرفی بہ این عز و وقار
پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس — آجکل وہ لب جو جغد کا ہی آئنہ دار ؛
سلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلونکے — مسکن فاختہ ہر قصر کا ہر نقش و نگار ؛
ن منڈلاتی ہین اُڑتے ہین بگولے ہر سمت — ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار
جانے دو باشندون کو وانکے دیکھو — تکیۂ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا مزار
لبریز تمنا و بلب مہر سکوت ؛ — نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
ہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی — کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

ن نے جو یہ اشعار پڑھے ساحرون کو حوصلۂ جنگ ہوا بڑھ بڑھ کر لڑنے لگے اور ھ کر سحر کیے مٹھے ماش کے دالون کے جو مارے غیر ساحر سحر مین ان کے پھنسے گھوڑے ی سے رُکے اُس حال مین ساحرون نے اُن کو قتل کیا لیکن بادشاہ جمجاہ نے جو ے دیکھا کہ ساحرون نے غیر ساحرون کو تسخیر کر کے گھوڑون سے سوارون کو اُتار لیا ہین کہ تلوارین مارین بادشاہ نے بڑھ کر لوح محفوظ کو گردش دی کہ سحر ساحرونکا و ایکا یک صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک ساحر گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار گینڈے کو اُڑائے ہوئے آتا ہی آتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم حسان تیز پرآن ہر بار نہ گھبرانا مین سب کو مٹائے دیتا ہون دیکھیے تو کس طرح جنگ کرتا ہون یہ

تو ہوے ہین مگر اُسی حواس سے لڑ رہے ہین عین گرمی جنگ ہی کہ اول سرمست دیوانہ کو
گرا اور جملہ سردار چار لاکھ فوج سے آکر پہونچے لیکن عنبر بار نے جو دیکھا کہ فوج شاہی کے
کل سردار جانباز و سرفروش کہ جنکو جرأت کا جوش ہی وہ مصروف جنگ ہوے مگر اپنے
نے لاکھون ساحر مارے جو بدستین اُسکے ہمراہی ہلا رہے ہین جب چیخ مارتے ہین ساحرن
دیوانون کی آواز سے گھبرا جاتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ یاردان دیوانون سے
خداوند لات و منات بچادین گر سرمست دیوانہ ایک طور سے جنگ کر رہا ہی
غول پر جا پڑا افسرون کو مارا فوجون کے پائون اُٹھا دیے ہر طرف یہی غلغلہ ہی
بی عنبر باران دیوانون کو روکو یہ کسی کے روکے نہین رُکتے جس فوج پر جا پڑے
اُسے تہ و بالا کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا عنبر بار جادو غل مچا رہی ہی اور سحر
کو روکتی ہی ہر مرتبہ جھولی سے پتلے سحر کے نکال کر اُڑاتی ہی اور پکار کر آواز دیتی ہی
کہ ارے جزیرون مین خبر کرو وہ پہلوان جو خداوند کے معتقد ہین اُن سے کہو فوجین
لیکر آوین اور جنگ کو روکین اب طرز جنگ بگڑا جاتا ہی اُن پتلون نے جاکر آسمان سے
آوازین دین کہ ای بندگان جمشید ثانی اگر جی چاہے تو آکر شریک جنگ ہو کہ جزیرہ
معرض زوال مین ہی اگر ایسے وقت مین شریک جنگ ہو تو لوح کو ہاتھ سے طلسم کشا کے
بچالو ہر چند کہ قدرت نے بڑی کد و کوشش کی لیکن وہ عیار مکار بادشاہ کو ساتھ لیکر
دیر خداوندی مین پہونچ گیا جنگ ہو رہی ہی سہراب اژدر گیر کہ دو لاکھ فوج کا مالک
ہی اپنے جزیرے مین بیٹھا ہی یہ آواز سُن کر باہر نکل آیا دیکھا کہ آسمان سے آواز آتی
اور پتلہ ہاے سحری غل مچاتے ہوے جاتے ہین سہراب اژدر گیر نے کل فوج کو تیار کیا
اور گینڈے پر سوار ہوا اور دھاوا کرتا ہوا چلا اُس وقت آکر پہونچا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی
ہی لشکر ساحران کے پیر اُٹھے جاتے ہین آتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا دوسرے جزیرے
کا مالک ضعیفان زال رستم زاد یہ آواز سُن کر مع فوج کے سوار ہوا آکر شریک
جنگ ہوا اب ساحرون نے جو دیکھا کہ یہ پہلوان ہماری مدد کو آئے تو جم کر لڑنے لگے
نقیبون نے جو دیکھا کہ فوجین ملی ہوئی ہین مغلوبہ ہو رہی ہی آوازین لگانے لگے کہ

ہجر مین جسکے ہوئی ہاے یہ حالت میری
دوستو کیا کہون تغییر ہی حالت میری
دم نکل جائیگا گھٹ گھٹ کے یقین ہی دلکو
مہندی ملنے کے بہانے کف افسوس ملے
وہ نزاکت کے سبب آنہین سکتے مرے پاس
غم فرقت مین ترقی و تنزل کے مزے
سنگدل جو کہ زمانے مین بہت ہی مشہور
ایک ساغر کے لیے سامنے تیرے ساقی
مجکو کیا ڈر ہی علی کا ہون غلام ای سطوت

جانتا ہی نہین افسوس وہ صورت میری
عشق گیسو مین پریشان ہی طبیعت میری
ہولناک آج ہی ایسی شب فرقت میری
یاد جب آگئی قاتل کو شہادت میری
مجکو اُٹھنے نہین دیتی ہی نقاہت میری
غم جو بڑھتا ہی گھٹی جاتی ہی طاقت میری
آگئی اُس بت کافر پہ طبیعت میری
ہاتھ پھیلاؤن نہین چاہتی ہمت میری
لبس کرینگے وہ مدد روز قیامت میری

ہزار ہا ساحران اشعار کو سُن کر سر ٹکراتے پھرتے ہین چاہتے ہین میدان جنگ سے نکلجائین مگر بادشاہ نے در دیر سے پلٹ کے دیکھا کہ وہ پتلہ سنگی غائب ہو گیا حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا جسکے پاس لوح تھی وہ غائب ہو گیا خواجہ بھی ایک گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہے ہین لیکن لشکر بادشاہ جہان فروکش ہی سب سردار بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ سرمست دیوانہ چوبدست ہلاتا ہوا اندر آیا کہا یارو تم کو کچھ خبر ہی کہ آقاے سُرخ کہان ہین تم سب کو کیونکر چین پڑا مین نے تو آج کئی روز سے کھانا نہین کھایا جلد خبر منگواؤ شاید کہین جنگ ہو تو اُن کی مدد کو چلو کہ سامنے سے زنگ کی آواز آئی چالاک و برق آکر پہونچے پُکار کر آواز دی کہ یارو بادشاہ مقام عنبر بار پر پہونچ گئے چھ سات لاکھ ساحر سے بادشاہ جنگ کر رہے ہین مگر میثاق کوہ گردان مع شاہزادیون کے پہونچ گیا ہی ان سب نے جنگ کو بہت روکا ہی لاکھون ساحر قتل کیے ہین یہ سُنتے ہی سرمست دیوانہ پلٹا اپنی فوج مین آکے آواز دی کہ ہان یارو تیار ہو آقا مقام عنبر بار پر پہونچ گئے مغلوب ہو رہی ہی ابھی ابھی برق و چالاک نے خبر پہونچائی دیوانون کو تیار کر کے سب کے آگے آگے سرمست چلا زنجیرین ہلاتا ہوا چوبدست کو گردش دیتا ہوا بارہ ہزار دیوانے پشت پر سب چیخین مارتے ہوے اور سردار بھی اپنی اپنی فوج لیکر چلے اُس وقت آکر پہونچے کہ بادشاہ زخمی

نکلتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ بادشاہ جمجاہ سے منم شاہ شاہان فریدون حشم ♦ بہار
گلستان کاؤس و جم ♦ ہژبر دمان صف شکن نوجوان ♦ نہال گلستان صاحبقران ♦
چارون جادوگر جو عمرو کو گرفتار کیے تھے اُن کو نکلتے ہی بادشاہ نے قتل کیا مگر عنبر
نعرۂ سعد کی جو آواز سنی پلٹ کے دیکھا کہ میری جانب لڑتے ہوے آتے ہین تڑپ کر
نکلی ایک آواز دی کہ یارو مین نے کہا تھا آج طلسم کشا آجائیگا عین دیر مین نعرہ ہوا
اب چہار جانب سے گھیر لو بادشاہ جمجاہ نے چاہا کہ اُس پتلے پر جا پڑون ساحرون نے
تو آکر بادشاہ کو گھیرا اور وہ پتلہ اپنے مقام سے اُٹھا جست کی اور غائب ہو گیا اب
جنگ کی تڑپی ہوئی ہی خواجہ عمرو حقۂ آتشبازی مار رہے ہین بادشاہ جمجاہ کی برق شمشیر
تڑپ رہی ہی کبھی لوح محفوظ کو جنبش دیتے ہین عنبر بار نے پکار کر آواز دی کہ یارو
ایک سردار اور ایک عیار ایسی جنگ کر رہے ہین کہ تم سب کو عاجز کر دیا اور تم سے کچھ
ہو سکتا ارے بلوہ ہی کر کے گرفتار کر لو چہار جانب سے بلوہ کر کے ساحر آتے ہین جب
برق شمشیر چمکتی ہی تو ہٹ جاتے ہین غلغلۂ گیرودار بلند ہی یکایک آسمان سے نعرہ ہوا
منم میثاق کوہ گردان اور آکر شریک جنگ ہوا اور ایک طرف سے سردار حسینان
کا نعرہ ہوا اور ایک طرف سے بہار اعجاز بیان کا نعرہ ہوا اور ایک طرف سے ملکہ گل
کا نعرہ ہوا اور ایک طرف سے ملکہ یاسمن رنگین پوش کڑک کر گری کہ صدہا ساحرون
کے سر اُڑ گئے اور ایک طرف سے ملکہ بحرین کے دریا کے غرانے کی آواز آئی اور
جانب سے ملکہ مروارید سفید پوش آکر پہونچین اور ایک طرف سے خونخوار بلند
بجلالت تمام آکر پہونچا اور اسی طرح سب شاہزادیان اور ساحران نامی وغیرہ آ
پہونچے اور نام بنام جو نعرے ہوے عنبر بار گھبرا گئی کہنے لگی کہ طلسم کشا کے شریک
ایسے ساحران نامی ہو گئے کہ جنکا مثل و نظیر اس طلسم مین نہ تھا حقیقت مین بہت
صاحب اقبال یہ شخص ہی مگر فوج پر نعرے کر رہی ہی کہ یارو تم لوگ بہت ہو اور ہمراہ
طلسم کشا چند کس ہین ان کو گھیر کر مار لو بہار اعجاز بیان کا گلدستہ چل رہا ہی کہ
شاہزادیان پیدا ہوئین اور آپس مین مل کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

پھر محفل مین شکار کھیلنے لگے ساحرون کے کپڑے اُتارے پھر قتل کیا جس وقت عمرو نے باران
و مارا ایک سناٹا ہوا وہ مکان گر گیا دیکھا سامنے تالاب ہی پانی خشک ہو گیا مچھلیان
تڑپ رہی ہین خواجہ عمرو ساری بارگاہ کو لوٹ کر بھاگے طرف جزیرۂ عنبر بار کے چلے
دیکھا وہ ہی دریاے قہار موج مار رہا ہی اور مچھلیان سر پیٹ رہی ہین صدا مین بلند ہین
غضب ہوا باران بھی قتل ہو گیا ای ملکہ عنبر بار ہوشیار رہو اب سار بان زادہ ادھر
بھی آتا ہی لیکن عمرو کو تردد ہی کہ دریا مین کیونکر داخل ہون کنارے پر کھڑے سوچ رہے ہین
دریا مین غراٹا ہوا چند مچھلیان نکل کر خواجہ پر گرین ہر چند عمرو نے چاہا کہ اپنے کو
چھڑاؤن مگر مچھلیون نے کھینچ کر خواجہ کو دریا مین گرا دیا خواجہ بیہوش ہو گئے آنکھ
کھلی تو دیکھا کہ چند جادوگر مجکو کشان کشان لیے جاتے ہین اور ہلڑ ہی کہ اس ظالم نے
غضب کیا باران جادو کو مارا بعض کہتے ہین کہ سب دربند اسی کی کوشش سے فتح ہوے
ورنہ یہ وہ مقام تھے کہ سالہا سال لڑائی پڑتی تب شاید یہ مقام فتح ہوتے باران البتہ
حر تھا کہ یون جھٹ پٹ مارا جاتا آخر کشان کشان عمرو کو ایک دیر مین لائے عنبر بار جادو
ہی پوجہ کر رہی ہی کئی سو پتلے سنگی تخت پر رکھے ہین ایک پتلہ کلان بالاے تخت بیٹھا ہی
ن اُسکا چمک رہا ہی معلوم ہوتا ہی ستارے لپٹے ہوے ہین کنیزون نے بڑھکر عنبر بار
عرض کی کہ نگہبانان دریا عمرو کو گرفتار کر لائے یہ ظالم فتاح ہفت دربند قاتل باران
نہ ہی عنبر بار نے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ مین پوجے سے فراغت پاؤن تو اس ظالم کو ابھی
کرون مگر اسکو یہان کیون لاے شکم مین اس پتلۂ کلان کے لوح طلسمی کو رکھا ہی
تو چمک رہا ہی کہ اسپر نگاہ نہین ٹھہرتی اس ظالم نے لوح کو دیکھ لیا اب اس کو
وہ نہ چھوڑونگی فوراً قتل کرونگی یہ کہکر پھر پوجا کرنے لگی سامنے آگ روشن ہی کچھ لونگ
ہ اُسپر ڈالتی جاتی ہی خواجہ سوچے کہ بعد پوجہ کرنے کے یہ مجکو قتل کریگی اب جو کرنا ہو
گذرون یہ سوچ کر زنبیل پر ہاتھ ڈالا اور یہ بھی سُن لیا کہ لوح طلسمی اس پتلے مین ہی جو تخت
لکھا ہی سعد شہریار کو زنبیل سے نکالا بادشاہ ہنستے ہوے نکلے مسلح و مکمل تیغہ بر قتاب
مین ہی عمرو نے کہا کہ ای شہریار ہوشیار ہو جیے لوح محفوظ کو جنبش دیجیے بادشاہ نے

نیک و بد دارد ہمیشہ بر زبان اقرار		مستفیض از فیض ربانی ست مخلوق خدا

باران نے کہا کہ ہان خواجہ گاؤ عمرو نے نے نکالی اُسمین پھونکین ڈالکر بجانے لگے بار
سے آنکھین لڑائے ہوے ہین کبھی ساری محفل کی جانب متوجہ ہوتے ہین سننے والے بگوش ہوش
سن رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ علم موسیقی مین عمرو بے مثل و بے نظیر ذاتی فنون
سیکڑون ساحر اسنے مارے لیکن سامنے ہمارے مالک کے کچھ زور نہ چلا اب صبح زندگا
ظاہر ہوگا ہم لوگ سب وار کرین گے باران نے دیکھا کہ ایکایک محفل کا رنگ دگرگون
ہونے لگا کوئی بیٹھا ہنس رہا ہی کوئی روتا ہی کوئی بیقرار ہوتا ہی کوئی اُٹھکر ناچنے کود
کرتا ہی کوئی کسی سے کہتا ہی کہ تمھاری مونچھ پر کوا بیٹھا ہی وہ جواب دیتا ہی کہ کیا اُسنے
اڈا مقرر کیا ہی تم کیسے مہربان ہو کہ ذرا اُڑا نہین دیتے کہنے والے نے کہا کہ بہا
خاموش بیٹھے رہو کچھ حرکت نہ کرو مین گرفتار کیے لیتا ہون مگر باران کو عارضہ فتور
پالتھی مارے بیٹھا ہی ایک رسالہ دار نے کہا کہ کیون ای شہنشاہ آپ کی گود مین ت
نے بچے دیے ہین باران نے کہا کیا اُسنے بھٹ مقرر کیا ہی رسالہ دار نے کہا کہ آپ
بیٹھے رہیے ایسی لات مارون کہ سب کے سر پھٹ جائین اور یہ کتیا یون یون کرتی ہ
باران نے کہا کہ بھائی تم کو اختیار ہی مین بہت ممنون ہونگا جلدی کرو ایسا نہو کہ کتیا
میرے چھو جائے اُدھر اُسنے ہاتھ بڑھا کر مونچھ پکڑی اِدھر رسالہ دار نے لات ماری باران
بیقرار ہو گیا کہا ہاے مار ڈالا رسالہ دار نے کہا کہ ای شہنشاہ پکڑے رہیے بچے
جانے نہ پائین باران جھلا کر چلا تھا کہ اُس لات مارنے والے کو سزا دون بیہوشی
کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا گرتے ہی بیہوش ہوا سب اہل محفل لینا لینا کہکر اُٹھے جو
وہ بیہوش ہوا تھوڑے عرصے مین سب برلب فرش ہوے عمرو نے اپنا نام
نعرۂ عمرو سے عمرو ہون مین عیار صاحبقران ٭ مرے مکر سے کانپتا ہی جہان ٭ ترا
ریش کفار ہون ٭ زمانے کا مکار و غدار ہون ٭ مرا تیز رفتار ہو گر قدم ٭ صبا ٹھوکرین کھا
ہر ہر قدم ٭ اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو ٭ نہ پائے مری گرد پاپوش کو ٭ د
جہانگرد طرار ہون ٭ جہانگیر عالم کا عیار ہون ٭ نعرہ کر کے نیمچہ کھینچا پہلے باران کو

کہا صاحبو مجکو ذرا شک گذرا تھا اسی وجہ سے مین نے کہا کہ مجکو ایک جام پلاؤ جام ہاتھ
آتے ہی انجام کھل گیا مین نے سحر ساحری تیار کیے ہین چھ بھائی بہن مارے گئے ایک ایک
نظیر تھا مگر کچھ زور نہ چلا خواجہ فریاد کرنے لگے کہ ای باران جادو مین نے تمھارے بھائیون
مین مارا بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوے اگر تم مجکو نوکر رکھ لو تو مین بادشاہ کو پکڑ لاؤن
ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا باران نے کہا کہ او ساربان زادے اب دام مکر
پلاتا ہی میرے ہاتھ سے تیری قضا ہی سب اپنے بھائیون کے خون کا بدلہ لونگا میرے
نے کا مکان چل کر دیکھ یہ کہکر خواجہ کی کمر مین پنجہ دیا جلسے والیان بھی تالاب مین غوطہ
ندیڑ ہین باران خواجہ کو لیکر بھاندا خواجہ بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو
کھلی دیکھا کہ ایک بارہ دری آراستہ و پیراستہ ہی اُس مین باران بیٹھا ہی اپنے کو اُسکے
منے مسلسل و مطوق پایا حیران و پریشان بیٹھے ہین باران نے کہا کہ او ساربان زادے
ات تجھپر بھاری ہی صبح کو قتل کرونگا لیکن کچھ گاؤ خواجہ نے کہا مین گانے کو حاضر ہون
میدوار ہون کہ جان بخشی کیجیے باران نے برائے تسکین عمرو کہدیا کہ صبح کو تمکو ضرور
کردونگا مگر کنیزون سے اشارہ کیا کہ صحن مین اسی مکان کے اسکو قتل کرونگا میرے
زیزدارون کا خون اسکی گردن پر ہی بھلا مین ایسے شخص کو رہا کردونگا مگر خوش گلو
ڈھونڈھو کہ کہان ہی کنیزین برائے جستجو روانہ ہوئین ایک زر غنے مین آکے دیکھا کہ
ن گلو بیہوش پڑی ہی اُسکو ہوشیار کرکے لائین مگر خوش گلو حیران ہی کہ مین اس مقام
اسطے رفع حاجت کے آئی تھی مجکو کسنے بیہوش کیا سب کنیزون نے حال بیان کیا کہ
ربان زادہ تیری شکل برآیا اُسی نے تجکو بیہوش کیا یہ سُنکر خوش گلو بہت برہم ہوئی اور
بار مین باران کے آئی ادھر عمرو پریشان ہی کہ اب کیونکر جان بچیگی دلمین خواجہ
ین مانگ رہے ہین کہ ای بانی بنائے قصر حیات اس دشمن کے ہاتھ سے نجات دے نظم

ہ رنگ و بو دہد در ہر چمن گلزار فیض	با خزان کارے ندارد گلشن بیخار فیض
ہ گرد ربزم محبوبی است شمع فیض حق	زدش است از اوج خوبی مچو خور انوار فیض
اب فیض بخشد روشنی ہر چار سو	جا بجا گوہر ببارد ابر گوہر بار فیض

کو ساتھ لیکر مسند پر بیٹھا ایک گائن سے کہا وہ سامنے آکر بیٹھی سازندون نے ا
درست کیے وہ گائن یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گانے لگی نظم

خضر اُس راہ مین لے چلتے نہین تم مجسکو — گم کرون ہوش کو مین ہوش کرے گم
شوق کی بیخودیون نے یہ کیا گم مجسکو — ڈھونڈھتا ہون مین تمہین ڈھونڈھتے ہو تم
اب مین جاتا ہون کہان داغ جگر کہتا ہی — دل نہین ہون مین جو کردو گے کہین گم
وصل کی شب سے جو کہتا ہون ٹھہر کہتی ہی — حبب ٹھہرنے بھی تو دے گردش انجم
گفتگو طور پہ باہم نہ کچھ آجائے کلیم — شوق دیدار تمہین شوق تکلم مجسکو
گریۂ عشق کی نیرنگ نمائی دیکھو ++ — چند قطرون نے دکھائے کئی قلزم
دیکھ کر انجمن آرا تجھے جلتا ہی فلک — داغ یارب دیے ہوتے اُسے انجم
کجروی مجھسے زمانے کی چلی جاتی ہی — چھیڑے جاتا ہی شب وروز یہ کژدم
حشر مین چھپ نہ سکا حسرت دیدار کا راز — آنکھ کمبخت سے پہچان گئے تم
آپ مین کون ہی سمجھاتے ہو یہ کسکو جلال — آدمی سمجھے ہوے کیون ہین یہ مردم

ان اشعار کی آواز سُن کر خواجہ انتظار مین ہین کہ یہ گائن اُٹھے تو مین اسکی گردن ا
قضاے کار وہ گائن بولا کر اُٹھی ایک گوشہ مین جاکر بیٹھی خواجہ کو ظرافت سو
گلیم اوڑھ لی فقط سر و ہاتھ کُھلے رکھے اُس گائن کے سامنے آکر ہاؤ کی گائن نے دیکھا کہ
سر اور دو ہاتھ چلے آتے ہین آہ کر کے بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو کنارے ڈالا
اُسی کے کپڑے اور گہنا پہن کر اُسی کی صورت بن کر محفل مین آئے سامنے باران کے
بیٹھ کر گانے لگے باران نے کہا کہ ای سنبل خوش گلو آج تو تم ایسا گائین کہ دل کو بیقرار
کردیا خواجہ نے کہا کہ حضور وقت کی بات ہی باران نے کہا کہ ایک جام تو
پلاؤ خواجہ خوش ہوگئے کہ اب مطلب نکل آئیگا جلدی سے گلابی اُٹھائی
لبریز کیا ہاتھ پر رکھ کے سامنے باران کے پیش کیا جیسے ہی جام ہاتھ مین باران
کے آیا شراب سے ایک شعلہ نکلا مُنھ پر عمرو کے پڑا کہ رنگ وروغن عیاری کا اُڑ
صورت اصلی نکل آئی سازندون مین ایک غریو ہوا کہ صاحبو یہ تو عمرو عیار ہی بارا

ہوے ایک مقام پر پہونچے دیکھا صحراے وسیع ہر مگر نہایت سرسبز و شاداب ہزارہا بودے
کے اُس صحرا مین روئیدہ ہین زیر نخل پھولون کے انبار ہین طائران زمزمہ سرا کی ہر سو
ہر آشیانون سے نکلے ہوے شاخون پر بیٹھے ہین کُلیل کر رہے ہین ہواے سرد چل رہی ہر
سامنے ایک تالاب ہر آب صاف و شفاف سے مملو اُس تالاب مین ہر سمت ہزارہا حباب
چشم محبوب لاجواب شناوری کر رہے ہین طائر شاخون سے اُتر کر اُس تالاب کا
پیتے ہین زمزمہ سرائی کی ترقی ہوتی ہر عمرو نے جو اُس تالاب کو دیکھا سمجھے کہ یہ بھی کچھ
ہ ہر کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جادوگر موہاے سر سے قطرے پانی کے ٹپکتے
ے دوڑا ہوا قریب تالاب کے آیا کچھ پوجا پاٹ کیا دونون پاؤن جما کر پھاند پڑا طرفہ
معلوم ہوا ڈوب گیا خواجہ نے ایک ڈھیلا اُٹھا کر تالاب مین پھینکا جیسے ہی ڈھیلا
ب مین پڑا پانی مین تلاطم پیدا ہوا ایک مچھلی اُس ڈھیلے کو مُنھ مین لیے ہوے نکلی
جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھا ڈھیلا ایک طرف پھینک دیا خواجہ جی مین کہتے ہین
خواجہ جس مقام پر ڈھیلا گرنا ناگوار ہر انسان بھلا کیونکر جا سکتا ہر ایک ساحر کی
بن کر تیار ہوے منظور ہوا قریب تالاب جا کر پکارون کہ ای یاران جادو مجھ کو
یار نے بھیجا ہر یہ جو جادوگر صحرا سے آیا اور تالاب مین پھاند پڑا غالباً یہی یاران جادو
سوچ کر قصد کیا کہ پکارون طائرون نے جو عمرو کو آتے ہوے دیکھا غل مچانے لگے
ب کی یہی آواز تھی کہ ای یاران ہوشیار ہو جاؤ وہی ساربان زادہ آگیا اسکو
ساحر صحرا سے پیدا ہوے طرف خواجہ کے دوڑے خواجہ نے گلیم اُوڑھ لی وہ جادوگر
پریشان ہوے ڈھونڈھ کر اُس صحرا مین جا کر غائب ہو گئے خواجہ بھی اُسی
مین ایک جھاڑی مین چھپے خواجہ کو تمام دن اسی صحرا مین گذرا شام کو زیر تالاب
ہوئی کچھ کنیزین پیدا ہوئین کنارے تالاب کے فرش بچھایا شامیانہ بہ سلک مروارید
نہ کیا بعد تھوڑی دیر کے تالاب مین کشتی پیدا ہوئی دیکھا کہ ایک جادوگر ایک معشوقہ
ہوے اُسپر بیٹھا ہر مگر وہ معشوقہ نہایت حسین و جمیل ہر گرد کنیزین گھیرے ہوے
کنارے پر آکر پہونچی وہ ساحر تاج پہنے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم معشوقہ

آ نے ہین ایک دستک دی کہ کئی شیران صحرائی بادشاہ پر آپڑے بادشاہ نے اُن
شیرون کو مارا زراعت نے کئی سحر ایسے کیے کہ شیر و پلنگ وغیرہ مقابلے مین آئے مگر ہاتھ
بادشاہ کے مارے گئے جب تو زراعت نے پکار کر آواز دی کہ ای گندم گون وا
نخود جادو تم کس فکر مین ہو اب بادشاہ کو گھیر لو کئی ہزار جادوگر اُنھین کھیتون سے
پیدا ہوے بادشاہ پر حملہ کرنے لگے بادشاہ نے نعرہ کیا اور اُن ساحرون پر جا پڑے
میثاق و گلگونہ بھی سحر کرنے لگے وہ ساحر بھاگتے پھرتے ہین میثاق کے سحر کی کب
برداشت کر سکتے ہین گلگونہ نے سحر کیا کہ ہوا سے سر د چلی تلوارین برسنے لگین سب
جادوگر مارے گئے آخر مین زراعت نے بادشاہ کو دوڑانا شروع کیا کہ سامنے
آتا ہی اور بھاگ جاتا ہی مگر گلگونہ ایک مقام پر کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی زراعت نے بڑھ
گلگونہ پر ہاتھ ڈالا کمر مین پنجہ دے کر لے اُڑا گلگونہ نے بیقرار ہو کر آواز دی
ای شہریار یہ بیحیا کنیز کو لیے جاتا ہی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری
ہی سیسر کمان کا کڑکا زراعت کو یقین ہوا کہ اب نہ بچونگا چاہا بلند ہو کر اپنے کو بچاؤ
مگر بادشاہ نے تاک کر تیر مارا کہ تیر نے خطانہ کی سینے پہ پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا ادھر
تو زراعت مر کر گرا اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زراعت جادو بود اُدھر گلگو
پنجے سے چھوٹی میثاق نے بڑھ کر روکا اور تمام کھیت جل گئے بادشاہ بفتح و فیروزی جا
تھے بلٹین کہ سب فوج آکر ہوبنچی خواجہ نے بارگاہ مین آکر بادشاہ سے عرض کی کہ ایک
خدمتگار نے عطر کی شیشی بھیجی ہی ذرا اسے سونگھیے اور پہچانیے کہ یہ کاہے کا عطر ہی بادشا
یہ کلام خواجہ کا سُنکر ہنس پڑے فرمایا خواجہ مجکو بیہوش نہ کر جس مقام پر کا وعدہ
مین اُسی مقام پر آؤنگا عمرو نے کہا نہین شہریار آپ کو بیہوش کر کے کیا کرونگا ای میثا
اب آگے کون مقام ہی میثاق نے کہا اب جو آگے جائیے گا تو مقام باران جا
ملیگا ای خواجہ اگر باران کو مارا تو ساتون در بند تمام ہون گے ہم لوگ بھی حاضر ہو
ہین خواجہ نے شیشی عطر کی جیب سے نکالی بادشاہ کو سنگھائی بادشاہ سونگھتے ہی عطر
بیہوش ہوے عمرو نے سعد شہریار کو زنبیل مین رکھا اور کمر ہمت باندھ کر طرف باران

نعبد سے سکیے مگر کوئی سحر نہ چلا ناچار ہو کر مارا گیا مین کیا تدبیر کرون یہ سوچ کر زراعت
یت سے باہر نکلا اور پکار کر آواز دی کہ اے بادشاہ حقیقت مین صاحب اقبال ہو
ہ جادوگر مارا گیا کہ جسکا مثل نہ تھا کیا کیا اُسنے سحر کیے ای میثاق تمکو کچھ پاس نہوا بادائگیز
یسے کو قتل کرایا میثاق نے کہا او زراعت اُس کا کیا غم کرتا ہی اپنی فکر کر ورنہ آکے
طاعت شاہ کر مین ضامن ہوتا ہون کہ جو عہدہ تیرا ہی اُس سے زیادہ سرفرازی ہوگی
لوگ اس وقت شریک ہوے جنھون نے شہریار کی مدد کی وہ ہی سب عہدہ ہاے
یل پر سرفراز ہونگے اور جن لوگون نے بغاوت کی وہ مارے جاوینگے مہلت نہین
ین گے یہ کہکر میثاق نے للکارا کہ اب کہان جاتے ہو کوئی اور تخم بوؤ گے زراعت
ہ میدان مین آکر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ کئی سو کھیت سرسبز و شاداب تیار ہوے
جو چلی میثاق نے کھیت گندم کا دیکھا بالیان اُسکی توڑین ہاتھ پر مل کر تعریفین
نے لگا کہ کیا زراعت معقول ہی چند دانے اُسمین سے کھائے کھاتے ہی دیوانہ ہو گیا
شاہ کو جُھک کر سلام کیا کہ اب غلام رخصت ہوتا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ ای میثاق
کیا ہو گیا ہی کہان جاتے ہو میثاق نے کہا کہ اب مین خدمت سے رخصت ہوتا ہون
ونہ نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار میثاق اپنے ہوش مین نہین ہی اُسکے اوپر
ں لوح محفوظ ڈالیے تب اِسکے ہوش درست ہونگے بادشاہ نے لوح محفوظ کو
سے اُتارا عکس جو لوح محفوظ کا میثاق پر ڈالا میثاق گر کر بیہوش ہوا خواجہ نے
کر میثاق پر پانی کا چھپٹا مارا میثاق نے ہوشیار ہوتے ہی زراعت کو للکارا
و بیحیا مجھے شاہ سے جدا کرتا ہی میرا مُردہ بھی حضور سے جدا نہ ہو گا وہ دن پروردگار
ائے کہ شہریار کے سامنے انتقال کرون اور وہ میرا جنازہ مثل اہل اسلام کے اُٹھائین
ہی انجام بخیر ہو کر نجات پاوین یہ کہکر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کھیت سب خشک ہو گئے
ج تمام گر پڑا جل کر خاک ہوا زراعت نے ہاتھ زانو پر مارا کہتا تھا کیا کرون
ظالم پر کوئی زور نہین چلتا ہر وقت یہی فکر ہی کہ سحر تازہ کرون بادشاہ کا جاہ و جلال
ون بادشاہ طرف زراعت کے چلے زراعت نے جو دیکھا کہ بادشاہ میرے مقابلے مین

قریب نہین جا سکا جب جاتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بدن مین آگ لگ جائیگی اُس جادوگر
نے پھر سحر کیا کہ جسم مار اس طرح تڑپا کہ تمام صحرا مین آندھی چلنے لگی ایسی آندھی چلی کہ
کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اور گلگونہ بھی جھونکون سے ہوا کے گری گرکر بیہوش ہوگئی
جب گلگونہ بھی بیہوش ہوئی تو اُس ساحر نے پکار کر آواز دی کہ ای باد انگیز بادشاہ
کو لینا یہی طلسم کشا ہین کئی ہزار جادوگر گوشۂ صحرا سے پیدا ہوے بادشاہ نعرہ کرکے
سب سے لڑنے لگے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے تھوڑے عرصے مین سب جادوگر
قتل کیا جسکا نام باد انگیز ہی وہ بلاے روزگار ہی دور سے لینا لینا کر رہا ہی قریب نہ
آتا مگر ایسی ہوا چلائی کہ بادشاہ کے پائون زمین پر نہین رُکتے اُٹھے جاتے ہین جب نعرہ
زور کرتے ہین پائون زمین مین دھنس جاتے ہین مگر پھر اُبھر آتے ہین خواجہ نے گھبرا کے
لوح محفوظ بادشاہ سے لی میثاق و گلگونہ کو مس کرکے ہوشیار کیا میثاق نے اُٹھتے ہی آواز دی
کہ ای شہریار لوح کو چرخ دیجیے اور اسم حاشیۂ لوح پڑھ کر دم کیجیے بادشاہ نے لوح کو
گردش دی اور اسم حاشیۂ لوح پڑھ کر دم کیا کہ آندھی موقوف ہوئی دیکھا وہی ساحر
کے ساتھ آیا ہی ایک نخل کے نیچے کھڑا ہوا شاخ کو ہلا رہا ہی جیسے ہی آندھی موقوف ہوئی
آواز دی کہ ای زراعت جادو منم باد انگیز اب مین جاتا ہون ساتوین دربند
باران جادو ہی اُس کو لاتا ہون میری تو زبان مین لکنت ہی زراعت نے یہ سُنکر
آواز دی کہ ای باد انگیز جو کچھ کرو وہ جلدی کرو ایسا انقلاب کبھی نہین ہوا کہ ہم
بھولے جاتے ہین کوئی سحر یاد نہین آتا جو سحر کرتے ہین وہ بالکل فراموش ہوا جاتا ہی
نہین پورا ہوتا تصویر خیالی مٹی جاتی ہی طبیعت خودبخود گھبراتی ہی یہ باتین سُنکر میثاق
نے پکار کر کہا کہ ای شہریار ہوشیار خواہ زراعت جاتا ہی اگر یہ باران کو لایا تو بڑی
برپا ہوگی بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ باد انگیز سو گز بلند ہو چکا ہی بادشاہ نے کمان
کاندھے سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کیا اسم حاشیۂ لوح پڑھا تاک کر سینہ پر
تیر مارا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا آندھی سیاہ چلی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام
باد انگیز جادو بود زراعت نے جو یہ دیکھا کہ باد انگیز ایسا ساحر مارا گیا کہ جسنے

ب سے بڑا ہی جست کرتا پھرتا ہی قبضے مین ویرانہ کے نہین آتا زنجیرون مین نہین پھنستا
اے کار میثاق کوہ گردان اُڑتا ہوا آتا تھا آسمان سے دیکھا کہ بندر ایک ساحرہ سے
رہے ہین اور خواجہ کھڑے ہوے ہین میثاق نے آتے ہی ایک گولہ مارا مگر اُس
دن کلان نے مُنھ سے شعلۂ آتش چھوڑا وہ شعلہ بھڑک کر میثاق پر گرا کہ ہاتھ مین آبلہ
یا میثاق نے اُس آبلہ کو توڑا اُسمین سے پانی نکلا وہ پانی میمون کلان پر پھینک مارا
دن کلان جلنے لگا اُس میمون کے جسم سے شعلے نکلے جس بندر پر پڑے وہ بھی جلنے لگا
ڑی دیر مین وہ سب میمون جل کر خاک ہوے اُس کھیت سے ماران سیاہ نکلنے لگے
ثاق کی طرف چلے میثاق نے ایک دستک دی کہ گوشۂ صحرا سے چند طاؤس آئے
نپون کو نگلنے لگے تھوڑے عرصے مین سانپون کو نگل گئے مگر ایک مار سیاہ کہ جو سب
نپون مین کلان تھا پرواز پیدا کر کے اُڑا میثاق کے گلے مین لپٹ گیا میثاق گر کر
ش ہوے عمرو نے گھبرا کر سعد کو زنبیل سے نکالا اور بیان کیا کہ اس مار سیاہ نے
ثاق کو بیہوش کیا ہی بادشاہ تلوار کھینچ کر طرف مار سیاہ کے چلے وہ مار سیاہ پرپرواز
کر کے اُڑا قصد تھا کہ گلے مین بادشاہ کے لپٹ جاؤن بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا
ح کے عکس سے وہ مار سیاہ تھرایا بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ مار کلان کا سر اُڑ گیا
تو وہ سر اُڑتا پھرتا ہی کسی کے روکے نہین رُکتا اور یہی چاہتا ہی کہ بادشاہ کے سر پر
جاؤن مگر بادشاہ لوح محفوظ کو چمکا دیتے ہین تب وہ سر زمین پر گرتا ہی جس مقام پر گرتا
ین سے شعلے نکلنے لگتے ہین اسقدر وہ سر تڑپا کہ تمام صحرا آتش بہار ہو گیا مگر میثاق
ش نہین آتا کہ ملکہ گلگونہ جادو آسمان پر آکر چمکی دیکھا مار سیاہ نے تمام صحرا مین آگ
ی تھی اب سر اُچھلتا پھرتا ہی یہی قصد کرتا ہی کہ بادشاہ کے سر پر بیٹھ جاؤن مگر بسبب
ح محفوظ کے کچھ زور نہین چلتا گلگونہ نے ایک دستک دی کہ ایک طاؤس زرین بال
ہوا اُس طاؤس نے آکر سر نگل لیا تب وہ آگ موقوف ہوئی یکایک اُس کھیت سے
ساحر نکلا نعرے کرتا ہوا چلا کہ ای ماران آتشبار تمھارا کچھ زور نہ چلا آواز آئی کہ مین نے
اق ایسے جادوگر کو بیہوش کیا مگر بادشاہ کے پاس لوح محفوظ ہی اس وجہ سے اُنکے

جست کر کے درخت پر پہونچے بندر بھی جست کر کر کے درخت پر آئے خواجہ کو لپٹ گئے چاہتے
ہین چیر پھاڑ کر پھینک دین خواجہ بیقرار ہوے کہ ان ظالمون سے کیونکر جان بچے
دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم ان ظالمون سے بچا لے

هست مخدومی اگر مطلوب خدمتگار باش — بادشاهی گر طلبداری غلام زار باش
عاشق ذات مسیحائی اگر ای دردمند — در طلب زار و نزار و لاغر و بیمار باش
از دل و جان با خدا سر رشتهٔ الفت بند — خواه در تسبیح باش و خواه در زنار باش
با همه وحش و طیور و دام و دد کن دوستی — در جهان گنجینه دار مخزن اسرار باش
روز بهر خدمتش سر گرم شو چون آفتاب — شب بشکل ماه بهر بندگی بیدار باش

خواجہ نے جو بلک کر دعا کی ایک جادوگر جنگل مین بھاگا ہوا جاتا تھا اُسنے جو دیکھا ایک
شخص کو صدہا بندر لپٹے ہوے ہین چاہتے ہین بوٹیان کاٹ کر پھینک دین اُس
نے آتے ہی ایک گولہ مارا ایک بندر کا سر پھٹا دوسرا بندر اُچاٹ کر اُس ساحر کی گردن
پر سوار ہوا دو چار بندر اور اُچک اُچک کر لپٹ گئے بوٹیان نوچ کر اُس
پھینک دین پھر سب طرف خواجہ کے چلے آوازہ جو اُس جادوگر کے مرنے کی بلند
کہ کشتی مرا نام من دشت جادو بود زوجہ اُسکی ویرانہ گیسو دراز پہاڑ مین
شوہر کے مرنے کی جو آواز سُنی درہ کوہ سے نکل آئی دور سے دیکھا سامنے نخل کے
شوہر کا پڑا ہی اور ایک شخص درخت پر اُچکتا پھرتا ہی شوہر کا لاشہ دیکھ کر ویرانہ گیسو
پریشان ہو گئی پکار کر آواز دی کہ ارے میرے شوہر کو کسنے مارا عمرو نے کہا
نے تیرے شوہر کو مارا یہ سُنتے ہی اُسنے بال اپنے سر کے کھول دیے اور کاکلون کو جھٹکا
لگی زنجیرین بن کر گردن مین بندرون کی پڑین جسکے جھٹکا مارا اُسکا سر کٹ کر گرا
پانچ بندر مرے تب بندرون نے ویرانہ گیسو دراز پر حملہ کیا مگر وہ
تھی کہ بندرون کو اپنے قریب نہین آنے دیتی جب زلفون کو جنبش دی ایک
بندرون کو مارا یہ کشاکش ہو رہی تھی بندر بڑھتے جاتے ہین مگر وہ ساحرہ زلفون کو
دینا موقوف نہین کرتی صدہا بندر مارے خواجہ نخل سے دیکھ رہے ہین ایک

ـدے جانان پر نہ گیسو نہین خال سیہ | مرغ دل کے واسطے وہ دام یہ دانہ بنا
ـلیا اثر ہی عشق مین معشوق عاشق ہوگیا | وہ بھی دیوانہ ہوا مین جسکا دیوانہ بنا
ـندگانی مین نہ سلجھانی ہوئی کاکل نصیب | مرگئے تب استخوان شانہ سے شانہ بنا
ـن تلک رعنا سے شرماکر ملاتا تھا نہ آنکھ | آج پھر قتل کیا سفاک جانانہ بنا

اشعار پڑھتی ہوئی وہ نازنین قریب سردار کے آئی کہا ای سردار جادو چلو تم کو
ـاری مالک نے بلایا ہی سردار سمجھا کہ جسکی یہ کنیز ایسی حسین و جمیل ہی اُسکی مالک
ـسی خوبصورت ہوگی چل کر دیکھ آؤن قصور سے کہا کہ آپ تشریف رکھین مگر ابھی عمرو کو
ـل نہ کیجیے گا مین معشوقہ کو فقط دیکھ کے ابھی ابھی آتا ہون ہر چند قصور نے سمجھایا
ـر سردار نے نہ مانا بگڑنے لگا کہا آپ کو اختیار ہی عمرو کو قتل کرکے چلے جائیے گا سردا
ـ اُس نازنین کے ساتھ گیا مگر قصور نے پھر ارادۂ قتل عمرو کیا بہار اعجاز بیان نے
ـپر بھی سحر کیا کہ ایک نازنین اسکو بھی اسی طرح لگاکر ایک باغ مین لے گئی وہ نازنین
ـغائب ہوگئی قصور نے دیکھا کہ ایک اور معشوقہ کے پہلو مین سردار بیٹھا ہی قصور
ـس نازنین کو دیکھ کر عاشق ہوگیا کہا کیون ای سردار میری معشوقہ کے پاس تو کیون
ـجا ہی سردار نے بگڑ کر کہا کہ کیون بیہودہ بکتا ہی باغ سے نکل جا دونون مین تلوار چلی
ـور نے سردار کو قتل کیا اُس نازنین کے پہلو مین جا بیٹھا نازنین نے سر پر ہاتھ رکھ دیا قصو
ـی جل کر خاک ہوا بہار و سردار حسینان نے آسمان سے اُتر کر خواجہ کو رہا کیا اور
ـاکہ ای شہنشاہ افوج عیاری اب سردار و قصور زندہ نہین رہے ملکہ بہار اعجاز بیان
ـاجہ سے یہ باتین کر رہی تھین کہ ایک آندھی سیاہ چلی اور قلعہ گرا خواجہ نے لشکر کو
ـعد شہریار کے لاکر مقام قلعہ پر اُتارا اور آپ موافق بتانے میثاق کے طرف
ـیت کے چلے جب قریب کھیت کے پہونچے دیکھا عمدہ سردے لگے ہوئے ہین خواجہ نے
ـ سردا توڑا ایک میمون نکلا خواجہ تو الگ ہوئے اُس میمون نے ایک چیخ ماری کہ
ـرہا میمون پیدا ہوئے اُن بندرون نے خواجہ کو گھیر لیا خواجہ ہر چند جست کرکے
ـگتے ہین مگر وہ میمون پیچھا نہین چھوڑتے ایک مقام پر خواجہ آکر چہار طرف سے گھرے

نے کہا کہ ای عزیز جادو وہ کیا سحر ہی جسکو قدرت نے تعلیم کیا ہو وہ بتاؤ عمرو نے کہا کہ انگیٹھی
منگاؤ اُس مین آگ روشن کرو تو مین سحر تعلیم کرون قصور نے ایک انگیٹھی مین آگ روشن کی
خواجہ نے لوبان اپنے پاس سے نکالا کہا اسکو آگ پر ڈالو اسمین سے دھوان نکلیگا
ایک پُتلی پیدا ہوگی وہ ہی تمھارے ساتھ رہیگی قصور نے لوبان ڈالا جیسے ہی دھوان نکلا
جُھک کر دیکھنے لگا وہ دھوان دماغ مین پہونچا بیہوش ہوا عمرو نے قصور کا پشتارہ باندھ
لے بھاگے یہان ہمراہیان قصور نے جو آکر دیکھا قصور کو نہ پایا اور نہ نامہ دار کو دیکھا
سب گھبرا گئے برائے تلاش دوڑے یہان خواجہ قصور کو لیکر ایک جنگل مین آئے
ایک درخت سے قصور کو باندھا ہوشیار کر کے کہا کہ ای قصور اب شناخت مین پردہ
کی کیا کہتے ہو مگر جو جادوگر تلاش مین نامہ دار کی نکلے تھے اُن مین سب کا افسر
سردار جادو آسمان پر چمکا اِسنے دیکھا کہ قصور بندھا ہوا ہی اور ایک عیار کوڑا
کھڑا ہی چاہتا ہی کہ کوڑے مارے ن سردار جادو نے آسمان سے سحر کیا عمرو کے پاؤن
زمین نے تھام لیے اب خواجہ گھبرائے سردار زمین پر آیا قصور کو کھولا کہا ای شہنشاہ
آپ کیونکر گرفتار ہوے قصور نے بیان کیا کہ یہ عمرو عیار ہی نہین معلوم آگ مین کیونکر
مجکو لاکر یہان باندھا تھا کہتا تھا مسلمان ہو مین نے کچھ جواب نہین دیا تھا کہ تم نے
رہا کیا اب مین اسکو قتل کرتا ہون یہ کہکر خنجر کو کھینچا چاہا کہ عمرو کو قتل کرون عمرو نے
ہو کر دعا کی ملکہ سردار حسینان کہ آسمان پر اُڑی ہوئی آتی تھی اِسنے آسمان سے
وہین سے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے قصور کے چھوٹا سردار نے سر اُٹھاکر جو سردار حسینان
کو دیکھا سحر کرنے لگا آگ برسادی سردار حسینان اسکے سحر کو کب مانتی ہی اپنے کو بچا
ہی سحر دفع کر رہی ہی کہ دوسرے پہلو سے بہار اعجاز بیان ظاہر ہوئی اور آسمان سے
دیکھا کہ ایک جادوگر سے سردار حسینان لڑ رہی ہی بہار اعجاز بیان نے آ
گلدستہ مارا ہوا سے سردجلی غنچے چٹکے طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے ایک طرف سے
سردار نے دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہی

خاک سے رندون کی بعد مرگ میخانہ بنا	کاسۂ سر بادۂ گلگون کا پیانہ بنا

...ات کو عمرو نے جاکر عیاری کی دو وجہین اس روغن مین ہین یا تو روغن اُس جانور کا
...تا کہ جسکو سمندر کہتے ہین یا روغن موسیقار تھا بہر نوع وہ روغن خواجہ لائے امیر سے کہا
...س روغن پر حفظ بن داؤد کو ناز ہی حقیقت مین جس شی مین اسکو لگا دیجیے اُسکو آگ
...جلائیگی امیر نے فرمایا مین اپنے کریم پر ناز کرتا ہون کہ جسنے میرے جد پر آتش کو گلزار کیا
...میر نے وہ روغن نہ لگایا مگر عمرو نے وہ روغن زنبیل مین رکھ چھوڑا اور سادہ روغن
...راے حفظ بن داؤد قرابون مین رکھ آئے تھے اُسنے وہ بدن مین لگایا صبح کو میدان
...ین آیا امیر نے ہاتھ حفظ بن داؤد کا پکڑا اور آگ مین پھاند پڑے حفظ بن داؤد جلکر
...اک ہوا امیر پر بحکم خدا آگ نے اثر نہ کیا عمرو وہ روغن لگا کر خان کے پاس آیا اور حفظ
...ن داؤد کی شکل بن کر نعرہ کیا کہ ای خان اعظم لات و منات آئے ہین چوسر کھیل رہے
...ین بازی ہرے ہین ہزار روپئے دیکر اپنے بیٹے کو بھیجو خان اعظم نے بیٹے کو توڑا دے کر
...دانہ کیا عمرو نے اُسکو بھی کھینچ کر جلا دیا اُس روز عمرو نے چار سو بیٹے خان اعظم کے جلائے
...ر چار سو توڑے لیے وہ ہی روغن عمرو کے پاس موجود تھا جسکو اس وقت بدن مین
...ا لیا آگ کو روندتے ہوے چلے قصور جادو کو ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایک ساحر
...بلا تبلا آگ کو روندتا ہوا آتا ہی قصور گھبرا کر بالاے قلعہ آیا دیکھا حقیقت مین ایک
...دوگر آگ کو روندتا ہوا آتا ہی قصور نے پُکار کر کہا کہ او جادوگر تو کیون نہین جلا یہ تو
...ش اصلی ہی جادوگر نے پُکار کر کہا کہ ای شہنشاہ ساحران مجکو خداوند جمشید ثانی
...بھیجا ہی مگر فرما دیا تھا کہ کوس بھر تک آگ ہی آگ ہی تو ہمارا نام لیکر جانا الیس مین اُنکا
...لیتا ہوا چلا آیا آگ نے مجھپر تاثیر نہ کی مین آپ کے پاس آیا ہون مجھے کچھ عرض کرنا ہی
...ر نامہ بھی خداوند کا لایا ہون مجھے آگ کیا جلا سکتی ہی قصور سمجھا کہ باعث کرامت خداوند
...ندرت نے اسے حکم دے کر بھیجا ہی اسی وجہ سے آگ مین چلا آیا اور آگ نے اسکو نہ
...یا خواجہ راستے کو طے کر کے قلعے مین پہونچے قصور سے ملاقات کی خواجہ نے نامہ
...ل کر دیا قصور نے نامہ لیکر پڑھا اُس مین لکھا تھا کہ ای قصور جادو یہ نامہ دار پہونچتا
...ںکی راے پر کام کرنا ایک سحر بھیجا ہی اُسکو تیار کر لینا اُسکا کوئی توڑ نہ کر سکیگا قصور

سمجھا یا کہ کل بادشاہ اس طرف سے گذرینگے تو جاکر شریک ہونا مجکو صرف امتحان منظور ہے
یہ کہکر سرمست نے پھر کلمہ پڑھا بارہ ہزار دیوانے بھی آئے ایک طرف اُتر پڑے
نے سعد کو زنبیل مین رکھا اور طرف قلعے کے چلے سب شاہزادیان بھی عقب مین
مگر قصور رجادو بانی بناے قلعہ قلعے مین بیٹھا تھا کہ ہر کارون نے خبر دی کہ
فتح ہوچکے اب مسلمانون کا اس طرف قصد ہی قصور رنے کہا کہ وہ لوگ کیسے ساحر
غیر ساحر کے ہاتھ سے مارے گئے مین قلعے مین کسی کو نہ آنے دونگا ہان یار د ایک کا
جنگل جاکر کاٹو سامنے قلعے کے آگ روشن کر دو لکڑیون کے انبار لگا دو اُسی وقت
ساحر اُٹھے لکڑیان کاٹ کر انبار لگا دیے آگ روشن کر دی وہ شعلے اُٹھ رہے ہین
طائر ہوا پر گذرتا ہی تو جل کر گر پڑتا ہی قصور رنے بالاے قلعہ سے یہ سب سامان
صاحبو بادشاہ کے ساتھ بڑے بڑے جادوگر ہین میثاق کوہ گردان کو اپنے
بڑا ناز ہی وہ اس آگ کو آتش سحر تصور کریگا جب قدم رکھیگا تو جل کر خاک ہو جائیگا
کہ کر بارگاہ مین آکر بیٹھا کئی سو افسران بالیاقت لشکر مین فروکش ہین مگر خواجہ
خیبر کرتے ہوے جو سامنے قلعے کے آئے دیکھا کوس بھر تک آگ روشن ہی ایک گھسیارہ
مین گھانس چھیل رہا تھا خواجہ عمرو نے آکر اُس کاہ فروش کو پانچ روپئے چور
دیے اور کہا کہ جاکر اس آگ کی خبر لاؤ گھسیارہ روپون کی لالچ مین جیسے ہی قریب
آگ کے پہونچا چیخ مار کر بھاگ آیا خواجہ سمجھ گئے کہ یہ آتش اصلی ہی روغن موسنا
نکالا سارے بدن مین مل لیا کچھ کپڑون مین ملا قریب آگ کے آکر دعا کی کہ ای
رحیم اپنا شریک کریا آتش ضرر نہ پہونچائے جس طرح براے حضرت ابراہیم علیہ
تونے آتش کو گلزار کیا اُسی طرح اس عبد ذلیل کو بھی بچائیو یہ دعا کرکے سو
رنگ و روغن عیاری کا لگا یا ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوے اور آگ کو
ہوے چلے اس روغن کا حال شاید ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب ترکستان پر حفظ بن
آیا تھا وہ آگ ہاتھو نسے ملتا تھا اُسنے صاحبقران سے کہلا بھیجا تھا کہ آپ کو اپنے مذہب پر
ناز ہی مین نائب لات و منات ہون مین اور آپ آگ مین گھس چلین امیر نے قبول

رہی بادشاہ خواجہ کو دیکھ کر گھوڑے سے کود پڑے خواجہ کو گلے سے لگالیا کہ آپ کی وجہ
یہ راستہ ملا کہ آپ نے یہ مقامات فتح کیے خواجہ نے باتین کرتے کرتے سعد کو بیہوش کیا
ن کر کے زنبیل مین رکھا شاہزادیون نے پوچھا کہ بادشاہ کو کیا کیا عمرو نے کہا کہ میری
ل مین ہین ان کو لیکر فکر لوح مین جاتا ہون سب شاہزادیون نے پر پرواز پیدا کیے
ار کو اُسی صحرا مین اُتار دیا ابھی خواجہ روانہ نہین ہوے تھے لشکر اُتر رہا ہی کہ ایک
ن سے زنجیرون کی جھنکار کی آواز آئی سرمست مردم در دیوانہ بارہ ہزار دیوانون
ے اپنے صحرا مین بیٹھا تھا لشکر کی جو آمد دیکھی غصّے مین اُٹھا کہتا ہوا کہ یہ کون گستاخ ہین
ہمارے صحرا مین آئے سب کو جا کر مٹاتا ہون خواجہ نے دیکھا کہ یہ دیوانے کسی
ار کو نہ مانین گے مفت مین سردار قتل ہونگے سعد شہریار کو زنبیل سے نکالا کہا اک
یار دیوانہ سرمست آپ کے مقابلے مین آیا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ مین تو
ے آرام مین تھا ایک تخت پر بیٹھا تھا شاہزادیان حسین وجمیل خاطر کر رہی تھین اور
ب عیش ونشاط مہیا تھا کہ آپ کا حکم پہونچا خواجہ سعد شہریار کو بُلاتے ہین مین یہان
یہ کہہ کر بادشاہ آکر داخل بارگاہ ہوے خواجہ عمرو بھی صحبت مین ہین کہ دیوانے
بل جنگی بجوایا میٹھے بیٹھے جوش دیوانگی ہوا کہا مین ابھی جا کر بادشاہ اسلام کو لاتا ہون
دیوانون نے قصد کیا کہ ہمراہ چلین سرمست نے منع کیا کہ کسی کی احتیاج نہین
ا جو بدست ہلاتا ہوا چلا بادشاہ کو ہرکارون نے خبر دی کہ سرمست آتا ہی
اہ اُٹھے کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرے کہ سامنے سے سرمست آکر پہونچا پکار کے
ر دی کہ کیون آقاے سُرخ تمنے کچھ خوف نہ کیا میری سرحد مین چلے آئے مجھ کو
یت غصہ ہی یہ کہہ کر چوبدست آہن کو چرخ دیا سرداران شاہی آکر جم گئے بادشاہ
بدست پر ہاتھ ڈالدیا سرمست لپٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی سعد نے ایسے
مارے کہ دیوانہ چیخنے لگا کہتا تھا کہ ای آقا بس اب چھوڑ دیجیے ورنہ میری جان پر
ی بادشاہ نے فرمایا اسلام اختیار کر سرمست نے کلمہ پڑھا اور کہا غلام کا
ن سنیے کہ شب کو عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ آسمان سے آئے مجھ کو

ایک آندھی سیاہ چلی سنگباری و برفباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من فولاد دریا بار بنا کنندہ دیوار آہن بود فولاد کو مار کر میثاق
طرف برق کے متوجہ ہوا اور کہا کہ کیون ای برق تم تو دربند دوم پر گرفتار ہوئے تھے
یہان کیونکر پہونچے برق نے کہا کہ ای میثاق جب گلفروش نے مجکو گرفتار کر کے
حوض مین مقید کیا تو فولاد برائے ملاقات گلفروش روز جاتا تھا اُس سے دوستی تھی
گلفروش نے میرا حال فولاد سے بیان کیا فولاد نے کہا کہ ای گلفروش اسکا رہنا
تمھارے یہان مناسب نہین ہی مین اس کو اپنے دربند پر لیجا کر قید کرونگا پس روز مجھ پر
بدعت کرتا تھا جب اسکی زوجہ آہنتاب ہاتھ سے اُستاد کے ماری گئی تب یہ ملعون برا
ہو کے نکلا اور اُسکا یہی ارادہ تھا کہ مجکو اور اُستاد کو قتل کرے مگر خدا نے عین وقت پر
پہونچایا کہ یہ بیحیا تمھارے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا خواجہ نے کہا کہ او نالائق تو قتل ہوتا
مجکو کون مار سکتا ہی مجھسے کوہ سراندیپ پر خداوند کریم سے وعدہ ہو چکا ہی کہ جب
تین مرتبہ اُس بُری چیز کا نام نہ لونگا وہ ہرگز میرے قریب نہ آئیگی ابھی تو مین نے ایک
بھی نہین یاد کیا اور یہان جو گرفتار ہو گیا تھا وہ بھی تیری بدنصیبی کا سبب تھا ورنہ گرفتار
بھی نہ ہوتا میثاق نے کہا کہ اس بحث سے کیا نتیجہ اب اس کے آگے قصور جادو کا
ہی کہ جسنے قلعہ کو سبع بنایا ہی برق ایک جانب روانہ ہوا میثاق خواجہ سے وعدہ کر کے
ایک جانب گئے خواجہ عمرو حیران کھڑے ہین کہ نوبت ونقارے کی آواز کان مین آئی
کہ سعد بن قباد مرکب باد رفتار پر سوار تاج شہریاری بر سر اور چارقب شہنشاہی بر
موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہوئے نیمچہ ہلالی زیب کمر سپر پشت پر سب شاہزادیان گھیرے ہوئے
طاؤسان زرین بال پر سوار ہر ایک کا یہی ارادہ ہی کہ ہمارے شہریار پر جو نگاہ ڈالے
خون کے دریا بہادین جو جو شاہزادیان غیر ساحرہ شریک بادشاہ ہوئی ہین اُن کے
تو بادشاہ نے عقد کیا مگر سردار حسینان و بہار اعجاز بیان محروم وصل ہین اُن
یہی وعدہ ہی کہ بعد قتل جمشید ثانی سحر سے تم لوگ توبہ کروگے تو ہمین عقد مین کوئی عذر نہ
اِن شاہزادیون نے بخوشی اس امر کو قبول کیا ہی عمرو نے بادشاہ کو دیکھا کہ پشت پر

ن مین لیلون مگر عمرو نے جال مارا وہ مچھلی پھنسی عمرو نے جلدی خنجر مار دیا خون اُس کا
سر پر لگاکر آہنتاب کو مارا آہنتاب کے دو ٹکڑے ہوے مگر پانی حوض کا کھولنے لگا
ز آئی کہ اُستاد غلام کو بچایئے عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام برق کی
دن پکڑے ہوے ہی اور ایک ہاتھ مین خنجر ہی چاہتا ہی کہ برق کا سر کاٹلون برق
پ رہا ہی خواجہ نے چاہا کہ اس ساحر کو مارون اور برق کو بچاؤن برق نوبت بجان
ار دبر استخوان ہی اُسی بیقراری مین بلک بلک کر دعائین بھی مانگ رہا ہی عمرو نے
پٹ کر حباب مارا اُس ساحر نے مُنھ پھیر لیا حباب پشت پر پڑا ایلٹ کر اُسنے ہاتھ مارا
و کی بھی گردن لی کہا او ظالم تو نے آہنتاب کو مارا ہمارا گھر ویران ہوا ہم کیا تجکو
دہ چھوڑین گے مین جانتا تھا کہ اپنے شاگرد کو اس حال زار مین دیکھ کر گھبرا ئیگا وہ ہی ہوا
ین نے فورًا گرفتار کر لیا اب عمرو و برق کو اُس ساحر نے کہ نام اُسکا فولاد دریا بار
پر تیغ بٹھایا چاہا خنجر مارون کہ دونون کے سر اُڑ جائین برق تڑپنے لگا اور دونون ہاتھ
ب آسمان بلند کیے اور پکار اُٹھا کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم اس آفت ناگہانی
و بلاے آسمانی سے مجکو نجات دے نظم

خدا اوالی وغیب دان لایزال + خبردار احوال ماضی وحال +
گہ از ماہ نو بدر سازد عیان + گہ از بدر ظاہر نماید ہلال +
غنی را گہے میکند تنگ دست گہے مفلسان را دہد گنج ومال
بہر بے خبر زو خبر میرسد + رساند بہ بے علم فضل وکمال
بہر سمت پرتو فگن نور اوست نماید ز ہر سو جمالش جمال +
بحکمش بہ بستان شود جلوہ گر گُل تازہ بر شاخ رنگین نہال

ما نے جو بیقرار ہو کر دعا کی اور خواجہ نے آمین کہی تیر دعا فورًا ہدف مراد پر پہونچا
نعرہ ہوا کہ منم میثاق کوہ گردان او فولاد دریا بار خبردار عمرو و برق کو قتل نکرنا
یاب موے جسم بھی میلا ہوگا تو دریاے خون بہادونگا یہ کہکر ایک گولہ مارا کہ فولاد
سینے کو توڑ کر پار گذرا فولاد کے مرتے ہی وہ دیوار آہنی گری اور حوض بھی خشک ہو گیا

کہ میثاق کوہ گردان آکر پہونچا عمرو نے کہا کہ ای میثاق اب چوتھا در بند کہان ہی اُرکیا
علامت ہی میثاق نے کہا کہ وہ سامنے دیوار آہن معلوم ہوتی ہی خواجہ نے کہا کہ ہیو چیا کر
دیکھون کہ کیا معرکہ ہی یہ کہکر عمرو آگے بڑھا دیکھا کہ سامنے دیوار آہن کے ایک حوض بنا ہوا
ہی اُس مین ہزار ہا مچھلیان تڑپ رہی ہین عمرو نے ایک ڈھیلا اُٹھا کر حوض مین پھینکا
حوض کے پانی نے جوش مارا ہزار ہا مچھلیان نکل کر جنگل مین پھرنے لگین پانی جوش پر
ہی دو گھڑی کامل حوض مین غریو رہا عمرو کو پناہ پانی مشکل ہی یہی خیال ہی کہ آبرو بچے بڑی
بات ہی بعد تھوڑی دیر کے غریو موقوف ہوا ایک ساحرہ آہنتاب جادو نامے حوض سے
نکلی کہتی ہوئی کہ کسی صاحب کا گذر یہان بھی ہوا مین ایسی نہین ہون کہ دھوکا کھاؤن کہ
اُس آنے والے کی مشکین باندھ کر لیجاؤنگی عمرو نے جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری
نکالا گلفروش کی شکل بن کر اُڑتے ہوے چلے پُکارتے ہوے کہ نانی جان مجھے بچاؤ بڑی
بڑی تدبیر کرکے اپنی جان بچائی ہی مگر اب ساحرون کا اجماع ہی میثاق کوہ گردان
کے سحر سے بچنا دشوار ہی بی سردار حسینان بھی ہین بہار اعجاز بیان گلدستہ تانے ہوے
میرے پیچھے آتی ہین مین ان کے سحر کا کیا جواب دون تمکو یہ طاقت سامری و جمشید نے
دی ہی کہ اس ظالم کے ہاتھ سے بچالو آہنتاب نے جو گلفروش کو آتے ہوے دیکھا
ساحرہ کہنہ و جہاندیدہ و کار آزمودہ ہی پُکار کر آواز دی کہ ای گلفروش ہمنے تو آواز سنی تھی
کہ تم قتل ہو گئے گلفروش نقلی نے جواب دیا کہ مین نے سحر کرکے اپنے کو مخفی کیا تھا ہم شکل کو
قتل کرایا عمرو نے قریب آکر ہاتھ آہنتاب کے چومے اُسی جلدی مین حباب مار دیا آہنتاب
چرخ مار کر گری بیہوش ہوتے ہی عمرو نے خنجر مارا خنجر نے تاثیر نہ کی اب عمرو گھبرایا میثاق بلندی
سے یہ سب معرکہ دیکھ رہا تھا پُکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ اوج عیاری یہ یون قتل نہ ہوگی
حوض کے جا کر آواز دو کہ ای ماہی جان نثار جلد آؤ ایک مچھلی نکلے گی اُسکو گرفتار کرکے
اُسکو ذبح کرلو گے اور خون اُسکا خنجر پر لگاؤ گے تب یہ قتل ہو گی عمرو نے جال کاندھے پر
ڈالا میثاق آسمان سے دیکھ رہا ہی عمرو نے کنارے پر آکر آواز دی کہ ای ماہی جان
جلد آؤ پانی حوض کا کھولا ایک ماہی کلان مُنہ کھولے ہوے نکلی قصد کیا کہ تڑپکر عمرو

وگرنی باموے پریشان نیلہ لنہگا پہنے ہوے نیلی چدریا اوڑہے ہوے اس طرح سے آہو پر
ار ہی کہ آدہا جسم زمین پر اور آدہا آہو پر آہو دوڑا ہوا آتا ہی وہ ساحرہ قریب نخل آکر پہونچی
وسے اُتری اور پُکار کر آواز دی کہ ارے کمبختو یہان تو کوئی نہین ہی کیون غل مچاتے ہو یہان
ستاٹا پڑا ہی وہ طائر درخت سے اُڑے اور گرد اُس ساحرہ کے چرخ مارا ساحرہ پھر آہو پر
ار ہوئی جدہر سے آئی تہی اُدہر ہی چلی خواجہ نے اُس ساحرہ کا پیچھا کیا کوس بھر پر جاکر
ب مکان تہا وہ ساحرہ اُس مین داخل ہوئی خواجہ نے باہر سے سُنا کہ اُسی قصر سے گانے
آواز آتی ہی جب گانا موقوف ہوا تو خواجہ ایک ساحر کی شکل بن کر دروازے پر مکان
آئے اور پُکار کر آواز دی کہ ای ملکہ غزال جادو مین کچھ عرض کرونگا وہ ساحرہ بالاے
آئی پُکار کر کہا کہ کیون او ساحر کیا کہتا ہی ساحر نے کہا کہ ایک شخص دُبلا پتلا نہایت
تیا ہمارے گانون مین آیا ہی لڑکون کے کپڑے اُتار لیے ہین جب مین دوڑا تو وہ بہاگ کر
ب غار مین چھپا ہی آپ چلیے چل کر اُسکو گرفتار کر لیجیے میرے لڑکے کے کپڑے دلوا دیجیے یہ
کر غزال جادو نے کہا کہ نشان تو عمرو کا بتاتا ہی یہ حرکتین اُسی کی ہین جسطرح بنے اُسے
تار کرون بندگان سامری کو آزار پہونچاتا ہی اگر وہ گرفتار ہو تو ہم لوگونکی جان بچے
ال جادو کوٹھے سے اُتری عمرو لگا کر پیچھا کہتا ہوا جاتا ہی کہ دیکھیے اس مقام پر کھڑا تہا
ن لڑکے کے ہاتھ سے کپڑے اُتارے مین دوڑا تو یہانسے بہاگا وہ سامنے غار ہی اُس مین
ڑا اُٹہا پھر نہین نکلا مین انتظار کیا کیا غزال کہتی ہی گنوارون کی باتین نہ کرو ہمین
دہم گرفتار کر لین گے اگر عمرو ہوا تو تم کو بہت کچھ ملیگا عنبر بار نے ہم کو اسی واسطے
ر کیا ہی کہ عمرو کو گرفتار کر کے لاؤ اگر ہمنے عمرو کو گرفتار کیا تو خوب انعام ملین گے ہم تم کو
شریک کرین گے خواجہ عمرو کہتے ہین آپ مالک ہین لڑکون کے کپڑے ملجائین تو ہم آپ کا
ریہ ادا کرین سامنے غار کے آکر کہا کہ وہ دیکھیے دبا ہوا بیٹھا ہی غزال نے دیکھ کر کہا مجکو
ن معلوم ہوتا عمرو نے کہا کہ آپ سحر کیجیے زمین اُس کے پاؤن تھام لے مین اُتر کر پکڑ لاؤنگا
ال نے گولہ جھولی سے نکالا اسم سحر کا پڑھ کر چاہا کہ گولہ پھینکون عمرو نے حلقہ ہاے کمند گلے
ڈالدیے اور ایک جھٹکا مارا حباب مار کر بیہوش کیا بیہوش کر کے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا

ایسے افسر کو قتل کیا اور پھر باتین بناتا ہی ہم تجکو زندہ نہ چھوڑین گے ضرور قتل کرین
کھینچ کر جب جادوگر بڑھے تو عمرو بیقرار ہوا تڑپ کر دعائین مانگنے لگا کہ ای خالق لیا
وای معین و مددگار ان دشمنون کے ہاتھ سے بچالے رحم اپنا شریک کر

فی الحقیقت خانۂ دنیا سرای محنت است	معدن رنج و غم و آلام و کان آفت
طالبان ذات حق را فقر و فاقہ دولت است	خاکساران خدا را خاکساری دولت
حُبِ دنیا وحشت است و نخوت است و غفلت است	زحمت است و ذلت است و حسرت است و حیرت
بر سر استادہ است در دنیای دون پیک اجل	آخرین دم ہر دم و ہر وقت وقت رحلت
ہر چہ ہست اندر کفت امروز حق دیگر است	مال بیگانہ تمام این گنج و مال و دولت
قوتش ناقوتی و طاقتش ناطاقتی	فرصت اش غمگینی و عزت سراپا ذلت
ہند یا ہرگز منال اندر غم مال و منال	زانکہ در دنیا آل مال داغ حسرت

عمرو بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہا ہی اور جادوگر اکٹھا ہو کر چلے تلوارین کھینچے ہوئے
ہین کہ عمرو پہ وار کرین عمرو نے بیقرار ہو کر عرض کی کہ ای خالق کون و مکان وای رب
تو مجھسے کوہ سراندیپ پر وعدہ کر چکا ہی اور مین نے اب تک اُس بُری چیز کا خیال
کیا آج تو بالکل ملک الموت سامنے ہی یہ تو ظاہر ہی کہ مین بے گناہ معصوم ہوا
مرونگا تو بہشت کے سوا کہان جاؤنگا بہشت مین سُنتا ہون جواہر کے مکان ہین
تک کھود کر زنبیل مین رکھ لونگا پس مجکو نہ بُلائیے ورنہ وہ مقام ویران ہو جائیگا جا
باتون پر عمرو کی ہنستے ہین قضائے کار میثاق کوہ گردان اُڑتا ہوا آیا
سے دیکھا کہ گلفروش کا لاشہ پڑا ہی اور دلفریب بیہوش پڑی ہی اور ساحر عمرو کو قتل
ہین تلوار کمر سے نکالکر پھینکی اسقدر تلوارین برسین کہ سب ساحرون کے سر اُ
ایک تلوار دلفریب پر گری اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے خواجہ اُٹھے جادوگرون
اُتارنے لگے باغ ویران ہو گیا خواجہ نکل کر بھاگے باہر نکل کر طرف تیسرے دربند
جیسے ہی سامنے نخل کے پہونچے ہزارہا طائر نخل سے اُڑے غلغلہ کرنے لگے کہ دشمن آتا ہی
گرفتار کرو خواجہ اُلٹے بھاگے ایک جھاڑی مین چھپ کر بیٹھے دیکھا صحرا سے گرد اُٹھی اور

کر خواجہ نے قاشِ امرود گلفروش کے مُنہ مین دی گلفروش نے جیسے ہی وہ قاش
ی کہا بڑے میان صاحب اس لذت کا امرود کبھی ہم نے نہین کھایا دلفریب نے آگے
جہ سے کہا کہ ایک قاش ہمکو بھی دیجیے خواجہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ امرود مین نے بڑی
قت سے توڑے ہین جس درخت مین پختہ دیکھا اُسے توڑلیا تو مالک نے بھی پسند فرمایا
کر ایک قاش کاٹی نمک اُسپر چھڑکا کھلا بی دلفریب ہم تو تمھارے ممنون احسان ہین
ہمکو اس باغ مین لائین ورنہ ہم کیونکر آسکتے ہزار طرح کی خرابیان تھین مگر تم نے یہ
سان کیا کہ ہم کو یہان تک پہونچایا اب ہماری بات کا بُرا نہ مانو ہم ضعیف آدمی ہین
ارے کام کے نہین دلفریب نے ہنس کر کہا کہ کیون بڑے میان تمھارا کیا نام ہی باتین
ب بناتے ہو عمرو نے کہا کہ میرے ہاتھ سے امرود نوش فرمائیے یہی میری خوشی ہی دلفریب
منہ کھول دیا قاش کو مُنہ مین لیا جیسے ہی عمرو کھلا کر ہٹا گلفروش نے پُکار کر کہا کہ ای
ے میان صاحب اس قاش مین کیا تھا سر گردش کرتا ہی عمرو نے کہا کہ ذرا ٹہلیے ہوا
تو گرمی موقوف ہو دلفریب و گلفروش جیسے ہی اُٹھے لڑکھڑا کر ایک تھالے مین گرے
و نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو سے عمروم کہ کلاہ از سرِ قیصر ببرم + رنگ از رُخِ بختک بد اختر
+ در مجلس خسروان چو گردم ساقی + تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم + نعرہ کرکے عمرو نے
روش کو قتل کیا جیسے گلفروش کو خنجر مارا اور گلفروش کا سر کٹا وہ طائر جو درختون
بیٹھے تھے وہ سب زمین پر گرے ساحرون کی شکل بن کر عمرو پر حملہ آور ہوے عمرو نے
جست کرکے نکلون مگر گئی سی ساحرون نے جو سحر کیا خواجہ ایک مقام پر گرے زمین
پاؤن تھام لیے جادوگر تلوار کھینچ کر چلے کہتے ہوے کہ او مکار تو نے ہمارے افسر کو
ہماری آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی ایسا نہ ہو کہ خداوند کو خبر ہو جائے یا عنبر بارہ
لین تو فرمائین گی کہ تم سب دیکھا کیے اور افسر تمھارا قتل ہو گیا عمرو کے تو پاؤن
ن تھامے ہی ہر چند عمرو کہتا ہی کہ بھائیو مین نے گلفروش کو نہین مارا گلفروش
دلفریب نے قتل کیا مین چاہتا تھا کہ دلفریب کو اس جرم پر قتل کرون تم لوگون نے
عیار سمجھا جادوگرون نے کہا کہ او مکار تیری باتون سے فریب پیدا ہی گلفروش

دیکھ رہے ہین اب جو یہ باتین ہوئین خواجہ نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران ایسا نہ ہو کہ آپ کو
پریشانی ہو مین ابھی نکل جاؤن یہ کہکر پلٹنے لگے گلفروش نے ہاتھ ہلا دیا کہا صاحبو دروازہ
بند رکھو ایسا نہ ہو کہ کوئی افتاد پڑے پھر کسی کے کیے کچھ نہ ہو سکیگا گلفروش کے کہنے سے
دروازہ بند ہو گیا طائر اپنے اپنے آشیانون مین جا بیٹھے خواجہ نے کہا کہ حضور مجکو کیا حکم ہوتا
ہی میرا ٹھہرنا ایسے مقام پر مناسب نہین کہ آپ کو شک ہوتا ہی دلفریب نے کہا کہ میان
گوئیے صاحب دو چار اشعار گائیے پھر چلے جائیے گا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے جھونجھ
نکالی اور اُسمین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین	راحت سے نہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے	ای دام کشو دیکھو صیاد اسے کہتے ہین
قصے گل و بلبل کے کل مین نے کہے اُسنے	باتون مین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
تصویر تصور نے کوچے کی ترے کھینچی	فردوس اُٹھا لایا شداد اسے کہتے ہین
ناسخ کے قمر کیا کیا شہرے ہین زمانے مین	قول اہل سخن کا ہی اُستاد اسے کہتے ہین

اس طرح سے عمرو نے یہ اشعار گائے کہ گلفروش جھومنے لگا دمبدم کہتا تھا کہ بڑے میان
کیا خوب گاتے ہو یہ باغ پُر بہار ہی میوے کھاؤ یہین رہو عمرو نے جو اتنا اشارہ پایا
پانچ چھ امرود توڑے چاکو اپنے پاس سے نکالا پھاکین بنا کے سامنے گلفروش کے رکھے
گلفروش نے کہا کہ بڑے میان تم کھاؤ تم ہمارے مہمان ہو خواجہ نے کہا عنایت حضور
کی مگر آپ نوش فرمائیے تو دل کو میرے ڈھارس ہو مین اب اس باغ سے نہ جاؤن
جس میوے کا خیال کرتا ہون اُس میوے کو اس باغ مین پاتا ہون حقیقت مین آپ نے
کیا انتظام کیا ہی کہ فصل و غیر فصل کا میوہ موجود ہی میرا جی چاہتا ہی کہ ایک قاش
کو کھلاؤن اور ایک بی دلفریب کو کھلاؤن گل طائر مُنھ اُٹھا کر مجکو دیکھتے ہین
کہ ایسا نہ ہو مجھپر ٹوٹ پڑین تو پھر جان کا خوف ہی گلفروش نے کہا کہ میان گوئیے
تم کو طائر آزار نہ پہونچائین گے یہ طائر کرامات خداوند کے ہین دشمن کے جویا ہین اگر
دشمن مل جائے تو اُسکو ہلاک کرین تم اپنے اوپر کچھ گمان نہ کرو تم کو تو امان دی

...ز سے میرے قدم چومنے مجنون آیا ؛ ؛ لیگئی جب مجھے صحرا کی طرف شدتِ عشق
...ب مرے سامنے منعم کی حقیقت کیا ہی دل غنی ہی مرا ہی پاس مرے دولتِ عشق
...یا مزہ اسمین ہی ذلت کے سوا اے سطوت خواب مین بھی نظر آئی نہ مجھے صورتِ عشق

...س رنگ سے خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ وہ ہی عورت باغ سے نکلی مگر سر ہلاتی ہوئی اور
...کار کر آواز دی کہ ای گوئیے تو کس مصیبت مین مبتلا ہی کہ تنہا بیٹھا گا رہا ہی عمرو نے جواب
دیا اُس عورت نے قریب آکر ہاتھ عمرو کا تھام لیا کہا ارے چل گلفروش تیری بڑی قدر
...ریگا وہ مرتبہ اعلیٰ ملیگا کہ تو نہال ہو جائیگا یہ کہکر ہاتھ اُٹھایا یا تو برقین تڑپ رہی تھین
...و یا راستہ در باغ کا رُکا تھا یا وہ برقین سب غائب ہو گئین خواجہ بے خوف اُس نازنین کے
...اتھ باغ مین آئے دیکھا چہار جانب گلہائے رنگا رنگ زمین پر پڑے ہین ہوا سے اُڑتے
...رتے ہین طائران نغمہ سرا درختون سے گرتے ہین اُن پھولون کو اُٹھا کر لیجاتے ہین اپنے آشیانے
...اتے ہین خواجہ گنگناتے ہوے اُس نازنین کے ساتھ آتے ہین طائرون نے جو خواجہ
...آتے ہوے دیکھا منقارون سے پھول گرا دیے شاخون پر جا بیٹھے وہ پھول سب انگارے
...گئے جس طرف خواجہ جاتے ہین وہ انگارے دوڑتے ہین چاہتے ہین کہ پانو مین لپٹ جائین
...ن نازنین نے پکار کر کہا کہ ای شعلہ خوار یہ گویا ہی مین اسکو ساتھ لاتی ہون کچھ خیال
...کرو تب وہ شعلے پھر پھول معلوم ہونے لگے اس طور سے خواجہ وسط باغ مین پہونچے دیکھا
...غروش مسند پر بیٹھا ہی پکار کر کہا کہ ای دلفریب یہ دوسرا کون شخص ہی کہ جسکو اپنے ساتھ
...ئی ہو سارا باغ پریشان ہو رہا ہی دیکھتی ہو کہ طائران باغ پھول نہین اُٹھاتے سنبل نے بال
...ول دیے ہین لالہ با دل داغدار اپنا داغ دکھا رہا ہی یہی مراد ہی کہ غیر باغ مین نہ آنے
...ئے ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار آجائے تو باعث خرابی ہو مشہور ہی کہ ویرانہ مارا گیا اب عیار
...طرف رُخ کرین گے مجکو بڑی احتیاط چاہیے اُس عورت نے کہا کہ ای شہنشاہ کوئی آپکے
...ہکے خلاف نہ کریگا مگر یہ گویا آوارہ ہو کر ایک نخل کے نیچے گا رہا تھا مین بلا لائی کہ آپ
...گانا سنیے اگر گانا سنین گے تو بہت محظوظ ہونگے گلفروش نے کہا کہ ای دلفریب قدرت
...لکھا ہی کہ عمرو ضرور اس باغ مین آویگا فکر سے غافل نہ رہنا خواجہ حیران حیران چار جا...

گلفروش اُٹھا قریب آکر کہا کہ ای ویرانۂ دشت نشین تم کیون یہان آئے برق فر
جواب دیا کہ آپ کی ملاقات کو آیا تھا منظور ہوا کہ کچھ اپنا حال کہون اور کچھ آپ کا حال
لشکر بادشاہ اسلام قریب آچکا ہی جو تدبیر بتائیے وہ کرون گلفروش نے قریب آکر
پھیر ا رنگ در وغن عیاری کا اُڑ گیا گلفروش نے دیکھا کہ ایک انگریز قنتور ۂ زر لف
آراستہ سامنے کھڑا ہی گلفروش نے کہا کہ مہتر صاحب آپ ہین معلوم ہوتا ہی کہ و
مارا گیا مگر میرے سحر سے کوئی نہین بچ سکتا مین ایسے دھوکے نہ کھاؤنگا پکار کر آواز دی
گرم آفتاب نما اسکو لیکر قید کرو ایک جادوگر پہلوے باغ سے آیا اُسنے آتے ہی برق فر
کو پکڑ لیا اور کشان کشان لیکر چلا سامنے حوض تھا جس مین آب صاف و شفاف بھرا تھا
برق کو ڈھکیل دیا نہین معلوم برق پر کیا گذری کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر ہوگا مگر مبدا
جب برق فرنگی کے ساتھ سے پلٹا تو ایک صحرا مین آکر دیکھا کہ ایک راہگیر ایک
کپڑے اُتار رہا ہی عقل سے سمجھ گیا کہ یہ ہمارے پیر و مرشد ہین پکار کر آواز دی کہ
اُستاد والا نژاد یہ ملعون اسی کے لائق تھا کہ کپڑے اسکے اُتار لیجیے اور کنوین مین
ڈالدیجیے یہ سُن کر خواجہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ میثاق کوہ گردان آتے ہین پکار کر
کہ ای وزیر اعظم کہان سے آتے ہو صبح کا وقت بُہنی بٹے کا زمانہ یہ بے حیا سامنے آ
کو غنیمت جانا کہ بُہنی تو ہو جائے دن بھر خالی نہ گذرے ای میثاق عجب عسرت مین
ہی ایکی مہینے مین ایسی کمی پڑی کہ سود بھی نہین پہونچا مہاجن مجکو ڈھونڈھتے پھرتے ہین
ہوا میثاق نے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری برق نے دربند اول فتح کیا مگر طریقہ
معلوم ہوتا ہی کہ دوسرے دربند پر برق جو گیا تھا وہان کچھ افتاد پڑی ورنہ اب تک
آجاتا ایسا نہ ہو خدا نخواستہ اُسکو کوئی قتل کر ڈالے تو مشکل ہو خواجہ نے فوراً صو
بدلی طرف باغ گلفروش کے چلے میثاق آسمان پر سے دیکھتا ہوا جاتا ہی کہ جب خو
سامنے باغ کے پہونچے وہی علامت دیکھی کہ برقین تڑپ رہی ہین ایک گوّیے کی شکل بنکر
نخل کے نیچے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

بندۂ عشق ہون کیونکر نہ کرون مدحتِ عشق
دیکھا جس سمت نظر آئے مجھے حضرت عش

رانہ ہوے زمین پر پڑا لوٹ رہا ہی کہ کارد آکر سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذر ہی ویرانہ
مرتے ہی اندھیرا ہو گیا میثاق ویرانہ کو مار کر پلٹا صحرا مین آکر دیکھا کہ پنجہ سُنہرا جو
ق کو اُٹھا لایا تھا صحرا مین لیے ہوے ہی برق چاہتا ہی مین چھوٹون تو جا کر دیکھون کہ
ثاق نے کیا کیا مگر پنجے نے برق کو نہ جانے دیا میثاق نے آکر کہا کہ ای ہنر والا گھر
یرانہ مارا گیا اب تمھین جو بن پڑے وہ کرو میثاق تو رخصت ہو گیا برق فرنگی اول
ام ویرانہ پر آیا دیکھا تمام علامتین نابود ہوئین ویرانہ کی شکل بنکر چلا مقام ویرانہ
کر کے سامنے پہونچا دیکھا کہ ایک باغ ہی دروازہ اُسکا مثل آغوش عاشق کُھلا ہی
دروازے کے آگے برقین چمک رہی ہین برق حیران ہوا کہ اب کیا کرون ایسا نہ ہو
ین اندر جاؤن کوئی برق مجھپر گرے اور دو ٹکڑے کرے کھڑا ہوا حیران دیکھ رہا ہی کہ باغ
کے اندر سے ایک عورت نکلی بہاری کپڑے پہنے یہ اشعار گاتی ہوئی نظم

ین نہ چھوٹا مرکے بھی دشتِ غبار انگیز کا — مین اک بگولہ بن گیا صحرائے وحشت خیز کا
تر مٹنے کا نہین لالے کا داغ ای باغبان — دھبا ہی میرے خون کا دامن ہی اُس خونریز کا
قِ شہادت مین یہان ہر وقت کٹتا ہی گلا — عالم رگِ گردن مین ہی قاتل کی تیغ تیز کا
اد دلبر کی سند کچھ اور ہم رکھتے نہین — دل ہاتھ مین ظالم کے ہی کیا کام دستآویز کا
فتہ مو سنبل بھی ہی سرگشتہ بوے گُل بھی ہی — سودا چمن کو ہو گیا اُس زلف عنبر بیز کا
بادہ نوشی ساقیا کوئی نہین جسکی دوا — پرہیزگارون کو ہوا اچھا مرض پرہیز کا
عت نہین آفاق کی تیری یہ جولانگاہ ہی — گردش ہی ہفت افلاک کی کاوا ترے شبدیز کا
تے نہین ہم ای جلال آشوب روز حشر سے — دیکھا ہی ہمنے حادثہ عشق بلا انگیز کا

ں عورت نے جو یہ اشعار گائے برق کو ایک ولولہ پیدا ہوا طرف اُس عورت کے چلا
ں عورت نے اشارے سے برق کو بُلایا جب برق قریب اُس عورت کے پہونچا وہ جو برقین
پ رہی تھین سب برق کو لپٹ گئین اُس عورت نے آکر برق کا ہاتھ تھاما کشان کشان
در باغ کے لے گئی گلفروش جادو جو یہان کا حاکم ہی بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی کہ وہ عورت برق
لیے ہوے آئی کہا ای شہنشاہ یہ بھیجا کون شخص ہی طرف باغ کے آتا تھا مین نے گرفتار کر لیا

اُسنے سب کو ہٹایا اور خنجر لیکر چلا برق نے آنکھین بند کر لین سوچتا ہی کہ کہان کہان
اور کیا کیا عیاریان کین مگر قضا یہان پر تھی جیسے ہی جلاد نے چاہا کہ خنجر مار دون میرے
نے ہاتھ ہلایا کہ ایک برق کڑک کر گری جلاد کا سر اُڑ گیا ویرانہ نے دیکھا کہ آسمان سے
آئی اُسنے جلاد کو مارا اور ایک سنہرہ پنجہ گرا ہی وہ کمر مین برق کی پڑا ہی اور اُٹھا کر لے
ویرانہ نے کہا کہ ارے تو کون چاہا پنجے کو روکون مگر یہ سحر میثاق کو وہ گردان ہی
روکے سے رُکتا ہی لیکر بلند ہو گیا مگر ویرانہ نے دیکھ لیا کہ میثاق کھڑا سحر کر رہا
للکار کر اپنے مقام سے اُٹھا میثاق پر کئی سحر کیے مگر میثاق ان ایسون کے سحر کب
مانتا ہی ہر ایک سحر کو دفع کیا برق کو تو پنجہ لے گیا اب ویرانہ سے اور میثاق سے
پڑی سب نے مل کر میثاق پر سحر کی بوچھار کی مگر میثاق نے سب کے سحر دفع کر کے ایک
پھینکی کہ جس سے مس ہو گئی اُسکا سر کٹ کر گر پڑا کئی سو جوان ساحران کارگزار
ویرانہ تھے سب مارے گئے اب ویرانہ چاہتا ہی مین نکل جاؤن مگر میثاق آسمان سے
اُتر آیا زمین پر جما ہوا کھڑا ہی ویرانہ سے رد و قدح ہو رہی ہی جو سحر ویرانہ نے کیا
میثاق نے دفع کر دیا اور جو سحر میثاق نے کیا ویرانہ بمشکل دفع کرتا ہی تلوارین
برس رہی ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی ویرانہ نے جان پر کھیل کر آخری سحر کیا
میثاق کا زخمی ہوا میثاق نے اُس زخم کا خون لیکر کارد پر لگایا اور کارد پھینکی
ویرانہ نے دیکھا کہ کارد مثل شعلہ چمکتی ہوئی طرف سینے کے آتی ہی چاہا بھاگ جاؤن
زمین نے پاؤن تھام لیے اب ویرانہ ناچار ہوا کبھی اپنا ہاتھ کاٹ کر خون پھینکا
کہ اس خون کو لیکر کارد ہٹ جائے مگر وہ کارد تو جانگیر ہی ویرانہ کے قتل کی تدبیر
دستکین دیتا ہی جب دیکھا کارد نہین رُکتی تو جھولی سے ایک پتلی نکالی پتلی پیتل کی
سامنے کھڑی کر دی خیال یہ تھا کہ یہ پتلی کارد کو تھام لیگی مجھ تک نہ آنے دیگی مگر کارد
قریب پتلی کے آئی پتلی نے ہاتھ ڈال دیا مگر اُنکہ کر چھوڑ دیا وہ کارد پتلی کے سینے
توڑ کر پشت کو پار گذری پتلی تو زمین پر گر کر جلنے لگی وہ کارد پھر اُسی طرح طرف سینے
کے چلی جب تو ویرانہ ناچار ہوا بھاگ نہین سکتا چاہتا ہی پردہ از پیدا کر دون پر

ورت اصلی نکل آئی ویرانہ بہت جھلایا کہا میدان خونی کی تیاری کرو مین جانتا تھا کہ یہ ظالم
ور فتور کریگا سرکوب کو قیدخانے سے بلوایا سب حال پوچھا اُسنے سب حال بیان کیا مکاری
ق کی ظاہر ہوئی اُسی وقت میدان خونی کی تیاری ہونے لگی دارین استادہ ہوئین ویرانہ
منے آکر بیٹھا جب جلاد جمع ہوچکے تو عرض کی گئی کہ سب سامان تیار ہی ویرانہ نے حکم دیا
برق کو لاؤ سب ساحر برق کو کشان کشان لائے اُسوقت برق نہایت بیقرار و اشکبار ہوا
ایک کے آگے ہاتھ باندھتا ہی کہ یارو بیخطا ہون مگر کوئی نہین سُنتا ہر ایک کا یہی قول
ہ اس ظالم نے دن دہاڑے یہ عیاری کی اگر رات ہوتی تو کیا قیامت برپا کرتا معلوم
ا کہ کوئی فقرہ اسکا عیاری سے خالی نہین ہی جلادون نے برق کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا
ر کہا اب کیون گڑگڑاتا ہی تیری کون سُنے گا مکاریان تیری ظاہر ہوئین ایک جلاد نے
دن پر کوئلے کا خط دیا جب تو برق فرنگی بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگا کہ ای کریم و رحیم
وای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر نظم

ر بندۂ خدا تو خدا از خدا طلب + در دل مدار غیر خدا ما سوا طلب +
کار ہر چہ ہست ترا از خدا طلب + مطلب طلب مراد طلب مدعا طلب
دل امید نیک و بد از بندگان مدا + گر بندۂ خدائی و مرد خدا طلب +
ن مکش ز حکم الٰہی و دم مزن + سر نہ بخاک عجز و ہمیشہ رضا طلب
طلبے کہ ہست ز مطلوب خویش خواہ + ہر مقصدے کہ ہست از ان آشنا طلب
م جان ز حضرتِ جانان سوال کن + تسکین دل ز درگہِ آن دلربا طلب

ن نے بلاک کر جو دعائین مانگین زندگی سے نا امید ہو چکا ہی کہ تیر دعا ہدف مراد
ہونچا قضائے کار میثاق کوہ گردان جب صحرا مین پہونچا تو گرمی سے ایسا پریشان ہوا
رق عرق ہو گیا جب زیادہ بلند ہوا تب گرمی موقوف ہوئی اُس مقام پر پہونچا اور دیکھا
رق فرنگی زیر تیغ بیٹھا ہی کرسی پر ویرانہ دشت نشین بیٹھا ہی جلاد برق کو گھیرے ہوے
ی کے ہاتھ مین خنجر کسی کے ہاتھ مین تلوار کوئی گولہ لیے کھڑا ہی کسی کے ہاتھ مین تیر و کمان
یرانہ کہہ رہا ہی کہ ارے اسے جلد قتل کرو ایک جلاد کہ سب مین قوی تن و قوی من تھا

کہا ای شہنشاہ آج تو ایسی خوشی ہی کہ دل چاہتا ہی گائین بجائین بیٹھ کر سحر یاد کرین سرِ
اسقدر رہین کہ روح سامری شاد ہو یہ کہکر خوشیان کرنے لگا بایان اُٹھا کر سیدھا
ٹھیکہ چھیڑ کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

شبِ وصلت جو ہین پچھلے پہر تکبیر ہوتی ہی
موذن کی صدا حق مین ہمارے تیر ہو

اشارہ ہی کرینگے قتل اپنے ہاتھ سے مجکو
جو قبضہ چوم کر زیب کمر شمشیر ہوتی

تلاش رزق مین کیون در بدر پھرتے ہو بے صبرو
نہین ہوتا ہی کچھ جب گردش تقدیر ہو

خفا ہو کر مری جانب سے مُنہ کیون پھیر لیتے ہو
سوا بوسے کے مجھسے کونسی تقصیر ہو

قلم کرتا ہی سر کس جرم پر تو شمع محفل کا
خطا سرزد یہ تجھسے ناحق ای گلگیر ہو

بناتے ہین اِدھر اک میکدہ ہم رند ای سطوت
اُدھر زہاد مین مسجد اگر تعمیر ہوتی

یہ اشعار جو برق نے سامنے ویرانہ کے گائے ویرانہ خوش ہو گیا شراب منگوا کہ
مین رکھوائی برق نے اُلٹ پلٹ کر کے بیہوشی ملائی قصد ہی کہ پلاؤن کہ ایک خدمتگار سر
کا قید خانے مین پہونچا دیکھا قیدی بیہوش پڑا ہی جگانے لگا جگانے سے جب اُسکے
نہ ہوا تو اُسنے پانی مُنہ پر چھڑکا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی سرکوب
ہوشیار ہوا خدمتگار نے پوچھا آقاے نامدار یہ کیا ماجرا ہی سرکوب نے طرف
اشارہ کیا خدمتگار نے گیند نکالا اب سرکوب باتین کرنے لگا سرکوب نے خدمتگ
کہا کہ دربار مین ویرانہ کے جا دیکھ وہان کیا ہو رہا ہی خدمتگار جو پہونچا دیکھا محفل
آراستہ ہی سرکوب نقلی سب کو شراب پلایا چاہتا ہی خدمتگار نے پکار کر آواز د
شہنشاہ ساحران آقا میرا سرکوب قید خانے مین بیہوش پڑا تھا رنگ و روغن
سپر ملا تھا مین نے پانی ڈالا رنگ و روغن تو اُڑ گیا اور صورت اصلی ظاہر ہوئی اُنھ
مجھسے کہا کہ دربار مین جا کر دیکھ کہ کیا ہو رہا ہی یہان رنگ ہی اور رہی شراب کا چر
ہی ویرانہ دشت نشین نے وہ شراب کتے کو پلائی کتا سر پٹکنے لگا آخر برق کو گرفتہ
برق نے چاہا تھا کہ بھاگ کر نکل جاؤن مگر ویرانہ نے نہ جانے دیا کہا اگر بڑھیگا
ابھی پھونک دونگا برق ناچار ہو کر کھڑا رہا ساحرون نے گرفتار کر لیا اب جو منھ

طا اتنا کہا کہ ای زمین دشمن ہمارا نکلا جاتا ہی اسکے پائون پکڑ لے اُسی وقت زمین سے دھوان
طنے لگا عمرو گر کر بیہوش ہوا امین نے گرفتار کیا مگر مجھسے فرمایا کہ ای سرکوب وای مقبول درگاہ
دولت اب اس کو ہوشیار نہ کرنا جاتے ہی قتل کر ڈالنا ہر چند کہ ویرانہ کو گرفتار ہونے
عمرو کے بڑی خوشی ہوئی لیکن دل دھڑک رہا ہی کہتا ہی کہ یہ کیا بات ہی کہ اس خوشی مین
دل کی دھڑکن آج تو وہ دن ہی کہ ساحر خوشیان کرین وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس نے
طلی آباد کو تباہ و برباد کیا کیسے کیسے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے مگر ہمارا اقبال
ہمنے گرفتار کر لیا سرکوب نے کہا اب مین اسے قتل کرتا ہون یا حکم ہو تو جنگل مین لیجا کر
ل کردن ویرانہ نے کہا جنگل مین لیجا کر قتل کرو یہ بھی سُنا ہی کہ جس مقام پر یہ لوگ قتل ہونگے
زمین آباد نہ ہوگی جنگل اگر ویران ہوگا تو کوئی حرج نہین ہی وہین سے سر کاٹ لاؤ یہ سنکر
رق فرنگی بھاگا جنگل مین آکر اُسکا سر کاٹا مارنے سے آواز بھی بلند ہوئی یہی برق فرنگی کو خیال
اکہ جب جادوگر کا سر کٹیگا صورت بدل جائیگی آواز بھی بیر دین گے یہان جنگل مین گون
ے والا تھا سر کاٹکر پھر سر کو بشکل سر عمرو آراستہ کیا لاشہ پھینک دیا سر کو اپنے رومال مین
بھ کر دربار مین لایا ویرانہ نے سر عمرو دیکھا سب خوشیان کرنے لگے مگر ویرانہ خاموش
تا ہی سوچ رہا ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ کیا کیفیت ہوئی کہ عمرو اتنی جلدی مارا گیا سب کتابون
ہی لکھا ہی کہ عمرو کی قضا ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی پھر سرکوب نے کیونکر مارا برق
بو دیکھا کہ ویرانہ خاموش بیٹھا ہی کہا ای شہنشاہ ساحران آپ کا مطلب مین سمجھا یہ
سب ہو گا کہ عمرو ایسا شخص اسطرح مارا گیا حضور خود خداوند کو منظور ہوا خود آکر موجود
ئے تقدیر کر کے گرفتار کرایا قتل مین بھی شریک ہوے آپ کیون سوچتے ہین ویرانہ
ن باتون سے تسکین ہوئی شگفتہ ہو کر کہا کہ ای سرکوب مجھے بڑا انتشار یہ ہی کہ سب
بون مین یہی لکھا ہی کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی مگر معلوم ہوا کہ قدرت
تقدیر پلٹ دی برا سنے خداوند ہین اب بھی جین کرتے پھرتے ہین کتابون کا لکھنا خلاف
یا آپ آکر عمرو کو گرفتار کرایا اگر قدرت نہ آتے تو عمرو کبھی گرفتار نہ ہوتا سرکوب نے
ب دیا بیشک نہین معلوم کیا آفت برپا کر دیتا یہ کہکر سر سامنے ویرانہ کے ڈال دیا اور

میرا کہنا مانینگے برق نے ایک پوٹلی اور دی اور کہا نقد ہی اب میرے پاس نہین ہی سرکوب
نے پوچھا اسمین کیا ہی برق نے کہا کھول کر دیکھو سرکوب اُس پوٹلی کو لیکر گرہ کھولنے
دیکھا پوٹلی کھلتی نہین کہا میان برق صاحب اب تم تردد نہ کرو مین ضرور تمکو بچالونگا
نے پوٹلی کی گرہ کا حال بتایا کہ اس طرح گرہ کھولو جیسے ہی سرکوب نے گرہ کھولی
دھوان نکلا سرکوب بیہوش ہوگیا جیسے ہی سرکوب بیہوش ہوا برق نے
سوزن دی اور گلے مین گیند عیاری کا ٹھونس دیا ہتھکڑیان بیڑیان پہنا دین اور
جسم سے قید دور کی آپ سرکوب کی شکل بن کر نکلا اور سرکوب کو اپنی شکل بنا دیا ہی تھوڑی
دیر دروازے پر حجرے کے بیٹھکر دربار مین ویرانہ دشت نشین کے آیا کہا ای شہنشاہ
عجب معرکہ گذرا کہ مین دروازے پر قید خانے کے بیٹھا تھا کہ ایک سنّاٹا ہوا مین
اُٹھا کر دیکھا کہ خداوند جمشید اول مع جمشیدان تخت پر اُڑے ہوے جاتے ہین مین نے
بادشاہ جلیل جانکر سلام کیا فرمایا ای سرکوب تو نے ہم کو پہچانا کہ ہم کون ہین مین نے
دست بستہ عرض کی کہ فدوی نے نہین پہچانا اُنھون نے فرمایا کہ ہم خداوند سابق ہین
ہم کو مردہ جانتے ہو قدرت کہین مر سکتے ہین اب تیرا بڑا رتبہ ہوگا کہ ہمارے دشمن
کی حفاظت کر رہا ہی لیکن عمرو عیار آنے کو ہی اُسکی فکر رکھنا اگر اُسکو گرفتار کرلیا تو
لڑائی فتح ہی ہم بھی اسی فکر مین نکلے ہین ڈھونڈھ کر اُس کو لاتے ہین مگر تم کو مناسب
کہ صحراے ویران مین جاؤ ایک نخل کلان جو اُس صحرا مین ہی عمرو تھک کر وہان
ہی وہان سے گرفتار کر لاؤ ہم بھی تمھین مدد دینگے ویرانہ نے کہا کہ ای سرکوب
جاؤ برق فرنگی وہان سے نکلا جنگل مین آکر پھرنے لگا دیکھا ایک جادوگر جاتا ہی اُسکو
بُلایا حباب مار کر بیہوش کیا بیہوش کر کے عمرو کی صورت بنایا لیکر بھاگا دربار مین ویرانہ
کے آیا کہا ای شہنشاہ مین نے جا کر دیکھا کہ یہ جڑ مین چھپا بیٹھا تھا مجکو دیکھ کر بھاگا میں
دوڑا اگر یہ تو ہوا ہی کب اسکو پا سکتا تھا اُس وقت تخت خداوند جمشید اول پھر ظاہر ہوا
ظاہر مین مرگئے ہین مگر سب طرح کا اختیار رکھتے ہین تخت پر سے آواز دی کہ او
پاؤن عمرو کے تھام لے عمرو لڑکھڑا کر گرا زمین پر اب بھی قدرت کا قبضہ ہی کچھ سحر نہین

وب جادو ایک جادوگر ہی اُس سے کہا کہ ای سرکوب تم حفاظت مین برق کی مصروف
سی وقت غافل نہ ہونا یہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے گھر افراسیاب کا تباہ و برباد کیا
ش ربا ایسے طلسم کو فتح کیا جب افراسیاب جادو مارا گیا تو اُسکے بعد حیرت نے
کد و کوشش کی مگر کچھ نہ بن پڑا اور شاہزادے بھی خروج کرکے نکلے تھے ہنگامہ
تھا اس طلسم کی کیا حقیقت ہی مگر قدرت نے ہم لوگون کے انتظام سپرد کیا ہی ہم لوگ
ی فتح کرینگے سرکوب جادو اس طرح برق فرنگی کی حفاظت مین مصروف ہی کہ حجرے
دروازے پر بیٹھا ہی اور کسی کو آنے نہین دیتا کہ رونے کی آواز کان مین آئی
رکوب نے حجرے کا دروازہ کھول کر کہا کہ کیون میان برق کیون رو رہے ہو
دن کی خبر نہ تھی سامنے ایسے ساحر کے چلے آئے برق کے آگے روپون کا ڈھیر تھا
ق نے سرکوب کو دیکھ کر اُسپر چادرہ ڈال دیا سرکوب نے کہا کہ مہتر صاحب یہ روپیے
ہین برق نے کہا کہ حضرت یہ روپیے ہمارے ہین یہی مجکو رلا رہے ہین اب ارادہ تھا
بنک گھر مین جمع کرین نوٹ لیکر بیٹھ رہین گے اُسکا سود ہمیشہ لیا کرین گے اور
ل کا روپیہ ہمارا برقرار رہیگا اب نہین معلوم یہ سب روپیہ کسکی تقدیر کا ہی اب تو
ری تقدیر سے یہ اُترا کس مشقت سے یہ سب روپیہ جمع کیا تھا وہ سب یون برباد جاتا
اب آج کچھ زور نہین چلتا سرکوب نے جو روپون کا ڈھیر دیکھا مُنھ مین پانی بھر آیا
اکیون مہتر صاحب اگر یہ روپیہ ہم کو دے دو تو ہم تمھاری سفارش کرین برق نے قدمون
بوسہ دیا کہا ای سرکوب مین وعدہ کرتا ہون کہ بعد قتل بادشاہ مین دلسے اطاعت کرونگا
و ملکون پر بادشاہ کرونگا سرکوب نے وہ روپیے لیکر اپنی دھوتی مین باندھے
ق نے کہا پھر اور بھی کیون باقی رہے جو مجھے ممکن ہی وہ سب لیلو مگر میری جان بچاؤ
رکوب کے خیال مین گذرا سفارش اسکی کرینگے آئندہ مالک کو اختیار ہی اگر یہ کہیگا
یہ روپیہ لیا ہی تو مین انکار کرونگا قیدی کی بات کا کون اعتبار کریگا روپیہ مجکو سب ہضم
جائیگا یہ سوچ کر قریب آیا کہا مہتر صاحب اور جمع نکالو مین مالک کے قدمون
سر رکھدونگا اور یہی کہونگا کہ برق کو قتل نہ کیجیے یہ بڑے کام کا عیار ہی ضرور

انگریز سامنے کھڑا ہی سب حیران ہو گئے مگر ویرانۂ دشت نشین نے کہا کہ صاحبو دیکھا
ہی کہ بے تکلف میری صحبت مین چلا آیا کس تدبیر سے شراب پلانے کا ڈھنگ نکالا مجکو
سحر نے خبر دی تھی جب یہ قصر مین آیا ہی مین جب ہی چاہتا گرفتار کر لیتا مگر خیال مین یا
عیارون کی باتین سُن لون حقیقت مین یہ لوگ کامل و اکمل ہین جو تدبیر کرین گے اُسکو
کر دین گے کیون مکار تو یہ نہ سمجھا کہ عنبر بار نے جو ان ساحرون کو بھیجا ہی تو یہ کیا بالکل
ہین کچھ تو نے خوف نہ کیا اور محفل مین گھس آیا اب مین تیرا سر خدمت عنبر بار مین روانہ کرونگا
کہ ملکہ کو بھی معلوم ہو کہ ہمارے ملازمون نے یہ کام کیا اور یہ تو ملکہ نے خود کہہ دیا تھا
عیار آیا پھر تا نتا لگ جائیگا مگر جو آئیگا مین اُسے فوراً قتل کرونگا قید کرنے سے کیا فائدہ
جہان قید کیا یہ لوگ مکر کر کے چھوٹ جاتے ہین آخر اہل اسلام کا دستور ہی کہ جو ساحر
ہو کر گیا یا تو اُسے اپنا مطیع کیا یا فوراً حکم قتل دیا برق فرنگی رونے لگا کہا کہ ای شہنشاہ
ساحران مین نے ہزارہا ساحر قتل کیے اور لاکھون دیکھے مگر آپ ایسا ساحر نگاہ سے
گذرا اب مین آپ کی اطاعت کرونگا یہ سُن کر ویرانۂ دشت نشین ہنسا کہا ای برق فرنگی
اب مین تمہاری بات کا اعتبار نہین کرتا برق نے کہا کہ حضور یہی طریقہ اہل اسلام کا ہی
اگر اطاعت کی تو اُسکی جان بخشی ہوئی ورنہ اُسکو قتل کیا مین دل سے اطاعت کرتا ہون
آج سے کل تک عمرو کو لیجیے طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤنگا یہان تک کہ کل فرزندان صاحبقران
کو گرفتار کر لاؤنگا اور خود صاحبقران کو گرفتار کر کے آپ کے ہاتھ سے قتل کراؤنگا
نے جواب دیا کہ ای برق کیون اسقدر باتین بناتا ہی مین تیری مکاری کو خوب سمجھتا ہون
کہ جو تو اس وقت کہتا ہی سراسر اسکے خلاف کریگا برق نے کہا کہ حضور آپ تو ساحر
ہین اگر مین اسکے خلاف کوئی امر کرون تو فوراً گرفتار کر کے قتل کیجیے اور پھر اگر مین کوئی
تو ہرگز نہ ملنیے گا برق نے بہت کچھ کہا مگر ویرانہ نے کہا کہ اگر شاید تم سچ بھی کہتے ہو تو
نہین خوف ہی کہ تم مار سیاہ ہو جب پہلو پاؤ گے ڈس لو گے ہمارا دل نہین مانتا آج
دن یہان آئے ہوے گذرے ہین کوئی کام مجھسے نہین ہوا یہ پہلا کام ہی مین اسمین نہ
آئندہ جو کوئی گرفتار ہوگا سمجھا جائیگا یہ کہکر سامنے ایک حجرہ تھا اُسمین برق کو بند کر

ل ہو جائینگے اور جو عیار کسی طور سے نکل آیا وہ یہان گرفتار ہوگا برق یہ سُن سُن کر ہنس رہا
لہ ویرانۂ دشت نشین نے کہا ایک گلابی شراب کی تو اُٹھا لاؤ برق نے کہا کہ ای
ہنشاہ مین آپ سے عرض کرنا بھول گیا جب قدرت سے ملاقات ہوئی تو مین نے جا کر
مون کو بوسہ دیا قدرت نے کہا کہ ہم کو شراب پلاؤ مین نے ارادہ کیا کہ شراب پلاؤن
درت نے کہا کہ او بے ادب جس طرح اورون کو پلاتا ہو اُسی طرح ہم کو بھی پلائیگا مین نے
یا خداوندا گر سر پہ شراب رکھونگا تو جام گر پڑیگا فرمایا ہم تقدیر کرتے ہین تو جام سر پہ
مین نے جام سر پر رکھا عمداً چاہتا تھا کہ جام گرے جھپٹ کر بھی چلا توڑے بھی لیے جام سر
ے نہ گرا قدرت کو کئی جام پلائے ایک قطرہ شراب کا نہ گرا نہین معلوم قدرت نے اپنے ہی
سطے تقدیر کی تھی یا یہ کمال بھی مجکو مرحمت ہوا اسکا بھی امتحان کیجیے وہ خداوند تھے آپ
ب ہین ویرانہ نے کلید میخانہ ازار بند سے کھول کر دی کہا لو جسکو چاہو تقسیم کر دو برق
آتے ہی آواز دی آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا خادم یہ سُنکر دو ڑے شراب
ا اُٹھا کر لیجانے لگے مگر محفل مین ذکر ہو رہا ہی کہ آج اس ساحر کو قدرت نے بڑا مرتبہ دیا
سب جواب دیتے ہین کہ قدرت کو خیال آگیا یہی کمال مرحمت فرما دیا اُن کا کیا خرچ ہوا
پند کہ تقدیر بہت جاسے کی کہ جس طرح سب ہئین اُسی طرح خداوند بھی ہئین اب دیکھین
گذرتی ہی جو لوگ جلسے مین نہ آتے تھے وہ بھی آکر جمع ہو گئے کہ برق فرنگی گلابیان لیکر
رعنائی گشتی کی دیکھ کر سب تعریفین کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یہ شخص بیمثل ہی
ق نے ناچتے ناچتے جام لبریز کر کے سر پر رکھا توڑے لیتا ہوا طرف ویرانہ کے چلا سب
محفل تعریفین کر رہے ہین خود ویرانۂ دشت نشین وجد کرتا ہی مگر سر جھکا کر بیٹھا ہی جیسے
ی بڑی فکر مین ہی کہ برق فرنگی توڑے لیتا ہوا سامنے ویرانہ کے آیا سر جھکایا کہا ای
شاہ ساحران قدرت نے ہمیشہ کے لیے یہ کمال عنایت کیا ہی مین نے کیسا کیسا چاہا کہ سر
جام گرا دون مگر جام نہ گرا انجام بخیر ہوا بدون رد و قدح آپ کے سامنے آگیا ایسے
ہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے یہ کہکر سر جھکایا ویرانۂ دشت نشین نے جام لیا
ہاتھ مین لیکر ہنسنے لگا پہلے تو ہاتھ ہلایا کہ برق کا رنگ و روغن اُڑ گیا سب نے دیکھا کہ ایک

اس علم کو نہین جانتا میرے گلے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ جا ہمنے تجکو علم موسیقی عطا کیا پھر جو
بیٹھ کر گا یا تو قدرت بہت خوش ہوے تم بھی گا نا سُنو تو کمال خداوندی ظاہر ہو
گلے مین ہاتھ لگا ہو یا کمال حاصل ہوا کیا قدرت کو اختیار ہی جسکو چاہین عطا کرین
سامنے بیٹھ کر بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

نام خدا شباب ہی دل مین امنگ ہی — طفلی مین اور رنگ تھا اب اور رنگ
گردن مین آکے سانس اٹکتی ہی بار بار — طوقِ گلو سے ابتو جوان دم بتنگ
تیرے دہن کو لعل سے نسبت ہی کیا بھلا — اعجاز کا نگین ہی یہ اور وہ سنگ ہی
دھمکی حقیر پر طلبِ زر مین ہی جو یار — یہ جنگ زرگری ہی کہ سچ عزم جنگ
آیا ہی جب سے باغ مین وہ غیرت چمن — رنگت گلو نے غنچہ نسے خوشبو تبا
سیرِ چمن خوش آتی ہی ہم کو نہ سیرِ دشت — ہی جوش عشق اور رہی دل مین امنگ
غائب ہوے جو آنکھ سے دلمین ہو نہاں گئے — ہر تقبہ میری آنکھ کا اُن کی سرنگ
گل کیطرح سے کھلتے ہین سُن سُن کے غنچہ لب — دلچسپ وہ ہر بر کے شعرون کا رنگ

برق فرنگی نے اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ ویرانہ تعریفین کرنے لگا کہتا تھا کہ
دشت نور و تم کو قدرت نے بڑا کمال دیا برق نے کہا کہ مراد قدرت کی یہ تھی کہ دریا
روشن ہو جائے اور گانے کا مزہ ملے مجکو یہ کمال عطا فرما دیا مین دیر تک سامنے قدرت
کے گا یا انعام بھی دیا اور یہ بھی فرمایا کہ صحبت ویرانہ مین رونق رہیگی ویرانہ کو
در پیش ہی قدرت کو پس و پیش ہی کہ ایسا نہ ہو عیاران اسلام آکر آفت برپا کرین
نے کہا کہ کیا مجال ہی عیار کی کہ جو میرے دشت مین آئے یا عیاری کو زبان ہلائے برق
کہا کہ ای شہنشاہ ساحران اگرچہ آپ نے دفعیہ تحریر کر دیا تھا مگر اسقدر گرمی تھی کہ
ہوتا تھا جسم پھنک جائیگا یہی خوف تھا کہ ایسا نہ ہو پاؤن جل جاوین بمشکل اُس
سے نکلا ہون ویرانہ نے کہا کہ اب حدت بڑھیگی تب کیفیت ظاہر ہو گی جو مسلمان قدم
وہ جل کر خاک ہو جائیگا اور خاص یہ دشت مین نے واسطے عیارون کے بنایا ہی وہ
بڑے طرار و فرار ہین ہر مقام پر گھس جاتے ہین اگر اس دشت مین آئینگے تو جل بھن

بڑھ کر اُس سے ملاقات کی ساحر کی صورت بنا ہوا تھا پوچھا بھائی کہان جاتے ہو اُس نے
اکہ ویرانۂ دشت نشین جو اول دربند پر ہی اُسکا بھیجا ہوا ایک کار ضروری کو بخدمت
اوند جاتا ہون برق نے حباب مار کر اُسکو بیہوش کیا نامہ جھولی سے نکال کر دیکھا اُسمین
قوم تھا کہ خداوند غلام آپ کا ویرانۂ دشت نشین فلان مقام پر سحر کر کے بیٹھا ہی وہ جنگل
یا ہی کہ انسان کی تو کیا حقیقت ہی اگر جانور کا بھی گذر ہو تو جل کر گر پڑے وہ حدت ہی کہ
رائے محشر کا نمونہ دکھایا ہی جنگل تپ رہا ہی لیکن اگر آنیوالا یہ اسم جو حاشیے پر مرقوم ہی اسے
ھتا ہوا مجھ تک آئے تو جنگل سے گذر کر مجھ تک پہونچے برق نامہ لیکر بہت خوش ہوا اُس
دگر کو تو کنارے ڈال دیا آپ اُسکی شکل بن کر کھڑا ہوا اور چاہتا ہی پلٹون کہ نوبت د
ارے کی آواز کان مین آئی بعد تھوڑی دیر کے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سب کے
ے آگے میثاق کوہ گردان پشت پر بادشاہ اسلام وجملہ شاہزادیان نمایان ہوے
ق نے بڑھ کر میثاق سے ملاقات کی اور کہا کہ مین صحبت ویرانۂ دشت نشین مین جاتا ہون
ثاق نے برق کی بہت تعریف کی کہ ای برق کیا کہنا حقیقت مین کمال کرتے ہو مین بھی
ب مین آتا ہون برق آگے چلا عقب مین میثاق روانہ ہوا لیکن برق فرنگی حبست و
کرتا ہوا اُس صحرا مین پہونچا وہ گرمی تھی کہ پسینے پسینے ہو گیا آخر وہی اسم پڑھتا ہوا
اکو طے کرنے لگا اب گرمی نہین معلوم ہوتی دشت کو طے کر کے ایک پہلو پر دیکھا کہ ایک قصر
ہی اُس قصر کے دروازے پر بلا تکلف آیا جواب نامہ نامے کی پشت پر لکھ لیا ہی اندر قصر
آکر دیکھا کہ مسند بچھی ہی اور ایک جادوگر بشوکت تمام مسند پر بیٹھا ہی گرد اور جادوگر
ے ہین برق نے آکر سلام کیا ویرانہ نے کہا کہ ای دشت نورد نامہ دے آئے برق نے
کہ یہ نامہ حاضر ہی پشت پر کچھ جواب لکھا ہی غلام نے پڑھا تھا مگر پڑھا نہین گیا ویرانہ
وہ نامہ لیکر دیکھا پشت پر مرقوم ہی کہ ای ویرانۂ دشت نشین نامہ تمھارا پہونچا ہم وقت
دین گے قدرت کو اس اسم کی ضرورت نہین تمنے خوب انتظام کیا ہی ویرانہ یہ مضمون
کر خاموش ہو رہا برق نے دست بستہ عرض کی کہ جب مین صحبت خداوند مین پہونچا
یکھا قدرت شراب پی رہے تھے مجھسے فرمایا کہ کچھ گاؤ مین نے عرض کی کہ یا خداوند مین

اور اُس طفل کو اُٹھا کر لائین عنبر یار نے ہوشیار کیا وہ طفل روتا ہوا اُٹھا کہا ای ملکہ
اُس عیار نے مجکو دھوکا دیا اور بیہوش کر کے نکل گیا مین نے بتا دیا تھا کہ اپنے تیئین
مین گرا دینا کنارے پر پہونچہ گے اُسی طرح وہ نکل گیا ماہیان نے راہ مین روکا
اُس کے ہاتھ سے مارا گیا عنبر یار نے کہا کہ اب بڑی خرابی ہو گئی کہ عیار راستہ دیکہ
دریا مین آوینگے سات جادوگر محفل سے چھانٹے کہ نام اُن کے وقت پر عرض کرونگا سات
جادوگر فرداً فرداً روانہ ہوئے ایک نے دریا سے نکل کر سحر کیا کہ پانی برسنے لگا دوسرے
نے اُس سے آگے بڑھ کر کھیت بنایا کہ اُس مین سر دے لگے ہوئے ہین تیسرے نے
سحر کیا کہ سر راہ ایک قلعہ بن کر تیار ہوا چوتھے نے اُس سے آگے بڑھ کر سحر کیا کہ چہار دیوار
آہن کی بن کر تیار ہوئی پانچوین نے اُس سے آگے بڑھ کر سحر کیا کہ ایک نخل کلان زمین سے
روئیدہ ہوا کہ جسکا سایہ دور تک پڑنے لگا ہزارہا طائر اُسپر زمزمہ سرائی کر رہے ہین
چھٹے نے اُس سے آگے بڑھ کر سحر کیا کہ ایک باغ بن کر تیار ہوا کہ جسمین صدہا گل
رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون و نہرین سلسبیل آسا جاری ہین اور اُسمین حباب شناوری
کر رہے ہین ساتوین نے باغ سے آگے بڑھ کر سحر کیا ایک دشت ویران کف میدان تیار
بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین کسی مقام پر درخت کا نام نہین اگر ذرہ اُڑ کر جسم پر پڑے
تو آبلہ پڑ جاتا ہے یہ تیار کر کے ساحر اپنے اپنے مقام پر چُھپ کر بیٹھے مگر برق فرنگی
یہاں سے نکلا طرف لشکر کے چلا آتا تھا کہ خواجہ سے راہ مین ملاقات ہوئی خواجہ نے
پوچھا کہ میاں برق کہاں سے آتے ہو برق نے سب کیفیت بیان کی اور کہا ایسی سنا
ہے کہ رات کو نکل کر صحرا مین بیٹھتی ہے جیسے ہی مین نے نامہ دیا کنیزون نے گرفتار کر لیا اور
اُسنے بیان کر دیا کہ نامے کی خبر مجکو پہونچگئی بڑی ہوشیار ساحرہ ہے اور کچھ ساحر جمشید
بھی اُسکے پاس بھیجدیے ہین مین نے راہ مین آکر یہ خبر پائی کہ سات جادوگرون نے
سات مقام بنائے ہین اپنے کمال پر مغرور ہین اُن کا قول یہ ہے کہ اب اس راہ سے کوئی
آسکیگا جو آئیگا وہ گرفتار ہو گا اگر فرمائیے تو جا کر خبر لون خواجہ نے کہا کہ خبردار تم نہ جانا
یہ کہہ کر خواجہ سے برق رخصت ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا ایک جادوگر جاتا ہے

ب نوالہ کھاکر دوسرا نوالہ طفل کو دیا جب طفل نوالہ کھا چکا تو برق نے پوچھا کہ کیون حضور
یہان سے نکلون تو کیونکر باہر جاؤن سرحد دریا سے نکلنا دشوار ہی طفل نے کہا جب ہلاک
گے تو اسی دریا مین کود پڑنا کنارے پر پہونچو گے بس پھر نکل جانا برق خاموش ہو رہا
وڑی دیر مین وہ طفل بیہوش ہوا برق اُسے بیہوش کر کے اُٹھا اور اپنے تئین دریا
ن گرا دیا تو غوطے کھا کر بیہوش ہو گیا جب آنکھ کھلی اپنے تئین کنارے پر دریا کے پایا
ف صحرا کے بھاگا ایک طرف سے آواز آئی کہ او جانے والے کہان جاتا ہی تو نہین جانتا
قام ہفت در بند ہی راستہ یہان کا بالکل بند ہی مگر برق نے اُس آواز کا خیال نہ کیا
دور سے دیکھا ایک شیر سو رہا ہی برق کی آہٹ نے اُس شیر کو جگایا شیر نے اُٹھتے ہی
صد کیا کہ برق پر جا پڑون مگر برق بھاگا کہ پھر ایک جانب سے آواز آئی کہ او
دی کہان جائیگا برق نے جواب دیا کہ مجکو مالک نے رہا کیا خطا میری معاف ہوئی
مکن نہین کہ مجھے کوئی گرفتار کر سکے پھر آواز آئی کہ آخر تیرا کیا نام ہی برق نے کہا کہ میرا
م تان توڑ خان ہی یہ کہہ کر گانے لگا پھر کہا اگرچہ مین جاہل ہون مگر آپ کرم فرمائین میرا
ا سنین تو معلوم ہو کہ گانے والے ایسے ہوتے ہین آواز آئی ہان گا اپنا گانا سنا ہم ملکہ سے
ی سفارش کرین گے برق نے گنگنا کے دو تین تانین مارین ایک ساحر بشکل عجیب و غریب
نخل سے نکلا گانا برق کا سُن کر جھومنے لگا برق گاتا ہوا اور بتاتا ہوا بڑھا اُس ساحر
کہا کہ مجکو خبر ملی کہ قیدی زندان موجہ بھاگا ہوا جاتا ہی برق نے قریب آ کر ایک حباب
یا ماہیان جادو بیہوش ہوا برق نے خنجر مارا کہ شکم چاک اور قصہ پاک ہوا اگمرا اندھیرا
لیا برق فرنگی اُسی اندھیرے مین بھاگا پھر دور سے دیکھا کہ دریا سے بہت سی مچھلیان نکلین
اُس جادوگر کے لاشے مین آ کر لپٹ گئین دریا مین کھینچ کر لے گئین عنبر بار جادو تخت پر
ن تھی کہ مچھلیون نے لاشہ ماہیان لا کر سامنے پہونچایا عنبر بار نے کہا کہ ارے اسے
ے مارا قیدی کو لاؤ چند مچھلیان گئین اور قید خانے سے پلٹ کر آئین عرض کی وہ اری وہان
یک طفل بیہوش پڑا ہی اور وہ قیدی نہین ہی عنبر بار نے کہا ارے غضب ہوا اُس نے
نگ خرد سے راستہ پوچھا اُسے بیہوش کر کے نکل گیا اُس طفل کو اُٹھا کر لاؤ مچھلیان گئین

پڑے ہین برق کے مُنھ مین پانی بھر آیا ڈگن نکالی چارہ لگا کر پھینکی مگر مچھلیون کا یہ حال
کا نٹے مُنھ مین لیکر پھینک دیتی ہین کہ دریا سے ایک نہنگ نکلا اُسنے برق پر حملہ کیا
جان بچا کر بھاگا جی مین کہتا ہی کہ ای برق یہ مقام عجائب وغرائب ہی کہ مچھلیان گرفتار
نہین ہوتین کیونکر نامہ پہونچاؤن ایک گوشے مین آکر چھپا دن بھر تو گذرا رات جو ہوئی
مین روشنی ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے جنگل سب روشن ہوا فرش بچھا ایک جادوگرنی
پر سوار کئی سو کنیزین ساتھ دریا سے نکلی کہتی ہوئی کہ کیون صاحبو کوئی نیا شخص آیا تھا
ارادہ کیا تھا کہ مچھلیان پکڑے مگر یہ مچھلیان کب گرفتار ہوتی ہین کنیزون نے عرض کیا
تو کوئی نہین آیا عنبر بار نے کہا تم کیا جانو ہمکو تو خبر ہوئی مگر آنیوالا آئیگا تو پلٹکر نہ جائیگا
یہ خبر بھی ملی کہ قدرت نے نامہ لکھا ہی کہ ہفت دربند تیار کر دین ہفت دربند بنا کر
زور و شور سے سحر کرون کہ میان میثاق وغیرہ عاجز ہون سحر نہ کر سکین اگر سحر کریں تو اثر
نہ ہو کنیزون نے عرض کی لونڈیان انتظام کو حاضر ہین وسط صحرا مین فرش بچھا دیا
آکر عنبر بار بیٹھی گانا سننے لگی ایک ڈومنی بیٹھی ہوئی تانین مار رہی ہی برق نے دیکھا
کہ ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی رنگ وروغن عیاری کا لگا کر لو تیمار کی شکل بنا
سامنے عنبر بار کے آیا اور نامہ عنبر بار کو دیا عنبر بار نامہ پڑھنے لگی مگر کنیزون نے
پر سے آکر برق کو گرفتار کر لیا ہر چند برق کہتا ہی کہ ای ملکۂ عالم مین آپ کا ملازم ہون
عنبر بار نے کہا کہ او مکار وجعلساز بس اب باتین نہ بنا مین تیرا سر خدمت مین
کی روانہ کرونگی یہ کہکر حکم دیا کہ برق کو لیجا کر زندان موجہ مین قید کرو ایک کنیز نے
کی کمر مین پنجہ دیا اور دریا مین پھاند پڑی برق بیہوش ہو گیا جب برق کی آنکھ کھلی
ایک مکان ہی گرد اُسکے دریاے قہار برق فرنگی اکیلا بیٹھا ہی کہ صبح کو دیکھا ایک
شناوری کرتا ہوا آیا اِسی مکان مین پہونچا برق کو دیکھ کر آواز دی کہ ای شخص تو نے
خطا کی کہ زندان موجہ مین مقید ہوا برق نے کہا کہ مین قوم کا گویا ہون گانے مین
خلاف وقت کی راگنی گائی اُسی پر گرفتار کیا ناچار ہو گیا کل سے اسی مقام پر قید ہون
دانہ بھی بند ہی طفل نے دریا مین ہاتھ ڈال کر دو روٹیان اور کباب برق کو دیے

نا پر گرا بیرون سے آواز دی کہ کشتی مرا نام من طیران جادو بود جمشید ثانی نے کہا کہ ای
ر اعظم یہ کیا کیا یہ تو بے خطا تھا سحر مین مبتلا ہو کر آ پڑا تھا بہار اعجاز بیان نے اسکو دیوانہ
کے بھیجا تھا قدرت کو اسکے قتل ہونے کا بڑا رنج ہوا جس صحرا کا یہ حاکم تھا اب وہ صحرا خالی
رہیگا اُسکی کون حفاظت کریگا وزیر نے کہا کہ حضور نے سمجھایا مین نے بھی بہت سمجھایا
سنے نہ مانا آخر مین نے گولہ مار دیا ایسون کی یہی سزا ہی کہ کتے کی موت مارے جاوین
ر آئندہ کوئی ایسا قصد نہ کرے جمشید نے کہا کہ بی سردار حسینان وبی بہار کو قدرت
ڑا ملال ہی جس ساحر پر اُنکا زور چلیگا اور اُسپر سحر کرینگی وہ ضرور یہان آئیگا وزیر
نا کہ قدرت اُسکا سامنا نہ کرین مین سمجھا دیا کرونگا جمشید نے کہا شب کو مین نے آئینے
ریکھا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے طرف جزیرہ عنبر بار کے کوچ کیا ہی تو عنبر بار کو
نامہ لکھو کہ ای عنبر بار ہوشیار رہو طلسم کشا آتے ہین اگر مناسب ہو تو ہفت در بند
کردو کہ نہ آسکین مضمون مذکور کا نامہ ایک ساحر بوتیمار نامی لیکر چلا جمشید
بھا دیا کہ قریب دریا پہونچکر آواز دینا کہ ای عنبر بار جادو منم فرستادہ خداوند
نبر بار نامہ منگوالیگی بوتیمار نامہ لیکر چلا بھاگا ہوا جاتا ہی راہ مین برق فرنگی عیار
تھا اسنے دور سے دیکھا کہ ایک جادوگر جاتا ہی اسنے اپنی صورت ایک ساحر کی
اور پُکار کر آواز دی کہ بھائی کہان جاتے ہو اس دھوپ مین ذرا ٹھہر جاؤ یہ سُنکر
رہ ٹھہرا برق فرنگی جست کرتا ہوا قریب آیا کہا بھائی کہان جاتے ہو بوتیمار
کہ نوکری بُری چیز ہی طرف عنبر بار کے جاتا ہون یہ نامہ قدرت کا پہونچاؤنگا
نے کہا کہ مین نے اس وجہ سے ٹھہرایا کہ لون چل رہی ہی ایک جادوگر ابھی ابھی
ی ہو کر گرا ہی اہالی قریہ اُس کو اُٹھا لے گئے اُسنے انتقال بھی کیا مجکو یہ خیال ہوا
نہ ہو تمکو بھی لون لگ جائے ذرا ٹھہر جاؤ ہوا کھالو تب جانا جب جادوگر ٹھہرا برق نے
ار کر اُسے بیہوش کیا اُسکو تو کنارے ڈال دیا نامہ جھولی سے نکال لیا اُسکی شکل بنکر
قریب دریا کے پہونچا تو حیران تھا کہ اب کیا کرون مگر مچھلیان دیکھین کہ چھوٹی چھوٹی
شناوری کر رہی ہین اور کانون مین اُنکے بالیان پڑی ہین اُن مین مروارید بے بہا

ہم تو تم پر جان دین تم بیرخی ہم سے کرو + بیوفا اتنے نہ ہو جاؤ خدا کے وا
وصل کی شب مختصر ہی صبح ہجران ہی قریب مجکو باتون مین نہ بہلاؤ خدا کے وا
ہی نظر کا پھیرنا چشم مروت سے بعید مرتے ہین دیدار دکھلاؤ خدا کیو
یاد ہی کہتے تھے شب کو اب نہین بگڑینگے ہم زہر منگوا کے نہ تم کھاؤ خدا کے وا
اپنے دامن کی ہوا دیکر وہ کہتے ہین ہزبر غش سے چونکو ہوش مین آؤ خدا کے وا

یہ اشعار سنکر طیران جادو مبہوت ہوا پکار کر آواز دی کہ ای میثاق اس شاہزا
کو مین نہین پہچانتا اسکا نام نامی بتائیے میثاق نے کہا کہ کون ایسا ہی کہ
نام سے نہین واقف بہارہ اعجاز بیان انکا نام ہی طیران نے ہاتھ باندھ کہ
کہ ای بہارہ اعجاز بیان مین تمہارا تابعدار ہون جو حکم ہو وہ بجالاؤن بہار نے کہا
جھکڑون کو روانہ کردو اور تم قصر ہفت رنگ مین جاؤ جمشید تمہارا جو جھوٹا خدا
اسکا سر لاؤ خبردار لشکر سے نہ ڈرنا بڑھ بڑھ کر سحر کرنا جب وہ نکلے اسکا سر کا
مین تمہارے انتظار مین ہون طیران نے یہ سنکر اول تو ایک دو ہتھڑ زمین پر
کہ جھکڑ روانہ ہوے اور خود تلوار نیام سے کھینچی چہرہ اور آنکھین سرخ ہوئین
عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے چلا بہارہ و میثاق ہنستے ہوے جھک
کو لیکر لشکر اسلام مین آئے بادشاہ سے سب حال بیان کیا بادشاہ جمجاہ
بہارہ اعجاز بیان نے یہ بہت بڑا کار نمایان کیا اب جمشید کو صدمہ پہونچیگا
طیران جادو جھومتا ہوا لشکر جمشید مین پہونچا لشکر کو دیکھتے ہی گولہ مارا کہ
سر اڑ گئے جمشید بارگاہ مین بیٹھا ہی اسنے غریو سنا پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی لوگو
کہا کہ طیران جادو مبہوت و بدحواس ہی آکر لشکر پر گرا ہی اور قدرت کا
گالیان دے رہا ہی یہ سنکر جمشید باہر نکلا دیکھا کہ طیران جادو آنکھین سرخ چہرہ
لشکر پر گولے مار رہا ہی جمشید نے للکارا کہ او طیران کیون دیوانہ ہوا ہی یہ کیا بدعہد
ہی طیران نے کہا کہ او بے حیا مین تیری فکر مین آیا ہون جمشید نے ایک وزیر کو ا
وزیر نے بڑھ کر ایک گولہ مار دیا کہ طیران کے سینے کو توڑ کر پار گذرا جب طیران جادو

شاہ اسلام ہو اسکو کون روک سکتا ہو اُس ساحر نے بڑھ کر سحر کیا کہ چھکڑے پیچھے ہٹے
میثاق گھبرایا چھکڑے سے اُتر پڑا پکار کر آواز دی کہ او ساحر مغرور یہ تو غیر ممکن ہو
مین زندہ جاؤن اور مال یہان رہجائے مین کیا مُنھ دکھاؤنگا بادشاہ فرمائینگے کہ
کہان چھوڑا اُس وقت مجکو بڑی شرمندگی ہوگی بہتر یہ ہو کہ سامنے سے ہٹ جا اُس
حر نے پھر سحر کیا چھکڑے پیچھے ہٹنے لگے میثاق نے نیام سے تلوار کھینچی اُس ساحر پر جا پڑا
س ساحر نے سحر کیا میثاق پر تلوارین برسین مگر میثاق پر تاثیر نہ ہوئی میثاق نے
ب تلوارون کو توڑا جب تلوارین ٹوٹین تو وہ ساحر بہت گھبرایا میثاق نے
حر کیا کہ چھکڑے کچھ چل نکلے مگر گوشۂ صحرا سے کئی سو ساحر تیغ بکف پیدا ہوے اور
ثاق پر آکر سحر کرنے لگے کہ پہلو سے بوے خوش آئی قضائے کار بہار اعجاز بیان
یہ پیچھے رہ گئی تھین نمایان ہوئین دور سے دیکھا کہ ایک ساحر کئی سو ساحرون کو سات
ے ہوے میثاق پر سحر کر رہا ہو اور سب کا یہی ارادہ ہو کہ سحر کر کے میثاق کو گرفتار
لین مگر میثاق شیرانہ لڑ رہا ہو جسپر جا پڑا اُسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا کئی ساحرون
مار چکا ہو مگر وہ سب کا افسر نعرے کرتا ہو کہ منم طیران صحرا نشین کہتا ہو کہ ای میثاق
ے غضب کی بات ہو کہ ہمارے جنگل سے یون ہی نکل جاؤ اور محصول نہ دو میثاق نے
ا کہ ہم خود تم سے جزیہ لینے کے خواہان ہین اگر سامری پرستی ترک نہ کروگے تو ہم
سے بجبر جزیہ لینگے اب بہتر یہ ہو اطاعت اسلام کرو یہ سُنکر اُس ساحر نے گولہ فولادی
میثاق نے ہاتھ ہلا کر دستک دی وہ گولہ پھٹ کر گرا بہار نے کہا کہ ای میثاق
کرو مین اسکی تدبیر کیئے لیتی ہون ابھی اسکو شکست دیتی ہون یہ کہکر بہار نے
ستۂ سحر مارا گلدستہ جو پھٹا ایک ہنگامہ برپا ہوا ہزارہا طائر پیدا ہوے غلغلہ کرتے
اُن کے غلغلے سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین نظم

ٹ سچ باتو سنے باز آؤ خدا کیواسطے	چُپ رہو بس مُنھ نہ کھلواؤ خدا کیواسطے
سے بولو بت نہ بنجاؤ خدا کے واسطے	معجزہ عیسیٰ کا دکھلاؤ خدا کے واسطے
عاشق جل رہا ہو سوز غم سے خودبخود	آتش ہجران نہ بھڑکاؤ خدا کے واسطے

بھی ساتھ چلین گی بادشاہ نے کہا صاحب سب کو ساتھ لے لو کنیزین بادشاہ کو د
دینے لگین کہتی تھین کہ ہم سب آپ کے خدمتگزار رہین ہمیشہ مصروف جانبازی رہین گے
فاش نہ کرین گے ملکہ نے کہا صاحب جو اسباب ضروری جو باغ مین ہو وہ تو لے لو ابھی کیا
پلٹ کر آوین گے مگر سردار حسینان کو گلعذار کو دیکھ کر رشک ہوا بادشاہ جمجاہ
سردار حسینان کو خاموش دیکھا بہ محبت فرمایا کہ کیون ای ملکۂ عالم تم کیون خاموش
سردار حسینان نے سر جھکا کر جواب دیا ہم تو خیر خواہ دولت ہین مگر ہمارے رنج
کا خیال بھی حضور کو چاہیے بادشاہ نے فرمایا کہ مین نہین چاہتا کہ آپ لوگون کو کوئی ملال
اس وقت تمکو بہت پریشان پاتا ہون سردار حسینان نے ٹھنڈھی سانس کھینچ
حضور کو پروردگار مظفر و منصور کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو جمشید ثانی واصل
اور ظلم و بدعت طلسم سے کم ہو کنیز کچھ مکدر نہین ہی تشریف لے چلیے بادشاہ
نے محافے کو مع کنیزون کے ہمراہ لیا اور اسباب باغ کا بھی لدوا لیا بادشاہ
محافہ لیکر چلے مگر میثاق کوہ گردان چھکڑے پر سوار ہو کر اسباب کو لیے ہوے
بادشاہ اسلام تو نکل گئے میثاق نے دیکھا کہ چھکڑے رہروی نہین کرتے گاڑی
رسیون کے سڑاکے مار رہے ہین مگر بیل نہین بڑھتے ہر ہر طور سے چھکڑون کو کھینچ
مگر چھکڑے کسی طور سے آگے نہین بڑھتے میثاق گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ جو چھکڑے
نہین بڑھتے میثاق ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب جاہ و توقیر ہی سر اُٹھا کر جو دیکھا تو
ایک طائر کلان بیٹھا ہی جب زفیل مارتا ہی تو چھکڑے چلنے سے رُک جاتے ہین میثاق
کہ یہ کوئی ساحر ہی یہ سوچ کر میثاق نے چند دانے ماش کے مارے کہ وہ طائر اُڑ کر
کئی وار میثاق نے کیے مگر طائر نے اپنے کو بچایا جب وہ طائر اُڑ گیا اور سامنے
غائب ہوا تب بھی چھکڑے رہروی سے باز ہین بیل آگے نہین چلتے میثاق د
کہتا ہی کہ ای میثاق معلوم ہوتا ہی کہ ایک ساحر کہین اور ہی اُسکی فکر چاہیے
ماش کے نکالکر چہار جانب پھینکے کہ ایک ساحر سیہ فام و بد انجام سامنے آیا للکار
آواز دی کہ ای میثاق یہ چھکڑے یہان سے نہ جاوین گے میثاق نے کہا

شید کے پہونچا تلوار کے ہاتھ مارنے لگا جمشید ہنس ہنس کے ٹال دیتا ہی جب دس پانچ
دفع کرچکا تو نخل کی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک طمانچہ مارا کہ سر نخل کا اُڑ گیا نخل کو
طرف بادشاہ کے متوجہ ہوا بادشاہ پر سحر کرنے لگا میثاق وغیرہ دفع کر رہے ہین جب
جمشید کا مٹتا ہی تو کف افسوس مل کر کہتا ہی کہ ہاے یہ لوگ میرے معین و مددگار تھے
بادشاہ کے طرفدار ہوے کبھی میثاق پر سحر کرتا ہی کبھی شاہزادیون پر کبھی یہ ارادہ
تا ہی کہ بادشاہ کو گرفتار کرلون کئی مرتبہ گھوڑے پر سحر کیا کہ گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بہار
بڑھ کر لگام تھام لی گھوڑے کی بدلگامی موقوف ہوئی مگر بادشاہ تلوار کھینچے ہوے قریب
شید کے پہونچے جمشید نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے
ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا کہ شانہ جمشید کا نشانہ ہوا بادشاہ نے سائے مین تلوار کے
جمشید سوچا کہ اگر ابکی ہاتھ پڑا تو میرے دو ٹکڑے ہونگے شانے سے تو خون بہ رہا ہی
نے کو زمین پر گرا دیا دونون پانؤن زمین پر مارے کہ نقب سحر ظاہر ہوئی غرق زمین ہو کے
ب ہوا مگر چلتے وقت کہہ گیا کہ ای بادشاہ اسلام اب تو گلعذار کو لیجاؤ لیکن چھین لونگا
عذار کو تمھارے لشکر مین نہ رہنے دونگا جب جمشید غائب ہوا تو بادشاہ گھوڑے
کو دے قریب محلانے کے آئے پردہ اُٹھا کر روے زیبا دیکھا یا تو وہ رو رہی تھی یا قتل
صحرائی سے اور بھاگنے سے جمشید کے چہرہ سُرخ ہو گیا جیسے ہی بادشاہ نے محلانے
سر ڈالا جوش محبت مین گلعذار نے بلائین لین عرض کی کہ ای شہریار سبحان اللہ کیا
نا آپ کے ملازمون کو خدا سلامت رکھے کہ جنھون نے آکر مجکو بچایا کیون ای شہریار
ن یہ سُنا ہی کہ باپ بیٹی پر عاشق ہو تاجدار کو مارا اب باغ مین لایا تھا کہ جبر کرون گا
خدا نے آپ کو خوب وقت پر پہونچایا مجکو تو آپ کے مذہب کا اعتقاد ہوا اسلیے لنگور رنگ
ت دمنات کو پکارا کوئی بھی مدد کو نہ آیا اس مذہب والون نے ضد کر کے یہ مذہب
ن اختیار رکیے ہین ان مین کوئی کرامت نہین ہی مسخرا جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی
ناچار ہو کر بھاگا اب کنیز آپ کے ہمراہ ہی کنیزون نے جو خبر سُنی کہ نخل مارا گیا اور جمشید
رار پر قرار کیا سب باغ سے نکل آئین محلانے کو آکر گھیر لیا کہتی تھین کہ ای ملکۂ عالم کنیزین

قلق ہی مگر ناچار ہوا کہ وہ خود نکل گئی تمھارے لشکر مین پہونچی مین نے زیادہ کد وکاوش کی
مگر اس کے مقدمے مین بڑی کوشش کرونگا اس کو نہ چھوڑونگا اور تصور تو کرو کہ ایک
معشوقہ پر قبضہ کر چکے دوسری پر بھی دانت ہی مجھسے یہ جبر نہ اُٹھیگا یہ کہکر طرف بادشاہ
بادشاہ نے نیمچہ ہلالی کھینچا مگر میثاق وغیرہ جو بارگاہ مین آئے اور خبر سنی کہ برق
نے آکر کچھ خبر کہی بادشاہ اُسی وقت روانہ ہو گئے میثاق نے پلٹ کر دیکھا کہ سب شاہزادیان
یہین موجود ہین گھبرا کر کہا صاحبو مقام افسوس ہی کہ بادشاہ یکہ و تنہا گئے اور کوئی تم
ساتھ نہ پہونچا ایسا نہ ہو کہ ساحران شعبدہ باز کسی مکر مین پھنسا لین تو ہم لوگ کہ
یہ کہکر میثاق چلے سردار حسینان سب کے آگے آگے ایک طرف بہار اعجاز بیان
اور سب شاہزادیان ہمراہ ہین اُس وقت میثاق آکر پہونچا کہ نخل صحرائی کہ رہا
کہ ہان خداوندا ان کو گرفتار کر لیجیے میرے حوالے کیجیے قید مین مار ڈالونگا جمشید
مین تلوار کھینچ کر بڑھا کہ پہلو سے آواز آئی منم میثاق کوہ گردان جمشید نے جو ما
کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ او نمک حرام تجکو کچھ خوف نہین ہی قدرت کے مقابلے
آج وہ تقدیر کرون کہ سب کو دیوانہ کر دون او سردار حسینان تجکو کچھ ہمارا خیال
دشمن کی شریک ہو گئی مگر سبکو بادشاہ کا چہرۂ زیبا دیکھکر جوش محبت ہوا سردار حسینان
نے کڑا سونے کا ہاتھ سے اُتارا بہار اعجاز بیان نے گلدستہ نکالا دونون نے
سحر کیا اُس صحرا مین پھول برسنے لگے نخل صحرائی نے جوش مین آکر چند پھول اُٹھا
اُن کو جو سونگھا آنکھین سرخ ہو گئین پکار کر آواز دی کہ ای سردار حسینان و ای
بہار اعجاز بیان مین تم دونون کا تابعدار ہون اب آج سے بیٹی کا نام نہ لونگا
ساتھ شادی کرونگا سردار حسینان نے ہنس کر آواز دی کہ ای نخل صحرائی
ہماری خواہش ہی تو جمشید کا سر لا نخل صحرائی جمشید پر جا پڑا بہار اعجاز بیان نے
برسائے نخل کو اور زیادہ جوش ہوا تلوار کھینچ کر جمشید پر جا پڑا جمشید منع کرتا
نخل صحرائی کیون دیوانہ ہوا ہی ایک تمانچے مین سر اُڑا دونگا وہ تقدیر کر دا
مٹا دون مگر نخل نے کچھ نہ سنا ہر بات مین شاخ نکالتا ہی بیخ کی بات نہین سنتا

رم نہین ہی نخل صحرائی نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا للکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا
ن نے تو چاہا تھا کہ آپ سے تعرض نہ کرون ہر چند کہ آپ نے میدان مین آکر پانچ تاجدار
رچھ ساحران غدار مارے مگر مین نے دخل نہ دیا مگر اب تم چڑھ کر آئے ہو بیشک تم کو
ادونگا مین مثل اُن ساحرون کے نہین ہون کہ سحر تاثیر نہ کرے ایک سحر مین بھاگتے
ستہ نہ ملیگا بادشاہ گھوڑا اُڑا کر قریب آئے فرمایا او بیغیرت بیٹی پر قبضہ کرتا ہی اور تجکو
رم نہین آتی اُسپر یہ گھمنڈ ہی کہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہون پہلے سحر کر کہ تیرے سحر کا زور
ہون نخل نے کہا کہ ای بادشاہ میرا سحر خالی نہ جائیگا تجکو دیوانہ بنا دیگا یہ کہکر جھولی پر
ھوڑا لا گولہ فولادی نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھ کر پھینک مارا بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا
ہ پھٹ کر زمین پر گرا محافے سے گلعذار دیکھ رہی ہی اور دعائین کرتی ہی کہ ای پروردگار
ں دشمن کو پست کرائیو اسکا غرور مٹائیو اب اُس شیر سے مقابلہ ہی کہ جسنے چھ ساحرون
ارا کسی کے سحر نے تاثیر نہ کی اس ملعون کا بھی سحر تاثیر نہ کرے یہ شہریار غالب آئے
ر مجکو اپنے ساتھ لیجائے بڑے آرام سے بسر ہوگی نہ کہ اس دشمن خدا کے ساتھ تڑپ
پ کر بسر ہوگی کیونکر شام ہوگی اور کیونکر سحر ہوگی حقیقت مین اس ظالم نے بڑا ظلم
اخدا اس کے ہاتھ سے مجھے بچائے میری عصمت مین فرق نہ آئے تو کریم و رحیم ہی مگر
شاہ سحر کو نخل کے دفع کرتے ہوے جیسے ہی قریب آئے نخل نے تلوار کھینچی تلوار کو
ش دی صدہا تلوارین بادشاہ پر برسین مگر جب بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا
لو مٹایا کوئی تلوار بادشاہ پر نہ پڑی نخل حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی میرا سحر تاثیر نہین
اک آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے تمام نخل
منے لگے نخل نے جو ابر سیاہ کو دیکھا ہنس کر کہا کہ ای بادشاہ اب کیونکر بچوگے قدرت
نچے بادشاہ نے کہا کہ قدرت بھی مثل تیرے ہین وہ بھی بھاگین گے کہ وہ ابر آکر
ا جمشید ثانی نمایان ہوا للکار کر آواز دی کہ او نخل صحرائی اپنی بیٹی کو مجھے دے
ولاد ہوگی تو خدائی تیرے گھر مین آئیگی کیا مرتبہ حاصل ہوگا ای بادشاہ پلٹ جاؤ مین
عشوقہ کو لونگا مثل سردار حسینان اسکو نہ چھوڑونگا مجھے سردار حسینان کا آجتک

اشکباری بڑھتی جاتی ہی ہر مرتبہ کہتی ہی کہ کیا ستم ہی باغ قریب آتا جاتا ہی اب باغ مین
یہ پھل ملیگا کہ یہ دشمن خدا ارادہ آبرو لینے کا کریگا جسکو شرم و لحاظ نہین بالات
اس وقت مین مدد کرو اس ظالم کی جفا کو رد کرو ہاے مین بھی بدنام ہو جاؤنگی کیونکہ
ظالم کی بدعت سے نجات پاؤنگی جب در باغ سامنے معلوم ہونے لگا غُل نے قریب
کہا کہ لو بی بی اُتر جاؤ کنیزون مین جاکر عیش کرو مین در باغ پر اُسترا رہونگا تمھاری حفا
کرونگا جب تسخیر ہو جاؤ گی تب یہان سے جاؤنگا میرا کیا نقصان ہی قلعے مین نہ رہا اسی
پر رہا اُس وقت گلعذار نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے مُنہ کیا اور پکار اُٹھی کہ ای آل
کے خداے نادیدہ تو مشکل کو آسان کر شہریار کو سُنا ہی کہ وہ تیرے مطیع و منقاد ہین
اُنکے مذہب کو قبول کرکے اُنھین کے خدا کو پکارتی ہون کہ ای معبود حقیقی وا ای رب تحق
تو ہی آکر اس وقت مین مدد کر نظم

نہ کرد نکتۂ وحدت کسی از زبان تشریح
کہ ہست حرف ہمین خارج از بیان تنہ
نہ شد زبان تکلم بشرح آن جاری
نہ گشت نوک قلم آشنا بدان تشر
بجاے ہر سر مو گر شود زبان پیدا
بیان ز بندۂ عاجز نہ گردد آن
بہر طریق بہر مذہب و بہر ملت
کنند اہل زبانش بیک زبان
ز کُنہ ذات الٰہی نہ شد کسی واقف
فرشتہ کرد نہ تفصیل انس و جان
کسیکہ واقف راز حقیقت حق شد
نشد زبان سکونتش روان بدان
شگفتہ صد گلِ رعناست اندرین گلزار
کنند چہ بلبل کمزور و ناتوان تشریح
پُر از نکات عجیب است متن موجودات
چہ طاقت است کہ شارح کند از ا
ز عام و خاص ہمہ شد ہر آنکہ زاہد را
کنند بر سر بازارگان ازان
نہند گوش بنظم تو ای حق ہندی
اگر بوحدت و کثرت کنی بدان

بیقرار ہو کر جو گلعذار نے دعا کی سامنے سے گرد اُڑی یا تو گلعذار محافے سے اُٹھ
یا پردہ اُٹھا کر دیکھنے لگی کہ دیکھا وہی جوان آفتاب جمال و خورشید مثال گھوڑے
ہوے آتا ہی وہین سے نعرہ کیا کہ باش او ظالم ہٹی کو کہان لیے جاتا ہی کچھ تجکو ہمچنین

ا اُسی نشان پر چلا مگر یہان برق نے جو آکر بادشاہ سے کہا بادشاہ بھی سوار ہوے جستجو مین
عذار کی چلے مگر آلات جاتا تھا کہ نخل صحرائی آپہونچا محافے سے رونے کی آواز آرہی تھی
عذار بلک بلک کر روتی ہو کہ ای فلک یہ کیا معرکہ ہو کہ دشمن کے ہاتھ مین پھر پڑی یہ بیحیا
یہ رو و بدخو لعیم و شخیم اپنی جرأت پر ناز کرتا ہو کہ باپ کی آواز کان مین آئی پردہ اُٹھا کر دیکھا
باپ میرا اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے آتا ہو آتے ہی سحر کیا کہ تلوارین برسنے لگین جس پر
وار پڑی اُسکا سر اُڑ گیا آلات خشت زن نے جو دیکھا کہ اِسکے سحر نے قیامت برپا کی گینڈا
ٹھا کر چلا کہ نخل پر جا پڑون مگر نخل نے خنجر پھینک مارا کہ آلات کی کمر پر پڑا کمر کو دو ٹکڑے
کے نکل گیا نخل صحرائی آلات کو مار کر قریب محافے کے آیا کہا کیون او شوخ دیدہ تو نے
ھا کہ مین نے اِسکو کیونکر مٹایا عمر بھر مشقت کرکے یہ سحر حاصل کیا ہو اب مجھسے کون مقابلہ کر سکتا
سوچ تو سہی کہ مین نے تجکو پرورش کیا تو بہت کم سن تھی جب مین نے خیال نکیا اب تو جوان
ی اور میرا دل تجھپر راغب ہوا تو تو انکار کرتی ہو وہ ہی باغ رہنے کو ملیگا وہ ہی کنیزین
ل پر تجھے اختیار ہی تیرا ہی حکم و احکام ہوگا ملکہ رونے لگی اور سر جھکا کر جواب دیا کہ ای
دا جان سب جادوگرون مین بدنام ہو جاؤ گے مشہور ہوگا کہ نخل صحرائی نے بیٹی پر قبضہ کیا
ر کیا جواب دوگے بہت شرمندہ ہوگے نخل نے جواب دیا کہ مین نہ مانونگا ہرچند ملکہ
ڈرایا کہ مین اپنی جان دیدونگی مگر یہ کب سُنتا ہو کہا واہ عجب لوگون نے رسم مقرر کی ہو
بیٹی کو پال پوس کے غیر کے حوالے کر دیتے ہین ہم سے یہ نہ ہو سکیگا جو کوئی پوچھیگا کہ تیرے
ے مین کون ہو مین جواب دونگا کہ معشوقہ ہو گلعذار نے ٹھنڈی سانس کھینچ کر کہا کہ
ب کو اختیار ہو مین عورت ہون میرا کیا زور چلیگا مگر یہ سمجھ لیجیے کہ جسدن مہلت پاؤنگی
کو یا رات کو نکل جاؤنگی پھر آپ تڑپین گے مجھے اسی جنگل مین چھوڑ دیجیے تڑپ تڑپ کر اپنی
ن دونگی مگر آپ کی خدمت مین نہ رہونگی نخل نے پردہ ڈال دیا کہارون سے کہا محافہ
لو کہارون نے ذرا ہی عذر کیا تھا کہ نخل نے گولہ سنبھالا کہا اگر اسکو مارونگا تو تم سب
جاؤ گے کہارون نے بخوف جان محافہ اُٹھا لیا نخل پائے پر محافے کے ہاتھ رکھے ہوے
ر طرف باغ کے چلا مگر حال یہ ہو کہ جون جون باغ قریب آتا ہو گلعذار کی بیقراری د

کہ یہ نیزہ ہلاتا ہوا آتا ہی تو خشت آہن کمر سے نکال کر کلہ گوپھن مین دے کر کھینچ ماری کہ سر
نیزہ اُڑ گئی صفدر نے کہا کہ ای آلات اسی ضرب پر گھمنڈ ہی آلات نے کہا کہ میرا لقب
اسی کے بھروسے پر لڑتا ہون صفدر نے کہا کہ اگر قریب آنے دو تو دیکھون کہ کیا کر
آلات نے کہا کہ لو اب خشت نہ مارونگا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا صفدر نے بڑھ کر
کا ہاتھ مارا آلات نے تلوار کو تلوار پر روکا کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مار دیا تڑپ کر
جو گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سوار جو صفدر تاجدار کے کھڑے تھے لینا لینا کہکر دوڑ
آلات نے خشت ہاے آہنی مارنا شروع کین کئی سوارون کو گرا دیا اب کوئی سوار
نہین آتا ہمراہیان آلات بھی جنگ کرنے لگے آلات نے ایک خشت آہن صفدر
کو ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا ساتھ والے بھاگے وہ پہلوان تیغۂ خون آلود
پھینٹین خون کی بدن پر پڑی ہوئین کف منھ سے جاری اس حال سے قریب محافے کے
اُٹھا کر پوچھا کہ ای نازنین مین نے اُس تاجدار کو مار ڈالا اب اپنا حال بتا کہ تجکو اسنے
گرفتار کیا اُس نازنین نے ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ ای پہلوان مین آوارۂ دشت
گرفتار دام محبت کسی وجہ سے صحرا مین نکل آئی اس ظالم نے بجبر یہ مجھے گرفتار کر لیا
مین سوار کر کے لیچلا تھا موت اُس کی تمھارے ہاتھ سے تھی اگر تم کو میرے حال پر رحم آ
مجکو چھوڑ دو آلات نے کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تیری تمھارے
جان جاتی ہی مین کیونکر صبر کرون یہ سمجھ لو کہ صحراے جنون خیز میرے قبضے ہی صفدر
کو قتل کیا اب اُسکے قلعے پر بھی قبضہ کر لونگا دونون مقام میرے قبضے مین آوین گے
کنیزین حاضر خدمت کرونگا ایسے آرام سے گذریگی کہ بہت محظوظ ہو گی گلعذار نے
کہ او ظالم اب تو مین تیرے قبضے مین ہون جو ظلم چاہے کر سواے خاموشی کے کیا
مگر یہ سمجھ لے کہ مین ناراض ہون ناراض عورت سے کیونکر بسر کریگا آلات نے کچھ
کا یہ سُنا محافے کو لیکر چلا برق نے دور سے یہ سب معاملہ دیکھا بھاگا ہوا خدمت بادشاہ
یہان نخل صحرائی اب ملکہ کا گینڈے پر سوار ہو کے چلا کہتا تھا کسکی مجال ہی کہ میری
کو لیجائے صحرا مین ایک مقام پر آکر دیکھا کہ چند لاشے پڑے ہین سوچا کہ یہان کشتہ

لے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان تحیم و شحیم گینڈے پر سوار پشت پر چہند کس اسباب شکار
مراہ آتے دکھلائی دیا راہ کے چلنے مین پردہ محافے کا اُڑا اُس پہلوان کی نگاہ پڑی تو دیکھا
ہ ایک نازنین حسین و جمیل محافے مین سوار ہی مگر آنکھون سے دریاے اشک جاری ہے
ہایت بیقراری ہی کسی کی تصویر آنکھون کے آگے پھر رہی ہی یہ اشعار زبان پر ہین نظم

ردیا زار غم عشق نے ایسا مجکو ؕ موت آئی بھی تو بستر پہ نہ پایا مجکو
اد آجاتی ہی جب زلفِ چلیپا مجکو صاف ہوتا ہی شبِ ہجر کا دھوکا مجکو
ھی جنگل کبھی بستی مین پھرایا مجکو ؕ آہ کیا کیا نہ کیا عشق نے رسوا مجکو
ون ہی گرم رہِ وادیِ وحشت مجسا آہوون نے کبھی صحرا مین نہ پایا مجکو
وز روشن ہو نہ کیونکر میری آنکھون میں سیاہ ہی ترے گیسوے شبرنگ کا سودا مجکو ؕ
ین اسلام مین بھی کفر سے چھٹ کر نہ ملا کوئی کہتا ہی برا اور کوئی اچھا مجکو
ت بیدار ہوے وصل کی شب تھی شبِ ہجر سبب وصل ہوا عالمِ رویا مجکو ؕ ؕ
ہ پر وہ تم کو خدا کے بھی کرون گا قائل ؕ لے لیا دل نہ دیا آپ نے بوسا مجکو
روز شب شوخ نے کیا کیا نہ دکھائے نیرنگ رُخ دکھایا کبھی گیسوے چلیپا مجکو ؕ
رسے بزم بتان مین وہ کہا کرتے ہین پیار کچھ روز سے اب کرتے ہین رعنا مجکو

ن پہلوان نے جو جمال بے مثال ملکہ کو دیکھا بیقرار ہو گیا تڑپ کر گینڈا ابڑھا دیا پکار کر
ازدی کہ ای صفدر تاجدار اس معشوقہ ناراض کو کہان لیے جاتے ہو تاجدار نے
اب دیا تم کیون پوچھتے ہو اُس پہلوان موسوم بہ آلات خشت زن نے پکار کر آواز دی
م اپنی آنکھون سے دیکھ چلے کہ وہ رو رو کر اشعار پڑھ رہی ہی معلوم ہوا کہ ناراض
ہم نہ لیجانے دینگے صفدر نے کہا اپنی پہلوانی کا گھمنڈ ہی آلات نے جواب دیا کہ ای
فدر آج حال میری پہلوانی کا تم پر کھلا خیال کرو کہ تمھارے کیسے کیسے پہلوان مارے آدھا
ب دبا لیا کچھ تمھارے کیے نہ ہو سکا آج مجھسے اس طرح کلام کرتے ہو ضرور اس معشوقہ
م سے چھین لونگا صفدر تاجدار نیزہ ہلاتا ہوا سامنے آیا کہا ای آلات خشت زن
ب نہ آنا ورنہ وہ نیزہ مارونگا کہ سینے کو توڑ کر پار گذر جائیگا ادھر آلات نے جو دیکھا

دور سے دیکھ رہی تھی سامنے جو لشکر اُترا ہوا ہی اُس طرف گئین یقین ہی کہ طلسم کشا پر مائل ہو
دوسری نے کہا ہوا بس صبح صبح جھوٹ نہ بولو کنارے تک لشکر کے جا کر پلٹ آئی تھین
باغ کے نہ آئین مجکو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ راستہ بھول کر کسی طرف نکل گئین کہ ملکہ
باپ کو آتے ہوے دیکھا حیران ہو گئین کہ اب جو یہ پوچھیگا تو کیا جواب دین گے
اگر پوچھا کہ ارے گلعذار کیا کرتی ہی سب کنیزین رونے لگین کہا واری کیا بتائین
عرض نہین کرسکتے دو پہر رات گئے سے ملکہ غائب ہین اسی خیال سے ہم لوگ پریشان ہین
یہ مضمون سُن کر نخل صحرائی بہت گھبرایا کہا صاحبو یہ بات نہ کہو مجکو ملال ہوتا ہی اب
گوہر بے بہا کو کہان تلاش کرون کنیزون نے کہا کہ کیا عرض کرین ملکہ کا بلا وجہ چلا جانا
اور بلا تکلف غائب ہو جانا ہم کو تو بہت ناگوار ہوا شاید کوئی بھوت پلید اُنپر سوار
اب اُسکے قبضے سے نکلنا دشوار ہی جو کوئی اُن کو دکھا دے تو ہم لوگون کی جان
آئے نخل نے یہ سُن کر جواب دیا کہ اری کمبختو تم نے خیال نہ رکھا اور ملکہ کو اکیلا
نہین معلوم کس خیال مین نکلی اب کہان تلاش کرون بہت حیران ہون کہ کہان
ڈھونڈھون کل اُس کے عاشقون کا جماؤ ہوا وہ سب ہاتھ سے بادشاہ اسلام
مارے گئے لشکر لیکر افسر چلے گئے کنیزین عرض کرتی ہین جو حکم ہو وہ بجا لاوین ملکہ
ڈھونڈھین نخل نے کہا کہ جاکر تلاش کرو ایک کنیز طرف صحرا کے چلی ایک طرف لشکر اسلام
روانہ ہوئی جو طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی تھی اُس سے راہ مین برق سے ملاقات
برق نے پوچھا کہ اے نازنین کہان جاتی ہی کنیز نے کہا کہ ہماری ملکہ غائب ہو گئی ہی
تلاش مین نکلی ہون برق نے نام دریافت کر کے کنیز کو بیہوش کیا اُس کو تو ایک گوشے
آپ اُس کی شکل بن کر باغ مین آیا یہان باغ مین دیکھا کہ کنیزین واسطے ملکہ کے رو رہی
سے کنیزون نے پوچھا برق نے کہا کہ لشکر اسلام مین نہین گئین یہ کہکر برق فرنگی
صحرا کے چلا دور سے دیکھا کہ ایک تاجدار جاتا ہی اور ایک محافہ ہمراہ ہی اُس محافے
تین سی سوار گھیرے ہوے ہین وہ تاجدار دمبدم قریب محافے کے جاتا ہی اور ٹھنڈی سانس
ہی اب برق کو یقین ہوا کہ گلعذار اسی محافے مین ہی مگر کیا تدبیر کرون تھوڑی دور

ق وہ باغ ہی جس مین نہ کبھی آئے بہار + وصل معشوق نہوا تباہ و برباد رہے کیا کیا رنج دالم سہے
لم طوق و زنجیر اسکا گہنا ہی + میان مجنون نے جسکو پہنا ہی + گو کہ گذری نہین یہ سُنتے ہین +
کے دیوانے تنکے چُنتے ہین + یہ کرشمے اسی کے سارے ہین + کیسے کیسے جوان مارے ہین + زلیخا
ہر بادی حضرت یوسف کی آبادی کون دل شاد رہا ہر شخص نے ظلم سہا اس سوچ مین گلعذار
رہی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک تاجدار مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر دو چار سو
ار شکار کھیلتا ہوا آتا ہی گلعذار نے جو اُس تاجدار کو دیکھا گھبرا گئی حیران تھی کہ کہان
ر چھپون کہ اُس تاجدار نے دور سے دیکھا کہ ایک معشوقہ پری پیکر دریاے جواہر مین
طہ زن حُسن مین رشک چمن زیور پھولون کا زیب بدن دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا پکار کر
واز دی کہ ای شمع شبستان دلبری و ای رواج دہندہ رنگ ساحری تو کون ہی کہ
س دشت ہولناک مین تنہا کھڑی ہی میرے ساتھ چل مین تجکو تخت پر بٹھاؤن عزت و
ر دبڑھاؤن گلعذار نے جواب دیا کہ ای تاجدار والا مقام مجھ آوارۂ دشت وحشت
یبت و پابند دام غم و حسرت سے متوجہ نہو جس راہ سے آتے ہو اُس راہ جاؤ
سے تعرض نہ کرو گہر ریزی زبان کی سُن کر وہ تاجدار موسوم بہ گوہر تاجدار بیقرار
لیا گھوڑا ابڑھا کر چلا ملکہ نے بہت منع کیا کہ او دیوانے وحشی مجھسے تعرض نہ کر ورنہ بہت
ائیگا مین اپنی جان دیدونگی تیرے ہاتھ کیا آئیگا مگر اُس تاجدار نے نہ مانا گھوڑا
کر قریب آیا ملکہ نے نیمچہ کھینچا جیسے ہی گوہر تاجدار قریب آیا ملکہ نے نیمچہ مارا گوہر
باڑھ بچا کر کلائی تھام لی اور پکار کر آواز دی کہ ہان یارو محافہ لاؤ ملازم محافہ لائے ملکہ کو
ین سوار کر کے لیچلا ملکہ روتی ہوئی محافے مین جاتی ہی ادھر نخل صحرائی نے جب دیکھا کہ وہ
لشکر والے چلے گئے فقط لشکر بادشاہ اسلام اُترا ہوا ہی تو رات بھر تو خیال مین بیٹھی
رہا صبح کو سوچا کہ چل کر ایک نگاہ دیکھ تو آؤن گلے تو لگا لونگا پیشانی پر بوسہ دونگا
، عاشق اُسکے مارے گئے اب تو مجکو قبول کریگی یہ سوچتا ہوا اُٹھا طرف باغ کے چلا
ازے پر باغ کے آکر دیکھا کہ چند کنیزین حیران و پریشان زار زار رو رہی ہین ایک
ایک کہتی ہی کہ بُوا مین نے یہان تک آتے ہوے دیکھا تھا ایک کہتی ہی مین رو زن

میخانے مین شرابی شراب پی کر بلبلا رہے ہین کوئی گرا پڑا ہی کوئی میٹھا ہوا جھاک رہا ہی
بگڑی گلے مین کوئی ننگے پانون پھر رہا ہی کوئی بیقرار ہوکر پکارتا ہی کہ یارو ایسی صحبتیں
کسیکو نصیب ہوتی ہین گلعذار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا شرم وحجاب دامنگیر ہوا کنارہ
بادشاہ سے پلٹی طرف باغ کے تو نہ گئی صحرا کیجانب منھ اُٹھ گیا خیال ہین ہی کہ باغ آ
کوئی آدھ کوس راستہ طی کر گئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ کچھ لوگ بیرون درہ کوہ اُترے ہو
لالٹینین لگی ہین اُن مین شمع ہاے مومی وکافوری روشن ہین یہ سامان دیکھ کر گلعذ
اور سمجھی کہ مین راستہ بھول گئی پلٹی اور راستے پر نکل گئی وہ دوپہر رات اسی دوا دو
کٹی کہ مرغ سحر نے اذان دی سوچی کہ اب تو روشنی ہوتی جاتی ہی جلد باغ مین پہونچ
ایک طرف چل نکلی کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اور روشنی ہونے لگی مگر ابھی نیر اعظم
ہوا طائر اپنے آشیانون سے نکلکر شاخہاے نخل پر بیٹھے حمد الٰہی ونعت رسالت پناہ
لگے بقول شاعر فرد ہر گیا ہے کہ بر زمین روید + وحدہ لاشریک لہ گوید + دیگر برگ
سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار + تھوڑے عرصے مین تاریکی دفع
ہوگئی دیکھا وہی جنگل ہی نہرین موج مار رہی ہین بعض شجر بے برگ وبار ہین مگر یہ د
آراستہ صاف معلوم ہوتا ہی کہ چادر مروارید فرش زمرد پر ڈالدی ہی ملکہ یہ سب
کھڑی دیکھ رہی ہی مگر جی مین کہتی ہی کہ افسوس ایسا راستہ بھولے کہ تا بہ باغ نہ پہونچے
جنگل ہی مین پھنسے رہے اب دیکھون یہ عشق کیا مزا دکھائے لوگون کی زبانی سُنا کی
کہ عاشق ومعشوق دونون تباہ رہتے ہین اُسکے تو خلاف دیکھا کہ کسی معشوق کو ر
دیکھا مگر ہماری تقدیر مین آوارگی ہی کس خیال سے نکلے تھے اور کیا انجام ہوا الق
اسی صحرا مین ہلاک ہون کل گیارہ عاشق مارے گئے ہم جنکے عاشق ہوے اُن سے
جدا ہوے کہ کنارے تک لشکر کے جاکر پلٹ آئے اس صحرا مین آکر پہونچے دیکھیں
کیا دکھائے حضرت عشق کے کرشمے نئے ہین سُن چکی ہون کہ مجنون وفرہاد نے کیا کیا
مگر کچھ ہاتھ نہ آیا قیس دیوانہ وار وحشی مثال دشت نجد مین رہا فرہاد نے کوہکنی کی
کہ آجتک وہ دیوانے مشہور ہین بقول شاعر فرد عشق وہ گُل ہی کہ دامن مین ہین جسے

…تاق یہ باغ کسکا ہی میثاق نے کہا یہ باغ گلعذار چمن آرا کا ہی یہ جو نخل صحرائی سامنے
…را ہی اسکی دختر ہی بادشاہ نے اُسی مقام پر لشکر اُتارا بارگاہ استادہ ہوئی ادھر گلعذار کو بڑا
…تیاق ہی کہ اس شہریار سے کیونکر ملون بنگلہ مین آکر بیٹھی مگر ملول و حزین دل پر ہجوم غم و الم کسی
…بات نہین کرتی آج شب کو خاصہ بھی نہین کھایا دوپہر رات گئے سرنگون بیٹھی تھی اور
…طرف بارگاہ شاہی کے تھی کہ کان مین آواز گانے کی آئی یہان فیروزہ بن عمرو سامنے
…شاہ کے تانین مار رہا تھا بادشاہ تعریفین کر رہے تھے گلعذار نے جو کان لگا کر سنا
تو معلوم ہوا کہ یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

…ک اسلام کیا مذہب و ایمان چھوڑا ٭ حیف اک بت کو نہ مردان علیخان چھوڑا
…کو وہ دست گریبان ہوا لیکن مین نے ٭ مرتے مرتے بھی نہ اُس شوخ کا دامان چھوڑا
…شت عشق کی کچھ خانہ خرابی کو نہ پوچھ ٭ قیس نے ایک نہین دشت و بیابان چھوڑا
…دگی خواب ہی غافل یہ زمانہ ہی خیال ٭ تو نے اسپر بھی نہ ابتک اُسے نادان چھوڑا
…ت گستاخ نے کیا کام کیا ہی شب وصل ٭ کہ کسی طرح نہ اُس شوخ کا دامان چھوڑا
…م تھا عشق زلیخا کا کہ خلوت تھی نصیب ٭ اُسپہ یوسف سے پریزاد کا دامان چھوڑا
…گیا محفل عشاق سے وہ آفت جان ٭ کوئی نالان کوئی حیران کوئی بیجان چھوڑا
…دنیا کو کیا ایک بقول رعنا ٭٭ تجکو دنیا نے نہ مردان علیخان چھوڑا

…واز سن کر گلعذار سے صبر نہ ہو سکا لباس مردانہ پہنا کنیزون نے پوچھا آپ کہان
…لیگا کہا مین در باغ تک جاتی ہون میرے ساتھ کوئی نہ آئے کنیزین تو رُک گئین مگر ملکہ
…ئی ہوئی در باغ سے نکلی دور سے دیکھا کہ تمام لشکر مین روشنی ہی بازارون مین مجمعہ
…وشان ہی ایک جانب نشے باز دوکانون پر بھنگیڑلون کے ہنگامہ کر رہے ہین کسی نے چونی
…لی اور پکار کر کہا کہ بی ساقن صاحبہ سال جہان کے ٹرے پلاؤ تمھاری نگاہ سے نشہ ہوتا ہی
…یٹرن نے چلم بھر کر دی جوان نے حقے کا ہاتھ بڑھایا کہ بی ساقن ذرا منھ لگا دو ساقن
…م لگا کر جو حقہ دیا تو نہال ہو گئے پکار اُٹھے فرد نہ آزاہد کے دم مین تو اگر کچھ دھن کا پکا ہی
…ت اک باغ ہی دوزخ بھی اک شرعی دھڑکا ہی ٭ ہر طرف یہی ہنگامے ہین ایک جانب

کہ ای ملکۂ عالم یہ طلسم کشا ہین اور یہ سب شاہزادیان عاشق جمال ہین آگے جو سب
ہی یہ وزیر اعظم خداوند ہی اور میثاق کوہ گردان اسکا نام ہی مگر قمقام نے پھر وہی
آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ملکہ نے دیکھا کہ وہ ہی تاجدار یعنی سعد شہریار
اُڑا کر مقابلۂ قمقام مین آئے گلعذار بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی کہ قمقام نے نیزہ مارا شاہ
نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا قمقام نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا
تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر قمقام کو اُٹھا لیا چرخ دے کر زمین پر مارا استخوان
قمقام کے چور چور ہوے دوسرا پہلوان یعنی سرسام مقابلے مین آیا وہ بھی ہاتھ سے
بادشاہ کے واصل جہنم ہوا اکلیل جادو کہ اسی فکر مین کھڑا تھا اژدر بڑھا کر میدان
آیا بادشاہ پر سحر کیا بادشاہ نے لوح محفوظ کو جنبش دی سحر اکلیل جادو کا باطل ہوا جیران
تھا کہ یہ معرکہ ہی کہ سحر تاثیر نہین کرتا تلوارین برسائین خنجر گرائے بادشاہ نے قریب آکر نیزہ
کہ سینے کو توڑ کر اکلیل کے پار گذرا آگہ دے کر اُٹھایا زمین پر مارا کہ استخوان اکلیل کے
چور ہوے چھوٹن ساحر اور پانچون پہلوان ہاتھ سے بادشاہ کے مارے گئے کسی کے لشکر
بلوہ نہ کیا اس خیال سے کہ لشکر بادشاہ کے ساتھ بہت ہی بارگاہین اُکھڑوا لین خزانے چھکڑون
پر لدوا لیے جسطرف سے آئے تھے اُس طرف روانہ ہو گئے لیکن نخل صحرائی یہ سب معرکہ دیکھ
حیران ہو گیا کہ ایسے ایسے تاجدار مارے گئے اور ساحر بھی قتل ہوے مگر فوجون نے بلوہ
نہ کیا اگر بلوہ کرتے تو شاید مغلوبہ سے کچھ مطلب نکلتا اگر شاہ کے ساتھ لشکر ایسا ہی سوار
شیر شکار پیادہ پایان تہور شعار اسی پر آمادہ ہین کہ مغلوبہ اگر ہوتی تو ہم جان و دل
شریک ہوتے اور کچھ نقدی بھی ہاتھ آتا قبضے پر ہاتھ رکھے جھوم رہے ہین امیدوار ہین
جنگ ہو نخل ساتھ والون سے کہہ رہا ہی کہ ایسے جانباز کسی کی فوج مین نہین سب آمادہ
جنگ و جہیائے کارزار ہین کیون یارو اب کیا کرون ان کو روکون کہ نہ روکون ساتھ
کہتے ہین کہ یہ طلسم کشا ہین کسی کے روکے سے نہ رُکین گے تا جزیرۂ عنبر بار جا وین گے مشہور
ہی کہ خداوند نے لوح عنبر بار کے پاس رکھی ہی ہم لوگ کیا روک سکتے ہین مگر گلعذار
جو کئی مرتبہ چلمن اُٹھائی تو بادشاہ سے نگاہ مل گئی بادشاہ بھی دیکھ کر عاشق ہوے فرمایا

نگار گلعذار کو جو یہ خبرین ہوئین بے اختیار رونے لگی کہا صاحبو یہ کیا آفت ہی یک انار و صد بیمار باوا جان نے خوب قیامت برپا کرائی ہی ہین ان مین کسی کے ساتھ نہ جاؤنگی اپنی جان دونگی صحرا مین نکل جاؤنگی دشت نوردی مین بسر کرونگی کنیزین کہتی ہین حضور چل کر قصر پر بیٹھین جنگ کا تماشا دیکھین چھ جادوگر ہین ایک ایک ان مین بلائے روزگار ہی پانچ تاجدار ہین کہ فن پہلوانی مین اپنا مثل نہین رکھتے آپکے باپ کس کس سے لڑین گے دروازے پر باغ کے ایک بنگلہ بنا ہی مقیش سے چھایا ہوا نہایت آراستہ و پیراستہ یہ سب لشکر رات بھر تیاریان کیا کیے صبح کو میدان مین آکر جمے ایک طرف سے نخل صحرائی بھی آیا ملکہ آکر اس بنگلے مین بیٹھین تاجدارون کو اور ساحرون کو دیکھا کوئی ان مین پسند نہ آیا جی مین کہتی ہی کہ دیکھیے خداوند کیا کرین اگر انسے باوا جان نے مہلت پائی تو خداوند سے کیونکر جان بچاوینگے وہ خداوندہین تقدیر کر کے لڑین گے اول سب سے قمقام پہلوان گینڈا اڑا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر ساحر سے مقابلہ نہ کرونگا غیر ساحر جسکا دل چاہے میرے مقابلے مین آئے سر سام نامے پہلوان ایک طرف کھڑا کہ رہا ہی سب کو مار کر معشوقہ کو لونگا نخل صحرائی کو قلم کرونگا نہین معلوم یہ جنگلی کیا سمجھا ہی سب سے وعدہ تو کر لیا اب کسی کو بھی نہین دیتا قمقام وسط میدان مین گینڈے کو مہمیز کر رہا ہی سب سے آنکھ ملا رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت و نقارے کی آواز آئی کہ تمام صحرا تھرا گیا گلعذار گھبرائی کہ یہ کون آتا ہی چلمن اٹھا کر دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک تاجدار آفتاب جمال و خورشید مثال چلا آتا ہی بارہ چودہ ہزار شاہزادیان ہمراہ ہین آگے آگے ایک ساحر گولہ فولادی کو چرخ دیتا ہوا پشت پر چار لاکھ فوج گلعذار بہ نگاہ حسرت اس تاجدار کو دیکھنے لگی اور شاہزادیونکو دیکھا کہ چہار طرفسے گھیرے ہوے مثل کنیزان کمترین نظارۂ جمال اس شہریار کا کرتی ہوئی بمحبت ساتھ ہین مثل سرو دار حسینان و بہار اعجاز بیان و گلگونہ بلکہ یاسمن وغیرہ ان شاہزادیون کو دیکھ کر گلعذار نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ دریافت کر کہ یہ تاجدار کون ہی حقیقت ہین یہ اس لائق ہی کہ اسکی خدمت مین مشرف ہون ایسی ایسی شاہزادیان ساتھ ہین کہ جنکا حسن و جمال مین مثل نہین کنیز گئی اور دریافت کر کے آئی عرض کیا

خیال مین رہین مین شب کو شبخون مارون شاید غالب آؤن ورنہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤنگا
اپنی جان بچاؤنگا یہ سوچ کر شبخون آیا جیسے ہی نعرۂ زمرد کی صدا بلند ہوئی تو میثاق ا
بارگاہ سے نکلا شاہزادیان بھی اپنے اپنے خیمون سے نکلین لشکر زمرد کو گھیر لیا زمرد
نکلنا دشوار ہو گیا میثاق نے وہ آگ برسائی کہ تمام لشکر آگ مین جلا اب زمرد اکیلا
رہگیا بادشاہ بھی اپنی بارگاہ سے آئے مصروف جنگ ہوے زمرد جادو نے جب د
کہ شاہزادیون نے اور میثاق نے وہ آگ برسائی کہ کل لشکر کا خاتمہ ہوا تو بہرا
اُٹھ گئے اپنے کو تخت سے گرایا پر پرواز پیدا کر کے اُڑا بہار اعجاز بیان نے گا
سحر بار اُچھول جو زمرد پر برسے مبہوت ہو کر آسمان سے اُترا آیا بہار اعجاز بیان
طرف یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا نظم

لہو سے دامنِ قاتل جو آج لال ہوے — شہید ناز کو کیا کیا نہ انفعال ہوے
گلے زبان پر آئے بہت ملال ہوے — جو ہجر مین تھے وہ صدمے شب وصال ہوے
ہوا نہ وال اگر صاحب کمال ہوے — بلند مرتبہ ہم صورت ہلال ہوے
شباب یار نے پائی نمود سینے سے — بہار باغ مین آئی شجر نہال ہوے
رقیب سفلہ کرین عیش ایک ہم پیدا — الم کے واسطے ای رب ذو الجلال ہوے
سمند ناز کی جولانیون نے ڈھانا ظلم — ہزار ہا دلِ عشاق پائمال ہوے
شبِ وصال نہ شانے نے اُنکو فرصت دی — یہ کیسے گیسوے جانان مجھے وبال ہوے
نہ آیا وعدہ فراموش کیا کہون رعنا — کہ انتظار مین کیا کیا مجھے خیال ہوے

بہار نے جو دیکھا کہ زمرد مبہوت ہو رہا ہی تو میثاق کو اشارہ کیا میثاق کو وہ
گولہ مار دیا کہ زمرد کی پشت کو توڑ کر پار گذرا مرتے ہی زمرد کے لڑائی فتح ہو گئی
فرمایا کہ اب لشکر کمر نہ کھولے ای میثاق یون ہی لشکر چلا چلے مجکو مقابلہ عنبر با
منظور ہی کہ لوح طلسمی ملنےکی تدبیر ہو اور خواجہ کا بھی ہاتھ تھام لیا کہ چھوٹے داداج
بھی چلیے خواجہ بھی ساتھ ہوے یہان قریب باغ گلعذار جو سب شاہ و تاجدار اُ
ہوے تھے تو جواب صاف پا کر سب نے طبل جنگی بجوایا نخل نے بھی جواب مین طبل جنگی

راضی کردونگا سب نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ یہ بڑے غضب کی بات ہی کسی سامری پرست نے
ا نہین کیا آپ ایسا ارادہ نہ کیجیے ورنہ بدنام ہوجائیے گا سب سامری پرست بُرا کہینگے
ری خرابی یہ ہی کہ قدرت عاشق ہوے ہین وہ بلوہ کرین گے اُن کے بلوے کو بھلا کون
یگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی قمقام خون آشام نامے پہلوان بجمعیت تمام آ کے
نچا لشکر کو لیکر قریب باغ آکر اُترا اور نخل سے کہلا بھیجا کہ ہمارے خط کا آپ نے جواب
واب دیا تھا اور اس مہینے کا وعدہ کیا تھا لہذا براہ مہربانی وعدے کو اپنے پورا کیجیے
ں نے کہلا بھیجا اب وہ تقریب غیر ممکن ہی اُس وقت اقرار کیا تھا اب اس اقرار کا اعتبار
ن پلٹ جاؤ قمقام نے جو یہ جواب سُنا قبضے پر ہاتھ ڈال کر کہا کہ نخل صحرائی کو شاید اپنے
پر بڑا گھمنڈ ہی مین وہ سحر کرونگا کہ بھاگتے راستہ نہ ملیگا اُنسے کہدو کہ شادی کی تیاری کرین
ین خیر ہی ورنہ طبل جنگی بجوا کر مقابلہ کرین نخل نے جو یہ جواب سُنا کہا دیوانہ ہوا ہی ایک سحر
بھاگیگا اُس کی کیا مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کرسکے یہ کہہ کر باہر نکل آیا منظور ہوا کہ سحر کرے دن
را سے گرد اُڑی ایک تاجدار تخت پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار فوج بڑے کروفر سے
پہونچا دربارگاہ پر جو نخل صحرائی کو کھڑے ہوے دیکھا تو بزرگ جان کر جھک کر سلام کیا
صحرائی نے جواب سلام دے کر اشارہ کیا کہ ای شہنشاہ آپ کہان آئے اُس تاجدار
شارہ کیا کہ مین خط بھیجتا ہون میرے آنیکا سبب آپ پر ظاہر ہوگا یہ اشارے آپس مین
ہے ہین ادھر قمقام صفدر تاجدار کو دیکھکر ساتھ والون سے بولا کہ نخل صحرائی نے
ایداس سے بھی وعدہ کیا ہی یہ بھی اس امید پر آیا ہی کہ اُسکی بیٹی سے شادی کرے
سب کو سمجھا دونگا صفدر تاجدار کی بھی یہ لیاقت ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے یہ ذکر تھا
سری گرد اُڑی تیفور جادو بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا اُسنے بھی نخل صحرائی کو
دیا شام تک چھ جادوگر اور پانچ تاجدار اسی حسرت مین آکر اُترے سب نے
طور پر نخل صحرائی کو نامے لکھے نخل نے سب کو جواب باصواب دیے کہ بیٹی کی شادی
نگا اور تدبیر ہوگئی یہان تو یہ صورت ہی اُدھر مقابلہ شاہ اسلام مین زمرد جادو نے
صاحبون سے صلاح کرکے طبل جنگی بجوایا اسکو منظور یہ ہوا کہ یہ لوگ طبل جنگی کے

باغ سے نکلی ایک صحرا مین آکر آواز دی کہ ای والد نامدار مجھے کچھ عرض کرنا ہی یہ سنا ایکطرف
نخل صحرائی آیا بیٹی کو گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسے دیے ہر چند کہ گلعذار کو یہ حرکات با
کے ناگوار ہوتے ہین مگر باپ جان کے خاموش ہو رہتی ہی اور چونکہ نخل صحرائی کی زد
انتقال کر چکی ہی یہ چاہتا ہی بیٹی پر قبضہ کرون اسی وجہ سے کسی کا پیغام قبول نہین کرتا
بیٹی کی صورت دیکھ کر دلمین کہتا ہی کہ ایسی حسین کو اور کے حوالے کیون کرون خود ہی نہ قبضہ
گلعذار نے کہا کہ کل عجب معرکہ ہوا اول تو شمشاد تاجدار آیا نہین معلوم قدرت
کہانسے آتے تھے ایک نخل کی آڑ مین کھڑے تھے جب شمشاد نے مجھپر دباؤ ڈالا تب قدرت
اُس کو مارا اور فرما گئے ہین کہ سردار حسینان نکل گئین تم اُس عہدے پر آؤ نخل صحرائی
کہا کہ ای گلعذار تو نہ گھبرا مین کل آؤنگا جو مناسب ہی وہ کر گذرونگا جن جن کے خط آئے ہین
اُنکو جواب صاف دیدونگا گلعذار خاموش ہو رہی باغ مین آکر مصروف صحبت ہوئی کنیزون
کہتی ہی عجب طرح کا معرکہ ہی کہ قدرت یہ کہ گئے ہین اور باپ نے عجب جواب دیا ہی کہ جس
منشا مین نہین سمجھی مگر تشریف لادینگے دیکھون کیا فرماتے ہین یہ ذکر تھا کہ نخل باغ خشک
ہونے لگے جانور اُڑنے لگے گلعذار نے کہا کہ شاید والد آتے ہین یہ اُن کے آنے کی علامت
ہی درختون پر زوال آتا ہی طائرون کو تردد ہوتا ہی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دکھائی
نخل صحرائی تخت پر سوار بارہ چودہ ہزار فوج پشت پر قریب باغ آکر فوج کو اُتارا آپ تنہا باغ
مین آیا گلعذار نے آکر سلام کیا نخل صحرائی نے گلے سے لگا لیا کہا ای نور نظر و ای پارہ جگر
مین نے تجویز کر لیا کہ تمھارے ساتھ بھونری پھیرون تجھ ایسی معشوقہ کو غیر کے حوالے نکرون
گلعذار نے سر جھکا کر کہا کہ ای والد نامدار آپ یہ کیا ارشاد کرتے ہین آج تک ساری دنیا
مین یہ رسم نہین ہوئی مگر آپ ایسا فرماتے ہین مین آپ کو کیا جواب دون نخل نے کہا مین لشکر
اسی واسطے لایا ہون کہ باہر جشن ہو اور روشنی کیجائے اور میری تیرے ساتھ بھونری پھرے
اب کچھ تامل نہ کرو گلعذار نے کہا کہ آپ باہر چل کر ٹھہریے مین سمجھ کر جواب دونگی نخل صحرائی
باہر نکل کر بارگاہ مین آکر بیٹھا مصاحبون سے اپنے کہنے لگا عجب مشکل ہی کہ مین مدت سے اس
پر مرتا ہون آج اُسنے صاف صاف جواب دیا کل پھر سوال کرونگا اگر مان لیا تو فبہا ور

ار دیادہ گولہ پھٹ کر گرا آپسمین سحر چلنے لگے جب جمشید سحر کرتا ہی تو شمشاد تھرا جاتا ہی ہاتھ پانوٴ مین
رعشہ پڑ جاتا ہی اور شمشاد جب سحر کرتا ہی تو جمشید ہنس ہنسکر دفع کر دیتا ہی اور کہے جاتا
ہی کہ ای شمشاد دیکھو ابھی خیر ہی قدرت کو غصہ نہین آیا اگر قدرت کو غصہ آجائیگا تو پھر بہت
پچتاوٴ گے تم کو جہنم مین پھینک دونگا آگ مین جل جلکر تڑپو گے مگر شمشاد ایسی کب سنتا ہی
لوار بار بار جاتا ہی جب شمشاد نے تلوارین برسائین تو جمشید کو تاب نہ آئی للکار کر آواز دی
ہ او شمشاد کیون عورت پر دباوٴ ڈالتا ہی بس اب تیری قضا دامنگیر ہی تیرے قتل کی یہی تدبیر
ی ہر چند جمشید نے سمجھایا مگر شمشاد نے نہ مانا سحر کیے گیا گلعذار حیران حیران دیکھ
ہی ہی اور دل مین کہتی ہی کہ مین نہ شمشاد کو چاہتی ہون اور نہ خداوند جمشید ثانی کی
واہان ہون یہ ناحق آپس مین دونون لڑ رہے ہین شمشاد بیکار اپنی جان دیتا ہی جمشید
سے کیونکر سر بر ہوگا مگر جمشید نے جب دیکھا کہ یہ جاہل کسی طرح نہین مانتا تو کارد سحر جھولی
سے نکالی شمشاد پر پھینک ماری شمشاد نے ہر چند چاہا کہ اپنے کو بچاوٴن مگر کب بچ سکتا
تھا کارد آکر سینے پر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری شمشاد کے مرنے سے دیر تک اندھیرا رہا
جب تاریکی دفع ہوئی تو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شمشاد جادو بود جمشید ثانی ٹہلتا ہوا
سامنے گلعذار کے آیا کہا ای معشوقہ خوبرو سردار حسینان منظور نظر قدرت تھی وہ جاکر
طلسم کشا پر مائل ہوئی اب مین چاہتا ہون کہ اُسی عہدے پر تجکو قایم کرون گلعذار نے
عرض کی کہ قدرت نے شمشاد کو ناحق مارا وہ تو دیوانہ مزاج تھا میرے اوپر ہمیشہ آکے
یون ہی دباوٴ ڈالتا تھا مگر کبھی مین نے اُسکا کہنا قبول نہین کیا مگر آج اُسکی قضا تھی
جو آپسے تکرار کی یہ نہ سمجھا کہ قدرت پر سحر کیونکر تاثیر کریگا قدرت تشریف لیچلین مین باداجان
نل صحرائی سے صلاح کرونگی اگر انھون نے بھی قبول کیا تو ضرور حاضر ہونگی جمشید نے
کہا ای گلعذار مین انتظار کرونگا اور بیقرار رہونگا گلعذار نے کہا کہ مین نے تو
عرض کیا کہ اگر باداجان قبول کر لین گے تو مین ضرور حاضر ہونگی جابجا سے خطوط میری
طلب کے آئے ہین باپ نے وہ خط رکھ چھوڑے ہین ابھی کسی کو قبول نہین کیا کیونکہ ایک
قبول کرین گے تو باقی لوگ بلوہ کرین گے جمشید یہ سُنکر چلا گیا گلعذار بعد جانے جمشید کے

نہ ہوا اور وقت آ رہینگے کیا اس مین ستم ہو گیا اپنی ہی کہے جاتے ہو ہمارا کہا نہین سُنتے اور تم
کِسنے کہا تھا کہ ہم سے محبت کرو مجھے تو ان باتون سے نفرت ہی مین اپنی صحبت مین شگفتہ ہوتی
وہ جوان یہ کہتا ہوا بڑھا کہ بس اب اُٹھو چوچلے کر چکین اب تخت پر سوار ہو تھوڑی دیر
چلی آنا وہ نازنین گھبرا کر اُٹھی کہا صاحب مین تو نہ جاؤنگی اُس جوان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم
باغ تمھارا سحر بند ہی مگر تم نے افسوس ہی کہ سحر نہ سیکھا اس کمال سے محروم رہین اُس ناز
نے کہا کہ مین نگوڑی سحر کو سیکھ کے کیا کرتی جن لوگون نے سیکھا وہ کس فیض کو پہونچے مجھے
رکھو زیادہ حکومت نہ کرو ورنہ بہت پچتاؤ گے اُس جوان نے کچھ خیال نہ کیا قریب مسند
آکے اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا اپنے تخت پر بٹھایا قصد ہوا کہ لیچلون اُس نازنین
آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ صاحب مجکو زبردستی لیے جاتے ہو میرا دل نہین چاہتا اُ
جوان نے کچھ جواب نہ دیا جمشید کو یہ معرکہ دیکھ کر بہت ناگوار ہوا دل سے کہتا ہی کہ ای
یہ کیسا ستم ہی کہ اس نازنین کو یہ جوان زبردستی لیے جاتا ہی وہ نہین جاتی کیا زبردستی ہی
روک لون یہ سوچ کر آگے بڑھا پُکار کر آواز دی کہ ای شمشاد تاجدار اس مہ جبین پر
بدعت کرتے ہو وہ نہین جاتی اپنے جلسے مین بیٹھی ہی اب گلعذار نے جو جمشید کو دیکھا
سُرخ ہو گیا تخت سے کود پڑی کہا مین تو نہ جاؤنگی اُس جوان نے پھر ہاتھ تھاما کہا مین
لیجاؤنگا یا خداوند آپ کیون دخل دیتے ہین آج آپ کو یہان دیکھا مین مہینون سے
آتا ہون یہ امروز فردا پر ٹال دیتی ہی ہزار ہا روپیہ میرا کھا گئی آج ضرور لیجاؤنگا جمشید
کہا معشوق یون ہی رقم کھا جاتے ہین مین تو نہ جانے دونگا اس نازنین پر مجکو رحم آتا ہی
نے کہا کہ یا خداوند مین آپ کا پاس کرتا ہون ایسا نہ ہو کہ آپ کو ملال پہونچے مین آج
اہل جلسہ سے کہہ کر آیا ہون کہ مین جا کر گلعذار کو لاتا ہون وہ سب انتظار کر رہے ہون گے
خالی جاؤنگا تو بڑا حجاب ہوگا جمشید نے کہا کہ ای شمشاد اگر بگڑو گے تو کیا کرو گے ایک
مار دونگا کہ سر اُڑ جائیگا شمشاد نے کہا کہ یا خداوند اس وقت اگر قضا آپ ہی کے ہاتھ
تو ناچار ہون ورنہ سحر مین کم نہین ہون یہ سُن کر جمشید آگے بڑھا جھولی پر ہاتھ ڈالا قصد
کہ سحر کرون شمشاد نے پیشتر ہی سے گولہ نکال کر مارا جمشید ایسے سحر کو کب مانتا ہی اُلٹا

بلور کا ہی اُسپر فرش مشجر بچھا ہی اور ایک نازنین پری پیکر حور منظر ابرو ہلال عارض بدر آسمان کمال
مسند پر بہ تکلف بیٹھی ہی ایک گائن نہایت شوخ و شنگ تڑپ تڑپکر وہی اشعار مذکور گا رہی
ہی جمشید ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہی تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ آسمان سے
ایک ساحر آیا تخت پر سوار تاج شاہی سر پر رکھے ہوے موتیون کے مالے گلے مین نہایت
آراستہ و پیراستہ تخت سے اپنے اُترا مگر اُس نازنین مسند نشین نے جو دیکھا یقین کامل ہوا کہ
اب صدمہ پہونچیگا چہرہ متغیر ہو گیا گائن خاموش ہو رہی مگر یہ جوان جو آسمان سے آیا تھا اکڑتا
ہوا پھولون کو اُٹھا اُٹھا کر سونگھتا ہوا قریب محفل آیا پکار کر کہا کہ ای گلعذار حسین آرا تمنے
ہم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم آوینگے دل کو تیرے تسکین دینگے دو پہر رات گئے تک انتظار
کیا آخر خود ہی چلے آئے اُس نازنین نے تیور پر بل ڈال کر جواب دیا کہ حقیقت مین وعدہ خلاف
ہوا مین لباس وغیرہ پہن کر آ بیٹھی اور گائن نے آج وہ اشعار گائے کہ دل کو بیقرار
کر دیا اسی شغل مین پھنسی رہی نہ آسکی اب کل پرسون آؤنگی اُس جوان نے کہا کہ ای ملکہ عالم
پھر یہ رات بہار ہو گی جلسہ آراستہ ہی وہ وہ گانے والیان بلائی ہین کہ اگر سنو تو ہوش درست
نہ رہین خوش آواز گل فروش کیسی خوش آواز ہی اگر زہرہ فلک سنے تو زمین پر آجائے
انسان مبہوت ہو جائے آپ تشریف تو لے چلیے گلعذار نے کہا کہ اس وقت تو مجکو فرصت
نہین ہی مگر وقت پر آؤنگی اُس جوان نے کہا کہ آپ میرے مزاج سے واقف ہین جب آپ
تشریف لے چلینگی تو طبیعت کو فرحت ہو گی ایسا نہ ہو کہ اہل جلسہ پریشان ہو کر صحبت
کو برخاست کرین اُس نازنین نے کہا کہ تم چل کر ٹھہرو ہم صبح ہوتے آوینگے جوان نے
کہا کہ ہم نہ مانینگے تمکو ضرور تخت پر سوار کر کے لے چلینگے وہ نازنین لاکھ انکار کرتی ہی
مگر یہ جوان نہین مانتا یہی کہے جاتا ہی کہ ابھی چلو ای گلعذار ہم دو پہر تڑپے ہین آج کھانا بھی
نہین کھایا مین جو اپنے باغ مین جاتا ہون تو کوئی نخل اچھا نہین معلوم ہوتا ہر چند کہ ملازمون
نے بڑے تکلف سے نخل آراستہ کیے ہین مگر دل کی کسی کو کیا خبر ہی تمھاری محبت کا دل ہی پر
اثر ہی اُس نازنین نے کہا کہ ای شمشاد جادو زیادہ تکرار نہ کرو اور چلے جاؤ ایسا نہ ہو مجھ کو
غصہ آجائے تو پھر کبھی نہ آؤنگی مین کچھ تمھاری نوکر نہین ہون ہر چند کہ وعدہ کیا تھا وہ پورا

کیسا کیسا سمجھایا مگر یاقوت نے نہ مانا ہر چند کہ قدرت پر زوال آیا ہو مگر پھر بھی قدرت
مقابلہ کر سکتا ہو اگر ایسے نہ ہوتے تو دعوی خدائی کیون کرتے اب وقت خرابی آیا مگر
یہان سے پلٹا ابر کو چمکاتا ہوا جاتا ہو کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز
سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہو نظم

بندۂ عشق ہون کیونکر نہ کرون مدحت عشق
مرتبہ اپنا سمجھتا ہون سوا شاہون سے
ناتوانی مین جو فرقت کے اُٹھائے صدمے
اب مرے سامنے منعم کی حقیقت کیا ہو
کیون پلایا ہو مجھے جام شراب ای ساقی
تلخ کامی کا مزہ جسکے مقدر مین ہوا
رات دن مین جو حسینون مین رہا کرتا ہون
کیا مزا اسمین ہو ذلت کے سوا ای سطوت

دیکھا جس سمت نظر آئے مجھے حضرت
میری تقدیر سے ہاتھ آگئی ہو شرد
ایسا تھا مجھ مین کہان زور یہ ہو
دل غنی ہو مرا ہو پاس مرے د
مین نہین آپ مین طاری ہو بہت
بس اُسی شخص کو اللہ نے دی نعمت
قیس و فرہاد سے بڑھکر ہوئی ہو شہ
خواب مین بھی نظر آئی نہ مجھے صور

جمشید نے سر اُٹھا کر جو دیکھا تو پہلو پر کوہ کے ایک باغ ہو دروازہ اُسکا مثل آغوش
کُھلا ہو اُسی باغ کے اندر سے گانے کی آواز آتی ہو جمشید تو جانتا ہو کہ جو کوئی اس
ہو گا وہ میرا مطیع ہو گا تخت کو بڑھا دیا دروازے پر باغ کے آیا تخت سے اُترا باغ مین
وہ بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر ہو گیا چہار جانب گلہاے رنگا رنگ و شگو
بوقلمون نخل چھوٹے چھوٹے پھولون سے لدے ہوے گلدستے بنے ہین ہر سمت جوش
ہر چند کہ وقت شب ہو لیکن آشیانون سے طائر چہک اُٹھتے ہین جانتے ہین کہ صبح
ہر روش پر خرامان ہو جھونکون سے ہوا کے جو نخل ہلتے ہین تو اُن سے پھولون کا منہ
ہو جمشید یہ سامان دیکھ کر مبہوت ہو گیا دل سے کہتا ہو کہ یہ کس معشوق سبز رنگ
جسکا ہر پھول رشک داغ ہو ہر سمت چمنستان لالہ بڑے تکلف سے آراستہ ہین صاد
کہ ستارے چمک رہے ہین پھول مہک رہے ہین طائر آشیانون سے چہک رہے
نسیم کے سنک رہے ہین جمشید یہ تماشا دیکھتا ہوا وسط باغ مین جو پہنچا دیکھا کہ

ونگا تیرا ابھی سر کاٹ لونگا جمشید نے کہا کہ او دیوانے تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ میرے اوپر
ت انداز ہو تجھ ایسے میری سرکار مین بہت سے غلام ہین ایک تمانچہ ملد دونگا کہ تیرا سر
جائیگا یاقوت نے کہا کہ او ناہنجار تیری قضا آئی ہی جمشید نے بہت سمجھایا چاہتا تھا کہ
ٹ جاے اور زمرد پر توجہ نہ کرے بندے میرے مجھپر طعن کرینگے کہ وہ اپنے ہوش مین نہ
اُسے مار ڈالا اور یہ سیجیا نہین مانتا مگر سردار حسینان یا تو میدان مین کھڑی تھی یا
شید کو جو دیکھا پلٹ آئی بہار اعجاز بیان نے پوچھا کہ کیوں کیون پلٹ پڑین سردار حسینان
کہا ہوا یہ نگوڑا بڑا ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی بار سحر اسکا ہم لوگ
ین اُٹھا سکتے اس وجہ سے مین چلی آئی کہ ایسا نہ ہو مجھپر پلٹ پڑے اور گرفتار کر کے لیجائے
تو مین اطمینان سے بیٹھی ورنہ مجھے چین نہ لینے دیتا خدا نے آبرو بچائی دیکھیے اب کیا ہو یہان
ذکر ہین وہان جمشید و یاقوت سے تکرار ہوئی آخر جمشید نے جھلا کر تخت اپنا بڑھایا اور
ب یاقوت آیا یاقوت نے جو دیکھا کہ جمشید میرے قریب آیا کہا او جمشید مین زمرد کو زندہ
وڑونگا معشوقہ نے سر مانگا ہی جمشید ثانی نے کہا کہ کیا مجال ہی جو زمرد پر ہاتھ ڈال سکے
بہتر اسی مین ہی کہ کنارے جا کر بیٹھ ایسا نہ ہو کہ تیری قضا آجائے اسپر یاقوت نے کہا کہ مین
خواہان ہون کہ تجکو قتل کرون جمشید نے تخت یہان تک بڑھایا کہ پاس یاقوت کے
جمشید نے ہاتھ تھام کر کہا کہ اے یاقوت بس اب خاموش رہو زیادہ نہ بلبلاؤ ہر چند
ید نے سمجھایا مگر یاقوت خاموش نہ ہوا جواب دیے گیا جمشید نے جھلا کر ایک تمانچہ
یا کہ سر یاقوت کا اُڑ گیا یاقوت کو مار کر قریب تخت زمرد آیا زمرد تخت سے کود پڑا
ت جمشید پر ہاتھ رکھا کہا یا خداوند مین نے اسکو ہر چند منع کیا کہ مسلمانون مین بڑے
ساحر ہین تو اُن کے مقابلے مین نہ جا کوئی تجھسے نہ دیگا مگر اسنے نہ مانا طبل جنگی بجوا کر
ن مین گیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اِسنے صرف اتنا جو پکار کر
سردار حسینان نے نکل کر اس کو دیوانہ کیا اور یہ اُس کو دیکھ کر عاشق ہوا جمشید
یا کہ اب قدرت جلتے ہین پلٹ جاؤ زمرد جادو رنجیدہ پلٹا مگر ساتھ والون سے
ہوا کہ یارو تم نے دیکھا کہ کیا ہوا یاقوت کی موت دامنگیر تھی قدرت لئے اُسے

جس طرح اُسکے ہجر مین ہمنے اُٹھاے رنج — دشمن بھی اس طرح سے نہ ہو مبتلا
اِن بیوفا حسینون سے اپنا لگا کے دل — کیا فائدہ اُٹھائیے بیٹھے بٹھاے
افسوس خواب مین بھی تو آتی نہین خوشی — دل مین ہمارے اب یہ بندھی ہی ہو
طاقت نہین ہی مجھ مین کہ سطوت بیان کرون — مین نے فراق یار مین کیا کیا اُٹھا

یہ اشعار پڑھ کر سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کہا اے مالکہ عالم جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن شا
نے جواب دیا کہ زمرد کا سر لاؤ تو تمھارا کہنا قبول کرین اُسکا سر لانا یہ ہمارا مہر ہی یاقو
کہا ابھی لایا زمرد تخت پر سوار بیٹھا تھا کہ یکایک دیکھا یاقوت جادو آنکھین مثل خو
سُرخ تیغہ کھینچے ہوے آتا ہی نعرے کرتا ہوا کہ منم یاقوت جادو اوزمرد بیحیا تو نے
صدمہ پہونچایا کہ اُنھون نے سر میدان ارشاد فرمایا بس اب اسی مین بہتر ہی کہ تخت
ورنہ تخت سلطنت کو تختہ تابوت بناؤنگا بذات قتل کرونگا زمرد نے فوج کو اشارہ کیا
دیوانے کو روکو نہین معلوم سردار حسینان نے کیا سحر کردیا کہ اسکا قلب اُلٹ گیا
گالیان دیتا ہی اور مجھسے بہت چھوٹا ہی مین نے اسکو دیون مین پالا سحر سکھایا غارا
مین بھیجا لاکھون روپئے خرچ کیے تب یہ لائق سحر کے ہوا فوج والے بڑھے جو روکتا ہی
زبان تیغ سے جواب دیتا ہی چند افسرون کو مارا اب تو لوگون نے آکر فریاد کی کہ
وہ ہم کو مارتا ہی ہم اُسپر ہاتھ نہین ڈالتے اگر فرمائیے تو مار کر نکال دین زمرد نے
ہو کر حکم دیا کہ جس طرح بن پڑے میرے سامنے سے ہٹاؤ اب تو ساحرون نے بلوہ کیا
یاقوت ساحر زبردست ہی جب گولہ مارا دس دس کو بہا کر نکل گیا کوئی قریب نہ
دور سے لینا لینا کر رہے ہین عین گرمی جنگ ہی یاقوت کے ہاتھ سے ہزار دو ہزار
مارے گئے چاہتا ہی لڑ بھڑ کر قریب زمرد کے پہونچون اور اسکو تخت سے اُتار لو
پہرے باندھے ہوے ہین یاقوت کو نہین آنے دیتے بڑھ بڑھ کر روکتے ہین بہت بڑ
ہی کہ آسمان پر لکہ ابر سُرخ پیدا ہوا ہزارہا طائر زمزمہ کرتے ہوے وہ ابر آکر پھٹا
دیکھا کہ جمشید ثانی للکارتا ہوا آتا ہی کہ او یاقوت یہ کیا بیحیائی ہی کہ بھائی سے یہ
کرتا ہی جادو رہو یاقوت نے کہا کہ او بیحیا جھوٹے خداوند مجکو ڈراتا ہی مین

ون طرف کے لشکر تیار ہوکر میدان کارزار مین آکر پہونچے یاقوت بلبلاتا ہوا میدان مین
پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرنے کی ہو وہ نکلے تم لوگون نے میرے بھائی کو بہت ستایا اب
بدلہ لونگا جیسے ہی اسنے پکارا سردار حسینان طاؤس اپنا بڑھا کر نکلین بادشاہ سے
زت لی مقابلۂ یاقوت مین آئین یاقوت نے جو سردار حسینان کو آتے ہوے دیکھا
جہان آرا دیکھ کر دنگ ہوگیا کچھ سحر نہ کیا جب سردار حسینان سامنے آئین کہا ای
شاہ اقلیم خوبی وای سرو روان باغ محبوبی مجکو بڑا تاسف ہوتا ہی کہ تم ایسی شاہزادی
ہ مسلمانان ہوئین قدرت کو کیسا قلق ہوا ہوگا اگر اب آپ ادھر آنے کا قصد کرین
ن وعدہ کرتا ہون کہ قدرت سے خطا معاف کرا دونگا آپ آگاہ ہونگی کہ مین بادشاہ
یاقوت نگار رہون جو چاہون سامان کرون کل ملک آپ پر نثار کرونگا سردار حسینان
کہا بس اب بیہودہ نہ بکو یہ میدان کارزار ہی کمال اپنے سحر کا دکھاؤ یاقوت نے کہا
برا ہاتھ آپ پر نہ اُٹھیگا ملکہ نے کہا کہ کوئی ہلکا سحر کرو یاقوت نے کہا ای ملکۂ عالم بہت
ن مجکو مانع ہین اول تو آپ کے بزرگون سے اور میرے بزرگون سے ملاقات ہی مجکو
قلق ہوگا اگر آپکو میرے ہاتھ سے کوئی چشم زخم پہونچیگا ہر چند کہ اور بھی شاہزادیان
ان ہوئین مگر آپ کا شریک ہونا بڑا غضب ہی سردار حسینان نے جب بہت کہا تو
ت نے ایک گولہ پھینکا سردار حسینان نے گولہ کاٹ کر یا ے نازک سے کڑا نکالا
اسم سحر کا پڑھ کر پھینک مارا ایک شعلۂ جوالہ تھا کہ طرف یاقوت کے چلا یاقوت پیچھے
جاتا ہی اور نام اپنے پیرون کا لیتا جاتا ہی اور چاہتا ہی کہ اپنے کو بچاؤن مگر وہ کڑا
ب آکر پھٹا اُس مین سے ایک سنہری پتلی نکلی نکلتے ہی اُسنے قریب یاقوت آکر سلام کیا
پشت پر ہاتھ پھیر دیا جیسے ہی پشت پر ہاتھ پھیرا آنکھین یاقوت کی سُرخ ہو گئین اور
وہ تمنا یا جھومنے لگا اور زور و شور سے ہوا بھی ٹھنڈی چلی پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم
تو یہ حال ہی کہ ربط و ضبط محال ہی یہ کہکر جھوم جھوم کر یہ چند اشعار پڑھنے لگا نظم

ے تیرے فراق مین ایسے اُٹھاے رنج	نزدیک اب خوشی نہین آتی سواے رنج
دن مین کہ برسون رہون مبتلاے رنج	اسکی خوشی ہی دل سے کہین اُسکے جاے رنج

اور میمونہ کو لاکر گلگونہ سے ملایا گلگونہ نے کہا کہ ای میمونہ اصل تو یہ ہی کہ ایک لاکھ چو
ہزار پیک بچہ میرے شوہر کا شاگرد ہی اور بڑے بڑے کارہاے نمایان اُنھون نے کیے ہین غرض
چالاک و برق میمونہ سے مہلت پاکر اپنے کاروبار مین مصروف ہوے اور ہرکارون نے
دریافت کی اور طرف زمرد کے بھاگ جاکر خبر کی کہ ای افسر ساحران میمونہ مسلمان ہوگیا
عمرو ہوا زمرد خاموش ہو رہا مگر دل سے باتین کر رہا ہی کہ مین نے میمونہ کو لاکھ سمجھایا لیکن
اُسنے میرا کہنا نہ مانا ای زمرد اب کیا تدبیر کرون کہ میمونہ کسی طرح پھر آجائے اگر اُن
رہا تو ہمارے لشکر سے عیاری کا خاتمہ ہوا مین نے بڑی کد و کاوش کی مگر کچھ زور نہ چ
ذکر تھا کہ لکۂ ابر سرخ رنگ آسمان پر نمایان ہوا یاقوت جادو بڑا بھائی زمرد کا آ
پہونچا کہا ای برادر مجکو خبر ملی کہ ملکہ گلگونہ اور بھائی اُنکا میمونہ شریک اسلام ہوگئے
دین قدیم تھا وہ چھوڑا اخیر سمجھ لونگا زمرد نے کہا کہ ای یاقوت اگر بن پڑا تو بہتر ہی مگر
یاقوت مسلمانون نے بڑے سامان کر لیے ہین میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیں
دبی سر دار حسینان و گلگونہ و ملکہ یاسمن و بحرین وغیرہ ایسے ایسے ساحر موجود ہ
عیار وہ بلاے روزگار ہین کہ میمونہ قید ہوگیا تھا مین جاکر قید خانے سے لایا مگر برق
شاگرد رشید خواجہ ہی وہ پھر گرفتار کر کے لے گیا خواجہ نے کہا کہ اب قید نہ کرونگا ای میم
مسلمان ہو وہ بخوف جان مسلمان ہوگیا یاقوت نے کہا کہ اب طبل جنگی بجوائیے دیکھیے مین
مین کیا قیامت برپا کرتا ہون زمرد نے بہت سمجھایا مگر یاقوت نے نہ مانا تاکید کر کے طبل
بجوا دیا ہرکارون نے آکر بادشاہ سے خبر کی بادشاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ کہہ دو ہما
لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا د
لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور +
اُڑا آشیانے سے طاؤس نور +

وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
بہت گرم خو اور روشن نگاہ +

سپہ کی علامت سپیدہ ہوا +
نشان آگے آگے خطِ صبح کا +

کیا دبدبہ خلق پر آشکار
کہ پہلے کیا زاغِ شب کو شکار

دیتا تھا اب مین نے سُنا کہ میان میمونہ برائے مقابلۂ عمرو آئے ہین مین نے کہا مین اُنکا
جاکر شاگرد ہون یہ مٹھائی حاضر ہی نذر سامری دیجیے اور اپنا مُنھ بھروائیے میمونہ سوچا کہ
عمرو بڑا طماع ہی شاگرد کا مُنھ بھرواتے ہین کہ شاگرد اُستاد کا مُنھ بھرواتا ہی مگر خاموش ہو رہا
لڑکے نے کہا کہ کنارے چلیے نذر اسپر دیجیے پھر مین آپ کو کھلاؤن میمونہ خاموش ہوکے
ایک نخل کے نیچے آیا ٹوکری ہاتھ مین لیکر کچھ بدبدا کر ٹوکری پھیر دی کہ لوای فرزند مین نے
نذر لات و منات دے دی برق نے ایک دو ڈلیان مٹھائی کی ہاتھ مین لین کہا اُستاد
منھ کھولیے میمونہ نے مُنھ کھولا برق نے دونون ڈلیان مُنھ مین دین اور کہا زہر مار کیجیے
میمونہ نے سُنا نہین جیسے ہی ڈلیان کھائین چرخ مار کر گرا برق نے پشتارہ میمونہ کا باندھا
لے بھاگا یہان وہ وقت ہی کہ دربار شاہی جما ہوا ہی چالاک وغیرہ حاضر ہین خواجہ عمرو
بھی بیٹھے ہین میثاق و جملہ شاہزادیان بھی حاضر دربار ہین کہ زنگ کی آواز آئی سب
دیکھنے لگے دیکھا برق فرنگی پشتارہ بدوش دربار مین آیا خواجہ نے کہا کہ ای برق کسکو
لائے برق نے کہا کہ اُستاد میمونہ کو لایا عمرو نے کہا کہ اب اسکو قید نہ کرو ستون سے
باندھ دو میمونہ کو ستون سے باندھا عمرو نے آپ فتیلۂ رفع بیہوشی دے کر ہوشیار کیا
میمونہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ دربار شاہی جما ہی اور سب بیٹھے ہین خواجہ نے قریب آکر کہا
ای میمونہ دو مرتبہ تمھاری گرفتاری کو ہوا اب ہم دربار نہ سمجھین گے لات و منات
پر لعنت کرو تاکہ ہم کلمہ تعلیم کرین میمونہ سوچا کہ ان لوگون کے ہاتھ سے جان نہ بچے گی
بول اُٹھا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری بہتر یہ ہی کہ مجکو اپنی غلامی مین لیجیے جب خدمت مین
حاضر رہونگا یقین ہی کہ فنون عیاری بھی تعلیم فرمائیے گا اور میرے شاگرد ہونے سے آپ
بہت خوش ہونگے اور فرمائین گے کہ یہ شاگرد مجکو خوب ملا فرزندان حضور مجھسے راضی ہونگے
خواجہ نے کلمہ پڑھایا میمونہ بصدق دل مسلمان ہوا خواجہ میمونہ کو ساتھ لیکر بادشاہ
کے سامنے آئے میمونہ نے پاے تخت کو بوسہ دیا خواجہ کو مسلمان ہونے سے میمونہ کے
بڑی خوشی ہوئی کچھ سڑی ہوئی برفی و پیڑے نکالے وہ دربار مین تقسیم کیے اور سب سے کہا
مین نے نذر مانی تھی کہ جب میمونہ مسلمان ہوگا تو سب اہل دربار کا مُنھ میٹھا کرونگا

جو سُنا کہ میمونہ گرفتار ہوا فرمایا لاؤ چالاک نے میمونہ کو ستون سے باندھا خواجہ عمرو نے
کہا کہ مسلمان ہو میمونہ نے کچھ جواب نہ دیا سناٹے مین خاموش ہی کہ مین کس واسطے آ
کس بلا مین پھنس گیا خواجہ نے جو اس کو خاموش دیکھا حکم دیا کہ اس کو قید کرو عیار
نے لیجا کر ایک مکان مین بند کیا مگر ہرکارے لشکر زمرد کے حاضر تھے وہ خبر لیکر بھاگے
زمرد سے آکر بیان کیا کہ حضور میمونہ گرفتار ہو گیا عمرو نے اُس کو فلان مکان مین
کیا ہی زمرد اُٹھا کہا مین ابھی جا کر رہا کیے لاتا ہون یہ کہکر چلا قریب لشکر آکر دونو
پانون زمین پر مارے غرق زمین ہو کر قید خانے مین آیا میمونہ سرنگون بیٹھا تھا زمرد
میمونہ کو بنجے مین دبایا پھر اُسی طرح غرق زمین ہو کر روانہ ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے
پھرتے ہوے اُس طرف آئے نگہبان دروازے پر بیٹھے تھے خواجہ نے اُنسے کہا کہ
کو نہ سمجھایا مجکو خیال یہ ہی کہ اگر اسکو قتل کرونگا تو گلگونہ کو رنج ہوگا دروازہ کھول
جو آئے تو دیکھا زنجیرین کٹی پڑی ہین اور نقب سحر لگی ہوئی ہی میمونہ ندارد خواجہ نے
آکر نگہبانون سے کہا کہ اسکو کوئی ساحر آکر لے گیا چالاک و برق نے جو سُنا اُسی
روانہ ہوے کہ دربار مین زمرد کے جا کر دیکھین کہ کیا معرکہ ہی برق و چالاک
بن کر بارگاہ زمرد مین آئے دیکھا زمرد کہہ رہا ہی کہ ای میمونہ یہ عیار بلاے رو
ہین اب تم اُن کا پیچھا نہ کرو میمونہ کہہ رہا ہی کہ حضور مجکو چین نہ آئیگا جب تک کسی
نہ کرونگا یہ کہکر باہر نکلا چالاک تو پلٹ گیا مگر میان برق فرنگی نے کنارے آکر
روغن عیاری کا لگایا چودہ پندرہ برس کے لڑکے کی شکل بنا چاندی کے کڑے
ایک زنجیر چاندی کی کمر مین پڑی ہوئی حلوائی سے ایک روپیے کی مٹھائی لی اور
آواز دی کہ مہتر صاحب مین آپ کا نام سُن کر آیا ہون چاہتا ہون کہ آپ کا شا
تین برس سے عمرو کا شاگرد تھا اُسنے کوئی نسخہ نہ بتایا مین عمرو کو گرفتار کرا دونگا
نے کہا کہ تم کون ہو برق نے کہا کہ وہ جو سامنے گانو ہی اُس زمیندار کا بیٹا ہو
سے صدہا روپئے لا کر عمرو کو دیے عمرو نے وہ نسخہ بھی نہ بتایا کہ جس سے دشمن کو
روز فرمایش کرتا تھا آج دس روپئے لاؤ کل بیس چاہیے ہونگے مین لاتا تھا اور

برق فرنگی عیار تھا مین نے اُسکو گرفتار کر کے بخدمت زمرد روانہ کیا ہی اب وہ کل صبح کو
رًا قتل کیا جائیگا یہ کہکر کمیت جادو کو بھی ہوشیار کیا میمونہ نے کہا کہ مین بھی دیکھون کہ
رق فرنگی کیسا عیار رہی ہین اپنے ہاتھ سے سزا دونگا کمیت نے کہا کہ دربار زمرد مین
لیے زمرد دربار سمجھ رہا ہوگا میمونہ و کمیت و سرشار و چند کنیزین دربار زمرد مین آئین
رشار نے کہا کہ کیون حضور برق فرنگی عیار کو آپ نے کیا کیا زمرد نے کہا کہ وہ مجھ تک
نہین آیا ورنہ مین فورًا قتل کرتا کسکی معرفت تمنے روانہ کیا تھا سرشار نے کہا کہ حضور نے
لان جادو کو روانہ کیا تھا اُسنے مجھسے یہ کہا کہ ای سرشار اسکو قتل نہ کرنا زمرد نے منع
ہا ہی اسکی قید قدرت کے پاس جائیگی زمرد نے کہا کہ وہ بھی کوئی عیار تھا اُسنے تمکو دھوکا
کہ برق کو رہا کر لے گیا میمونہ نے کہا کہ عیاران اسلام بڑے مکار ہین خیر اب مین ماہر
اب اُنکا مکر مجھپر نہ چلیگا مین ہر وقت ہوشیار رہونگا ہرگز دھوکا نہ کھاؤنگا جو کوئی ایسی
ن کریگا اُس کو فورًا گرفتار کر لونگا زمرد نے کہا کہ ای میمونہ گلگونہ نے دہ دہ عیاریان
ن مگر کچھ زور نہ چلا آخر گرفتار ہو کر مسلمان ہوئی میمونہ نے کہا کہ آج شب کو ملاحظہ
یے گا کہ کیا کرتا ہون یہ کہکر آمادہ ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا ایک فقیر کی شکل بنا ہوا
ر مین آیا دوکانداروں سے سوال کیا اگر پیسے کا سوال کیا تو دوکاندار نے چار پیسے
یے لشکر آباد رعایا دلشاد ایک دوکاندار سے پوچھنے لگا کہ میان برق فرنگی کہان
دوکاندار نے بیان کیا کہ بارگاہ شاہی مین ہونگے پھر اُسنے بڑھکر چالاک کو پوچھا
اک پھرتا ہوا آتا تھا وہان ٹھہر گیا میمونہ آگے بڑھا دوکاندار نے کہا کہ خلیفہ صاحب
کو یہ فقیر جو آگے گیا ہی پوچھتا تھا چالاک سمجھا کہ شاید یہ میمونہ ہی دلن کو دریافت
ہا ہی رات کو عیاری کریگا جھپٹ کر قریب آیا پکار کر کہا کہ فقیر صاحب روپیہ لیتے جائیے
نہ پلٹا چالاک نے قریب آکر ہاتھ بڑھایا میمونہ نے چاہا لیکر آگے بڑھون چالاک
کہا کہ لو شاہ صاحب دوسرا دوکاندار بھی دیتا ہی میمونہ اُس طرف پلٹا چالاک نے
ہاے سکندہ مار کر میمونہ کو گرفتار کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا دربار شاہی جما ہوا ہی
الاک میمونہ کو لیے ہوے آیا اب تو ہلڑ ہوا کہ چالاک میمونہ کو گرفتار کر لایا خواجہ

یا قتل ہو جاوینگے ارے کوئی جائے اور جا کر حال محفل دیکھے اگر لے گیا ہو تو اور تدبیر کر
اور اگر ابھی نہ لے گیا ہو تو اُسکو بچاؤ جو عیار ہو اُسکو پکڑ لو کمیت جادوگر پہلا دین
ہوا تھا یہ کہکر اُٹھا کہ غلام جا کر تدبیر کیے لیتا ہی زمرد نے کہا کہ جلدی جاؤ کمیت جادو
فورًا بلند ہوا بلندی سے دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہین مگر ایک شخص کنیزون کے کپڑے
اُتار رہا ہی کمیت کو ایک خوف پیدا ہوا پُکار کر آواز دی کہ او نا عیار کیا کرتا ہی برق
نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جادوگر آتا ہی گولہ کمر سے نکال کر پھینکا اور پُکار کر آواز دی
کہ منم برق جادو کمیت سمجھا کہ لشکر طلسم کشا مین جادوگر بہت ہین شاید یہ بھی جادوگر
گولہ اسکا دفع کرون جیسے ہی گولہ قریب آیا کمیت نے ہاتھ مارا گولہ پھٹا اور چھینٹین
اُس کی دماغ پر پڑین فورًا بیہوش ہوا لڑکھڑا کر گرا کمیت جادو بھی ایک طرف بیہوش پڑا
برق کا ارادہ ہوا کہ کمیت کو قتل کرون اور میمونہ کو لیجاؤن برق فرنگی تو اس فکر
ہی مگر وہان زمرد نے گھبرا کر کہا کہ یارو خبر تو لو کہ کمیت کو اسقدر عرصہ کیون ہوا یہ سُن
سرشار جادو پر پرواز پیدا کر کے چلا اس جلدی مین آیا کہ برق فرنگی کمیت جادو
قتل نہ کر سکا نہ میمونہ کو لیجا سکا کہ آسمان سے آواز آئی منم سرشار جادو او نا عیار
کرتا ہی خبردار میمونہ و کمیت کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ جلا کر خاک کر دونگا برق فرنگی جست
بھاگا سرشار نے پیچھا کیا اب برق دیکھتا ہی کہ یہ ملعون میرے پیچھے آتا ہی کیا کرون ا
مقام پر ذرا رُکا تھا کہ سرشار نے نعرہ کیا برق نے چاہا کہ جست کر کے نکل جاؤن سرشار
نے آواز گیر دی برق فرنگی گرا سرشار زمین پر آیا ارادہ کیا کہ برق کا سر کاٹ لو
سامنے سے ایک جادوگر آیا اُسنے پکار کر کہا کہ خبردار ای سرشار اسکو قتل نہ کرنا زم
حکم نہین ہی اسی وجہ سے منع کیا ہی اس کی قید سامنے قدرت کے جائیگی ای سرشار
میرے حوالے کر و سحر اپنا اُتار لو سرشار نے سحر اُتارا اُس جادوگر نے پشتارہ برق کا
باندھا لیکر بھاگا سرشار پلٹا دربارگاہ میمونہ پر آیا دیکھا دروازے پر خادم و
وغیرہ بیہوش پڑے ہین باران سحر برسا کر سب کو ہوشیار کیا میمونہ کی جو آنکھ کھلی
آواز دی کہ بی گلشن کہان گئین سرشار نے کہا کہ ای میمونہ وہ تمھاری کنیز گلشن

فل مین آیا میمونہ خوش ہو گیا کہا دیکھو میری کنیز نظر کردہ ہوئی کس تکلف سے شراب لائی
و قدرت کے اشارے کا یہ فیض ہی کہ خود بخود دل چاہتا ہی کہ شراب اسکے ہاتھ سے پیجیے
ق نے فوراً گھنگرو پاؤن مین باندھے اور گت شروع کی نظم ناچی گت اس طرح وہ ماہ لقا
جد کرنے لگا نذر و ادا + سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل + ماہ تابان پہ چھا گیا بادل + جسکی
نب بتا کے سسکی لی + جان اُسنے سسک سسک کر دی + گت ناچ کر جام بلورین لبریز کیا سر پر
لم کر ٹھوکرین لیتا ہوا سامنے میمونہ کے آیا میمونہ اس کمال کو دیکھ کر مبہوت ہو رہا ہی
یسے ہی برق جھکا اور ہنس کر کہا کہ ایسے عیارون کو سر سے شراب پلانا چاہیے میمونہ نے
ونون ہاتھ بڑھا کر جام لیا دل مین بندوبست کر رہا ہی کہ گلشن پر قبضہ کرون یہ کمال تو
س اس لائق ہی کہ مجکو حاصل ہو محفل مسلمانان مین جا کر سب کو بیہوش کرون اس کمال کو
یکھ کر ہر شخص حیران ہو گا برق نے میمونہ کو پلا کر دورہ باندھا ساری محفل کو شراب
ائی بعد تھوڑی دیر کے ہنگامہ ہونے لگا کوئی ہنستا ہی کوئی تعریفین گلشن کی کر رہا ہی
دئی کسی کنیز کے ساتھ دل لگی کرتا ہی میمونہ بیٹھے بیٹھے بلبلا یا یہ کہ کر اُٹھا کہ صاحبو تمنے
اری محفل کو بازار بنا لیا میمونہ اُٹھتے ہی گرا بیہوش ہوا لیٹا لیٹا کہ کر اور بھی سب
ک اُٹھے بقول شخصیکہ جو اُٹھا وہ گویا جہان سے اُٹھا تھوڑی دیر مین سب برلب فرش
ش ہوے برق نے تن کر نعرہ کیا نعرہ برق سہ منم برق رفتار و خنجر گزار + کہ اُستاد
ن خواجۂ نامدار + تڑپنے مین مین برق رفتار ہون + کہے کون مکار و غدار ہون + کرون
بلطرون کوس کی راہ طے + ارسطوے ذیعلم شاگرد ہی + بزیر قدم غرب ہی شرق ہی + چھلاوہ
ن مین نام بھی برق ہی + برق کا ارادہ ہوا کہ میمونہ کو لیکر بھاگون مگر خیال مین گذرا
اپنا فائدہ بھی کر لون کنیزون کے کپڑے چھڑے اُتارنے لگا مگر زمرد اپنی بارگاہ مین
اہی پوچھا کہ میمونہ کیا کر رہا ہی خدمتگار نے کہا کہ آج تو نیا معرکہ ہی گلشن نامے کنیز
ی گری کر رہی ہی دروازے پر اُن کی بارگاہ کے خادم و خدمتگار بھی ہلڑ کر رہے ہین
بیہوش پڑے ہین زمرد نے کہا کہ بڑا غضب ہوا معلوم یہ ہوتا ہی کہ کوئی عیار اہل
ام مین سے آپہونچا میان میمونہ بھی چلے گرفتار کر کے لیجائیگا وہان جا کر با مسلمان ہونگے

فرمایا صبح کو امتحان کرنا مین امیدوار ہون کہ امتحان کیجیے آپ کو بھی تو واضح ہو کہ علم موسیقی مین
مین کامل ہوئی میمونہ نے کہا کیا تعجب ہی تو حسین بھی ہی اور کم سن کیا تعجب ہی کہ قدرت تو
تجبیر ہوئی ہو گلشن نقلی نے ہنس کر جواب دیا جی ہان حضور اُنھون نے دست شفقت
میرے اوپر پھیرا تھا اس عرصے مین آنکھ کھُل گئی یہ کہہ کر بایان کھینچا سیدھا سیدھا
بجاکر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

کب مین رویا بہرِ شکوہ کیون بُلایا آپنے
بیٹھے بٹھلائے نیا طوفان اُٹھایا آپ

جسکو اپنے حُسن پر دیوانہ پایا آپ نے
رفتہ رفتہ خاک مین اُسکو ملایا آپ

جانب صحرا چلا مین بھی گریبان پھاڑ کر
مثل مجنون کے جو دیوانہ بنایا آپ

عاشقون مین ناتوان مجکو سمجھ کر ای صنم
جانکر کوہِ غمِ فرقت گرایا آپ

کیا ہوا بر سون جمایا جو حنا نے اپنا رنگ
خون ہاتھون مین مرا آخر لگایا آپ

فاتحہ کا ذکر کیا مر کر کبھی آیا نہ یاد
حیف ہی ایسا مجھے دل سے بھُلایا آپ

یا حسینؑ ابنِ علیؑ شاید ہوئی کوئی خطا
کربلا مین پھر نہ سطوت کو بُلایا آپ

میمونہ نے گلشن کو بُلا کر اپنے پہلو مین بٹھالیا کہا ای گلشن اصل یہ ہی کہ قدرت یہ
مائل ہوے تو نے گانا مانگا وہ ملا ورنہ سلطنت مرحمت فرماتے گلشن نقلی نے کہا کہ حضو
بات اور ہی علاوہ گانے کے ساقی گری مین بھی کمال مرحمت ہوا اور مجھسے فرمایا کہ یا
ناچنا ہاتھ سے بتانا سر سے شراب پلانا خود قدرت نے اپنے سر پر جام رکھا اور نا
میرے سامنے آے اور یہ کلمہ کہا کہ ایسی کنیزان خوشرو کو سر سے شراب پلانا چاہیے شر
غائب ہو گئے مجکو خیال ہی کہ تمھارے سامنے اسکا بھی امتحان ہو جائے میمونہ نے ہنس
کر ای گلشن آگاہ ہو کہ قدرت تم پر مائل ہوے جب تو تم کو شراب پلائی گلشن نقلی
اگر امتحان اس کمال کا بھی لیجیے تو کنجی میخانے کی مجکو عنایت فرمائیے میمونہ نے اُسی
خوشی مین آکر کلید میخانہ مرحمت کی برق فرنگی بشکل کنیز مذکور کلید لیکر میخانے مین آیا
آواز دی کہ آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا خادم و خدمتگار دوڑے گلابیا
لے کر جانے لگے برق نے خوب شراب تقسیم کی چالیس پچاس گلابیان بڑے تکلف سے

نار کرا دیتین مگر خواجہ نے جو شام کو گلگونہ کو کچھ مکدر دیکھا پوچھا کہ کیون صاحب مزاج
ا ہی مین آج آپ کو بہت پریشان پاتا ہون گلگونہ نے کہا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری
عجب طرح کا معرکہ گذرا کہ اگر اُسکو صاف صاف بیان کرون تو آپ پریشان ہونگے
رق کو بُلا بھیجیے تو مین صاف صاف کہدون عمرو نے کہا کہ ملکہ مجھسے تو بیان کردین
کی تدبیر کرلونگا اور برق کو تم کیا جانتی ہو وہ نہایت بے وقوف ہی گو چہ عیاری مین
و بالکل دخل نہین ہی چالاک البتہ کسی قدر ہوشیار ہی اور قران تو بلاے روزگار ہی
ین جسسے کہدوگی وہ فکر تمھارے مزاج کے موافق کریگا گلگونہ نے کہا کہ تمھین ان
ن سے کیا مطلب کہ وہ بے وقوف ہی تم اُسکو ذرا میرے پاس بھیجدینا مین اُسسے
دونگی یہ ذکر تھا کہ برق خود براے سلام ملکہ گلگونہ آیا اور کچھ تھوڑی سی شیرینی بھی لایا
لہا اُستانی صاحبہ یہ ملائی کے گلگلے کیا عمدہ آپ کی بہو نے گھر مین پکائے ہین ذرا نوش
یے گلگونہ نے کہا بیٹا برق ذرا میرے پاس آؤ کنارے لیجاکر کہا کہ اے برق فرنگی
ی میرا میمونہ نام آیا ہی وہ مجھ تک آیا تھا مجکو سمجھاتا تھا مگر مین نے صاف صاف
یا کہ مین نے بدل اسلام اختیار کیا ہی اب مین شرکت کفار نہ کرونگی مگر تیور بد تھے
نہو بہ بدی پیش آئے تم ذرا خیال رکھنا برق فرنگی نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور
کو گرفتار کرکے لاتا ہون ہر چند گلگونہ نے روکا مگر برق کب رُکتا ہی اُسی وقت
ے عیاری سے آراستہ ہو کر روانہ ہوا لشکر زمرد مین آکے دیکھا کہ میمونہ انتظام
ر زمرد مین مصروف ہی کنیزین اسکی جا بجا پھر رہی ہین برق نے میمونہ کو پہچانا دیکھا
یار چالاک معلوم ہوتا ہی جب میمونہ انتظام لشکر کرکے طرف اپنی بارگاہ کے چلا برق نے
یا جب وہ جاکر داخل بارگاہ ہوا برق نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی صورت بن کر
آیا میمونہ کو جھک کر سلام کیا میمونہ نے کہا کہ کیون گلشن کیا مطلب ہی برق نے کہا
ر عجب معرکہ گذرا حضور سے عرض کرنا ضرور ہی شب کو جو سوئی خداوند جمشید ثانی خواب
ئے بڑی مہربانی فرمائی مین نے منھ پھیر لیا کلام نہین کیا تو قدرت نے فرمایا کہ اے گلشن
جکو کمال علم موسیقی دیا جسکے سامنے گائیگی وہ مبہوت ہو جائیگا یہ کہکر میرے گلے پر ہاتھ رکھا

اگر آئے ہو تو مناسب یہ ہی کہ عمرو کی اطاعت کرو مین نے بڑی بڑی کوشش کی حقیقت
عمرو بڑا صاحب اقبال ہی کہ کسی طرح سے زیر نہین ہوا آخر سر میدان مقابلہ بڑا اس طرح
گرفتار کر لایا کہ مین نے اطاعت کی اور یہ بھی خوب سمجھ لیا کہ مذہب اسلام ٹھیک ہی اب تمھے
مناسب ہی کہ اگر ہم سے میل چاہتے ہو تو مسلمان ہو جاؤ ایک دن زمرد وغیرہ سب قتل ہو
اِن مین سے کوئی زندہ نہ بچیگا اگر اطاعت کرنا ہی تو ٹھہرو ورنہ واپس جاؤ ایسا نہ ہو کہ
کو خبر ہو جائے تو پیچھا چھڑانا مشکل ہوگا عمرو وہ شخص ہی کہ مہتر قران جسکا شاگرد ہی کہ
پہلوان دیو خصال ہو تو اُسکے بغدے سے پناہ نہ پائے دوسرا شاگرد برق فرنگی بلائے
روزگار ہی اس طرح کی عیاری کرتا ہی کہ اُسکا فقرہ کوئی رد نہین سکتا برق نے
کارہائے نمایان کیے کہ جنکا مثل نہین مگر خواجہ یہی کہا کرتے ہین کہ تجکو عیاری کرنا کبھی نہ
آئیگی لیکن یہ عیار وہ خیر خواہ ہین کہ عمرو کی باتین سُنتے ہین اور پھر جانبازی کرتے ہین
عمرو کا چالاک وہ بلائے روزگار ہی کہ جسنے ملکہ حیرت کے ساتھ شادی کی کہ جو زو
افراسیاب تھی میمونہ نے گھبرا کر کہا کہ افراسیاب کون شخص تھا گلگونہ جہانگرد نے
کہ بادشاہ طلسم ہوش ربا کہ اٹھارہ سو ملک کا مالک تھا اہل اسلام نے جا کر گھیرا تو ہر
افراسیاب اپنی جان سے بیزار رہتا تھا آخر کو مارا گیا اہل اسلام نے کُل طلسم پر قبضہ
کر لیا یہ جمشید ثانی کیا بچیا ہی آخرکار ایک روز یہ بھی مارا جائیگا بس ای میمونہ
کچھ گمان نہ کرنا ورنہ بہت پچتاؤ گے میمونہ نے حیران ہو کر طرف گلگونہ کے دیکھا مگر د
مین یہ ہی کہ اگر بن پڑے تو گلگونہ کو گرفتار کر کے لیچلون پھر قدمون پر گر پڑا کہا ہمشیرہ
بڑی کد و کوشش کر کے تم تک آیا مگر افسوس ہی کہ محروم ہی چلا گلگونہ نے کہا کہ ای
بہتر اسی مین ہی کہ سر دربار بارگاہ شاہ مین آؤ اور کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہو یا اگر
دل مین اعتقاد نہین آتا تو برق فرنگی تمھاری فکر کریگا آخر میمونہ رخصت ہوا بار
میمونہ سے نکلا جس کنیز کو بیہوش کر کے اسکی شکل بنا تھا اُس کو ہیدار کر دیا اور آپ
دربار زمرد مین آیا سب کیفیت بیان کی زمرد نے کہا کہ ہم نہ کہتے تھے اب اُس کو اعتبار
خدائے نادیدہ کا ل طور پر ہو گیا ہی میمونہ نے کہا کہ اگر مین جلد نہ چلا آتا تو وہ مجکو عیا

...نا تو حال بیان کرو کہ کس ضرورت مین آئے ہو عیار نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کئی
...ینے سے مقابلہ مسلمانان مین اُترے ہوے ہین اور لڑائیان پڑ رہی ہین مگر ہمشیرہ میری گلگونہ جہانگرد
...ہان ہین مین نے خبر سُنی تھی کہ ہمشیرہ نے عمرو کو گرفتار کر لیا ہی یہ خبر فرحت اثر سُنکر حاضر ہوا ہون
...مرد نے پوچھا کہ میری بارگاہ مین کبھی آئے ہو عیار نے کہا کہ میرا نام میمونہ شبگرد ہی اکثر اپنی
...شیرہ کے ساتھ حاضر ہوا ہون ملکہ کو بُلا دیجیے وہ سب میرا حال بیان کرین گی زمرد نے
...ک آہ کی کہا اے میمونہ عجب سانحہ گذرا حقیقت مین گلگونہ ایسی لڑی کہ عمرو کے جی چھڑوا دیے
...عمرو نہ بلائے روزگار ہی کہ گلگونہ کو گرفتار کر کے لے گیا گلگونہ نے اطاعت عمرو اختیار
...ب آپس مین بڑی محبتین ہین مین نے خبر سُنی ہی کہ عمرو سامنے گلگونہ کے گایا کرتا ہی اور گانا
...مرو کا سحر ہی ایک دن ہماری بارگاہ مین گایا تھا آج تک یہی سب کو خیال ہی کہ گانا اُس کا
...ہین یہ مجال نہین ہی کہ گانے سے عمرو کے کوئی خرد و کلان یا پیر و جوان رضامند نہ ہو میمونہ نے
...بایہ حضور کا فقط خیال خام و تصور ناتمام ہی گلگونہ اس فکر مین ہو گی کہ عمرو کو غافل پا کر
...لاؤن زمرد نے کہا کہ اے میمونہ نہین معلوم تمھارے ذہن مین کیا ہی کہ ہماری بات کا
...تبار نہین کرتے ہو عمرو نے گلگونہ سے نکاح کر لیا اب وہ اُسکی زوجہ ہی میمونہ بولا تو غلام
...ت ہوتا ہی ہمشیرہ کو بُلا کر لاؤن اور عمرو کو بھی گرفتار کر لاؤن اب عمرو کو معلوم ہو گا
...عیاری کیا چیز ہی زمرد نے کہا کہ جب جاؤ گے اور گلگونہ سے ملو گے تب تم کو حال معلوم
...کا گلگونہ ...نے سے نہ آئیگی اور عمرو پر ہاتھ نہ ڈالیگی میمونہ نے کہا کہ آج ہی حضور پر
...ل کھلا جاتا ہی میمونہ زمرد سے وعدہ کر کے صورت بدل کر لشکر اسلام مین آیا جس خیمے
...ن خواجہ تھے دروازے پر آ کر کھڑا ہوا جب خواجہ بارگاہ بادشاہ مین گئے تو میمونہ ایک
...یز کی شکل بن کر اندر آیا گلگونہ کو دیکھا کہ مسند پر بیٹھی ہی کنیزین گھیرے ہوے ہین میمونہ نے
...ر گلگونہ کو سلام کیا گلگونہ نے دیکھا کہ ایک کنیز بلا وقت سلام کرتی ہی پوچھا کہ کیون کیا
...د ہی اور کیا چاہتی ہی میمونہ نے دست بستہ عرض کی ذرا کنارے چلیے تو مین کچھ آپ سے
...ض کرون گلگونہ اُٹھی ایک گوشے مین آئی میمونہ قدمون پر گر پڑا اور کہا اے ہمشیرہ صاحبہ
...غلام کو آپ نے نہین پہچانا گلگونہ آنکھ ملا کر ہنسی کہا کہ اے میمونہ کیونکر آنیکا اتفاق ہوا

اشارہ کیا برق و خواجہ عمرو سے کہا کہ بسم اللہ نکل جائیے خواجہ عمرو و برق جست
کرتے ہوئے نکلے بہار نے چلتے وقت اور ایک گلدستہ مار دیا کہ پھول برسنے لگے
پھول برسے کہ ملازمان زمرد نے دامن و آستین بھر لیے مگر زمرد نے لاکھ لاکھ سحر کیا
کسی سحر نے تاثیر نہ کی بلکہ ایسا بھی نہوا کہ خواجہ و برق رک جاتے کنارے پر لشکر کے
خواجہ و برق جست و خیز کرتے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے بہار بھی اڑتی ہوئی
ناچار ہو کر پلٹا اپنے ساتھ والون سے کہتا ہی کہ حقیقت مین عمرو بڑا صاحب اقبال ہی
کس طرح نکل گیا اور کسی کے روکے سے نہ رکا مگر بہار سامنے بادشاہ کے آئی خو
برق بھی پہونچے بادشاہ نے حال پوچھا بہار اعجاز بیان نے مسکرا مسکرا کر سب
بیان کی بادشاہ سُن کر بہت ہنسے فرمایا ای بہار کیا کار نمایان کیا کس زور و شور
دونوں کو رہا کیا اور رہا کر کے لائین اب سب کو ظاہر ہوا کہ زمرد کی مجال نہین کہ کس
اسلام پر ہاتھ ڈالے ہرکارون نے عرض کی آج کئی دن سے زمرد تدبیرین کر
کہ خواجہ کو گرفتار کرون اور معاوضہ خون خبیثہ مین قتل کرون مگر خدا نے اُسکی آرزو
پوری کی کہ خواجہ رہا ہوے مگر زمرد جو پلٹ کر آیا نہایت ہی مکدر تھا افسران
نے پوچھا کہ ای افسر ساحران کیا تردد ہی زمرد نے کچھ جواب نہ دیا دو افسر کہ جز یادد
ہین اُنھون نے عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران مزاج کیسا ہی معلوم ہوتا ہی کہ آ
حال لشکر اسلام سے آگاہ نہین ہوے زمرد نے کہا کہ مین خوب آگاہ ہون ان شاہ
کا شریک ہونا قدرت پر شاق ہی مگر قدرت سے کچھ ہو نہین سکتا مگر اتنا کہتا ہون
عمرو کو قتل کیے چین نہ لونگا اگر سو جاتا ہون تو تصویر خبیثہ آنکھون کے نیچے پھرتی
بارگاہ مین اگر بیٹھتا ہون تو عزیزون کا خیال آتا ہی کہ جو ان مسلمانون کے ہاتھ سے
ہین ایسے ایسے ذکر و اذکار بیٹھا ہوا زمرد کر رہا ہی کہ طرف سے صحرا کے گرد اُٹھی د
ایک عیار طرار قنتورہ زربفتی و بیتادہ سقرلاتی لگائے ہوے پیدا ہوا بلا تکلف با
مین آیا زمرد کو سلام کیا کہا حضور نے غلام کو نہین پہچانا زمرد نے کہا کہ آجکل میہ
حواس درست نہین ہین ایسے ملال اُٹھائے ہین کہ آب و دانہ ترک ہو گیا نیند نہین

نازنین نے تمام یہ زمرد نے آواز دی کہ ہان یارو اب ان دونون کے سر کاٹ لو یہ
کر جادوگر بلوہ کر کے چلے خواجہ بیرار یہ کر دعا مین ملتجی کہ الہی کریم و رحیم تو بچانیوالا ہے نظم

نکہ لائق اعزاز و سربلندی ہست	بخاک عجز سرانکسار دارد پست
د ترک تعلق ہر آن کہ در دنیا	خلاص گشت ز بند غم از مصیبت رست
نکہ دل بخدا از ہمہ تعلق بست	بشد مجرد و پیوند ماسوا شکست
گشاد بہ عالم ز کار سربستہ	ہر آن کہ رشتہ بسر رشتۂ محبت بست
د ہر کہ بزندان حرص دنیا ماند	ببرد جان بہ سلامت ہر آنکہ بیرون جست
قدر عمر عزیز است در دل از ہمہ چیز	مدہ تو این ہمہ سرمایہ رائگان از دست
بوقت غم و رنج میکند امداد	خدا بحالت افتادگی بگیرد دست
ن جام محبت بدہ و رخود ہندی	کہ تا ظہور قیامت ہمیشہ مانی مست

ار ہو کر جو دونون نے دعا کی اور جادوگر بلوہ کیے ہوے آتے ہین کہ ان دونون کا
ٹ لین کہ بہار اعجاز بیان نے آسمان سے دیکھا کہ عمرو و برق زمین پر پڑے
اور چند ساحر سر کاٹنے آتے ہین گلدستہ مارا کہ عمرو و برق کے پاؤن زمین نے چھوڑے
پھول برسنے لگے وہ بوے خوش آئی کہ جو جادوگر برائے قتل عمرو و برق چلے تھے وہ
جادوگر جھومنے لگے بعض دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار پڑھتے تھے نظم

یہ انکے عشق مین حاصل ہوا تو کیا	گر پائمال ناز مرا دل ہوا تو کیا
نے شب فراق کی جھیلی ہین سختیان	روز فراق آکے مقابل ہوا تو کیا
گاہ ناز سے زخمی ہوا ہون مین	تلوار سے رقیب جو بسمل ہوا تو کیا
ن کی اک ادا پہ تصدق ہزار جان	کیا بات ہو نثار اگر دل ہوا تو کیا
ر اٹھ سکی نہ مجھے قتل کر سکا	وہ ناز نین جو نام کو قاتل ہوا تو کیا
ے تو میرے قلب و جگر دونون لیلیے	ایک بوسے کا مین یار سے سائل ہوا تو کیا
ت تمہارے دل سے محبت نہ جائیگی	رنج اُنسے سو طرح کا جو حاصل ہوا تو کیا

حال مین بہار نے ہاتھ ہلا دیا کہ سب کے سر اڑ گئے ملکہ بہار نے زمین پر آتے ہی

ہر چند قصد کیا کہ گنبد سے نکلون مجکو کوئی سحر یاد نہین آیا مگر تم نے کمال کیا کہ سحر سامری کو فنا
کر دیا اب ایک فکر ہی کہ عمرو کو زمرد گرفتار کرنے کیلئے گیا ہی ایسا نہ ہو کہ اُن کو آزار پہونچے
بہار اعجاز بیان نے کہا کہ مین ابہی جاتی ہون اگر مین پڑتا ہی تو عمرو کو لیکر آتی ہون
بہار اعجاز بیان اُڑتی ہوئی چلی یہان برق فرنگی تڑپتا ہوا چلا راہ مین ایک ساربان کی
شکل بنا دربار مین زمرد کے آیا زمرد نے آتے ہی اول عمرو کو مسلسل و مطوق کیا حکم دیا کہ
جلاد کو بلاؤ اور پکار کر کہا کہ کیون او ساربان زادے تو نے خبیثہ کو مارا کچھ خوف کیا
اب اپنے کو کس حال مین پاتا ہی عمرو نے کہا کہ ای زمرد اس حال مین پاتا ہون کہ میرا نوکر
ہی کہ جہان گرفتار ہوا مالک کو مارا آج تمھاری قضا ہی بہت دن جیسے بڑے بڑے کام
نمایان کیے آج قضا تمھاری دامنگیر ہوئی جب تو مجکو گرفتار کیا لیکن اب مجکو چھوڑ دو
زندگی چاہتے ہو تو مجکو رہا کر دو زمرد نے جھلا کر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ کہ جلاد سامنے آیا
ای شہنشاہ ساحران جسکو حکم ہو اُسے قتل کرون زمرد نے کہا کہ اس ساربان زادے
کا سر کاٹ لے جلاد نے گردن پر کوئلے کا خط دیا مگر چپکے سے کہا کہ کیون ای اُستاد والا
کیونکر پہونچا اب سنبھل کر بیٹھیے مین قید کاٹتا ہون زمرد نے پکار کر کہا کہ او جلاد کیا چپکے
باتین کرتا ہی ہاتھ مار دے کہ سر اسکا اُڑ جائے خواجہ سنبھل کر بیٹھے برق خنجر لیکر پیترا
بدلنے لگا زمرد سے کہتا ہی ہوشیار رہیے گا مین ہاتھ مارتا ہون زمرد نے کہا کہ مجکو کیا
ہوشیار کرتا ہی عمرو کا سر کاٹ لے برق نے جھپٹ کر خنجر مارا کہ ہتھکڑی کٹی اپنے نام کا
نعرہ برق سے ہم برق رفتار و خنجر گزار ٭ کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار ٭ تڑپنے مین برق
ہون سکے کون مکار و غدار ہون ٭ کرون سیکڑون کوس کی راہ طے ٭ ارسطوے ذیعلم شاگرد
ہر ہر قدم غرب ہی شرق ہی ٭ چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی ٭ خواجہ کی بیڑیان دور
مگر برق نے بیڑیان کاٹ کر ایک ساحر سر ابر کھڑا تھا اُسکو خنجر مار دیا اندھیرے مین عمرو
برق نکلے بیرون بارگاہ آئے مگر زمرد دوڑا باہر آ کر دیکھا کہ دونون نے کئی جادوگر دنگ
ہی اور لڑتے ہوے جاتے ہین جو جادوگر سامنے آیا کسی کو حباب مار دیا کسی کو خنجر مارا کہ
جان و قصہ پاک ہوتا ہی زمرد نے جو یہ ہنگامہ دیکھا دور سے سحر کیا اور آواز گیر دی دی

ردنے کہا کہ مین تلاش عمرو مین گیا تھا عمرو کو گرفتار کیا لیکن عیار ساحر بن کر آیا اُسنے عمرو کو
کر لیا لشکر مسلمانان مین بڑے بڑے ساحر موجود ہین سحر عمرو کا اُتار لین گے کہ ہرکارے
ڑے ہوے آے بعد بددعا کے عرض کی کہ برق فرنگی پشتارہ عمرو کا لیکر بارگاہ سعد مین
ہنچا میثاق نے سحر آپ کا اُتارا عمرو صحیح و سالم ہو کر آپ کی فکر مین نکلا ہی زمرد نے کہا کہ مین
د اُسکی فکر مین ہون صبح و شام مین لاتا ہون یہ کہکے پھر چلا خواجہ عمرو بارگاہ سعد سے
لے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا او ساربان زادے کہان جاتا ہی منم زمرد جادو کڑک کے
عمرو کی کمر مین پنجہ دے کر لیچلا عمرو نے پکار کر آواز دی کہ یارو دوڑو مجکو زمرد لیے جاتا ہی
ثاق کوہ گرد ان کے کان مین جو آوازہ آئی اپنے مقام سے اُٹھا بیرون بارگاہ آکر دیکھا
خواجہ پنجے مین زمرد کے دبے ہوے ہین زمرد چاہتا ہی کہ بلند ہو کر نکل جاؤن میثاق
قصد کیا کہ سحر کرون ہاتھ مین زمرد کے ایک بیضۂ سیاہ تھا میثاق پر پھینک مارا پکار کر
واز دی کہ ای سحر سامری میثاق کو خاموش کر دے ایک گنبد مختصر آسمان سے میثاق
را میثاق اُس مین بند ہو گیا زمرد نے چاہا اُترون اور میثاق کو بھی گرفتار کر لون کہ
منے سے بحرین آتی تھی بحرین نے دیکھا کہ پنجے مین زمرد کے عمرو دبا ہوا ہی اور میثاق کو
مرد نے ایک گنبد سیاہ مین بند کیا ہی بحرین نے للکارا کہ او ناہنجار میثاق کو تو نے
بیدے مین پھنسایا زمرد نے پکار کر کہا کہ ای سحر سامری بحرین کو بھی لینا بحرین کا قصد
لہ ایک ٹکر مار کر اس گنبد کو گراؤن جیسے ہی گنبد مین گھسی بحرین بھی خاموش ہوئی زمرد
و کو لیکر بلند ہوا لشکر مین ہلڑ ہوا کہ بحرین و میثاق کو زمرد اپنے سحر مین پھنسا گیا اور
و کو لے گیا بادشاہ یہ سنتے ہی بارگاہ سے نکل آئے تمام شاہزادیان ہمراہ ہین کہا حضور
ف جائین ہم لوگ سحر کرتے ہین مگر برق فرنگی نے سُنا کہ اُستاد کو زمرد گرفتار کر کے لے گیا
ق فرنگی تڑپ کر چلا بہار اعجاز بیان نے بادشاہ کو ہٹا کر اسم سحر پڑھکر گنبد پر پھونکا
گنبد پھٹ کر گرا میثاق و بحرین نکل آئے بہار اعجاز بیان نے پوچھا کہ ای میثاق
یا معرکہ ہوا کہ تم ایسے ساحر ہو کر یون پھنس گئے میثاق نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین کیا
ن کرون مین نے قصد کیا تھا کہ سحر کرون مگر اُسکا سحر چل گیا یہ سحر ساختۂ سامری تھا مین نے

سحر کیا کہ عمرو کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا زمین پہ پاؤن تھام لیے زمرد نے اُتر کر عمرو کو گرفتار کیا
بہت خوش ہی کہ اب اس ساربان زادے کو قتل کرونگا یہ خبیثہ اور میری بہن کا قاتل ہی سب
عزیز خوش ہونگے کہ معاوضۂ خون خبیثہ لیا یہ سوچ کر عمرو کو لیچلا تھوڑی دور چلا تھا کہ
سامنے سے ایک ساحر آتا ہی پکارتا ہوا کہ ای زمرد جادو کیا کارنمایان کیا عمرو ایسے
مکار کو گرفتار کیا دیکھو قدرت نے کیا فرمایا ہی کاغذ ہاتھ مین تھا جھپٹ کر قریب زمرد کے
کہا قدرت قصر ہفت رنگ مین بیٹھے تھے خود بخود ہنسے سردارون نے پوچھا کہ قدرت کا
خالی از مصلحت نہین ہوتا قدرت نے کہا کہ ای ماہیان جادو جلد اپنے کو پہونچاؤ کہ زمرد
کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہی اُسپر افتاد پڑا چاہتی ہی جا کر یہ نامہ دیکر ہوشیار کر دو
کے دام مکر مین نہ پھنسے یہ کہکر کاغذ ہاتھ مین دیا زمرد نے پشتارہ عمرو کا زمین پر رکھا
اور کاغذ ہاتھ مین لیا جیسے ہی لفافہ کھولا دھوان نکلا زمرد جادو ارے کہکر بیہوش
اُس ساحر نے نعرہ کیا نعرۂ برق سہ مرا نام ہی برق خنجر گزار + کہ اُستاد ہین خواجہ
تڑپتے ہین مین برق رفتار ہون + کہے کون مکار و غدار ہون + کرون سیکڑون کو
طرح + ارسطوے ذی علم شاگرد ہی + بزیر قدم غرب ہی شرق ہی + چھلاوہ ہون مین نام
ہی + جیسے ہی نیمچہ مارا زمرد کے سر سے اُچٹ گیا برق حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی خواجہ
چاہتے ہین کہ زمرد جھٹ پٹ قتل ہو تو مین رہائی پاؤن لباس وغیرہ اسکا اُتار لون
[illegible] جب دیکھا کہ مین نے کئی نیمچے مارے اور تاثیر نہ ہوئی اسکی کمر سے کردھنی کھولنے لگا
[illegible] کہا ارے کمبخت یہ کیا بدعت کرتا ہی خبردار کردھنی نہ لینا مین پہلے ہی
[illegible] کہ چکا تھا اور تو چاہتا ہی کہ مین کردھنی لیکر نکل جاؤن برق نے کہا کہ اُستاد آپ کا پشتہ
باندھ لیا [illegible] نگا میثاق وغیرہ سحر اُتار دینگے خواجہ نے کہا کہ بیچل برق فرنگی نے
کہ تو وہین چھوڑ آپ عمرو کو لیکر چلا لیکن ایک ساحر لشکر زمرد کا کسی کام کو جنگل مین آیا
جو زمرد کو بیہوش دیکھا ہوشیار کیا کہا ای شہنشاہ ساحران آپ یہان کہان بیہوش
[illegible] زمرد نے کہا کہ مجکو عیار بیہوش کر کے ڈال گئے چاہتے تھے کہ قتل کرین ہیر نے مجکو
وہان [illegible] گئے آخر مجکو کردہا لیے اپنے لشکر مین آیا ساحرون نے پوچھا کہ کہان تشریف لیے

پر کیا گذری کتے نے اپنی آواز مین کچھ کہا زمرد نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو تم لوگ سمجھے وہ جوان جو
آیا تھا وہ عمرو عیار تھا لگا کر خبیثہ کو لے گیا جنگل مین لیجاکر قتل کیا میرا سارا خاندان برباد
ہوا ہمارے خاندان مین خبیثہ وہ ساحرہ تھی کہ جس معرکے پر گئی اُس کو فتح کیا مگر یہان
آکر ایسی حقیر ہوئی کہ اُس کا مکر نہ چلا بہار اعجاز بیان و میثاق نے مل کر اس کا سحر
مٹایا ورنہ یہ وہ سحر کرتی تھی کہ لشکر دشمن بوے بد سے پریشان ہو جاتا تھا مہلت نہ پاتا تھا
لیکن میثاق وہ ساحر ہے کہ اُسنے رنگ سحر خبیثہ مٹایا بہار اعجاز بیان نے پھول
برسا کر سب کو بچایا تاثیر سحر کی نہ ہونے پائی مگر مقام افسوس ہے کہ اہالی چاہ صحرائی نے اُسکو
بچایا مین جاکر دریافت کرتا ہون یہ کہکر زمرد صحرا مین آیا کنوان دیکھا کہ خشک پڑا ہے اور
تالے خون کے جابجا بھرے ہین قیدی بھی اس کے نکل گئے زمرد روتا ہوا لشکر مین آیا اور
سردارون سے کہا کہ آج رات کو شبخون مارونگا یا تو آج اپنی جان دی یا لشکر مسلمانان
مٹا دیا کہ ایک جوان غول مین سے نکل کر سامنے زمرد کے آیا کہا کہ اے شہنشاہ ساحران
کیا ارادہ ہے آج آپ کو تردد زیادہ ہے زمرد نے کہا کہ ارادہ ہے کہ لشکر دشمن پر شبخون مارون
جوان نے کہا کہ بہت بہتر تجویز کی ہے زمرد سے باتین کر کے سب حال دریافت کر لیا زمرد اپنے
مقام سے اُٹھا اور کہا اول تو مین عمرو کو لاتا ہون لاتے ہی قتل کرونگا بعد اُسکے شبخون
کرونگا یہان خواجہ زمرد سے حال شبخون کا دریافت کر کے طرف لشکر کے جاتے ہین صحرا مین
نے تھے ایک مسافر کو دیکھا کہ جاتا ہے دوڑ کر کمر پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ بھائی تم نے دیکھا کہ
اس گائون مین بیل جاتا تھا اُسنے اس مقام پر آکر مجکو سینگ مارا کہ کمر مین اس مقام پر درد
ہو رہا ہے ٹٹول لیا کہ کمر مین اس کے ہمیانی بندھی ہے کہا بھائی ذرا یہان ٹھہر جاؤ تو ہم تمھین
شربت پلائین تم ہماری کمر دبا دو یہ کہکر خواجہ نے اُسکو کنوئین کی جگت پر ٹھہرایا اپنے پاس سے
نکال کر نکالی پانی بھر کے شربت بنایا پہلا جام مسافر کو پلایا مسافر پیتے ہی گر کر بیہوش ہوا عمرو
نے اول اُس کی ہمیانی کھولی روپئے نکال لیے کپڑے وغیرہ اُتار رہے ہین کہ زمرد جادو جو
اڑتا ہوا آتا تھا اُسنے آسمان سے دیکھا کہ عمرو ایک مسافر کے کپڑے اُتار رہا ہے جی مین کہتا ہے
یہ سارے جہان زادہ دن بھر لوٹتا پھرتا ہے اس کے پاس مال بہت ہوگا یہ سوچ کر آسمان سے

پر جام دیتا ہی دس جام برابر پلائے آدھا گھڑا شراب کا پلا دیا خواجہ عمرو حیران ہین کہ
نصف گھڑا پلا دیا اور اس کو نشہ نہین معلوم ہوتا دم بدم لاؤ لاؤ کہے جاتی ہی عمرو نے دوا
جو دو جام اس کو دیے تھے وہ دیدیے تھے بعد کے جامون مین بیہوشی کم تھی ایکی مرتبہ عمرو نے
بہت سی بیہوشی ملا کر خبیثہ کو جام پلایا یہ جام پیتے ہی تھر تھر کرنے لگی ہاتھ جھٹکاتی ہی اور کبھی
بڑھاتی ہی چاہتی ہی گلے مین اس جوان کے ہاتھ ڈالدون خواجہ اپنے کو بچاتے ہین مگر
جام نے وہ تاثیر کی کہ گھبرا کر اُٹھی چاہا ناچن جیسے ہی چرخ مارا لہرا کر گری خواجہ
نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو سے عمرو ہون مین عیار صاحبقران ہ مرے نام سے
کانپتا ہی جہان ہ تراشندہ ریش کفار ہون ہ زمانے کا مکار و غدار ہون ہ مرا تیشہ
ہو گر قدم ہ صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم ہ اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو ہ بنا
مری گرد پاپوش کو ہ دوندہ جہانگرد طرار ہون ہ جہانگیر عالم کا عیار ہون ہ عمرو نے
کمر سے کھینچا چاہا قتل کرون کہ کنوئین کے پانی نے جوش مارا عمرو نے دیکھا کہ وہ جو سوار
سپاہی کنوئین مین کود گئے تھے وہ سب پانی پر بیٹھے ہین عمرو نے ہر چند پکار کر کہا یارو
کیون حیران بیٹھے ہو خبیثہ کو مین نے بیہوش کیا اب تو نکل آؤ مگر اُن جوانون نے
نہ دیا بس عمرو نے چھاتی پر چڑھ کر خبیثہ کا سر کاٹا مرتے ہی خبیثہ کے پانی کنوئین
ہو گیا وہ سب جوان بیٹھے ہین اور پکار رہے ہین کہ ای اُستاد ہم کو نکال لیجیے عمرو نے
اور کہا اسپر چڑھ آؤ وہ سب جوان صحیح و سالم کمندون کے حلقون مین پاؤن رکھ
عمرو نے دیکھا کہ سب صحیح و سالم ہین خبیثہ کا لاشہ دیکھ کر وہ جوان سب خوش ہوے
سب کو ساتھ لیکر چلا لاشہ خبیثہ کا برہنہ پڑا ہوا ہی کنوئین سے ایک سگ جہنمی
خبیثہ کی لاش کو مُنھ مین دبا کر طرف لشکر زمرد کے چلا زمرد بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ
دروازے پر غل مچانے لگے زمرد نے کہا کہ یہ سگ ہاے صحرائی کہان سے آئے سب نے
کہ اُنھین کتون مین ایک سگ کلان ہی وہ لاشہ خبیثہ مُنھ مین دبائے ہوے آتا ہی لوگ
زمرد سے بیان کیا کہ معلوم ہوتا ہی خبیثہ مردار خوار قتل ہوئی ایک سگ سے
اُسکا مُنھ مین دبائے ہوے لاتا ہی زمرد روتا ہوا باہر نکلا کتے سے پوچھا کہ اے

خوان کوئی سگِ یار کے قابل نہ رہا	آتشِ عشق نے اس درجہ جلایا افسوس
ین کبھی یہی ارمان سدا ہی سطوت	بعد مردن بھی وہ تربت پہ نہ آیا افسوس

بیثہ نے جو یہ اشعار سُنے اور اپنے رنگ کا جوان دیکھا بیقرار ہوکر پکارنے لگی کہ ای میان
نے والے ذرا یہان آؤ اور زمرد سمجھا کہ شاید ہمشیرہ نے کوئی سحر تیار کیا ہی لوگون سے کہا
س جوان کو بلا ہمشیرہ بلاتی ہین وہ جوان ہنستا ہوا بارگاہ مین آیا خبیثہ کو لپٹ گیا کہا
جان جہان واے آرام دل مشتاقان مجکو سامری نے بھیجا ہی مین تمھاری ملاقات کو آیا ہون
یثہ نے کہا کہ مجھے کیا تم سے انکار ہی جو حکم دو وہ بجا لاؤن جوان نے اہل محفل کی جانب
ارہ کیا کہ یہ سب لوگ بیٹھے ہین مدعاے دلی حاصل نہ ہوگا خبیثہ نے ہاتھ تھام لیا وہ
ن اور خبیثہ باتین کرتے ہوے چلے زمرد تو اسی گمان مین ہی کہ شاید یہ سحر خبیثہ کا ہی اس
ان کو طرف لشکر اسلام کے روانہ کرینگی شاید یہ لشکر اسلام مین جاکر آفت برپا کرے
نے مین اس کے تاثیر ہی مگر خبیثہ ساتھ ساتھ اُس جوان کے صحرا مین آئی وہ ہی کنوان
ین سپاہی گرے تھے وہان لاکر بٹھایا کہا لو اب مین سب طرح موجود ہون جوان نے
ن کر کہا کہ ای خبیثہ شراب لاؤ ہم تم بیٹھ کر پئین تب لطف ہو خبیثہ یہ سُنکر بھاگی میخانہ
جاکر ایک گھڑا شراب کا اُٹھا لائی لاکر سامنے اُس جوان کے رکھا کہا لو صاحب شراب
وان نے کمر سے جام نکالا مٹی کا پیالہ تھا بڑی مدت کا جابجا سے ٹوٹا ہوا خبیثہ نے
ہ ای جوان تمھارا نام کیا ہی اس جوان نے کہا کہ نخبس شعبدہ گر مجھے کہتے ہین خبیثہ
ا ہو گئی کہ یہ جوان جو خدمت مین رہیگا تو بڑی دل لگی رہیگی آٹھ پہر گانا سُنائیگا
ین رہیگا اشارہ کیا کہ یہ جو جام تم نے نکالا ہی ہمارے ہی تمھارے لائق ہی جوان نے
لبریز کیا اور زمین پر رکھدیا کہا ای خبیثہ سامری کے نام کی شراب گراؤ خبیثہ
بند قطرے یا سامری کہکر زمین پر گرائے زمین پکنے لگی خبیثہ نے کہا کہ ای نخبس یہ شراب
فعل ہی نخبس نے جواب دیا کہ ای خبیثہ یہ شراب مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہوئی
ن کو پی جاؤ خبیثہ نے وہ جام پیا اُس جوان نے دوسرا جام لبریز کیا کہا ای خبیثہ
پی جاؤ خبیثہ نے وہ بھی جام پیا اب تو لاؤ لاؤ لگ گئی وہ جوان پلانے جاتا ہی جام

گھبراتے پھرتے ہین میثاق نے ہاتھ ہلایا ایک برق کڑک کر گری اُس مرغ کے دس
ٹکڑے ہوے اُتنے ہی مرغ بن کر تیار ہوے مرغ مُنھ کھولے کھڑے ہین جو کپڑا آسمان
ہی اُسے مُنھ مین روک لیتے ہین زمین پر نہین آنے دیتے ہو ابر مرغ اُڑتے پھرتے ہین مگر بلا
جو اپنے خیمے سے نکلین چند کنیزین ساتھ ہین اور بوے بد دماغ مین آئی بہار اعجاز
نے ایک گلدستہ اُٹھا کر طرف ابر کے مارا کہ ابر کو جا کر گلدستے نے ٹکڑے ٹکڑے کیا تم
مین پھول برسنے لگے وہ بوے بد مبدل بخوشبو ہوئی تمام دو کا ندار یا تو پریشان
بوے خوش جو آئی سب کے دماغ تازہ ہو گئے مرغون نے میثاق کے کرم کو چن لی
لشکر کا موقوف ہوا رات کو زمرد جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ بوے بد سب
مین آئی زمرد نے خوش ہو کر کہا کہ شاید خبیثہ مردار خوار تشریف لاتی ہین کہ یکایک
شق ہوئی سب نے دیکھا کہ خبیثہ نکلی اُسی حال خراب سے کہ تمام بدن مین کیڑے لپٹے ہوے
کیڑون کو کھاتی جاتی ہی اور زمرد کے قریب آکر کہا کہ ای برادر لشکر مسلمانان مین
بڑے جادوگر ہین بہار اعجاز بیان نے پھول برسائے تاثیر سحر کی موقوف ہو گئی
میثاق نے مرغ بنا کر چھوڑے اُنھون نے کرم کو چن لیا اب تامل کرو مین دوسرا
کرونگی زمرد نے کہا کہ ای ہمشیرہ کوئی زور لشکر مسلمانان پر نہین چلتا یہ ذکر تھا کہ
آواز کان مین آئی خبیثہ سر اُٹھا کر دیکھنے لگی پردہ بارگاہ کا اُٹھا ہوا تھا سب
کہ ایک جوان خوبصورت لباس کُہنہ پہنے ہوے اور ایک آبخورہ ہاتھ مین اُسمین
اُسکو ہاتھ مین اُچھالتا ہوا اور یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہی **نظم**

دل لیا عشق مین دیوانہ بنایا افسوس ۔۔۔ ہاے اسپر بھی تجھے رحم نہ آیا اف
دل دیا اُسکو کہ بیرحم بھی ناقدر بھی ہی ۔۔۔ بیٹھے بٹھلائے یہ کیا جی مین سمایا ا
بھول کر یار مقدر سے مرے آیا تھا ۔۔۔ حال دل کچھ اُسے اپنا نہ سُنایا ا
کبھی ہنس ہنس کے نہ کین آپنے دو دو باتین ۔۔۔ عمر بھر مجکو محبت نے رُلایا اف
ہاے اُلجھن ہی شب و روز پریشانی ہی ۔۔۔ زلف مین اُسکی عبث دلکو پھنسا
اب جو بیٹھے ہوے پچھتاتے ہین کیا ہوتا ہی ۔۔۔ اِن حسینو نسے نہ کیون دل کو بچایا

ٹ گئے وہ پانی ہو کر بہ گیا سپاہیون نے کہا کہ ہمارے لشکر سے نکل جاؤ ورنہ ہم تمھین مارین گے
ہنستی ہوئی طرف جنگل کے بھاگی پچاس سپاہی آج بھی اُسکے ساتھ گئے اُسی جنگل مین جاکے
ن مین پھاند پڑے اور بازار مین جو دوکاندار اپنی اپنی دوکانون سے اُترے اُن کے
ون مین کیڑے لپٹ گئے چالیس پچاس دوکاندار پانی ہوکر بہ گئے میثاق نے کہا کہ کل مین
ار مین موجود رہونگا میثاق نے رات کو سحر تیار کیا کہ ایک مرغ کلان بناکر شانے پر
الیا سویرے بازار مین آئے میثاق ایک طرف آکر بیٹھے ہین کہ وہی الگھورن پیدا ہوئی
یثاق کو دیکھ کر پلٹنے لگی میثاق نے جب دیکھا کہ الگھورن بازار مین نہین آتی کھوپری ہاتھ
ن لیے ہوے کھڑی ہی جیسے ہی میثاق نے للکارا اُسنے کھوپری کو پھینکا کرم گرے
یثاق نے مرغ کو اشارہ کیا دوکاندار دوکانون سے نہ اُترے میثاق نے منع کر دیا
کہ تم لوگ اپنی اپنی دوکانون سے نہ اُترنا مرغ جو زمین پر اُترا اُن کیڑون کو چن چن کے
انے لگا ہر چند کہ اُس الگھورن نے پکارا مگر کوئی سپاہی ساتھ نہ ہوا اور عرض کی کہ
شہنشاہ ساحران ہم کو الگھورن بلاتی ہی میثاق نے منع کیا مگر مرغ نے سب کیڑے
لیے الگھورن بھاگ کر کنارے پر لشکر کے ٹھہری اور پکار کر آواز دی کہ ای میثاق مین
ی مگر رات کو قیامت برپا کرونگی میثاق اپنے مقام سے اُٹھے الگھورن نے وہین سے
کارا کہ ای میثاق سمجھونگی آخر کہان جاؤگے میثاق نے کہا کہ او الگھورن تجکو تڑپا تڑپا
ارونگا الگھورن نے جواب دیا کہ ای میثاق بہت پریشان ہوگے وہ آفت برپا کرون کہ
گے راستہ نہ ملے میثاق نے کہا کہ کچھ بھی نہ ہوگا الگھورن بھاگ گئی دوسرے دن صبح
یثاق بازار مین بیٹھے ہین اور بادشاہ بھی تشریف لائے ہین کہ دیکھین کیا گذرتی ہی
یک آندھی سیاہ اُٹھی ایک ابر سیاہ آسمان پر آیا وہ بوے بد پیدا ہوئی کہ تمام اہل لشکر
اد کرنے لگے وہ ابر آکر لشکر پر چھایا اول بوندیان پڑین بعد بوندیون کے کرم آسمان
برسنے لگے جسپر کیڑا گرا وہ پانی ہوکر بہ گیا میثاق نے جھولی پر ہاتھ ڈالا وہی مرغ نکالا
کو چھوڑ دیا مرغ کرم چننے لگا مگر ابر چھایا ہوا ہی اسقدر کرم برس رہے ہین جنکا شمار
ن تھوڑے عرصے مین کئی ہزار آدمی پانی ہوکر بہ گئے اسقدر بوے بد بلند ہی کہ لوگ

وہ مجکو بخدائی نہین مانتے ہین اور مین اُن کو اپنا بندہ نہین جانتا جس دن تقدیر کرون
دم بھر مین غارت کردونگا خبیثہ نے کہا کہ اگر کنیز کو حکم ہو تو سب کو گرفتار کرلاؤن
نے کہا کہ ای خبیثہ جاؤ زمرد کا ساتھ دو جو کچھ کرنا سمجھ کے کرنا خبیثہ نے کہا کہ ہمین جا
آفت برپا کرونگی کہ مسلمانون کو زندگی دشوار ہو جائے آپ روانہ ترک کردین
مرین زمرد نے کہا کہ ملکہ خبیثہ چلو ہین تم کو اپنی بارگاہ مین جگہ دونگا خبیثہ
کہ آپ چلیے مین حاضر ہوتی ہون یہ کہکر زمرد تو روانہ ہوا بعد زمرد کے خبیثہ بھی
کہ ذکر اسکا ہوگا لیکن لشکر بادشاہ جمجاہ اُسی صحرا مین اُترا ہی صبح کا وقت ہی کہ لشکر
ہوا بادشاہ نے سر اُٹھا کر فرمایا کہ یہ کیا ہلڑ ہی چالاک و برق نے آکر عرض کی کہ
اگھورن لشکر مین آئی ہی پھٹا ہوا لہنگا پہنے ہوے ایک چدریا سیاہ سر پر اوڑھے
اور ہاتھ مین اُسکے آدمی کی کھوپری ہی اُسمین غلیظ بھرا ہوا ہی جسکی جانب اشارہ
وہ لوگ بھاگتے ہین بازارون مین غل ہو رہا ہی بادشاہ نے فرمایا اُس کو لشکر سے
سپاہی اُٹھے جس بازار مین وہ دوڑی دوڑی پھرتی تھی چند سپاہیون نے جاکر کہا
ہمارے لشکر سے نکل جاؤ اگھورن نے اُن سب سے آنکھ ملا کر کہا کہ تم بھی ہمارے
چلو آگے آگے اگھورن گئی پیچھے پیچھے پچیس سپاہی بھی اُس کے ساتھ گئے افسرون نے
تو سپاہیون نے جواب دیا کہ جہان یہ جاویگی وہین جاوینگے اور وہ خود ہم سے
کہ ہمارے ساتھ چلو جنگل مین جاکر ایک کنوان تھا کہ اُس مین وہ اگھورن پھاند پڑی
سپاہی بھی اُسی کے ساتھ پھاندے ہرکارون نے یہ خبر آکر بادشاہ سے کہی بادشاہ
میثاق سے کہا کہ ای میثاق کچھ ذہن مین آیا کہ یہ کیا معرکہ ہی میثاق ہنسے عرض
ای شہریار معلوم ہوتا ہی کہ زمرد کی مدد کو خبیثہ مردار خوار آئی ہی یہ شعبدہ اُسی کا
غلام اِسکی تردید کریگا دوسرے دن بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے تھے میثاق بھی حاضر
ہرکارون نے عرض کی کہ وہی اگھورن آتی ہی بازار والون نے جو للکارا اور منع
ہمارے لشکر مین نہ ٹھہرو کھوپری جو اُسکے ہاتھ مین تھی اُسنے اُسے پھینک دیا اُس
تھے وہ جو زمین پر گرے اور دکانداد اُٹھے کہ اُسکو بازار سے نکالدین جسکے پاؤن

یسا داغ اُسنے مجکو دیا کہ اُس کو تڑپا تڑپا کر مارونگا یہ کہکر چلا لاشئہ توسن کو جلوا دیا یہان عمرو
نے صبح کو جنگل مین آکر ایک جادوگر کو اپنی شکل پر بنایا اور آپ جھاڑی مین چھپ کر بیٹھے رہے کہ
مرد جو اُڑتا ہوا آیا اسنے دیکھا کہ عمرو پھرتا ہوا آتا ہی تڑپ کر گرا عمرو کو اُٹھا لے گیا خوشی خوشی
سامنے جمشید کے لایا کہا یا خداوند معاوضۂ خون توسن مین اس کو قتل کرونگا اِسنے بڑے
دگاہ کو مارا دل پر داغ ہی جمشید نے کہا تم کو اختیار ہی سامنے بیٹھا کر ہوشیار بھی نہ کیا عالم
شی مین ایک تیغہ مار دیا جادوگرون مین ہلڑ ہوا اُس ہنگامے مین کسی نے یہ بھی نہ سُنا کہ ساحر
کے مرنے کی آواز کب آئی لاشہ جنگل مین پھنکوا دیا زمرد نے کہا ہرچند کہ میری بہن کا خون
دا اگر بدلہ ہو گیا عمرو ایسا عیار قتل ہو گیا مگر خواجہ دربار مین بادشاہ کے بیٹھے ہین کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار دربار مین جمشید کے زمرد نے خواجہ کو قتل کیا
دشاہ نے پوچھا کہ ای شہنشاہ عیاران کسکو قتل کرایا عمرو نے کہا کہ ایک جنگلی ساحر تھا
کہ دل مین آیا اُسکو اپنی شکل بناکر چھوڑ دیا وہ ساحر بہت خوش ہوا یہ نہ جانتا تھا کہ موت
یے جاتی ہی مگر زمرد سامنے جمشید کے بہت رویا اور پیٹا عرض کی کہ یا خداوند میری بہن کا
ا جانا بڑا غضب ہوا ہرچند کہ مین نے بدلہ لیا مگر اُس کی صورت میری آنکھون کے سامنے
پھر رہی ہی اگر یہ طریقہ ایک مہینہ کامل رہتا تو سب لشکر تباہ ہو جاتا یہ ذکر تھا کہ بوے بد
باغ مین آئی کہ تمام اہل دربار نے ناک بند کر لی جمشید نے کہا کہ یارو ناک نہ بند کرو خاموش
رہو خبیثہ مردار خوار آتی ہی یہ اُسکی آمد کی علامت ہی جب وہ آتی ہی تو پہلے بوے بد پھیلتی
اگر وہ آتی ہی تو آفت برپا کریگی یہ ذکر تھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ کو دیکھا کہ بال
یے رسیان بٹی ہوئین زمین سے سر کالا کپڑے میلے پہنے جابجا کپڑون مین پیوند سوسی
لنہگا اُس مین گاڑھے کا پیوند ناک سے قطرات گندیدہ گرتے ہوے اکثر ہاتھ کو ناک
ن لگا دیتی ہی اور اُنگلیون کو چاٹ جاتی ہی ایک آبخورے مین کچھ اشیاے نجس رکھی ہوئی
بن اس طور سے برآمد ہوئی جمشید کو سجدہ کیا جمشید نے پوچھا کہ ای خبیثہ مردار خوار
ا نسے آتی ہو خبیثہ نے کہا کہ یا خداوند مین نے خبر سُنی ہی کہ قدرت کو بڑے صدمے پہونچے
ن جل نکلی وہ کون لوگ ہین کہ قدرت سے لڑتے ہین کچھ خوف نہین کرتے جمشید نے کہا کہ

مکار و غدار ہون +* مرا تیز رفتار ہو گر قدم + صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم + اُڑا دو
کے بھی مین ہوش کو +* نہ پہونچے مری گرد پاپوش کو + دوندہ جہانگرد طرار ہون +* جہان
کا عیار ہون +* خنجر مارا کہ سر توسن کا علیحدہ ہوا عمرو نے کپڑے اُتار لیے لاشہ برہنہ جنگل
ڈال دیا مگر زمرد نے ہرکارے مقرر کر رکھے ہین کہ جب مرکب آیا کرین تو مجکو خبر پہونچا
ہرکارے ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہین پہر رات گذری دو پہر رات گذری صبح ہو گئی
مرکب نہ آیا ہرکارے پریشان پریشان پلٹے سامنے زمرد کے آئے کہا ای شہنشا
معلوم کیا معرکہ گذرا کہ آج شب کو مرکب نہین آئے مسلمان خوب چین سے سوئے آٹھ
بعد مسلمانون کو سونا نصیب ہوا سب ٹانگ پھیلا کر سو یا کیے ہمکو رات بھر گھوڑون کا
نہ معلوم ہوا زمرد نے سر پیٹ لیا کہا یار و غضب ہوا آج کیا ملکۂ عالم سو گئین کہ را
نہین کیا سردارون نے کہا کہ حضور یہ کیا معرکہ ہو زمرد نے کہا کہ بہن میری آمادۂ بر
مسلمانان ہوئی ہو وہ ہی گھوڑے روانہ کرتی ہو آج رات کو سو گئی ہو گی شاید دن کو
آوین مسلمان بھاگتے پھرینگے ایک مسلمان نہ بچیگا مگر یار و مین نے آج سر دربار
مجکو خوف ہو کہ عمرو نہ سُنتا ہو سب نے کہا کہ حضور عمرو یہان کہان وہ گلگونہ سے عیش
دو دو دن بارگاہ شاہی مین نہین آتا عیش کرتا ہو گلگونہ کو بھی عمرو پر توجہ ہو گانا سُنا
اُسکے گانے پر عاشق ہو مگر زمرد گھبرا رہا ہو کہتا ہو ہمشیرہ کی کیونکر خبر منگاؤن کہ چند سا
پیٹتے ہوے آئے کہنے لگے کہ ای شہنشاہ ساحران ہم جنگل مین واسطے سیر کے گئے تھے کہ جنگل
لاشہ توسن کا ملا سر تو کوئی کاٹ کر لے گیا مگر لاشہ بے سر پڑا تھا ہم اُٹھا لائے کہ ان کو
اور ارتھی بنوائیے کہ اصلی مرکز پر پہونچ جاوین زمرد لاشہ اپنی بہن کا دیکھ کر بہت رو
تعجب کی بات ہو مین نے کسی سے ذکر نہین کیا پھر اس کو کسنے مارا مین جا کر خداوند سے پو
یہ کہکر اُٹھا خدمت جمشید مین آیا کہا یا خداوند مجھپر ظاہر کیجیے کہ توسن کو کسنے مارا جمشید نے
کہا کہ ای زمرد تُمھین نے عمرو سے بیان کر دیا اور عمرو نے تمھاری شکل پر جا کر اُسے جنگل
زمرد بولا مین نے کب عمرو سے بیان کیا جمشید نے کہا کہ عمرو میری شکل بن کر آیا تھا تمنے سا
اُس سے کہدیا اُسنے یہ کار نمایان کیا زمرد نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور جا کر عمرو کو لاتا ہو

یک مسلمان زندہ نہ رہے جب بادشاہ اکیلے رہ جاوین گے تب تدبیر ہو جائیگی یہ کہکے
شید اٹھا کہا ای زمرد رخصت ہوتا ہون زمرد نے کہا ابھی یا خداوند چند ساعت تشریف
یے صحبت عیش آراستہ ہوگی گانا وغیرہ سنیے شراب نوش فرمائیے جمشید نے کہا کہ ای
ت بازو مجکو بڑی ضرورت ہی یہ کہکر اٹھا تخت پر سوار ہوکے روانہ ہوا جنگل مین آکے
ت زنبیل مین رکھ لیا زمرد کی شکل بن کر صحرا مین کھڑے ہوے پکار کر آواز دی کہ ای
شیرہ صاحبہ تمھاری ملاقات چاہتا ہون جب تین آوازین دین تو ایک طرف سے
از آئی کہ ای برادر کیا ہی میری ملاقات کو تم کیون چاہتے ہو زمرد نقلی نے کہا کہ ای
شیرہ کچھ کہنا ہی ایک طرف سے دیکھا کہ توسن خوش قدم آتی ہی لیکن دونون ہاتھون
ادوٹی کے گھوڑے ہین قریب آکر کہا کہ ای برادر مجکو کیون تکلیف دی زمرد نے کہا کہ ای
شیرہ حقیقت مین تم نے خوب انتظام کیا آج جو مین نے خبر منگائی تو یہ معلوم ہوا کہ ستر
ہزار اہل اسلام مارے گئے یقین ہی کہ دس پانچ روز مین بادشاہ اکیلے رہ جاوین
ان کا مار لینا کتنی بڑی بات ہی سو دو سو سے بلوہ کر کے گرفتار کر لین گے توسن نے
کہ ای برادر اگر تم پہلے سے کہتے تو اتنا طول نہ بڑھتا زمرد نے کہا کہ ای ہمشیرہ تمھاری
سے سب کچھ ہو جائیگا پندرہ بیس دن مین کوئی زندہ نہ بچیگا زمرد نے جیب سے
ری نکال کر کہا کہ لو ہمشیرہ یہ گلوری کھا لو وہ گلوری توسن نے کھائی کھاتے ہی کہا
ای بھائی اس گلوری مین کیا تھا کہ کلیجہ جلنے لگا زمرد نقلی نے کہا کہ ای ہمشیرہ صاحبہ
ن بھول گیا بیہوشی پڑ گئی یہ سنتے ہی توسن نے کہا کہ ارے تو کون عمرو نے کہا او توسن
نے کیا مجکو نہین پہچانا توسن نے کہا کہ مین خوب جانتی ہون کہ تو میرا بھائی ہی عمرو
کہا کہ مین تیرا باپ ہون توسن نے کہا کہ یہ کیسی باتین کرتے ہو مین تمھاری خیر خواہ ہون ایسی
ین نہ کرو عمرو نے کہا کہ ای توسن اب منہ زوری نہ کرو مین تم پر سواری لونگا مجھے نہین
جانتی ہو منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری توسن جھپٹی کہ عمرو کو گرفتار کرون
قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو سہ عمرو ہون
عیار صاحبقران ۰۰ مرے نام سے کانپتا ہی جہان ۰۰ تراشندہ ریش کفار ہون ۰۰ زمانہ کا

خواجہ اُن کے پیچھے چلے دونون گھوڑے لشکر پر آکر گرے رات بھر جنگ کرتے رہے
جب چلے تو خواجہ اُن کے تعاقب مین ہوے جنگل تک تو گھوڑے آئے بعد اُسکے خواجہ
دیکھا کہ ایک بونڈلہ گرد کا بلند ہوا اُس بونڈلے مین وہ گھوڑے مخفی ہوے خواجہ
دیکھ رہے ہین کہ یہ گھوڑے کدھر جاتے ہین تھوڑی دور بڑھ کر وہ بونڈلہ بھی غائب
خواجہ پلٹ آئے بادشاہ سے سب حال بیان کیا کہ گھوڑون کا حال نہین کھلتا مگر میں
یہ عرض کرتا ہون کہ کسی نے ان کو بھیجا ہی جنگل مین ایک بونڈلہ گرد کا اُٹھا اول اُ
وہ دونون گھوڑے داخل ہوے بعد تھوڑی دیر کے وہ بونڈلہ بھی نظرون سے غائب
انشاء اللہ آج دریافت کرلاؤنگا شام تک خواجہ لشکر مین رہے شام کو تخت زبرجد
سوار ہوے طرف لشکر زمرد کے چلے تخت اُڑتا ہوا جاتا ہی زمرد اپنی بارگاہ
ہی کہ دیکھا تخت پر خداوند جمشید ثانی تشریف لائے ہین اپنے مقام سے پکارتا ہوا
کہ خداوند تشریف لائیے جمشید نے کہا کہ مین تیری ملاقات کو آیا ہون کئی دن
کچھ حال نہین معلوم تھا تخت جمشید کا اُترا جمشید نقلی بارگاہ مین زمرد کی آکر
نے کہا کہ یا خداوند جو سوچا تھا وہ سب خلاف ٹھہرا گلگونہ مسلمان ہو گئی بادشاہ
نہین کرتا لیکن اب وہ تدبیر ہوئی ہی کہ چندے مین لشکر مسلمانان تباہ ہو جائیگا
مسلمانون کو چین نہین ملتا جمشید نقلی نے کہا کہ مین سب کچھ جانتا ہون لیکن تم اپنی
بیان کرو کہ یہ سحر کسنے کیا زمرد نے ہنس کر کہا کہ یا خداوند آج تک مین نے زبان سے
نکالا پھر زمرد نے چپکے سے کہا کہ یا خداوند جس روز گلگونہ مسلمان ہوئی مین اُس
پریشان بیٹھا تھا کہ اب کیا ہوگا میدان بھی لڑا آیا مگر کوئی مدعا حاصل نہ ہوا اُس وقت
میری توسن خوش قدم آکر پہونچی اور اُسنے مجکو تسکین دی آج سات آٹھ دن سے
لشکر اسلام مین آتے ہین رات بھر جنگ کرتے ہین اس آٹھ دن مین ستر اسی ہزار
لشکر اسلام کے قتل ہوے رات کی نیند اُن سب کی جاتی رہی اب نہین معلوم ملکہ
گھوڑے کی شکل بن کر آتی ہین یا کسی اور کو روانہ کرتی ہین مجھپر بھی یہ راز نہین کھولا
جمشید نقلی نے کہا کہ بس اب خاموش رہو مین سمجھ گیا اب مین تدبیر کرلونگا وہ تقدیر

ام پر خاموش بیٹھے ہین بادشاہ نے میثاق سے پوچھا کہ ای میثاق یہ کیا معرکہ ہی میثاق نے
ا جنگلی گھوڑے ہین اتفاق سے نکل آئے روشنی لشکر کی دیکھ کر ادھر متوجہ ہو گئے میری
نل مین اور کچھ نہین آتا سات دن برابر وہ گھوڑے آئے سب کو معلوم ہوا کہ میثاق
ل واکمل ہی اگر مقدمہ سحر ہوتا تو ضرور آگاہ ہو جاتا اگر سات دن کے عرصے مین ہزار دن
ی مارے گئے ہرکارون نے لاکھ جستجو کی مگر کچھ پتہ معلوم نہ ہوا بادشاہ حیران و پریشان
ن جب رات آتی ہی تو بادشاہ بہت گھبراتے ہین فرماتے ہین بندگان خدا یہ کیا مصیبت
رات بھر گھوڑے لڑتے ہین صبح کو شمار ہوتا ہی کسی کا بھائی مارا گیا کسی کا فرزند قتل ہوا کسی کا
پ راہی ملک بقا ہوا لشکر مین عجب ہنگامہ ہوتا ہی مجھپر بہت شاق ہی بندگان خدا کا قتل ہونا
ب ہی کاشکے کسی سے لڑائی پڑتی دس اگر یہانکے قتل ہوتے تو دس وہانکے قتل ہوتے
بھی منظور تھا دو گھوڑے منھ زور چست و چالاک نہایت بے باک لشکر پر آپڑتے ہین ہزار ہا
ل سوار قتل ہوتے ہین سب نے کیسا کیسا گھیرا اگر وہ طرارہ بھر کے نکل جاتے ہین یہ ذکر
ا کہ خواجہ عمرو تشریف لائے بادشاہ نے فرمایا کہ کیون ای شہنشاہ اوج عیاری اب
عقد بہت منظور خاطر ہوا کہ آپ رات دن حجلۂ عروسی مین داخل رہتے ہین آپکو کچھ خبر بھی ہی کہ
ر کیا گذرتی ہی آج سات دن سے برابر دو گھوڑے جنگل سے آتے ہین دس ہزار جوانون
نل کر کے نکل جاتے ہین جس کو پشتک ماردی وہ پامال ہوا جسکو دولتی ماری ہاتھ پاؤن
ٹ گئے منھ سے پکڑ کے سر چبا جاتے ہین اس طرح سے دس ہزار جوان روز قتل ہوتے ہین ایک
ارہ لشکر کا خالی ہو گیا خاک اڑ رہی ہی سب سرداروں نے خواجہ سے بمنت کہا کہ اسکی کچھ
ر کیجیے خواجہ نے کہا کہ مین مرد مفلس کیا ترکیب کرون چالاک اپنی معشوقہ کو لائے انکو
ت دیا گیا جب مین کوئی کار نمایان کرتا ہون تو مجکو ایک خر مہرہ بھی بطور انعام کے
ار سے نہین مرحمت ہوتا سب نے اس گفتگو پر خواجہ کی کچھ کچھ روپیہ پیش کیا اور یہ کلمہ
ہ یہ رونمائی کی بابت آپ کو دیا گیا ہی بعد ظہور اس امر کے اور بھی آپ کو دیا جائیگا خواجہ
روپیہ لیکر نذر زنبیل کیا اور لشکر سے نکلے شام سے صحرا مین آکر ایک نخل پر بیٹھے پھر
ہ گئے دیکھا کہ ایکطرف سے گرد اڑی دیکھا وہ ہی دونون مرکب طرارے بھرتے ہوے آتے ہین

بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جاوین گے بادشاہ نے بھی یہ خبر سُنی کہ زمرد نے یہ مشہور کیا ہی اگر گ
صحرائی آوین گے وہ لشکر اسلام کو تباہ کر دین گے بادشاہ نے فرمایا خدا اے ابزرگ
جو کچھ ہوگا وہ دیکھین گے پہر رات گئے تک دربار مین رہے بعد اُسکے دربار برخاس
خوابگاہ مین آرام فرمایا یکایک فیروزہ نے تھوڑی دیر کے بعد آکر جگایا کہ اے شہ
گھوڑے صحرا سے آئے ہین لشکر کو تباہ کر رہے ہین بہسون خیمے گرا دیے ہین صدہا
مارے گئے بادشاہ گھبرا کر باہر نکلے دیکھا حقیقت مین دو گھوڑے لشکر تباہ کر رہے ہین
بڑے چابک سوار و سائیس نامدار جب گھوڑون کو گھیرتے ہین گھوڑے دولتیان اور
مارتے ہین بادشاہ نے ہرچند اشارہ کیا کہ اِن گھوڑون کو گرفتار کر لو مگر وہ گھوڑے
لشکر مین رہے اور پامال کرتے رہے جب صبح ہونے لگی اور ستارۂ سحری آسمان پر چم
گھوڑے طرف صحرا کے روانہ ہو گئے بادشاہ جمجاہ نے جو شمار چاہا ہرکارون نے پرچہ
ہزار آدمی آپ کے لشکر کے گھوڑون کی بدعت سے کام آئے بادشاہ کو سناٹا آگیا
پوچھا کہ یہ کیا معرکہ تھا سب نے عرض کی کہ جنگلی گھوڑے تھے اتفاق سے ادھر نکل آ
چابک سوارون نے اور سائیسون نے کیسی کیسی کوشش کی کچھ نہ ہوا گھوڑے لڑ بھڑ
نکل گئے ایک ہرکارے نے عرض کی کہ مین پیچھے مرکبون کے گیا تھا جنگل مین جا کر
غائب ہو گئے یہ پتہ نہ ملا کہ کہان سے آئے تھے اور کہان گئے بادشاہ خاموش ہو رہ
گئے آرام فرمایا آنکھ بھی نہ لگنے پائی تھی کہ لشکر مین ہلڑ ہوا بادشاہ گھبرا کر نکل آئے دیکھا
کوہ سرین و کوہ کفل پشت برہنہ لجام وغیرہ ندارد لشکر کو پامال کر رہے ہین رات بھر
ہنگامہ رہا دس ہزار آدمی آج بھی کام آئے تیسرے دن بادشاہ نے صبح تک وہ ہی
صبح ہوتے ہوتے گھوڑے طرف صحرا کے روانہ ہوے آج بھی پرچہ اخبار گذرا کہ دس
مارے گئے خیمے بہت سے گرے بادشاہ نے ہرکارون کو حکم دیا کہ پیچھے مرکبون کے جا
یہ کہان جاتے ہین ہرکارے پیچھے پیچھے گھوڑون کے چلے جا کر دیکھا کہ جنگل مین جا کر وہ گھ
نابود ہوے ہرکارے ناچار ہو کر پلٹ کر آئے آکر بادشاہ سے خبر کہی کہ گھوڑے جنگ
غائب ہو گئے پتہ اُن کا نہین ملتا بادشاہ نے فرمایا دیکھا جائیگا سب سردار ا-

ناق وغیرہ ساتھ ہین شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار سب کے سحر تیار ہین میدان
ن آکر ٹھہرے صف بندی ہوئی نقیبون نے نکل کر نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر ہٹے لیکن
رد کو نہایت غصہ تھا خود ہی میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو
نکلے بادشاہ جمجاہ نے مرکب نکالا زمرد نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا سحر کرنے لگا
یسی سحر نے بادشاہ پر تاثیر نہ کی کہ لوح محفوظ سینے پر چمک رہی ہی بادشاہ نے قریب
ر ایک نیزہ مارا کہ شانہ اسکا زخمی ہوا مغلوبہ ہوئی دو پہر تلوار چلی ساٹھ ہزار ساحر واصل
م ہوا شاہزادیون نے آگ برسادی میثاق پرون کو درہم وبرہم کر رہا ہی اب تو
مرد گھبرایا کہا یارو تمنے دیکھا کہ کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا جب ساٹھ ستر ہزار آدمی لشکر
رد کے قتل ہوے تو زمرد نے شکست فاش کھائی آخر طبل بازگشت بجوا کر پلٹا گر
ل وحزین واندوہگین اکیلا بارگاہ مین آیا حکم دیا کہ کوئی میرے پاس نہ آئے خاموش
ٹھا ہوا اور رہا ہی دمبدم زانو پر ہاتھ مارتا ہی کہ کیا بدنامی ہوئی اب کیا منھ لیکر بیٹون خداوند
لیا روسیاہ دکھاؤن فرماوینگے ای زمرد تم نے جاکر کیا کیا عیار بچی کو بھی انکھ سے
دیا وہ جاکر شریک مسلمانان ہوئی اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ زمین تھرائی ایک ساحرہ بدرو
رخو بال سر کے کھلے ہوے سیاہ تہمد باندھے ہوے چدریا نیلی اوڑھے ہوے زمین سے
ی زمرد کو گلے سے لگایا کہا ای برادر کیا معرکہ گذرا مین اپنے مکان مین بیٹھی تھی کہ آپکی
ندگی کی خبر پہونچی آپ کی مدد کو آئی ہون مسلمانون کو بڑا گھمنڈ یہ ہی کہ لشکر گران ہی
ب کو ایک آن مین تباہ کر دونگی لاشون سے میدان بھر دونگی زمرد جادو نے کہا ای
ن خوش قدم کیونکر قتل کریگی توسن نے کہا آپ بیٹھے تماشا دیکھیے اور مشہور کیجیے کہ غضب
وندی مین بادشاہ پھنسے ہین اب قدرت کو غصہ ہی کوئی زندہ نہ بچیگا مراب ہاے صحرائی
ین گے لشکر اسلام کو تباہ کرینگے میرا آنا کسی پر ظاہر نہ کرنا زمرد خوش ہو گیا کہا ای
ن تیرے آنے سے دل کو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی توسن بخوبی زمرد سے وعدہ کرکے
ت ہوئی زمین مین غرق ہو کر روانہ ہو گئی لیکن زمرد نے یہ مشہور کیا کہ خداوند کا نامہ
ہی مرکبان صحرائی آئینگے اور لشکر طلسم کشا کو تباہ مار مار کر روند ڈالینگے اور طلسم کشا کی

گھمنڈ ان کا بیجا ہی بادشاہ اسلام پر سحر تاثیر نہین کرتا ایسا ہی ساحر ہو کہ اول لور
لے بعد اُس کے اُن کو گرفتار کرے تو البتہ ممکن ہی کہ لشکر مسلمانان شکست کھائے زمرد
پلٹ آیا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا سب رفقا جمع ہین اپنے سحر کے گھمنڈ مین بلبلا رہا ہی کہا
آگ لگاؤن کہ مسلمانون کو بھاگنے کا راستہ نہ ملے سب سردارون نے بھی کہا کہ آپ
گلگونہ کا ناحق بھروسا کیا اپنے نام پر طبل جنگی بجوائیے خواہ آپ میدان مین نکلیے یا
حکم دیجیے صرف بادشاہ پر سحر تاثیر نہ کریگا کل لشکر تو سحر مین پھنسے گا اگر یہ سوچیے کہ با
سب کو بچا لین گے تو اتنا بڑا لشکر ہی کہان کہان پہونچین گے آخر عاجز ہو جاوینگے
گر پڑین گے ہم لوگ بلوہ کر کے گرفتار کر لین گے اس صلاح پر زمرد رضامند ہو
خود میدان مین نکلونگا یقین ہی کہ میان میثاق میرے مقابلے مین آوین میثاق
مین گرفتار کر لونگا شاہزادیون کی یہ مجال نہین کہ مجھسے مقابلہ کرین یہ کہہ کے حکم دیا
پر چوب پڑی ہرکارے جو بہ امر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر خدمت بادشاہ مین آ
ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ ای ہرکارے رفیقت قل ہو اللہ احد ٭ وی نگہبان تو
اللہ الصمد ٭ لم یلد یارت ولم یولد ہمہ جا دستگیر ٭ لم یکن یاری دہ و مونس لہ کفو
شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو زمرد جادو نے طبل جنگی بجوایا
ارادہ ہی کہ معرکہ آرائے نبرد ہو اور سحر سے مقابلہ کرے بادشاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا
نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریان ہونے لگین شب کو بادشاہ نے گلگونہ کو بلایا اور پوچھا
نے تم کو کیونکر گرفتار کیا گلگونہ نے عرض کی کہ بیشک مین زیر ہوئی اب مجکو کیا عذر
قتل کرین خواہ بخشین بادشاہ نے گلگونہ کا عقد ساتھ خواجہ کے کیا اور الماس کا
چالاک کیا شب کو خواجہ نے حجلۂ عروسی مین جا کر گوہر مراد حاصل کیا یہ خبر زمرد کو
زمرد نے کہا کہ کل یہ رنگ سب مٹ جاوین گے میرے ہاتھ سے مسلمان مہلت نہ پاوینگے
چار پہر رات گذر کر جب ساحر زرین پوش بصد جوش و خروش ہو مخانۂ مشرق سے نکلا
تیر چرخ زبرجدی مین آکر ٹھہرا تمام میدان نورانی و منور ہوا کہ زمرد جادو تین لاکھ
ساتھ لیکر میدان مین آیا ادھر سے بادشاہ بشوکت تمام وارد میدان کارزار ہو

ت ہی کہ خواجہ سامنے سے بھاگے جاتے ہین قران نے کہا کہ ای چالاک یہ مقدمۂ عیاری ہی اسمین
ین کیا دخل ہی دیکھو تھوڑی دیر مین کیا ہوتا ہی نہین معلوم اُستاد کیا سوچے ہین مین جانتا ہون کہ
پیر بھی خالی از لطف نہین ہی اور کیون بھاگے جاتے ہین یار و تماشا دیکھو کچھ زبان سے نہ کہو
خواجہ بھاگتے بھاگتے ایک نخل کے نیچے پہونچے زیر نخل ایک غار تھا کہ اُس مین اپنے تئین
دیا گلگلو نہ جھک کر دیکھنے لگے دل سے باتین کر رہی ہی کہ اس غار مین کیا ہی مگر اُس غا
ن خواجہ نے نقب لگائی تھی دوسری جانب سے نکل کر پشت پر گلگلو نہ کی آئے کنیزون نے
مچایا کہ ای ملکۂ عالم اپنے کو بچایئے عمرو پشت پر آپہونچا گلگلو نہ آواز کنیزون کی سُنکر پلٹی تھی کہ
ونے حلقہ ہاے کمند مارے حباب مار کر بیہوش کیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ سے
ن اُستاد عیاران عالم + سراپا دانش و عقل مجسم + بباغ دین زمکرش آبیاری + جہان سنگ
بجر گزاری + بہر کشور بلاے جان کفارہ + عمرو آن شاہ عیاران عیارہ + کنیزون نے جو دیکھا
ہماری مالک کو لیے جاتا ہی دوسری عیار بچیان نیچے کھینچ کر آپڑین ادھر سے عیاران اسلام
نیچے چالاک و برق و قران مع شاگردون کے آپڑے عیار بچیون کی کیا حقیقت تھی کہ
ن لوگون سے لڑ سکتین جو جسکے قریب پہونچا حباب مارا و بیہوش کیا ے بھاگا گر نہیچہ
رہا ہی آخر عیار بچیون نے شکست کھائی خواجہ عمرو گلگلو نہ کو لیے ہوے سامنے بادشاہ
آئے کہا ای شہریار انعام لایئے بادشاہ نے فرمایا خواجہ آج تمھارا عقد ہو گا تو ہم لوگو
ہو شیرینی وغیرہ کھلاؤ خواجہ نے عرض کی کہ حضور بخوبی جانتے ہین کہ مجھے افلاس گھیرے ہی
پ پرورش فرمائین گے تو مطلب نکلیگا اور اگر ہاتھ کھینچین گے تو کوئی مطلب نہ نکلیگا میے
جانبازی کی کہ اس کو گرفتار کر لایا بادشاہ نے فرمایا کہ آپ نے اپنے اوپر احسان کیا
ر کیا احسان ہوا آپ ہی کے قتل کی درپے تھی دعوی عیاری کی کرتی تھی مگر آپنے کچھ خیال
ہ یا آخر اس کو گرفتار کیا بادشاہ خواجہ کو ساتھ لیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے مگر زمرد جادو
ت جھلایا کہتا ہوا پلٹا کہ مین نے بڑی بیوقوفی کی کہ گلگلو نہ کے بھروسے پر رہا اگر سحر سے
ا تو اب تک آدھے لشکر کو قتل کر چکا ہوتا مگر اب تامل نہ کرونگا ایک دن کے سحر مین زمین
دونگا دو میدان داریون مین سارے لشکر کا خاتمہ ہی ساحر آپس مین کہہ رہے ہین کہ

سات تپھر گلگونہ نے عمرو پر مارے مگر عمرو نے تپھر خالی دیے جب کوئی تپھر عمرو نے نہ کھایا گلگ
کمندین لیکر جھپٹی عمرو پر کمندین مارنے لگی جب عمرو پر کمندین مارتی ہی عمرو جست کرکے نکا
دیتے ہین کبھی حلقون مین سے شبک ہوکر نکل جاتے ہین آخر گلگونہ نے دیکھا کہ عمرو کمند مین
بھی نہ پھنسا تب ناچار ہوکر نیمچہ کھینچا عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا کہ ای ملکہ عالم ایک عرض میر
قبول کیجیے سر مین نذر کرتا ہون گلگونہ نے کہا کہ او عاشق فاسق بیان کر کہ کیا چاہتا ہی
کہا کہ مین چاہتا ہون ہاتھ گلے مین ڈالون تم نیمچہ مارو سر کٹکر قدمون پہ گرے میر
حصول ہو جائے گلگونہ نے کہا کہ او نگوڑے مکار یہ آرزو تیری کبھی پوری نہ ہوگی ا
تونے وہ وہ مکر میرے ساتھ کیے کہ مین نے آج تک یہ جھگڑے نہ دیکھے تھے مگر یہ بتاؤ کہ
مجھکو گرفتار کیا تمھارا شاگرد جو کالیا ہو اُسنے ہر مقام پہ آکر مدد کی اپنی عیاری دکھا
تمسے کچھ نہوا اب نیمچہ جھناٹے کے ساتھ گلگونہ سے چل رہا ہی مگر خواجہ خالی دے ر
اپنے کو بچاتے ہین اور یہی کہے جاتے ہین کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان
یہ سر اپنے نذر لایا ہون اس کو قبول فرمائیے مگر آرزوے دل نکال دیجیے اپنے قریب آ
مین دونون ہاتھ حمائل گردن کرون میری آرزو نکل جائے بعد مرنے کے روح نہ تڑپ
جان جہان و ای سردار معشوقان تم عاشق کے دل کے حال سے آگاہ نہین ہو یہ راتین
تڑپ تڑپ کر کٹتی ہین وہ سیاہی ہوتی ہی کہ دل کو یقین ہوتا ہی کہ بخت سیاہ کا سامنا ہی
بات ہی کہ نشان پردہ ظلمات ہی گلگونہ ان باتون کو سُن کر ہنس ہنس کر جواب دیتی
ساربان زادے کیون باتین بناتا ہی اب تیری زندگی کا چراغ گل ہوتا ہی آج ضرور
کرونگی تیرے قتل سے مُنہ نہ موڑونگی یہ کہکر نیمچہ کمر کو بتا کر سر پر مارا کہ میلہ سر پر خواجہ
اوچھا سا زخم آیا خواجہ نے کہا ابکی نیمچہ ایسا لگائیے کہ سر تن سے اُڑ جاے مگر قدمون پر
کہ آرزوے قدمبوسی حاصل ہو جاے کوئی حوصلہ دل مین نہ رہے گلگونہ نے نیمچہ چمکا کر کہ
ایسا ہاتھ مارون کہ رشتۂ حیات قطع ہو خواجہ نے گھبرا کر کہا کہ دیکھو صاحب ایسا نہ کرنا مجکو
بہت عزیز ہی ابھی مین نے دنیا کا کیا دیکھا مگر گلگونہ نے نیمچہ چمکا کر قصد کیا کہ ہاتھ مارون خو
سے بھاگے گلگونہ پیچھے چلی بھاگنا خواجہ کا چالاک وغیرہ کو ناگوار گذرا کہتے ہین بڑے غ

علم آفتاب نکلا جب ٭ ٭
شہ خاور سپہر گرد ہوا ٭
ہوا میدان چرخ سے اک بار
روز انجم سپاہ رو بہ فرار

دیگر

فوج انجم ہوئی گریزان سب
رونق تخت لاجورد ہوا ٭

عظم بصد شوکت و حشم برآمد ہوا شعاعین پھیلنے لگین ہر طرف یہی صدا تھی سو سحر ہو گئی لو سحر
ہی ٭ روشنی نے آفتاب کی تمام عالم کو منور و روشن کیا ملکہ گلگونہ لباس زرین پہنکر دریا کے
ہر مین غوطہ زن جوڑا ترچھا بندھا ہوا تخت پر سوار کنیزین چہار جانب سے گھیرے ہوے
شوکت و شان سے میدان مین آکر پہونچی ادھر سے خواجہ تخت پر سوار قران نامدار
تھ پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے برق و چالاک راست ذچپ ساتھ ہین و دیگر شاگرد
ت و خیز کرتے ہوے آتے ہین ایک طرف زمرد جادو بالشکر ساحران میدان مین آکر
بجا ایک طرف سے بادشاہ جمجاہ مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی میدان مین آکر
نچے صفین جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا اشعار عبرت آمیز پڑھے کر

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر
وجہ ہو اُسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر

ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ست و ما بیخبریم

ون نے جو یہ اشعار پڑھے گلگونہ تیچہ لیکر تخت سے کودی جست و خیز کر کے میدان مین آئی
کھ رہی ہی کہ خواجہ بھی تخت پر سوار ہین لیکن نقاب چہرے پر ڈالے ہین حیران ہو گئی کہ اگر
ونہ یہ کیا معرکہ ہی کہ نقاب چہرے پر ڈالی ہی اس مین بھی کچھ مطلب ہی مگر گلگونہ نے میدان
آکر جست و خیز کر کے آواز دی کہ او ساربان زادے کیا مقابلے مین نہ آئیگا یہ تو نے
ی بیحیائی کیسا مُنھ پر ڈالا ہی خواجہ عمرو نے تخت رکھوایا اور گلگونہ کی طرف چلے مگر تیچہ
ر پاس نہین ہی بالکل نہتے ہین گلگونہ نے جو عمرو کو آتے ہوے دیکھا سر سے گوپھن کھولا
وپھن مین پتھر دیا اور عمرو کی طرف پھینکا خواجہ نے دیکھا کہ پتھر طرف سر کے آتا ہی بیٹھ گئے
نکل گیا گلگونہ نے دوسرا پتھر نیچا مارا عمرو نے جست کی کہ پتھر پاؤن کے نیچے سے نکل گیا

کہا اُستانی یہ مقام اس لائق نہین ہی بارگاہ مین چلیے خیمہ استاد کرادون گلگونہ نے
ایک لات خواجہ کو ماری کہ خواجہ گرپڑے اور آپ جست کرکے نکلی مہتر قران سے کہاکہ
ہم سمجھ گئے کہ تم سب نے مل کر عمرو کو بنایا ہی کارہاے نمایان تم لوگ کرتے ہو عمرو کا اُ
رکھا ہی اس نگوڑے کو کیا سلیقہ ہی آج تک کوئی عیاری معقول نہ کی کہ ہم اُس کی تعریف
قران نے کہاکہ اُستانی جب اُستاد عیاری کرین گے تب تم کو معلوم ہوگا کہ عیاری کر
ہم سب ان کے تعلیم کردہ ہین گلگونہ نے کہاکہ خیر کل میدان مین سمجھا جائیگا یہ کہکرا
کی طرف روانہ ہوئی خواجہ بھی اُسی طرف چلے تھے کہ قران نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا اور کہا
اِدھر آئیے اُدھر آپ کہان جاتے ہین خواجہ نے سر جھکالیا مہتر قران کے ساتھ طرف
چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا چالاک و برق فرنگی آتے ہین پوچھا خلیفہ صاحب
گذری قران نے سب حال بیان کیا خواجہ نے فرمایا ای برق و چالاک قران مح
کرتا ہی برق نے کہاکہ اُستاد تصور تو فرمائیے آپ ایک عورت سے اپنے کو ذلیل کرا
مین آکر عیاری کیجیے معشوقہ کو ساتھ لیکر آرام فرمائیے عمرو نے ایک تمانچہ مارا کہا او
اِن باتون کو کیا جانے تجھے کبھی عیاری نہ آئیگی قران نے منع کیا کہ ای برق خاموش
لوگ اپنی جان لگائین گے مگر اُس ظالم کے ہاتھ سے اُستاد کو بچائین گے ای برق
غافل نہ رہنا ورنہ بہت پچتاؤگے برق نے کہا خلیفہ صاحب تمھارے سامنے کسکی
کہ عیاری کرسکے زبردستی کی عیاری کرتے ہو قران خواجہ کو لیے ہوے بارگاہ مین آ
کو دیکھاکہ تیاری کررہے ہین کوئی نقب کھودتا ہی کوئی بیہوشی پھیلاتا ہی خواجہ نے
صاحبو یہ کیا جھگڑے کررہے ہو میرے تو ہوش و حواس درست نہین ہین مگر یہ خبر جو
نے سُنی کہا صبح کو دیکھو کیا قیامت برپا کرونگی اسکی عیار بچیان بھی جستجو کررہی ہین جا

اسی فکر و کوشش مین گذری اب وہ وقت آیا کہ نظم

سحر چون زاغ شب پروازہ برداشت ❊ خروس صبحدم آوازہ برداشت ❊
عنادل لحن دلکش بر کشیدند ❊ لحاف غنچہ از رو در کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست ❊ بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

احسان کیا عمرو نے پوچھا کہ یہ کون تھا اُس نازنین نے کہا کہ گھر کا غلام تھا سامنے جو گانون
میرا باپ وہان کا زمیندار ہی یہ ظالم مجھپر عاشق تھا آج سوتے مین اُٹھا لایا یہان لا کر
وصل قبول کر مین نے نہ مانا اُس نے یہ حال کیا آپ اتنا احسان کیجیے کہ مجکو میرے گانون
پہونچا دیجیے عمرو نے کہا کہ تم میرے ساتھ چلو مین پہونچائے دیتا ہون اُس نازنین نے کہا
سے تو اُٹھا نہین جاتا اگر احسان کیا تو پورا احسان کرو کہ اپنے کاندھے پر سوار کر لو
بھی اسکا بدلہ کرونگی باپ بھی میرا احسان مانیگا خواجہ عمرو ناچار ہوے اور جھک کر
وہ نازنین کاندھے پر سوار ہوئی خواجہ لیکر چلے راہ مین عمرو کو یہ معلوم ہوا کہ گلے مین
پڑا پلٹ کر کہا کہ ارے یہ میرے گلے مین کیا ہی اُس نازنین نے جھٹکا مارا اور پکار کر کہا کہ
گلگونہ جہانگرد خواجہ حلقۂ کمند مین پھنسے اُس نازنین نے حباب مار کر بیہوش کیا اور
تارہ باندھ کر لے بھاگی مگر دل کانپ رہا ہی یہان مہتر قران کی جو آنکھ کھلی پلنگ کو دیکھا
سر خواجہ کا نہین معلوم ہوتا مہتر قران نے چادرہ جو ہٹایا دیکھا کہ تکیے رکھے ہین قران
منھ پیٹ لیا نگھبانون سے پوچھا نگھبانون نے کہا کہ دروازے سے نہین گئے قران
دیکھا کہ سراپچہ چاک ہی مہتر قران سمجھے کہ اُستاد خود نکل گئے بغدہ پکڑ کر اُٹھے جست و خیز کرتے
ے چلے دور سے دیکھا کہ گلگونہ پشتارہ لیے جاتی ہی مہتر قران دوسرے رستے پر آئے جست و
کرتے ہوے بڑھے آگے نکل گئے اب دیکھا گلگونہ پیچھے رہگئی ایک گوشے مین چھپکر بیٹھے
نظام منظور تھا وہ کر دیا گلگونہ چلی آتی تھی دور سے دیکھا کہ ایک سفید رومال جنگل مین
ہی گلگونہ قریب آئی سمجھی کہ یہ رومال کسی راہگیر کا گرا ہی وہ رومال اُٹھایا دیکھا کہ ایک
نے مین کچھ روپئے بندھے ہین اور کچھ اٹھنیان اور چونیان بھی ہین ایک کونے مین کچھ
ل بیلے کے بندھے ہین سمجھی کہ کسی شوقین کا رومال ہی پھول لیکر گلگونہ سونگھنے لگی جیسے ہی
ماغ مین پہونچی غش کھا کر گری بیہوش ہوئی اب مہتر قران گوشے سے نکلے خواجہ کو قاعدے
ایک درخت کی جڑ سے لگا کر بٹھایا اور سر گلگونہ کا خواجہ کے زانو پر رکھدیا دونون
ون مین فتیلۂ رفع بیہوشی لیا ایک دماغ مین خواجہ کے دیا اور ایک دماغ مین گلگونہ
دیا خواجہ نے ہوشیار ہوتے ہی گلگونہ کو گلے سے لگا لیا مہتر قران نے آکر سلام کیا

مگر قران نے بندہ اُٹھایا کہ ایک بندہ آپ کو ماردونگا ایک اپنے مارلونگا خواجہ
بیٹھے قران نے کھانا اپنے سامنے کھلوایا کھانا کھا پلنگ پر آرام فرمایا خواجہ بہت رو
پھر کہا لو صاحبو قران نے مجھپر یہ دباؤ ڈالا ہی مگر مجبور و ناچار ہون جو کہینگے وہ قبول
ای مہتر قران ناچار ہو کر پلنگ پر لیٹتا ہون مگر افسوس تم بیٹھے رہوگے قران نے کہا
مین نے خواب وغیرہ اپنے اوپر حرام کیا ہی کہ آپ نے حفاظت جان کا خلعت مرحمت
خدا انجام بخیر کرے خواجہ بظاہر سو رہے آدھی رات کو قران کو بھی نیند آگئی خواجہ
کہ مہتر قران سو گئے سوچے کہ خواجہ چلو چل کر قدمون پر اُس سرکش کے گرو اور سب
اُس سے کہو کہ یہ سب خرابیان مہتر قران کی ذات سے ہوئین میری کیا مجال کہ آپ
مقابلہ کرون یہ سوچ کر کروٹ لی اپنے تئین پلنگ کے نیچے گرا دیا تکیہ اُٹھا کر بیچ مین
چادرہ اُڑھا دیا اور آپ سراچہ چاک کرکے نکل بھاگے جست وخیز کرتے ہوے جاتے
جنگل مین آکر پہونچے کہ کان مین رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی رو رو کر کہہ رہا ہی کہ
خنجر مار کوڑے کیون مارتا ہی مجھسے یہ صدمہ نہین اُٹھتا خواجہ آواز کی طرف متوجہ
ایک مقام ویران پر پہونچے دور سے دیکھا کہ ایک نخل نالے مین ہی اُس مین ایک نازنین
ہی اور ایک زنگی کوڑا ہاتھ مین لیے ہوے اُس نازنین کو کوڑے مار رہا ہی عمرو نے جو
مہ جبین کو دیکھا بیقرار ہو گیا کوڑے جو پڑے ہین تو لباس بدن کا اُڑ گیا ہی خون کے
اُڑ رہے ہین اور وہ زنگی بے درد نہین مانتا کوڑے مارے جاتا ہی وہ نازنین بلک
پکارتی ہی کہ کوئی بندۂ خدا ایسا ہی کہ مجکو ہاتھ سے اس ظالم کے بچائے ورنہ جلاد
یہ ظالم یون ہی ہلاک کر ڈالیگا عمرو نے للکارا کہ او زنگی سیہ رو تجکو کچھ رحم نہین آتا
کہ خبردار او شخص تو دخل نہ دینا ورنہ بہت پچتائیگا تیرے ہاتھ کیا آئیگا مگر عمرو
پتھر مارا وہ زنگی نے خالی دیا دوسرا پتھر پھر عمرو نے کلہ کو پھن مین دیا اور پکار کر کہا کہ او
ابکی سر اُڑ جائیگا امان نہ پائیگا یہ کہہ کر عمرو نے پتھر مارا زنگی جست کرکے بھاگا مگر عمرو کے
نہ گیا قریب اُس نازنین کے آیا رسیان کھولین وہ بیہوش ہو کر گر پڑی عمرو نے پانی کا چھینٹا دے کر
ہوشیار کیا اُس نازنین نے جو آنکھ کھولی عمرو کے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ ای شخص

ی شہر یار عمرو سے اور مجھسے معرکہ پڑا ہی چھپ چھپ کے وہ عیاریان کرتے ہین اب تک تو اُنکے
لچھ نہ ہو سکا سر میدان آکر مقابلہ کرین تو حال عیاری کُھلے بادشاہ سنے جو نامہ پڑھا خواجہ
نے لگے کہا ای شہریار مین اُس سے مقابلہ نہ کرسکونگا میرا اُسپر ہاتھ نہ اُٹھیگا مارا جاؤنگا
شاہ نے ہرچند فرمایا مگر خواجہ سنے جواب لکھا کہ ای ملکہ عالم مین رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت
حاضر ہون چونکہ عاشق صادق ہون سر جھکا دونگا جسطرح چاہنا قتل کرنا یہ نامہ لکھکر کنیز کو دیدیا
ہ نامہ لیکر دربار زمرد مین آئی کہا ای ملکہ عالم عمرو تو مبہوت ہو رہا ہی کہتا ہی مین مقابلہ نہ
ونگا سر جھکا دونگا جس طرح چاہین قتل کرین گلگونہ نے کہا کہ یہ فقرہ ہی وہ بلا کا عیار ہی نہین
وم کیا فطرت کریگا یہ کہکر زمرد سے کہا کہ مین اپنا لشکر عیار بچیون کا لیکر علیحدہ ہوتی ہون
طبل جنگی بجواتی ہون آپ بھی تماشا دیکھیےگا اس طرح سر میدان قتل کرون کہ ماہیان دریا اور
ان ہوا اُس کے حال پر روئین اور مجھے رحم نہ آئے یہ کہکر اُٹھی گئی سر عیار بچیون کو ساتھ لیکر
لدہ خیمے مین اُتری یہان مہتر قران کو خواجہ نے بُلاکر خلعت دیا وہ رومال شالی کہ جسمین
ردن چھید تھے تانا اُڑ گیا تھا صرف بانا باقی تھا مہتر قران سنے رومال لیکر آنکھون پر
لیا کہا اُستاد اس خلعت کا کیا باعث ہی چالاک کو خلعت دیجیے وہ اُسے گرفتار کرلائے
کے عقد کی تیاری ہو رہی ہی خواجہ سنے کہا کہ یہ خلعت حفاظت جان کا ہی قران نے
کہ اُستاد یہ بڑا بار آپ نے رکھا مجھسے نہ اُٹھیگا خواجہ عمرو نے کہا کہ سوائے تمھارے
ئی اس لائق نہین ہی کہ لشکر گلگونہ سے صدائے طبل جنگی آئی عمرو نے سر اُٹھاکر پوچھا
کیسی آواز ہی قران سنے کہا کہ ہرکارے آتے ہونگے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ
ونہ نے طبل جنگی بجوایا ہی عمرو نے آہ کی کہا لو یارو پیمانہ عمر لبریز ہوا سر رشتہ حیات منقطع
یہ کہکر خواجہ رونے لگے پھر کہا مین طبل جنگی نہ بجواتا کہ اُس کو صدمہ ہوگا مگر خیر جواب مین
ہ جنگی بجواؤ عیارون سنے نقارہ بجا دیا خواجہ عمرو اُٹھنے لگے کہ مین ذرا ابھی آؤن
ان نے ہاتھ پکڑکر کہا اُستاد مین آپ کو کہین نہ جانے دونگا ایسا نہ ہو آپ جاکر کسی بلا
پھنس جادین خواجہ سنے کہا کہ کیا تمنے مجکو قید کیا ہی قران سنے کہا کہ اُستاد آج شب
مین نہ جانے دونگا اگر آپ یہان سے نکلینگے تو بُرائی ہی ہرچند عمرو نے قصد کیا کہ جاؤن

ریش کھار ہون ٭ زمانے کا مکار و غدار ہون ٭ مرا تیز رفتار ہو گر قدم ٭ صبا ٹھوکرین
بہر ہر قدم ٭ اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو ٭ نہ پائے مری گرد پاپوش کو ٭ دو
طرار ہون ٭ جہانگیر عالم کا عیار ہون ٭ نعرہ کرکے قصد ہوا کہ گلگونہ کو اُٹھا لون فضا
سیماب آتش قرار نامے ایک ساحر ہی کہ زمرد جادو سے بڑی دوستی رکھتا ہی اُترتا
پر آیا دیکھا اسنے کہ سب اہل دربار بیہوش پڑے ہین ایک شخص سب کو برہنہ کر رہا ہی
کوئی دشمن ہی نہین سے للکارا کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہی اور جھولی پر ہاتھ ڈالا گولہ نکالنے لگا
دیکھا کہ اگر یہ گولہ مار دیگا تو پانون زمین تھام لے گی ایک گولہ فولادی زنبیل سے
کر پھینکا کہ اپنے کو بچا سیماب نے جلدی مین منھ پھیر لیا عمرو نے جو دیکھا کہ اس کا
جست کرکے سراپچہ فرائے اور گلیم اوڑھ لی گلگونہ کو نہ اُٹھا سکے سیماب نے آکر بار
سب ہوشیار ہوے زمرد جادو سے ہوشیار ہوتے ہی ملاقات ہوئی زمرد نے
ای بھائی کیونکر آنیکا اتفاق ہوا سیماب نے کہا کہ مین نے بیٹھے بیٹھے خبر سُنی کہ زمرد
برائے مقابلۂ طلسم کشا گئے ہین دل گھبرایا کہ چل کر ملاقات کرون یہان جو آیا تو یہ معرکہ
بیہوش پڑے ہین ایک شخص دُبلا پتلا تنتیا سب کے کپڑے اُتار رہا تھا مین نے للکارا
بھاگ گیا گلگونہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کوئی عیار تھا مگر مجکو بڑا تعجب ہی کہ عمرو کو
لے گیا عمرو کیونکر بچا کہ جا بجا عیاریان کرتا پھرتا ہی ہرکارون نے عرض کی کہ ای ملکہ
یہ خبر پائی تھی کہ وہ شیر نہ تھا مہتر قران تھا اتنا بڑا صاحب طاقت ہی کہ جھیل کو فرا
کنیز کو دبوچ کر مار ڈالا اور عمرو کو لے بھاگا عمرو کو ہمنے دربار مین دیکھا کہ باتین کر رہا
بادشاہ کے یہان سے خلعت لا گلگونہ نے کہا کہ خیر اب مین سمجھ لونگی یہ فقرہ بھی معلوم ہو
جو یہان سے بھاگے دربار مین آئے بادشاہ سے عرض کی کہ ای شہریار بڑی عیاری
سب کو بیہوش کر چکا تھا کہ آسمان سے ایک جادوگر آیا اُسکو دیکھ کر بھاگا گوشے سے چھ
دیکھا کیا کہ اُسنے آکر سب کو ہوشیار کیا یہ ذکر تھا کہ خبر پہونچی ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہی
یار یابی ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ بُلا لو کنیز اندر آئی بادشاہ کے پایۂ تخت کو بوسہ
نامہ ہاتھ مین بادشاہ کے دیا بادشاہ نے نامہ پڑھا طرف سے گلگونہ کے بعد القاب شا

ن کررہے ہین کہ الماس کو چالاک نے گرفتار کیا وہ شریک مسلمانان ہوئی گلگونہ کہ رہی
ہ وہ کبھی مسلمان نہ ہوگی میرے نام کی عاشق ہی کہ الماس نقلی آکر پہونچی بادشاہ کو سلام کیا
لونہ کے قدمون سے لپٹ گئی گلگونہ نے پوچھا ای الماس کیونکر رہائی پائی الماس نے
اکہ ای ملکۂ عالم حقیقت مین چالاک مجکو عجب رنگ سے گرفتار کرکے لے گیا کہ کچھ زور نہ
مین نے مناسب جان کر کہدیا کہ مین اطاعت کرتی ہون بھلا یہ کب ہوسکتا ہی کہ مین بدون
کسی مقام پر رہ سکون لیکن آج عجب معرکہ ہوا کہ جب مین اُس خیمے مین پہونچی جو کہ خیمہ
لاک کا ہی سو گئی عالم خواب مین دیکھا کہ خداوند جمشید ثانی تشریف لائے اور مجھسے
باد فرمایا کہ علم موسیقی تجکو عطا کرتا ہون جو رنگ ساقی گری عمرو مین ہی وہ ہی تجکو بھی دیا
و تیرے ہی ہاتھ سے گرفتار ہوگا تو مین امیدوار ہون کہ میرا بھی امتحان لیجیے یہ کہکر
ن کھینچا اور کچھ اشعار عاشقانہ گائے زمرد جادو نے بڑی تعریفین کین کہا ای الماس
تک تو منظور نظر خداوند ہوئی الماس نقلی نے کہا اب چاہتی ہون کہ ساقی گری کو بھی ملاحظ
یے کنجی میخانے کی مجکو ملے زمرد جادو نے خوش ہوکر کلید میخانہ دی الماس نقلی کلید
یخانے مین آئی پکار کر آواز دی کہ صاحبو مین ساقی ہوتی ہون کوئی آج باقی نہ رہے
م وغیرہ دوڑے گلابیان اور قرابے اُٹھا اُٹھا کر لے گئے الماس نقلی پچاس ساٹھ گلابیان
تہ کرکے محفل مین لائی گھنگھرو پاؤن مین باندھے اول گت ناچی کہ تمام اہل محفل تعریفین
نے لگے مگر گلگونہ کا دل دھڑک رہا ہی ہر طرف دیکھ رہی ہی کہ کہین عمرو تو نہین کبھی خادمون
دیکھتی ہی کہ الماس نے لاکر جام دیا گلگونہ نے بے اندیشۂ انجام جام پی لیا اب تو عمرو
دورہ باندھا کوئی اہل محفل نہ باقی رہا کہ جسکو شراب نہ پلائی ہو تھوڑی دیر مین محفل مین
امہ ہونے لگا کسی نے کسی کو نوچ لیا کسی نے کسی کی پگڑی اُچھال دی کوئی خود اُٹھ کر
نے لگا گلگونہ نے جھلا کر کہا کہ ارے صاحبو کیا محفل شاہ کو بازار بنایا ہی یہ کہکر اپنے
م سے اُٹھی زمرد بھی اپنے مقام سے اُٹھا اس کے ساتھ مصاحب بھی اُٹھے جیسے ہی قدم
ہایا لڑکھڑا کے گرے گلگونہ بھی گرکر بیہوش ہوئی خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا
وعمرو ــــ عمرو ہون مین عیار صاحبقران ۔ مرے مکر سے کانپتا ہی جہان ۔ تراشندہ

غم والم سے بھر دیا ہاے کیا کرون کیونکر تجکو تسکین دون اُسنے کہا کہ آپ میری تخت گاہ پر تشریف
لے چلیے تھوڑی دور چل کر ملازم ملین گے محافہ منگاؤنگا اُس مین سوار کر کے تمھین لیجاؤن
الماس نے کہا کہ مین تمھارے ساتھ ہون اب تم سے جدا نہ ہونگی مگر ملکہ میری آج
مشغول جنگ عمرو ہی مین فکر مین میثاق کوہ گرد ان کی نکلی ہون اُس جوان نے
پوچھا کہ میثاق کون شخص ہی الماس نے بیان کیا کہ میثاق بڑا جادوگر ہی چاہتی
خالی نہ جاؤن جو مل جائے اُسے لیجاؤن جوان نے گھبرا کر کہا کہ وہ دیکھو سامنے ایک
دُبلا سا آتا ہی الماس جیسے ہی پلٹی کہ شاید عمرو ہوگا اُس جوان نے حلقۂ کمند کے گلے میں
اور حباب مار کر الماس کو بیہوش کیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ چالاک
من آنم چست و چالاک + بچشم دشمن اندازم کفِ خاک + نہ آید باد گرد تیز گامم +
او لم چالاک نامم + پشتارہ باندھ کر لے بھاگا یہان وہ وقت ہی کہ بادشاہ دربار
ہین سب سردار جمع ہین خواجہ بھی بیٹھے ہین اور بادشاہ سے کہہ رہے ہین کہ بسبب
دیر ہوئی ورنہ اب تک گلگونہ کو پکڑ لاتا بادشاہ فرما رہے ہین کہ خواجہ تم کو کہا
دین تمھاری خواہش کبھی کم نہ ہوگی دن بدن بڑھتی جاتی ہی مگر میثاق کوہ گردان
توڑے منگوا کر رکھے سامنے سب عیار حاضر ہین خواجہ روپیہ حاصل کر رہے ہین
برق سے مخاطب ہو کر کہتے ہین کہ ابے تو ادھر کیون دیکھتا ہی کیا نظر لگائیگا
ایک سے کہتے ہین آج میری ہوشیاری دیکھنا کہ کس طرح گلگونہ کو لاتا ہون کہ کسی
ہو وہ عیاری کرون کہ سب دنگ ہو جائین کہ زنگ کی آواز بلند ہوئی سب نے دیکھا
کہ چالاک پشتارہ بدوش آکر پہونچا الماس کو پیش کیا بادشاہ نے کہا کہ اسکو ہوشیار کرو
چالاک نے ہوشیار کیا اور ہاتھ باندھکر کہا اے ملکۂ عالم شرط پوری ہوئی کس خوبصورتی سے
گرفتار کیا الماس نے پایۂ تخت شاہی کو بوسہ دیا کہا اے شہریار مین اطاعت مین ہون
عمرو نے کہا مین ابھی جاتا ہون اور اپنی معشوقہ کو لاتا ہون خواجہ نے کنارے آکر
روغن عیاری کا لگایا الماس کی شکل بن کر تیار ہوے طرف لشکر گلگونہ کے چلے
دربار مین آئے کہ زمرد جادو تخت پر بیٹھا ہی جملہ سردار جمع ہین گلگونہ بھی بیٹھی ہی

کر سر اُسکا زانو پر رکھ لیا سینے پر ہاتھ رکھا تو کلیجہ اُچھل رہا ہی کہ دھڑکنے کی کلیجے کے آواز
ہی ہی الماس نے بہ محبت گرد چہرے کی پاک کی اُس جوان کی آنکھ کُھلی الماس نے حال پوچھا
یون صاحب یہ تصویر کہان سے پائی اور آپ کا نام نامی کیا ہی اُس نے کہا کہ مین اپنا
ل کیا کہون یہان سے تین کوس پر قلعہ ہی وہان کا میرا باپ حاکم ہی کیہان تاجدار نام
میرا نام سرفرازہ تاجدار ہی اتنی بڑی سلطنت مین ایک اولاد مین ہون مجکو اختیار
جو چاہے سو کرون میرے حکم سے کوئی خلاف نہین کر سکتا تھا ایک دن ایک سوداگر آیا
ن سے کچھ اسباب خریدا ایک صندوقچہ بھی مول لیا ہر چند کہ تاجر نے کہا تھا کہ یہ صندوقچہ
لی ہی مگر جب سوداگر دے کر چلا گیا تو مین نے صندوقچہ کھولا تو یہ تصویر نکلی بس تصویر کے
یکھتے ہی مجھپر آفت آئی کہ آب و دانہ ترک ہوا صحبت سے آدمیون کی گھبرانے لگا ہر وقت
ہائی کا جویا تھا ایک مہینہ کامل جب یہی رنگ رہا تو باپ کو خبر ہوئی وہ تشریف لائے
لے بلے کہ کر اُن کو بھی ٹالا مگر عیش و راحت ترک ہونے لگا ایک دن شب کو پڑا سو رہا تھا
اب مین دیکھا کہ صاحب تصویر سامنے کھڑی ہی اور کہ رہی ہی کہ صحراے ریگستان
ن آؤ ذرا دشت پیمائی کا مزہ چکھو آنکھ جو کُھلی رات کم باقی تھی قصر سے کمند مار کر اُترا
لی پہرے والے سب غافل تھے یہان نکل آیا اور یہ قصد کیا کہ اپنے کو ہلاک کرون بیہوش
کے اس نخل کے نیچے گرا پھر صاحب تصویر کو خواب مین دیکھا کہ فرما رہی ہین ای عاشق جیرک
زدار جان نہ دینا مین اسی مقام پر آؤنگی اس کلمے نے قلب کو تسکین دی آج تیسرے
ن تم کو دیکھا نہین معلوم مان باپ کا کیا حال ہوگا مادر مہربان کا قول تھا کہ ای نور نظر
ہر نہ نکلو باپ چاہتے تھے کہ میرے پاس بیٹھو وزرا و امرا سب حاضر رہتے تھے جس روز
پیدا ہوا چھ سو لڑکے اُس روز شہر مین پیدا ہوے باپ نے خوشی کے مارے اُن سبکو
ن مین رکھ لیا وہ ہر وقت گھیرے رہتے تھے آج تین دن سے نہ یار رہے نہ وفادار رہے کوئی
ین پوچھتا وہ لڑکے کیسے گھبراتے ہونگے الماس حیران ہی کہ مین کہان اور میری تصویر
ن مگر کچھ ہو یہ شاہزادہ تیرا عاشق صادق ہی عیش و آرام چھوڑ کر چلے آنا اس دشت
تنہائی مین جفا اُٹھانا پاس بیٹھ گئی کہا او ظالم تیرے بیان نے دل بیقرار کر دیا خانہ دل کو

کوئی چشم زخم آجائے تو مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا چالاک نے زمرد کو جو آتے ہوئے
جست کرکے بھاگا زمرد نے الماس کو ساتھ لیا اور گلگونہ کو ہوشیار کیا گلگونہ نے
ای شہنشاہ مجکو تعجب آتا ہی کہ عمرو کیونکر زندہ ہوا عمرو کو تو شیر لے گیا تھا عمرو نے
میثاق مجکو گرفتار کیا الماس نے بڑا کارنمایان کیا کہ مجکو رہا کرلائی یہ کہکر الماس
اشارہ کیا کہ جاکر میثاق کو لا آج مجکو معلوم ہوا کہ تو نے بھی عیاری مین کمال
الماس سُبک رو برائے گرفتاری میثاق چلی جنگل مین جو آکر پہونچی ایک طرف
کی آواز آئی الماس کے کان کھڑے ہوے آواز کی طرف متوجہ ہوئی دیکھا کہ ایک
نیچے ایک جوان حسین گرد چہرے پر پڑی ہوئی گریبان پھٹا ہوا رو رو کر یہ اشعار پڑھ

محفل مین جھلملاتی ہی جو بار بار شمع
کس شعلہ رو کے رشک سے ہی بیقرار
کرتا ہی گرمیان جو وہ محفل مین غیر سے
جلتا ہی تیری طرح مرا جسم زار
اُس شعلہ رو پہ بزم مین جل جل کے تا سحر
آخر نثار ہوگئی پروانہ وار
تاریکی لحد کا نہین خوف بعد دفن
تربت مین ہوگا میرا دل داغدار
بے نور ہوگی صبح کو اتنا نہ کر غرور
بس رات بھر ہی بزم مین تیری
سرکاٹ لے قصاص کا گلگیر سے ہو حکم
پروانون کو جلا رہی ہی ای نگار
تاثیر اسکو کہتے ہین اللہ رے فیض عام
گُل کر گئی سحر کو نسیم بہار
سطوت دیا ہو راہِ خدا کا لحد مین ساتھ
کچھ غم نہین نہ ہو جو قریب مزار

اور دامن کے نیچے اُس جوان کے ایک کاغذ رکھا ہی اُس کو دمبدم آنکھون سے
کبھی سینے پر رکھ لیتا ہی الماس نے قریب آکر کہا کہ ای شخص تجھپر کیا مصیبت ہو کہ اس
ہولناک جنگل مین آکر بیٹھا اگر کوئی شیر بھیڑیا نکل آئے تو چیر پھاڑ ڈالے اُس جوان نے بہ نگاہ
الماس کے دیکھا اور ایک چیخ ماری چیخ مار کر آہ کی اور بیہوش ہوگیا وہ کاغذ
چھوٹ کر زمین پر گرا الماس نے جو یہ حال دیکھا لپک کر کاغذ اُٹھا لیا کہ دیکھون اسمین کیا
شخص تو عجب حال مین ہو کہ اس کا حال دیکھا نہین جاتا مگر اُس کاغذ مین اپنی تصویر
حیران ہوگئی کہ ای الماس اسنے تیری تصویر کیونکر پائی مگر عاشق جان کر رحم آیا

گر سو رہے ہون گلگونہ ضرور گرفتار کرنے آئیگی میثاق نے کہا کہ جو مناسب جانیے وہ کیجیے
ج نے یہ تدبیر کی کہ میثاق کی شکل بنکر خیمے مین لیٹ رہے مگر گلگونہ جو آئی عمرو کا خوف
ن ہی جانتی ہو کہ عمرو مارا گیا شیر نے چیر پھاڑ کر پھینک دیا ہوگا پھرتے پھرتے قریب اُس
کے آئی خدمتگارون سے دریافت کیا کہ میثاق کہان ہین خدمتگارون نے کہا کہ
خیمے مین آرام فرمارہے ہین آج دربار مین نہین تشریف لے گئے گلگونہ ایک گوشے
آئی کنارے بیٹھ کر نقب کھودنے لگی دہرہ نقب کا خیمے مین توڑا سر نکال کر دیکھا کہ میثاق
سو رہا ہی گلگونہ جھپٹ کر قریب آئی چاہا بیہوش کرون جھک کر میثاق کو دیکھنے لگی چاہا
حباب مارون عمرو نے منھ سے حباب مارا کہ گلگونہ بیہوش ہوکر گری خواجہ نے اُٹھ کر پشتارہ
بھا اور پشتارہ باندھ کر باہر نکلے منظور ہوا کہ بارگاہ شاہ مین جاؤن جاکر گلگونہ کو پیش کرون
مین صحرا تھا اُس کو طی کرتے ہوے چلے جاتے ہین جنگل کو طی کر کے بارگاہ شاہ مین پہونچنا
سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ فیروزہ آتا ہی پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ ذرا ٹھہر جائیے
اجہ عمرو ٹھہرے فیروزہ قریب آیا کہا جناب قبلہ و کعبہ کئی سو عیار بچیان لشکر اسلام
ن جنگ کر رہی ہین اگر آپ جاوینگے تو وہ سب آپکو گھیر لین گی پشتارہ مجھے دیجیے مین
ر درہ کوہ مین چھپا دون اور آپ دوسری طرف سے آئیے عیارچیون کو جنگ کر کے ہٹائیے
ا طرح فیروزہ نے گھبرا کر کہا کہ خواجہ نے کچھ خیال نہ کیا اور پشتارہ فیروزہ کو دیدیا
تارہ لیکر فیروزہ نقلی بھاگا عمرو نے پکار کر کہا کہ ای فرزند اُس طرف کہان جاتے ہو
روزہ نقلی نے جواب دیا کہ او ساربان زادے ہم الماس سبک رو وزیرزادی ملکہ کی
ا الماس پر چالاک عاشق ہی جیسے ہی الماس پشتارہ لیکر چلی خواجہ تو حیران دیکھ
ہے ہین کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی چالاک پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ او شفتل کہان
ن ہی الماس پلٹ پڑی چالاک سے نیمچہ چلنے لگا چالاک پکارتا ہی کہ قبلہ و کعبہ آئیے
یہ بھی شریک ہو جائیے جب خواجہ قصد کرتے ہین کلیجہ دھڑکتا ہی رُک جاتے ہین کہ صحرا سے
د اُڑی قضاے کار زمرد جادو واسطے شکار کے نکلا تھا دور سے دیکھا کہ الماس گرد
لاک سے جنگ کر رہی ہی دور سے للکارا کہ او چالاک خبردار ایسا نہ ہو الماس پچ

دیکھا کہ ایک شیر ببر اٹھارہ ہاتھ کا دھڑ و کہ مار کر قریب جھیل کے آیا وہان سے جست جو کرتا
جھیل کے اس پار آیا کنیزین اور ساحر بھاگے ایک کنیز کو شیر نے پکڑ کے چیر ڈالا ابتو گلگونہ
بھی بھاگی جب سب کنارے سے جھیل کے بھاگ گئے تو وہ شیر ٹہلتا ہوا قریب خواجہ
آیا خواجہ ہیبت سے اُس شیر کی بیہوش ہو گئے شیر نے قریب آکر ایک جنگل مارا کمند
توڑ کر خواجہ کو مُنہ مین دبالیا طرف صحرا کے بھاگا گلگونہ نے کہا کہ اب وہ شیر چیر پھاڑ
کھا جائیگا کنیزون نے کہا واری مقام افسوس ہی کہ شیر نے جنگل سے آکر یہ تہلکہ ڈالا
اور عمرو کو لے گیا بقول آپ کے روح عمرو کی خوف سے نکل گئی ہو گی اب زندہ نہ بچے
یہان تو یہ چاؤن چاؤن ہو رہی ہی مگر عمرو کو جو ہوش آیا تو دیکھا کہ مین دہن مین شیر کے
دبا ہون مگر حیران تھے کہ کسی دانت نے شیر کے مجھپر تاثیر نہین کی تمام جسم محفوظ ہی اُس شیر
نے جنگل مین لاکر خواجہ کو زمین پر ڈال دیا خواجہ حیران ہین کہ شیر نے کیون چھوڑا ایک
شیر نے گھنڈیان شکم سے کھول کر کھال الگ کی اندر سے مہتر قران نکلے خواجہ کو سلام کیا
کہا اُستاد جب غلام نے آپ کی گرفتاری کا حال سُنا تو بیقرار ہو کر دور سے دیکھ رہا تھا
آخر سوچا کہ شیر بن کر چلون آکر حضور کو رہا کیا خواجہ عمرو نے قران کو گلے سے لگایا
کہا ای جان بخش عمرو تو نے بڑا کار نمایان کیا مجھے امید نہ تھی کہ مین رہائی پاؤنگا مگر
عین وقت پر پہونچے خواجہ و قران طرف لشکر کے روانہ ہوے مگر گلگونہ صبح کو دربار
مین زمرد کے آئی کہا ای شہنشاہ مبارک ہو کہ عمرو مارا گیا ایک شیر صحرائی عمرو کو اُٹھا
لے گیا سب حال گلگونہ نے بیان کیا سب سرداران زمرد خوش ہوے گلگونہ نے کہا
کہ اب مین جاکر میثاق کو گرفتار کر لاؤن یہ کہکر بانہانے عیاری لگائے اور زمرد جادو
سے کہا کہ عمرو سب کو روکتا تھا سمجھا دیتا تھا اب وہ تو مرا ایک فقرے مین میثاق کو
گرفتار کر لاؤنگی ایک ہفتے مین سب سردارون کو لیجیے زمرد نے کہا کہ ای گلگونہ اگر یہ
لڑائی تیرے ہاتھ سے فتح ہوئی تو مین قدرت سے تجکو کہکر عہدہ ہاے جلیل دلواؤن
گلگونہ خوشی خوشی طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی مگر خواجہ نے میثاق سے کہا
تمھاری فکر مین گلگونہ آئیگی پھر میثاق سے خواجہ نے کہا کہ مین چاہتا ہون تمھاری

فوز عظیم جانتا ہون کہ معشوق ہی کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہون مگر عدم مین روح بھٹکے گی گلگونہ نے منھ پھیر لیا تیر و کمان ہاتھ مین ہی بیٹھی حفاظت کر رہی ہی کنیزین نیچے تھامے ہوے حاضر باش و ناظر باش پکار رہی ہین مگر خواجہ کو اپنی زندگی سے یاس ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیقراری مین دعائین مانگ رہے ہین کہ ای مالک حقیقی و ای رب تحقیقی اس ظالم کے پنجے سے رہا کر آج تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ ملک الموت اپنے مقام سے چلے ہین یہی چاہتے ہین کہ کسی صورت سے قبض روح کرین صبح کو یہ مجھکو دربار مین زمرد کے لیجائیگی زمرد جلاد مزاج ہی فوراً قتل کا حکم دیگا افسوس یہ ہی کہ ہماری گرفتاری کی کسی کو خبر نہین ہوئی چالاک یا برق یا جان بخش ہمارا اختر قران کیونکر پہونچ سکتا ہی دس بیس جادوگر ہین وہ حفاظت کر رہے ہین ای خالق تو مدد کر نظم

زہے جانان کہ بخشد تازہ جان ہر جسم بیجان را — خجل ز آب لب جان بخش سازد آب حیوان را
زہے مہری کہ شد پرتو فگن از مطلع وحدت — زہے ماہے کہ روشن کرد نورش اوج عرفان را
زہے سلطان کہ ہر سرکش نہد گردن بہ فرمانش — زہے حاکم کہ دارد سرنگون گردون گردان را
زہے دلبر کہ لمعان رخش بر اوج محبوبی — کند روشن مہ تابندہ و مہر درخشان را
زہے گلرو کہ آب و تاب رخسار پر انوارش — دہد نشو و نما تازہ بہر موسم گلستان را
خداوندی کہ اقلیم خدائی زیر فرمانش — شہنشاہی کہ بخشد تاج سلطانی غلامان را
بہر ملت بمحراب سجودش ماندہ خم گردن — مسیحائی و موسائی و ہندو و مسلمان را
بیک دم ناتوانان را ببخشد او توانائی — بیک لحظہ بہ بخشد تازہ وسعت تنگدستان را

خواجہ بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین مگر گلگونہ جہانگرد کرسی پر بیٹھی ہی کنیزین بھی گھیرے ہوے بیٹھی ہین سامنے جھیل ہی مگر اسمین مچھلیان تڑپ رہی ہین مچھلیون کی تڑپن دیکھ کر گلگونہ نے کہا کہ اس وقت جھیل کیا کیفیت دکھا رہی ہی ارے ڈگن لاؤ کہ مین شکار کھیلون کنیزین جا کے ڈگن لائین گلگونہ نے ڈگن پھینکی کنیزین بھی مصروف شکار ہوئین ہلڑ ہو رہا ہی جب مچھلی ڈگن مین پھنستی ہی سب کنیزین ہلڑ کرتی ہین کہ ملکہ حقیقت مین آپ شکار بھی خوب کھیلتی ہین جب ڈگن پھینکی کبھی کوئی وار خالی نہین گیا کہ یکایک جنگل سے شیر کے دھڑوکے کی آواز آئی سب نے

دوپٹہ ڈھلکا ہوا دو حباب دریاے نور یا دو گنبد بلور کے کھُلے ہوے ہین خواجہ عمرو
جو معشوق کو اس حال سے دیکھا بیقرار ہو گئے جھپٹ کر اندر خیمے کے گئے بیہوشی نکالی
اس کو بیہوش کرون مگر وہ جوان کہ خواجہ کی لپشت پر کھڑا تھا اُسنے حلقے کمند کے گلے مین ڈ
اور جھٹکا مارا خواجہ گرے اُسنے حباب مار کر بیہوش کیا نعرہ کیا کہ منم گلگونہ جہانگرد کیو
او ساربان زادے اسی مُنھ پہ دعوی عیاری وہ جوان گلگونہ تھی ایک کنیز کو اپنی شکل بنا
پلنگ پر سُلا دیا تھا وہ کنیز تعریفین کرتی ہوئی اُٹھی گلگونہ نے جواب دیا کہ مین جبدن
اسے گرفتار کر لیتی مگر صرف اتنا دیکھتی تھی کہ دیکھون یہ ساربان زادہ کیا کرتا ہی دیکھ
سب نے کہ مین نے اسے کیونکر گرفتار کر لیا سب کنیزین تعریفین کر رہی ہین کوئی کہتی ہ
جلد قتل کیجیے کوئی کہتی ہی زمرد کے پاس لے چلیے مگر پہر رات پچھلی باقی ہی گلگونہ نے ا
اس وقت میان زمرد سوتے ہونگے نیند مین اُٹھین گے تو پریشان ہونگے سامنے
جھیل کے جو یہ شجر ہی اس مین اسکو باندھ دو پہر بھر حفاظت کرو صبح کو دربار مین زمرد
اسے لیچلونگی عین دربار مین قتل کرونگی کنیزون نے خواجہ کو شجر سے باندھ دیا گلگ
خود کرسی بچھا کر بیٹھی کنیزین اور ساحر نگہبانی کر رہے ہین گلگونہ خود بیٹھی ہی عمرو کو ہ
کیا گلگونہ نے کہا کہ کیون ساربان زادے اسی مُنھ پر دعوی عیاری اب کل زندہ نہ
عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مجکو گمان ہی کہ آپ جانتی ہین کہ یہ میرا عاشق ہی پس عا
کوئی قتل کرتا ہی ہرچند کہ مین خواہان ہون کہ اپنے دست مبارک سے قتل کیجیے
اُتر جائے بقول شاعر فردا دب تاچند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا ✤ سینہ
نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا ✤ سر جسم پر بار ہی افسوس یہ ہی کہ ایک دن آغ
مین نہ آئین کہ ہوس دل کی نکل جاتی اب تڑپتا ہوا دنیا سے جاؤنگا گلگونہ نے کہا کہ
بکتا ہی پھر تو نے وہ ہی جھگڑا نکالا کنیزین چاؤن چاؤن کر کے قریب عمرو کے آئین
ستانے لگین کوئی کہتی ہی اس نگوڑے کی آنکھین پھوڑ ڈالو ہماری ملکہ کو گھور رہا
کہتی ہی کان کاٹ لو اس موے کو اپنی عیاری پر بڑا گھمنڈ ہی کیون خواجہ ا
رہائی پاؤ گے خواجہ جواب دیتے ہین کہ اگر مجکو جانا منظور ہوتا تو ہزار صورتین تھی

تھ لیکر کنارے پر لشکر کے خیمہ استاد کیا کنیزون کو چھوڑکر چلی صرف ایک کنیز کو ساتھ لیا
فیروزہ جو ملکہ گلگونہ کو لیکر آیا تو بادشاہ نے بڑی تعریف کی خواجہ کو بہت ناگوار ہوا
یا گلگونہ کو بڑا صدمہ ہوا ہوگا بادشاہ نے فرمایا اگر دشمن کو صدمہ پہونچا تو اچھا ہوا یہ
کر خواجہ نے کہا کہ وہ دشمن نہین ہی ہماری دوست ہی اور حقیقت مین حیسدن خواجہ
ار مین زمرد کے گائے گلگونہ کو بھی خیال ہوا کہ یہ میرا عاشق ہی اسپر بھی خیال مین ہی
مرد کو باذن تو قتل کردن یہان خواجہ بھی کہنے سے بادشاہ کے آمادہ ہوے بانہانے
ہی لگاکر چلے صحرا مین جاتے ہین کہ دیکھا سامنے سے ایک جوان ماہ طلعت چلا آتا ہی
و نے اُس سے ملاقات کی پوچھا تو کون ہی کہان جاتا ہی اُس جوان نے کہا کہ مین تلاش
عمرو کی نکلا ہون عمرو نے پوچھا کہ عمرو سے تجھے کیا کام ہی اُس جوان نے کہا کہ مین گلگونہ
ر خریدہ ہون اُسکی کنیز ہی گلشن نام اُسپر عاشق ہوا ملکہ کو خبر ہوگئی ملکہ نے مجکو قید
آج نگہبانون کو غفلت ہوئی تو مین نکل بھاگا اگر عمرو مجکو ملتا تو مین گلگونہ کو گرفتار
یتا مگر یہ وعدہ کرالیتا کہ گلشن کنیز مجکو دے دیجیے گا عمرو نے کہا کہ مین ہی عمرو ہون مین
وعدہ پختہ کرتا ہون کہ گلشن کنیز کا عقد تیرے ساتھ کردونگا اُس جوان نے کہا کہ میرے
چلیے کنارے پر لشکر کے ایک جھیل ہی پہلو پر اُس جھیل کے ایک جنگل ہی وہان گلگونہ
ا خیمے استاد کرائے ہین ایک خیمہ کہ ظاہر مین بہت حقیر ہی اگر دیکھنے والا دیکھے تو اپنے
ن تصور کرے کہ اس مین کنیز بن رہتی ہونگی مگر اُسی خیمے مین ملکہ آرام کرتی ہین آپکو
ن اور آپ اُس خیمے مین چل کر گرفتار کر لیجیے اور لے آئیے وہ ضرور مسلمان ہوگی آج
شتہار دیا ہی کہ جو مجکو زیر کرے مین اُس کی اطاعت کرونگی اور جو مین زیر کرونگی
کر ڈالونگی اکثر عیار اُسنے قتل کیے خواجہ سے باتین کرتا ہوا وہ جوان چلا قریب ایک
کے پہونچا خواجہ نے دیکھا کہ چند خیمے استادہ ہین کنیزین جابجا بیٹھی ہین جس خیمے کا
پتہ دیتا ہی وہ سب سے کنارے ہی اور وہان کوئی نگہبان بھی نہین وہ جوان خواجہ
چلا قریب خیمے کے آکر کہا کہ سراچہ چاک کیجیے عمرو نے سراچہ چاک کرکے دیکھا کہ ملکہ
پلنگ پر پڑی ہوئی سو رہی ہی جوانی کی نیند موے مشکین چہرے پر پڑے ہوے

ہمین شہنشاہ ساحران بلاتے ہین شبرنگ اُٹھا نگہبانون کے ساتھ بارگاہ مین آیا
کو سلام کیا گلگونہ نقلی نے جو سلام کیا زمرد بہت خوش ہوا کہنے لگا ابتو راہ پر
یہ مسلمان کسی کو سلام نہین کرتے ایسے مغرور ہین پُکار کر کہا کہ ای گلگونہ میری اطا
جمشید ثانی کی مطیع ہو شبرنگ بول نہین سکتا گلے مین گیند عیاری کا ٹھسا ہی غ
کر کے اشارہ کر رہا ہی کوئی اشارے کو نہین سمجھتا کہ زبان مین اسکے سوزن ہی اس
بول نہین سکتا ایک ساحر سے کہا کہ اسکی زبان سے سوزن نکال لو کہ جو کہنا ہو
مین اس کی بات سنون گا شبرنگ کی زبان سے سوزن بھی نکالی مگر شبرنگ کلام
کرتا لوگ حیران ہین کہ زبان سے سوزن بھی نکل گئی اور گلگونہ بات نہین کرتی کو
ہی مغرور ہی کوئی کہتا ہی یہ اطاعت نہ کریگی خداوند سے بیزار ہی اسی ڈر کے م
کلام نہین کرتی کہ زنگ کی آواز آئی اور گلگونہ جہانگرد آکر پہونچی اِسنے جو شب
کو دیکھا کہا ای شہنشاہ ساحران یہ تو گلگونہ نہین ہی تیور تو اسکے دیکھیے اور گلے
کرتا ہی گلے مین اسکے گیند ہی جب گیند گلے سے نکلیگا تو یہ کلام کریگا سبھون نے گلے
گیند نکالا تب شبرنگ نے فریاد کی کہ مین ہون شبرنگ جادو گلگونہ کہان ہی
جو یہ حال سُنا گھبرا کر کہا کہ یہ کیا معرکہ ہوا کیون ای شبرنگ تم قید خانے مین کیونک
شبرنگ نے بیان کیا کہ مین ملکہ گلگونہ کو دیکھنے گیا تھا ایک خدمتگار نے آکر نہین
کیا کر دیا کہ مین بیہوش ہو گیا پھر مجکو خبر نہین کہ کیا معرکہ گذرا گلگونہ نے کہا کہ ط
معلوم ہوتا ہی وہ خدمتگار عیار تھا تمکو بیہوش کیا اور ملکہ گلگونہ کو نکال لے گیا
زمرد کے بڑا غریو ہوا ہر ایک کا قول تھا کہ مسلمانون کے عیار بلاے روزگار ہین کیا
کی عیاری کر گیا گلگونہ نے کہا کہ یہ کوئی عیاری نہین ہی میری کنیزین اس سے بہتر
کرتی ہین مجھسے کل عمرو کا سر لیجیے جسپر مسلمانون کو بڑا ناز ہی ای شہنشاہ ساحران آ
فرمائیے گا عمرو کے بارے مین لوگ کہتے ہین کہ اُسکا مثل نہین مگر مین نے خیال کیا
حقیقت نہین رکھتا دربار مین اُس دن خنجر کی عیاری کر کے نکل گیا مین نے کچھ خیا
مگر خیر اب ملاحظہ فرمائیے گا یہ کہکر گلگونہ اُٹھی چند ساحر لشکر سے لیے اور چند کنی

نہ گلگونہ مطیع سعد شہریار کی اس خیمے مین قید ہین شبرنگ آیا دیکھا کہ خیمہ روشن
ہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ برج آفتاب ہی ایک مہ جبین کو دیکھا کہ سر جھکائے بیٹھی ہوئی
ہی شبرنگ حال مصیبت دیکھ کر گھبرایا کہا کیون او مہ جبین کس عالم مین ہی اور کیون
ہی گلگونہ نے اشارے سے کہا کہ اپنی مصیبت پر روتی ہون جو منظور قضا و قدر ہی سنکر
رنگ بیٹھ گیا کہا ای ملکۂ عالم تم نے غضب کیا کہ قدرت کا اعتقاد چھوڑا اور خدای
یدہ کو اختیار کیا نہین ممکن ہی کہ تمھاری سفارش کرین ورنہ زمرد سے کچھ کہتے مگر
رد نہ مانیگا اس کے مزاج مین ظلم ہی لیکن اگر مجکو سرفراز کیجیے تو مین کوئی تدبیر کرون
رنہ مدت سے شریک بادشاہ ہی اکثر فیروزہ کی باتین سنی ہین جی مین کہتی ہی کہ اس کے
کو ہان کر دو وقت پر جو منظور خدا ہوگا وہ دیکھا جائیگا گلگونہ نے اشارے سے کہا تمھارا
عہدہ ہی شبرنگ نے کہا کہ افسر لشکر زمرد ہون مجکو زمرد جادو بہت مانتا ہی آج رات
ر تم کو رہا کرونگا یہ کہکر جاہا کہ اٹھے ایک خدمتگار بھی گھس آیا شبرنگ سے کہا کہ مین
ئی دن سے تدبیر کر رہا ہون مگر کوئی صورت رہائی کی نہین نکلتی موقع نہین پاتا
اس نے کہا کہ تو نے کیا تدبیر کی تھی خدمتگار نے کہا کہ مین نے چاہا تھا کوئی نہ دیکھے
سوزن ان کی زبان سے نکال دون یہ ساحرۂ زبردست ہی لڑ بھڑ کر نکل جائیگی شبرنگ
ہا کہ تیری حقیقت کم ہی زمرد وہ سزا دیتا کہ تجکو بھی معلوم ہوتا کیا عجب ہی کہ تجھے
ر ڈالتا خدمتگار نے باتین کہتے کرتے ایک حباب مار دیا کہ شبرنگ بیہوش ہو کر
لگونہ نے اشارے سے کہا کہ او خدمتگار یہ تو نے کیا کیا خدمتگار نے کہا کہ آپ نے
غلام کو نہین پہچانا منم فیروزہ بن عمرو یہ کہکر زبان سے گلگونہ کی سوزن نکالی کہا
نہ عالم مین شبرنگ کو آپ کی شکل بنا کے قید کیے دیتا ہون آپ غرق زمین ہو کر نکل جائیے
ن میان شبرنگ پر کیا گذرتی ہی گلگونہ تو غرق زمین ہو کر نکل گئی مگر زمرد نے بیٹھے بیٹھے
کہ گلگونہ کو بلواؤن اگر اطاعت کرے تو بہتر ہی ورنہ قتل کرون ایک خدمتگار سے حکم دیا
ر نگہبانون سے کہو کہ گلگونہ کو بارگاہ مین لاؤ یہان شبرنگ جو بیدار ہوا تو دیکھا گلو
جاتا اور زبان مین سوزن ہی حیران بیٹھا تھا کہ نگہبانون نے آکر کہا کہ بی گلگونہ چلو

کیا خلاف کیا مادر مہربان کہکر کلام کیا ہر چند کہ گو تا بن کر عیاری کی تھی مگر مادر مہربان کہنا
تھا ایسا کم سن بنا تھا کہ مادر مہربان کہنے سے اُنھون نے بُرا نہین مانا چالاک کو خواجہ نے
ایک دو تمانچے مارے کہا جاؤ دفع ہو اب کبھی خبردار میری مدد کو نہ آنا چالاک نے سر جھکا
کہا کہ اگر خبر یاد دین گے تو ہم سے ضبط نہ ہو سکیگا اور اگر خبر نہ ملی تو مجبوری ہی خواجہ عمرو نے
چالاک کو ایک طرف روانہ کیا اور خود تلاش مین گلگونہ کی چلے اِسی فکر مین ہین کہ اگر
گلگونہ مل جاے تو اُس کو گرفتار کرون ایسا نہ ہو کہ کسی آفت مین پھنس جائن خدمتگار
بن کر طرف لشکر زمرد کے چلے لشکر مین آکر دیکھا کہ کُل لشکر تیار ہو رہا ہی دریافت کیا تو
معلوم ہوا کہ زمرد کا یہ ارادہ ہی کہ لشکر اسلام پر شبخون مارون خواجہ عمرو یہ خبر دریافت
کر کے بھاگے خدمت سعد شہریار مین آئے آکر عرض کی دشمن تو آمادۂ کارزار ہین اور
آپ غافل بیٹھے ہین ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ لشکر کو انتشار ہو بادشاہ نے فرمایا مین اُن کو
پھر آگاہ کیے دیتا ہون حکم دیا کہ ای بہار اعجاز بیان ایک نامہ زمرد کے پاس بھجوا دو
بہار اعجاز بیان نے بہت خوب کہکر قلم اُٹھایا بادشاہ لکھوانے لگے کہ ای زمرد جادو ہم کو
دریافت ہوا کہ تمہارا ارادہ شبخون کا ہی اگر یہان آؤ گے تو بڑا رنج اُٹھاؤ گے نکلنا مشکل
ہو گا چہار جانب سے گھر جاؤ گے مگر زمرد جادو افسرون سے کہہ چکا ہی کہ شبخون کی
تدبیر کرو کہ یکایک خبر پہونچی کہ ایک ساحر نامۂ سعد شہریار لیکر آیا ہی زمرد نے بلوایا نامہ
لیکر پڑھا جواب مین لکھا کہ مجھے کیا ضرورت ہی کہ مین شبخون مارون میدان مین لڑونگا یہ جواب بادشاہ
کے پاس آیا اُدھر شبرنگ جادو کارگزار زمرد مسلح ہو کر جو آیا تھا زمرد نے حکم دیا کہ
سامان شبخون معطل رہے اور طور سے لڑونگا شبرنگ جادو ٹہلتا ہوا باہر نکلا سب
افسرون کو منع کیا کہ لشکر تیار نہ کرو مسلمانون کو معلوم ہو گیا شبخون غفلت مین جاتے ہین جب
وہ آگاہ ہو گئے تو کیا ضرورت ہی شبرنگ حکم دے کر پلٹا اور قریب اُس خیمے کے پہونچا کہ جس مین
ملکہ گلگونہ قید مین آواز سُنی کہ بلک بلک کر دعائین مانگ رہی ہین کہ ای خالق بے نیاز
ای ربّ کارساز مجھے قید سے رہا کر مقام افسوس ہی کہ خواجہ نے ہماری رہائی کی فکر نہ کی
ورنہ ابتک رہا ہو جاتے شبرنگ نے پوچھا کہ اس خیمے مین کون قید ہی لوگون نے بیان کیا

کال کر دیا کہا لو صاحبزادے یہ لیجاؤ اسکی شراب لاؤ تب مطلب نکلے لڑکا روپیہ لیکر دوڑا اور
ٹی ہوئی مٹکی مین شراب لایا لاکر رکھدی جام بھر کر اول گلگونہ کو دیا گلگونہ نے کہا صاحبزادے
تم پیو لڑکے نے کہا مین بدتمیز نہین ہون نانی امان نے سکھا دیا ہی کہ خبردار بے ادبی نہ کرنا
ہر ایک سے ساتھ ادب کے ملنا آپ پہلے نوش فرمالین تب مین پیونگا گلگونہ نے ہرچند کہا
نہ پہلے تم پیو لڑکے نے کہا یہ خطا مجھسے نہ ہوگی ناچار ہو کر گلگونہ نے جام لیا پیتے ہی کلیجے مین
آگ لگ گئی کلیجہ جلنے لگا کہا کیون صاحبزادے اس شراب مین کیا تھا کہ کلیجے مین پیتے ہی آگ
لگ گئی لڑکے نے کہا کہ ای مادر مہربان مجھسے خطا تو ہوئی کہ شراب مین بیہوشی مل گئی مگر معاف
کیجیے گا کہ مین آپ کا فرزند ہون گلگونہ نے کہا کہ ارے تو کون چالاک نے اپنے نام کا نعرہ کیا
نعرۂ چالاک ہ بہ عیاری من آنم چست و چالاک * بچشم دشمن اندازم کف خاک * نہ آید
باد گرد تیز گامم * خلیفہ اولم چالاک نامم * گلگونہ اٹھی کہ چالاک کو گرفتار کر لون مگر بیہوشی
اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری چالاک نے چاہا کہ پشتارہ باندھون کہ پہلو سے آواز آئی کہ
او جوانا مرگ یہ کیا حرکت بیجا کی ارے مان کے ساتھ یہ بے ادبی چالاک نے پلٹ کر دیکھا
کہ خواجہ عمرو دوڑے ہوے آتے ہین چالاک سیدھا ہو کر کھڑا ہوا جیسے ہی خواجہ عمرو قریب
پہونچے خواجہ کو یہ گمان بھی نہ تھا چالاک نے حباب مار دیا خواجہ بیہوش ہو کر گرے چالاک
نے خواجہ کو ایک درخت سے لگا کر بٹھا دیا اور سر گلگونہ کا خواجہ کے زانو پر رکھدیا اور
دونون ہاتھ مین فتیلۂ رفع بیہوشی لیا ایک فتیلہ ناک مین خواجہ کی دیا اور ایک ناک مین
گلگونہ کی دیا خواجہ کو چھینک آئی قطرات گندیدہ منھ پر گلگونہ کے جو گرے گلگونہ کی آنکھ
کھلی خواجہ نے سر گلگونہ کا اپنے زانو پر پایا چاہا کہ دست درازی کرون اور گلے سے لگا لون کہ
چالاک نے آکر سلام کیا کہا ای مادر مہربان یہ کیا غضب ہی کہ آپ جنگل مین اپنے عاشق سے
ہم آغوش ہین خیمے مین تشریف لے چلیے بارگاہ ہشامی موجود ہی وہان تشریف رکھیے یہ
صاحبقران کے عیار ہین ان کو سب کچھ ممکن ہی گلگونہ نے ایک لات خواجہ کو ماری خواجہ
تو گرے گلگونہ اٹھ کر بھاگی خواجہ اٹھتے ہی چالاک پر خفا ہونے لگے کہ کیون او نالائق یہ
تو نے کیا حرکت کی بزرگون سے کوئی ایسی حرکت کرتا ہی چالاک نے کہا کہ قبلہ و کعبہ مین نے

اُتر گیا اب مین گھر کا انتظام کرتا ہون روز چھ آنے آٹھ آنے لیجاتا ہون نانی امان کو جا کر د
نانی امان خود بھی دو چار آنے کی مزدوری کر لیتی ہین وہ محلہ مشہور ہی جو اُس طرف سے آ
نانی امان اُسے ضرور دیکھتی ہین اشارے کر کے بُلاتی ہین نوجوان لوگ دو چار پیسے د
ہین گلگونہ سمجھی یہ تو بالکل بے وقوف ہی اپنی بُرائیان بیان کرتا ہی تو بڑا عیاری کا کھوا
پیسے نکالے کہا لو پیسہ لو لڑکے نے خوشی خوشی پیسہ لے لیا اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگ

فرقت نے تیری دل کو ستایا یہان تلک — آیا کمال ضبط مین شکوہ زبان تلک
اِسپر بھی تو نے قدر نہ کی میری واہ وا — تجھسے عزیز مین نے نہ کی اپنی جان ت
آزردہ مجھسے کیا سگ دلدار بھی ہوا — آکر نہ کھائے اُسنے مرے استخوان ت
بار گناہ سر پہ جو تھا تھک کے رہ گیا — افسوس مین پہونچ نہ سکا کاروان ت
رسوائیون کا آپکی اس درجہ تھا خیال — دل جل گیا پہ مُنھ سے نہ نکلا دھوان ت
کیا کیا تمھارے ظلم نہ دلپر سہا کیے — لائے مگر نہ حرف شکایت زبان ت
دفتر شکایتون کے ہین صد ہا بھرے ہوے — مین حال دلکا اُن کو سُناؤن کہان ت
ہلجائین گے یقین ہی سب قدسیون کے دل — نالہ پہونچ گیا جو مرا آسمان تلک
سائل کو بے طلب کیے سنطوت جہان مین د — کیا لطف ہی سوال جو آیا زبان تل

اُس لڑکے نے اس طور سے یہ اشعار گائے کہ گلگونہ بہت راضی ہوئی کہتی تھی وا ہ
صاحبزادے خوب گاتے ہو لڑکے نے کہا کہ آپ نے مجکو پہچانا نہین مین تان دراز خ
نواسہ ہون اور تان توڑ خان کا پوتا ابھی آپ نے میرا گانا سُنا نہین اگر گاؤن او
دل لگ جائے تو طائر آشیانون سے نکل آوین اور میری تعریف کرین تب آپ کو میر
کا لطف ملے ابھی آپ نے کیا سُنا گلگونہ نے کہا ہماری بارگاہ مین چلو سامنے زمرد جا
تم کو گوائین تم تو روپون کو چینی کے ٹکڑے بتاتے ہو ہم تم کو کیا سمجھائین وہان تم کو بہت گ
لڑکے نے کہا کہ ہم کو کہین جانے کی فرصت نہین ہی اسی مقام پر جو دینا ہو وہ دیجیے گلگ
کہا کہ اس وقت ہمارے پاس کچھ موجود نہین ہی لڑکے نے کہا میرا بڑا نقصان تو یہ
شراب نہ پی کچھ جمع نکالیے کہ شراب بھٹی سے لائی جائے ہم بھی ہین تم بھی ہو گلگونہ نے

ش کیا جب سیمین عذار بیہوش ہو کر گرا تب خواجہ نے اُسے قتل کیا قتل کر کے سب کپڑے
کے اُتارنے لگے اور جادوگر جو تلاش مین عمرو کی نکلے تھے آواز سُنی کہ کسی نے سیمین عذار کو
کیا آواز سُن کر دوڑے آکر دیکھا کہ لاشہ سیمین عذار کا جنگل مین پڑا ہی اور ایک راہگیر
ے اُتار رہا ہی للکارا کہ او راہگیر کیا کرتا ہی اس جادوگر کو کسنے مارا عمرو نے کہا مین ادھر
گذرا مین نے لاشہ پڑا ہوا دیکھا دل کو افسوس ہوا کہ کون اِس کو مار کر ڈال گیا خیال
پڑے اِسکے اُتار کر اُن کو بیچ کر اسکے دفن کی تدبیر کرون تم کیا مجکو قزاق سمجھے ہو مین بندہ
مری ہون ایک بندہ سامری یون جنگل مین پڑا رہے اور کوئی دفن نہ کرے جادوگرون
ما کہ یہ ہمارے لشکر کا ساحر ہی ہم دفن کرین گے عمرو نے کہا کہ بھائیو اس سعادت مین
ھی شریک ہونگے مگر بھائیو کچھ کھا پی لو پھر اُس کے بعد ارتھی بناؤ یہ کہکر خواجہ عمرو نے
ی پڑیا کمر سے نکالی شربت بنایا کہا بھائیو ایک ایک جام پی لو جادوگرون نے آپس مین
ا یہ بہت معقول آدمی معلوم ہوتا ہی عمرو نے ایک ایک جام سب کو پلا یا شربت پیکر
جادوگر بیہوش ہوے عمرو نے اُن سب کو قتل کیا سب کے کپڑے اُتار لیے کہ سامنے
رد اُڑی دیکھا کہ گلگونہ جہانگرد آتی ہی خواجہ عمرو گلگونہ کو دیکھ کر بھاگے گلگونہ نے
لو جاتے ہوے دیکھا جب قریب درہ کوہ آئی دیکھا کہ آٹھ نو جادوگرون کے لاشے پڑے ہے
حیران ہو گئی کہ ان جادوگرون کو کسنے مارا جی مین کہتی ہی کہ عمرو بلاے روزگار ہی
جادوگرون کو کیونکر مار گیا عمرو پر بجز بہ مشکل قابض ہو گا اتنے جادوگرون کو ایک مرتبہ
با اس سوچ مین کھڑی تھی کہ گانے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک گوپے کا لڑکا مشروع
جامہ پہنے ہوے انگرکھا نینو کا گلابی رنگا ہوا ٹوپی بھاری سر پر ڈفلی ہاتھ مین اشعار
مقانہ گاتا ہوا آتا ہی گلگونہ کو بہت اچھا معلوم ہوا پُکار کر کہا کہ میان گوپے صاحب
ٹھہر جائیے اپنا گانا سنائیے لڑکے نے کہا ہمارا وقت ٹھہرنے کا نہین ہی اس وقت بھٹی پر
ین گے وہان دو چار آنے پا جاوین گے شراب پینے والے آتے ہین نقد بھی دیتے ہین اور
ب بھی پلاتے ہین گلگونہ نے کہا کہ ہم روپیہ دین گے لڑکے نے کہا کہ اماں جان ہین گیا
وف ہون کہ جینی کا ٹکڑا لے لون مین پیسہ لیتا ہون ناناجان کوٹھے پر سے گر پڑے اُنکا کوٹھا

دم نکلتا ہی نگاہِ چشمِ مستِ یار پر + نشے کا ڈورا بلاے جان ہی اس تلوار پر
خوشنما ہی چہرۂ محبوب پر زلف سیاہ عالم اک دکھلاتی ہی کالی گھٹا گلزار پر
کیا کرون پست و بلند راہ الفت کا بیان جادہ مین اک پاؤن ہی اک پاؤن ہی دیوار پر
رنگ شب اُڑتا ہی گیسوے سیہ کو دیکھ کر داغ ہی ماہِ دو ہفتہ کو ترے رخسار پر
تو جو اے عیسی نفس آیا عیادت کے لیے تندرستون کو ہوئی حسرت ترے بیمار پر
دوست کو لیکر بغل مین رات بھر سوتا ہون مین رشک ہی دشمن کو میرے طالع بیدار پر
یار کی فرقت مین رو کر قصر تن کو ڈھاؤنگا پانی بھر جاویگا اس گھر کی ترے دیوار پر
خود غلط ناحق نہ ہون تقلید آتش سے ہلاک چور کب منصور بن سکتا ہی کھنچ کر دار پر

اس طرح پر اُس خدمتگار نے یہ اشعار گائے اور تانین ماریں کہ گلگونہ بہت خوش ہوئی کہ
جاتی ہی کہ بڑا صید آکے نکل گیا خواجہ عمرو نے چاہا کہ رنگ ساقی گری پھیلاؤن کہا ا
شہنشاہ ساحران امیدوار ہون کہ میرے ہاتھ سے شراب پیجیے مگر گلگونہ نے جو آنکھ
دیکھا پہچان لیا کہ یہ عمرو عیار ہی للکارا کہ او ساربان زادے مین نے تجکو نگاہ سے پہچا
خواجہ جست کر کے بھاگے راہ مین ایک جادوگر کھڑا تھا اُسنے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا خوا
نے کہا بھائی چھوڑا ہی جادوگر نے ہاتھ چھوڑا عمرو نے اُس ساحر کی کلاہ لی اور جست کر کے
گلگونہ کے مُنھ سے نکل گیا کہ یارو لینا ہرچند کہ اور جادوگر دوڑے مگر خواجہ بھاگے
جاتے ہین جنگل مین آکر ایک جھاڑی مین چھپے ایک ساحر موسوم بہ سیمین عذار خواجہ
ڈھونڈھتا ہوا جنگل مین آیا سامنے درۂ کوہ کے ایک جھیل تھی اُس مین ہاتھ دھونے
عمرو نے للکارا کہ او جادوگر یہ کیا کرتا ہی یہ پانی بُرا ہی ماران سیاہ آکر پیتے ہین ایسا
گل کر رہجاؤ سیمین عذار نے پُکار کر کہا کہ او ساحر مین نے کیا خطا کی ہی کیسے کلمات سخت
سے نکالتا ہی عمرو نے کہا کہ ارے گدھے سُنا دیا کہ اس جھیل مین آکر اژدہا پانی پیتا
اگر تو پیے گا تو پانی ہو کر بہ جائیگا بس یہ آبرو ہو گی کہ پناہ پانی مشکل ہو گی جادوگر نے
میرا پیاس سے بُرا حال ہی عمرو نے کہا کہ تم یہان ٹھہرو مین لاکر پانی پلاتا ہون یہ کہ
کوہ مین گھس گئے جام پانی کا بھر کے لائے بیہوشی اُس مین ملا دی سیمین عذار کو وہ پا

نسا ے کار سرہناس جادو ملازم زمرد بھی دعوی کرکے نکلا ہو کہ مین میثاق کو لے آؤنگا
سنے دور سے جو دیکھا کہ گلگونہ پشتارہ بدوش آتی ہی پکار کر آواز دی کہ کیون ملکہ گلگونہ کیے
مین یہ کسکا پشتارہ ہی گلگونہ جہانگرد نے خوش ہو کر کہا کہ ای سرہنگ جادو مین بڑی
نکاہی سے میثاق کو گرفتار کر لائی ہون سرہنگ کو رشک ہوا کہ میرا وعدہ خلاف
ہ تا ہی اگر یہ پشتارہ لے گئی تو زمرد انعام دیگا یہ سوچ کر سحر کیا کہ پانون زمین نے تھام لیے
ور پشتارہ گلگونہ کی دوش سے گرا اب گلگونہ غل مچانے لگی کہ ای سرہنگ یہ کیا غضب کیا
یار بچی کو بھی فقرہ دینے لگے ارے مین انعام مین تم کو شریک کرونگی مگر سرہنگ نہین مانتا
ر چاہتا ہی پشتارہ لے لون گلگونہ کو اسی مقام پر چھوڑ جاؤن ادھر سے خواجہ عمرو آتے تھے
ہگیر بنے ہوے ہین پکار کر آواز دی کہ او جادوگر عورت پر کیون ظلم کرتا ہی سرہنگ نے
ہا کہ تو کون ہی جو دخل دیتا ہی یہ ہمارے لشکر کی عیار بچی ہی جو چاہین سو کرین خواجہ عمرو نے
یب آکر ایک حباب مارا کہ سرہنگ بیہوش ہو کر گرا خواجہ عمرو نے خنجر مار کر سرہنگ
قتل کیا گلگونہ نے مرتے ہی سرہنگ کے رہائی پائی نیچہ پکڑ کے جھپٹی عمرو سے نیچہ چلنے لگا
تارہ زمین پر پڑا ہی خواجہ عمرو نے نیچہ مارتے مارتے حباب دافع بیہوشی میثاق پر
دیا میثاق کو ہوش آیا اب تو گلگونہ بھاگی میثاق اٹھا خواجہ کو دیکھکر کہا کہ ای
اجہ تمنے بڑا کام کیا ورنہ مجکو یہ عیار بچی لے چلی تھی اگر سامنے زمرد کے پہونچتا تو وہ
ن کر ڈالتا میرے نام سے وہ ملعون جلتا ہی خواجہ نے کہا کہ مین اس عیار بچی کو گرفتار کر لون
ہر زمرد کی فکر کرون مگر گلگونہ جہانگرد گھبرائی ہوئی سامنے زمرد کے آئی زمرد سے سب
بیان کیا کہ مین میثاق کو گرفتار کر لائی تھی مگر سرہنگ نے یہ فساد برپا کیا اپنی جان
دی اور میثاق کو میرے ہاتھ سے کھویا مگر ای شہنشاہ ساحران بیشک عمرو بڑا عیار
یسا جھٹ پٹ سرہنگ کو مار لیا دربار ساحرون سے بھرا ہوا ہی کہ ایک خدمتگار
ھ کر زمرد کو سلام کیا کہا حضور مین نے رات کو جمشید ثانی کو خواب مین دیکھا کہ مجکو
لم موسیقی تعلیم کر گئے امیدوار ہون سماعت فرمائیے بی گلگونہ جہانگرد تم بھی سنو
یہ کہکر یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گانے لگا نظم

کرتا ہی جادوگر نے کہا کہ مین روپیہ نہ لونگا میرا مال جبریا نہین بڑی بی تمھاری باتون سے
فرحت ہوئی بڑھیا نے کہا بیٹا سامنے گاؤن ہی بڑھیا دلالخانہ مشہور ہی جب وہان آؤ
تب بہت آرام پاؤ گے اور راضی ہوگے مین تمھارے واسطے انتظام کر رکھونگی جادوگر
کہا بڑی بی مین ضرور آؤنگا بڑھیا نے کہا کوئی چیز ہی بطور نشانی کے لیا وہ سامنے غار مین ہی
اسباب تو وہ جادوگر برق کو ساتھ لیکر چلا ایک مقام پر بڑا سا گڑھا تھا بڑھیا نے اُس
کو دیکھ کر پکار کر آواز دی لو میان ساحر صاحب کل مال اس گڑھے مین رکھا ہی آؤ نکال
ایمانداری کرنا سب مال نہ لے لینا جادوگر قریب آیا بڑھیا نے کہا کہ وہ دیکھو سامنے پاندان
ہی اور ایک لگن بھی ہی اور ایک طرف ایک صندوقچہ بھی رکھا ہی جادوگر نے جھانک کر
کہا بڑی بی سارا غار خالی پڑا ہی کوئی شی اس مین نہین معلوم ہوتی بڑھیا نے کہا کہ تمھین
سوجھیگا آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک تھوڑی ناک کٹوا ڈالو وہ دیکھو سامنے صند
رکھا ہی جیسے ہی جادوگر جھکا کہ دیکھون صندوقچہ کہان ہی بڑھیا نے حلقہ ہاے کمند گلے
ڈال دیے اور نعرہ کیا نعرہ کرکے ایک جھٹکا مارا کہ جادوگر گرا گرتے گرتے خواجہ نے خنجر ما
کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا برق سے کہا کہ اب بھاگ برق و خواجہ ایک جانب چلے مگر گ
پھر بشکل خدمتگار لشکر مسلمانان مین آئی یہی فکر ہی کہ میثاق کو گرفتار کرون یا کسی طرح
بہار اعجاز بیان کو لون تو مطلب پورا ہو میثاق خود ہوشیار ہی خدمتگار نے کہا
بارگاہ مین چلیے میثاق نے کہا تجکو کیا ضرورت ہی خدمتگار نے عرض کی کہ آج صبح سے حض
نے کچھ نوش نہین فرمایا چہرہ اُداس ہو رہا ہی میثاق نے کہا کہ مجھے ابھی خواہش نہین
خدمتگار نے کہا کہ حضور کس فکر مین ہین مجھسے ارشاد فرمائیے مین انتظام کرون میثا
کہا کہ مجھے اُسی عیار بچی کا خیال ہی کہ میری فکر مین آئیگی اگر مین قید ہوگیا تو بڑی خرابی ہی
میرے نام کے سب ساحر دشمن ہین خدمتگار نے کہا کہ مین حفاظت کرلونگا آپ تشریف ل
کیا مجال ہی کہ عیار بچی آسکے اس طرح باتین کرکے میثاق کو گلگونہ بارگاہ مین لائی
بھرکے دیا کہا ایک جام تو نوش فرمائیے میثاق نے جام پیا پیتے ہی بیہوش ہوا گلگونہ
پشتارہ باندھا سوچی کہ کس طرف سے لیچلون آخر نقب کھود کر دور جاکر نکلی پشتارہ لے کر

گیا کہا حضور مین چلتا ہون اب نہ رکونگا برق کو ایسی چوٹ لگی کہ آنکھون سے آنسو نہین
تھمتے بلک بلک کر رو رہا ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او جادوگر خبردار اسکو قتل نکرنا
نکی کیا خطا ہی مین نے ناز و نعم سے پالا ہی مگر بدوضع ہی افسوس اس ظالم نے اپنی اوقات
ائع کی جب تو تم ایسے نالائقون نے آکر ظلم سے گرفتار کیا ہی کہ دیکھنے والون کا دل پھڑکتا ہی
دوگر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ضعیفہ گوری صورت سفید اطلس کا پاجامہ پہنے ہوئے لٹھیا
تھ مین روتی ہوئی آتی ہی وہ لاٹھی اُٹھائی کہ جادوگر کو ماردن جادوگر نے کہا کہ دیکھو بڑی بی
میرے لاٹھی لگے گی تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا یہ تمھارا کون ہی بڑھیا نے کہا بیٹا یہ میرا
زند ہی اسی پر زندگی ہی باپ اسکا زمیندار تھا اُس کے مرتے ہی یہ آوارہ ہوا سب مال
سباب دیہات وغیرہ جوئے مین ہار دیا مین اس کو ڈھونڈھتی پھرتی ہون کھانا پکا رکھا ہی
سکے خیال سے مین نے بھی نہین کھایا جب اسکو کھلا لونگی تب کھاؤنگی اب تو مین ضعیف ہوئی
میرے شوہر نے بھی انتقال کیا اب کون صورت ہی کہ لڑکا پیدا ہو میرے دروازے پر
کے دیکھو دس بیس نوجوان کھڑے ہونگے مین کسی کو منھ نہین لگاتی ہون میرے مشتاق
تے ہین صبح ہوئی دس پانچ نے آکر دروازہ گھیر لیا مجبور ہو کر کسی کو محروم نہین کرتی لڑکے ڈھیلے
پھنکتے ہین نکل آتی ہون اُن سے بھی عجب مضحکہ رہتا ہی ای ساحر لڑکون سے بڑی چہل پہل
ی ہی اُچھلتے کودتے ہین نانی امان کہکر لپٹ جاتے ہین ایک دن تم بھی ہمارے محلے مین آنا
ینا کتنے لڑکے جمع رہتے ہین مین کسی کا دل میلا نہین کرتی مگر یہ بتاؤ کہ اس کمبخت سے کیا
ا ہوئی جو تم نے اس کو گرفتار کر لیا چھوکرا میرا بیشک ہاتھ لپک ہی اگر اِسنے کچھ چرایا ہو تو
اُس کا بدلہ دون اکثر اس سے خطا ہوتی ہی اور کسی کا مال چُرا لاتا ہی جانتا ہی کہ بڑھیا
ادا کریگی حقیقت مین مین اپنے اوپر جبر کرتی ہون اور چاہتی ہون کہ اس کو کسی طرح
نج نہ پہونچے تم نے اس طرح پر گرفتار کیا ہی کہ اُسکے ہاتھ ٹوٹے جاتے ہین یہ کہکر بڑھیا نے
سے بٹوا نکالا اُسے کھول کر کچھ روپئے کچھ اشرفیان کچھ نگینے جواہرات کے نکال کر دکھائے
لو بیٹا اس مین سے کچھ لے لو اور برق کو ایک لاٹھی ماری کہا کمبخت ایسے ظالمون کا مال
رایا کر مین بدلہ دینے کو موجود ہون تیرے کھانے بھر کو اب بھی رقم بہت ہی کیون چوری

برق نے کہا کہ اُستانی اب اُستاد تم سے چٹکی پسوائین گے گلگونہ نے کہا کہ اُسکی کیا
ہی کہ جو مجھپر ہاتھ ڈالے برق فرنگی نے کہا کہ اُستانی مین بھی چاہتا ہون کہ کچھ عیار
کرون ہاتھ پانٔون ہلاؤن گلگونہ نے بڑھ کر نیمچہ مارا برق نے خالی دیا آپس مین نیمچہ چلنے لگا
خواجہ عمرو پھرتے ہوے اُس طرف آئے پکار کر آواز دی کہ او برق فرنگی یہ کیا غضب
کررہا ہی خبردار تو ہاتھ نہ اُٹھانا ایسا نہ ہو اُن کے دل پر صدمہ پہونچے برق نے بلند
کہا کہ اُستاد یہ تو بلاے روزگار ہی مین کیونکر زندہ بچونگا برق نے جو مُنھ پھیرا گلگونہ نے جھپ
حباب مارا کہ برق گرا چاہا نیمچہ مارون کہ سر اُڑ جائے خواجہ عمرو جست کرکے بیچ مین آئے
اے جان جہان یہ میرا فرزند ہی نیمچہ نہ مارنا خواجہ سے نیمچہ چلنے لگا خواجہ نے پلٹ کر ایک حب
دفع دارو بیہوشی مار دیا کہ برق ہوشیار ہوا مگر دیکھا کہ اُستاد سے نیمچہ چل رہا ہی
سامنے کھڑا ہو کر تعریفین کرنے لگا کہ اُستانی کیا کہنا گلگونہ لفظ اُستانی سے بہت بگڑتی
نگوڑے بھوڑے کیا بیہودہ بکتا ہی اور کیون مجھپر گالی چڑھاتا ہی برق نے کہا اُستانی
تابعدار ہون مجھسے بہت مطلب نکلین گے اُستاد تم کو چھوڑ کر چلے جادین گے تم اکیلا
مین گھبراؤگی آگ وغیرہ کی خواہش ہوگی ہمین سے مطلب نکلیگا اُستاد کی بیبیان بہت
ایک محل تمھارا بھی ہوگا کہ سامنے سے چند ساحر سیر کرتے ہوے آتے تھے جادوگرون کو دیکھ
خواجہ عمرو بھاگے ایک طرف برق بھی بھاگا گلگونہ نے کہا کہ ارے جادوگرو
سحر کرو یہ دونون میرے شکار جاتے ہین اُن جادوگرون نے چاہا کہ عمرو پر سحر کرین
تو جست کرکے نکل گیا مگر برق جو سامنے سے بھاگا ایک جادوگر نے گیر کھدیا برق کے پانٔو
نے تھام لیے اُس جادوگر نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا کیون بی عیار بچی اب مین اسکو ما
گلگونہ نے کہا کہ صاحب اختیار ہی انھین عیارون کی وجہ سے طلسم مین آفت برپا
بڑے جادوگر مارے گئے اگر یہ مارے جاوین تو غدر موقوف ہوجائے ہرچند کہ ان س
قضا میرے ہاتھ سے ہی مگر اب تم کو اختیار ہی سب ساحر چلے گئے وہ جادوگر برق کو کھینچ
لیچلا برق منت وخوشامد کرتا ہی مگر جادوگر نہین مانتا برق کو طرف پہاڑ کے لیے
ایک مقام پر برق ٹھہرا کہا اب آگے نہ جاؤنگا اُس جادوگر نے ایک سونٹا مارا کہ

ین کرتا ہی کوئی عیاری دکھا عمرو نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران اگر عیاری کی ملکہ خواہان
ن تو مین عرض کرتا ہون کہ یہ خنجر جو میری کمر مین لگا ہی ملکہ اس خنجر کو لیکر میری گردن پر لگائین
بھی نہ پڑیگا پھر مین اسی خنجر سے چورنگ کاٹ کر دکھادونگا گلگونہ نے کہا کہ او مکار
یا گمان ہی اگر تو نے چورنگ سیکھا ہی تو مین بھی اُس سے آگاہ ہون خواجہ عمرو نے کہا کہ تکرار
ے کیا فائدہ خنجر موجود ہی لگائیے مین نے اپنا خون معاف کیا آپ کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہون
ین ہی روح کو راحت ہودیگی دل سے درد فرقت ہوا ای شہنشاہ ساحران دیکھیے آپکے
منے ہی وہ عیاری کرون کہ آپ خود تعریفین کرین زمرد نے کہا کہ ای گلگونہ خنجر مار دے
سکا سر اُڑ جائے گلگونہ نے بڑھ کر خنجر کمر سے عمرو کی نکالا خنجر ہاتھ مین لیکر کہا کہ کیون
اجہ اپنے عہد پر قائم ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ مین بدل راضی ہون خنجر لگائیے اپنی
ی وجالا کی دکھائیے گلگونہ خنجر کھینچنے لگی دیکھا کہ خنجر نیام سے نہین نکلتا کہا او ساربان زادے
ا پر تجکو گھمنڈ ہی کہ خنجر مین زنگ ہی یہ نہ کاٹیگا مگر مین کہتی ہون کیسا ہی کند ہو گا سر تمھارا
دونگی عمرو نے کہا کہ آکر خنجر لگائیے کمال اپنا دکھائیے زیادہ باتین نہ بنائیے گلگونہ نے
کر کے خنجر کھینچا نیام سے خنجر کے دھوان نکلا دماغ پر گلگونہ کے پڑا کہ چرخ کھا کر گری
جہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا اور کہا کہ ای زمرد جادو تم نے دیکھا بس اب مین جاتا ہون
کر عمرو نے جست کی سراچہ بارگاہ کا فرا گیا باہر نکلتے نکلتے کئی جادوگرون کو مارا اُنکے
ے سے اندھیرا ہو گیا عمرو اُسی اندھیرے مین نکل گیا بعد جانے عمرو کے زمرد جادو نے
نہ کو ہوشیار کیا گلگونہ نے کہا کہ وہ ساربان زادہ کہان گیا زمرد جادو نے کہا کہ
بان زادے نے عجب فقرہ دیا گلگونہ نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران بیشک عیاری
ی مین نے فقرہ کھایا فقرہ دے کر نکل گیا مگر مین پھر گرفتار کر لاؤنگی یہ کہہ کر پھر چلی جنگل
بست و خیز کرتی ہوئی آتی تھی کہ برق فرنگی پھرتا ہوا آتا تھا دور سے دیکھ کر سلام کیا
ستانی صاحبہ آداب و تسلیمات عرض ہی دیکھا اُستاد کیسے نکل گئے اب تم کو وہ عیاریان
ئین گے آفت کی عیارہ بنائین گے گلگونہ نے کہا کہ جا دور ہو کیون بیہودہ بکتا ہی
ستاد تیرا کیا مسخرہ ہی ابکی جو گرفتار کرونگی تو فوراً قتل کر ڈالونگی مجکو فقرہ دیکر نکل گیا

حلقہ ہاے کمند گلے مین پڑے طرارہ بھر کے حلقہ ہاے کمند سے نکل گئی دور جاکر جو گری سر
جو باندھے ہوے تھی وہ بھی گری موے مشکین کھل گئے صاف ثابت ہوتا تھا کہ لکۂ ابر
ماہ تابان ہی ایک نازنین حسین وجمیل حسن کی رعنائی ہونٹھون مین مسیحائی سینے پر ابھار
کو درست کہنے لگی خواجہ نے بیقرار ہوکر پکار کے آواز دی کہ ای جان جہان وای آرام
دل مشتاقان تو گل کسکے گلستان کی ہی اور ماہ کس آسمان کی ہی تیرے شعلۂ حسن
ہڈیون کو جلا دیا بڑا انتشار ہوا اُسنے جھلا کر جواب دیا کہ او مکار کیا بیہودہ بکتا ہی
تو نے ایک فقرہ بنایا کہ اپنے کو عاشق گردانتا ہی اگر گرفتار ہوگا تو فقرہ بندھا ہوا
بسبب محبت کے گرفتار ہوا منم گلگونۂ جہانگرد یہ کہکر بھاگی خواجہ تھوڑی دور
آگے بڑھ کر ایک جھاڑی مین آکر چھپے حلقہ ہاے کمند خس پوش کیے جیسے ہی گلگونہ جہانگرد
اُس مقام پر پہونچی دل دھڑکا رک گئی پکار کر آواز دی کہ او ساربان ز
مین سمجھ گئی کہ تو چھپ کر بیٹھا ہی عمرو نے کچھ جواب نہ دیا گلگونہ نے کئی آوازین دے کر ایک پتھر
کہ خواجہ کے پائون کے قریب آکر گرا خواجہ سمجھے کہ اِسنے دیکھ لیا مگر خیال مین گذرا
تھوڑی دیر اور تامل کرو گلگونہ جہانگرد نے دوسرا پتھر مار کے جست کی حلقہ کمند میں
پھنسی خواجہ عمرو نے جھٹکا مارا گلگونہ گری خواجہ نے چاہا کہ جھک کر منھ پر منھ رکھ
گلگونہ نہایت چست وچالاک ہی دونون ہاتھون سے حباب مارے کہ خواجہ کے دماغ پر
پڑے خواجہ بیہوش ہوکر گرے گلگونہ نے پشتارہ باندھا لے بھاگی دربار مین زمرد
کے آکر پہونچی اور ہنس کر کہا کہ ای زمرد آج مین اُس شخص کو لائی کہ جسکا تمام دنیا مین شہرہ
اب اس کو خواہ قتل کرو خواہ قید کرو زمرد نے کہا کہ ہوشیار کرو اس سے کلام کرین دیکھین
کہتا ہی گلگونہ نے خواجہ کو ہوشیار کیا جیسے ہی خواجہ کی آنکھ کھلی آواز دی کہ بھئی
سجان مبارک باشد زمرد نے پوچھا کہ ارے تو کون ہی عمرو نے کہا کہ گویا ہون مجھے
ناحق پکڑ لائین گلگونہ نے قریب آکر تمنچہ چمکایا عمرو نے کہا کہ یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے
بیقرار ہو رہا ہون بقول شاعر فرد ادب تاچند ای دست ہوس قاتل کے دامن
سنبھل سکتا نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا ۔ گلگونہ نے کہا کہ او ساربان زادے کیا

ے فرمایا اب آئندہ کو احتیاط رہے مگر میثاق دربار مین حاضر ہی گلگونہ جہانگرد بشکل غلام
پشت پر میثاق کی حاضر ہی گس رانی کر رہی ہی مگر دربار شہنشاہی کو دیکھ کر جی مین کہتی ہی
جتنے ساحر چنے ہوے تھے وہ سب انکے شریک ہو گئے بادشاہ جس طرف دیکھتے ہین سب
کی آنکھین نیچی کر لیتے ہین ہرچند کہ وہ شاہزادیان بسبب ادب شہنشاہی خاموش
بیٹھی ہین مگر معلوم ہوتا ہی کہ ستارے چمک رہے ہین بادشاہ ایک ایک سے بخلق و مروت
باتین کرتے ہین شاہزادیان دست بستہ ہو کر جواب دیتی ہین کہ بجا ارشاد ہوا جب رات
ہوئی تو میثاق اٹھا اور عرض کی کہ غلام کو ثابت ہوتا ہی کہ مجھپر کوئی افتاد ہونے
والی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ کیا مجال ہی ای فیروزہ خبردار میثاق کی حفاظت کرنا انپر
کوئی افتاد نہ پڑنے پائے کہ یکایک معلوم ہوا خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین بادشاہ نے
میثاق کو اشارہ کیا کہ چھوٹے دادا جان کو استقبال کر کے لاؤ میثاق باہر نکلا
خواجہ عمرو کو سلام کیا خواجہ نے جو ہمراہ میثاق غلام کو دیکھا عجب طرارہ فرار پایا
جی مین کہتے ہین کہ ظاہر مین یہ غلام نحیف وضعیف ہی مگر طراری چہرے سے ظاہر ہو کہ فیروزہ نے
بھی سلام کیا خواجہ نے فیروزہ کو گلے سے لگایا فیروزہ نے عرض کی کہ ای قبلہ و کعبہ
عجب طرح کا معرکہ گذرا کہ کوئی گلگونہ شاہزادی کو چرا لے گیا لشکر دشمن مین پتہ نہین ملتا
حیران ہون کہ کیا کرون خواجہ نے کہا کہ ای فرزند یہ غلام جو پشت پر میثاق کی کھڑا ہی کتر اگر
کمند مار کر اسے گرفتار کر لو یہ اصل مین غلام نہین معلوم ہوتا فیروزہ نے کہا کہ قبلہ و
کعبہ جو فرمائین وہ بجا ہی مگر یہ غلام تو روز میثاق کے ساتھ رہتا ہی بڑا معتبر ہی خواجہ
نے کہا کہ جو ہم کہتے ہین وہ کر دیکھو ابھی حال کھل جائیگا یہ وہ غلام نہین ہی فیروزہ نے
کہا کہ ناحق کو میثاق سے ملال ہوگا خواجہ نے کہا کہ تم کنارے ہو جاؤ ہم گرفتار کیے
لیتے ہین کیا مجال کہ ہمارے سامنے سے نکل جائے یہ کوئی عیار مکار ہی تو ناحق دلیل کرتا ہی
جب فیروزہ نے انکار کیا تو خواجہ عمرو میثاق سے باتین کرتے کرتے طرف غلام کے متوجہ
ہوے فرمایا ایک صراحی پانی کی تو اٹھا لا غلام پلٹا کہ پانی لینے جاؤن جیسے ہی اس نے
منہ پھیرا خواجہ عمرو نے حلقہ ہاے کمند مارے گلگونہ جہانگرد بڑی طرار و فرار ہی جیسے ہی

ظاہر ہوئی بادشاہ بیرون بارگاہ نکل آئے جملہ افسر ہمراہ ہین دیکھا ایک جادوگر گریہ
تخت پر سوار تین لاکھ ساحران غدار پشت پر مقابلے مین آکر پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی
اُستر الملکہ گلگونہ نے بڑھ کر دریافت کیا معلوم ہوا کہ زمرد جادو اس افسر کا نام ہے اور
سبز پوشان کا حاکم ہے ہمارے مقابلہ آیا ہے ملکہ گلگونہ نے آکر بادشاہ سے کل حال عرض کیا
بادشاہ نے فرمایا سمجھا جائیگا مگر زمرد جادو آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھا کہ گلگونہ جہانگرد
عیاری سے آراستہ ہو کر مثل طاؤس طناز سامنے آئی زمرد نے کہا کہ ای گلگونہ مین
طبل جنگی نہین بجواتا اول تمہارا کمال دیکھ لون کہ لشکر اسلام مین جاؤ کسی سردار کو گرفتار
کر لاؤ یہ سُن کر گلگونہ روانہ ہوئی ایک ضعیفہ کی شکل بن کر لشکر اسلام مین آئی کنیزین
کی پھر رہی ہین ایک کنیز کو بیہوش کر کے اُسکی شکل پر سب کنیزون مین مل کر پھرنے لگی سب
دریافت کر لیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ میرا نام شگوفہ ہے اور ہین کنیزون مین ملکہ گلگونہ
ہون ملکہ گلگونہ ہی کے ساتھ شام کو آئی ملکہ گلگونہ نے خاصہ کھا کر آرام کیا تب اس عیار
اُس کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگی اس طرح جلد نکل گئی کہ کسی نے اِسکو نہ
لا کر زمرد کے سامنے پشتارہ رکھدیا کہا ایک سردار کو لائی اب اسی طرح سب سردار
فرداً فرداً گرفتار کر لاؤنگی زمرد نے حکم دیا کہ اسکو لیجا کر قید کرو ملکہ گلگونہ تو قید ہوئی مگر
یعنے گلگونۂ جہانگرد اپنی ہمنام کو قید کرا کے پھر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئی
بڑھیا کی شکل بن کر آئی اب فکر مین میثاق کی ہوئی ایک غلام کو میثاق کے بیہوش کر
شکل بن کر میثاق کے ساتھ ساتھ پھر رہی ہے مگر بادشاہ جو صبح کو دربار مین آئے
گلگونہ روتی ہوئی آئین اور عرض کی کہ ای شہریار آج گلگونہ کو کوئی چرا لیگیا
نے فیروزہ کو بلایا کہا کیون ای فیروزہ خوب حفاظت کرتے ہو آج گلگونہ کو کوئی چُرا
فیروزہ نے کہا کہ مین ابھی جا کر خبر لاتا ہون یہ کہکر فیروزہ چلا دربار مین زمرد
کے آیا ہر چند دریافت کیا مگر کچھ حال نہ کھلا ناچار ہو کے پلٹ آیا گلگونۂ جہانگرد
حکم دے دیا ہے کہ خبردار کوئی میرا ذکر دربار مین نہ کرے فیروزہ پلٹ کر سامنے بادشاہ
آیا عرض کی کہ حضور لشکر زمرد مین گیا تھا کچھ حال دریافت نہین ہوا وہان کچھ ذکر نہ

کل دشمنون کا بڑا ہنگامہ ہی مین نے راہ مین خبر پائی کہ لوح کو آپ چھپاتے پھرتے ہین
جوان شاہزادیان شریک طلسم کشا ہوئین وہ پتے بتاتی ہین مشہور ہی کہ ملکہ حسینان گل گئین
بہار اعجاز بیان بھی شریک اہل اسلام ہو گئین مجکو یہ خبرین سُن کر بہت ناگوار ہوا کہ
ن شاہزادیون کی شامتین آئی ہین یہی خیال ہوا کہ اس وقت سختی مین جاکر قدرت کا
ریک ہون سُنا مین نے کہ لڑائی پڑی تھی قدرت نے زخم کھایا جسکا نشان ظاہر ہی جمشید
ے کہا کہ ای خیر خواہ دولت شاہزادیون نے تو ایسے رنج و ملال دیے کہ لوح طلسمی کو
ب جزیرۂ عنبر افشان مین رکھا ہی اور عنبر بار جادو بڑی خیر خواہ ہی وہ کسی کو تا بہ لوح
نے دیگی کیونکہ ای زمرد جادو تمھارے بزرگ تو ہمیشہ اس طلسم مین رہے عہدہ ہاے
ل پائے یہ بھی کوئی قاعدہ ہی کہ لوح طلسمی دستیاب نہ ہو اور مجکو کوئی قتل کرڈالے زمرد
کہا کہ یہ سراسر خلاف ہی بدون حصول لوح طلسم کشا کی مجال نہین ہی کہ قدرت سے مقابلہ
سکے اب قدرت ان مقدمات کو میری راے پر چھوڑین مین شاہزادیون کو گرفتار کر کے
ر خدمت کرونگا جسکو منظور ہو قتل کیجیے یا اپنی خدمت مین رکھیے جمشید نے کہا کہ ای زمرد
ی عیار بچی کی کچھ تعریف کرو زمرد نے کہا کہ گلگونہ صحرا النورد اس کا نام ہی دختر برق نگاہ
اسکی عیاری اس زور پر ہی کہ خواجہ عمرو عاجز ہو جاوینگے جسکا ارادہ کریگی اُسکو
لائیگی جمشید نے حکم دیا کہ جسقدر چاہو فوج ہمراہ لو اور کوچ کر کے مقابلہ سعد شہریار
جاؤ کل لڑ بھڑ کر پلٹ گئے ہین اپنے نزدیک اُنھون نے قدرت کو شکست دی مگر مین نے
کے سے قدم نہین ہٹایا ہزارون دشمنون کو قتل کیا آخر طبل بازگشت بجوا دیا جمشید
خلعت رخصتی زمرد کو دیا زمرد مرغ زرین بنا ہوا باہر نکلا گلگونہ صحرا النورد بست و
برتی ہوئی لشکر کا انتظام اسی کے متعلق ہی نوبت و نقارے بجتے ہوے ساحران غدار
لاکو سوار و پیدل دریاے سحر مین غوطہ مارے ہوے نیزے چمکاتے ہوے طرف لشکر
م کے روانہ ہوے جمشید ثانی بڑی خوشیان کر رہا ہی کہتا ہی یار دوہ ساحر آیا ہی کہ
طلسم مین مثل نہین عیار بچی وہ اُس کے ساتھ ہی کہ جو عمرو و برق کو گرفتار کر لیگی مگر
اہ لشکر اسلام بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ لکہا سے ابر سبز پیدا ہوے آمد ساحران غدار

کہ کلکال لڑتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان جمشید کھڑا تھا جمشید کو جو دربارگاہ پر دیکھ
گولے پھینکے جمشید گھبرایا کہ ایسا نہ ہو کوئی گولہ پڑ جائے سحر کرکے بلند ہوا آسمان پر آکر نعرہ
کہ منم جمشید ثانی او بے حیا اب تو راہ راست پر نہ آئیگا ہرچند کہ جانتا ہون تو اپنے
مین نہین ہی مگر قدرت کا کہنا نہین سُنتا یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا کارد سحر نکالکر پھینک
کلکال کے سینے پر پڑی سینے کو توڑکر پار گذری جب کلکال مارا گیا تب یہ ہنگامہ برط
جب جمشید دربار مین آکر بیٹھا تو کہا یارو قدرت کا ارادہ ہی کہ کوہ بوقلمون پر چلے جا
ایسا نہ ہو کہ مسلمان یہان آجائین اسلیے کہ مسلمان بہت قریب آگئے ہین سب نے
اور کہا کہ بوقلمون جادو نے کئی مرتبہ لکھا کہ صاحبقران ادھر سے گذرینگے لہذا
مددگار بھیجیے اس وجہ سے وہان جانا مناسب نہین ہی کوہ بوقلمون سے تو ہزارہ در
مقام بہتر ہی مناسب یہ ہی کہ پہلے اُس کو نامہ روانہ کیجیے اگر وہ رضامند ہو تو اچھا ورنہ
کوچ کیجیے جمشید خاموش بیٹھا ہی دل تو دھڑک رہا ہی مگر زبان سے یہی کہتا ہی کہ وہ تقدیر
کہ مسلمانون کو بھاگتے راستہ نہ ملے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر سبز نمایان ہوا اُس ابر
کی گرج برق کی چمک خوشبو بھی آتی ہی چند طائر بھی زیر ابر زمزمہ سرائی کر رہے ہین
نے جو اُس ابر کو دیکھا پکار اُٹھا کہ میرا قوت بازو و زینت پہلو آپہونچا اب یہ سبکا خاتمہ
اس کے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچیگا وزرا نے پوچھا کہ اس کا نام کیا ہی جمشید ثانی
کہ زمرد زہر خوار اسکا نام ہی ابتدائے خدائی سے مابدولت کی خدمت مین ہی قدرت
نے اس کو بہت کچھ تعلیم کیا ہی ابر سبز اُس کی علامت ہی حقیقت مین یہ وہ ساحر ہی کہ جب
حریف کو مارے دم دے کے قتل کرے اس کے ساتھ ایک عیارہ ہی وہ بلائے روزگار
اگر وہ اب بھی ہی تو سب کو گرفتار کرلائیگی یہ ذکر تھا کہ وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ
جادوگر سن سے ادھیڑ تاج زمرد سر پر رکھے ہوے تخت پر سوار پشت پر ہزارہا ساحر
پہلو پر تخت کے ایک مہ جبین نہایت حسین و جمیل قنطورہ ہاے زربفتی سے آراستہ کمند
بازوون پر نیمچہ کمر مین لگائے ہوے سپر پشت پر اس کروفر سے بیٹھی ہی جمشید نے اشارہ کیا
وزرا نے اُٹھ کر زمرد کا استقبال کیا زمرد نے آکر جمشید ثانی کو سجدہ کیا کہا یا خداوند

...ھا کہ ای کلکال قصر ہفت رنگ مین جمشید تمھارے انتظار مین ہی کلکال نے کہا کہ مین
...ضرور جاؤنگا قدرت کی ضرور خبر لونگا یہ کہکر بھاگا سب سردار بادشاہ کو لیکر پلٹے ماران
...ز در شکار ہاتھ سے بادشاہ کے مارا گیا لشکر کو شکست فاش ہوئی بھاگنے کی تلاش
...ولی بادشاہ بفتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوے مگر کلکال اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا
...ف قصر ہفت رنگ کے جاتا ہی یہان وہ وقت ہی کہ جمشید ثانی قصر ہفت رنگ
...ن بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ نہین معلوم کلکال پر کیا گذری کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا
...مشید نے کہا کہ دریافت کرو یہ کیا آفت برپا ہی کہ ہنگامہ گیر و دار بلند ہی ہر ساحر وغیر
...ساحر دردمند ہی آخر کو گھبرا کر بارگاہ سے نکل آیا دیکھا کہ کلکال فوج پر سحر کر رہا ہی اور
...زار ہا جادوگر اس کے ہاتھ سے مارے گئے مگر سب چاہتے ہین کہ کلکال کو گرفتار کرلین
...کال ایسا نہین ہی کہ ہر کس و ناکس اسپر ہاتھ ڈالے بجوش و خروش لڑ رہا ہی کئی سو
...سر اس کے ہاتھ سے مارے گئے ہین اُن کے مرنے کی صدا بلند ہی جمشید نے کئی مرتبہ پکارا
...ا کلکال کیون دیوانہ ہوا ہی ارے میرے پاس آ مین جانتا ہون کہ تو اپنے ہوش مین
...ین ہی لیکن ایسا نہو کہ قدرت کوئی تقدیر کر دین کہ فرشتگان جہنم تجکو آکر لیجا دین اور آتش
...نم مین لیجا کر جلا دین ہرچند جمشید ثانی للکارتا ہی مگر کلکال اس قدر مبہوت ہی کہ جواب
...ین دیتا ساحرون سے لڑے ہی جاتا ہی جس ساحر نے بڑھ کر سحر کیا کلکال اُسی کے اوپر
...پڑا خواہ تلوار چلی خواہ سحر ہوا بہر نوع کلکال اُسپر غالب آیا دریاے خون بہ رہا ہی لاشے
...پ رہے ہین بعض ساحر بدحواس ہو ہو کر آپس مین لڑ رہے ہین بھائی نے بھائی کو
...ا باپ نے بیٹے کو قتل کیا جب قتل کر چکا تو لاش دیکھ کر رو یا پکار کر آواز دی کہ ای فرزند
...جوان تجکو کسنے قتل کیا یا خداوند جمشید ثانی یہ آپ نے کیا دکھایا کہ مین نے اپنے فرزند
...لاش کو دیکھا اگر قاتل سامنے ہوتا تو اُسکا بھی یہی حال کرتا ایک ساحر پہلو مین کھڑا تھا
...نے کہا کہ اب کیون روتے ہو خود کردہ را درمان نیست اپنے ہاتھ سے اپنے فرزند کو قتل کیا
...پھر الم کرتے ہو مناسب یہ ہی کہ دشمن کو مارو اس ظالم نے آکر ایسا بدحواس کر دیا کہ باپ
...بیٹا اور بھائی کو بھائی نہین سوجھتا اُس ساحر نے کچھ جواب سخت دیا آپس مین تلوار چلنے لگی

میثاق نے جو آسمان سے دیکھا کہ ہمارے بادشاہ قتل ہوتے ہین آسمان سے ہاتھ ہلایا
برق گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوے کلکال نے ایک آواز ہیبتناک سُنی کہ او کلکال تو
مغرور ہوا کہ ہمارے بادشاہ کو قتل کرتا ہی منم میثاق کوہ گردان سب نے دیکھا کہ میثاق
پردہ اُٹھا کر اندر آیا درگہ سالار نے چاہا کہ روکون میثاق نے ایک تمانچہ مار دیا
کا سر اُڑ گیا میثاق نے آتے ہی ایک گولہ مارا کہ بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے
مین شاہزادیان آپڑین سب نے بڑھ بڑھ کر سحر کیے ملکہ جبینستان نے کڑا پھینک مارا
بہار اعجاز بیان نے گلدستہ مارا کہ پھول برسنے لگے ایک طرف سے گلگونہ آکر گری
نے دریاے سحر جاری کیا ہر شاہزادی نے آتے آتے اپنا سحر کیا ان سب کے سحر سے
برپا ہو گئی بارگاہ مین آگ لگ گئی میثاق کوہ گردان نے اُسی اندھیرے مین بادشاہ
کے گلے مین لوح محفوظ پہنائی بادشاہ اپنے نام کا نعرہ کر کے اُٹھے نعرۂ بادشاہ جمشید
منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاوس و جم + تجلی دہ بزم اسلامیان
گلستان صاحبقران + نعرہ کر کے لڑنے لگے لشکر باہر آپڑا صدا گیر و دار کی بلند ہوئی
چلنے لگی ہزار ہا لاشہ گرا جملہ سردار بارگاہ مین جنگ کر رہے ہین چاہتے ہین لڑ بھڑ
کو نکال لیجائین بادشاہ نے ستون بارگاہ تھام کر ایک ہتہ مارا کہ بارگاہ لہرائی مار
غل مچایا کہ ای کلکال ہوشیار ہو کہ بارگاہ گرا چاہتی ہی یہ کہکر باہر نکلا بادشاہ بھی
بارگاہ گری صدہا ساحر دبکر مرے اب باہر معلوبہ ہو رہی ہی فیروزہ نے بادشاہ کو مرکب
بادشاہ مرکب پر سوار ہوے تیغۂ خون آلود ہاتھ مین لیے جنگ معلوبہ کر رہے ہین
اکڑتا ہوا سامنے آیا آواز دی کہ ای بادشاہ تمھاری قضا میرے ہاتھ سے ہی بادشاہ
یہ سُنتے ہی جا پڑے خوب آپس مین تلوار چلی شاہزادیان دیکھ رہی ہین کہ کس دھوم سے
لڑ رہے ہین مار ان دنگہ ہی جس مقام پر ماران نے ہاتھ مارا بادشاہ نے وہ ہی جو
مگر کلکال نے آگ برسائی خنجر گرائے بہار سے اور اس سے مقابلہ پڑا ہی بہار
کو کب مانتی ہی ہنس ہنس کے دفع کر رہی ہی ایک گلدستہ اسم سحر پڑھ کر مار دیا کلکال
آواز دی کہ ای شہنشاہ اقلیم خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی جو حکم کرو وہ بجا لائے

فرمایا او نامرد عیار کی معرفت یہ کام کیا اُسپر یہ گھمنڈ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر کہ ماران
بادشاہ کی نگاہ پڑی دیکھا کہ مُنہ چھپائے ہوے بیٹھا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ او نامرد تو نے اقرار
تھا کہ کل مقابلہ کرونگا اُس کا یہ انجام ہوا کلکال نے کہا کہ جلاد کو بلاؤ فیروزہ یہ حال دیکھکر
گا یہان سرداروں نے میثاق کے ساتھ جمع ہو کر صلاح کی کہ یارو یہ تو دیکھو کہ لوح محفوظ
مین بادشاہ کے ہی کہ نہین ملکہ حسینان نے کہا کہ لوح محفوظ اُن کے سرھانے زیر تکیہ
جود ہی میثاق نے لوح کو نکال کر جھولی مین رکھا اور سب سرداران لشکر کو جو معلوم ہوا
بادشاہ قید ہو گئے کل لشکر کو تیار کرایا شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار ہوئین
س طرح سے سب کے سب چلے مگر میثاق پر پرواز پیدا کر کے ان سب کے آگے جاتا ہی وہان
دقوم کا زنگی خنجر برہنہ کھینچے ہوے قریب بادشاہ آیا گردن پر کوئلے کا خط دیا آواز مین
انے لگا فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد
ست + تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون بازوئے پُر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون
ادل ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے کلکال نے کہا کہ ہم کو اختیار ہی بادشاہ نے جو یہ رنگ
ابلک پلک کر دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز اس مشکل کو آسان کر نظم

یاث ای حاکم تخت حکومت الغیاث	الغیاث ای والی مالک ولایت الغیاث
یاث ای دادبخش اہل حاجت الغیاث	الغیاث ای حامی وقت مصیبت الغیاث
دوای بارو درد دل ہر دردمند	الغیاث ای چارہ ساز اہل علت الغیاث
ع ہر محنت و غم دافع رنج و الم +	ہمدم ہر اہل دم وقت مصیبت الغیاث
لطف و عطا و مظہر جود و سخا +	مطلع نور صفا کان عنایت الغیاث
ہ پرور سایہ گستر فیض بخش و دادگر	معدن احسان و اکرام و محبت الغیاث
لمیر بندہ بے دست و پا در بیکسی	ہمدم و دمساز اندر رنج و راحت الغیاث
ب و فرمانروا و اہل حکم و اہل زہد	اہل طاقت اہل قوت اہل قدرت الغیاث
جلال و قادر و قیوم و رحمن و رحیم	خوان نعمت ابر رحمت گنج حکمت الغیاث

اہ جمجاہ مصروف دعا ہین جلاد نے کلکال سے پوچھ کر خنجر چمکایا چاہا ہاتھ ماردن

لگا ہی گھبرا کر نقب مین پھاند پڑا جب کنارے پر لشکر کے پہونچا ایک بلندی پر سے دیکھا کہ
عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی ہر چند فیروزہ بن عمرو دوڑا مگر چونکہ وہ عیار دور تھا نہ پایا وہ ع
اپنے لشکر مین داخل ہو گیا فیروزہ سمجھ گیا کہ یہ عیار ماران تھا وہی آقا کو لے گیا اور کو
غیر نہین آیا خیال مین آیا کہ چل کر لشکر مین خبر کر دون تو پھر سمجھا جائیگا یہ سوچ کر لشکر مین آیا ا
یہان ہلڑ ہو چکا تھا میثاق کوہ گردان و بحرین جادو و بہار اعجاز بیان و ملکہ حسینہ
وسکان زمین کن وغیرہ یہ سب شاہزادیان پریشان کھڑی ہین میثاق کوہ گردان
سب سے کہہ رہا ہی کہ یارو خبر تو معلوم ہو کہ آقا کو کون لے گیا کہ یکایک آواز زنگ کی کان
آئی سب نے دیکھا کہ فیروزہ بن عمرو روتا ہوا آتا ہی میثاق نے کہا کہ ای فرزند خواج
کوئی آقا کو لے گیا فیروزہ نے اُسی آہ و زاری مین جواب دیا یارو کیا پوچھتے ہو مجھ
دیر ہو گئی اگر چند ساعت پیشتر پہونچتا تو اُس عیار کو گرفتار کر لیتا میری تقدیر نے ر
نہ کی مین محروم رہگیا وہ عیار پشتارہ لیکر بارگاہ ماران مین داخل ہو گیا تب مین مجبور
ناچار ہو کر پلٹ آیا میثاق نے کہا کہ ہم ابھی چلتے ہین ای فیروزہ تم اتنی خبر لاؤ کہ
آقا سے کس طرح پیش آیا فیروزہ نے کہا کہ مین ابھی خبر لاتا ہون یہ کہہ کر روانہ ہوا صورت
بدلتا ہوا چلا مگر آفتاب نے پشتارہ لا کر سامنے ماران کے ڈالی دیا ماران پشتارہ
گھبرا گیا کہا کلکال کو خبر کرو ایک خدمتگار نے جا کر کلکال سے اطلاع کی کہ طلس
گرفتار ہو آے آپ چل کر قتل کیجیے یہ سُن کر کلکال خوشی خوشی آیا مگر ماران مُنھ چھ
بیٹھا کلکال نے کہا کہ او آفتاب اس کو ہوشیار کر آفتاب نے کہا کہ ای شہنشاہ
یہ جوان ہوشیار ہوتے ہی قیامت برپا کریگا پہلے آہنگرون کو بلوا کر اسکو مسلسل
کیجیے تب ہوشیار ہونیکا حکم دیجیے آہنگر آئے بادشاہ کو مسلسل کیا ہتھکڑیان بیڑ
پہنا مین آفتاب جہانگرد نے بادشاہ کو ہوشیار کیا آنکھ جو بادشاہ کی کھلی خانہ زنجیر مین
بادشاہ نے اُٹھتے ہی دیکھا کہ کلکال مقام صدر پر بیٹھا ہی مثل اہل اسلام کے صاح
کی کلکال نے کہا کہ ای بادشاہ اپنے کو کس حال مین پاتے ہو بادشاہ نے فرمایا ک
شیر رمہ گوسفندان مین آتا ہی کلکال نے کہا کہ آپ کو اپنی جرأت کا بڑا گھمنڈ ہے

ور بھی نہین کیا اکثر نیچے آجاتا تھا ہر چند کہ اُسنے گھسے مارے مگر مجکو یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاگرد
رن دبا رہے ہین آج مین نے دل اُسکا بڑھا دیا کل زیر کرکے باندھ لاؤنگا میرے ہاتھ سے
ندہ بچنا اُسکا دشوار ہی کلکال یہ سُنکر خاموش ہو رہا مگر سمجھ گیا کہ ماران کا جی چھوٹ گیا
ہا اپنی بارگاہ مین جاؤ کل سمجھا جائیگا ای ماران کل مین بھی سحر کرونگا زمین ہلادونگا طبقے
مین کے آسمان پر پہونچا دونگا مگر ماران کلکال سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آیا دل
مین یہ سوچ رہا ہی کہ اب طلسم کشا سے کیا مقابلہ کرونگا اُسکے مقابلہ ہوا تو ضرور زیر ہو جاؤنگا
اِسی سوچ مین بیٹھا تھا کہ عیار اُسکا آفتاب جہانگرد آیا اور دست بستہ عرض کی کہ
حضور آج کیون خاموش بیٹھے ہین مین نے سب حال جنگ و جدل دیکھا حقیقت مین آپ ہی
کا کلیجہ تھا کہ اتنی دیر لڑا کیے آپ نے بڑا کمال کیا کہ میدان سے چلے آے اب حضور کو کیا
خطور ہی ماران نے جو عیار کو بہت مہربان پایا کہا ای آفتاب کیا پوچھتا ہی ایسا رنج
اُٹھایا ہی کہ آج تک کبھی میدان سے خالی نہین پلٹا مگر آج طلسم کشا کے مقابلے سے پلٹ آیا
آفتاب نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین طلسم کشا کو گرفتار کرلاؤن ماران نے کہا کہ ہان
ای آفتاب طلسم کشا کو جس طرح ہو گرفتار کرلا تو وہان پھر کوئی میرے مقابلے کے لائق نہین
مین سب پر غالب آؤنگا آفتاب جہانگرد وعدہ کرکے ماران سے رخصت ہوا باہر
آکر صورت تبدیل کی لشکر طلسم کشا مین آیا ایک ایک سے پوچھتا ہی کہ طلسم کشا کس بارگاہ
مین رہتا ہی ایک دوکاندار نے بتادیا کہ سامنے جو بارگاہ سُرخ رنگ ہی اُسمین تشریف
رکھتے ہین جب آفتاب کو معلوم ہوا ایک گوشے مین آکر بیٹھا دوپہر رات گئے نقب دی
نقب کا بارگاہ مین توڑا گرد مین اٹا ہوا نقب سے نکلا قریب چھپر کھٹ کے آیا اُس شب کو
بادشاہ نے لوح محفوظ اُتار کر سرہانے رکھدی تھی آفتاب نے بادشاہ کو بیہوش کیا پشتارہ
باندھ کر اُسی نقب سے لے نکلا جست و خیز کرتا ہوا چلا فیروزہ بن عمرو کہ طلاے پر تھا ایک
دکان پر سو گیا تھا خواب مین دیکھا کہ بادشاہ کو ایک سگ سیاہ لیے جاتا ہی فوراً آنکھ
کھُلی گھبرا کر اُٹھا قریب بارگاہ کے آیا نگہبانون سے دریافت کیا سُنا خیریت ہی فیروزہ اندر
بارگاہ کے داخل ہوا دیکھا چھپر کھٹ خالی پڑا ہی اور ایک طرف پہلے بارگاہ مین مہرہ نقب کا

برہوت نے تیغہ کھینچا خبردار کہہ کے ہاتھ مارا بادشاہ نے اسکے وار کو سپر پر روکا تیغہ
کو کھینچ کر سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ مار دیا کہ برہوت کے دو ٹکڑے ہوئے لشکر والے اسکے
ہر ایک کا یہ قول تھا کہ بادشاہ لشکر اسلام بڑے جری و بہادر ہین اُس پہلوان کا
جسکا مثل و نظیر نہ تھا بادشاہ جمجاہ نے پھر مبارزطلبی کی کلکال نے ماران اژدر
کی طرف دیکھا ماران نے گینڈا اپنا صف سے نکالا اور کلکال سے کہا کہ برہوت
پہلوان تھا مگر بڑا بودا تھا کیا جھٹ پٹ ہاتھ سے سعد شہریار کے مارا گیا اب
سر لاتا ہون مین کبھی کسی جنگ سے خالی نہین پلٹا اس طرح بلبلاتا ہوا میدان
آیا مگر جمال بیمثال بادشاہ پر جو نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہو گیا دیکھ کر آواز
کہ ای شہریار میری اطاعت کیجیے مین آپ کو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا بادشاہ نے فرمایا
عنایت آپ زیادہ مہربانی نہ فرمائیے یہ میدان کارزار ہے زبان تیر و کلہ عمود سے
ماران نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دو گھڑی کامل نیزہ
ہوئی بادشاہ نے ایک مقام پر نیزہ اسکا گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے ماران
نکل گیا ماران نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکر ہاتھ مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلا
ہاتھ ڈال دیا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین بادشاہ
زور سے لڑ رہے ہین کہ جسکا مثل نہین جب ماران کو پکڑ لاتے ہین ایسے دو چار جھٹکے
ہین کہ ماران حیران ہو جاتا ہے الجھا الجھ کے نکلتا ہے جرأت شاہ سے دل دہلتا ہے
کامل لڑا پہر دن رہے کہا کہ ای شہریار اب پلٹ جائیے کل پھر ہمارے آپ کے مقابلہ
بادشاہ نے فرمایا ہمارا یہ دستور نہین ماران نے کہا کہ مین وہ پہلوان ہون کہ جس
اُس کو مارا اب مین نہ لڑونگا کل ایسی جنگ کرون کہ آپ کو حال کھلے کہ مین کیسا پہلوان
گو آج کے دن آپ کا اقبال یاوری پر تھا کہ بچ گئے مگر اب کل اقبالمندی کا حال کھلے
سُنکر بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا ماران ہاتھ چھڑا کر گینڈے پر سوار ہو کر چلا بادشاہ
جواب نہ دیا بادشاہ بھی پلٹے مگر ماران سامنے کلکال کے آیا کلکال نے پوچھا کہ کیوں
ماران خالی کیون پلٹے ماران نے کہا کہ وہ جوان تو معشوق ہے مین نے اچھی طرح

ل بڑی ورزش کی ہی زوروں پر چڑھا ہوا ہون مدت سے سُنتا تھا کہ مسلمانون کا بلوہ ہی
ب تک حکم نہین ملا تھا تم چلو مین بھی آتا ہون ساٹھ ہزار فوج میرے ہمراہ ہی اگر دیو ہو تو
ے بھی مقابلہ کرون کلکال روانہ ہوا بعد اس کے جانے کے برہوت نے ساٹھ ہزار فوج
وج کیا کلکال صحرائے ماران مین آیا ماران اژدر شکار نامے پہلوان یہان کا
ہی اُس کو بھی آمادہ کیا یہان سے رخصت ہو کر اپنے لشکر مین آیا چار لاکھ ساحر جمع کیے
ت و نقارہ بجواتا ہوا چلا یہان بادشاہ اسلام جنگ مذکور فتح کر کے اپنے لشکر مین آئے
بنے صلاح دی کہ اب جزیرۂ عنبر بار کی طرف چلیے دوسرے دن سب لشکر تیار ہوا
دہ ہی کہ بڑھین کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی کلکال جادو چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا
شاہ کو جو معلوم ہوا کہ یہ شکست خوردۂ سابق ہمارے مقابلے مین پھر آیا ہی بارگاہین
ادکرادین دوسرے دن برہوت مردم در ساٹھ ہزار فوج سے آیا اوس کے دوسرے
ماران اژدر شکار بھی آکر پہونچا یہ سب خبرین بادشاہ جمجاہ کو گذر رہی ہین اب کلکال
بل جنگی بجوایا ہرکارون نے بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان
نے لگین چار پہر رات اسی سامان مین بسر ہوئی اب وہ وقت آیا نظم یکایک ہوا
ن سحر کا ظہور ٭ اُڑا آشیانے سے طاوس نور ٭ وہ طاوس مشرق کا تھا بادشاہ ٭
ت گر مخوا در روشن نگاہ ٭ سپہ کی علامت سپیدہ ہوا ٭ نشان آگے آگے خط صبح کا ٭
دبدبہ خلق پر آشکار ٭ کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار ٭ صبح کو ہر دو لشکر میدان مین آئے
ال جادو سب کا افسر بنا ہوا آگے بڑھا ہوا برہوت و ماران دونون ساتھ ہین
ین جمین نقیب نقابت کر کے ہٹے کلکال نے برہوت کی طرف دیکھا برہوت نے گینڈا
یا جھومتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے فرد گران
برابار سر بر تن است ٭ حکیم علاجش بدست من است ٭ مین وہ پہلوان ہون کہ جسکے مقابلے
ہی کیا اُسکو قتل کیا افسر کلان میرے مقابلے مین آئے سعد بن قباد کو جوش جرأت آیا
ڑا بڑھا کر مقابلۂ برہوت مین آئے برہوت نے سراپا دیکھ کر دل سے کہا کہ اگر اس
ن کو زیر کرونگا تو اپنا رفیق بناؤنگا یہ سوچ کر نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا

غیر اپنون کو بنایا جلوہ گاہ یار نے	آنکھ نا محرم ہوئی جسدن سے دل
دوسرا غم دوست مجھسا تھانہ عالم مین جلا	دوست اسپر ایک مدت مین کسی کا

ساحران اہلِ اسلام نے ایسے سحر کیے کہ کلکال جادو بھاگا کہتا تھا کہ یارو کیسا
کہ سب نامی جادوگر طلسم کشا کے شریک ہو گئے میثاق ایسا ساحر کہ جسکا عالم
مثل نہین ہے اس کا سحر کون روک سکے کئی ہزار جادوگر اُسی ظالم کے ہاتھ سے مارے
اب چل کر شکست درست کرون پھر آکر سب کو گھیر کر مار لونگا ابتو جاکر تیاری کرون
خیال تھا کہ مسلمانون کو گھیرون ایک کو زندہ نہ چھوڑون مگر ایسی غفلت مین مقابلہ
مین برائے شکار آیا تھا اور اس جھگڑے مین پھنس گیا یہ نہ جانتا تھا کہ ساحران نا
کے شریک مسلمانان ہو گئے ہین نئی کیفیت یہ دیکھی کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا ایک
نے کہا کہ ہمنے خبر سنی ہے طلسم کشا کے پاس لوح محفوظ ہے راز داران طلسم اس لوح
رکھ گئے تھے وہ طلسم کشا کو ملی اب کون اُن سے لڑ سکتا ہے کلکال نے کہا کہ اس جا
ہم فتح کرین گے وہ لشکر لیکر آؤن کہ گاو زمین بار نہ اُٹھا سکے یہ کہتا ہوا کئی کو
آکر ٹھہرا کہا یارو خدمت خداوند مین چلو سب نے کہا کہ یہی بہت درست ہے چلکر
سے فریاد کیجیے یقین ہے قدرت تقدیر کرین گے یہ صلاح کر کے کلکال نے لشکر ا
صحرا مین چھوڑا آپ خدمت جمشید ثانی مین آیا سب حال بیان کیا کہا مجکو حکم
کہ طلسم کشا پر لشکر کشی کرون سب کو گرفتار کر کے لاؤن جمشید نے حکم دیا اور
کلکال پہلے تم کو اس وجہ سے شکست ہوئی کہ ہم نے تم کو حکم نہ دیا تھا تمھاری
ہوتی بدون حکم ہمارے جو کام کرو گے ایسا ہی ہوگا رنج اُٹھاؤ گے اب جاؤ اور
کر لو پہلوان بھی ساتھ ہون چونکہ تم خود ساحر زبردست ہو ضرور غالب آؤ گے
مین یہانسے تقدیر کرتا ہون کہ اب شکست نہ ہو گی یہ کہکر کلکال کو خلعت رخصتی
مرغ زرین بنا ہوا باہر آیا صحرائے برہوت مین پہونچا کہ برہوت مردم درون
تھا کلکال نے اس سے ملاقات کی کہا اے برہوت مین حکم خداوند لایا ہو
ساتھ چلو طلسم کشا سے مقابلہ ہے تم بھی اپنی جرأت دکھاؤ برہوت نے کہا کہ

صحرا سے گرد بلند ہوئی دیکھا کہ ایک تاجدار بشوکت تمام تخت پر سوار ہے پشت پر تین لاکھ ساحر
ن تاجدار نے جوان سب کو دیکھا شاطر ہمراہ تھا کہا دریافت تو کر کہ یہ کون لوگ ہین شاطر
نام بادشاہ دریافت کر کے فوراً اپنے مالک سے اطلاع کی کہ یہ طلسم کشا ہین وہ تاجدار
خوش ہوا کہا صاحبو آج بڑا مطلب حاصل ہوا کہ بادشاہ مل گئے اگر ان کو کہین لوح
ملی تو بڑا غضب ہوگا یہ کہکر فوج کو اشارہ کیا کہ ان سب کو گرفتار کر لو تین لاکھ فوج لینا
لاکہ کر چلی سعد شہریار بھی اُن سب پر جا پڑے کلکال جادو تاج پہنے ہوے اپنے
تخت پر سوار سب کو ترغیب دے رہا ہے کہ ہان یارو لڑو ان سب کو گرفتار کر لو میثاق نے
کر سحر کیا کہ تلوارین برسنے لگین اور ملکہ بہار نے بھی بڑھ کر پھولون کا گجرا مارا سب پر
پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا وہ جل کر خاک ہو گیا جب کئی ہزار جادوگر مارے گئے تب
کلکال گھبرایا یہ بھی دیکھ لیا کہ سرداران بادشاہ سب ساحران زبردست ہین کسی سے
نہین رُکتے رستمانہ لڑ رہے ہین جس ساحر نے سحر کیا اُس کو دیوانہ کر دیا لیکن خوب جما ہوا
رہا ہے کلکال نے بڑھ کر سعد کو روکا سعد شہریار نے وار اُس کا خالی دیا ہاتھ تیغہ
تمام کا مارا اُس جادوگر نے سپر سحر کو اُٹھا دیا تیغہ جو تڑپ کر گرا سر کلکال کا زخمی ہوا
ساحرون نے سب طرف سے بلوہ کیا چاہا کہ بادشاہ کو گرفتار کر لین اُس مقام پر خوب
چلی بحرین نے جو دیکھا کہ ایسا نہ ہو بادشاہ گرفتار ہو جاوین سحر کیا کہ دریاے قہار
ہوا سب ساحر ڈوبنے لگے ایک طرف سے بہار اعجاز بیان نے سحر کیا پھول برسے
ہواے سرد چلی غنچے چٹاک کر کھلے بلبلین یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی تھین نظم

دل بس بس گیا اتنا ہجوم غم ہوا	یاد ہے زیر فلک ایسا بھی مجمع کم ہوا
دل ناشاد مین کوئی نہ خوش اک دم ہوا	رنج نے رہکر اُٹھایا رنج غم کو غم ہوا
جب اُس فتنہ گر کی جھک گئی سر خم ہوا	وہ جو زیر خاک تھے اُن کا عجب عالم ہوا
تعزیر تھی تقصیر وارون کو ترے	دل کی دل ہی مین رہی کیا جلد غصہ کم ہوا
ناصح کی بلائین مری تنہائیان	شاق دم بھر جسکی صحبت تھی وہ ہی ہمدم ہوا
ین تو ہوا دب مغرور جھکتے کس سے ہم	سر خدا جانے ترے سجدے مین کیونکر خم ہوا

ایک جادوگر کو اشارہ کیا کہ صمصام جادو اس کا نام ہی کہا ای صمصام سکان کو لینے
جانے نہ پاے صمصام بموجب حکم جمشید ثانی روانہ ہوا آگے آگے سکان جاتی ہی
تعاقب مین سکان کے صمصام جاتا ہی قضاے کار بادشاہ اسلام واسطے شکار
صحرا مین آئے تھے اور میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان و ملکہ حسینا
گلگونہ و بجرین وغیرہ ساتھ تھے کہ آسمان پر نعرہ ہوا او گیسو بریدہ و شوخ دیدہ
جاتی ہی بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ آگے آگے ایک مہ جبین بھاگی ہوئی آتی ہی اور تعا
مین اُس کے ایک ساحر سیہ فام و بد انجام للکارتا ہوا آتا ہی بادشاہ نے میثاق سے
مخاطب ہو کر کہا کہ ای میثاق اس ظالم سے اس عورت کو بچاؤ میثاق نے للکا
ظالم اظلم خبردار او بدخو اس خوشخو کو کیون ستاتا ہی اور سکان کی طرف متوجہ ہو
کہا کہ ای مہ جبین حضور موجود ہین آکر فریاد کر اور اپنی کیفیت بیان کر تب حال
یہ کیا معرکہ ہی اور تو کیون بھاگتی ہی اور او ساحر تو کیون پیچھا کرتا ہی سکان نے جو مید
کو مہربان پایا پلٹ پڑی اور پکار کر کہا کہ ای شہریار مین ہون سکان زمین کن یہ
مجکو گرفتار کرنے آیا ہی اور مین دربار سے جمشید ثانی کے بھاگی ہون کیا خدا کی قد
ہی کہ اس صحرا مین حضور سے ملاقات ہو گئی اور خیر خواہان دولت بھی ہمراہ ہین اب
کوئی کیا کر سکتا ہی مگر صمصام نے چاہا کہ تڑپ کر میثاق پر گرون میثاق جہان دید
کار آزمودہ ہی اس کے سحر کو کب مانتا ہی ایک گولہ مار دیا کہ سینے کو توڑ کر پار گند
صمصام مر کر گر پڑا سکان نے جو بادشاہ جمجاہ کو دیکھا جھک کر سلام کیا بادشا
پوچھا کہ کیون او نیکبخت تیرا کیا ارادہ ہی مین تیرا کفالت موجود ہون سکا
قدمون کو بادشاہ کے بوسہ دیا عرض کی کہ جمال بے مثال کی گلچین ہون بادشاہ
نے ہاتھ تھام لیا اور سر سکان کا سینے سے لگایا سکان زمین کن بھی ہمراہ رکاب
عرض کرتی ہوئی آتی ہی کہ اس کنیز پر کئی افتادین پڑین مگر آپ کے اقبال سے بچ
اس وقت جنگل مین حضور کا ہونا میرے واسطے غنیمت ہو گیا ورنہ یہ دشمن خدا
چھوڑتا بادشاہ نے فرمایا کہ کسکی مجال ہی کہ جو تم کو ستائے چل کے لشکر مین رہو

سکی زبان مین سوزن دو اسے قید کرونگا یہ کیا ستم ہی کہ دشمن پر ہمارے مائل ہوئی ہی
ور سہم سے انکار سکان تڑپ کر اُٹھی چاہا کہ بر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن ایک ساحر
نے لپک کر ہاتھ پکڑا قصد کیا کہ زبان مین سوزن دون سکان زمین کن نے سحر کیا کہ وہ
ساحر جلنے لگا دربار مین جمشید کے یہ ہنگامہ ہو رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر
یہ فام و بد انجام تخت پر سوار آکر پہونچا جمشید ثانی کو سجدہ کیا اور عرض کی کہ یا خداوند
میری معشوقہ پر کیا بدعت ہی مین مدت سے اسپر مرتا ہون آج مین نے سُنا کہ دربار خداوند
مین اس پر بدعت ہو رہی ہی نہ چین پڑا فورًا چلا آیا امیدوار ہون کہ یہ مجکو مرحمت ہو مین
بہلا لونگا اس پر جو سودائے عشق مسلمانان سوار ہی وہ اُتار دونگا اس کو رام بنا لون گا
جمشید ثانی نے کہا کہ او مہنت جادو تو بڑا گستاخ ہی کہ قدرت جسپر توجہ فرمانا چاہتے
ہین تو اُسپر اپنا عشق ظاہر کرتا ہی خبردار او ملعون اب نام نہ لینا ورنہ آتش قہر سے تجکو
جلا دونگا مہنت نے جواب دیا قدرت کو اختیار ہی مگر مین آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہو کر
آیا ہون بدون معشوقہ کو لیے نہ جاؤنگا جو چاہیے مجھپر بدعت کیجیے وہ سب گوارا کرونگا
یہ کہکر سکان کا ہاتھ تھام لیا اور کہا صاحب چلو باغ آراستہ ہی ہر شجر گلہائے رنگا رنگ
شگوفہ ہائے بوقلمون سے پیراستہ ہی تم کو باغ مین لیجا کے بٹھاؤنگا کنیزان چینی ورومی موجود
ہین وہ خدمت کرینگی جو حکم ہوگا وہ بجا لاؤنگا سکان نے کہا کہ ای مہنت جادو قدرت
سے تو مین انکار کر رہی ہون یہ تم نے کہان کا راگ پھیلایا ایسا نہ ہو کہ فساد عظیم ہو جائے
مہنت نے کہا کہ مین کسی طرح نہ مانونگا تم کو اپنے ساتھ لیکر جاؤنگا جمشید ثانی نے وزرا
کو حکم دیا کہ اس بے ادب کو سمجھا دو ایک وزیر نے کہ ساحر زبردست ہی مہنت کو
للکارا کہ کیون ای مہنت جادو ادب سے نہین رہتے ہو ایسا نہ ہو کہ قدرت
کو غصہ آجائے تو آتش قہر سے جلا دین یہ کہکر مہنت کا ہاتھ پکڑا مہنت جادو نے اپنا
ہاتھ چھڑا کر سحر کیا کہ وزیر پر ایک خنجر گرا شانہ وزیر کا نشانہ ہوا وزیر جو زخمی ہوا اور زیادہ
غصہ آیا وزیر نے ایک تمانچہ مارا کہ سر مہنت کا اُڑ گیا مرتے ہی مہنت کے اندھیرا ہوا
اُس اندھیرے مین سکان تڑپ کر نکلی جمشید نے جو دیکھا کہ سکان اُڑتی ہوئی جاتی ہی

اُچھل پڑا دیکھا کہ کوہبار تیغۂ برہنہ ہاتھ مین لیے بارگاہ مین گھس آیا کہا یا خداوند
سُرخ پوش کو میرے حوالے کیجیے کہ مین اس کے ٹکڑے اڑاؤن جمشید نے کہا کہ ای کوہبار
معشوقہ کون تھی سُرخ پوش نے کہا کہ یا خداوند ملکہ سکان زمین کن ہی کہ مین مدت
اُسپر عاشق ہون آج یہ دعوی عشق کرتا ہی اس وجہ سے مجکو ناگوار ہوا مین اسکے ہا
زخمی ہوا جمشید نے کہا کہ او سُرخ پوش اپنی زبان کو بند کر ایسا کلمہ زبان سے نہ
قدرت کو اُسپر توجہ ہی یہ ذکر تھا کہ برق چمکی ملکہ سکان آکر پہونچین کوہبار نے کہا
خداوند مین اسکو ساتھ لیجاؤنگا سکان نے کہا کہ یا خداوند آپ حکم دیجیے کہ یہ بیجا
دست انداز ہو دیکھیے تو کیسا ذلیل کرتی ہون مین اسی وجہ سے چلی آئی کہ یہ دونون
مزاج لڑ رہے ہین دونون کا سحر مین سمجھ گئی دونون کو ذلیل کر سکتی ہون کہ کوہبار
سُرخ پوش کے چلا جمشید منع کرتا ہی کہ او کوہبار یہ کیا بدعت کرتا ہی مگر کوہبار
نہ مانا سُرخ پوش سے تلوار چلنے لگی ایک مقام پر کوہبار نے جھکائی دیکر ہاتھ مارا
سُرخ پوش کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ گر کر تڑپا سُرخ پوش کو مار کر کوہبار جادو
سکان کے چلا سکان نے کہا کہ یا خداوند اس کو منع کیجیے میرے قریب نہ آئے ورنہ
پچتائیگا جمشید نے ہر چند منع کیا مگر کوہبار نے نہ سُنا چاہا سکان سے لپٹ جائے
سکان زمین کن نے کان سے بجلی نکالی اسم سحر کا پڑھ کر پھینک ماری ایک بجلی
گری کہ کوہبار کے بھی دو ٹکڑے ہوے جمشید نے ہنس کر کہا کہ ای معشوقۂ قدرت
کیا کار نمایان کیا ہی رقیب قدرت کو مارا یہ دونون بے حیا اسی لائق تھے کہ
مارے گئے ان کو جہنم مین بھیجونگا ای سکان میرے پاس آکر بیٹھو سکان نے کہا
خداوند انھین لفظون پر یہ آفت برپا ہوئی ہی کہ یہ دونون مارے گئے جہنم مین بھیجے
آپ پھر وہی کلمے زبان سے نکالتے ہین جو قدرت کے دل مین خیال ہی وہ محال ہی
دل سے دور کرین جمشید ثانی نے کہا کہ مین ایسا سحر کرونگا کہ تو خود مجھپر مائل ہو
سکان نے جواب دیا کہ خداوند اگر آپ ایسا کرین گے تو مجھے زندہ نہ پاوینگے
جس وقت ہوشیار ہونگی جان دیدونگی یہ سُنتے ہی جمشید نے بقہر و غضب حکم دیا

نیزون نے چاہا کہ سکان کو گرفتار کر لین سکان نے ہاتھ ہلا دیا اُن کنیزون کے سر اُڑ گئے
ب کوئی قریب نہین آتی دور سے لینا لینا کر رہی ہین مگر مرنے پر کنیزون کے کوہبار نے
ھ نہ کہا منتین کر رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر اژدر پر سوار لباس سُرخ پہنے
دے آکر پہونچا اور کوہبار کو منع کیا کہ خبردار اس کو ہاتھ نہ لگانا کوہبار نے کہا کہ
کون ہو ہماری اسیر جان جاتی جو ہم لاکر محفل مین بٹھا دین گے مراد دلی حاصل کرینگے
سنے ہماری کئی کنیزین قتل کر ڈالین اور تمنے کچھ نہ کہا اگر سحر کرونگا تو یہ دیوانی ہو جائیگی
سنے کہا کہ میرا سُرخ پوش جادو نام ہی مین مدت سے اسیر عاشق ہون کیونکر سے
ارا کرون کہ تم اس کو تکلیف پہونچاؤ مین نہ دیکھ سکونگا کوہبار نے کہا ای سُرخ پوش
علوم ہوتا ہی کہ تمھاری قضا آئی ہی بہت پریشان ہو گے سُرخ پوش نے کہا کہ کل
شکر کو اشارہ کرو کل کنیزین مجھپر بلوہ کرین تب میرے سحر کا مزہ دیکھو کوہبار نے کہا کہ
ے مغرور ہوا اپنے سحر کا بڑا دعوی ہی یہ کہکر اشارہ کیا ایک تبر گرا کہ شانہ سُرخ پوش
زخمی ہوا سُرخ پوش نے زخمی ہو کر تلوار کھینچی کوہبار پر ہاتھ مارا کوہبار نے وار
اُس کے روک لیا مگر سکان نے جو دیکھا کہ یہ دونون معروف جنگ ہین وہان سے
ہی تخت پر بیٹھ کر روانہ ہو گئی ادھر کوہبار نے سُرخ پوش کو بہت عاجز کیا آخر مجبور ہو کے
رخ پوش بھاگا اور کوہبار پیچھے چلا مگر کوہبار چہار جانب دیکھتا ہی کہ وہ معشوقہ کہان
ی حیران ہو کر سر پٹکنے لگا کہتا تھا کہ اُس سُرخ پوش نے اِس وقت معشوقہ کو کھویا
نہ مین نہ جانے دیتا افسوس اُس ظالم نے آکر یہ فتور ڈالا سر اُٹھا کر دیکھا کہ کل لشکر سکان
ہو رہا ہی سوچا کہ جہان وہ ہو گی وہان یہ سب جا دینگے پیچھے پیچھے چلا مگر سُرخ پوش
بھاگا دربار مین جمشید کے آیا جمشید نے دیکھا کہ سر سے سُرخ پوش کے خون جاری ہی
بدحواس آکر گر پڑا جمشید نے پوچھا کہ ای سُرخ پوش خیر تو ہی کہان زخمی ہوے اُس نے
ب حال بیان کیا جمشید ہنس رہا ہی کہتا ہی جو شاہزادی جاتی ہی آفت مین مبتلا ہو جاتی
اب مین سُرخ پوش کو کیا جواب دون اتنے مین یہ معرکہ ہوا کہ سُرخ پوش تو فریاد
رہا ہی اور جمشید سر جھکائے بیٹھا ہی کہ دھڑوکے کی شیر کے آواز آئی جمشید ثانی تخت پہ

سے بیٹھی ہین اور ایک شوخ و شنگ یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

اُس شمع تجلی نے ستایا مرے دل کو
پروانہ صفت ہاے جلایا مرے
اپنا جو سمجھتے تو نہ یون تلوون سے ملتے
تم جانتے ہو یار پرایا مرے
فرقت مین تمھاری کبھی تڑپا کبھی مچلا
ای جان جہان چین نہ آیا مرے
لی مفت مری جان اسے عشق تھا قد کا
کیون دار پہ تمنے نہ چڑھایا مرے
سچ سچ کہو تڑپا کے بے مجھے تم کو ملا کیا
کیون دام محبت مین پھنسایا مرے
ہی جی مین یہی ترک ملاقات کر دن مین
سطوت بہت اُسنے ہی دکھایا مرے

سکان نے اُس جلسے کو دیکھ کر بہت پسند کیا ایک گوشے مین آکر ٹھہری ایک
سکان کو دیکھا کہ ایک آفتاب عالمتاب گوشے مین بیٹھی ہی اشعار عاشقانہ
آنکھون مین اشک بھرے ہین اُس کنیز نے کوہبار جادو سے جاکر اطلاع کی کہ ای
ایک نازنین نہایت حسین و جمیل ایک گوشے مین آکر بیٹھی ہی اور آپ کو دیکھ ر
کوہبار نے پلٹ کر دیکھا نگاہ اُس کی جو جمال سکان پر پڑی مبہوت ہو کر اُٹھ
آکر کہا کہ ای شہنشاہ ملک خوبی و ای سرور دان باغ محبوبی محفل مین آکر بیٹھو اچھ
گانا سنو بہت عمدہ گائنین موجود ہین وہ سب گائین گی اور آپ کو گانا سنائین گ
اور رہی خیال مین تھی تصویر بادشاہ آنکھون کے نیچے پھر رہی تھی کچھ جواب نہ دیا ک
نے ہاتھ تھام لیا کہا حضور آئیے محفل مین تشریف رکھیے سکان نے کہا کہ او سا
لٹھے کیون اسقدر مبہوت ہوتا ہی مین نے دور سے جلسہ دیکھ لیا مین محفل مین نہ
کوہبار نے کہا کہ آپ کو تکلیف تو ہو گی مگر چند ساعت تشریف رکھیے مین آنکھو
خدمت کرونگا کیا مجال ہی کہ آپ کے خلاف کوئی امر ہو سکان نے ہاتھ چھڑا کر جوا
کہ زیادہ بے تکلف نہ ہو اپنے مقام پر جا کر بیٹھ مگر کوہبار نے چاہا دست اندازی
سکان نے ایک تمانچہ مارا کوہبار گال سہلا کر رہ گیا کنیزون کو بہت ناگوار ہو
نے اُٹھ کر کہا کہ ای شہنشاہ آپ کو اِس گستاخ نے تمانچہ مارا ہم پر بہت شاق ہو
حکم ہو تو اسکو سزا دین آپ کے پہلو مین لاکر بٹھا دین یہ سُنتے ہی کوہبار نے اشارہ ک

شاہ کس خوبی سے لڑ رہے ہین کہ سحر اُنپر کسی کا تاثیر نہین کرتا ہزارون ساحرون مین گھرے
ہے ہین اور شاہزادیون نے سحر کی بوچھار کی ہر سیکڑون سر ٹکراتے پھرتے ہین سکان نے
ل بازگشت بجوایا لشکر علحدہ ہوے سکان رنجیدہ پلٹی دل سے باتین کرتی ہوئی جاتی
کہ ای سکان کل تو نے بہار و ملکہ حسینان کو طعنہ دیا تھا وہ ہی بڑا بول تیرے
امنے آیا اب مین جا کر خداوند سے کہدونگی کہ کسی اور کو بھیجے مین میثاق کے سحر کا جواب نہین
ے سکتی یہ سوچ کر رات ہی کو لشکر تیار کرایا پہر رات رہے کوچ کر کے روانہ ہوئی مگر تصویر
یالی سعد شہر بانو کی آنکھون کے نیچے ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کبھی کلیجے پر ہاتھ رکھتی ہی
ی آسمان کی طرف دیکھ کر پکار اُٹھتی ہی کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار تو نے کیا
دِہی دکھائی کہ طائر دل دام زلف عنبرین بادشاہ مین پھنسا جسکا چھوٹنا دشوار ہی اب
و کوشش بیکار ہی ای سکان قدرت سے رخصت ہو کر اپنا قصر بند کر کے بیٹھ رہون
ی سے نہ ملون سب طرح خرابی ہی مجکو نہ گوارا ہوا کہ بادشاہ پر چشم زخم پہونچے کئی افیون
قتل کیا آخر ایک دشت مین آکر پہونچی کہ چہار جانب بڑے بڑے پہاڑ ہمسر فلک نیلوفری
کوہ سرسبز و شاداب ہین نخل ہاے بار آور کی شاخین جھکی ہوئی ہین سر سجدے مین جھکائے
ان اپنے پیدا کرنیوالے کو یاد کر رہی ہین طائران زمزمہ سرا بزبان بے زبانی تعریف ایزد منان
ن مصروف ہین وہ مقام سکان کو پسند آیا لشکر کو اُسی مقام پر اُتارا مگر نیا معرکہ دیکھا
طائر وہانکے مثل انسان کے کلام کر رہے ہین آواز دیتے ہین کہ ای لشکر والو اس صحرا
ین نہ اُترنا ورنہ عفریت جادو ضرور آفت برپا کریگا جس وقت اُس کو خبر ہوگی آکر سبکو
ا جائیگا زور اپنا دکھائیگا مگر سکان نے ان لفظون کو خیال نہ کیا لشکر کو اُتار دیا ایک
رگاہ استادہ کرا کر اُس مین آپ آکر بیٹھی محفل عیش و نشاط آراستہ کی کسی طرح دل نہین
لگتا دو پہر رات گئے تک بیٹھی رہی بعد دو پہر کے چاہا کہ اُٹھون اور خاصہ نوش کر کے
رام کرون کہ آواز گانے کی کان مین آئی کان کھڑے ہوے کہ ای سکان اس صحراے
وحشت انگیز مین کون گا رہا ہی حیرت مین آکر بارگاہ سے نکلی دیکھا سامنے درۂ کوہ کے
ب شامیانہ استادہ ہی اُسکے نیچے مسند پر ایک تاجدار بیٹھا ہی گرد نازنینان مہ جبین قاعدے

آئی پکار کر آواز دی کہ ای بہار زمین تم سے مقابلہ چاہتی ہون بہار نے یہ سنکر یاد کر
بڑھایا سکان نے جو بہار کو آتے ہوے دیکھا صحرا کی طرف دیکھ کر آواز دی اے ضرغا
جلد آؤ اس لشکر کو کھا جاؤ یکایک جنگل سے گرد اڑی کئی ہزار شیر صحرائی پیدا ہوے جب
طرف لشکر اسلام کے چلے جب قریب حصار پہونچے سر ٹکرانے لگے اور پلٹ کر طرف
بھاگے سکان نے کئی سحر ایسے کیے کہ شیران صحرا آئے اور ریچھ بھی صحرا سے دوڑتے
آئے مگر حصار میثاق سے نہ گذر سکے سامنے سے آکر پلٹ گئے سکان نے جھلا کر چھو
نشتر نکالا پیشانی پر مارا قطرے خون کے لیکر لشکر اسلام پر پھینکے آسمان سے آگ برسنے
کئی سو جوان ہلاک ہوے میثاق نے جو دیکھا کہ آگ برس رہی ہی سحر کیا کہ پانی برسا
برسنا موقوف ہوا سکان نے حیران ہو کر للکارا کہ ای میثاق تمھین میرے مقابلے مین
سنتے ہی میثاق جست کر کے سامنے سکان کے پہونچا بہار پیچھے رہگئی
نے جو میثاق کو آتے دیکھا ایک دو پتھر زمین پر مارا چند شعلہ ہاے آتش میثاق پر گر
میثاق نے سحر کر کے دفع کیے اور آسمان کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ ای برق بار بی
کو لینا آسمان سے برق گری کہ سر سکان کا زخمی ہوا اسکے ساتھ والون نے جو د
سکان کے سر سے خون جاری ہوا سب لینا لینا کہ کے آپڑے میثاق و بہار
سحر کر رہے ہین بادشاہ حمجاہ نے جو دیکھا کہ میثاق کو ساحرون نے گھیرا ہی اور بہار
بلوہ ہی مرکب بڑھایا سامنے صف کے آکر نعرہ کیا نعرہ بادشاہ حمجاہ سے منم شاہ
فریدون حشم ؛ بہار گلستان کاؤس وجم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان
بادشاہ کا جو نعرہ ہوا سکان زمین کن نے سر اٹھا دیا جمال بے مثال شاہی پر نگاہ
بس تصویر تصور ہو گئی ایک ساحر نے سحر کر کے مرکب بادشاہ کا رو کا پشت پر سے
ہاتھ تلوار کا مارا کہ بادشاہ کے سر پر اوچھا سا زخم آیا چاہا دوسرا ہاتھ مارون
کو بہت ناگوار ہوا کہ اس ساحر نے بڑا مکر کیا چاہتا ہی شاہ کو قتل کرون کارد سحر
پھینک ماری اس ساحر کے سینے کو توڑ کر پار گذری جس کسی ساحر نے مکر سے باد
حملہ کیا اسے بڑھ کر سکان نے مارا کئی افسرون کو قتل کر کے خیال مین آیا کہ ای

بلو یا تم خود یہان آؤ ہم وعدہ کرتے ہین کہ ہماری بارگاہ مین سحر و ساحری کا چرچا نہین ہی
بھسے البتہ خوف ہی بادشاہ نے فرمایا کہ ای میثاق گو کہ ہزار طرح کا تردد ہی مگر ملکۂ حسینان
نے کچھ سمجھ کر بلوایا ہی پھر بھی سب سردارون نے کہا کہ حضور میثاق بہت صحیح کہتا ہی اب اگر
حضور جاوین گے تو رنج و ملال اُٹھاوین گے اُسنے دام مکر بچھایا ہوگا آپ اس علم سے باہر
ہین ضرور بندگان عالی پھنسین گے اس وجہ سے منع کرتے ہین کنیز کو واپس کیا زبانی
میثاق کے کہلا بھیجا کہ ہم نہ آوین گے کنیز جو پلٹ کر سکان کے پاس پہونچی اور جواب
بور دیا اُسنے ملکۂ حسینان سے کہا کہ کیون بی بی تم تو اُن پر عاشق ہو اور وہ تمھارے بُلانے سے
آئے ہم نے جانا تھا کہ اطاعت کرو گی مگر تم ایسی مبہوت ہو رہی ہو کہ ہمارا کہنا نہ مانا
کہ کر دونون شاہزادیون کو رخصت کیا کنارے تک لشکر کے آکر پہونچا گئی لشکر بادشاہ
دیکھا کہ منزلون مین اُترا ہوا ہی سوچ رہی ہی کہ سب کو تباہ کر دونگی کیا مجال ہی کہ کوئی
زندہ بچے ملکۂ حسینان و بہار اعجاز بیان کو سمجھا دیا ہی کہ اگر بادشاہ آوینگے تو میرے
ہاتھ سے مع لشکر بچ جاوین گے ورنہ میرا سحر قہر سامری ہی جس مین ہزار طرح کی جلالت بھری
وہ سحر کرون کہ سب اہل اسلام ٹکرا ٹکرا کر مرین مگر بہار و ملکۂ حسینان جب اپنے لشکر
مین آئین بادشاہ سے عرض کی کہ حضور کیون نہ تشریف لائے یقین تھا کہ وار تیغ ابروے
دلدار کا سکان پر پڑتا ساری جلالت بھول جاتی میثاق نے کہا کہ ای بہار مناسب نہین تھا
جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی کس ترکیب سے لوح لے گیا اب دیکھیے اُسکا انجام کیا ہو
ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعاے جان دراز دی پھر کہا قطعہ
تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ ✝ گل سرخ تا بد چو روشن چراغ ✝ نگین سعادت بنام تو باد ✝
ہمہ کار عالم بکام تو باد ✝ شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو سکان زمین کن
نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُس کا ارادہ ہی کہ لشکر حضور کو تباہ و برباد کرے میثاق نے
دست بستہ عرض کی امیدوار ہون کہ سحر کو سکان کے روکون سحر اُسکا جمنے نہ دون
یہ کہ کر میثاق اُٹھا گرد لشکر کے حصار سحر کیا کہ کسی کا سحر یہان نہ آسکے یہان بھی جواب
مین طبل جنگی بج گیا ہی رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو سکان جوشان و خروشان مع بادشاہ

جگہ دی شراب وغیرہ پیش کی ان شاہزادیون نے انکار کیا کہ ہم تمھاری شراب نہین
سکان نے کہا کہ اسمین کیا عیب ہی ملکۂ حسینان نے ہنس کر کہا کہ ای سکان ہما
تمھارے مذہب مین فرق ہی تم انسان کو خدا جانتی ہو اور ہم اُس خدا کے م
کہ جسنے ایک کلمۂ کن مین تمام عالم کو پیدا کیا سکان نے کہا کہ مین نے پہلے ہی
خیال کیا تھا کہ یہ شاہزادیان مطیع اسلام ہوئین نیا مذہب اختیار کیا میری مراد
تم نے قدرت کو کس بات پر فراموش کیا تم کو چاہیے ہی کہ قدرت کو فراموش نہ ک
شاہزادیو تمھاری شرکت کا مسلمانون سے کیا باعث ہوا بہار اعجاز بیان
کہ ای سکان صاف تو یہ ہی کہ ہم برائے مقابلہ آئے تھے بادشاہ کے جمال کو دیکھ ک
مبہوت ہوے کہ اپنے ہوش مین نہ رہے اول تو اُن کا یہ عدل و انصاف ہی کہ پانچ چھ ش
عاشق جمال ہین سب کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہین آج تک یہ نہین کیا کہ ایک کا مرتبہ
اور ایک کا زیادہ ہو ہرچند کہ ملکۂ حسینان سب سے زیادہ خوبصورت ہین
طریقہ اُن کے ساتھ بھی صرف کیا ہی سب کا اعزاز و اکرام بادشاہ کرتے
ہم سب آٹھ پہر اسی فکر مین ہین کہ جمشید کو مٹائین اور طلسم مین عملداری بادشاہ کی
تم اپنا مطلب کہو کہ ہم کو کیون طلب کیا تمھارا رقعہ دیکھتے ہی ہم چلے آئے کچھ خوف نہ ک
کی بارگاہ مین اکیلا آنا اچھی بات نہ تھی اب جو تمھین منظور ہو وہ ظاہر کرو سک
کہا کہ مین ایک نگاہ بادشاہ کو دیکھنا چاہتی ہون ملکۂ حسینان نے کہا کہ مین اب
کو بلواتی ہون ایک کنیز سے اشارہ کیا کہ جاکر بادشاہ سے عرض کرو کہ سکان زمین کی
مقابلۂ حضور آئی ہین ہمکو بلا بھیجا ہم بھی موجود ہین حضور برائے چند ساعت سرفر
کہ سکان ملاقات کی مشتاق ہین یہ بڑی فصیح شاہزادی ہی یقین ہی حضور بھی دیکھ
بہت خوش ہون کنیز نے جاکر بادشاہ سے کہا بادشاہ جو تخت سے اُٹھے بجرین وگا
بھی ساتھ ہوئین مگر میثاق نے بادشاہ کو روکا کہا ای شہریار دربار مین دشمن
تنہا جانا مناسب وقت نہین ہی شاید کوئی سحر اُسنے تیار کیا ہو تو مشکل ہو کنیز کو د
اور کہلا بھیجیے کہ ہم بسبب کار ضروری کے نہین آسکتے طبل جنگی بجواؤ میدان کار

ے یہ کہا کہ تنہائی مین چلو مجکو بہت ناگوار ہوا مگر ای گیر رنگ اپنی ذرا عقل لڑاؤ اور طبیعت
پر زور دو کر بہار اعجاز بیان و ملکۂ حسینان جا کر کس دام مین پھنسین کہ قدرت کی
مین ہو گئین یہی چاہتی ہین کہ طلسم کو مٹائین نام ساحری کو ئی نہ لے مجکو بڑی حیرت ہی
گیر رنگ نے کہا کہ مین نے خبر سنی ہی کہ طلسم کشا بادشاہ لشکر اسلام ہین سب فرزندون
ن صاحبقران کے بہت حسین و جمیل ہین جو شاہزادی گئی وہ عاشق ہو گئی سکان
نے کہا کہ ای گیر رنگ میرا ارادہ ہی کہ مین جا کر مقابلے مین بادشاہ کے اترون ملکۂ حسینان
بہار اعجاز بیان کو رقعہ لکھ کر طلب کرون ان سے حال پوچھون کہ کیون شاہزادیو
نے قدرت کو کیون چھوڑا جو مجھپر معاملہ گذرا اگر یہی تم پر بھی گذرا تو جو کچھ کیا وہ خوب کیا
اگر یہ نہین گذرا تو چلو مین صفائی کرا دون یقین ہی دونون شاہزادیان میرے ساتھ
چلی آدین خداوند سے ان کی خطا معاف کراؤن یہ کہکر گیر رنگ سے رخصت ہوئی لشکر
اب تو مقابلے مین اترا ہوا تھا اس لشکر کو دیکھ کر سکان اتری بارگاہ مین آکر بیٹھی
ب افسر خوش ہو گئے کہ افسر اعلیٰ تو آیا اب مقابلہ ہوگا مگر سکان نے ایک نامہ لکھا
ای بہار اعجاز بیان وای ملکۂ حسینان مین برای بربادی لشکر طلسم کشا آئی ہون
ا مین تم پر بھی زوال آئیگا مناسب یہ ہی کہ مجھسے ملاقات کرو اور صاف صاف کہو مین
ہے اس کی تدبیر کرونگی ورنہ آگ برسادونگی یہ نامہ لکھ کر اڑا دیا بادشاہ دربار مین بیٹھے
ے ہین یہ خبر سن چکے ہین کہ سکان زمین کن برای مقابلہ آئی ہی یقین ہی
آفت برپا کرے کہ نامہ گود مین آکر بہار اعجاز بیان کی گرا بہار نے وہ نامہ
یا کہا کہ ای ملکۂ حسینان دیکھو بی سکان آئی ہین ہم کو بلاتی ہین ہم انکی ملاقات کیواسطے
تے ہین جیسا سوال کرینگی ویسا جواب دینگے ملکۂ حسینان نے کہا کہ مین بھی
تھ چلونگی دونون شاہزادیان طرف بارگاہ سکان کے چلین سکان کو خبر ہوئی
یں بہار و ملکۂ حسینان آئی ہین برای استقبال نکلی دونون شاہزادیون کو دیکھا
دریای جواہر مین غوطہ مارے ہوئے لباس فاخرہ زیب جسم کمال چمک دمک سے
سکان سے ملین ملکہ سکان دونون کو اپنی بارگاہ مین لائی مقام صدر پر انکو

کہا یا خداوند آپ کا اعتقاد مٹتا ہے اب مین کدورت کاوش کرونگی ہنس ہنس کے جوسکان
باتین کین جمشید بیقرار ہوگیا ہاتھ سکان کا تھام لیا کہا ای سکان بیٹھو ہم تمسے تنہ
باتین کرینگے سکان کو یہ کلمہ بہت ناگوار رہا کہ مین تو مدد کو آئی ہون اور
اس طرح فرماتے ہین بگڑکر جواب دیا کہ یا خداوند آپ کو اپنی بات کا بالکل پاس نہین
کیسی ذلتین ہوئین کہ طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آئے مسلمانون نے چہار
سے گھیرا ہی مین جاتی ہون اور لشکر طلسم کشا کو برباد کرتی ہون یہ کہکر اُٹھی او
روانہ ہوگئی مگر سوچتی ہوئی جاتی ہی کہ ای سکان یہ کیا معرکہ ہی کہ بہار اعجاز
ایسی شاہزادی اور ملکہ حسینان حسن پرست کہ سب سے زیادہ حسین وجمیل ہی یہ دونو
کس بات مین پھنسین ملکہ حسینان تو اپنے حسن کے آگے کسی کی حقیقت نہین
یہ سوچتی ہوئی جاتی ہی کہ کان مین گانے کی آواز آئی سر اُٹھا کر دیکھا سامنے کوہ گی
ہی گیرنگ جادو مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزین جمع ہین ایک گائن خوش آواز بعد سوز
سامنے بیٹھی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

پائون کہتے ہین کہ چل کوچۂ جانان کی طرف
وحشت دل لیے جاتی ہی بیابان کی ط
گل عارض پہ نہ عاشق کہین بلبل ہوجا
بے نقاب آپ چلے کیون ہین گلستان
ای جنون کیا چمنستان مین بہار آئی ہی
ہاتھ بڑھنے لگے جو میرے گریبان کی
غیر کو بوسۂ عارض کی اجازت جو ملی
یاس سے مین نے نگہ کی رخ جانان ک
یا خدا خیر ہو بلبل پہ نہ آفت آئے
آج پھرجاتا ہی صیاد گلستان کی ط
زلف جانان لب رنگین کے قرین ہی دیکھو
کیا دھوان دھار گھٹا آئی بدخشان
چلنے دیتی نہین یہ آبلہ پائی سطوت
یاس سے دیکھتا ہون خار بیابان ک

گیرنگ نے جوسکان کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم آئیے ہم کو سرفر
سکان مکدر ہو رہی تھی گیرنگ کے جلسے مین چلی آئی گیرنگ نے پوچھا بی سکا
آتی ہو آج تو تیور پر بل پڑے ہوے ہین سکان نے کہا کہ ای گیرنگ کیا
قدرت کو ذلتین ہو رہی ہین مین تو خبر سن کر آئی کہ جا کر اُن کی مدد کرون مسلمانون کو مٹا

مہ دیکھو تو قدرت نے مجکو بھیجا ہی سیلاب پھر ہنس پڑا یہ ساحر چالاک تھا تیور دیکھ کر گھبرایا مگر
و چالا اگر بھاگو گے تو یہ سحر سے گرفتار کر لیگا قریب آکر کہا کہ یہ نامہ پڑھ لیجیے پھر آپ کو اختیار رہی
ہ مجکو بھی کیا عیار سمجھا ہی آپ کو غصہ از حد ہی مجکو بھی یہ کد ہی کہ نامۂ خداوند پڑھوالون
س کے بعد آپ کو اختیار رہی سیلاب نامہ لیکر لفافہ کھولنے لگا جیسے ہی خط کھینچا بیہوشی اُڑی
سیلاب چرخ کھا کر گرا چالاک نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ چالاک یہ بہ عیاری
ن آنم حبست و چالاک ٭ بجشم دشمن اندازم کف خاک ٭ نہ آید باد گرد تیز گامم ٭
لیفہ اولم چالاک نامم ٭ نعرہ کر کے خنجر مارا خنجر اُچٹ گیا اب چالاک گھبرایا کہ کیا کرون کیونکر
قتل ہو ایک پتھر اُٹھا کر سر کے نیچے رکھا اور دوسرا پتھر اوپر سے مارا کہ سر سیلاب کا
ش پاش ہوا برق فرنگی بھی رہا ہو گیا مگر لاشۂ سیلاب اُڑتا ہوا چلا سامنے جمشید کے
با جمشید نے مُنھ پیٹ لیا کہا صاحب اب تو سامری و جمشید سے ہمین سے معرکہ پڑا ہی
ہ مسلمانون کو بنائین اپنے مذہب کو مٹائین اور مین اُن کے مذہب کو روشن کرونگا چند
ن مین مسلمان قتل ہونگے اور مذہب اسلام کا پتہ نہ لگیگا سرداروں نے آپس مین اشارے
یے کہ دیکھو قدرت کیا باتین بناتے ہین اتنا نہین ہو سکتا کہ ایک عورت بگڑ گئی ہی
س کو تسخیر کر لین جمشید نے یہ بات سُن لی کہا یارو تم لوگ کیا جانو کہ کیا ہونے کو ہی جو
ساحر مجھسے باغی ہین اُن سب کو قتل کراؤنگا بہر حال تقدیر یہ دکھاؤنگا مجال ہی کہ مسلمان
ہ تک آسکین یا قصر ہفت رنگ کو بہ نگاہ کج دیکھین سب نے دست بستہ عرض کی کہ
خداوندا ایک دن اُن کو چھانٹ لیجیے جو آپ سے باغی ہین اُن پر برق گرائیے خود اُن کو
تل کیجیے مگر ہم لوگون کو ہاتھ سے مسلمانون کے بچائیے دیکھیے اب کوئی برائے گرفتاری ملکہ
سینا ان نہین جاتا سب کو خوف پیدا ہو گیا کہ تا بہ لشکر طلسم کشا نہ پہونچین گے سحر
ہ وہ معاملہ گذرا اور سیلاب کو عیارون نے گھیر کر مارا کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا
مشید نے جو ابر کو دیکھا ہنسنے لگا کہا وہ ساحرہ آتی ہی کہ جسکا طلسم مین مثل و نظیر نہین ملکہ
سکان زمین کن ساحرۂ پُر فن ہی حُسن مین بھی بے مثال ہی کہ وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ
یک ساحرہ حسین و جمیل تخت پر سوار اسباب سحر تخت پر رکھا ہوا آکر پہونچی جمشید کو سجدہ کیا

نگر لاشہ سحاب کا بونڈلے مین گرد کے لپٹا اُڑتا ہوا چلا جمشید قصر ہفت رنگ
ہوا تھا کہ لاشہ سحاب کا آکر گرا جمشید ثانی نے گھبرا کر کہا کہ ارے سحاب کو کسنے ما
آئینہ نکالا اُس مین دیکھ کر زانو پر ہاتھ مارا کہا دختر ہیولیٰ سے اپنے فعل بد کیا اور
ہیولیٰ کو قتل کیا اُس نے آکر اس کو مارا کیسی کیسی افتاد دین پڑین تا بہ لشکر طلسم
پہونچنے پایا سیلاب مردار خوار بھائی سحاب کا بیٹھا ہوا تھا اپنے مقام سے اُٹھ
یا خداوند مین ملکۂ حسینان کو لاؤنگا اور راہ مین کہین نہ ٹھہرونگا جمشید نے کہا
ہی مگر ستارہ گردش مین ہی روح سامری مٹانے کی کوشش مین ہی اچھے خداوند
ہین کہ اپنے بندون کو ہلاک کراتے ہین مذہب مسلمانون کا بڑھاتے ہین دیکھیے
کیا ہو مگر تقدیر مضبوط کر چکا ہون کہ طلسم نہ ٹوٹیگا سردار آپس مین ہنسے ایک سے
کہتا ہی کہ قدرت اپنی کہے جاتے ہین دن بدن زوال ہی جو ساحر جاتا ہی وہ زندہ
پلٹ کر آتا اب دیکھیے میان سیلاب مردار خوار جاتے ہین راہ مین کہین یہ بھی
مگر سیلاب مردار خوار سب سحر تیار کر کے جست و خیز کرتا ہوا چلا راہ مین جاتا
برق فرنگی جنگل مین بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک ساحر گھبرایا ہوا آتا ہی برق فرنگی نے
کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ مین کچھ پوچھونگا سیلاب دیکھ کر ہنسا کہا مین
آپ مجھسے پوچھیے مین کچھ آپ سے پوچھونگا برق نے تیور دیکھے کہ بہت خراب معلوم ہو
ہین اسنے تجکو پہچان لیا دیکھیے کیا قیامت برپا کرے کہا آپ ٹھہریے مین آتا ہی
کہ کر جا بھاگون سیلاب نے گیر کی آواز دی برق فرنگی زمین پر گرا تڑپنے
نے قریب آکر ایک تمانچہ مارا اور کہا کہ او مکار میرے ساتھ مکاری کرتا ہی تو برق
ہی برق نے کہا کہ میرا کوئی یار نہین ہی مین ایک مرد مسافر ہون سیلاب نے منہ
پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا سیلاب برق کو کھینچتا ہوا لے چلا
مچا رہا ہی کہ مجھ مسافر کو ناحق پکڑ لیا ہی کشان کشان لیے جاتا ہی یار و مجکو رہا کرو
زندہ نہ چھوڑیگا کہ پہلو سے آواز آئی ای سیلاب یہ کیا کیا دیکھو قدرت کیا فرماتی
سیلاب نے دیکھا کہ ایک جادوگر نامہ ہاتھ مین لیے ہوے آتا ہو اور پکارتا

ا آسمان سے اُتر آیا قریب آکر اُس کا ہاتھ تھام لیا کہا ای جان جہان کہان جاتی ہو اُسنے
ب کر کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہی رہزنی کرتا ہی سحاب نے سحر کیا کہ وہ عورت اسکے ساتھ
ہ کوہ مین آئی سحاب نے مدعا حاصل کیا جیسے ہی باہر نکلا وہ عورت بھی ساتھ ہوئی
ی جاتی ہی کہ ارے مجکو کچھ دیگا یا یون ہی چلا جائیگا کہ ایک جادوگر پیدا ہوا اُس عورت
پکار کر کہا کہ ای باپ اِسنے رہزنی کی نہین معلوم مجھپر کیا کر دیا تھا کہ مین اس سے راضی
ہی اُس جادوگر نے پکار کر کہا کہ او بے حیا تو کون ہی کہ تو نے آبرو مین ہماری خلل ڈالا
ندا پر ہاتھ ڈالدیا اب مین تجکو جانے نہ دونگا آخر تو کون ہی کہ اتنی بڑی حرکت کر گذرا
مجھ گیا کہ سحر کر کے تو نے اس سے وصل حاصل کیا سحاب نے کہا کہ تیری مجال ہی جو مجھ کو
سکے مین خرا جگزار خداوند جمشید ثانی ہون اُس جادوگر نے گولہ مارا سحاب نے
کاٹ کر دستک دی کہ ایک جوان زنگی پیدا ہوا اُسنے آکر اُس جادوگر کو مارا سحاب
چاہا کہ اب نکل جاؤن وہ عورت کم سن رو رہی ہی اور کہتی ہی کہ او ظالم تو نے میری آبرو
در میرے باپ کو بھی قتل کیا مجکو ایسا کچھ دے کہ یہ غم میرے دل سے مٹے سحاب جادو
چار ہو کر جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک پتلی پیتل کی نکالی اُس عورت کو دی اُس نے ہاتھ
لیا اور کہا کہ یہ پیتل کی پتلی مین کیا کرونگی پھر ایک طرف سے آواز آئی کہ او بدذات
نے بڑا غضب کیا چھوکری کو یتیم کیا منم ہیولائے جادو دیکھا سامنے سے ایک جادوگرنی
پر پانون مارتی ہوئی آتی ہی بگر سر جھاڑ منھ پہاڑ اُس کم سن نے کہا کہ او شخص اب تجھ کو
ملیگی کہ مادر مہربان آپہونچین وہ جادوگرنی زمین پر آئی منم ہیولائے جادو کہکر لنھگا
لگی گرد جھڑنے لگی ایک تتق گرد پیدا ہوا سحاب کو گرد نے گھیر لیا اب سحاب دیوانہ وا
ی مثال کھڑا ہی سحر یاد نہین آتا ہیولائے جادو نے قریب آکر ہاتھ تھام لیا ایک جھٹکا مارا
اب مُنھ کے بھل گرا ہیولائے جادو نے ایک لات ماری کہ سر سحاب کا پھٹ گیا
ے خون جاری ہوا ہیولی نے سحاب کو مار کر اُس لڑکی کا ہاتھ تھام کر کہا کہ کیون
سو بریدہ تو نے آبرو کو خاک مین ملایا اب پنچایت مین حقہ پانی بند ہو جائیگا جب مین
دونگی تب برادری مین بیٹھنے پاؤنگی یہ کہکر تمانچے مارتی ہوئی اُس لڑکی کو ہیولی لیگئی

سب وار یاقوت نے روک رہا ہی ایک تلوار جو گری سر یاقوت کا زخمی ہوا زخم کھا
بہت بگڑا کہا او بے حیا سامنے معشوقہ کے تو نے مجکو زخمی کیا اب مین زخم کھا کر بھلا بچا
چھوڑونگا یہ کہکر خون چلو مین لیا اسم سحر پڑھکر طرف سحاب کے پھینکا مارا سحاب
پانون زمین نے تھام لیے منھہ پر ہوائیان اُڑنے لگین یاقوت جادو تلوار کھینچ کر بڑھا
سحاب کا کاٹ لون سحاب نے ایک چیخ ماری کہ یا خداوند فریاد ہی یہ مجھپر ناحق کی
یہ جو سحاب نے آواز دی جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا سحاب کی صد
گھبرایا کہا صاحبو تم نے سُنا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ سحاب جاکر کسی آفت مین
ابھی مجکو پکارا ہی ای پنجۂ قدرت جلد جاؤ اور سحاب ہر فنا رہ کو اُٹھا لاؤ سامنے
تھی اُس مین سے سُنہرہ پنجہ نکلا اور تڑپتا ہوا چلا یہان وہ وقت ہی کہ یاقوت نے
کو چاہا ہی کہ ہاتھ مارون کہ ایک برق چمکی سب کی آنکھین جھپک گئین ایک پنجہ تڑپ
سحاب کو لے اُڑا یاقوت نے پکار کر آواز دی کہ او بھگوڑے کہان جاتا ہی
جواب دیا کہ جہان جاتا ہون پھر پلٹ کے آتا ہون اور تجکو بجوبی سزا دونگا یاقو
چاہا سحر سے روکون مگر وہ پنجہ فرستادہ جمشید کب رُکتا ہی سامنے جمشید کے پہو
کو لاکر ڈال دیا جمشید نے سحاب کو ہوشیار کیا پوچھا کہ کس آفت مین پھنس گ
نے سب ذکر کیا کہ کوہ فیروزہ پر جو پہونچا فیروزہ خاطر کے ساتھ پیش آئی مگر
اُسکا یاقوت سُرخ پوش ایسا بگڑا اور ایسا سحر کیا کہ مین عاجز آگیا مجھے یقین
کہ اب مارا جاؤنگا تب مین نے قدرت کو پکارا جمشید نے کہا کہ ای سحاب
گردش مین ہو تم کسی کام کا قصد نہ کرو مجکو ڈر ہی کہ ملکۂ حسینان کے ہاتھ سے
وہ قاتل اُسکے سحر ہین کہ بچنا دشوار ہوگا وہ میری شاگرد رشید ہی مگر افسوس
میرا قبول نہ کیا اور نکل گئی سحاب نے کہا کہ مین برائے گرفتاری ملکۂ حسینان
جمشید نے بہت روکا اور منع کیا مگر سحاب کو قلق ہی کہ ملکۂ حسینان کو لاؤن
کے سامنے ذلیل کرون اُڑا ہوا جاتا ہی ایک صحرا مین پہونچا دیکھا کہ ایک جاد
پھولے پھولے گال جسم تمام گدرایا ہوا لہنگا پہنے ہوئے پھر رہی ہی سحاب دیکھ

دل مین یہ سمجھا کہ فیروزہ مجھپر مائل ہوئی گھل مل کے کلام کرنے لگا فیروزہ نے جھلا کر کہا
اب تم کیا سمجھے ہو کہ جو مجھسے اس طرح کی باتین کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ مجھکو ناگوار ہو میرا عاشق
آتا ہو گا کئی برس سے اُسی سے ملاقات ہی مین کسی سے بات نہین کرتی تمکو مقرب درگاہ
ند جانکر پہلو مین جگہ دی سحاب نے کہا کہ اے ملکہ عالم مین تو اپنی ضرورت کو جاتا ہون
ح کا خیال نہ کرو یہ ذکر تھا کہ سامنے سے ابر گلنار اُٹھا بڑھتا ہوا اوپر آکر وہ ابر
ادر پھٹا اندر سے ابر کے ایک ساحر مہیب بشکل عجیب و غریب تاج یاقوتی سر پر رکھے
ظاہر ہوا فیروزہ نے کہا کہ اے شہنشاہ آئیے وہ جادوگر پہلو مین فیروزہ کے بیٹھا طرف
متوجہ ہو کر کہا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی کیون اے فیروزہ ایسون کو پہلو مین جگہ دیتی
سحاب گھبرایا فیروزہ نے جواب دیا کہ اے یاقوت سُرخ پوش یہ خرا جگزار خداوند
ے گرفتاری ملکۂ حسینان چلے تھے اِدھر سے گذرے یہان بھی ٹھہر گئے مین نے شراب
سے خاطر کی تم اور کچھ خیال نہ کرو سحاب نے کہا کہ اے یاقوت سُرخ پوش ہم مصاحب
ہین اور سب خرا جگزارون مین ہمارا رتبہ اعلیٰ ہی اور جملہ خرا جگزار ہمارا پاس کرتے
پہلو مین بیٹھا تو کچھ اور خیال نہ کرنا جب دربار خداوند مین آؤ گے تو ہم تمہاری بڑی خاطر
ے یاقوت سُرخ پوش نے کہا کہ اے سحاب بر فبار تم ایسے تو بہت سے میرے
ن پہلو سے فیروزہ سے ہٹ کر بیٹھو سحاب نے کہا کہ ہم تو نہ ہٹین گے اور مل کر
گے آخر آپس مین یہان تک تکرار ہوئی کہ یاقوت سُرخ پوش تیغہ کھینچکر اُٹھا
بےحیا اُٹھ تو مین تجکو سمجھا دون ملکۂ حسینان وہ ساحرہ ہی کہ دربار خداوندی
شاہزادیان اُس سے شرماتی ہین بڑی بڑی آنکھین چہرہ آفتاب عالمتاب
قول جواب گوہر آبدار قمر عذار کبک رفتار شیرین گفتار تیری بھی یہ مجال ہی
گرفتاری کو جاے مین یہین تجکو سمجھائے دیتا ہون برائے گھر مین بلا تکلف
سپر یہ غرور ہی مین آج بے سمجھائے نہ چھوڑونگا سحاب بھی جھلا کر اُٹھا فیروزہ ہان
ہان ہی مگر یہ دونون کب مانتے ہین اپنے اپنے مقام سے اُٹھے تلوار چلنے لگی سحر بھی
ین آگ برساتے جاتے ہین خنجر گراتے ہین تلوارین چمکاتے ہین مگر سحاب برفبا

تو مجھپر قبضہ نہ پائین لہذا اگر مناسب ہو تو پاس عنبر بارہ جادو کے جاؤ اور اُسکی صلاح سے
کام کرو تو شاید گرفتار کرلو سحاب جادو اُٹھا جمشید سے کہہ کر طرف جزیرہ عنبر بار کے
جب سامنے دریا کے پہونچا تو آواز دی کہ ای عنبر بار ہم تمھاری ملاقات کو آئے ہین عنبر بار
دریا سے سر نکالا ایک نہنگ پر سوار تھی کنارے پر آکر سحاب سے پوچھا کہ کس خواہش سے
آئے ہو سحاب برفبار رونے لگا کہا کہ ای ملکۂ عالم ملکۂ حسینان نے مجکو بہت ذلیل کیا
چاہتا ہون کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ ملکۂ حسینان میرے قبضے مین آئے عنبر بار نے کہا
ای سحاب مین تمھارے ساتھ چلون اگر ہو سکے تو سوتے مین اُس کو اُٹھا لاؤن سحاب نے
کہا کہ یہ تو مجھسے بھی ہو سکتا ہی عنبر بار نے کہا کہ تم جاؤ مین بھی اپنا سحر ساتھ کیے دیتی ہون
وہ سحر تمھاری حفاظت کریگا اگر تامل کروگے تو ملکۂ حسینان غالب آجائیگی اگر ابکی مرتبہ اُسکے
شعبدے مین پھنس گئے تو پھر نہ بچوگے عنبر بار سے سحاب برفبار خوب گفتگو کرکے رخصت
ہوا طرف لشکر سعد بن قباد کے چلا قضائے کار راہ مین کوہ فیروزہ پڑتا ہی وہانکی حاکم
ملکۂ فیروزۂ فیروزہ پوش ہی کوہ فیروزہ پر بیٹھی ہی صحبت عیش و طیش آراستہ ہی ناچ
ہو رہا ہی ایک نازنین گانے والی خوش آواز تانین مار رہی ہی دور جام گردش مین ہی
سحاب جادو کہ خزانہ گزار جمشید ثانی مشہور ہی سب شاہزادیون کو جانتا ہی جلسہ فیروزہ
کا دیکھکر بہت پسند کیا آسمان سے اُترا فیروزہ نے جو سحاب کو آتے ہوے دیکھا استقبال کرکے
لاکر مقام صدر پر جگہ دی ساقی بچے سے اشارہ کیا اُسنے جام پیش کردیا سحاب جادو
پی گیا محفل مین فیروزہ کی بیٹھا ہوا مسخرہ بن کر رہا ہی فیروزہ نے پوچھا کہ ای سحاب جادو
اس وقت کس ضرورت مین نکلے تھے سحاب نے کہا کہ براے گرفتاری ملکۂ حسینان جاتا ہون
فیروزہ نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلون سحاب نے مونچھون پر تاؤ پھیر کر کہا کہ مین کب
کسی سے یا یہ کمی کا رکھتا ہون تم چل کر کیا کروگی فیروزہ نے کہا کہ مجھے ایک مدت سے
ملکۂ حسینان سے ملال ہی دربار خداوندی مین جو مین گئی تو بی ملکۂ حسینان نے غرور
سے کلام نہ کیا ایسا اُن کو غرور ہی کہ جسکا بیان ممکن نہین چلو ہم تم گرفتار کر لائین اگر
بیٹھو جلدی کیا ہی جب سحاب اُٹھنے کا ارادہ کرتا ہی فیروزہ دامن تھام لیتی ہی سحاب

غزل دکھائیں لطافت کو کیونکر ای سطوت	جہان مین اُٹھا ہم اُستاذ پا نہین سکتے

یہ اشعار پڑھکر سحاب چلا جمشید ثانی نے کہا کہ ای سحاب کہان جاتے ہو سحاب نے کہا کہ دلفریب نہ ملیگی تو میری جان نہ بچیگی وہ نگاہ اُسنے ڈالی کہ قلب کانپ رہا ہی آنکھونکے نیچے وہ تصویر پھر رہی ہی جمشید ثانی نے اُس کو ایک جام شراب پلایا شراب پی کر اور زیادہ بلبلانے لگا ہاے ہاے دلفریب کی صدا زبان پر جاری ہوئی مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی ہر چند جمشید سمجھاتا ہی کہ کیون ای سحاب تم کسلیے بیقرار ہو دلبر پر قبضہ نہین کرتے سحاب نے کہا کہ یہ غلام آپ کا اشکبار ہی فراق مین دلبر کے بہت بیقرار ہی ایسا نہ ہو کہ تڑپ کر دم نکل جاے کیونکر دل آرام پاے جمشید ثانی نے اور چند چیزین اسکو کھلائین پوجا کرکے شعلہ بلند کیا وہ شعلہ سر پر سحاب کے تھرایا جب وہ شعلہ سر پر سحاب کے گرا اور چند موبے سر جلے تب ہوش و حواس سحاب کے درست ہوے کہا یا خداوند ملکہ حسینان نے مجکو بہت ذلیل کیا مین آج رات کو جاؤنگا بستر خواب سے اُسکو اُٹھا لاؤنگا جمشید نے کہا کہ ای سحاب ملکۂ حسینان کو ایسا کچھ قدرت نے تعلیم کیا ہی کہ جسکا ذکر نہین ہو سکتا اگر وہ بیدار ہو گئی تو پھر تم کو آفت مین پھنسائیگی اگر سوتے مین لے آئے تو غالب ہوے لیکن بہت سمجھ بوجھ کے جانا ملکۂ حسینان وہ ساحرہ ہی کہ جسکا مثل و نظیر نہین ایسے ایسے شعبدے اُسکو معلوم ہین کہ کوئی اُسپر غالب نہین ہو سکتا مین نے یہ شعبدے اس واسطے اُس کو تعلیم کیے تھے کہ کسی اور کے دام فریب مین نہ پھنسے بلکہ میری ہی مطیع رہے مگر فلک نے عجب گردش دکھائی کہ میرے قبضے سے نکل گئی جاکر بادشاہ پر مائل ہوئی اب ہم تک اُسکا آنا دشوار ہی بادشاہ نے وہ خُلق اُسکے ساتھ کیا کہ وہ ہر وقت خوش رہتی ہی سب شاہزادیان اُسکا اعزاز و اکرام کرتی ہین بادشاہ نے انتظام لشکر اُس کے سپرد کیا ہی کوئی شاہزادی دس ہزار ساحرون کی مالک کوئی پانچہزار کی افسر ہی یہ کل فوج کی افسر ہی بادشاہ نے عہد کیا ہی کہ جب تم سحر سے تائب ہوگی تو ہم تمھارے ساتھ عقد کرینگے ملکۂ حسینان نے بھی اقرار کر لیا ہی کہ جب قدرت قتل ہو جائیگی تب سحر سے توبہ کرونگی ای سحاب بر قبا بیجکہ کون مار سکتا ہی اگر ہو تو وہین طلسم کشا کے پاس جاکر ان

نازنہ کرنا ہر چند کہ مین قوم کا جن ہون سب کچھ میرے کیے ہوسکتا ہر مگر فراق د
نے ایسا پریشان کیا ہر کہ کچھ نہین ہوسکتا خبردار دلفریب پر عاشق نہ ہونا سحاب
کہا کہ مین تو اُسکے جمال ظاہری پر مائل ہون اژدہے نے مُنھ کھولا اور کہا کہ عاشق دل
تو میرے دہن مین پھاند پڑو یہی راستہ باغ ہمیشہ بہار کا ہر سحاب جادو د
اژدر کے کود پڑا اجل کر خاک ہوا وہان لشکر والون نے آواز سُنی کہ کشتی مرا نا
سحاب برفبار بود سب لشکر والے بھاگے بھاگ کر سامنے جمشید کے آئے عرض
یا خداوند سحاب برفبار مارا گیا ملکۂ حسینان نے ایسا سحر کیا کہ سحاب ایک
ساتھ گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ مارا گیا ہم لوگ خائف ہو کر بھاگ آئے
نے طائر سے پوچھا کہ کیون ای طائر رازدار سحاب پر کیا گذری طائر نے کہا کہ
نے لیجا کر اُس کو باغ دلکشا مین جلا دیا اب اُسکا زندہ ہونا دشوار ہر جمشید
کہ مین زندہ کر سکتا ہون ای طائر رازدار اُس اژدر مہیب کو طلب کرو تو مین
طائر بلند ہوا مثل انسان کے آواز دی کہ ای اژدر مہیب جلد آکر حاضر ہو قدر
طلب فرماتے ہین دیکھا سب نے کہ اژدہا آیا سامنے مُنھ کھول کر کھڑا ہوا جمشید
اُس کے دہن مین ہاتھ ڈال دیا یا سامری کہکر ہاتھ کھینچا سب نے دیکھا کہ پنجے
سحاب جادو دبا ہوا تھا لیکر سامنے ڈال دیا تھوڑی دیر مین سحاب بیدار
آنکھین ملتا ہوا اُٹھا کہتا تھا کہ یا خداوند مین خوب سویا اب جو بیدار ہوا تو قد
دیکھا اگر فراق دلفریب مین بُرا حال ہر قلب پر ہجوم غم و ملال ہر نظم

جو دل مین ہر کسی صورت سنا نہین سکتے — اکیلا اُن کو کسی وقت پا نہین
غم فراق بھلا اُٹھ سکیگا کیا ہم سے — یہ ضعف ہر کہ ترے ناز اُٹھا ن
خیال ہر یہ ہمین ہو نہ اُن کی رسوائی — اسی سے آہ و فغان لب پہ لا نہ
گیا عدم کی طرف قافلہ احبا کا + — ہزار جلد چلین اُن کو پا نہین
دکھا کے زلف کو کہتا ہر عاشقو نسے وہ شوخ — یہ دام وہ ہر کہ دل پھنسکے جا
صنم خدا کی قسم آپ کی محبت مین + — مزا ملا جو ہمین لب پہ لا نہین

ین فرد اگر فردوس بر روے زمین است ٭ ہمین است وہمین است وہمین است ٭ چمن ہاے
ولانی ہر نخل لاثانی گل ہاے پُر بہار عندلیبان چمن کی پُکار جوش پر لالہ زار کلاہ کو کج کیے
دے چمن مین اکڑ رہا ہی ہر سرو چمن اپنی استادگی پر نازان سنبل پیچان پریشان نرگس شہلا کی
یدہ بازی بلبلون کی غمازی پہلوے گل مین پھول پھول کر بیٹھی ہین ایکطرف کبک خوش رفتا
وش رفتاری دکھا رہا ہی ایک سمت طاؤس طناز سرگرم خرام ناز عجب طرح کی رعنائی
کھا رہا ہی ہر سمت ہنگامۂ عیش و نشاط ہی باغ کے یہ حالات دیکھ کر سحاب جادو مست ہوا
ٹ پلٹ کر کنیزون سے پوچھنے لگا کہ ملکۂ دلفریب کہان رہ گئین کنیزون نے عرض کی کہ ہم لوگون
ے ارشاد فرما گئین کہ ان کو باغ مین لیچلو ہم بھی آتے ہین بیرون باغ تشریف رکھتی ہونگی
ذکر تھا کہ آندھی سیاہ اُٹھی تمام باغ کو آندھی نے گھیر لیا بڑے بڑے تارے چمکتے ہوے
یان ہوے کچھ طائران زمزمہ سراز یر ابر چہکتے ہوے سامنے باغ کے ابر آکر پھٹا اور آواز
ی کہ کیون او سحاب جادو نہین ممکن تھا کہ تو یہان تک آئے مگر دلفریب نے تجکو تسخیر کرکے
ان بھیجا اب کیون گھبراتا ہی سب کچھ ہو جائیگا بڑا چین پائیگا یہ کہکر ایک آواز مہیب آئی
ای سحاب جادو سامنے خیال کرکے دیکھ کہ ایک چمن مین صرف درخت ہاے شمشاد ہین
مین ایک نخل کلان ہی اور ایک اژدہا کئی سو گز کا اُس کے نیچے بیٹھا ہی اپنے تئین اُس
پہونچا اُس اژدہے کو بیدار کر اور پوچھ کہ تجپر کیا سانحہ گذرا دلفریب نے تیرے ساتھ
لیا وفاداری کی کہ بیوفائی یہ سُنتے ہی سحاب جادو پلٹا خیال کرکے دیکھا کہ ایک نخل
سائے مین ایک اژدہا مہیب بیٹھا ہی مگر سرنگون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
دم ہوتا ہی کہ غم و الم کا پتلہ ہی سحاب نے قریب آکر سلام کیا اژدہے نے آنکھین کھولین
ثل انسان کے گویا ہوا کہ او ساحر تو یہان کہان آیا سحاب نے اپنا حال بیان کیا وہ
ہا ہنسا اور کہا کہ ای سحاب برفبار ہم عاشق جمال ملکہ دلفریب ہین اور ساکن
ے ماران کے ہین ملکہ کا ایک دن گذر ہوا مین جمال جہان آرا دیکھکر مائل ہوا
یہان لائین ایک ہفتہ گذرا کہ جمال نہین دکھاتین اور میرے سامنے نہین آتین آٹھ پہر
ن کی یاد مین رہتا ہون جفاے فراق سہتا ہون خبردار ای سحاب برفبار محبت پر دلفریب کی

کہہ کر طاؤس اپنا بڑھایا مقابلہ سحاب مین ہونچین سحاب نے سحر کیا کہ ایک ابر سیاہ سر
حسینان کے چھایا خنجر برسنے لگے شانہ ملکۂ حسینان کا زخمی ہوا زخم جو ملکۂ حس
نے کھایا چہرہ سُرخ ہو گیا نہایت غصہ آیا جھولی پر ہاتھ ڈال کر کارد سحر نکالی اسم سحر پڑ
پھینک ماری اُسی قدر شانہ سحاب کا بھی زخمی ہوا جو سحر سحاب کا چلا ملکۂ حسینان پر بے
تاثیر ہوئی مگر ملکۂ حسینان کا بھی کوئی سحر خالی نہ گیا جب سحاب نے کئی زخم کھا
زخمون کو باندھنے لگا ملکۂ حسینان نے اُس عرصے مین ایسا سحر کیا کہ صحرا سے
کی آواز آئی صاف معلوم ہوتا تھا کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہے

تجمل یاد آیا مجکو اُس گل کی سواری کا ‏ ‏ چمن مین آج چلنا دیکھ کر باد بہاری کا
ترے نقش کفِ پا کے لیے کرتا ہون مین کو ‏ ‏ ہوا ہے عشق مین یہ حال میری خاکساری کا
تعجب کیا جو نامہ ہاتھ سے قاصد کے گر جائے ‏ ‏ لکھا ہے مین نے کچھ کچھ حال دل کی بیقراری کا
حسینانِ جہان کے غول میخانے مین آئے ہین ‏ ‏ بڑا احسان یہ مجھپر ہوا ابرِ بہاری کا
برہنہ دخترِ رز کو حضرتِ زاہد اگر دیکھین ‏ ‏ اُتارین جامہ اپنے ہاتھ سے پرہیزگاری کا
زمین بولی جو بعد دفن مین تربت مین گھبرایا ‏ ‏ کہان ہین وہ جو دم بھرتے تھے تیری غمگساری کا
کرینگے ترک آجائیگی پیری جبکہ ای سطوت ‏ ‏ جوانی مین بہت مشکل ہے چھٹنا بادہ خواری کا

سحاب نے دیکھا کہ ایک مہ جبین ہے دریاے جواہر مین غوطہ زن دونون عارض زیبا
نسترین و نسترن جیسے ہی سحاب نے اُس نازنین کو دیکھا اور آواز اشعار کی کان
پہونچی کلیجہ تھام لیا وہ نازنین قریب آئی کہا ای سحاب برق بار تمھاری باغ دلکشا دیکھ
ہے سحاب نے ہاتھ اُسکا تھام لیا اور اُس نازنین کے ساتھ چلا تھوڑا راستہ طے کیا
کہ ایک باغ دکھائی دیا دروازے پر باغ کے چند کنیزین کھڑی تھین اُنھون نے
سلام کیا اور کہا کہ ای دلفریب کہان تشریف لے گئی تھین اُسنے ہنس کر جواب د
میان سحاب برق بار کو لائی ہون کہ باغ مین ٹھہرین اور ٹھنڈے ہون اُن کنیزون
سحاب کو آکر گھیر لیا کہا باغ مین چلیے دیکھیے تو کیسا باغ لا جواب ہے ہر طرف
سرسبز و شاداب ہے سحاب برق بار اُن کنیزون کے ساتھ باغ مین آیا دیکھا کہ حقیق

شید نے کہا کہ اگر تمکو یہ دعویٰ ہو تو بیشک جاؤ اگر ملکۂ حسینان کو گرفتار کرکے لاؤ گے
تم کو مرتبۂ عظیم عطا کرونگا سحاب نے کہا کہ جاتے ہی وہ سحر کرونگا کہ ملکۂ حسینان میرے پاس
یا ویں اور اُن کو گرفتار کرکے لے آؤنگا یہ کہکر سحاب برقبار تخت پر سوار ہوا
ساٹھ ستر ہزار جادوگر ہمراہ لیکر طرف بادشاہ کے روانہ ہوا پہر دن رہے آکر
مقابلۂ بادشاہ مین پہونچا لشکر کو اُتارا آپ ایک گوشے مین آیا بیٹھ کر سحر کرنے لگا برائے تسخیر ملکۂ
حسینان جستجو کر رہا ہی کہ ہرکارون نے آکے خبر دی کہ سحاب برقبار ساٹھ ستر ہزار فوج سے
ہی ملکۂ حسینان نے کہا کہ مین اُس سے لڑونگی میثاق نے سمجھایا کہ اے ملکۂ عالم
ن سحاب جادو کو جانتی ہو کہ بلائے روزگار ہی اگر اُسکا سحر چل گیا تو بڑی خرابی ہوگی
حسینان نے کہا کہ اگر مجھسے مقابلہ کریگا تو میدان مین حال کھل جائیگا میثاق نے کہا کہ مین
نثاری کمک کو موجود ہون یہ ذکر تھا کہ صدائے طبل جنگی کان مین آئی ملکۂ حسینان
سر اُٹھاکر پوچھا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ یہ کیسا نقارہ بجا ہی فیروزہ نے عرض کی کہ شاگرد
رے برائے خبر گئے ہین یقین ہی کہ آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوئے اور
تے ہی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھاکر دعا دی کہ دوست شاد
دشمن برباد رہین سحاب برقبار نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ میدان مین نکلکر
معرکہ آرائے نبرد ہو ملکۂ حسینان نے بادشاہ سے کہکر طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون
مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا کہ نظم رخ شمع مائل بہ زردی
ہوا + لباس فلک لاجوردی ہوا + موذن اذان سے ہوے بہرہ مند + ہوئی بانگ
اللہ اکبر بلند + لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان + اُٹھے لوگ لیلے کے انگڑائیان +
صف بندی ہونے لگی دونون لشکر بہ قاعدۂ قدیم میدان کارزار مین آئے سحاب جادو
نے میدان مین آکر پکارا کہ سوائے ملکۂ حسینان اور کسی کو نہین چاہتا ملکۂ حسینان
نے طاؤس اپنا بڑھایا آکر بادشاہ سے اجازت لی بادشاہ نے فرمایا کہ اے ملکۂ حسینان
مقابلۂ سحاب مین نہ جاؤ ملکۂ حسینان نے کہا کہ وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی مین ضرور
اُسکے مقابلے مین جاؤنگی وہ سحر کرون کہ باقبال شہنشاہی سحاب حیران ہو یہ

کی ہو گئی جمشید ثانی نے جو لاشہ گلچین کا دیکھا اُسنے اپنا پیٹ لیا اور کہا یا رد یہ کیا غضب
کتاب سوانحات نولاؤ کتاب مین جو دیکھا یہ نوشتہ پایا کہ ملکۂ حسینان آتی تھی راہ مین ع
روک لیا وہ درۂ کوہ مین بند ہی عمرو نے گلچین کو روانہ کردیا جمشید بہت رد یا کہا ک
غضب ہوا گلچین بے خطا قتل ہو گئی اب کیا تدبیر کرون سحر بھی اُتار چکا خواجہ عمرو وہا
بھاگے آکر ملکۂ حسینان کو ہوشیار کیا اب جو ملکۂ حسینان ہوشیار ہوئی کہا خواجہ تم نے بہ
احسان کیا مین مبہوت ہوکر چلی تھی نہین معلوم دربار جمشید مین جاکر کیا گذر
بیمیا کس طرح پیش آتا خواجہ عمرو نے کہا کہ مین نے حکم جمشید بھی پورا کیا کہ گلچین کو تم
شکل پر روانہ کیا اب لشکر مین چلو بادشاہ متردد ہونگے ملکۂ حسینان کو خواجہ عمرو سا
لشکر مین آئے یہان جب میثاق کو خبر گذری کہ ملکۂ حسینان مبہوت ہوکر گئین مین
گھبرا رہا ہی کہ خبر پہونچی ملکۂ حسینان کو خواجہ عمرو لیکر آتے ہین میثاق نے کہا کہ ای
ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ خواجہ عمرو نے عیاری کی اور ملکۂ حسینان کو بچایا کہ
سامنے آئے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ میرا روپیہ بہت صرف ہوا بادشاہ
کئی ہزار روپئے منگا کر دیے مگر خواجہ عمرو خوش نہ ہوے اور وہان جمشید ثانی
اس مقدمے کے دربار مین آکر بیٹھا پکارکر کہا یارو کیسے کیسے ساحر جمع ہین نامے گئے
ہین صاحبان دربند بھی آتے ہونگے کہ آسمان پر لگۂ ہاے ابر آئے سحاب برقبار
ابر بار تاجدار وحسان تاجدار و لغمان تاجدار و پیکان تاجدار وغیرہ آکر یہ
سامنے جمشید کے سب کھڑے ہوے عرض کرتے تھے کہ یا خداوند ہم جو حاضر ہوے
خالی نہ رہین گے جو حکم ہو وہ بجالائین جمشید ثانی نے حکم دیا کہ ابھی تم لوگ ٹھہرو
موقع ہوگا تو کام سپرد کیا جائیگا مگر سحاب برقبار اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ
مین نے سُنا ہی کہ ملکۂ حسینان نکل گئین اگر حکم ہو تو اُنکو ابھی گرفتار کر لاؤن جمشید ثا
کہا کہ وہان وہ عیار موجود ہی کہ جسنے میرے سحر کو باطل کردیا ایسا نہ ہو کہ کسی فقرے
پھنس جاؤ سحاب نے کہا کہ یا خداوند مجھسے کوئی کلام نہین کرسکتا ایک سحر مین اُ
گرفتار کر لاؤنگا اور اس طرح سمجھا کر لاؤن کہ آتے ہی اطاعت کرے جو فرمائیے وہ ہی

وش ہوئی عمرو باہر درے کے نکل کر کھڑا ہوا ایک اور ساحرہ آتی تھی عمرو نے ساحر بنکر
ں کو بھی بیہوش کیا درۂ کوہ مین لایا اُس ساحرہ کو بشکل ملکۂ حسینان بنایا اور ہوشیار
کے آئینہ ہاتھ مین دیا وہ ساحرہ یا تو ضعیفہ تھی یا آفتاب جمال ہو گئی عمرو نے پوچھا کہ نام
لی تیرا کیا ہی اُسنے کہا کہ گلچین جادو عمرو نے کہا کہ ای گلچین قدرت نے تجکو عہدۂ معشوقی
بہ شکل ملکۂ حسینان بنایا تجکو مناسب ہی کہ لشکر خداوند مین اسی صورت پر جا اور
ہ کرنا کہ منم ملکۂ حسینان قدرت کی اطاعت کو آئی ہون قدرت کہین گے میرے پاس
ئو تم جواب دینا کہ آپ کے پہلو مین نہ بیٹھونگی جو آپ سے ہو سکے وہ میرے حق مین کیجیے
ب وہ تم کو دار پر کھینچے تو گلا اپنا رکھدینا مین فوراً آؤنگا تم کو بادشاہ بناؤنگا خبردار
ذرا خوف نہ کرنا خواجہ عمرو نے ملکۂ حسینان کو چھپا دیا اور گلچین جادو کو بشکل
حسینان روانہ کیا آپ پیچھے پیچھے چلے اور گلچین اُسی شکل پر لشکر جمشید مین پہونچی
ر نعرہ کیا کہ منم ملکۂ حسینان خدمت مین قدرت کی آئی ہون جمشید ثانی یہ خبر سُن کر
ں آیا بُلا کر گلچین سے کہا کہ ای ملکۂ حسینان اب تو مجکو قبول کرو گی گلچین نے بگڑ کر کہا
او جمشید جو تو چاہ میرے حق مین کر مگر مین وصل تیرا نہ قبول کرونگی تو نے بُلایا مین چلی آئی
شید نے کہا کہ مین تجھے ابھی قتل کرونگا ملکۂ حسینان نقلی نے کہا کہ مین مقبول بارگاہ
مری د جمشید ہوئی تو مجکو قتل نہین کر سکتا اگر قتل کریگا تو مین تجھپر غالب آؤنگی تب
و حال کُھلیگا خوب دعوی خدائی کیا بندگان سامری کو دیوانہ کیا اپنا بندہ مشہور
یا یہ باتین سُن کر جمشید ثانی نے حکم دیا کہ دار استادہ کرو مین ابھی اسکو قتل کرتا ہون
ر استادہ ہوئی جمشید ثانی نے اشارہ کیا کہ اس کو دار پر لٹکا دو گلچین جادو نے خود
و کر گلا حلقۂ کمند مین رکھدیا ہر چند کہ جمشید تڑپ رہا ہی مگر جلاد نے بڑھ کر ہاتھ مارا کہ
ٹ کر ملکۂ حسینان نقلی کا گرا جمشید نے ہائے جان جہان کہہ کر کلیجہ تھام لیا عمرو دیکھ رہا
یونکہ ایک جادوگر کی شکل بنا کھڑا ہی جیسے ہی سر کٹا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من گلچین جادو
جمشید نے کہا کہ ارے یار د گلچین تو خاص میری کنیز تھی ای طائر راز دار جلد آدہ ہی
تر پھر اُڑتا ہوا آیا گرد لاش پھر کر ایک چیخ ماری کہ جل کر خاک ہوا اب صورت اصلی گلچین

آیا گرد سر ملکۂ حسینان چرخ مارا اور سناٹا بھر کر نکل گیا ملکۂ حسینان بیٹھے بیٹھے
سعد سے اُٹھی میثاق نے پوچھا کہان چلین ملکۂ حسینان نے کہا کہ مین ابھی حاضر
ہون یہ کہتی ہوئی باہر آئی جھولی وغیرہ رکھدی اور چرخ مارتی ہوئی چلی مگر مبہوت
تعریفین جمشید کی زبان پر ہین اور بادشاہ کی بُرائیان کرتی ہوئی جاتی ہی کوئی تین کو
لشکر سے نکلی تھی اُدھر سے خواجہ عمرو آتے تھے صبح کا وقت ہی تلاش مین نکلے ہین کہ کوئی
مسافر ملے تو ٹُھنی کرون کہ کان مین آواز آئی خداوند جمشید کے قربان مسلمان بے
ناحق قدرت سے لڑتے ہین جسدن قدرت بگڑ جاوین گے سب کو مٹا دین گے عمرو
جو ملکۂ حسینان کو اس حال مین دیکھا سمجھے کہ یہ اپنے ہوش مین نہین ہی بصورت
سامنے آئے ملکۂ حسینان نے جو خواجہ عمرو کو دیکھا کہا او ساربان زادے تو خوب
مل گیا تیری گردن پکڑ کے سامنے قدرت کے لیچلونگی قدرت کو تجھسے بڑا ملال ہی عمرو
کہا کہ گردن پکڑ کے جب لیجائیے جب مین خود نہ چلون ای ملکۂ حسینان مین نے جو
میری سمجھ مین آیا کہ جمشید ثانی خداوند ہین جسدن بگڑین گے سب کو مٹا دین گے
مسلمانون نے بلوے کیے ایک دن کہ اُن کے سحر مین سب مٹ جاوین گے ایک دم
مہلت نہ پاوین گے خیال مین آیا کہ چل کر خدمت قدرت مین حاضر ہون خطا اپنی خد
معاف کراؤن خواہ قتل کرین خواہ بخشین قدرت کی راے پر موقوف ہی اور جب تم
ساتھ چلونگا تو تم معشوقۂ قدرت ہو تمھارے ساتھ میری بھی خطا معاف ہوگی ملکۂ حسین
نے کہا کہ مجکو قدرت دیکھ کر نہال ہو جاوین گے فوراً خطا معاف کرین گے یہ مین ا
کرتی ہون کہ قدرت تم کو شاطر قدرت قرار دین گے تنخواہ بھی معقول ہوگی خواجہ
وہ مرتبہ ہوگا کہ مسلمان رشک کرین خواجہ عمرو نے کہا کہ ایک ذرا اس درۂ کوہ مین
ایک ایک جام شربت کا پی لین تو تمھارے ساتھ چلین کل مین طلسم کشا کو پکڑ لاؤنگا حمزہ
گرفتار کرا دونگا کل فرزندان حمزہ مجکو مانتے ہین سب کو گرفتار کرا دونگا ملکۂ حسینا
مین خوش ہو گئی سوچی کہ جب عمرو کو ساتھ لیکر چلونگی اور عمرو یہ کارہاے نمایان کریگا
بہت راضی ہونگے درۂ کوہ مین آکر بیٹھی خواجہ عمرو نے شربت بنا کر پلایا ملکۂ حسینا

یثاق نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نقابدار زرین پوش شکارگاہ
سے شکار کھیلتا ہوا آتا تھا دور سے اِسنے دیکھا کہ میثاق خاموش کھڑا ہی اور جمشید
رائے قتل بڑھا ہی نقابدار نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر سہ پہلو بجر کمان مین پیوست
یا جمشید ثانی تھرایا کہ اگر یہ تیر پڑگیا تو کیونکر زندہ بچونگا اور نقابدار اسم اعظم الٰہی پڑھ رہا ہی
مشید سامنے سے بھاگا نقابدار زرین پوش نے گھوڑا اُڑایا منظور تھا کہ جمشید
و پکڑلون مگر جمشید سحر کرکے نکل گیا قصر ہفت رنگ مین آکر گر پڑا شاہزادیون نے اِسکو
ٹھایا پوچھا کہ یا خداوند خیر توہی جمشید نے کہا کہ ان مسلمانون کے معین و مددگار زمین سے
یدا ہوتے ہین آج قدرت کو تقدیر نے بچالیا ورنہ اگر تیر پڑجاتا تو قدرت کو چولہ
بدیل کرنا ہوتا نقابدار زرین پوش مثل حمزہ کے صاحب اسم اعظم ہی اُس پر بھی
حر تاثیر نہین کرتا آخر مین نے اپنے کو بچایا سامنے سے نقابدار کے بھاگ آیا ورنہ جان نہ
چتی اہالی دربار نے کہا کہ آپ بیچھا ملکۂ حسینان کا نہ کرین ایسا نہ ہو کہ قدرت پر
وال آجائے جمشید ثانی نے کہا کہ مین ابھی چولا تبدیل نہ کرونگا اب ارادہ ہی کہ اسی
تام سے بیٹھے بیٹھے سحر کردون کہ ملکۂ حسینان کا دل اُلٹ جاے اور بیقرار ہوکے
لی آئے سب نے کہا کہ یا خداوند جس وقت ملکۂ حسینان اس طرف کا قصد کرے گی
یثاق کو دگردان وغیرہ روکین گے اب تو بڑے بڑے ساحر لشکر طلسم کشا مین موجود
ن بہار اعجاز بیان پھول برسائیگی یقین کامل ہی کہ ملکۂ حسینان کے لیے بڑی بڑی
روکوشش ہو اور ملکۂ حسینان بھی کچھ کم نہین ہی قدرت نے اُسکو سب کچھ بتادیا
شید نے بگڑکر کہا کہ مین لشکر مسلمان مین ملکۂ حسینان کو نہ رہنے دونگا ابھی بلواتا ہون
دیوانی ہوکر چلی آئے یہ کہکر جمشید ثانی نے آواز دی کہ ای طائر رازدار جلد آکر
ضر ہو ایک طائر پہلوے قصر سے پیدا ہوا اُڑتا ہوا سامنے جمشید کے آیا جمشید نے
ن طائر کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ ای طائر جاکر ملکۂ حسینان کو لا وہ طائر چلا
ۂ حسینان بارگاہ بادشاہ مین بیٹھی ہی بادشاہ سے باتین کررہی ہی کہ وہ طائر اُڑتا ہوا

کہ پہلو سے آواز آئی ای سیہ فام خبردار ملکۂ حسینان کو قتل نہ کرنا سیہ فام نے پلٹ کر
دیکھا کہ ایک جادوگر جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی کاغذ ہاتھ مین لیے پکارتا ہوا کہ ای سیہ فام
اس کاغذ کو ملاحظہ کرو سیہ فام نے ہاتھ بڑھاکر کاغذ لیا جیسے ہی لفافہ کھولا اُس مین سے دم
نکلا سیہ فام بیہوش ہوکر گری نعرہ ہوا کہ منم فیروزہ بن عمرو لپک کے خنجر مارا شکم چاک
ہاک ہوا میثاق کو ہوش آگیا ملکۂ حسینان کے بھی حواس درست ہوے میثاق
کہا کہ ای فیروزہ خوب وقت پر پہونچے ہم دونون بیکار ہو چکے تھے نہین معلوم کس عذ
سے قتل کرتی چلو اب نکل چلین وہان جمشید ثانی نے زانو پر اپنا ہاتھ مارا کہا ارے غد
بڑی ساحرہ قتل ہوئی اگر یہ مقابلۂ طلسم کشا مین جاتی تو گرفتار کرلاتی بلا کی مکارہ تھی
مثل و نظیر نہ تھا یہ کہکر خود اُٹھا شاہزادیون نے دیکھا کہ جمشید غائب ہوا یہان میثاق و
ملکۂ حسینان و فیروزہ چلے تھے کہ نعرۂ جمشید کی آواز آئی میثاق نے کہا کہ ای ملکہ
غضب ہوا کہ جمشید آتا ہی ملکۂ حسینان نے کہا کہ مین تو نکل جاؤن فیروزہ بھاگ کر
ایک غار مین چھپا ملکۂ حسینان نے دونون پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہوکر
آب غائب ہوئی میثاق کوہ گردان نے ارادہ کیا کہ مین بھی غرق زمین ہوکر اپنے کو غائب
کہ جمشید نے سامنے آکر کہا کہ او میثاق خوب نمک حرامی پر کمر باندھی ہی دیکھ تیر
کیا حال کرتا ہون میثاق نے کہا کہ او جمشید تیری قضا قریب ہی خدا چاہیگا تو لوح
جمشید نے آتے ہی ہاتھ ہلایا کہ میثاق کا سر زخمی ہوا جمشید جھپٹا کہ میثاق کو
کا سر کاٹ لون میثاق نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ ای ربّ کارساز و ای خالق بے
اپنا شریک کر اسوقت بجز تیرے کون بچانیوالا ہی بموجب اشعار نظم

ذرۂ ناکارہ را حق تیر اکبر کند +	خاک را اکسیر سازد قطرہ را گوہر کند
سلطنت سلطان جسم و جان بہ بحر و بر کند	کارفرمائی شہ عالم بہ خشک و تر کند
روز روشن را بہ بخشد روشنی از آفتاب	ہر شب تیرہ منور از مہ الانور کند +
نیست کس را زہرۂ چون و چرا در حکم او	خالق ارض و سما ہر چہ کند بہتر کند
حکم خلاق جہان جاری است اندر نیک و بد	حضرت حق ہر چہ میخواہد ز خیر و شر کند

مجال ہی کہ تم روک سکو شعلہ خیز نے چاہا کہ تڑپ کر گردن ملکہ کو اُٹھا لیجاؤن مگر ملکہ نے
طرح کا سحر کیا کہ شعلہ خیز کے جسم سے آگ اور زیادہ نکلنے لگی شعلہ خیز نے کہا کہ ای
عالم مین ایسے سحر کو کب مانتا ہون یہ کہہ کر اُف اُف کرنے لگا کہ آسمان سے مینھ برسا اُس مینھ
آگ شعلہ خیز کی کم ہوئی چاہا بڑھون ملکہ سے لپٹ جاؤن ملکہ نے دو پتھر زمین پر
شعلے بھڑک کر شعلہ خیز پر گرنے لگے شعلہ خیز نے پھر شعلون کو دفع کرکے قصد کیا
تڑپ کر گردن میثاق نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو کہ شعلہ خیز ملکۂ حسینان کو اُٹھا لیجائے میثاق
پہلو پر آکر کارد سحر نکالی اسم سحر کا پڑھ کر پھینک ماری جب پھینک چکا تو آواز دی
ای شعلہ خیز بچنا چھری برابر پہلو کے پہونچ چکی تھی شعلہ خیز نے چاہا کہ ہٹون مگر کارد
پہلو پر پڑی کہ دوسرے پہلو کو توڑ کر پار گذری میثاق نے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم
جائیے مین نے کام شعلہ خیز کا تمام کیا ملکۂ حسینان نے جو میثاق کو وہ گردان کو دیکھا
گل کے شگفتہ ہوگئین آواز دی کہ ای میثاق کیا کار نمایان کیا میثاق ملکۂ حسینان
لیکر چلا لاشہ شعلہ خیز کا جل رہا ہی جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا کہ ایک
نے چیخ ماری منقار سے اُسکی شعلۂ آتش نکلا وہ طائر جل کر زمین پر گرا جمشید ثانی
منھ پیٹ لیا شاہزادیون نے پوچھا کہ یا خداوند کیا ہوا جمشید نے کہا کہ شعلہ خیز جادو
لیا سیہ فام شعبدہ باز نے کہا تھا کہ مین خود حفاظت کرونگی مگر مقام تعجب ہی کہ مدد کو
شعلہ خیز کی نہ پہونچی یہ کہہ کے ایک آئینے مین دیکھا کہا وہ آندھی سیاہ اُٹھی اب میثاق
ملکۂ حسینان گرفتار ہو جائینگے یہان میثاق و ملکۂ حسینان نے دیکھا کہ ایک آندھی
اُٹھی اور نعرے کی آواز آئی کہ او میثاق و ملکۂ حسینان شعلہ خیز کو مار کر تم لوگ کہان
تے ہو میثاق نے فوراً ایک گولہ مارا کہ ابر کے ٹکڑے ہون مگر گولہ پھٹ کر پلٹ آیا
ثاق نے گھبرا کر کہا کہ ای ملکۂ حسینان کوئی سحر کرو مجکو تو سحر نے جواب دیا ملکۂ حسینان
بجلی کان سے اُتاری اسم سحر کا پڑھ کر پھینک ماری برقین ابر پر گرین ابر کے ٹکڑے
لئے مگر سیہ فام پر تاثیر نہ ہوئی سیہ فام نے سحر کیا ایک ابر کا ٹکڑا ملکۂ حسینان پر گرا
ایک ٹکڑا میثاق پر گرا دونون چھپ گئے سیہ فام نیمچہ کھینچ کر بڑھی کہ دونون کے سر کاٹلون

قیدی ہی یہ سوچ کر کنوئین مین اُترا کنوئین مین ایک قصر ہی اُس کو روشن پایا حیران تھا
روشنی کیسی ہی قصر مین جو آیا دیکھا کہ ملکۂ حسینان سرنگون بیٹھی ہین شعلۂ جمالی بے مثال
شعلہ خیز حیران ہوگیا دل قابو مین نہ رہا قریب آکر کہا کہ ای شہنشاہ ملک حُسن و خو
ای سرو روان باغ محبوبی تم کیون رنجیدہ و کبیدہ بیٹھی ہو اگر کہو تو مین تم کو نکال لیجا
اِس آگ کو برطرف کرون ملکۂ حسینان نے کچھ جواب نہ دیا شعلہ خیز نے قدمون پر
کے سر رکھدیا کہا ای ملکۂ عالم عنایت فرمائیے اس گنہگار کو قبول کیجیے ملکۂ حسینان نے
کہ او عاشق فاسق تجھسے کیونکر دیکھا گیا کہ ہم تو قیدخانے مین بیٹھے ہین اور تو اس طرح
باتین کرتا ہی قتل کرڈال کہ تیری محبت ظاہر ہو اگر ہم اپنے ہوش مین آئین اور قیدخانے سے
نکلین تو تجکو جواب دین شعلہ خیز نے کہا کہ مین ابھی آپ کو نکالتا ہون ملکۂ حسینان نے
کہ تو زبان سے سوزن نکال لے تو مین خود کنوئین سے نکل جاؤنگی شعلہ خیز نے کہا کہ ای
یہ فقط تمھارا گمان ہی جب تک مین آگ نہ بجھاؤنگا تب تک مجال نہین کہ نکل سکو بس غلام کی
بات مین باہر نہین ہی یہ کہکر شعلہ خیز آگے بڑھا ملکۂ حسینان کی زبان سے سوزن
نکالی آگ برطرف کی کہا ای ملکہ نکل چلیے آگے شعلہ خیز جادو پیچھے اسکے ملکۂ حسینان چلی
جیسے ہی کنوئین سے نکلین ملکۂ حسینان نے کہا کہ ای شعلہ خیز اب مین فلان صحرا
چل کر ٹھہرتی ہون تو وہان آنا شعلہ خیز نے کہا کہ مین بھی آپ کے ساتھ چلونگا اب دامن
دولت نہ چھوڑونگا ملکۂ حسینان نے کہا کہ جو ہم تمسے کہتے ہین وہ ہی کرو اگر اسکے خلاف کیا
تو ہمین ناگوار ہوگا شعلہ خیز کے مُنھ سے نکلا کہ مین آپ کے خلاف نہین چاہتا مین تو
تابعدار ہون یہ کہتا ہوا ساتھ ساتھ ملکۂ حسینان کے چلا میثاق بھی ایک پہلو
معرکہ دیکھ رہا ہی کہ اب یہ جاکر نخل پر بیٹھی گی تب شعلہ خیز سے مقابلہ پڑیگا مین بھی مخفی طور
مدد کرونگا شعلہ خیز کو قتل کرکے ملکۂ حسینان کو لے نکلونگا اس فکر مین میثاق کھڑا ہی
حسینان جست کرکے بالاے نخل پہونچین شعلہ خیز ہاے واے کرنے لگا کہ ای ملکۂ عالم
کیا وعدہ کیا تھا اُسکا بدلہ تم نے خوب کیا مین نہ جانے دونگا ملکۂ حسینان نے کہا
اب مجھے کون روک سکتا ہی شعلہ خیز نے کہا کہ اب آگے نہ بڑھنا ملکۂ حسینان نے کہا

شید نے جھلا کر کہا کہ ای سیہ فام اس کو لیجا کر چاہ شعلہ خیز مین قید کرو اور شعلہ خیز جادو
ے کہنا کہ یہ منظور نظر قدرت ہی اس کو بہت احتیاط سے رکھنا اور خوب حفاظت کرنا میثاق
غیرہ اسکی رہائی کی فکر کرین گے سیہ فام نے کہا کہ اگر حکم ہو تو مین بھی حفاظت کرون جمشید
ے کہا کہ ای سیہ فام اگر تم بعہدہ نگہبانی موجود رہو تو قدرت تمہاری عمر بڑھا وین گے
یہ فام نے کہا کہ کنیز خوب طرح حفاظت کریگی کیا مجال ہی کہ قریب چاہ شعلہ خیز کوئی
سکے یہ کہکر سامنے فیروزہ کے ملکہ حسینان کو پنجے مین دبا کر سیہ فام لے چلی فیروزہ نے
ہا پیچھا کرون راہ مین کوئی عیاری کرونگا مگر سیہ فام بالاے آسمان جاتی ہی زمین پر فیروزہ
تا ہی مگر دیکھتا ہوا جاتا ہی کہ سیہ فام کہان جاتی ہی ایک صحرا مین دیکھا کہ ایک کنوین مین
روشن ہی کہ شعلے اُسکے تا بہ آسمان پہونچ رہے ہین سیہ فام شعبدہ باز قریب چاہ اُتری
ا زدی کہ ای شعلہ خیز جادو کہان ہو ایک پہلو سے ایک جادوگر نمایان ہوا ہر موے
م سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہوے چرخ مارتا ہوا آیا پکار کر کہا کہ ای سیہ فام آج
کہان آئین سیہ فام نے کہا کہ ای شعلہ خیز ملکہ حسینان کو لیکر آئی ہون اِن کو قید کرو
لیکن بخوبی حفاظت کرنا شعلہ خیز نے کہا کہ اسی کنوئین مین ڈالدو سیہ فام نے ملکہ حسینان
اُسی کنوئین مین ڈالدیا سیہ فام تو چلی گئی مگر شعلہ خیز جادو نے گرد چاہ حصار آتش
دیا آپ ایک طرف آکر بیٹھا حفاظت کر رہا ہی کہ اگر کوئی آئے تو اُس کو روکون جلا کر اُسے
ک کرون مگر فیروزہ یہ سب حال دیکھ کر بھاگا خدمت بادشاہ سعد مین آیا تمام کیفیت
ن کی بادشاہ سعد نے رنجیدہ ہو کر فرمایا کہ کیون ای میثاق اب صورت رہائی ملکہ حسینان
کون ہی میثاق نے کہا کہ غلام جاتا ہی جہان تک بن پڑیگا ملکہ حسینان کو رہا کرکے لاؤنگا
پنی جان دونگا یہ کہکر میثاق چلا صحراے شعلہ خیز مین آیا دور سے دیکھا کہ چاہ کو شعلہ ہاے
تش گھیرے ہین میثاق نے کھڑے ہو کر سحر کیا مگر آگ نہ بجھی میثاق ایک طائر بن کے
ے نخل آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا آخر اُڑ کر چلا مگر آگ راستہ نہین دیتی لاکھ لاکھ
ہا کہ تا بہ چاہ پہونچون اور اُس مین اپنے تئین گراؤن اُس معشوقہ دلفریب کو نکال لاؤن
لیکن نہ ہوا جب کئی دن گذرے تو شعلہ خیز کے خیال مین گذرا کہ قیدی کو دیکھون یہ کون

گل فروش نقلی نے کہا کہ داری یہ بات اچھی نہین دل مین سمجھ لیجیے کہ خداوند بڑی آفت
برپا کرین گے اس پر خیال نہ کیجیے کہ قدرت پلٹ گئے مین نے خبر سُنی ہے کہ کوئی سحر تیار کر رہے
ملکۂ حسینان نے کہا کہ ای گل فروش بقول شاعر فرد فرہاد جنون پیشہ بر سنگ میزد
میگفت بہ اندیشہ سنگ آمد و سخت آمد ۂ اب تو اس بار کو گوارا کیا جو کچھ ہونا ہو وہ
کیا کسی بات مین تامل کرین گے سیہ فام نے دیکھا کہ یہ نہ راضی ہو گی کہا یہ گلوری تو
ملکہ نے اُس سے گلوری لیکر کھائی گلوری کھاتے ہی بیہوش ہوئین سیہ فام شعبدہ
نے ملکۂ حسینان کو گرفتار کیا سوچی کہ اگر یون سبھون کے سامنے سے لیجاؤنگی تو سب
مل کر روکین گی اس ہنگامے کو سُن کر بادشاہ بھی دوڑے آوین گے اور میثاق وغیرہ
آوین گے فساد عظیم ہوگا یہ سوچ کر زمین پر پاؤن مارے غرق زمین ہو کر روانہ ہوئی
عرصہ ہوا تو اور کنیزین دیکھنے کو جو آئین ملکہ کو نہ پایا دیکھا ایک غار بنا ہوا ہی معلوم ہوا
کہ اسی غار مین سے کوئی لے گیا روتی ہوئی باہر نکلین سب نے یہ صلاح کی کہ چلکر با
سے اطلاع کرین کہ ملکۂ حسینان کو کوئی لے گیا کنیزین سب اکٹھا ہو کر خدمت بادشا
آئین بیان کیا کہ حضور غضب ہوا کوئی ہماری ملکہ کو لے گیا سعد شہریار یہ سُن کر
پریشان ہوے مگر فیروزہ بن عمرو اپنے مقام سے اُٹھا کہا غلام جاکر خبر لاتا ہی
بھاگا اپنے کو دربار جمشید مین پہونچا یا ساحر کی شکل بنا ہوا ایک گوشے مین کھڑا
حالات یہانکے دیکھ رہا ہی کہ سیہ فام شعبدہ باز آکر پہونچی اور لاکر ملکۂ حسینان
جمشید کے پیش کیا مگر ملکۂ حسینان سحر مین سیہ فام کے بیہوش و مدہوش ہی جمشید
کہا کہ ای سیہ فام اسکو ہوشیار کر و فیروزہ یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی کہ سیہ فام
ملکۂ حسینان کو ہوشیار کیا جیسے ہی ملکۂ حسینان ہوشیار ہوئین اور دربار جمشید
کی سب شاہزادیان ہنس رہی ہین کوئی کہتی ہی واہ بی ملکۂ حسینان کئی سال سے
قدرت عاشق ہین اور تمنے اپنے تئین ہر حیلے سے بچایا اور طلسم کشا پر جاکر عاشق ہو گئے
کچھ قدرت کا خوف نہ کیا ملکۂ حسینان نے کہا کہ صاحبو مجھپر کیون ہنستی ہو مین نے
بے حیا پر لعنت کی مطیع اسلام ہوئی جو بدعت چاہے یہ کرے مگر مین اس کو قبول نہ کرو

ضیار ہی خواہ قتل کرین خواہ بخشین جمشید ثانی نے کہا کہ مین اُس کو کیا قتل کرونگا کئی سال
ے اُسپر مائل ہون اُسکی تیغ ابرو کا گھائل ہون لیکن قید کرونگا ایسا حیران کردن کہ اپنی
ندگی سے بیزار ہو اور اطاعت قدرت اختیار کرے سیہ فام نے کہا کہ کنیز جاکر اُسے
تی ہی یہ کہکر روانہ ہوئی یہان بعد جانے جمشید ثانی کے ملکۂ حسینان نے بہار سے
کہا کہ مین جاکر لشکر کو بھی لے آؤن اور ظاہر مین بھی شریک ہون جمشید خود آنکھون سے
دیکھ گیا اب پردہ کہان رہا ای بہار اعجاز بیان مین یہ چاہتی تھی کہ میرا راز
ظاہر نہ ہو اور شاہ سے ملون وہ تو فلاک نے نہین چاہا پھر اب جو کچھ ہو سو ہو اس
کو سر پر رکھا تم سب کے ساتھ ہین بہار اعجاز بیان نے کہا کہ بسم اللہ آپ تشریف لائیے
سعد شہریار تمھارے حال سے آگاہ ہو چکے اور دوسرا یہ باعث ہی کہ سعد شہریار
خلق مجسم ہین تمھارے جاہ و جلال مین کوئی فرق نہ آئیگا سعد شہریار کا یہ دستور ہی کہ
جسکی جیسی آبرو ہوتی ہو ویسا اُس سے لطف سے پیش آتے ہین میرے حال پر نہایت عنایت ہی
ہین نے یہ چاہا تھا کہ مقابلۂ جمشید مین جاؤن نہین جانے دیا یہی فرمایا کہ جبس وقت
ہم چلین گے اُس وقت تم بھی چلنا ملکۂ حسینان بہار سے بخوبی وعدہ کرکے
اپنی بارگاہ مین آئی کنیزون سے کہا کہ صاحبو جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو وہ خدمت بادشاہ مین
ے اور جسکو ہمارا ساتھ نہ دینا ہو وہ جمشید کے پاس جائے مین کسی کی خواہان نہین ہون
سبنے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین جہان آپ رہین گی وہین ہم بھی رہین گے
ملکۂ حسینان نے کہا کہ تیاری کرو کنیزون نے تیاری کرنا شروع کی سیہ فام آسمان
اڑتی ہوئی آتی ہو ایک کنیز کہ مقرب بارگاہ ملکۂ حسینان ہی گل فروش اُس کا نام ہی یہ
اسی کام کو نکلی ہی سیہ فام شعبدہ باز اُس کو اُٹھا کر لے گئی ایک درے مین لاکر
ڈال دیا آپ اُس کی شکل بن کر لشکر مین ملکۂ حسینان کے آئی آکر ملکۂ حسینان کا ہاتھ
تھام لیا کہا واری کنارے چلیے مین کچھ عرض کرونگی ملکۂ حسینان گوشے مین آئی اُس نے
کہا کہ کیون واری اب کیا ارادہ ہی ملکۂ حسینان نے کہا کہ ای گل فروش میرا قصد
یہ کہ بالاعلان داخل دربار شاہی ہو جاؤن جمشید کو اختیار ہی جو چاہے سو کرے

جان دینا گوارا ہی مگر اب تیری اطاعت نہ کرونگی جو مزاج مین تیرے آے وہ ظلم کرنا
سب بدعتین اُٹھاؤنگی جمشید ثانی سب سے کلام کر رہا ہی اور قصد ہی کہ سحر کرون
کسی طرح ملکۂ حسینان کو لیجاؤن بڑے غضب کی بات ہی کہ ایسی معشوقہ اختیار
سعد کے جاے کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا اختر برج جلال آفتاب آسمان عزت وکم
جری ونامدار سعد شہریار پردہ اُٹھا کر نکلے للکار کر آواز دی کہ او جمشید ثانی
بدعت کے بانی مجھسے مقابلہ کر تو تجکو حال کھلے ان عورتون کو کیا ڈراتا ہی یہ دن
نہ ہوگا کہ ملکۂ حسینان تیرے پہلو مین جا کر بیٹھے اور تو عیش کرے سعد شہریا
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری جمشید ثانی نے جو دیکھا کہ سعد تیر مارا چاہتا
روانہ ہو گیا سعد نے ہرچند کہ تیر مارا مگر تا بہ جمشید نہ پہونچا جمشید نکل گیا
مین اپنی آیا قصر ہفت رنگ مین آکر تخت پر بیٹھا ہرچند شاہزادیون نے پوچھا
تشریف لے گئے تھے کیا کیا جمشید کچھ جواب نہین دیتا سرنگون بیٹھا ہی کہ آسمان
چمکی اور ایک ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام و بد انجام کپڑے
پہنے ہوے صورت ہیبتناک سحر مین چست و چالاک آکر پہونچی جمشید کو سجدہ کیا او
کہ کیون یا خداوند مین آپ کو ملول و حزین پاتی ہون ہرچند کہ سبب مجکو معلوم ہی
زبان سے فرمائین تو مین اُسکی تدبیر کرون جمشید نے کہا کہ ای سیہ فام شعبدہ
ملکۂ حسینان ایسی شاہزادی میرے دربار سے نکل گئی حیلے سے مقابلۂ بہار
وہان جاکر سعد شہریار پر عاشق ہوئی مین گیا تھا کہ گرفتار کر لاؤن مگر میثاق وغیرہ
موجود تھے سب نے مجھپر سحر کیا مین ناچار ہو کر چلا آیا لوح کا تو حال تم نے سُنا کہ
ایسے مقام پر پہنچی ہی کہ جہان ہوا بھی نہ جا سکیگی کسکی مجال ہی کہ اُس دریا کے قریب
اور لوح کو لاے وہ دریاے قہار ہی کہ ہمیشہ شعلۂ آتش اُسمین چرخ زن رہتے
بجاے آب کے آگ روشن رہتی ہی وہان کوئی جا نہین سکتا جو جائیگا وہ غرق دریا
آتش ہوگا یہ سُنکر سیہ فام شعبدہ باز یہ کہکر اُٹھی کہ مین جاکر ملکۂ حسینان کو لا
اول سمجھاؤنگی اگر میرا کہنا اُسنے مانا تو سمجھا کر لاؤنگی ورنہ گرفتار کرکے لاؤنگی قدرت

آواز سب نے سُنی سب کے سب ہوشیار ہوے دیکھا کہ بہ قہر و غضب تمام جمشید کھڑا ہوا
کر رہا ہی میثاق کوہ گردان نے بادشاہ سے عرض کی حضور لوح محفوظ سے ہوشیار
ین ایسا نہ ہو کہ کچھ شعبدہ کر کے حضور سے لیجائے تو خرابی ہو یہ کہکر میثاق نے جمشید
حر کیا جمشید نے میثاق کی طرف اشارہ کر کے سحر کو مٹایا سب شاہزادیون نے مل کر
شید پر سحر کیا مگر جمشید ثانی کسیکے سحر کو نہین مانتا آخر بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے
یا ای جمشید سپر و تیغ ہاتھ مین لیکر جنگ کر کہ لطف سپہ گری کُھلے جمشید ثانی نے کہا کہ
سعد جبدن میرے تمھارے مقابلہ پڑیگا اُس دن حال جرأت کُھل جائیگا بادشاہ
ار پکڑ کے جھپٹے کہ جمشید پہ جا پڑون جمشید کے ساتھ کوئی وزیر وغیرہ نہ تھا ورنہ سحر
یا آخر ناچار ہو کر بارگاہ سے نکلا لشکر بادشاہ کو جو دیکھا جھولی مین ہاتھ ڈالا اور کچھ
اب سحر نکالا یا سامری کہکر پھینک مارا کئی سرجادون کے سر اُڑ گئے کسی کا سر قلم ہوا
ی کا ہاتھ اُڑ گیا کوئی مُنھ کے بل گرا میثاق نے جو یہ ہلڑ سُنا باہر نکل آیا جمشید کو ٹوکا
ارا کہ او دشمن خدا کہان جاتا ہی کہ ملکہ حسینان بھی بارگاہ سے نکل آئین میثاق و
حسینان نے مل کر سحر کیا اور جمشید ثانی نے وہ بھی دفع کر دیا کہ بہار اعجاز بیان
آئی گلدستہ اُٹھا کر مارا کہ پھول برسنے لگے جمشید پر جو پھول پڑے جمشید ثانی نے
پھول ہاتھون مین روکے اُن پھولون کو سونگھا آنکھین سُرخ ہو گئین قصد ہوا کہ طرف
ار کے چلون کہ ایک طائر نے آکر چیخ مارا گرد سر جمشید پھرا جمشید کی آنکھون کی سرخی
رف ہوئی للکار کر آواز دی کہ او بے ادب قدرت پر سحر کرتی ہی قہر خداوندی سے نہین
تی ہی اور ملکۂ حسینان کو للکارا کہ کیون ای ملکۂ حسینان ہمنے تم کو کس واسطے بھیجا
اور کیا وعدہ کر کے آئی تھین کس رنگ مین آکر پھنسین قدرت کو تمھاری گستاخی معلوم
ا اب چین نہ لینے دونگا دیکھون تو کہان رہتی ہو یہ خیال نہ کرنا کہ اور شاہزادیان
ئین اُن کے لیے مین نے کوشش نہین کی مگر تمھارا نکل جانا نہ گوارا کرونگا چین نہین
دونگا وہ حیران کرون کہ تم کو زندگی دشوار ہو جاے آخر کہان رہو گی ہر مقام پر آونگا
رفتار کر کے تمھین لیجاؤنگا ملکۂ حسینان نے للکارا کہ او جھوٹے خداوند مجھے اپنی

کہ حضور کہان جاوینگے بادشاہ نے بیان کیا کہ ملکۂ حسینان حسن پرست جو آئی
حسن مین بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر سرو قد خورشید خد سب برائیون سے پاک وصا
مناسب یہ ہی کہ براے ملاقات ملکۂ حسینان جاؤن اور بہار نے بلوایا بھی ہی کہ
وہ موجود ہی میثاق کوہ گرد ان نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگا تنہا جانا مناسب نہین
بادشاہ خاموش ہورہے میثاق ساتھ ہوا اور بجوہن وگلگونہ بھی بادشاہ کے ہمراہ
بادشاہ خرامان خرامان بارگاہ بہار مین آے ملکۂ حسینان بادشاہ کو دیکھ کر بر
استقبال اُٹھین اور آکر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ملکۂ حسینان حسن پرست کا یہ
کے دل کانپ رہا ہی بادشاہ جمجاہ آکر تخت پر بیٹھے ملکۂ حسینان نے بیتاب ہو
کہ کیون ای شہریار آپکو اس کنیز کا خیال نہین ہے آپ کی جدائی مین بڑے صدمے اُ
قتل ظلمانہ جو ہوا جمشید نے سر دربار کہا کہ میرے معین لوگ مل کر ہمارے رفقا
قتل کراتے ہین ای ملکۂ حسینان ہمکو سب کا حال معلوم ہی مگر کہنا مناسب نہین
نہ ہوگا فتنہ بڑھے یہ سن کر کنیز کو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو جمشید گرفتار کرلے اور
دے اس خیال سے مقابلۂ بہار کے حیلے سے مین نکل آئی بادشاہ نے ملکۂ حسینا
کا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا کہ ای ملکۂ حسینان اب تم ہمارے لشکر مین رہو کیا مجال
کی کہ تم پر دست انداز ہو ملکۂ حسینان نے عرض کی کہ ای شہریار اگر اس کنیز کو
سرفراز فرمائین تو مین دربار جمشید مین نہ جاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ ای ملکۂ حسینا
اور شاہزادیون کا اُسنے کیا کرلیا جو تمہارے ساتھ پیش آئیگا پروردگار سب
وہ نگہبان ہی یہ ذکر تھا کہ ایک کبوتر سفید رنگ اڑتا ہوا آیا ملکۂ حسینان نے کہا
بہار اعجاز بیان اس طائر کو گرفتار کرلو ورنہ یہ جاکر جمشید سے خبر کریگا بہا
چند پھول پھینکے اُس کبوتر پر گرے کبوتر غلطک مار کر گرا وسط بارگاہ مین گر کر بیہوش
بہار نے اُس کبوتر کو گرفتار کیا ملکۂ حسینان نے کہا کہ دیکھو ای بہار ہوشیار رہو
نکل جائیگا کہ پہلوے بارگاہ سے نعرہ ہوا کہ او گیسو بریدہ ہم نے اسی واسطے تجکو بھیجا
سامنے معشوق کے میٹھی باتین بنارہی ہی مین نے تیری باتین سب سنین اب دیکھ تیرا کیا حا

مہ پہونچاؤن مجکو منظور یہ تھا کہ دربار سے جمشید کے نکل آؤن مین اس حیلے سے نکل آئی
ھین اختیار ہی جو چاہو میرے ساتھ کرو بہار اعجاز بیان نے تھرا کر کہا کہ میری کیا مجال
ہین آپ کو تکلیف دون یا کلمہ سخت کہون دونون عاشق روے یار لپٹ لپٹ کر روئی
ہین اور یہ اشعار حالتِ آہ وزاری وبیقراری مین زبان پر تھے نظم

تصور جو ترا اوستم ایجاد آیا + تھے وہ تیور کہ مین سمجھا کوئی جلاد آیا
چھے یار مزاج دلِ ناشاد آیا + بھول کر آج یہ تقدیر کو کیا یاد آیا
مہٗ حشر مین جو ای ستم ایجاد آیا + دیکھنے کو ترے سُننے مری فریاد آیا
ارمان تھے یون نکلے ہمارے دل کے + بن کے لب تک کوئی نالہ کوئی فریاد آیا
سے آپ زخود رفتہ ہوا جاتا ہون + نہین معلوم کہ مین آج کسے یاد آیا
لگا لائی جسے سوے نشیمن بلبل + جانب باغ کوئی آج وہ صیاد آیا
کیا آنکھون مین سامان شبِ وصل جلال + خواب اک بھولے ہوے تھے وہ ہمین یاد آیا

ون لپٹ لپٹ کے خوب روئین ملکہ حسینان نے کہا کہ ای بہار بادشاہ جمجاہ کو بھی
وہ بھی اس جلسے مین شریک ہون راہ مین مجکو میرے سحر نے خبر دی کہ لوح طلسمی کو
ید دم دیے کر لے گیا اور اُسنے قصر ہفت رنگ مین جاکر ملکہ عنبر بار کو بلوایا اور
ے سپرد کی اُسنے لیجا کر اپنے جزیرے مین لوح رکھی ہی جو ہم سے ہو سکیگی وہ ہم بھی اس
ین پیروی کرین گے ہم آج یہ تم سے کہتے ہین کہ اگر بادشاہ ہمارے عرض کرنے کے
ذرے تو ضرور لوح ملیگی ہر چند کہ عنبر بار جادو نے وہ انتظام کیا ہی کہ جہان ہوا
ا دشوار ہو لیکن پیروی شرط ہی انشاء اللہ اُس شہریار کو وہان تک پہونچا دین گے
خبر ہم کو ملی ہی کہ عنبر بار سے مقابلۂ عظیم پڑیگا سارا دن اسی ذکر مین گذر گیا اب سامنا
فراق کا ہوا ای بہار اتنا احسان کرو کہ ذرا بادشاہ کو بلوا لو بہار نے گلچمن نامے کنیز
سامنے بلوایا اور ایک رقعہ بنام سعد شہریار لکھا کہ ای شہریار چند ساعت کو یہان
یف لائیے یہان ملکہ حسینان حُسن پرست آپ کی بہت مشتاق ہین یہ رقعہ جو بادشاہ
پہونچا یہ بھی نہایت مشتاق بیٹھے تھے رقعہ پڑھتے ہی اُٹھے میثاق کو وہ گرد ان نے کہا

سحر پر بہار کو بڑا غرور ہوا ایک سحر ایسا کرون کہ کپڑے اپنے بدن کے پھاڑ ڈالے بہا
اُسکو گرفتار کر کے سامنے خداوند کے لیجاؤن یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی طاؤس زرین
پر سوار ہوئی پانچ چار کنیزون کو اپنے ساتھ لیا بارگاہ سے نکل کر لشکر بہار مین آئی بہا
کو خبر ملی کہ ملکۂ حسینان حُسن پرست آتی ہین بہار اعجاز بیان واسطے استقبال کے
نکلین راہ مین آکر ملاقات ہوئی بہار نے اشارہ کیا کہ ملکۂ حسینان پر پھول برسنے
ملکۂ حسینان مسکرائی شعلۂ ہائے آتش گرے سب پھولون کو جلادیا ملکۂ حسینان
کہا کہ بُوا بہار ذرا دوپٹہ تو سنبھالو سر تمہارا کُھل گیا بہار اعجاز بیان نے کہا کہ
اس سر سے واقف نہین ہون غرض ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا بہار جادو ملکۂ حسینان
ساتھ لے کر اپنی بارگاہ مین آئی مقام صدر پر جگہ دی ملکۂ حسینان نے پوچھا کہ ای
بہار اعجاز بیان کس ارادے سے آئی ہو کیا منظور ہو بہار نے جواب دیا کہ تم جس
پیش آؤ گی اور جیسا سوال کرو گی ویسا اُسکا جواب پاؤ گی ہم تو مطیعون خلائق ہو
آئندہ جو منظور خدا ہو ملکۂ حسینان نے کہا کہ ای بہار اعجاز بیان خداوند کے
مین تمہاری جگہ اب بھی باقی ہو اگر چلی چلو تو مین صفائی کرادون بہار اعجاز بیان
کہا کہ مین اُس دشمن خدا کے سامنے نہ جاؤنگی ملکۂ حسینان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم
عہد کرتی ہون کہ کیا مجال جو آپکی لیاقت کے خلاف کوئی بات ہونے پاے اگر ذرا
خلاف ہو تو مین خود خداوند سے بگڑ جاؤن کہ خداوند کو مشکل پڑے بہار نے آنکھون
آنسو بھر کے جواب دیا کہ بُوا خیال تو کرو کہ اگر مین یہان سے گئی تو گلچینی گلشن جمال شہر
کی کیونکر نصیب ہوگی ای ملکۂ حسینان دل کی تڑپ قابل بیان کے نہین ہو کہ جو عاشق
گذرتی ہو فراق کی کالی رات کا اُس کے سامنے ذکر کرے کہ جسنے رنگ شبِ فراق دیکھا
ایک شب کو لبون پر دم آتا ہو دوسری شب کو عشق آکر گلا دباتا ہو کیونکر ہوسکتا ہو
اُس کو ضبط کرے عاشق رہے یا رہ جیے نہ مرے ملکۂ حسینان نے سُن کر ایک ٹھنڈا
سانس کھینچی کہا ای بہار عجب جملہ تمنے نکالا خیال مین ہو کہ اگر اُس شہریار کو پاؤن تو خاک
قدم توتیاے چشم بناؤن یہی آرزو ہو یہی جستجو ہو کیونکر ہوسکتا ہو کہ اُن کے چاہنے والے

لیتا مگر میری تقدیر وہ مضبوط ہی کہ تم کو پہلے ہی سے شک پڑ گیا عنبر بار لوح طلسمی لے کر
ت پر سوار ہوئی جمشید ثانی سے رخصت ہو کر چلی خواجہ عمرو بشکل ساحر ٹہل رہے تھے کہ
کھا عنبر بار جادو جاتی ہی خواجہ عمرو بھی زیر تخت بھاگا بھاگ چلے مگر عنبر بار جادو جب
یب دریا پہونچی تو لوح کو دریا مین پھینک دیا اور آپ پھاند پڑی خواجہ عمرو حیران ہو کے
ٹ آے مگر عنبر بار نے قصر سیاہ مین جا کر سر نکالا مصاحبون نے پوچھا کہ کیون ای ملکۂ عالم
یا ضرورت تھی کہ خداوند نے یاد کیا عنبر بار جادو نے کہا کہ ایک بلاے عظیم میرے سپرد
ی ہی یعنے لوح طلسمی سپرد ہوئی ہی تمام دنیا میرے ساتھ دشمنی کریگی مگر مین سب کو رد کونگی
ی کو قریب لوح نہ آنے دونگی سب نے عرض کی کہ حضور کو بڑی مشکل پڑیگی عنبر بار جادو
ے کہا کہ وہ آفت برپا کرون کہ طلسم کشا اپنی زندگی سے بیزار ہو اور طلسم چھوڑ کر چلا جاوے
ملکۂ حسینان حسن پرست کہ کئی لاکھ کا لشکر ساتھ لے کر براے مقابلۂ بہار روانہ ہوئی
ی اور راہ مین ملکہ زمرد پوش بھی اس کے ہمراہ ہو گئی ہی اُس روز پہونچی کہ جس دن لوح
شاہ کے ہاتھ سے گم ہوئی ہی لشکر مین سناٹا ہی مگر ملکۂ حسینان سامنے لشکر بادشاہ کے
ر اُتری ہر کارے خبر لیکر خدمت شاہ مین آے تمام کیفیت عرض کی کہ ملکۂ حسینان
ی لاکھ کے لشکر سے فکر بہار اعجاز بیان مین آئی ہی سب سردار بیٹھے ہین بادشاہ یہ خبر
ن کر خاموش ہوے مگر بہار اعجاز بیان اپنے مقام سے یہ کہہ کر اُٹھی کہ ای شہریار یہ
یر مقابلے مین ملکۂ حسینان کے جاتی ہی سر میدان دیکھیے گا کہ کیا گذرتی ہی حال کھل جائیگا
شاق کوہ گردان نے کہا کہ ای بہار مین بھی ساتھ چلون بہار اعجاز بیان نے کہا کہ
ی کا کام نہین مین اول جا کر اُس سے ملاقات کرونگی یہ دریافت کرونگی کہ مجھسے کیون کر
ابلہ کروگی اگر میدان مین منظور ہو تو تمام عالم تماشا دیکھے اور اگر تنہائی مین امتحان منظور
ر تو کیا مضائقہ ہی میثاق و بادشاہ خاموش ہو رہے بہار اعجاز بیان اُٹھی اور
پنے لشکر مین آئی سترہ سو کنیزین جو اس کے ہمراہ تھین اُن کو ساتھ لیکر سامنے لشکر ملکۂ
سینان کے آکر اُتری مگر ملکۂ حسینان نے دیکھا کہ بہار اعجاز بیان بہت قلیل لشکر
ے آئی ہی اپنے مقام پر ہنسی اور کہا کہ کیون صاحبو بہار اپنے دل مین کیا سمجھی ہی اپنے

یہ ذکر تھا کہ زمین تھرائی آسمان سے آگ گرنے لگی جمشید ثانی نے کہا کہ یہ علامت آمد عنبر
ہی سحر و ساحری مین وہ بہت ہوشیار ہی دو دن مین نے لوح کو اپنے پاس رکھا مگر پریشا
یہی خیال تھا کہ عمرو آتا ہی اپنے پاس لوح کا رکھنا بہتر نہین کہ عنبر بار آسمان سے اُتری
عرض کی کہ یا خداوند کیون کنیز کو یاد کیا جمشید ثانی نے کہا کہ ای عنبر بار مین تقدیر مضبوط
کر چکا کہ طلسم فتح نہ ہوگا لوح طلسمی کو تم لیجاؤ لیجا کے اپنے پاس رکھو مگر ایسا انتظام کر
کوئی دشمن وہان تک نہ پہونچ سکے کیونکہ بادشاہ اسلام کو عمرو کی عیاری پر بڑا غ
وہ غرور اُن کا مٹے عنبر بار نے کہا کہ لائیے لوح مجکو دیجیے مگر یہ فرمائیے کہ کوہسار
کیا عیب تھا کہ میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ دشمن نامہ لایا نامہ تو مین نے لے لیا مگر کوہ
سے کہا کہ تم پر مجھے بدگمانی ہی بہتر یہ ہی کہ تم جاؤ مین آؤنگی جمشید ثانی نے پکار کر آوا
کہ ای اسرار راز دان جلد آکر بیان کرو کہ کوہسار مین کیا عیب و ہنر تھا کہ عنبر
نے اُس کو دشمن جانا ایک طائر اُڑتا ہوا آیا زمزمہ سرائی کرنے لگا جمشید ثانی۔
ہلا کر کہا کہ ارے کوئی ساحر جاے کوہسار فلان درۂ کوہ مین بیہوش پڑا ہی جا کر اُ
اُٹھا لاے چند ساحر گئے کوہسار کو بیہوشی مین اُٹھا لاے جمشید ثانی نے وزرا
اشارہ کیا کہ اِسکو ہوشیار کرو وزرا نے کوہسار کو ہوشیار کیا کوہسار گھبرایا ہوا اُ
کہتا ہوا کہ بھائی نگہبان صحرا تمنے بڑا احسان کیا کہ مجکو بیہوش کر کے ڈال دیا جمشید ثا
پشت کوہسار پر ہاتھ پھیرا کوہسار نے اس مرتبہ کہا کہ مین درۂ کوہ مین پڑا رہا
جزیرۂ عنبر بار نہین گیا ملکہ کسکو دوست و دشمن سمجھین عنبر بار نے کہا کہ یا خداو
کنیز کو حکم دیجیے کہ مین لوح لیجاؤن جس طرح حکم ہو اُس طرح رکھون جمشید ثانی
کہا کہ ای عنبر بار تم خود ہوشیار ہو جو انتظام مناسب ہو وہ کرنا عمرو اُس مقا
نہ آسکے لوح طلسم کشا کو نہ ملے جب لوح نہ ملیگی مجھ تک نہ آسکین گے پھر طلسم کیونکر فتح ہوگا
میری مضبوط رہیگی عنبر بار جادو نے کہا کہ یا خداوند بہتر تو یہ ہی کہ آپ اپنے پاس لوح
اب مین لیے جاتی ہون تو انتظام اُسکا میری ذات پر ہی وہ انتظام کرون کہ ہوا کا بھی
نہ ہو جمشید نے کہا تم نے ہوشیاری عمرو کی دیکھی کوہسار بن کر گیا اگر تم شک نہ کرتین تو ا

ب سامنے قصر ہفت رنگ کے پہونچے تو دیکھا کہ ایک جادوگر قصر کے اندر سے نکلا ایکطرف
گا خواجہ عمرو نے کوہسار کا پیچھا کیا ایک صحرا مین آکر آواز دی کہ ای بھائی ذرا ٹھہر جاؤ
ان جاتے ہو کوہسار ٹھہرا خواجہ عمرو نے قریب آکر پوچھا کہ کہان جاتے ہو اُس نے جوابدیا
لکہ عنبر بار جادو کو بلانے جاتا ہون کیا تم اس صحرا کے نگہبان ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ مین
م ملکہ عنبر بار ہون اس صحرا مین کسی کو آنے نہین دیتا اگر تم فرستادۂ خداوند نہ ہوتے تو
ور روکتا مگر بھائی عنبر بار کی ملاقات کو کیونکر جاؤ گے سُنا ہی کہ وہ کسی سے ملاقات نہین
ین کوہسار نے کہا کہ خود جمشید ثانی نے فرمایا ہی کہ جب قریب جزیرہ پہونچو گے تو ایک
یا ے قہار ملیگا اُس مین نامہ ڈال دینا اور آواز دینا کہ ای عنبر بار جادو یہ نامہ لو سب
ین خواجہ عمرو نے پوچھ کر کوہسار کو بیہوش کیا نامہ اُس کی جھولی سے نکال لیا کوہسار
شکل بن کر چلے جب سامنے دریا کے پہونچے نامہ ڈالکر آواز دی کہ ای عنبر بار جادو یہ نامہ
اوند کا حاضر ہی ایک سنہرہ پنجہ دریا سے پیدا ہوا نامہ اُٹھا کر لے گیا خواجہ عمرو بہ شکل
کہسار کھڑے رہے بعد تھوڑی دیر کے دریا مین غرش ہوئی عنبر بار جادو تخت پر سوار
منے آئی کہا ای کوہسار نامہ تو مین نے پایا مگر مجکو شک ہوتا ہی کہ نامہ کسی دشمن کے ہاتھ مین
نچا مین نے جو نامے کو دیکھا تو اُس سے بوے بد آئی اس وجہ سے مجکو شک ہوا خیر ای
ہسار پلٹ جاؤ ورنہ ارادہ یہ ہی کہ تمکو گرفتار کرون اور خدمت مین خداوند کی روانہ کرون
ن جاکر حال کھل جائیگا خواجہ عمرو گھبرائے کہ ایسا نہ ہو مجکو گرفتار کرلے فورًا بےتحاشا بھاگے
بر بار جادو نے پکار کر کہا کہ ای کوہسار ٹھہر جاؤ مگر خواجہ عمرو نہ ٹھہرے یہی خوف ہوا کہ
گرفتار کرلے گی مگر عنبر بار نے عرضی جمشید ثانی کو لکھی مضمون یہ تھا کہ یا خداوند نامہ تو آیا
نچا مگر دشمن کے ہاتھ سے پایا مین نے قصد کیا تھا کہ خط رسان کو گرفتار کرلون مگر وہ بھاگ گیا
حاضر خدمت بابرکت ہونگی یہ نامہ جو جمشید ثانی کو پہونچا جمشید نے گھبرا کر کہا کہ ارے
ہسار کو کیا ہو گیا کہ عنبر بار دشمن لکھتی ہی نہین معلوم اُسپر کیا معرکہ گذرا یہ ذکر تھا کہ خواجہ
ل کوہسار آکر پہونچے کہا یا خداوند عنبر بار جادو نے عجب طرح کی باتین کین کہ مجھ کو
تار کرتی تھین مگر مین بھاگ کر نکل آیا جمشید نے کہا کہ بیٹھو وہ آئیگی تو حال دریافت کرونگا

اور شاہزادیان بھی بارگاہون سے نکل آئین ملکہ یاسمن و ملکہ زعفران پوش وغیرہ آتے
سحر کرنے لگین جمشید نے ان کے سحر کو نہ مانا ہوا کاٹتا ہوا نکل گیا کُٹی کوس پر جا کے نعرہ کیا کہ
جمشید ثانی دیکھو کس لطف سے لوح لایا شاہزادیان جو قصر ہفت رنگ مین بیٹھی تھین اُ
سب نے آواز سُنی سب کی سب قصر سے نکل آئین دیکھا جمشید خوشی خوشی چلا آتا ہے سب نے
یا خداوند کیا انجام ہوا جمشید ثانی نے کہا مین نے وہ تقدیر کی کہ بادشاہ مبہوت ہو گ
لوح طلسمی لے آیا سب تماشا گرامون نے بلوہ کیا تھا مگر بدولت نہ رُکے صاحبو مین تقد
کر چکا کہ یہ طلسم فتح نہ ہوگا سب شاہزادیان جمشید ثانی کو گھیرے ہوئے قصر ہفت رنگ
مین لائین دل خوش کرنے کے لیے مبارکبادگانے لگین اسکے بعد جمشید ثانی نے لوح طلسم
کہا دیکھو صاحبو کیا تقدیر برجستہ کی تھی کہ لوح لے آیا اب اس کو جزیرۂ عنبر بار
رکھونگا عنبر بار جادو کو نامہ لکھو کہ قدرت یاد فرماتے ہین جلد آکر حاضر ہو میرا کوئی کچھ
کر سکیگا تمھین سب پر آفت آئیگی وزرا نے نامہ ترقیم کیا ایک جادوگر موسوم بہ کوہسار
سامنے بیٹھا تھا جمشید نے کہا کہ اسکو عنبر بار کے پاس لیجاؤ مگر اے کوہسار جب قریب جزیرہ
تو دیکھو گے کہ دریاے قہار موج مار رہا ہے نامہ دریا مین ڈال دینا تم الگ رہنا آواز
کہ اے عنبر بار جادو یہ نامہ لو ایک سنہرہ پنجہ پیدا ہوگا وہ نامے کو لیجائیگا تم سامنے عنبر
کے نہ پہونچو گے بعد تھوڑی دیر کے ملکہ عنبر بار جادو آئین گی اُن کو پیغام دینا وہ فوراً
پاس آئین گی پھر مین کلام کر لونگا کوہسار جادو بہت خوب کہکر نامہ لیکر روانہ ہوا ادھر
جا نے جمشید کے سب سردار بارگاہ شاہ مین آئے دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ سرنگون بیٹھے
فرما رہے ہین کہ جمشید بڑا مکر کر گیا میثاق وغیرہ فیروزہ کو ہوشیار کر کے لائے بادشاہ
پوچھا کہ تم پر کیا سانحہ گذرا فیروزہ نے بیان کیا کہ مین زیر نخل کھڑا تھا آنکھون کے نیچے
آیا چاہا کہ بھاگون لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہو گیا پھر مجکو خبر نہین کہ کیا گذری خواجہ نے
کہ اے میثاق ان تقریرون سے کیا نفع ہوگا وہ تدبیر کرو کہ لوح کی فکر کیجاے بادشاہ ج
کئی صندوقچے جواہرات کے خواجہ کو دیے کہ ذرا یہ تو دریافت کیجیے کہ اب لوح کہا
خواجہ عمرو نے صندوقچے نذر زنبیل کیے اور فوراً بھاگے طرف قصر ہفت رنگ کے

ی آسائے جمشید نے عرض کی لوح طلسمی مجکو دیجیے کہ مین با احتیاط رکھون حضور کے آرام فرمانے
خوف ہی بادشاہ نے لوح کو دیدیا مگر خواجہ عمرو طلائے پہ تھے پھرتے پھرتے ایک مقام پر
نچے دیکھا زیر نخل فیروزہ بیہوش پڑا ہی عمرو نے چاہا کہ فیروزہ کو ہوشیار کرون فیروزہ نہ
یار ہوا گلگونہ جادو کہ انتظام طلایہ مین تھی عمرو نے گلگونہ کو بلایا اور کہا کہ ای گلگونہ
وزہ ہوشیار نہین ہوتا دیکھو کسی کے سحر مین ہی گلگونہ نے انگلیون پر شمار کرکے منھ کو اپنے
ے لیا کہا بڑا غضب ہوا یہ تو سحر مین جمشید ثانی کے ہی بس خواجہ عمرو نے فیروزہ کو وہین
ڑا اور آپ طرف بارگاہ بادشاہ کے چلے راہ مین میثاق سے ملاقات ہوئی میثاق نے پوچھا
یون خواجہ خیر تو ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ ای میثاق بڑا غضب ہوا فیروزہ سحر مین جمشید
بیہوش پڑا ہی ہوشیار نہین ہوتا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ جمشید بصورت فیروزہ پہونچا
ثاق نے کہا کہ خواجہ مین شام سے انتشار مین تھا مگر کچھ ایسی غفلت ہوئی کہ بول نہ سکا
لگونہ نے کہا کہ ای میثاق جلدی چلو ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا کام کرلے خواجہ و میثاق و
لگونہ و بحرین یہ خبر سنکر گھبرا گئے اور قریب خوابگاہ بادشاہ پہونچے کہ ایک صدائے
ب کان مین آئی اور نعرہ ہوا کہ منم جمشید ثانی بادشاہ نے چاہا کہ جمشید پر جا پڑون
مشید لوح طلسمی لیکر بلند ہو گیا میثاق نے دیکھا کہ قبۂ بارگاہ ٹوٹا ہوا ہی اور جمشید
ح طلسمی لیے ہوے جاتا ہی بادشاہ جمجاہ کے گلے مین چونکہ لوح محفوظ باقی تھی اس وجہ سے
اکر رہے ہین کہ یارو غضب ہوا جمشید لوح طلسمی لے گیا میثاق اُس وقت پہونچا کہ
ید نکل چکا تھا میثاق نے چاہا کہ سحر کرون اور جمشید سے بھڑون مگر جمشید ثانی نے
را کہ او نمک حرام خبردار آگے نہ بڑھنا لوح طلسمی مین نے لے لی اگر میرے سامنے آئیگا تو
بائیگا میثاق تو رُک گیا مگر بحرین نے سحر کرکے جمشید پر گولہ مارا ہر چند کہ کانپ گیا لیکن
را کہ او بحرین کیون اپنی آبرو مٹاتی ہی آخر کو تم سب میرے ہی ہاتھ کے نیچے رہو گے
ت بہت ستاؤنگا تکلیف پہونچاؤنگا یہ کہکر ہاتھ ہلا دیا ایک برق کڑک کر چلی میثاق
کہا کہ اگر یہ برق بحرین پر گر گئی تو خرمن حیات بحرین کو جلا دیگی برق کو کاٹا برق دو ٹکڑے
ر دو کنیزون پر پڑی کہ دونون کے سر اُڑ گئے میثاق نے بحرین کو بچایا اتنا جو ہنگامہ ہوا

ایک گوشے مین ڈال دیا ہی محفل بادشاہ مین آیا دیکھا بادشاہ جمجاہ تخت سلطنت پر جلوہ فرما
میثاق وغیرہ گرد بیٹھے ہین جمشید ثانی کو کچھ نہ بن پڑا میثاق کو دیکھ کر گھبرا گیا پشت بادشاہ
رومال سے مگس رانی کرنے لگا سامنے بادشاہ جمجاہ کے ایک نازنین نہایت خوش آواز
سوز و گداز سے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

ملا دو سینے سے سینہ تو دل اتنا طپان کیون ہو | جگر پر ہاتھ ہو تو درد رہ رہکر نہان کیون
نہ دیکھے جائین جس سے بیٹھکر پہلو مین داغ دل | وہ میرا کیون بنے دلسوز مجھپر مہربان کیون
جو اظہار وفا کر کے جفا آموز دلبر ہون + | وہان تقدیر کیون رسوا ہو بدنام آسمان
جو یہ مطلب نہین اُنکا عدو طرز وفا سیکھے + | کسی کے سامنے اچھا ہمارا امتحان کیون
بٹیگا شہرۂ آفاق ہو کر عشق مین عاشق + | جسے کچھ نام کرنا ہی ابھی وہ بے نشان کیون
جلال افسوس آدھے رہگئے ہم جسکی فرقت مین | نہ پوچھا اُسنے جھوٹون بھی کبھی تم نیمجان کیون

ہر چند کہ جمشید فیروزہ کی شکل بنا ہوا پشت بادشاہ پر کھڑا ہی مگر میثاق دمبدم اِس سے
ملاتا ہی کچھ سوچ کے رہجاتا ہی لیکن جمشید نے سحر سے سب کی زبان بند کر دی ہی آخر اسنے
بادشاہ کے کان مین کہا کہ دن بھر تو حضور مصروف جنگ رہے اب چل کر آرام فرمائیے
نہ ہو کہ طبیعت بے لطف ہو جاے بادشاہ جانتے ہین کہ فیروزہ ہمارا خیر خواہ ہی ہا
گانے والی کو منع کیا کہ اب گانا موقوف کرو ہم آرام کرینگے گانے والی خاموش
بادشاہ تخت سے اُٹھے مگر میثاق کے کان کھڑے ہوے جیسے ہی بادشاہ تخت سے
میثاق نے دست بستہ عرض کی کیا حضور آرام فرمانے جاتے ہین کیون فیروزہ تو
کہدیا کہ بادشاہ کھڑے ہو گئے فیروزہ نقلی نے کچھ جواب نہ دیا مگر بادشاہ نے فرمایا
بہت جاسے کہنا ہی کہ دن بھر جنگ رہی اب جاکر کچھ دیر سو رہون میثاق خاموش ہو
نہ کہ سکا سب شاہزادیان بھی اپنی اپنی جگہ پر روانہ ہوگئین مگر فیروزہ نقلی بادشاہ
ہمراہ چلا میثاق نے کہا کہ ای فیروزہ تم کہان بادشاہ کے ساتھ جاتے ہو جاکر
انتظام کرو جمشید نے گھبرا کر جواب دیا کہ برائے حفاظت لوح مین بادشاہ کے ساتھ
جب آرام کرینگے تو بیٹھ کر حفاظت کرونگا میثاق کو کچھ نہ بن پڑا فیروزہ بادشاہ

ھے پناہ دے فوراً بیخ نخل شق ہوئی ایک غار سا بلاخیز کو معلوم ہوا ایک اژدہے نے مُنھ نکالا فوراً
خیز اُسکے دہن مین پھاند پڑا بلاخیز تو غائب ہوا باقی ساحرون کو قتل کیا تھوڑے عرصے مین باغ
ن سناٹا ہو گیا میثاق نے آکر قدمون کو بادشاہ کے بوسہ دیا اور عرض کی کہ ای شہریار خدا نے
افضل کیا مگر تعجب کرتا ہون کہ جمشید نہ آیا لوح سے بہت ہوشیار رہیے گا یہ بھی مرقوم ہی کہ
رح مل کر پھر غائب ہو جائیگی ابکے ملنے مین بڑی سختی ہوگی بادشاہ کو سب ساحرون نے گھیر لیا
بت و نقارے بجاتے ہوے داخل لشکر ہوے مگر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی اپنے قصر
ن بیٹھا ہوا تھا گرد تخت کے شاہزادیان اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین شاہزادیون نے دیکھا کہ
درت کی آنکھون مین آنسو بھر آئے سبھون نے پوچھا کہ یا خداوند مزاج کیسا ہی آج آپکو
ت ملول پاتے ہین جمشید نے کہا کہ بڑا غضب ہوا طلسم کشا لڑتے بھڑتے باغ بلاخیز مین
د پہنچ گئے خوب تلوار چل رہی ہی مگر بلاخیز کو بچاتا ہون یہ کہکر آواز دی کہ ای اژدر جادو بلاخیز
بچالا ایک اژدر گوشۂ قصر سے نکلا اور غرق زمین ہو گیا تھوڑے عرصے مین زمین سے نکلا بلاخیز
منھ سے اُگلا بلاخیز بیہوش ہو رہا تھا جمشید نے آواز دی اسکو ہوشیار کرو بلاخیز ہوشیار ہوا
ٹھتے ہی رونے لگا کہا یا خداوند آپ نے وقت پر تقدیر کی ورنہ مسلمانون نے مجکو گھیرا تھا
شکل وہانسے نکلا لوح بادشاہ لے گئے مگر یا خداوند آپ نے وعدہ کیا تھا کہ جب لوح پہنچیگا
گا تو مین آؤنگا یہ آفتین برپا ہوئین مگر آپ نہ آئے کہ لوح کو بچاتے جمشید ثانی نے کہا کہ اگر
ن آتا تو میثاق سے مقابلہ پڑتا قدرت کو ذلت ہوتی ہر چند کہ یہ طلسم فتح نہ ہوگا مگر اب مین
تا ہون اور جا کر لوح لاتا ہون یون لوح لاؤن کہ کسی کو خبر نہ ہو ابکے لوح ایسے مقام پر رکھون
جہان ہوا نہ جا سکے یہ کہکے اُٹھا پر پرواز پیدا کر کے چلا یہان لشکر مین بادشاہ کے جشن ہی
لُقان ہندکا داخلہ ہی تمام لشکر مین روشنی ہو رہی ہی بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین خواجہ
ی جابجا پھر رہے ہین دوکاندارون سے تہ بازاری وغیرہ تحصیل رہے ہین فرماتے ہین یارو آج
شاہ کو لوح ملی ہی اُسکا جشن ہی سودا تم لوگون کا خوب بکیگا ہمارا حق دینے مین کوتاہی نہ کرو
چھ تم لوگون سے ہو سکے وہ ہم کو دو ایکطرف فیروزہ بن عمرو انتظام کر رہا ہی جمشید ثانی کا
وپر تو حوصلہ نہ پڑا مگر ایک نخل پر بیٹھ کر فیروزہ کو بیہوش کیا اور فیروزہ کی شکل بنکر چلا فیروزہ کو

بھائی مجکو نہ آنے دو مگر یہ تحفہ تو لے لو اور چند نگینے باغبان کو دکھائے باغبان سوچا کہ اس
ہنگامہ ہی کون پوچھیگا کہ فرستادۂ خداوند سے کسنے لیا یہ سوچکر دروازے کے قریب آیا زنجیر کھو
پانؤن دروازے مین اڑا کے کھڑا ہوا اور ہاتھ باہر نکالا خواجہ عمرو نے ہاتھ اُس باغ
کا کاٹ لیا اُس باغبان نے ایک چیخ ماری اور دروازہ چھوڑکر بھاگا اس عرصے مین با
بھی قریب آ گئے اور گھوڑے سے اُترے خواجہ نے بادشاہ کو آگے کیا پشت پر میثا
وغیرہ ہین دروازہ کھول کر اندر گھُسے مگر خواجہ عمرو پکارتے ہین کہ ارے ایک ہاتھ د
ہاتھ دیتا جا باغبان بھاگا جاتا ہی پرنالہ خون کا ہاتھ سے جاری ہی مگر بلاخیز کرسی پر بیٹھ
کہ نعرۂ بادشاہ کی آواز کان مین آئی پکار کر اُسنے کہا کہ ارے صاحبو دروازہ کسنے کھ
کہ باغبان نے سامنے بلاخیز کے آکر کہا کہ حضور میرا ہاتھ عمرو نے کاٹ لیا دروازہ کھل
سُن کر بلاخیز اُٹھا کہ سامنے سے نعرہ ہوا نعرۂ بادشاہ ــ منم شاہ شاہان فریدون
بہار گلستان کاؤس و جم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + ایک
سے نعرہ ہوا نعرۂ خواجہ عمرو ــ کزان اُستاد عیاران عالم + سراپا دانش و عقل مجسم
دین زمکرش آبیاری + جہان سرہنگ در خنجر گزاری + بہر کشور بلاے جان کفار
آن شاہ عیاران عیار + ایک طرف سے میثاق کوہ گردان نے نعرہ کیا کہ باش ا
دیکھا تو نے کہ کیونکر پہونچے شاہزادیون نے اپنے اپنے نام کے نعرے کیے بلاخیز نے
کو اشارہ کیا مگر میثاق نے کہا کہ ای بادشاہ مجاہ ہم جنگ کر رہے ہین آپ لوح
لیجیے بادشاہ نے جھپٹ کر بسم اللہ کہکر گلدستون پر ہاتھ ڈالا اُسی گلدستے پر ہاتھ پڑ
لوح طلسمی تھی اِس طرف بادشاہ نے لوح پائی اُسطرف بلاخیز جادو میثاق سے مق
میثاق نے وہ سحر کیے کہ آگ برسا دی تلوارین گرائین ہزارہا جادوگردن کے سر اُ
مگر بادشاہ لوح طلسمی لیکر مصروف جنگ ہوے بلاخیز اپنی جان سے بیزار ہی چاہتا
تدبیر کرون کہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤن ابر سیاہ جو چھایا تھا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا گا
جلنے لگے آخرہ جل جل کر خاک ہوے بلاخیز جادو نے جب دیکھا کہ میثاق کوہ گردان
طرف سے روکا ہی آخر ناچار ہو کر قریب اُس نخل کے آیا اور پکار کر آواز دی کہ ای

حر نے جواب دیا کہ بھائی نوکری بُری چیز ہی قدرت نے نامہ پاس بلاخیز جادو کے روانہ کیا
یہ عمرو صحرائے ویران مین آگیا ہوشیار رہنا تو مین چاہتا ہون کہ جلدی جاؤن مگر پیاس
بہت بیقرار ہون عمرو نے کہا کہ مین پانی لاتا ہون بھائی مجکو تمھارے حال پر رحم آیا مین
پانی لایا یہ کہکر درہ کوہ مین گھس گئے جام پانی سے بھر کر لائے وہ قاتل بیہوشی ڈال دی کہ
دریا مین ڈالدیجیے تو مچھلیان دیوانی ہو جاوین جیسے ہی اُس ساحر نے جام پیا بیہوش
ہو کر گرا خواجہ عمرو نے نامہ اُسکی جھولی سے نکال لیا اور ٹانگ پکڑ کے کھینچ کر درہ کوہ مین
ڈالدیا اُسی کی شکل بن کر چلے مگر بلاخیز جادو نے لوح کو اس طرح رکھا ہی کہ ایک چبوترہ وسط
باغ مین ہی تختہ سنگ پر سات گلدستے رکھے ہین ایک وضع ایک قطع کے مگر جس گلدستے مین لوح
ہو وہ گلدستہ چمک رہا ہی قید یہ ہی کہ طلسم کشا خود اپنے دست حق پرست سے ہاتھ مارے تو اُسی
گلدستے پر ہاتھ پڑیگا جس مین لوح ہی خواجہ عمرو اُسی خطرسان کی شکل بن کر جاتے ہین مگر
بلاخیز جادو نے ایک ابر سیاہ بنا کر اُس تختہ سنگ پر قایم کیا ہی اُس ابر مین جنبش پیدا ہوئی
بلاخیز نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہوا عمرو صحرائے ویران مین آگیا دروازہ باغ کا
بند کردو کوئی آئے مگر دروازہ نہ کھولنا دروازہ باغ بند ہو گیا سب ساحر ابر کو دیکھ رہے ہین
بلاخیز جادو کرسی بچھا کر بیٹھا ابر کو دیکھ رہا ہی کہ ابر چرخ مار رہا ہی کہ عمرو دروازے پر باغ
کے آیا دیکھا کہ دروازہ بند ہی دراڑ سے جھانک کر دیکھا کہ ساحر بھر رہے ہین مگر لاکھ خواجہ عمرو
پکارتے ہین کوئی دروازہ نہین کھولتا خواجہ کو تردد ہی کہ اگر مین باغ مین پہونچا تو کیا نتیجہ
نکلیگا کچھ مطلب نہ حاصل ہوگا بڑی خطا کی کہ جو طلسم کشا کو ساتھ نہ لایا اس سوچ مین خواجہ
تھے کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ بادشاہ عجاہ مرکب
پر سوار ہین سب کے آگے میثاق کوہ گردان وبجرین وغیرہ سب شاہزادیان طاؤسان
بال پر سوار آمادہ رزم وپیکار پشت پر لشکر کا تانتا بندھا ہوا میثاق نے بھی دور سے
دیکھا کہ خواجہ عمرو بصورت مبدل دروازے سے باغ کے لپٹے ہوے ایک ساحر
کو پکار رہے ہین اور کہہ رہے ہین کہ مین خط خداوند کا لیکر آیا ہون کہ ایک باغبان نوجوان
سبزی کے کپڑے ہاتھ مین پہنے ہوے دروازے کے سامنے سے نکلا خواجہ عمرو نے پکار کر کہا

پر چمک کر گری کہ عیان کے دو ٹکڑے ہوے اور نعرہ ہوا کہ منم بحرین جادو میثاق نے دیکھا
بحرین نے ظاہر ہوتے ہی دریاے سحر پیدا کیا سب ساحر ڈوبنے لگے مچھلیون نے سیکڑون
جادوگر مارے نہان جادو نے جو بھائی کا لاشہ دیکھا بیقرار ہو کر بارہ دری سے پھاندا چاہا
میثاق پر جا پڑون بحرین کے دریا کو دیکھ کر سحر کرنے لگا منظور تھا کہ دریا کو مٹاؤن بحرین دریا
پھاند پڑی نہان جادو نے آواز دی کہ اپنے سحر مین آپ ڈوبی میثاق سے کہا کہ تمھاری معشوقہ
ڈوب گئی خوف سے میرے اپنی جان دی اگر نہ ڈوبتی تو مین اپنے قبضے مین کرتا معشوق پر پھیر دیتی
کے خوف سے اُسنے جان دی میثاق کو یہ سُن کر بڑا قلق ہوا دونون پیر جا کر دریا مین پھاند پڑا
تھوڑی دیر کے نہان جادو نے دیکھا کہ دریا سے ایک نازنین پیدا ہوئی موے سر کھلے ہیں
قطرات آب موہاے سر سے ٹپکتے ہوے صاف ثابت تھا کہ گھنگور گھٹا چھائی ہی بارش مروارید
ہی گوش نازک مین مروارید بے بہا پڑے ہوے ہین صاف معلوم ہوتا ہی کہ ستارہ سحری
بناگوش ہی دریاے حُسن کو جوش ہی نہان نے جو اُس محبوب مطلوب کو دیکھا پکار کر آواز
کہ صاحب آؤ اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ تمھین آؤ نہان جادو حاضر حاضر کہہ کر کود پڑا جب
قریب نازنین پہونچا تو ایک نہنگ نے سر نکالا نہان کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا خواجہ عمرو
بھی حقہ ہاے آتشبازی مارے اور لوٹتے پھرتے ہین جب دونون بھائی مارے گئے تو باقی
ساحر فریاد کرتے ہوے بھاگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یہ وزیر اعظم خداوند ہین عیان
نہان کے روکے سے جب نہ رُک سکے تو ہم کیا روک سکتے یارو بھاگ کر نکل چلو جب ط
تے اپنی جان بچاؤ یہ کہتے ہوے سب بھاگ گئے میثاق نے کہا خواجہ ہم تو اسی باغ مین
ٹھہرتے ہین تم اب آگے بڑھو خواجہ نے میثاق و بحرین کو اُسی باغ مین چھوڑا اب جو باغ
نکلے دیکھا کہ ایک صحراے ہولخیز و وحشت انگیز ہی بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین ہر طرف
سنسان و ویران کھٹ دست میدان نخل کا اُس صحرا مین نام نہین ہر طرف ذرے چمکتے
ہین دھوپ پڑ رہی ہی کہ تمام صحرا تپ رہا ہی عمرو اُس صحرا کو دیکھ کر گھبرا گیا مگر چلا جاتا
کہ ایک طرف سے ایک جادوگر کو دیکھا کہ بدحواس دوڑا ہوا جاتا ہی خواجہ عمرو نے آگے بڑھ
پکارا کہ بھائی ٹھہر جاؤ اس دھوپ مین کہان جاتے ہو وہ ساحر ٹھہرا خواجہ عمرو قریب آ

گولہ نکالا اسم سحر کا پڑھ کر دیوار پر مارا اس طرح کا دناٹا ہوا کہ زمین تھرا گئی وہ ہی دروازہ
ولی پیدا ہوا اب خواجہ نے جست کی جیسے ہی اُس پار گئے ساحرون نے لینا لینا کر کے
طرح کا سحر کیا کہ خواجہ عمرو گرے اور ساحرون نے فورًا گرفتار کر لیا کشان کشان
دو کو لیکر سامنے عیان و پنہان کے لائے عیان و پنہان نے حکم دیا کہ لیجا کر قتل کرو
دار دیر نہ کرنا یہ وہ شخص ہی کہ ساری ہوش ربا مین پھرا کوئی اسکو قتل نہ کر سکا سامری
شید نے اسکی قضا ہمارے ہاتھ سے مقرر کی تھی اور لکھ گئے ہین کہ قاتل عمرو کے عیان و
ان ہین اب اس کو فورًا قتل کرو ذرا دیر نہ ہو جادوگر کشان کشان خواجہ عمرو کو صحن باغ
ن لائے دارین استاد کین جلادون کو طلب کیا جب جلاد سر پر خواجہ عمرو کے آیا اور اُسنے
لے کا خط گردن پر دیا تو خواجہ عمرو نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی
و ای بے نیاز رحم اپنا شریک کر نظم

الحقیقت سخت آزار ست آزار ہوس	ہست بیشک لا دوا بیمار بیمار ہوس
جب حرص دہو ابا اند ہمیشہ تنگ دست	میخورد ہر دم بہاے بوالہوس خار ہوس
اند رد ہر تا روز قیامت زیر بار	ہر کہ بر دارد بدوش جان و دل بار ہوس
رہا گردد ز دام رنج و غم اہل طمع	مخلصی کی یابد از زندان گرفتار ہوس
گلہ کز آب و تاب فیض حق بستان آن	تازہ کی گردد بباغ دہر گلزار ہوس
شن اندر خانۂ طامع کی گردد چراغ	کی شود آباد در دار جہان دار ہوس
مع خالی ست ذات کبریا خواہش مکن	طالب مولا نمیگردد طلبگار ہوس

د چاہتا ہی کہ ہاتھ خنجر کا مارے کہ زمین شق ہوئی برق گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوے
ثاق نے نکلتے ہی سحر کی بوچھار کر دی عیان و پنہان کہ بارہ دری مین بیٹھے تھے کسی ساحر
خبر دی کہ میثاق نے آکر عمرو کو بچایا ساحرون سے جنگ ہو رہی ہی دونون بھائی
لا کر باہر نکلے پنہان تو بارہ دری مین کھڑا ہی مگر عیان جادو طرف میثاق کے چلا
ار برسانے لگا میثاق اپنے کو بچا رہا ہی چاہتا ہی کہ ذرا بلوہ کم ہو تو عیان پر سحر کرون عیان
ے زور و شور سے لڑ رہا ہی ایک نخل کے نیچے آکر ٹھہرا ہی کہ شاخ نخل سے ایک برق عیان

سردار جمع ہین کہ میثاق گھبرا کر اُٹھا بادشاہ نے پوچھا کہ ای میثاق کیون خیر تو ہی میثاق
نے کہا کہ ای شہریار میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ عیان جادو و نہان جادو طرف سے بلاخیز
آئے ہین اُنھون نے آپ پر راستہ بند کیا دیوار آہن تیار ہی خواجہ عمرو اُس مقام پر چپ
کھڑے ہین غلام جاتا ہی کہ جاکر اُس راستے کو شکست کرون خواجہ عمرو کے نکل جانیکا بندوبست
کرون ملکہ بحرین بھی میثاق کے ساتھ اُٹھین کہا صاحب مجکو بھی خبر مل چکی ہی کہ عیان اور
نہان نے بڑا زور باندھا ہی میثاق و بحرین چلے آسمان سے دیکھا کہ خواجہ عمرو سامنے
دیوار آہن کے خاموش کھڑے ہین حیران ہین کہ کیا تدبیر کرون کہ آسمان پر برق چمکی
و بحرین آکر پہونچے عرض کی کہ ای شہنشاہ اوج عیاری کس فکر مین کھڑے ہو خواجہ عمرو نے
کہا کہ اس دیوار سے راستہ نہین ملتا میثاق نے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری عیان جادو
و نہان جادو کا یہ سحر ہی بلاخیز جادو نے راستہ بند کرایا ہی اب مین سحر کرتا ہون دروازہ
دیوار مین پیدا ہوگا آپ نکل جائیے گا عیان و نہان بڑی آفت برپا کرین گے مین وقت
پر پہونچونگا اور عیان و نہان کی تدبیر کرونگا اور آپکو تا بہ صحراے بلاخیز پہونچاؤنگا
خواجہ عمرو نے کہا کہ بسم اللہ آپ سحر کیجیے مین جست کرکے نکلونگا اور بلاغ عیان و نہان
سے گذر جاؤنگا میثاق نے کہا کہ خواجہ وہ لڑائی پڑیگی کہ جان بچنا دشوار ہوگی یہ کہہ
میثاق نے ایک گولہ جھولی سے نکالا اسم سحر کا پڑھ کر دیوار آہن پر مارا ایک دفعتا ہو کر
دیوار آہن مین پیدا ہوا خواجہ عمرو اُس درے کو دیکھ کر سوچنے لگے نیچہ کھینچا چاہا کہ ٹیک
جست کرون مگر دروازے کے پاس دیکھا کہ ہزارہا ساحر صف باندھے کھڑے ہین اور کہہ
رہین کہ عمرو آیا ہر ایک کی زبان پر یہی ہی کہ یارو عمرو کو روکو ایسا نہ ہو کہ یہان چلا آوے
خواجہ عمرو یہ ہنگامہ دیکھ کر چند ساعت رُکے وہ دروازہ بند ہوگیا میثاق نے کہا کہ
خواجہ غضب کیا ایک مرتبہ اور سحر کرونگا دروازہ ظاہر ہوگا تیسری مرتبہ دروازہ نہ ظاہر
مین ابکی مرتبہ سحر کرتا ہون اگر آپ نے قصد کیا تو بہتر ہوا ورنہ مین ناچار ہو جاؤنگا خواجہ
نے کہا کہ بسم اللہ سحر کرو دروازہ پیدا ہو مین ضرور جاؤنگا ہرچند کہ دشمنونکی صفین بندھی
مگر اُنکے سرون پر سے جاؤنگا سب ساحر حیران ہون کہ عمرو کیونکر آیا میثاق نے جھولی سے

لسم توڑا اور جمشید کو مارا تو کیا نفع ہوگا سب نے عرض کی کہ حضور جمشید کی کیا مجال کہ اُن کا
ے جسم کم کر سکے میثاق اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ غلام ابھی سے تدبیر کرتا ہی اول تو جمشید
قول و فعل کا اعتبار نہین اور اگر ایسا کریگا بہت پچھتائیگا بادشاہ نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا
چ کرے میثاق نے بہت منع کیا کہ حضور ابھی کوچ نہ کرین بادشاہ نے فرمایا کہ ای میثاق
ح طلسمی تو مل جاے کہ یہ سرگردانی ہٹے یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی کان مین آئی بادشاہ نے
ھا کہ مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری خواجہ عمرو نامدار حشمت و خیز کرتے ہوے
ہونچے بادشاہ سے خبر کی کہ صاحبقران زمان نے مجکو روانہ کیا ہی کہ بادشاہ سے
لاع کرو کہ تاریخ قتل قریشہ سلطان و آسمان پری مقرر ہو گئی بادشاہ نے موتیون کا
گلے سے اُتارا کہ کئی لاکھ روپیے کا تھا فرمایا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری یہ مین حاضر کرتا ہون
لو لیکر بیت المال مین جمع کیجیے اور کوئی فکر دستیابی لوح کی کیجیے ہر چند کہ میثاق ساحر
دست ہی وہ کہتا ہی کہ جمشید کی بات کا اعتبار نہین مگر ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ جسدہ قتل
جاوین تو مین صاحبقران کو کیا منہ دکھاؤنگا خواجہ عمرو نے چاہا کہ مالا اُٹھالون بادشاہ
فرمایا کہ یہ مالا اُسوقت ملیگا کہ جب لوح ہمکو مل جائیگی خواجہ عمرو نے کہا کہ مین تدبیر کرتا ہون
دہ پروردگار کو اختیار ہی اور اب جزیرۂ بلاخیز بھی قریب ہی مین آج ہی جاکر رنگ جماتا ہون
جہ عمرو نے اُسی وقت بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے اور فکر مین چلے مگر یہان
خیز جادو اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ جمشید کا فرمان پہونچا اُسمین یہ لکھا تھا کہ ای خیر خواہ
ت تم کو ایسا معتبر جانا کہ لوح طلسمی تمہارے سپرد کی اب بادشاہ تمہاری فکر مین ہین ایسی
ی تدبیر کرنا کہ تم تک نہ آسکین بلاخیز نے اُسی وقت دو ساحر زبردست شعبدہ باز عجائب
رائب ساز کہ نام جنکے تحریر کرتا ہون عیان جادو و نہان جادو کو روانہ کیا کہ جاکر
شاہ پر راستہ روک دو عیان و نہان نے آکر سحر کیا کہ ایک کوہ بلند و مرتفع ظاہر ہوا
ب دیوار آہنی گھر گئی مگر خواجہ نے جو تلاش مین نکلے تھے تین کوس پر آکر دیکھا کہ لوہے کی
ار کھڑی ہی راستہ بند ہی خواجہ عمرو دیوار کو دیکھ کر حیران کھڑے ہین کہ کل تک راستہ
ا ہوا تھا آج کیا سبب ہی کہ راستہ بند ہو گیا مگر اب وہ وقت ہی کہ دربار شاہی مین سب

خود ہی مقید ہو گئی جس روز سے رہا ہو کر گئی ایک دن مہلت نہ پائی جنگ کرتی رہی آخر گ
ہوئی ساحران مکار و غدار کا سامنا رہا آخر اُسٹے کیونکر بچتی مگر جمشید ثانی خوش بیٹھا
شاہزادیون سے کہہ رہا ہو کہ تمنے ہماری تقدیر کرنے کی تاثیر دیکھی کہ قریشہ سلطان
ہو کر آگئی شاہزادیان تعریفین کر رہی ہین کہ قدرت نے کیا تقدیر برجستہ کی در
کا گرفتار ہونا دشوار تھا کہ سامنے وزرا حاضر ہوے جمشید کو نذرین دین اور کہا جش
کے پندرہ روز باقی ہین جو حکم ہو وہ بجالاوین جمشید نے کہا کہ حسب قاعدہ قدیم
کرو بلکہ مشہور کرو کہ اُس تاریخ کو اول یہ جشن ہوگا کہ قریشہ سلطان و آسمان پری
کیجاوینگی کہ طلسم کشا کی آس ٹوٹے اور یقین کامل ہو کہ قیدی قتل ہو گئے جمشید ثانی
کہ ڈھنڈھورا پٹوا دو کہ سب کو خبر ہو کہ تاریخ قتل قریشہ سلطان و آسمان پری قرا
اُسی وقت وزرا نے ایک دستک دی کہ آسمان سے ایک زنگی سیہ رو پیدا ہوا نق
کاندھے پر رکھے ہوے عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہی جمشید ثانی نے اپنی زبان سے حکم
کہ مشتہر کر کہ فلان تاریخ قریشہ سلطان و آسمان پری قتل ہونگی وہ زنگی یہ حکم سنکر
کہ نظرون سے سب کی مخفی ہو گیا شاہزادہ سعد بن قباد ایک صحرا مین فروکش ہین
کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک زنگی قوی تن و قوی من آواز دے رہا
خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم خداوند جمشید ثانی ظلم و بدعت کے بانی کا کہ فلان
کو جشن سالگرہ ہی کہ اُس تاریخ کو وہ خداوند پیدا ہوے تھے اور اُسی تاریخ جو لہ بتدر
اُسکا جشن ہوگا اور جشن دیگر باعث خوشی ساکنان طلسم نوخیز جمشیدی یہ ہوگا کہ ملکہ
و آسمان پری مع ہمراہیون کے قتل ہونگی ہر چند کہ قریشہ سلطان نکل گئی تھین مگر قد
تقدیر کر کے پھر گرفتار کرایا اسی وجہ سے تاریخ اُن کے قتل کی قرار پا گئی یقین ہی کہ س
کو بڑا قلق ہو صاحبقران نے اپنے مقام پر سُنا سعد نے بھی خبر پائی نور الدہر
مقام پر سُنا ایرج و قاسم کو بھی خبر ہوئی لندھور و مالک نے کہ قلعہ جات پر لڑ رہے
اپنی شوکت نمائی چاہتے تھے جب یہ خبر وحشت اثر سُنی سب گھبرا گئے بادشاہ نے اپنے ہمراہ
فرمایا کہ یارو تمنے سُنا بڑا غضب ہوگا اگر آسمان پری و قریشہ سلطان قتل ہو گئین ا

چمنستان یہ باعث کیمیاے سعادت اور تختی کا ہی اگر تو چھین لے تو پھر جو سحر کہو گا وہ پورا ہوگا
نستان نے گلعذار کو للکارا گلعذار نے چاہا پیچھے ہٹون کہ چمنستان تڑپ کر گرا گلعذار
اٹھا لے گیا ہر چند قریشہ سلطان نے تیر مارے مگر چمنستان بلند ہو گیا بعد تھوڑی دیر
قریشہ سلطان نے دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین گلعذار تڑپ رہی ہی اور پکارتی ہی
ی ملکہ قریشہ سلطان کنیز کو بچایئے اب اعضا جل کر خاک ہونگے قریشہ سلطان جھپٹ کر
ب آئین گلعذار نے کہا کہ ذرا تختی و کیمیاے سعادت مجکو دیدیجیے کہ مین سینے
ے مس کرون ورنہ جل کر خاک ہو جاؤنگی چمنستان نے سحر کردیا ہی شعلے قلب سے
ی رہے ہین قریشہ سلطان نے بلا تکلف دونون تحفے دیدیے گلعذار نقلی نے ہر دو اشیار
ٹ کر جھولی مین رکھین نعرہ کیا کہ منم چمنستان جادو دیکھا کس تکلف سے تختی اور کیمیاے سعادت کو
لیا اب جو ملکہ قریشہ سلطان پر سحر کیا تیغہ ہاتھ سے نکل گیا ملکہ قریشہ لڑکھڑا کر
ین بیہوش ہو گئین چمنستان قریشہ سلطان و گلعذار کو لیکر روانہ ہو گیا لیکن
ی روز ملکہ قریشہ سلطان نے زندان محن سے رہائی پائی تھی صبح کو ملکہ آسمان پری جو اٹھین اور
ردار ملکہ کے قید مین انھون نے بیان کیا کہ ملکہ قریشہ سلطان رہا ہو گئین آسمان پری
خوش ہوئین جیسے منتظر رہا کرتی ہین کہ اب قریشہ آکر ہم کو رہا کریگی روز یہی فکر رہتی ہی
ر ایک ہفتے کے ایک دن سنا کہ نوبت و نقارے بج رہے ہین آسمان پری نے پوچھا
کیا معرکہ ہی آج یہ کیسی خوشی ہی لوگون نے کہا کہ ملکہ قریشہ سلطان گرفتار ہو کر آئی ہین یہان
ہفت رنگ مین جمشید ثانی بیٹھا تھا کہ چمنستان خوشی خوشی آیا کہا یا خداوند مین نے
یشہ سلطان کو بمشکل گرفتار کیا جان اپنی لگا دی جب کیمیاے سعادت و لوح محفوظ
یا تب سحر نے تاثیر کی جمشید ثانی نے خوش ہو کر حکم دیا کہ لے جا کر زندان محن مین قید کردو
آسمان پری انتشار مین تھین کہ خانۂ زنجیر مین غل ہوا دیکھا ملکہ قریشہ سلطان مسلسل
طوق داخل زندان محن ہوئین مان کو سلام کیا آسمان پری نے پوچھا کہ ای نور نظر کیا گذری
قریشہ سلطان نے عرض کی کہ مقدمۂ طلسم ہی دو تحفۂ جلیل مل کر نابود ہوے چمنستان نے
مکر کیا کہ مین ناچار ہو گئی مین اسی طرف آتی تھی یہ آرزو تھی کہ جا کر آپ کو رہا کرون مگر

پنجشاخ کے روشن ہین جھپٹ کر قریب آیا للکار کر آواز دی کہ کیون ملکہ قریشہ سلطان
بڑی بے ادبی کی کہ ہمارے قیدی کو رہا کر دیا اور کیون ای گلعذار تو نے کیا سمجھ کے انکا
دیا ہی آج تیری بھی تدبیر کرونگا حکم خداوند مل چکا ہی کہ گلعذار اگر گرفتار ہو تو فوراً قتل
جسنے بغاوت کی اُسکو ضرور سزا ملیگی پس مناسب یہ ہی کہ ان کا ساتھ اب چھوڑ دو قریشہ
سُن کر جھپٹین چمنستان نے سحر کیا قریشہ پر سحر کی تاثیر نہ ہوئی چمنستان نے اس طرح کا
کیا کہ ہزارون تلوارین قریشہ سلطان پر برسین مگر بازو پر ملکہ کے کیمیاے سعادت
گلے مین تختی پڑی ہی دفع سحر موجود ہی اس وجہ سے کسی سحر نے تاثیر نہ کی گھڑی بھر کامل چمنستان
نے سحر کیا مگر قریشہ سلطان پر تاثیر نہ ہوئی باعث شوکت کیمیاے سعادت ہی چمنستان
حیران ہی کہ کیا سبب ہی سحر تاثیر نہین کرتا ناچار ہو گیا قریشہ سلطان چاہتی ہین کہ قریب
پہونچون وار تلوار کا کرون سر اسکا کاٹ لون چمنستان ہٹ جاتا ہی آخر چمنستان نے
چیخ ماری کہ ای ساکنان باغ دلفریب جلد آؤ چار طرف سے گھیر لو گوشہ ہاے باغ سے
ہزار جادوگر پیدا ہوے آکر ملکہ قریشہ سلطان کو گھیر لیا ملکہ اُن سے لڑنے لگین مگر جو
قتل کرتی ہین وہ زندہ ہو جاتا ہی ملکہ قریشہ سلطان شیرانہ لڑ رہی ہین دو دو کی گردن
پکڑ کے لڑا دیتی ہین دو گھڑی کامل تلوار چلی خون کا دریا بہ رہا ہی مگر کوئی کشتہ نہین معلوم
گلعذار نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور کیمیاے سعادت کو ملاحظہ فرمائیے ملکہ قریشہ سلطان
نے کہا کہ بلوے سے ساحرون کے مہلت نہین ملتی کیونکر دیکھون گلعذار نے کہا کہ مین
کرتی ہون ساحرون کو روکے رہونگی آپ ملاحظہ فرمائیے یہ کہکر گلعذار نے سحر کیا
پیچھے ہٹے ملکہ قریشہ سلطان نے بازو پر سے وہ نقش کھولا نوشتہ پایا کہ جو اسم حاشیہ
مرقوم ہی اُس کو پڑھ کر دم کرو تب یہ ساحر نابود ہونگے قریشہ سلطان نے جیسے ہی یہ مضمون
ملاحظہ فرمایا اسم مذکور ورد زبان کیا ساحرون کی طرف مُنھ کر کے پھونکا مثل برگ درختان
ساحر گر پڑے چمنستان نے دیکھا کہ سب ساحر بیکار ہوے ہر چند غل مچاتا ہی مگر گوشہ باغ
کوئی ساحر نہین آتا جو ہمراہ تھے وہ مثل پتون کے اُڑتے پھرتے ہین چمنستان گھبرایا
کیا تدبیر کرون کچھ سوچا اور پیچھے ہٹ کر بیخ نخل پر دو ہتھڑ مارا بیخ نخل سے آواز آئی

پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم اس کنیز کو بچائیے اگر یہ مجھکو گرفتار کر کے لیجائیگا تو فوراً قتل کریگا
چمنستان جادو اسکا نام ہی انھین بدعتون سے اسکو کام ہی صحرائے پُربہار کو چاہتا ہی
اُسی طرح ویران رہے یہ باغات ظاہر ہونا اس کو ناگوار ہوا قریشہ نے للکارا کہ او
چمنستان کہان جاتا ہی منم عادل قاف یہ کہکر تلوار کھینچی اور قہر سے گھوڑا چمنستان
کے ساتھ والون کو اشارہ کیا کہ بلوہ کر کے اس کو گرفتار کر لو سب سوارون نے بلوہ کیا
قریشہ سلطان کے نزدیک اُن کی کیا حقیقت تھی تھوڑے عرصے مین سب کو قتل کیا اور باش
سے کیمیائے سعادت کو کھول کر ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ چمنستان کو قتل کرو ملکہ
جیسے ہی چمنستان کی طرف چلین چمنستان نے گھوڑا بھگایا اور بھاگ کر نکل گیا ملکہ قریشہ
لوٹ کر آئین اُسی باغ مین آکر ٹھہرین پہر دن پچھلا باقی تھا کہ کان مین رونے کی آواز آئی قریشہ
طرف صدا کے چلین ایک باغ کو طے کیا تھا کہ دوسرا دروازہ ملا اُس باغ مین داخل ہوئین
ملکہ نے دیکھا کئی سی پریزادین زرد رنگ پوش و مرصع پوش سامنے آئین آکر سلام کیا کہا حضور
گلعذار نے ہم کو بھیجا ہی کہ ملکہ سے فریاد کرو کہ ہم کو آکر رہا کرین چار پہر گذری کہ آب و دانہ
بند ہی کنیز بہت دردمند ہی اگر دیر ہوگئی تو یہ کنیز قتل ہوجائیگی قریشہ سلطان اُن کنیزون
کے ساتھ چلین بارہ دری مین آکر دیکھا کہ گلعذار کی زبان مین سوزن ہی مسلسل و مطوق
بیٹھی رو رہی ہی قریشہ نے آکر زبان سے سوزن نکالی قید کو توڑ کر پھینک دیا گلعذار کو
اٹھا پیار کر لائین اور پوچھا کہ ای گلعذار چمنستان کہان گیا کہا حضور آئیگا مجکو قید
کر کے گیا ہی جلاد کو ساتھ لانے گیا ہی میرے قتل کا سامان کریگا جب مجکو نہ پائیگا تو گھبرائیگا
ذکر تھا کہ ایک آندھی چلی شاخہائے نخل ٹوٹنے لگین پھولون کا انبار ہو گیا طفلان غنچہ
دہان حیران و پریشان ہوا کی تیزی سے درخت اُکھڑے جاتے تھے زمین سے شعلے نکلتے
تھے ملکہ قریشہ سلطان نے گھبرا کر کہا کہ ای گلعذار آج یہ کیسی آندھی ہی گلعذار نے گھبرا کے
کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی چمنستان ہاد کش آتا ہی حضور ہوشیار رہین ایسا نہ ہو کہ
فتور کرے وہ آندھی کم ہوئی روشنی جو ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر سر جھاڑ منہ پہاڑ بال
سر سے نیچے لٹکے ہوے مُنہ مثل غار کُھلا ہوا اُسمین سے شعلے نکلتے ہوے دسون اُنگلیان مثل

گلعذار جادو آکر پہونچی ہاتھون کو بوسہ دیا عرض کی کہ ای ملکۂ عالم یہ کیا خوب کارنمایان کیا ہین
اس وجہ سے ذکر نہین کیا تھا کہ ایسا نہ ہو کسی آفت مین پھنس جائیے مگر آپ نے خارستان کو قتل
کانٹا نکل گیا حقیقت مین کیمیاے سعادت وہ تحفہ آپ کے ہاتھ لگا ہی کہ راستہ طلسم کا
کھل گیا ایک بڑی بات یہ ہی کہ اسکی وجہ سے سحر کسی ساحر کا اثر نہ کریگا اور جو حکم اسمین
اُسکے موافق کیجیے کبھی دھوکا نہ اُٹھائیے گا اب چل کر باغات کی سیر کیجیے تھوڑی رات اُسی مقام
گذری کہ گل مہر درخشان چمن فلک زبرجدی مین کھلا گلعذار ملکہ قریشہ کو ساتھ لیکر آ
بڑھی دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی نخل صحرا سرسبز و شاداب ہین طائر
زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہین جدھر نگاہ اُٹھ گئی دروازے باغ کے کھلے ہین نسیم عنبر شمیم
چل رہی ہی صبا لڑکھڑا رہی ہی ملکہ نے کہا کہ ای گلعذار سب طرف باغ ہی باغ ہین جس باغ
کہو وہان چلون گلعذار نے کہا کہ کیمیاے سعادت مین ملاحظہ فرمائیے یہ وہ جنگل
جسکو صحراے بہارین کہتے ہین جبسے ن سے خارستان آکر رہی اُسنے سب باغات چھپا
تھے کانٹے ظاہر کر دیے تھے اب اُسکے مرنے سے باغات ظاہر ہوے سب باغ اصلی ہین جس
دل کی توجہ ہو اُس باغ مین تشریف لے چلیے ایک باغ کے دروازے پر چند کنیزین کھڑی تھی
وہ بڑھ کر آئین اور ملکہ کو ساتھ لے گئین ملکہ قریشہ ایک باغ مین داخل ہوئین باغ نہا
دلچسپ ہی گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون دنہرین سلسبیل آسا جا بجا آب صاف
شفاف سے مملو ہین ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نخل سرسبز و شاداب ہین ملکہ قر
ایک قصر مین آکر بیٹھین گلعذار جادو ساتھ ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان تاجدار
مرکب عربی پر سوار کئی سو جوان پشت پر سامنے آکر پہونچا پکار کر آواز دی کہ کیون ای ملکہ
خارستان کو قتل کیا اب جبین سے نہ بیٹھنے پاؤگی جفائین اُٹھاؤگی قریشہ سلطان نے
کہ او یاوہ گو کیا بیہودہ بکتا ہی گلعذار نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اسکو جا کر سمجھا دو
ملکہ قریشہ نے اشارہ کیا گلعذار بڑھی اُس تاجدار پر سحر کیا جتنے اُسکے ساتھ والے
سب پا بہ گل ہوے مگر وہ تاجدار قریب گلعذار آیا گلعذار کا ہاتھ تھام کے گھوڑے
ڈال لیا اور ساتھ والون سے کہا کہ نکلچلو قریشہ سلطان کو کل آکر سزا دونگا گلعذار

کنیز کے ساتھ چلین سامنے خارستان کے آئین خارستان نے جو جاہ وجلال دیکھا اپنے قریب
بٹھا لیا کہا ای ملکۂ عالم تم اس صحرا مین نہ رہو ایسا نہ ہو کسی دن کوئی کنیز بے ادبی کرے تو
مجکو افسوس ہوگا قریشہ نے جواب دیا کہ ای خارستان جادو مین خود نہین آئی کیمیاے سعادت
سے ہدایت ہوئی کہ جاکر صحراے خارستان مین رہو خارستان نے کہا کہ بہتر یہی ہے کہ اس
صحرا سے نکل جاؤ ملکہ قریشہ سلطان نے جواب دیا کہ ہم اس صحرا سے نہین نکل سکتے یہ سنکر
خارستان نے ایک کنیز سے اشارہ کیا کہ ان کی زبان بند کرو اُس کنیز نے ہاتھ بڑھایا ملکہ
قریشہ نے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر کنیز کا اُڑ گیا خارستان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ تمنے کیا کیا
اور کنیزون نے اشارے سے خارستان کے ملکہ پر بلوہ کیا یہ شیر بیشۂ جرأت ہین کنیزون کو کب
مانتی ہین تلوار کھینچ کر کھڑی ہو گئین جسنے سحر کیا ملکہ نے کیمیاے سعادت کو جنبش دی سحر
اُسکا باطل ہوا ہاتھ تلوار کا مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے جب اسی طرح کئی سو کو قتل کیا
تو خارستان نے للکارا کہ کیون ملکہ قریشہ ہمنے تمپر رحم کیا اور تم نے جرأت دکھائی ایک سحر
مین ہاتھ پاؤن بیکار کر دونگی یہ کہکر خارستان نے گولہ مارا ملکہ نے وہ ہی نقش چمکایا سحر
باطل ہوا گولہ پھٹ کے زمین پر گرا خارستان نے کہا کہ مین سمجھ گئی کسی گرو نے چند نقش
بتا دیے ہین مین سب کو مٹا دونگی یہ کہکر کارد سحر نکالنے لگی ملکہ قریشہ سلطان جھپٹ کر قریب
آئین جیسے ہی اِسنے کارد سحر نکالی ملکہ نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا کلائی سے ہاتھ کٹکے گرا اب تو
خارستان بہت جھلائی کہا ای قریشہ غضب کیا کہ مجکو بیکار کر دیا مگر اب مین تم کو
زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر خوب خوب سحر کیے مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی ہاتھ سے پرنالہ خون کا جاری
ہے آخر مجبور ہو کر ارادہ کیا کہ نکل جاؤن ہاتھ کا علاج کرکے آؤنگی اپنے تئین زمین پر گرا دیا اور
پر پرواز پیدا کرکے اُڑکر چلی قریشہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ سینے
پر آکر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا تب کنیزین بھاگین کہتی تھین کہ صاحبو یہ اُس حمزہ کی دختر
ہے کہ جسنے پہ دہ قاف کو تسخیر کیا حقیقت مین حمزہ کے ہاتھ سے نہ ساحر بچا اور نہ دیوزادون
نے مہلت پائی یہ اُسکی دختر ہے جو کچھ جرأت اس سے سرزد ہو وہ کم ہے قریشہ خارستان کو
مارکر پلٹین ارادہ کیا کہ اپنے مقام پر جاؤن تھوڑی دور بڑھی تھین کہ آسمان پر برق چمکی اور

رکھا ملکہ قریشہ نے ہمراہ دارا اب حبشی خاصہ نوش کیا گلعذار تو کھانا کھلا کر رخصت ہ
اب ملکہ قریشہ تو اسی صحرائے پرخار مین ہین گلعذار روز کھانا پہونچاتی ہو اور جی بہلاتی ہو گلعذا
بڑی تدبیرین کر رہی ہو کہ ملکہ کو اس صحرائے ہولناک سے نکالون ملکہ قریشہ او وہ سحرا بھی
ہو کئی دن اسی طرح گذرے ایک دن شب کو بعد دو پہر رات کے جو آنکھ کھلی گانے کی آواز
آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہو نظم

دل مضطرب الحال کچھ ایسا شب غم تھا
تا صبح کسی طرح نہ نکلا شب فرقت
لطف ایکطرف اُس ستم ایجاد کے آگے
تھا شیشۂ نازک کہ کوئی سنگ الٰہی
جو یلے کمر بھی نگہ شوق جو ای یار
پایا بھی اگر دیدۂ دلمین تو اُسی کو
رہبر نہ ملا آہ ہمین کوے وفا کا
دل دے کے اُنھین جان دی اللہ ری ہمت
پامال جلال آہ رہا کوے بتان مین

جب قصد کیا عرش بر ین زیر قدم تھا
یارب کوئی ارمان دلی تھا کہ یہ دم تھا
ہم قابل بیداد نہ تھے طرفہ ستم تھا
دل تھا یہ بغل مین کہ دل آزار صنم تھا
منظور شب وصل تماشاے عدم تھا
دیکھا تو وہی جلوہ گر دیر و حرم تھا
مٹتا جو بتا تا وہ ترا نقش قدم تھا
پھر بھی تو وہ بولے کہ ترا حوصلہ کم تھا
وہ دل کہ جو پردۂ صد ناز و نعم تھا

قریشہ سلطان گھبرا کر اُٹھین اُسی صدا کے نشان پر چلین دیکھا ایک مقام پر جنگل صا
ہو ایک چبوترہ بلور کا بنا ہوا ہو اُسپر فرش مشجر بچھا ہو قاعدے سے ایک طرف مسند لگی ہو
جادوگرنی کو دیکھا کہ بیٹھی ہو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو کنیزون نے جو نام لیا تو ملکہ قریشہ
کو معلوم ہوا کہ خارستان جادو اسکا نام ہو اس صحرا کی حاکم ہو ایک کنیز خبر کہ رہی
اس جنگل مین آج کئی دن سے ملکہ قریشہ سلطان فروکش ہین اگر حکم ہو تو گرفتار کر لین
نے کہا کہ جلد گرفتار کر کے لاؤ چند کنیزین چلین ایک نے دور سے دیکھ کر کہا لیجیے حضور
موجود ہین آپ ہی سحر کیجیے خارستان نے کہا کہ مجکو شرم آتی ہو غیر ساحرہ پر سحر کر
سمجھا کے بُلا لاؤ ایک کنیز نے آکر ملکہ قریشہ سے کہا کہ چلیے آپ کو بی خارستان بُلاتی ہ
خوف نہ کیجیے اُن کے مزاج مین انتہا کا رحم ہو کسی پر جبر و ظلم نہین کرتین ملکہ قریشہ سلطا

ن جگر سے اپنے غم دل ہون پالتا	رکھتے ہین طفل اشک کو مژگان کنار مین
دانہ سر سے جائیگا گیسوے یار کا	عاقل کو پھانسی دیتا ہی یہ جن حصار مین
یا دھو رہے ہو کچھ آتش تمھین نہین	مٹی خراب اپنی بھی ہی اس دیار مین

ہزدون نے یہ اشعار گا کر ملکہ قریشہ سلطان کو خوب رضامند کیا کہا ملکہ گلعذار آوین گی
آپ کی خاطر کرین گی کل سے مشہور تھا کہ طلسم کشا کی پھوپھی صاحبہ تشریف لانے کو ہین ملکہ حیران
کہ میری آمد کا بڑا ذکر ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ مقدمات طلسمی مین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکہ ابر سیاہ
اہوا ایک ساحرہ دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے آکر پہونچی ملکہ قریشہ کو سلام کیا
عرض کی کہ حضور دیو شلنگ آپ کے مقابلے کا مشتاق ہی قریشہ نے کہا کہ مین موجود ہون
طرح چاہے امتحان کرے کہ پہلوے باغ سے ایک دیو زبردست شلنگین لگاتا ہوا آیا سامنے
قریشہ کے خم مارا اور کہا کہ میرے مقابلے مین آئیے قریشہ برابر کودین دیو شلنگ نے
کی پر ہاتھ ڈالا ملکہ قریشہ سلطان نے ہاتھ پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ دیو سر کے بل جھکا ملکہ
ایک گھونسہ سر پر مارا کہ سر دیو شلنگ کا پھٹ گیا دیو کا مرنا دیکھ کر گلعذار جادو جھلا کر
ی کہ آپ نے غضب کیا یہانکے نگہبان کو مارا اب آپ کے ساتھ ساکنان طلسم دشمنی کرین گے
کس کس کو سمجھاؤنگی آپ کو مناسب ہی کہ آپ طرف صحراے پُر خار کے چلی جاوین وہان
ے بسر کرین جب طلسم کشا ادھر سے آوین گے تو اُنکے ساتھ ہو لیجیے گا مین بھی وہان وقتاً
فوقتاً آؤنگی داراب جنی ملکہ قریشہ کو ساتھ لیکر چلا دن بھر رہروی کی شام کو ایک صحراے
ار مین پہونچین کہ جابجا کانٹون کے انبار ہین عوض مین عندلیبان خوشنوا کے زاغ و زغن
جابجا جاؤ ہین قریشہ سلطان نے کہا کہ ای داراب جنی اسی صحرا مین بسر کرو داراب جنی
رض کی کہ کیمیاے سعادت مین ملاحظہ فرمائیے دیکھیے کیا حکم نکلتا ہی ملکہ نے تعویذ بازو
ھولا اب جو ملاحظہ کیا اُسمین حکم نکلا کہ ای ملکہ قریشہ سلطان جس طرح گلعذار جادو نے
ہی اُسی طرح اس صحرا مین بسر کرو اب جدھر جاتی ہین وہ ہی صحراے پُر خار ملتا ہی جابجا
ن کے انبار ہین ملکہ قریشہ سلطان ایک گوشے مین ٹھہرین داراب جنی نے بہادر وہ
ھول کر بچھا دیا ملکہ قریشہ اُسپر ٹوٹ پڑین گلعذار جادو کہ [illegible]

غائب ہو جائیگا اور کوئی شخص ایسا آئیگا کہ آپ کو مجبت لیجائیگا تب طلسم مین آپ کا داخلہ
یہ مضمون دیکھ کر قریشہ سلطان بڑھین وہ جوان حیران ہو کر اُٹھا اور پکار کر آواز دی کہ
ملکۂ عالم آئیے قریشہ بڑھین اُس جوان نے آکر چاہا کہ ہاتھ تھامون ملکہ نے اسم پڑھ کر دم
جوان نے ایک چیخ مار کر ہاتھ ملکہ قریشہ کا چھوڑ دیا اور مثل قطرۂ آب زمین مین جذب
قریشہ سلطان آگے بڑھین اور سب فوج تو باہر ٹھہری مگر داراب جنی برابر ملکہ کے
اور عرض کی کہ بڑھ چلیے ملکہ قریشہ آگے بڑھین درۂ کوہ سے نکل گئین کہ دیکھا ایک طرف
گرد عظیم بلند ہوئی اور یقین ہوا کہ بوجہ تیزی ہوا کے زمین سے پائون اُٹھ جاوین گے
آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار آتا ہی پشت پر بیس ہزار
جرار معلوم ہوا کہ طولاب نیزہ باز اس جوان کا نام ہی اُسنے خبر دریافت کی کہ یہ کون
معلوم ہوا کہ ملکہ قریشہ سلطان و داراب جنی ہین یہ دریافت کر کے طولاب نیزہ باز
گینڈے سے اُترا آکر قریشہ سلطان کو سلام کیا کہا ای ملکۂ عالم تشریف لے چلیے آ
طلسمات ہی وہان کے نخل آپ کے مشتاق ہین طائر بھی زمزمہ سرائی کر رہے ہین دم محبت
بھر رہے ہین یہ سُنتے ہی قریشہ بہت خوش ہوئین سمجھین کہ ہمارا بھی طلسم مین ذکر ہی اُس
کے ساتھ ہولین وہ جوان ذکر جرأت ملکہ قریشہ کرتا ہوا چلا تھوڑی دور جا کر دروا
کا دکھلائی دیا اُس جوان نے ہاتھ چھوڑ دیا اور کہا کہ ملکہ بسم اللہ چلیے ملکہ قریشہ باغ
داخل ہوئین دیکھا کہ باغ بہشت آئین ہی گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون طائر
زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرون مین پانی صاف و شفاف سرو لب جو پر قمریان
جا بجا ہی کو کو کا شور پڑا ہوا ہی ملکہ قریشہ بارہ دری مین آئین چند کنیزین کہ باغ مین حاضر
برائے خدمت آئین عرض کی کہ وارہی تشریف رکھیے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی
پیش کین اور جام لبریز کر کے ملکہ کو پلایا اور اشارہ کیا کہ بیٹھ جائیے قریشہ بیٹھین چند کنیزین
بجانے لگین اور یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے **نظم**

ممکن نہین ہی دوسرا تجھسا ہزار مین +	ہوتا ہی اک بہشت کا دانہ انار مین
بلبل نہ ہاتھ آئے الٰہی شکار مین +.+	صیاد باغ باغ نہ ہووے بہار مین

لشکر کے ٹہل رہی ہین دو پہر رات جا چکی ہی زوال ماہ تابان و انتشار سیارگان ہی عجب سناٹا
ہی لشکر مین کربیت کے روشنی ہو رہی ہی دیوزاد جا بجا پھر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا
کہ نقابدار زمرد پوش بارہ ہزار فوج سے آیا اور لشکر کربیت پر شبخون گرا دیوزاد بھی اُٹھے
لڑنے لگے کہ دوسرے پہلو سے گرد اُڑی نقابدار گلگون پوش بصد جوش و خروش آکے گرا
مصروف جنگ ہوا زمرد پوش و گلگون پوش نے مل کر کربیت کو زخمی کیا اور لڑتے بھڑتے
نکل گئے بعد جانے نقابداروں کے کربیت کراہتا ہوا بارگاہ مین آیا زخم مین ٹانکے دلوائے
پٹیان مرہم کی چڑھین تب کربیت نے صرصر آہو تک عیار سے صلاح کی کہ مین تو زخمدار ہون
نہایت بیقرار ہون ایسا نہ ہو کہ ملکہ قریشہ آ پڑین تو پھر اُن کو کون روکیگا اگر تم سب کی صلاح
ہو تو یہان آب و ہوا بھی خلاف ہی وطن چلون زخم کو اچھا کر کے پھر آؤنگا سب نے کہا یہی بہتر
ہی دیو آپس مین کہتے ہین کہ چندے تو آرام ملے یہان تو روز نئی آفت ہی یہی مصیبت ہی کہ ایسا
ہو مارے جاوین اول غولون نے قتل کیا پھر ساحرہ نے قیامت برپا کی آہو تک نے اُسکو
مارا پھر نقابدارون نے کربیت کا یہ حال کیا سب یہ باتین کرتے ہوے سوار ہوے کربیت سبکو
ساتھ لیکر طرف پردۂ ظلمات کے چلا ملکہ قریشہ نے قصد کیا تھا کہ اسکا پیچھا کرون کہ اس
عرصے مین داراب جنی آکر پہونچا دو ہزار جن اور ساتھ لایا عرض کی کہ حضور اُس طرف نہ
جائین مین ایک تحفہ حضور کے واسطے لایا ہون کہ جسکے سبب سے طلسم مین داخل ہو جائیے
ملکہ قریشہ نے پوچھا وہ کیا ہی اُس جن نے جواب دیا نام اس تحفے کا کیمیاے سعادت ہی
یعنے ایک پرچہ کاغذ کا ہی اُسپر ایک نقش لکھا ہی خواص اُسکے زیر نقش مرقوم ہین ملکہ قریشہ نے
جنون کو ساتھ لیکر کوچ کیا بعد قطع منازل و طی مراحل اُسی دشت مین پہونچین کہ جس مقام پر
جوان خوشرو درۂ کوہ مین بیٹھا تھا قریشہ نے حیران ہو کر کہا کہ ای داراب جنی یہ کیا شعبدہ
ہی کہ یہ جوان مجکو اندر لیگیا تھا اب مین پھر اس طرف آ نکلی داراب جنی نے جواب دیا
کہ یہ مقدمات طلسمی ہین ظاہر مین کچھ اور باطن مین کچھ یہ سُن کر ملکہ قریشہ سلطان آگے بڑھین
داراب نے کہا کہ کیمیاے سعادت مین دیکھ لیجیے کہ کیا حکم نکلتا ہی ملکہ نے تعویذ بازو کا
کھولا دیکھا تو نوشتہ پایا کہ جب یہ جوان خاطر مدارات کرے تو یہ اسم پڑھ کر دم کر دینا یہ جوان

درخت کے نیچے بیٹھکر رونے لگا نجس نے دیکھا کہ ایک نازنین رو رہی ہی ہوا سے اُتر آئی قریب آ
نازنین کیون روتی ہی کہان کی رہنے والی ہی صرصر آہو تاگ نے سر جھکا کر کہا کہ مین
دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہون سامنے جو قریہ ہی اُسمین رہتی ہون باپ نے مار
مان میری سوتیلی ہی اُسکا یہی شیوہ ہی کہ ہر وقت کوٹھے پر کھڑی رہتی ہی مین نے باپ سے
آپ کی بدنامی ہوتی ہی ایسا نہ ہو کہ کسی کے ساتھ نکل جاے باپ نے مارا مین نکل آئی تیر
اِسی جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون نجس جادو نے کہا کہ میرے ساتھ چل مین تجکو بیٹی بنا
دھوم سے تیری شادی کرونگی بیتا لک غول کے حکم سے لشکر دیوان کو تباہ کرنے آئی
سحر ایسے کرون کہ سب بھاگ جاوین سامنے نہ ٹھہر سکین ایک سحر کیا تھا کہ سو دو سو تباہ
ابکے سحر مین منھ برسیگا وہ دریا پیدا ہو کہ سب ڈوب ڈوب کر مرین نازنین اُٹھ کھڑی ہی
چلیے مین آپ کے ساتھ ہون نجس جیسے ہی آگے بڑھی اُس نازنین نے جھجک کر کہا کہ د
مار سیاہ آتا ہی جیسے ہی نجس پلٹی صرصر آہو تاگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا
واصل ہوئی نجس کو صرصر آہو تاگ نے مار کر سر کاٹ لیا سر لیکر خدمت کریت مین آئی
کریت نے کہا کہ ای صرصر اگر تیری صلاح ہو تو غولون پر جا پڑون جا کر غولون کو مار
وہ پھر فتور کرین گے صرصر آہو تاگ نے کہا کہ بہت بہتر کریت لشکر کو تیار کر کے اُس
گرا ہزارہا غولون کو مارا مگر پچاس ساٹھ ہزار دیو بھی مارے گئے صبح ہوتے ہوتے بد
بھی ہاتھ سے کریت کے مارا گیا کریت فتح کر کے پلٹا مگر کہتا تھا کہ آج کے دن بی قریشہ
بچ گئین ورنہ آج مین اُن سب کو قتل کرتا اُن کے بدلے غول قتل ہوے لیکن کل ایک
نہ چھوڑونگا قریشہ نے خبر سُنی کہ غولان بیابانی کو جا کر کریت نے مارا کل ہمسے مقابلہ کریگا
گھبرا گئین کہ فوج کریت کے پاس بہت ہی کل دیکھیے کیا ہو کہ صدائے طبل جنگی آئی ہر
دوڑے ہوے آے عرض کی کریت نے طبل جنگی بجوایا ہی ملکہ قریشہ نے بھی طبل جنگی بجو
انتشار ہی کہ دیکھیے کیا ہو لشکر اُسکے ساتھ بہت ہی اور ہمارے ساتھ چند کس ہین
معرکے مین کیا ہو ایسا نہ ہو شبخون آجاے تو کیسا انتشار ہوگا یہ فرما کر ارشاد کیا کہ
کا خود طلایہ دین گے ایسا نہ ہو وہ شبخون مارے تو کیسی مشکل پڑے انتظام طلایہ کر کے

افسر غول آپ کے لشکر پر آپڑے ہین آپ خود نکلیے دو چار کو مار لیے تو یقین ہی کہ بھاگ جاوین گے
کریت چوبدست کاندھے پر رکھ کر نکلا دیکھا کہ سارے لشکر مین آوازین فریاد کی بلند ہین
بعضے بھاگے جاتے ہین بعضے آمادۂ حرب و پیکار ہین کریت نے نکل کر اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم
کریت بن قہقہہ ای غولان بیابانی کیا تم کو زندہ چھوڑتا ہون تم خود ہماری خوراک ہو مین کیا
تمھین زندہ چھوڑونگا جو غول سامنے آیا کریت نے اُسے گردن پکڑ کے اُٹھا لیا غول پر غول
کو مارا دونون کی ہڈیان چور چور ہوئین اسی طرح صدہا غول مارے یہ ہنگامہ جو کریت نے
کیا بیتالک کو بھی خبر پہونچی کہ کریت نے نکل کر بہت سے غول مارے فوج بھی سنبھل گئی ہی
دیوزادون کے حملے کون اُٹھا سکتا ہی دو چار حملے سب نے کیے کئی ہزار غول مارے گئے بیتالک
نے ایک چیخ ماری کہ سب اسکی آواز پر آئے اور کہا ای افسر دیوزاد بہت ہین اور ہم کم ہین
ممکن نہین کہ ہم اُن پر غالب آوین بیتالک نے کہا کہ نکل چلو سب غول لڑتے بھڑتے نکلے
دیوزادون نے پیچھا نہ کیا خوف تھا کہ ایسا نہ ہو بھاگے ہوے پلٹ پڑین وہ غول اپنے بیشے
مین گئے ہمراہیان کریت جو پلٹ کر آئے دیکھا کہ لشکر بہت لٹ گیا ہی خیمے سرنگون پڑے ہین
بیتالک نے اپنے بیشے مین پہونچکر شمار کیا تو معلوم ہوا کہ دو ہزار غول مارے گئے سیدون سے
کہا کل سمجھ لین گے اول مین چند کس جاؤ کریت کو لگا کر جنگل مین لاؤ ہم جا کر شبخون کرین لشکر
کریت تباہ ہو اس سوچ مین سرنگون بیٹھا تھا کہ آسمان پر برق چمکی نجس جادو کہ بیتالک اور اسکی
آشنائی ہی آکر پہونچی دیکھا کہ بیتالک سرنگون رنجیدہ کبیدہ بیٹھا ہی اور چند لاشے سامنے پڑے ہین
کہا کیون بیتالک یہ کیا معرکہ ہی بیتالک نے سب حال بیان کیا نجس نے ہنس کر کہا
کہ مین ابھی جا کر لشکر تباہ کیے دیتی ہون جا کر ایسا سحر کرتی ہون کہ سب دیو خود اپنی جان دین
بیتالک بہت خوش ہوا نجس جادو چلی اور ہوا پر آکر اِسنے گولہ مارا گولہ پھٹا پھول برسنے لگے
کوئی جل گیا کوئی دیوانہ وار پھر رہا ہی کوئی درۂ کوہ سے سر ٹکراتا ہی کوئی بھاگا جاتا ہی عیارون نے
کریت کے کریت کو آکر جگایا کہا کہ ای شہنشاہ آپ کے لشکر پر پھول برس رہے ہین کہ جس سے
سب دیوانہ وار و وحشی مثال غل مچا رہے ہین عجب ہنگامہ ہی مجکو معاملہ سحر معلوم ہوتا ہی کریت
نے کہا کہ تو جا کر خبر لے صرصر آہو تگ نے صورت تبدیل کی ایک نازنین کی شکل بنکر ایک

روشن کرونگی سب جن حیران ہین کہ اکیلی کیونکر لڑین گی تین لاکھ دیو کریت کے اور چالیس ہزار د
غراب کے ہین دیو غراب خود آگے بڑھا ہوا آتا ہی اس اثنا مین صفین جمین دیو غراب میدان
آیا پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ قریشہ میرے مقابلے مین آؤ قریشہ نے قبضۂ تیغۂ سلیمانی پر ہاتھ
مقابلۂ غراب مین آئین غراب نے کئی چوبدستین لگائین قریشہ نے خالی دے کر ہاتھ مارا کہ غ
کے دو ٹکڑے ہوے قریشہ سلطان نے میدان مین مبارز طلبی کی کریت نے ارادہ کیا
مین جاؤن سردارون نے اُسکو روک لیا مگر دیو سحاب دیو غراب کا بھائی میدان مین
مقابلۂ قریشہ مین آیا ہر مرتبہ تیر مارتا ہی ملکہ قلم کر دیتی ہین برابر ہو کر اسکو بھی ہاتھ مار
سحاب کے بھی دو ٹکڑے ہوے دیو سکون مقابلے مین آیا کئی چوبدستین لگائین قریشہ سلطان
نے خالی دے کر دیو سکون کو بھی قتل کیا بعد اسکے دیو مرغ سر مقابلے مین آیا بڑے بڑے ف
کیے چوبدستین لگائین تیر مارے قریشہ سلطان نے سب وار اسکے رد کر کے ہاتھ مارا کہ د
مرغ سر کے بھی دو ٹکڑے ہوے اسی طرح نو دیو افسران فوج کریت سے فرداً فرداً مارے
کریت نے جب ارادہ کیا افسرون نے اسکو روک لیا کہ آج دن اچھا نہین ہی مقابلے
نہ جائیے جب نو دیو مارے گئے تو کریت نے طبل بازگشت بجوایا کہ گیا کہ کل سمجھ لونگا ایک کو ز
نہ چھوڑونگا ملکہ قریشہ پلٹ کر اپنے لشکر مین آئین کریت نے اپنے لشکر مین آتے ہی حکم دیا کہ ن
رزمی بجے صبح کو قریشہ سے مقابلہ ہی قریشہ نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرونمین طبل
بجے مگر جس جنگل مین لشکر کریت اُترا ہوا ہی اُس جنگل سے ملا ہوا ایک صحرا ہی کہ بہت سے غول اُس
رہتے ہین بیتالاک غول کہ سب کا افسر ہی رات کو جو اسنے روشنی چراغان دیکھی اور لو
کی آواز کان مین آئی ایک چیخ ماری کہ سب غول جمع ہو گئے بیتالاک نے کہا کہ یارو دیکھ
کہ سامنے ہزارہا بلکہ لاکھہا دیوزاد جمع ہین شائد لشکر دیوزادون کا اُترا ہی لہذا تم بھی شکا
کھیلو غولون نے کہا کہ ای افسر ہم تو اسکے مشتاق تھے آپ بھی چلیے بیتالاک نے کہا کہ میر
ساتھ چلونگا دیوزادون کا گوشت میٹھا ہوتا ہی چیر پھاڑ کر خوب کھاؤ یہ صلاحین کر کے جا پڑے
پچاس ساٹھ ہزار غول جو آ گرے دیوزادون کو مارنا شروع کیا کئی ہزار نرہ ہاے دیو ما
صرصر آہو تگ عیار کریت ہی اسنے جو یہ معرکہ دیکھا دوڑا ہوا خدمت مین کریت کی آیا

جدا ہوا للکار کر آواز دی کہ ای دیو غراب تو جانتا ہی کہ مین شہنشاہ قاف ہون مجکو دیکھ کر بھی
نہین پلٹتا دیو غراب نے آواز دی میرے مقابلے مین آئیے مین خود خان قاف ہون عفریت
کے قتل کی خبر سُن کر نکلا ہون سب رئیس زادے جو پیدا ہوے ہین اُنسے مقابلہ پڑیگا اُس وقت
تم کو معلوم ہوگا کہ شہنشاہ قاف کون ہی و افسر دیوان و پریان کون ہی جب وقت پڑیگا تو
کوئی ساتھ نہ دیگا یہ سُن کر کریت بن قہقہہ مقابلۂ غراب مین آیا لیکن اِس کے دل مین یہ خیال
ہی کہ غراب کو مار کر قریشہ پر جا پڑون حکم کر لڑون گرفتار کر کے اُن کو پردۂ ظلمات مین لیجاؤن
یہ سوچ کر غراب سے کہا کہ لا حربہ کر مین تیری ضرب دست کا مشتاق ہون غراب نے چوب دست
لگائی کریت اتنا بڑا زبردست ہی کہ اسکا کوئی ہم نبرد نہین ہی ہاتھ بڑھا کر کلائی غراب کی
تھام لی غراب لپٹ پڑا کریت سے اور غراب سے کشتی ہونے لگی کریت غالب آیا غراب کو
زیر کیا دیو غراب کے لشکر والون نے چاہا کہ اپنے آقا کو رہا کرلین لینا لینا کہ کر دوڑ پڑے
مگر کریت نے غراب کی مشکین باندھین اور مصروف جنگ ہوا کئی لاکھ نزہ ہاے دیو اِسکے
ساتھ ہین ہمراہیان غراب سے جنگ ہونے لگی لشکر غراب کو پامال کیا خیمے بارگاہین سب
لوٹ لین یہی ارادہ ہی کہ قریشہ سے مقابلہ کرونگا لڑائی فتح کر کے بارگاہ مین آیا غراب کو
سامنے بلوایا سمجھا کر کہا کہ ای غراب میری شرکت کرو تمھارا ملک تم کو دونگا سب رئیس زادونکو
ان کے بزرگون کا ملک دونگا آسمان پری طلسم مین قید ہین قریشہ کو مارے لیتا ہون غراب
نے ناچار ہو کر اطاعت کی ہمراہ کریت ہو گیا کہا آپ بیٹھین طبل جنگی بجوائیے مین قریشہ سے
سمجھ لونگا کریت نے طبل جنگی بجوایا قریشہ نے بھی جواب مین نوازش طبل کو حکم دیا رات بھر
تیاریان ہوئین صبح کو کریت تین لاکھ فوج سے میدان مین آیا غراب سب کے آگے
ملنگین لگاتا ہوا آتا ہی قریشہ کے ہمراہ وہی دوسی جن ہین تین لاکھ کے مقابلے مین کھڑی
ہوئی ہین بہ اطمینان تمام ساتھ والون سے کہ رہی ہین کہ دیکھو کس رنگ سے مقابلہ ہوتا ہی
تم لوگ فقط دور سے لینا لینا کرنا مین یکہ و تنہا اس لشکر سے لڑونگی خدا چاہیگا تو شکست دونگی
میرے والد نامدار صاحبقران عالی وقار ہمیشہ اکیلے لڑے اور بہ نفس واحد بردۂ دنیا سے آئے
اور کبھی کسی کی جنگ سے مُنھ نہین پھیرا اسی طرح مین بھی اکیلی لڑونگی اور اپنے والد نامدار کا نام

داراب جنّی نہ لڑا تھا فوج کو گمان تھا کہ قریشہ کو گرفتار کر لین گے مگر داراب جنّی نے لاشہ
گرانا شروع کی آخر ہمراہیان کیوس گرتے پڑتے قریب لاش کے آے پکارتے تھے کہ ای جوا
مالک کی لاش کو اُٹھاؤ ایسا نہو کہ جنگ مین پامال ہو جاے تو باعث پریشانی ہو مگر قریشہ
تھوڑے عرصے مین اُن سب کو شکست دی وہ سب لاشہ کیوس لیکر بھاگے دور تک
نے اُن کا پیچھا کیا مگر وہ سب نکل گئے ملکہ قریشہ بفتح و فیروزی پلٹین داراب جنّی نے عرض کی
کہ حضور اب کیا ارادہ ہی ملکہ قریشہ نے کہا کہ اپنا ہر وقت یہی قصد ہی کہ لڑتی بھڑتی
زندان طلسمی پہونچون اور مادر مہربان کو رہا کرون داراب جنّی نے عرض کی کہ رہائی آ
والدۂ ماجدہ کی طلسم کشا کے ہاتھ پر موقوف ہی ابھی آپ اسی باغ مین تشریف رکھیے
اور فوج کو جمع کر کے لاؤن جمعیت کامل ہو لے تو آپ کا حکم بجالاؤن ملکہ قریشہ سلطان اسی باغ
مین آکر اُترین داراب جنّی فوج کو چھوڑ کر پھر روانہ ہو گیا مطلب داراب جنّی کا یہ ہی کہ فو
معقول طور پر جمع کر کے ملکہ کے ہمراہ چلون ملکہ قریشہ سلطان باغ مین بیٹھی ہین داراب ج
جاچکا ہی وہ دو سو جن جو آئے تھے دروازے پر باغ کے اُترے ہین کہ ایک پریزاد دوڑی ہ
آئی عرض کی کہ کنیز نے خبر سُنی ہی کہ دیو غراب چالیس ہزار سرہ ہاے دیو کی جمعیت سے بر
مقابلۂ حضور آتا ہی قریشہ نے کہا کہ آنے دو اُسکی بھی قضا لاتی ہی انشاء اللہ بو جہ آ
مقابلہ ہوگا جیسا کچھ ہوگا وہ ظہور مین آئیگا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ دیو غراب فوج
ساتھ لیے ہوے آکر پہونچا باغ کے سامنے اُترا ملکہ قریشہ سلطان بھی باہر تشریف لائین بارگ
استادہ کرائی دیو غراب نے طبل جنگی بجوایا ملکہ قریشہ نے بھی جواب مین طبل جنگی کو حکم دیا رات
تیاریان ہوئین صبح کو دیو غراب جوشان و خروشان میدان مین آیا چالیس ہزار سرہ ہاے
آکر جمے دیو غراب نے قصد کیا کہ میدان مین نکلون کہ صحرا سے گرد اُڑی ملکہ قریشہ نے دیکھا کہ آ
آگے کئی سو علم نشان کئی لاکھ سوار کے ظاہر ہوے بعدہ دیکھا کہ پلٹنین آراستہ و پیراستہ آئین ا
کریت بن قہقہہ کئی سو من کی دار کاندھے پر رکھے ہوے اور بار بار اُسکو چرخ دیتا ہوا عین قر
پر آکر پہونچا دیو غراب کو دیکھا کہ میدان مین اُشتلم کر رہا ہی کریت بن قہقہہ کہ گلستان ارم کی
طرف جاتا تھا راہ مین خبر پائی کہ قریشہ سلطان باغ داراب مین ہین پلٹ پڑا فوراً صف

ملکہ قریشہ سلطان مسلح و مکمل ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی اب وہ وقت ہی کہ دیو کیوس میدان مین نعرے
کر رہا ہی کہ کوئی میرے مقابلے مین آسے تو مزہ اُٹھائے داراب جنی مع دوسی جنون کے آکر پہونچا
اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم یہ غلام حاضر ہولے تو میدان مین جائیے قریشہ رُک گئین
کہ داراب جنی جنون کو لیکر قریب آیا اور عرض کی کہ حضور تامل فرمائین غلام جاکر دیو کیوس کو
جواب دیگا یقین ہی کہ شرمندہ ہو پھر ارادہ نہ کرے مگر قریشہ نے کہا کہ ای داراب جنی تمہارا
اس وقت آنا غنیمت ہو گیا ورنہ حیران تھی کہ کیا کرون تمہارے آنے سے قلب کو قوت ہوئی
روح کو راحت ہوئی مین جنگ سے مُنھ نہین چھپاتی ہمارے قبلہ و کعبہ صاحبقران زمان اٹھارہ
برس تک پردۂ قاف مین لڑے کوئی مقام باقی نہین رہا کہ جہان نہین پہونچے جس مقام پر پہونچے
وہانکے کانٹے پاک کیے کوئی دیو ایسا نہ تھا کہ جس سے مقابلہ نہ پڑا ہو داراب کو ملکہ قریشہ بخوبی
سمجھا کر مقابلۂ کیوس مین آئین کیوس نے للکار کر آواز دی کہ کیون ای قریشہ سلطان
کچھ تمکو ہمارا خوف نہ ہوا کہ دیو کیوس ایسا دیو زبردست دیو فولاد کا عزیز ہی جس وقت
سے مین نے لاشہ فولاد کا دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا آخر کو چڑھ آیا اب بھی کچھ نہین گیا ہی اطاعت
کرو کیا عجب ہی کہ خطا معاف کر دون قریشہ نے فرمایا کہ ای کیوس تجھ ایسے صدہا میرے ملازم
ہین جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر دیو کیوس نے یہ سُنتے ہی وار فولادی جھلا کر اپنے کاندھے سے
اُتاری خبردار خبردار کہکر ہاتھ وار کا مارا قریشہ نے وار کو قلم کیا کیوس نے ڈنڈو کا کھینچ مارا
قریشہ نے خالی دیا اپنے خیال کیا کہ ای کیوس لپٹ بڑھ چیر پھاڑ کے اسے کھا جا یہ سوچکر لپٹنے لگا
قریشہ سلطان نے دونون ہاتھ تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو کیوس مُنھ کے بھل زمین پر جھکا ملکہ
نے اُسی حال مین ایک گھونسا مار دیا کہ دیو کیوس کا سر پھٹ گیا فوج کیوس نے بلوہ کیا داراب
شریک جنگ ہوا ہر چند کہ فوج کیوس کا ارادہ ہی کہ ملکہ قریشہ کو گرفتار کرلین مگر داراب جنی
مع ہمراہیون کے شریک جنگ ہی دونون لشکر ملے ہوے تلوار چل رہی ہی ہر چند اُن کا افسر
مارا گیا مگر یہی ہلڑ ہی کہ یارو جس طرح بنے قریشہ کو گرفتار کرلو مگر جنگ قریشہ سلطان نمونۂ
جنگ صاحبقران ہی ادھر داراب بھی کد و کوشش کر رہا ہی وہ دیوزاد بھی لڑ رہے ہین
گھمسان کے ساتھ تلوار چل رہی ہی سامنے باغ کے ہزارہا لاشہ تڑپ رہا ہی جس وقت تک

قلعہ پہونچین داراب جنی کو پکارا پہلوے صحرا سے ایک تخت پر ایک جوان خوشرو سوار
قریشہ آکر پہونچا ہرچند کہ ساحر گھیرے ہوے ہین مگر داراب جنی نے کچھ خوف نہ کیا اور ملکہ
تخت پر بٹھا کر لیچلا لاکھ لاکھ ساحر سحر کرتے ہین تاثیر نہین کرتا سب حیران و پریشان ہین
داراب جنی ملکہ قریشہ سلطان کو تخت پر سوار کرکے لے نکلا ساحر مجبور ہوکر رہ گئے کچھ
بلکہ آپسمین کہتے ہین کہ خداوندرا اس الشیاطین اس جوان پر مہربان ہین کہ تخت پر بٹھا
لے گئے قریشہ سلطان کو داراب اپنے ساتھ لیے ہوے ایک صحرا مین آیا ملکہ نے د
کہ اُسی صحرا مین ایک باغ ہی دروازہ اُسکا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہی قریشہ کو لایا
باغ مین آیا بارہ دری مین مقام صدر پر جگہ دی عرض کی کہ حضور تشریف رکھین مین ابھی ا
ساتھ والون کو لیکر حاضر ہوتا ہون یہ کہکر داراب جنی ملکہ سے رخصت ہوا مگر کہ
کہ اگر غلام کو عرصہ ہوجاوے تو گھبرائیے گا نہین شاید سامان کرنے مین دیر ہو مین ایسا
کرکے لاؤنگا کہ آپ لڑتی بھڑتی تا بہ قصر ہفت رنگ پہونچین اول تو یہ خبر مشہور ہوچکی ہی ضرور جم
نے سُنا ہوگا کہ ملکہ قریشہ رہا ہوگئین یقین ہی کہ فوج روانہ کرے ملکہ قریشہ سلطان بر
بیٹھی ہوئی ہین چند پریزادین داراب جنی براے خدمتگزاری ملکہ چھوڑ گیا ہی وہ
خدمت مین مصروف ہین صبح کو ملکہ اُن سب پریزادون کو لیکر بالاے بام آکر بیٹھین دشت
تماشا دیکھ رہی ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک دیو بلند بالا نہایت قوی جسیم آ
آگے پشت پر کئی ہزار نیزہ ہاے دیو اسی طرف آتا ہی پریزادون نے عرض کی کہ وارہی دیو
اس سرحد کا حاکم ہی معلوم ہوتا ہی کہ براے مقابلۂ حضور آتا ہی قریشہ سلطان نے کہ
خوف نہین ہی اگر آتا ہی تو سمجھا جائیگا حقیقت مین دیو کیوس قریب باغ آکر اُترا اور منا
کہ کل بلوہ کرد نگا ملکہ قریشہ سلطان کے ساتھ سواے اُن پریزادون کے اور کون
نکل کر بارگاہ استادکرائی خود بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاری رہی صبح کو
کیوس کئی ہزار نیزہ ہاے دیو سے آگر سامنے کھڑا ہوا صفین سب باندھین ارادہ ہی کہ
مین جاؤن ملکہ قریشہ سلطان پریشان ہین کہ مین یکہ و تنہا اُس طرف اسقدر جماؤ ا
گر تم کسی معین کو بھیج اس حیرانی مین کھڑی ہین کہ دیو کیوس نے میدان مین آتے ہی ا

سی نے آپ کو بجرأت گرفتار نہین کیا ملکہ قریشہ نے فرمایا ای مہ جبین تیرا نام نامی و اسم گرامی کیا
اُسنے نقاب چہرے سے اُٹھائی قریشہ سلطان نے دیکھا کہ ایک زن حسینہ دریاے جواہر مین
رق سر جھکاے بیٹھی ہی اور کہہ رہی ہی کہ مین عاشق جمال حضور ہون آپ کی رہائی کیواسطے
ضر ہوئی قریشہ سلطان خاموش ہو رہین اُس نازنین نے اپنے بازو پر سے ایک تختی کھولی
قریشہ سلطان کو دی کہا حضور جب اس تختی کو جنبش دیجیے گا سحر ساحر کا باطل ہوگا بانیان
لسم یہ تحفہ بنا کر رکھ گئے ہین میرا پنجہ قابض ہوا مین اسکو لے آئی کہ آپ کے پاس رہیگا کام
یگا کوئی ساحر ہاتھ نہ ڈال سکیگا قریشہ سلطان نے وہ تختی لیکر بازو پر باندھی پھر دوبارہ
چھا کہ ای مہ جبین تیرا نام کیا ہی اُس نازنین نے کہا کہ میرا شمع محفل افروز نام ہی یہان کا
بادشاہ ہی مین اُسکی دختر ہون جب آپکا دربار مین آنا ہوا مین جھروکون سے دیکھ رہی تھی
ل جہان آرا دیکھکر اسقدر بیقرار ہوئی کہ آب و دانہ ترک رہا آخر تاب نہ آئی قیدخانے
ین حاضر ہوئی آپ صبح کو قیدخانے سے نکلیے گا قید سب ٹوٹ جائیگی پھر آپ اس قلعے سے بسہولت
ل جائیے گا حقیقت مین یہان آپ کو بہت تکلیف ہی اور جو ساحر آپ پر سحر کریگا اُسکا سحر بوجہ
ت تختی اثر نہ کریگا آپ لڑتی بھڑتی نکل جائیے گا بیرون قلعہ جا کر ایک آواز دیجیے گا کہ ای
دراب جنی جلد آکر حاضر ہو اور اس تختی کو چمکائیے گا داراب جنی تخت لیکر آئیگا اور اُسپر
سوار کر کے لیجائیگا مگر جب تک طلسم کشا لوح نہ پائیگا تب تک آپ کو باعث پریشانی
سی طرح آپ کا اندر طلسم کے داخلہ نہین ہوسکتا شمع محفل افروز بخوبی سمجھا کر چلی گئی
ح کو جو پھاٹک کھلا دیکھا قیدی موجود ہی نگہبانون کا یہ قول ہی کہ ہماری قید سے رہائی
ار ہی ہمارے اس قیدخانے سے قیدی زندہ نہین نکلتا ملکہ قریشہ اپنے مقام سے
ین آواز دی کہ او بھیاؤ ہم جاتے ہین نگہبانون نے کہا کہ قیدی کی مجال ہی کہ یہانسے
سکے ملکہ قریشہ سلطان نے اُس تختی پر نگاہ ڈالی سب قید کٹ کر گر پڑی تلوار کسی
ن کی اُٹھالی لڑتی ہوئی نکلین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے قصر سے جو باہر
ن ساحرون مین غلغلہ ہوا کہ یارو بڑے غضب کی بات ہی کہ قیدی نکلا جاتا ہی کیونکر اِسے
ن سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا کیا کرین ملکہ قریشہ سلطان شیرانہ و رستمانہ جنگ کرتی ہوئی بیرون

تخت پر سوار ہو جیسے قریشہ سلطان نے کہا کہ مین سپاہی کی دختر ہون مجھے تاج و تخت سے کیا کام
اُس تاجدار نے چاہا کہ زبردستی ہاتھ تھام لون ملکہ قریشہ سلطان نے ایک تمانچہ مارا کہ سر اُس
تاجدار کا اُڑ گیا فوج والے ملکہ قریشہ سلطان پر ٹوٹ پڑے قریشہ لڑ رہی ہین صدائے گیر و دار
بلند ہی کئی سر افسر ہاتھ سے قریشہ کے مارے گئے یقین ہی کہ فوج کو شکست کامل ہو کہ جو
سپہ سالار فوج کو لڑوا رہا تھا اُسنے پکار کر آواز دی کہ ارے یارو نقابدار نیلی پوش کو خبر کر دو کہ
نیلی پوشون کو لیکر آئے ان کو گرفتار کرلے یہ جو پکار کر اُس افسر نے کہا پہلوے شہر سے نوبت اور
نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک نقابدار نیلی پوش دو ہزار نیلی پوشون سے آکر پہونچا اور
جیسے ہی وہ آکر گرا قریشہ نے نیا معرکہ دیکھا کہ جسکو قتل کیا ایک کے دو بن کر تیار ہوے تھوڑی
دیر مین نیلی پوشون سے وہ شہر بھر گیا اور وہ سب مل کر کمندین مارنے لگے نیزے مار مار کر بھاگتے تھے
قریشہ انتہا کی زخمی ہوئین اُن مکارون نے کمندین مار کر قریشہ کو گرفتار کیا ملکہ قریشہ نے
دیکھا وہ تاجدار جو میرے ہاتھ سے مارا گیا تھا وہ ہی تخت پر سوار ہی اور حکم دے رہا ہی
کہ ارابہ لاؤ اور قیدی کو سوار کرکے لیچلو ایسا قیدی کبھی نہین آیا تھا کہ صدہا آدمی اسکے
کے مارے گئے ملکہ قریشہ سلطان کو مسلسل و مطوق کیا ایک ارابے پر سوار کرلیا وہی جو
نیلی پوش ارابے کو ساتھ لیکر چلے دارالامارہ شاہی مین آے قریشہ سلطان نے دیکھا کہ
جوان درہ کوہ پر ملا تھا وہ یہان تخت پر بیٹھا ہی حکم دے رہا ہی کہ قیدی کو سامنے لاؤ
حیران ہوگئین کہ یہ جوان یہان کیونکر آیا پھر خیال ہوا کہ مقدمۂ طلسم ہی ایسے ایسے شعبدے
بہت ہونگے اُس تاجدار نے کیفیت سُن کر حکم دیا کہ آج شب کو حفاظت کرو کل بخدمت خدا
قید روانہ کرونگا پہلوے دارالامارہ مین قصر تھا اُس مین قریشہ کو قید کیا قصر مین قفل لگا
نگہبان دروازے پر بیٹھے ہین چرچے ہو رہے ہین کہ اگر نیلی پوش جادو نہ پہونچتا تو قریشہ
نہ گرفتار ہوتین دو پہر رات گئے تک نگہبانون کی آواز سُنی دو پہر رات گئے سب نگہبان
سو گئے ملکہ قریشہ سلطان ملول و حزین بیٹھی ہین دعائین مانگ رہی ہین کہ دیکھا دیوار
پر سے بذریعۂ کمند کے ایک سیہ پوش اُترتا ہوا آتا ہی اُتر کر مکان مین آیا قریشہ کو سلام کیا
قدمون کو بوسہ دے کر کہا کہ اے ملکۂ عالم اُٹھیے چلیے مین دن سے آپکا حال زار دیکھ رہی

تاجدار تعریفین کرنے لگا کہ حضور یہ ملعون اسی لائق تھا ملکہ نے اُسکو سلام کیا اور جھپٹ کر قریب
…ن جوان کے آئین اُس جوان نے تعظیم کر کے ملکہ کو کرسی پر بٹھایا جام لبریز کر کے ہاتھ مین دیا ملکہ
نے جام پی لیا اُس جوان نے ہاتھ تھاما ملکہ قریشہ سلطان کو ساتھ لیکر درۂ کوہ مین داخل ہو گیا ملکہ
سلاسل پری نے جو یہ معرکہ دیکھا قصد کیا کہ پلٹ جاؤن سب نے عرض کی کہ ایک شب اور
انتظار کیجیے شاید ملکہ قریشہ کا حال معلوم ہو سلاسل پری اُسی مقام پر اُتر پڑی صبح کو اُٹھی
لشکر مین ہاہا ہوا سب پریزادین رونے لگین سلاسل پری نے پوچھا کہ کیون صاحبو خیر تو ہی سب نے
عرض کی ملکہ غضب ہوا قریشہ سلطان کا لاشہ کنارے پر لشکر کے پڑا ہی ہم لوگون کو اب تاب
نہین ہی کا شکہ نابینا پیدا ہوتے کہ لاشۂ قریشہ نہ دیکھتے دل کانپ رہا ہی کہ کس ساعت چلے تھے
اب چلو صاحبقران کے پاس چلین اُن سے سب حال عرض کرین کہ وہ کچھ تدبیر کرین گے اِس عجائب
غرائب کی فکر کرنے والے وہ ہی ہین کیسے کیسے طلسم فتح کیے اور کیسے کیسے ساحر مارے مگر یہ عجب
معرکہ گذرا سلاسل پری یہ خبر سُن کر بہت روئین آخر کل لشکر کو تیار کر کے تلاش مین صاحبقران
کی چلین کہ ذکر ان کا وقت پر ہو گا مگر ملکہ قریشہ سلطان کو وہ جوان ساتھ لیے ہوے درۂ کوہ
سے جو نکلا شہر مین داخل ہوا شہر نہایت آباد عمارتین کُل پختہ بنی ہوئین دوکانین سجی ہوئین صراف
بزاز و جوہری بیچے اپنی اپنی دوکانون پر بیٹھے ہین خرید و فروخت ہو رہی ہی وہ جوان ایک ایک
دکاندار سے کہتا ہی کہ مین نے آج رُکن اسلام گرا دیا قریشہ سلطان ایسی شاہزادی کو
گرفتار کیا دوکاندار کہتے ہین کہ ای تاجدار تمھاری کارگزاری کا کیا کہنا بڑے شخص کو گرفتار
کیا بڑی تکلیف اُٹھائی اب ان کو کیا کیجیے گا تاجدار کہتا ہی کہ اب ان کو بخدمت خداوند لیجلوں گا
جیسا مناسب جانین گے ویسا حکم دین گے ملکہ قریشہ سلطان خاموش چلی آتی ہین کہ ایک
…ن سے نوبت و نقارے کی آواز آئی یہ آواز سُنکر اُس تاجدار نے ہاتھ چھوڑ دیا اور ہنسکر کہا
ہوشیار رہنا بابا سوار آتا ہی یہ کہکر وہ تاجدار چلا گیا سامنے سے ایک سواری پیدا ہوئی آگے
… شتر سوار ہٹو بچو کرتے ہوے نکل گئے بعد اُسکے پلٹنین رسالے پرے جمائے ہوے نکلے انکے
… ایک جوان تاج شاہی بر سر چار قب شہنشاہی در بر بہ نخوت تمام تخت پر بیٹھا نمایان ہوا اب
… کی بیقراری بڑھی حیران تھی کہ مین کہان آ گئی وہ تاجدار تخت سے کودا آکر ملکہ کو سلام کیا عرض کی

ظاہر ہوئین وہین سے للکارا کہ او ناپاک خبردار آگے نہ بڑھنا لیکن قریشہ سلطان کو دیکھ
دیو فولاد ناچنے لگا اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم خداوند راس الشیاطین نے تمکو بھیجا
ہر چند کہ مین سلاسل پری پر عاشق تھا مگر اب تم پر مائل ہوا تیغ ابرو سے گھائل ہوا پردہ قاف
کی سلطنت دونگا سب ریبسون پر بادشاہ کرونگا قریشہ سلطان نے للکارا کہ او نامرد
بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر میدان مین آکر کمال دکھا زبان تیر وکلمہ عمود سے
لے زبان کو نیام دہن مین رکھ دیو فولاد یہ کلمہ سن کر پلٹا قریب پہونچکر چوبدست لگائی قریشہ
کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ منھ کے بھل زمین پر آیا ایک گھونسہ مارا کہ دیو فولاد کا
پھٹ گیا ہمراہی اسکے آپڑے جنگ مغلوبہ ہونے لگی ملکہ قریشہ سلطان نے تھوڑے
مین سب کو شکست دی لاشہ فولاد کا سب دیو لیکر بھاگے سلاسل پری قریشہ سلطان
ساتھ لیکر قلعے مین آئی سامان دعوت کیا ملکہ قریشہ سلطان نے کہا کہ ای سلاسل پری
مین نے قید خانے سے رہائی پائی مگر مادر مہربان رہ گئین لشکر تیار کرو کہ لشکر کشی کرکے
سلاسل پری نے چار ہزار نرہ ہاے دیو جمع کیے ملکہ قریشہ سلطان بعہدہ افسری اور سلاسل
کو تخت پر سوار کیا طرف طلسم کے چلین جب دروازے پر طلسم کے پہونچین تو دیکھا کہ ایک
سبزہ زار ہی اس صحرا مین ایک کوہ فلک شکوہ ہی دروازے پر کوہ کے چند کرسیان بچھی
ایک جوان تاجدار کرسی پر بیٹھا ہی قریشہ سلطان کے جمال کو دیکھ کر وہ تاجدار اشارے کر
کہ آئیے تشریف لائیے مین تو آپ کا مشتاق تھا طلسم مین بھی آپ کا ذکر ہو رہا ہی خداوند نے حکم
ہی کہ اگر قریشہ سلطان آوین تو انکی خاطر کرنا خبردار کوئی بات خلاف نہ ہو بس مین برا
خدمت حاضر ہون قریشہ سلطان تلوار کھینچے ہوے بڑھین چاہتی ہین کہ اس مقام کو
قریب درۂ کوہ پہونچوں اس تاجدار کو سزا دون کلمات لغو کہ رہا ہی کہ پہلو سے آواز آئی او
شمشیر زن خبردار آگے نہ بڑھنا یہ مقام علامت طلسم نوخیز جمشیدی ہی بانی بنا کر گئے ہین کہ ا
اندر کوئی نہ جائیگا قریشہ سلطان نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو خونخوار دار شمشاد ہاتھ مین
جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی قریب قریشہ پہونچکر ہاتھ مارا ملکہ قریشہ نے دار کو قلم کیا اس
نے چاہا کہ لپٹ جاؤن قریشہ سلطان نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ اس دیو کے دو ٹکڑے ہوے

یکھ کر گھبرا گیا جھک جھک کر سلام کرنے لگا جمشید نے کہا کہ کیون اورنگ آج سب نگہبان
کہان گئے دروازہ قیدخانے کا کیون کھلا ہی اورنگ نے گھبرا کر کہا کہ نگہبان اپنے اپنے گھر گئے ہین
دروازے کا حال مجکو نہین معلوم مین کیا بیان کرون میری کوئی خطا نہین ہی جمشید نے کہا کہ او
بے حیا نمک حرام تو نے بڑا غضب کیا کہ قریشہ کو نکالدیا جلد بتا ورنہ آتش قہر و غضب سے
جلا دونگا اورنگ نے دست بستہ عرض کی خداوند کو اختیار ہی مگر مین نے کوئی خطا نہین کی
جمشید ثانی جھلایا ہوا تھا چٹکی خاک کی اُٹھا کر اورنگ پر ڈالدی کہ اورنگ جلکر خاک ہوا
ملکہ قریشہ سلطان نے چند ساعت انتظار کیا جب عرصہ ہوا تو ایک طرف چل نکلین دور سے
برج قلعہ سلاسل پری معلوم ہوے ملکہ اُسی طرف چلین قضائے کار دیو فولاد ملکہ
سلاسل پری پر عاشق ہو کر آیا ہی سلاسل پری آج کل متردد و متوحش حیران تھی کہ ملکہ قریشہ
قید ہین کسکو برائے مدد بلاؤن زخمی ہو کر قلعہ بند ہوئی تھی کہ دیو فولاد نے حملہ کیا ہر چند کہ پتھر
وغیرہ اہل قلعہ نے مارے کئی ہزار دیو مارے گئے مگر دیو فولاد چوبدست ہلاتا ہوا پتھرون کو
منجنیق کے رد کرتا ہوا قریب خندق کے پہونچا منتین کر رہا تھا کہ اے ملکہ بہ عالم نکل آ ورنہ
ورنہ قلعہ لونگا پھر ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سلاسل پری نے بیقرار ہو کر پروردگار سے
دعا کی کہ اے خالق ارض و سماوات معین و مددگار اس آفت سے بچالے اس ظالم نے گھیرا
ہی اسکے ہاتھ سے کیونکر نجات ملے نظم

اے ہستی با قلیم خداوندی خداوندا	تو ئی شاہنشہ ملک شہنشاہی شہنشاہا
جہان محکوم فرمانت چہ در پست و چہ در بالا	چہ در شہر و چہ در قریہ چہ در کوہ و چہ در صحرا
توئی اشرف توئی اعلی توئی والی توئی والا	توئی واحد توئی یکتا توئی درمان توئی بینا
توئی رزاق و خلاق خدائی جملہ آفاقے	تو ہستی والی عقبی تو ہستی مالک دنیا
توئی مطلوبی تو محبوبی تو محبوب خوش اسلوبی	توئی در ابتدا ملجا توئی در انتہا ماوا
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن	نباشد صورتی خالی ز نورت در جہان اصلا

بیقرار ہو کے سلاسل پری نے جو دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ آفتاب عالمتاب حسن و
جمال صاحب جود و کمال صاحب زور و طاقت با جلالت و شوکت ملکہ قریشہ سلطان سامنے سے

کہ طلسم فتح ہو جائیگا ورنہ دگار ہم کو رہا کرائیگا اور رنگ نے سر جھکا کر کہا کہ اگر مجکو یہ شو
قبول کیجیے تو مین آپ کو قید خانے سے رہا کر کے نکال لے چلون ہر چند کہ قریشہ سلطان کو
ناگوار ہوا مگر یہ سوچی کہ وقت جبر و صبر ہی کہا ای اورنگ اگر تو یہ کام کرے تو مین تجکو اپنے لشکر
سپہ سالار کرونگی اور جو کچھ کہے گا وہ قبول کرونگی اورنگ سمجھ گیا کہ قریشہ کو میرا کہنا قبول
ای اورنگ کیا عمدہ ملک اسکے قبضے مین ہین سب پر قبضہ کرونگا سپہ سالار لشکر سے کو
عمدہ بہتر ہی مقابلۂ خداوند مین بھی جا کر لڑونگا اور جسپر لشکر کشی کرونگا اُسکو گرفتار کر لاؤ
چند دن مین میرا شہرہ ہو جائیگا اور جو اورنگ نے کہا ملکہ قریشہ سلطان نے اچھا
کہدیا دیو اورنگ باغ باغ ہو گیا باہر آکر نگہبانون سے کہا آج تم لوگون کو فرصت
مین خود پہرا دونگا دیوزادون کو یہ کہکر رخصت کیا آپ شام سے پہرے پر بیٹھا جب زلف
لیلاے شب کمر سے گذری اپنے مقام سے اُٹھا قید خانے مین آیا کہا ای ملکۂ عالم نکل
مین نے سب نگہبانون کو ہٹا دیا اُس وقت ملکہ قریشہ سلطان کو آسمان پری کا خیال
نہ رہا اورنگ نے ہتھکڑی کاٹی قریشہ نے قید توڑ کر پھینکدی اورنگ نے دروازہ
کھولدیا قریشہ سلطان نکلین اورنگ ساتھ ساتھ ہی جب کوس بھر نکل آئین تو ملکہ قریشہ
نے گھبرا کر کہا کہ ای اورنگ بڑی غفلت ہوئی مادر مہربان قید خانے مین رہگئین اب
تاکہ اُن کو بھی ہمراہ لے لین اورنگ نے کہا کہ آپ کا چلنا مناسب نہین بچہ آپ اِ
مقام پر ٹھہرین مین آسمان پری کو نکال لاؤنگا قریشہ نے کہا کہ بہتر ہی اورنگ برا
رہائی ملکہ آسمان پری چلا یہان جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین نشے مین تخت پر
تھا کہ طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے ایک طائر اُڑ کر آیا پہلے خوب چلایا آخر مجبور ہو کے قریب
جمشید ثانی کے سر پر ٹھونگ ماری جمشید نے آنکھ کھولی وہ طائر پھڑک کر زمین پر گرا
تڑپنے لگا جمشید نے کہا کہ بڑا غضب ہوا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ قریشہ رہا ہو گئین
خود چلا اُس وقت پہونچا کہ ستارۂ سحری چمک چکا تھا دروازہ قید خانے کا کھلا ہی جمشید
نے جھانک کر دیکھا قریشہ سلطان کو قید خانے مین نہ پایا سر پیٹنے لگا کہتا تھا کہ ثانی حد
قید سے نکل گئی اب لشکر کشی کریگی اس سوچ مین کھڑا تھا کہ دیو اورنگ آکر پہونچا جمشید

رکھینگی رہائی کی کب صورت ہوگی قریشہ سلطان فرماتی ہین کہ ای مادر مہربان نہ گھبرائیے
نشاء اللہ وقت رہائی قریب ہی مین نے خواب مین دیکھا ہی کہ مین رہا ہوگئی جسدن چھوٹونگی
پ کی ضرور فکر کرونگی آپ زیادہ پریشان نہ ہوجیے مگر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی جب اسکو
برین گذرین کہ طلسم کشا نے ظلمانہ کو مارا اور طرف جزیرہ بالاخیز کے جاتے ہین اور ملکہ
سیمینان حسن پرست براے مقابلہ بھی روانہ ہوچکی ہین یہ حالات سُن کر اور دیکھکر بہت
ریشان ہوا غصہ مین بیٹھا تھا کہ دیو اورنگ سامنے آیا آبدیدہ کہا یہ دیو اورنگ
بو عفریت کا بھانجہ ہوتا ہی کہا یا خداوند مقام تاسف ہی کہ آسمان پری و قریشہ سلطان
ندان مین قید ہین اُنپر ایسی مصیبت نہین پڑتی کہ تڑپ تڑپ کر قید مین مرجاوین جمشید
نے کہا کہ ای اورنگ مین نے اکثر نگہبان بدلے مگر جو نگہبان گیا اُسنے کوئی بدعت ایسی
مین کی کہ یہ شاہزادیان تمام ہوجاتین اگر قریشہ سلطان کا انتقال ہو تو آسمان پری
مدر ہو گیا عجب ہی کہ مکدر ہوکر قدرت سے میل کرے اور آمادہ صلح ہو اورنگ نے
رض کی اگر براے یک ہفتہ نگہبانی غلام کے سپرد ہو تو مرگ قریشہ کی خبر سناؤن جمشید
نے کہا کہ میر منشی سند نگہبانی زندان خانہ اورنگ کو لکھدو کہ یہ جاکر چوکی پہرا دے
یو اورنگ سند لیکر در زندانخانہ پر آیا اپنا انتظام کیا حکم دیدیا کہ کھانا ہمارے حکم سے
یا کرے تین دن کھانا دیکھکر بھیجا ملکہ قریشہ کو بڑا صدمہ ہوا فرمایا یہ کون نگہبان مقرر ہوا
د کہ آب و خورش مین کمی ہی کسی نگہبان نے دیو اورنگ سے اطلاع کی کہ ملکہ قریشہ کھانے
شکایت کرتی ہین اورنگ نے کہا کہ کل کھانا ہم خود لیکر جاوینگے دوسرے دن جو کھانا
یا تو دیو اورنگ کھانا اور کوزہ آب لیے ہوے اندر آیا دیکھا ملکہ قریشہ پابہ زنجیر بیٹھی ہین
رخ دزرین سر پر طوق گلوگیر گلے مین ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ پاؤن مین چہرہ مثل آفتاب
وشن دیو اورنگ جمال بے مثال قریشہ دیکھکر دنگ ہوگیا قریب آکر بیٹھا گھل ملکر
تین کرنے لگا کہا کیون ملکۂ عالم آپ دختر صاحبقران باحشم ہین آپ کی قید کو مہینون گذرے
ی صورت رہائی کی نہین نکلتی قریشہ نے کہا کہ ای دیو اورنگ جب وقت رہائی آے گا
ا ہوجاوینگے ہمارے عزیز و قبلہ و کعبہ و برادران ذیحشم کد و کوشش کر رہے ہین ہمین یقین کامل ہی

جاتی ہی زمرد جادو بالائے کوہ بیٹھی ہی کہ لشکر ملکۂ حسینان سامنے سے گذرا زمرد جادو نے در یافت
کیا ستر ہزار ساحر ساتھ لیکر یہ بھی ہمراہ ملکۂ حسینان ہوئی ملکۂ حسینان عیش کرتی ہوئی
جاتی ہی ہر منزل پر جلسہ ہوتا ہی ناچ گانے کا بڑا شوق ہی جلسہ کرتی ہوئی جاتی ہی انشاءاللہ
ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائے گا

دو کلمۂ داستان ذکر رہائی ملکہ قریشہ سلطان از قید خانۂ معرفت دیو اور نگ دباقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے عیش
کوئی غم مین بیکار و حیران ہی
کسی کو نہ دیکھا کہین شادمان
اُٹھائے سفر مین بہت رنج و غم
ہر اک فن مین ذیعلم و صاحب کمال
کہ مشہور ہین دشمنون کے فساد
جو تھا پہلوان رستم ذیوقار +
کوئی بہر عقبیٰ پشیمان ہوا
غرض چین عالم مین ملتا نہین
کہ جنسے ہین اہلِ کرم آشنا
نہ معشوق سے وصل حاصل ہوا
تو ہین عاشقو نہین بڑے اتقدا

کہ ہین رند مشرب مہیلے عیش
فلک در پئے رنج غربت ہوا
جسے دیکھتے ہین وہ ہی غم کنان
ارسطوے اُستاد باعز و جاہ
کتابو نمین لکھا ہی سب اُسکا حال
وزیر سیہ کار بنجتاب ہوا +
تھا ماتم مین سہراب کے بیقرار
گنہگار رہی اور کوئی بگناہ
کبھی غنچۂ فکر کھلتا نہین +
ہمیشہ محبت مین حیران رہے
اسی رنج مین قیس کا ل ہوا
قمر حال دنیا کہانتک لکھون

کہین عیش و عشرت کا سامان
کہ سامان عیش و فرح مٹ گ
سکندر رسا ذیقدر والا حشم
کہ چرخ قیامت کا روشن تو
وہ نوشیروان صاحب عدل و
عدالت کا سامان سب مٹ گ
کوئی رنج دنیا سے حیران
کوئی خواہش نفس مین ہو
وہ مجنون و فرہاد غم آش
کہ دشت و جبل مین پریشا
اُٹھائے جو رنج والم بے شم
یہ بہتر ہی اس سے کہ خاموش

چہرہ زندانیان مصیبت و بلا و سیاحان دشت رنج و عنا اس داستان شوکت بیان کو
تحریر فرماتے ہین **شعر مصنف** سخن سنج و غواص دریائے ہوش + جنبین ریخت گوہر بدامان
گوش + سابق مین ذکر کر چکا ہون کہ ملکہ قریشہ سلطان و آسمان پری قید خانے مین
ہین حیران و پریشان ہین ملکہ آسمان پری فرماتی ہین کہ کیون ای نور نظر اسی قید خا-

کی شاطین آئی ہین میرے ساتھ شعبدے کرتی ہین شطرنج سے جاکر کہو کہ ان بیگناہون کو
کیون قتل کرتی ہو ملکۂ حسینان اندر بارگاہ کے موجود ہین ساحرون نے جو یہ جاکر کہا شطرنج
جھومتی ہوئی بارگاہ مین گھس آئی کسی نے کچھ نہ روکا ملکۂ حسینان کو جو دور سے دیکھا پکار کر
آواز دی کہ بس اسی مین بہتر ہی کہ میرے ساتھ چلو خدمت مین ملکہ بہار کی حاضر ہو ورنہ
بہت بُری طرح پیش آؤنگی ملکۂ حسینان نے کہا ای شطرنج جاؤ جاکر بیٹھو مگر شطرنج نے نہ مانا
تلوار کھینچکر جھپٹی ملکۂ حسینان نے اشارہ کیا اور مسکرا کر آواز دی کہ یہ تلوار اپنے گلے پر رکھو اور
گلا کاٹو تب مجھے آرام آئے ملکۂ حسینان نے یہ جو ہنسکر کہا شطرنج نے فوراً تلوار گلے پر رکھ لی
ملکۂ حسینان نے اشارہ کیا شطرنج نے اپنا گلا کاٹ ڈالا پھر حکم دیا کہ لاشہ اِسکا پھینکدو اور
مُڑکر کہا کہ یا خداوند بہار کو اپنے سحر پر بڑا غرور ہی جاکر سزا دونگی جمشید نے کہا کہ ای
ملکۂ عالم آپ کا جانا بہتر نہین بڑا سحر کامل وہان یہ ہی کہ جمال طلسم کشا جسنے دیکھا وہ مبہوت
ہوا بیہوشی کی باتین کرنے لگا اور اطاعت مین مصروف ہوا سوا اطاعت اور کسی کام مین
مین مصروف ہوتا ملکۂ حسینان نے کہا کہ مین تو ضرور جاؤنگی اور بہار کو سزائے کامل دونگی
اسکے غرور سے طبیعت کو ازحد ملال ہوا سب شاہزادیان کھڑی ہوگئین ملکۂ حسینان کی منتین
کر رہی ہین کہ ای ملکۂ عالم نہ جاؤ ملکۂ حسینان نے کہا کہ مجکو چین نہ پڑیگا آٹھ پہر غرور اُس کا
یاد آئیگا مین مشکین باندھکر لاؤنگی اور بہت ذلیل کرونگی اُس کو بھی معلوم ہو کہ سحر کیا چیز ہی
طریقہ سحر کا وہ جانتی نہین صرف پھول پھینکنا وہ جانتی ہی اُس کے سحر کے پھول جلا دونگی
پھول جلتے ہی وہ سحر کرون کہ زیور پھولون کا جل جائے پھر سحر کاہے سے کریگی جمشید ثانی
نے پھر یہی کہا کہ ای شہنشاہ حسینان مجکو بہت ناگوار ہی کہ تم جاؤ اگر دام عشق طلسم کشا مین پھنس جاؤ
تو مین کیا کرون ایسا ممکن ہی کہ وہ کوئی بات اُٹھا رکھیگی ظالمانہ ایسی ساحرہ اُس سے تنگ ہوکے
سب نے بھی ملکۂ حسینان نے کہا کہ جو کچھ ہوگا وہ سُن لیجیے گا ہر چند جمشید نے اور سب شاہزادیون نے
سمجھایا مگر ملکۂ حسینان نے نہ مانا جب باہر نکلی تو اپنے اسباب سحر کو درست کرنے لگی جمشید ثانی
تین لاکھ ساحر ساتھ لیے ملکۂ حسینان حُسن پرست تخت پہ سوار ہوئی نوبت و نقارے
بجتے ہوئے لشکر اتنا بڑا ہمراہ ہر روز آب نو دجاے نو مقام کرتی ہوئی طرف لشکر شاہ کے

بس اب الگ رہو ایسا نہو کہ مابدولت کو غصہ آجاے سرکار نے کہا کہ مین کیا کسی سے پایہ کا
کار رکھتا ہون شہپال اپنے مقام سے اٹھا کہا کہ اٹھ تو مین تجکو سمجھا دون وہ سزا دون کہ عمر
یاد کرے سرکار نے گولہ سحر کا مارا شہپال نے گولہ ہاتھ مین پکڑ لیا اور جھپٹ کر ہاتھ تھاما ایک
جھٹکا مارا کہ سرکار زمین پر گرا چیر پھاڑ کے پھینک دیا اور تھوڑا سا گوشت بھی کھالیا زم
نے کہا کہ ای شہپال یہ کیا کیا یہ خداوند کا مصاحب تھا شہپال نے کہا کہ ای ملکۂ عالم
مدت سے آپ پر عاشق ہون مگر آج تک زبان سے نہین نکالا آپ کی خوشی کے متعلق رہا یہ
بے ادبی کر رہا تھا مگر جب سرکار مارا گیا پھول جو اسکے ہاتھ مین تھے وہ ہوا پر اڑ گئے الگ
سرکار کو پھیر کر پھر آکر محفل مین بیٹھی ہو کہ پھر لشکر مین غل ہوا بہار نے پوچھا کہ اب یہ کیا
ہو گیا اور کوئی صاحب تشریف لاے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی ملکہ شطرنج جادو
پامال کر رہی ہین اور آپ کی جناب مین کلمات نادرست کہتی ہین یہ سن کر بہار پھر اٹھین
شطرنج جادو کو دیکھا کہ دیوانہ وار وحشی مثال اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہی ہر مرتبہ یہ
ہو کہ ای ملکہ حسینان حسن پرست تمھارے شعلۂ جمال نے قلب وجگر جلا دیا بہار جادو
گجرہ اتار کر پھینک دیا کہ ہواے معتدل چلی نخل جھومنے لگے ایک طائر نے نخل سے اپنا سایہ ڈ
جیسے ہی سایہ پڑا شطرنج ہوش مین آگئی منتین کرنے لگی کہ ای ملکۂ عالم معاف فرمائیے
حسینان حسن پرست نے مجکو بھیجا تھا بہار نے ہنس کر کہا کہ اب تم جاؤ ملکۂ حسینان کو
لاؤ بہار نے جو یہ ہنس کر کہا شطرنج کے سر پر ایک جن سوار ہو گیا تلوار کھینچ کر طرح
پہ تلموان کے چلی جب یہان آئی تو معلوم ہوا کہ ملکہ حسینان حسن پرست قصر ہفت
کی طرف روانہ ہو گئین اسی طرح دیوانہ وار وحشی مثال طرف قصر ہفت رنگ کے
ہوئی یہان ملکہ حسینان حسن پرست محفل جمشید ثانی مین پہونچی ہی آنیسے ملکہ حسینا
دربار روشن ہو گیا جمشید نے پہلوے تخت پر جگہ دی ہنس ہنس کر باتین کرتا ہی ملکہ حسینہ
بہت ناگوار ہوتا ہی مگر خاموش بیٹھی ہو کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا جمشید نے پوچھا کہ ار
آواز آئی لوگون نے بیان کیا کہ ملکہ شطرنج جادو لشکر کو پامال کر رہی ہین اور پکار ر
کہ ملکہ حسینان کہان ہین ملکہ بہار نے انکا سر مانگا ہی ملکہ حسینان نے ہنس کر کہا

ن ہلڑ ہوا بادشاہ نے گھبرا کر فرمایا یارو یہ کیا آفت ہی میثاق گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی
ہ ای ملکۂ عالم جسکو آپ نے روانہ کیا تھا وہ پلٹ کر آیا ہی آپ کو تو بھولا لشکر کو قتل کر رہا ہی
سنتے ہی بہار اعجاز بیان اپنے مقام سے اُٹھی باہر آکے دیکھا کہ سرکار جادو سحر کرتا ہوا
تا ہی اہل لشکر مین عجب ہنگامہ ہی کہ کسی کا سر اُڑ گیا اور کسی کا ہاتھ اُڑ گیا کوئی دیوانہ وار و
شی مثال غل مچاتا پھرتا ہی کوئی تاثیر سحر سے پا بہ گل ہی کوئی ضعف سے مضمحل ہی بہار کو جو سرکار
نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ملکۂ حسینان حُسن پرست نے آپ کو یاد فرمایا ہی اگر چلنے مین کچھ
ل فرمائیے گا تو بہت بُری طرح پیش آوٗنگا ملکہ بہار نے چند پھول طرف آسمان کے پھینکے
پھول برسنے لگے چند پھول اُسمین سے سرکار نے اُٹھا لیے اُن کو سونگھتا ہوا پلٹا اب بہوش
ن ہی سوچا کہ بہار بلاے روزگار ہی اس سے کون مقابلہ کر سکتا ہی اس رنگ مین قریب کوہ
مرد پہونچا ملکہ زمرد جادو بالاے کوہ بیٹھی تھی دور سے جو سرکار نے دیکھا عاشق جمال ہو گیا
یلاتا ہوا بالاے کوہ آیا سامنے کھڑا ہو کر رونے لگا زمرد جادو نے پوچھا کہ کیون سرکار
ہاتھ مین کیا ہی مٹھی کھول کر دکھاوٗ سرکار نے مٹھی کھول کر دکھایا کہا یہ پھول عطیۂ ملکہ بہار
ن اس وقت تمھارا جمال دیکھ کر میرے ہوش درست نہین ہین جو حکم دو وہ بجا لاوٗن
مرد نے کہا بیٹھ جاوٗ سمجھا جائیگا جب سرکار بیٹھا تو زمرد جادو نے ساقی بچے کو حکم دیا کہ آپ کو
م دو کہ انجام بخیر ہو زمرد نے جو یہ حکم دیا سرکار نہال ہو گیا دل سے کہتا تھا کہ معشوقہ نے
ی خاطر کی جام پیتے ہی اور زیادہ مبہوت ہوا چاہتا ہی کہ قریب بیٹھون زمرد جادو نے
اکہ صاحب الگ بیٹھو قاعدے سے رہو تم جانتے ہو کہ مین مدت سے اس مقام پر رہتی
ن بڑے بڑے ساحر آتے ہین اور دیکھ کر چلے جاتے ہین مین نے آج تک کسی پر توجہ نہین
سرکار نے کہا کہ مجھسے صبر نہین ہو سکتا مین تو قریب ہی بیٹھونگا زمرد نے منع کیا کہ ای
کار قاعدے سے بیٹھو بے اعتدالی نہ کرو مگر سرکار بگڑ رہا ہی زمرد بھی خفا ہو رہی ہی
سمان پر برق چمکی شہپال آدمخوار کہ قریب ایک جزیرہ ہی اُسمین رہتا ہی مدت سے زمرد
شق ہی وہ آکر پہونچا سرکار کو جو بے قاعدہ دیکھا کہا ای ملکۂ عالم یہ کون بے ادب ہی
پ سے گفتگو خلاف کر رہا ہی سرکار نے کہا کہ مین عاشق جمال ہون شہپال نے کہا کہ

یہ کہکے بوقلمون سے اشارہ کیا کہ ایک جام شراب تو لاؤ بی بہار نے میرے ساتھ شعبدہ ک
اُسکا جواب تو ہو بوقلمون نے کنیز کو حکم دیا کنیز گلابی شراب کی اور ایک جام بلوری لے آ
حسینان نے جام بلوری لبریز کیا اور طرف سرکار کے اشارہ کیا کہ تم کو قسم ہی سر ملکہ بہ
کی یہ جام پی جاؤ نام بہار سُن کر سرکار شگفتہ ہو گیا اُس کے ہاتھ سے جام لیا لیکر بے اند
انجام پی گیا جام پیتے ہی سرکار ناچنے لگا کہتا تھا ای ملکۂ عالم جو حکم دیجیے وہ کردن ملکہ حسینا
نے سوچ کر کہا کہ جاؤ جا کر بہار کا سر لاؤ سرکار یہ سُنتے ہی جھومتا ہوا چلا ملکۂ حسینا
و بوقلمون مین باتین ہو رہی ہین کہ یکایک آواز آئی کہ ای ملکۂ عالم چلیے آپ کو بی بہا
بُلایا ہی ملکۂ حسینان نے سر اُٹھا کر جو دیکھا تو دیکھا کہ ملکہ شطرنج جادو اُسی حال مین اشعا
ہوئی آتی ہی ملکۂ حسینان نے ہنس کر کہا آج مجھپر لشکر کشی ہی میرے طالب بہت چلے آتے ہین
یہ کہکر پھر حکم دیا کہ ایک جام شراب لاؤ اسکو بھی پلا دیا یہ بھی اُسی طرح جھومتی ہوئی چلی مگر
حسینان نے اس سے بھی کہدیا کہ بی بہار کا سر لاؤ یہ دونون آگے پیچھے چلے مگر ملکہ بہ
بادشاہ کو ساتھ لیے ہوے لشکر مین پہونچی ہی سب شاہزادیون نے استقبال کیا میثا
بھی کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ نے سرفراز فرمایا ہم سب نہال ہو گئے سب شاہزادیان ملکہ
کو گھیرے ہوے بارگاہ مین لیکر آئین بادشاہ جمجاہ تخت پر متمکن ہین دورہ سرداروں کا
ہی ایک نازنین مہ جبین بادشاہ کی تشریف آوری کی خوشی مین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی

عکس اُسکی زلف کا نہین جام شراب مین	بال آتے ہین نظر قدح آفتاب مین
غواص اپنی فکر ہوئی جبکہ آب مین	دریاے موج زن نظر آیا حباب
آئی قیامت اُسنے لگایا ہی مُنھ سے جام	ہی اتصال ماہ مین اور آفتاب
عاشق نہین ہی کون دُر گوش یار کا	عالم ہی غرق ایک ہی موتی کی آب
بیدار دل جو ہین اُنھین سونے سے کیا غرض	یوسف ہوا ستارون کا مسجود خواب
عبرت کے واسطے ید قدرت نے غافلو	کھینچی شبیہ افسر شاہی حباب
آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند	ناسخ ہین خاک رہگذر بوتراب

اس رنگ سے یہ اشعار گاے کہ سب اہل محفل تعریفین کرنے لگے تھوڑا عرصہ گذرا تھا

ہ بجوشی نہ آئے تو گرفتار کرکے لاؤ یہ سُنکر سرکار جادو چلا جب سرکار جادو روانہ ہو گیا تو
رنے شطرنج سے کہا کہ ای شطرنج یہی حال تمھارا بھی کرونگی شطرنج نے بھی گولہ مارا بہا
سکرا کر کہا کہ ای گلفام ان کو بھی لینا ایک طرف سے آواز آئی کہ حاضر ہوئی شطرنج نے
اکہ ایک نازنین پھولون مین لدی ہوئی آئی اور میرا ہاتھ تھام کر کہا کہ تم بھی سرکار جادو
یچھے جاؤ اور جس طرح بنے ملکۂ حسینان حُسن پرست کو لاؤ یہ سُنکر شطرنج بھی روانہ ہوئی
ہ اعجاز بیان تخت پر سوار ہوئی بادشاہ کو بھی تخت پر بٹھا لیا طرف لشکر کے روانہ ہوئی
ۂ حسینان حُسن پرست سب شاہزادیون کی افسر ہی صحبت جمشید مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا
او ند دل گھبراتا ہی اگر حکم ہو تو سیر کر آؤن یہ شاہزادی جمشید سے رخصت ہو کر اپنے
م سے اُٹھی جمشید اسپر جان دیتا ہی ملکۂ حسینان حُسن پرست دربار جمشید سے اُٹھی اور
ہوئی چلی قریب کوہ بوقلمون کے پہونچی بوقلمون جادو جو یہا کی حاکم ہی اُسکو خبر ہوئی
لکہ حسینان حُسن پرست آئی ہین اسنے اپنے قصر سے نکل کر سلام کیا کہا ای ملکۂ عالم
وقت کہان سے تشریف لاتی ہو ملکۂ حسینان حُسن پرست نے مُسکرا کر جواب دیا کہ ای
عالم اس وقت صحبت خداوند مین بیٹھی تھی کہ یکایک دل گھبرایا مین برائے سیر نکل آئی
ون جادو نے عرض کی کہ ای ملکہ تشریف لائیے چل کر محفل مین بیٹھیے شراب وکباب کا
و ملکۂ حسینان نے کہا مین فقط برائے سیر آئی تھی مگر ای بوقلمون کیا کہون میرے
نے مجکو خبر دی تھی کہ کوئی تمھاری تلاش مین آتا ہی اس وجہ سے دربار خداوند سے الگ
لی کہ جو کچھ معرکہ ہو قدرت کے سامنے نہ ہو یہ ذکر تھا کہ سامنے سے سرکار جادو جھومتا ہوا
سر گل بوٹون کو صحرا کے دیکھ کر وجد مین ہی ہر پھول کو توڑ کر سونگھتا ہی غنچون کو دیکھ کر مسکراتا
ون کو دیکھ کر تالیان بجاتا ہی جیسے ہی ملکۂ حسینان حُسن پرست کو دور سے دیکھا پُکار کے
دی کہ ای شہنشاہ اقلیم حُسن وجمال و ای ماہ آسمان کمال تم کو ملکہ بہار نے بلایا ہی یہ
طر پر آیا ملکۂ حسینان نے کہا کہ مین کیا بہار کی نوکر ہون کہ جو اُسنے مجکو بُلایا ہی سرکا
ا کہ ای ملکۂ عالم تکرار نہ کیجیے اگر آپ بجوشی نہ جاوینگی تو مین گرفتار کر لیجاؤنگا ملکۂ حسینان
ا کہ ای سرکار اپنے ہوش مین آؤ تمھاری کیا مجال ہی کہ مجکو بہ جبر لیجاؤ مین ابھی پلٹاتی ہون

نے کہا کہ ای شطرنج تصور تو کرو کہ کا ہے کہ قدرت ہین سحر یاد کرکے خداوند بن بیٹھے طلسم قبضہ
مین آگیا اُسی غرور مین دعوی خدائی کیا مگر انجام اس کا بد ہی بہار و شطرنج مین تکرار ہونے لگی
شطرنج نے جھلا کر کہا کہ بُوا بہار امور مذہب مین دخل نہ دو بیشک وہ خداوند ہین بہار نے
کہا کہ مین تو اُن کو خداوند نہ کہونگی دیکھو بُوا تکرار نہ کرو تمھین ملال ہوگا شطرنج نے کہا کہ ای
بہار آج کئی دن کا امر کہ ہی کہ صحبت مین خداوند کی مین گئی تھی تو یہ ذکر ہورہا تھا کہ لاشۂ طلسم
آیا خداوند نے کہا کہ ای شطرنج تم سمجھین کہ نانی کو نواسی نے قتل کرایا مجکو بڑا تعجب ہوا مگر اب
تمھاری باتون سے ثابت ہوتا ہی کہ قدرت سچ کہتے تھے بہار نے کہا کہ بُوا شطرنج مین تمھاری
ملاقات کو آئی تم نے یہ جھگڑا پھیلایا جو جیسا کریگا وہ پائیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ایک برق جگر
سرکار جادو ملازم جمشید ثانی براے سیر نکلا تھا اُسنے جو آسمان سے دیکھا کہ شطرنج جادو
کی بارگاہ مین بی بہار بیٹھی ہین وہین سے نعرہ کیا کہ او شطرنج تو نے باغیہ کو اپنے گھر مین جگہ
دی ہی ابھی فتور کرکے آئی ہی اب یہ جانے نہ پاے یہ کہکر سرکار نے گولہ مارا بہار نے اپنے
ہاتھون سے گجرہ اُتار کر پھینک مارا گولہ پھٹا پھول برسنے لگے ہواے معتدل چلی سامنے قطعہ
کے باغ تھا طائران زمزمہ سرا جو درختون پر بیٹھے تھے پر کھولکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

آج وہ حمام جاتے ہین نہانے کے لیے	ہم چلے زیر قدم آنکھین بچھانے کے لیے
ای سگِ دلدار آنا ہی اگر تو جلد آ	ہڈیان میری ہما آیا ہی کھانے کے لیے
مُغبچے پھر کیون نہ میرے واسطے لائین گزک	جب اُٹھے پیر مغان خود مے پلانے کے لیے
ہی سرورِ عیشِ دنیا واسطے اغیار کے	ہم فقط پیدا ہوے ہین رنج اُٹھانے کے لیے
بعد مردن یہ کیا احسان میری روح پر	آے ہین وہ پھول تربت پر چڑھانے کے لیے
اس سراے دہر سے ملک عدم کا قصد ہی	ہم کفن باندھے ہوے بیٹھے ہین جانے کے لیے
اِس زبان سے شکر خالق کیا ہواے سطوت بھلا	نعمتین دنیا کی ہین موجود کھانے کے لیے

یہ اشعار جو طائرون نے پڑھے سرکار جادو کی آنکھین سُرخ ہوگئین ہاتھ باندھ کر سامنے
بہار کے آیا عرض کی جو ارشاد ہو وہ بجالاؤن بہار نے ہنس کر کہا دربار جمشید مین جاؤ
حسینان حُسن پرست جو شاہزادی دربار مین جمشید کے ہی اُسکو لاؤ کہنا بہار نے بلایا

اُسکے مقابلے مین آیا وہ مارا گیا یا زیر ہو کر مطیع ہوا اگر سُن پائیگا تو حضور کا ضرور پیچھا کرے گا
شاہ نے فرمایا کہ اگر پیچھا کریگا تو سزا پائیگا سلطانہ نے عرض کی آج مجھے نہ لیجائیے پہلو مین اسی قلعے
ایک باغ ہی سلطان باغ اُسکا نام ہی وہ باغ میرے نام سے بنا ہی مین وہین جاتی ہون آپ
ان تشریف لائیے گا مجھسے ملاقات ہوگی اگر مناسب ہوگا تو مین نکل چلونگی ملکہ سلطانہ یہ حیلہ کرکے
پنے باغ مین چلی گئین بہارہ و بادشاہ تخت پر سوار ہو کر چلے تخت اُڑا ہوا جاتا ہی بادشاہ جمجاہ
حظہ فرما رہے ہین کہ بڑے بڑے پہاڑ اور صحرا اسے وسیع ہین جانوران درند جا بجا جنگلون مین
ر رہے ہین ایک پہاڑ سامنے نہایت بلند و مرتفع تھا معلوم ہوتا ہی صاحب اس کوہ کا
فل عیش مین بیٹھا ہی کیونکہ گانا ہو رہا ہی بادشاہ نے فرمایا ای بہارہ اعجاز بیان یہ کون مقام
اس کوہ کا کیا نام ہی بہارہ نے کوہ کو دیکھ کر ایک آہ کی کہا ای شہریار اس پہاڑ پر اول عملداری
ری بہن کی تھی گلفروش اُن کا نام تھا جب سے اُنکا انتقال ہوا بی شطرنج یہانکی حاکم ہین
ائی جھگڑا تو اُن کا کھیل ہی آٹھ پہر غصے مین رہتی ہین جی چاہے تو ملاقات کر لیجیے مجھسے بڑا رسم ہی
ہو کر تخت ٹھہرایا ملکہ شطرنج جادو قصر سے نکل آئین سر اُٹھا کر جو بہارہ کو دیکھا شگفتہ ہو گئین
ر کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم آئیے آج کا دن بہت مبارک تھا کہ آپ کی زیارت ہوئی کنارے
ت اُتارا شطرنج ساتھ لیکر بہارہ و سعد شہریار کو اپنی بارگاہ مین آئی مگر شطرنج جادو
شاہ کو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی آخر ضبط نہ ہو سکا پوچھا کہ کیون بوا بہارہ آپ کی تو کچھ تعریف
کہ آپ کا نام نامی کیا ہی اور کہانسے آتی ہو بہارہ نے کہا کہ ای شطرنج اس حال کو نہ
ہو یہ وہ شہریار ہین کہ ظلمانہ انھین کے ہاتھ سے قتل ہو گئین اور صدہا ساحر مارا گیا کوئی
ر ایسا نہ تھا کہ جسنے انپر قصد نہ کیا ہو جمشید ثانی آٹھ پہر انھین کی فکر مین رہتا ہی کہ ان کے
ون کو قتل کرون مگر یہ صاحب اقبال ہین کچھ زور نہین چلتا شطرنج نے کہا کہ مین خداوند
ل اصلاح کرا دون بہارہ نے کہا کہ یہ وہ فساد نہین کہ جسکی اصلاح ہو یہ ظاہر ہی کہ قضا قدرت
نکے ہاتھ سے ہی جس وقت لوح طلسمی ملجائیگی اُس وقت مرحلے ٹوٹین گے پھر خداوند بھاگ کر
ن جا دین گے یقین ہی ناچار ہو کر مقابلہ کرین مقابلہ کیا اور مارے گئے مقابلہ کرکے ان سے
سے بچنا دشوار ہی شطرنج نے جھلا کر کہا کہ ای بہارہ تم قدرت کو بذلت یاد کرتی ہو بہارہ

جمشید پرست ہی بادشاہ نے فرمایا یہ مذہب باطل ہی مذہب یہ ٹھیک ہی کہ رحیم و کریم وحدہ لاشر
ہی یہ سب مکار تھے سحر سیکھ کر دعوی خدائی کیا تمام دنیا کو برگشت کر دیا سلطانہ نے خوش ہو
کہا کہ ای شہریار وہ وحدہ لاشریک کہان ہی بادشاہ نے فرمایا نگاہون سے نہان ہی جن
اُسنے چشم بصیرت دی ہی وہ اُسکا ظہور جلوۂ قدرت دیکھتے ہین سلطانہ نام خدا ے نادیدہ سُ
بہت ہنسی کہا ای شہریار یہ کیسی آپ لوگون کو غفلت ہی کہ جس خدا کو دیکھ نہین سکتے اُسکی پرستش
کرتے ہین ہمین دکھا دیجیے بادشاہ نے فرمایا وہ نگاہ تمھاری کہان ہی وہ حاضر و ناظر سمیع و
و کریم و حکیم و دادرس اُفتادگان ہی تم نے سُنا ہوگا کہ حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلا
نے گھر مین فرعون کے پرورش پائی زوجہ اُسکی صاحب اعتقاد تھی کاہن روز فرعون کو آگاہ
تھے کہ باطل کرنے والا تمھارے مذہب کا تمھارے گھر مین پرورش پا رہا ہی جب فرعون گھر مین آ
کہتا تھا تو زوجہ اُسکی روتی تھی اور کہتی تھی وہ لوگ ناحق کو اِسکے دشمن ہین یہ معصوم بے زبا
آخر کاہنون نے یہ بات ٹھہرائی کہ ایک طرف انگارا آگ کا رکھو اور ایک سمت مروارید سے
اور اُس لڑکے کو چھوڑ دو اگر نادان ہی تو آگ پر ہاتھ ڈالیگا اور اگر دانا ہی تو موتیون پر ہا
کریگا فرعون نے یہی کیا حضرت موسٰے نے موتیون کی طرف ہاتھ بڑھایا حضرت جبرئیل نے
پروردگار ہاتھ حضرت موسٰے کا انگارے پر رکھ دیا ہاتھ جل گیا پھر ید بیضا عنایت
کیون ای سلطانہ کیا قدرت پروردگار ہی کہ اس سن و سال مین یہ فہم و ذکا مرحمت فرما
کہ سمجھتے تھے موتی عمدہ شی ہی مگر پروردگار نے اپنی مصلحت ظاہر کی علاوہ قصۂ حضرت مو
قصۂ حضرت یعقوب و حضرت یوسف ملاحظہ کرو پہلے بھائیون نے کیا کیا تکلیف پہونچائی اُنکو
مین کنوئین مین گرے اللہ کی رحمت سے تاجرون نے نکالا آخرکار ملک مصر کے بادشاہ ہو
جن بھائیون نے گرایا تھا وہی بھائی آکر سائل ہوے غلہ اُن کو دیا مگر یہ مصلحت تھی کچھ
نہ فرمایا سلطانہ اس بیان پر بادشاہ عالیجاہ کے جھومنے لگی کہا ای شہریار آپ کیون زیا
دلیل کو کام فرماتے ہین میرا اعتقاد ٹھیک ہوا سامری و جمشید پر لعنت کرتی ہون خدا
لاشریک کا اعتقاد کیا بہار نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تمھاری خوشی کے واسطے ٹھہر گئی جلد
تم بھی نکل چلو سلطانہ نے کہا کہ مجکو باپ کا خوف ہی قرطاس ھرزہ درہ پہلوان زبردست

ار کی طرف متوجہ نہ ہو تم سب ملکر بادشاہ پر بلوہ کرو کمندین مارکر گرفتار کرلو ساحر کمندین
لکر جو بڑھے بہار نے دیکھا کہ اگر یہ لوگ قریب آگئے تو بڑا غضب ہوگا گلدستہ مارا جیسے ہی گلدستہ
ٹا سب ساحر بھاگے اور پھول برسنے لگے کئی سو ساحر سر ٹکرا کر مرے غل مچاتے تھے کہ ای بہار
ال اپنا دکھادے مشتاق مرتے ہین اب وقت رحم ہی مگر بہار اعجاز بیان دمبدم گلدستے
رہی ہی جب گلدستہ پھٹا ہوا ٹھنڈھی چلی نخلستان مین طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین پھول اسقدر
ستے ہین کہ انبار ہو جاتے ہین مگر بادشاہ لڑتے بھڑتے سامنے بلا خیز کے پہونچے بلا خیز نے
ب دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ غبار زرد اٹھا بادشاہ اُسی غبار مین چھپ گئے اور ساحرون نے
ہ کیا بڑھ بڑھکر نیزے مارنے لگے مگر جسطرح شیر صحرائی کلک مین ہوتا ہی اُسی طرح بادشاہ جمجاہ
رہے ہین کہ بہار نے چند پھول پھینکے وہ غبار زرد پھٹا بادشاہ نے جھپٹ کر بلا خیز کو
مارا کہ سر بلا خیز کا زخمی ہوا بلا خیز نے اپنے کو زمین پر گرا دیا پر پرواز پیدا کرکے اُڑا
ار نے ہر چند روکا مگر نہ رُکا بادشاہ نے کئی تیر مارے تیرون نے بھی خطا کی بلا خیز نکل گیا
ار اعجاز بیان نے ایک تخت تیار کیا اُسپر بادشاہ کو بٹھایا لیکر چلی سامنے قلعۂ قرطاس
پہونچی ملکہ سلطانہ حیران و پریشان بالاے قصر ٹہل رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی نہین
دم بادشاہ اسلام پر کیا گذری کنیزین عرض کرتی ہین اب دشمن کے قبضے مین گئے ہین خدا اُنکا
ی جان بچاے سلطانہ اس ذکر پر روتی ہی اور کہتی ہی یا سامری و جمشید اُس شہریار
اُس ساحر کی بدعت سے محفوظ رکھیے یہ ذکر تھا کہ دیکھا بادشاہ جمجاہ مع بہار اعجاز بیان
تشریف لاتے ہین جیسے ہی سلطانہ نے بادشاہ کو دیکھا خوش ہوگئی کہ تخت بادشاہ مع بہار
سے اُترا سلطانہ نے استقبال کیا بادشاہ کو مسند پر متمکن کیا اور پہلو مین بہار کو بھی بٹھایا
آپ مصروف خدمتگزاری ہوئی کنیزون کو حکم دیا کہ جلد شراب و کباب حاضر کرو اُسی وقت
بزان خوشرو و خوشخو گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لیکر حاضر ہوئین جام بھر کر سامنے بادشاہ
حاضر کیا بادشاہ نے انکار کیا سلطانہ نے کہا انکار تو حضور کا ظاہر ہی بی بہار تم اپنے ہاتھ
پلاؤ میرے ہاتھ سے انکار ہی بادشاہ جمجاہ نے فرمایا یہ انکار بسبب مذہب کے ہی نہین معلوم
ار کیا مذہب ہی نام مذہب سُنکر سلطانہ کو سناٹا آگیا کہا ای شہریار تمام عالم سامری و

بلاخیز نے آفت خیز کا لاشہ دیکھ کر منہ پیٹ لیا اور کہا صاحبو غضب ہوا وہ ساحر مارا گیا کہ جو
حال مین میرا معین و مددگار تھا ذرا مجھپر تکلیف ہوئی اور یہ پہونچا آخر آج اپنی جان دی جی چ
ہی لڑبھڑ کر مرجاؤن بعد بھائی صاحب کے زندگی نہ کردن مگر زندگی وہ شی ہی کہ اس سے بہتر کوئی نع
نہین اس وجہسے تامل کرتا ہون مگر مقام افسوس یہ ہی کہ آفت خیز نے کسی بات کا خیال نہ
بادشاہ پر جا پڑا اُسکا یہ انجام ہوا کہ بادشاہ پر سحر نے تاثیر نہ کی آخر ہاتھ سے بادشاہ کے
مجھے بڑا قلق ہی قدرت سے ضد کرونگا کہ بھائی کو میرے زندہ کردیجیے کیا عجب ہی کہ قدرت
کہنا قبول کرلین میرے بھائی کو زندہ کردین بہت ضد کرونگا قدرت کو دامن چھڑانا مشکل
مگر بہار نے جب دیکھا کہ بادشاہ پر بلوہ ہی ہزارون ساحر آکر جمع ہوگئے نیزے مار مار کر
ہین سحر کرنا تو موقوف کیا جانتے ہین کہ سحر تاثیر نہین کرتا بہار اعجاز بیان نے گلدستہ اُٹھا
اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا ہوائے معتدل چلی پھول برسنے لگے چند طائر زمزمہ سرائی کر
گوشہ قصر سے پیدا ہوئے یہ آوازین دیتے تھے نظم

محبت جان جان تم کو جو میری آزمانی ہی — تو اُسکا امتحان کرلو جو دل مین تمنے ٹھانی
قریب الموت ہون اور دور مجھسے یار جانی ہی — کشش تیری مجھے اسوقت ای دل آزمانی
شباب آئنہ دکھلا کر انھین کرتا ہی خود رفتہ — بجا ہی یہ غرور حسن آغاز جوانی ہی
پھٹا پڑتا ہی جوبن ہوتی ہین جانین فدا صدہا — ستم ہی حسن کا عالم قیامت نوجوانی
تڑپتا ہی کوئی دل تھام لیتا ہی کوئی سنکے — حقیقت مین نہایت درد خیز اپنی کہانی
ہمارے مہنے مٹنے کی نہین کرتے ہو کچھ پروا — تمھین رحمت خدا کی واہ وا کیا قدردانی
ہنر پر آب تو دُر خوش آب ہی ہر شعر تر اپنا — بحمد اللہ وہ بحر طبیعت مین روانی ہی

ان اشعار کو سنکر تمام ساحر سر ٹکرانے لگے بارگاہ سے نکل گئے بلاخیز نے دیکھا کہ بارگاہ
سناٹا ہوا چند افسر سحر کررہے ہین اور بہار جسپر سحر کرتی ہی وہ سر ٹکراتا ہوا نکل جاتا ہی بہار
بادشاہ سے اشارہ کیا کہ نکل چلیے مین نے ساحرون کو ہٹا دیا بادشاہ نے ستون بارگاہ
ایک ہاتھ مارا بارگاہ لہرائی بلاخیز کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو بارگاہ گر پڑے تو دب جاؤن آ
بھاگا بارگاہ سے باہر آیا لشکر والون کو للکارا کہ یارو مقام افسوس ہی کہ ایک شخص تمسے نہ

ہ جادو گرنی تھی کہ کسی کے مارے سے نہ مرتی غار افراسیاب مین جاکر اُسنے وہ امتحان دیا کہ دہانکے
ساحر وجد کرتے ہین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ طلمانہ کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتی بہار نے کہا کہ مین
بھی قتل کرتی ہون انھین کا سر لیکر خدمت خداوند مین چلون یقین ہی کہ قدرت خوش ہوجاوین
ردر مین اپنے بھرے ہوے ہین کتاب سوانحات مین اپنے ہاتھ سے لکھ چکے ہین اب آج اُس تحریر
ے انکار کرتے ہین مگر ان کے قتل سے یہ بات ہوگی کہ اُن کے انکار کی تصدیق ہوجائیگی فرماتے
ہین کہ تقدیر کر کے اس مضمون کو بدلونگا ہر چند کہ اسکے عزیز دار بہت ہین لیکن لوح کوئی نہ پائیگا
سامری وجمشید بھی لکھ گئے ہین کہ یہی شخص فتاح ہی مگر بہار نیمچہ کھینچکر اپنے مقام سے اُٹھی کہا ای
لا خیز مین تیرے حکم سے قتل کرتی ہون ایسا نہ ہو کہ قدرت خطا معاف نہ کرین بلا خیز نے کہا کہ
ہین قدرت کا دامن تھام لونگا اگر تمھاری خطا نہ معاف کرین تو میرے اُن کے فساد ہوگا اور
سب دربندون کو بگاڑدونگا کہ وہ خراج دینا موقوف کردینگے ایسی بات ہی کہ مین کہون
در وہ نہ قبول فرمائین ایسا ہی اُنھون نے مجکو اپنا معتبر جانا کہ لوح میرے جزیرے مین
لھوائی اور مین بھی جان لگا رہا ہون کس زور وشور سے بادشاہ کو گرفتار کرلایا بہار بہت مو
ہ کر نیمچہ کھینچے ہوے بڑھی سب اہل دربار حیران ہین کہ بہار تو بادشاہ پر عاشق ہی کیونکر
ل کریگی مگر بہار آتے آتے قریب بادشاہ پہونچی لوح محفوظ جھولی سے نکال کر گلے مین بادشا
ے ڈالدی عرض کی کہ ہان ای شہریار اُٹھیے جیسے ہی لوح محفوظ گلے مین آئی سب قید کٹ کر
ر پڑی بادشاہ تلوار کھینچ کر اُٹھے جو ساحر قریب آیا ہاتھ سے بادشاہ کے مارا گیا سحر تاثیر نہین
رتا مگر آفت خیز کہ بہار سے جلا ہوا ہی ہٹو ہٹو کہتا ہوا قریب بادشاہ آیا ہاتھ تلوار کا مارا
دشاہ نے وار اُسکا روک کر تیغہ چمکا کر ہاتھ مارا کہ آفت خیز کے دو ٹکڑے ہوے بلا خیز
ی سحر کر رہا ہی تلوارین برسائین خنجر گرائے مگر بسبب لوح محفوظ کے کوئی سحر بادشاہ پر تاثیر
ین کرتا جو سحر آیا بادشاہ نے لوح محفوظ چمکا دی کہ وہ سحر ساحرون پر گرا جس ساحر پر تلوار
ری اُسکے دو ٹکڑے ہوے خنجر بھی ساحرون پر گرے تھوڑے ہی عرصے مین کئی ہزار ساحر مارے گئے
ول شخصیکہ چاہ کنندہ را چاہ درپیش یہی آرزو ہی کہ کسی طور سے بادشاہ کو گرفتار کرین مگر یہ
ہر بیشہ جرأت دیکہ تاز میدان جلالت اس طور سے جنگ کر رہے ہین کہ ساحر پریشان ہین

کہ ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز اس آفت سے بچالے نظم

نہ کرد بندگی این بندہ کہ خدا افسوس ٭ زقرب وصل خدا ماند خود جدا افسوس
رہا ز دام تعلق نگشت این قید ے ٭ بہ بند حرص و ہوا ماند مبتلا افسو
براے بندگی آمد درین جہان لیکن ٭ نگشت حق عبادت ازو ادا افسو
نکرد قابل تحسین با بتدا کارے ٭ ندید از رہِ غفلت با نتہا افسوس
نماند دور ترا از منزل مقاصد خویش ٭ قدم نہاد کج از راہ مدعا افسو
نکرد گردنِ تسلیم مثل گردون خم ٭ برآستانِ خداوند کبریا افسو
برنج درد و الم ماند در جہان تا ماند ٭ بوقت رفتن ازین دہر رفت با افسو
رسد بکوچہ و بازار در بدر گردد ٭ چو سگ بحاصل یک لقمہ این گدا اف
بجستجوے زر و سیم روز و شب گردد ٭ بکوہ و دشت و بیابان برہنہ پا افسو
بکن براہ خدا خرچ مال و زر ہندی ٭ بدل وگرنہ بماند ازین ترا افسو

اس طرح بادشاہ نے دل سے دعا کی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سامنے لکۂ ابر گلنار ظ
ہوا بلا خیز نے کہا کہ او جلاد صاحب بیداد جلد ہی سر کاٹ لے کہ بہار اعجاز بیان آئی
فساد برپا کرگئی مگر کیا مین اُس سے دبتا ہون جلاد خنجر چمکا کے چلا کہ سر کاٹ لون بہار نے
آسمان سے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او جلاد ذرا اٹھہر جا جلاد نہ رُکا بہار نے ہاتھ ہلا
ایک برق تڑپ کر گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوے سب اہل دربار حیران ہین کہ یہ کون
آتے ہی یہ کام کیا کچھ خوف نہ ہوا بہار ابر سے اُتری گوشۂ تخت بلا خیز پر آکر بیٹھ گئی بلا خیز
نے کہا کہ اور کرسیان بچھی ہین اُسپر بیٹھو بہار نے کہا کہ ای بلا خیز ایسے تخت پر میری کنیز
ہین بس بہتر یہ ہی کہ انکے قتل سے ہاتھ اُٹھاؤ بلا خیز نے کہا کہ ای بہار تجکو خوف خدا
کا نہین ہی مین سحر مین تجھسے پایہ کمی کا نہین رکھتا بہار نے کانپ کر کہا کہ ای بلا خیز تم نے
نام خداوند لیا دل کانپ گیا اگر میری خطا خداوند سے معاف کرا دو تو مین ان کو ا
سے قتل کرون بلا خیز نے کہا کہ تم اس کو قتل کرو مین وعدہ کرتا ہون کہ تم کو عہدۂ جلیل
ہرچند کہ قتل ظلمانہ تمھارے ذمّے ہی سب یہی کہتے ہین کہ اگر بہار کوشش نہ کرتی تو

بلاخیز نے اشارہ کیا ساحرون نے آفت خیز کو گھیر الگر آفت خیز کسی کے روکے سے نہین رُکتا ہی
آخر بلاخیز نے اپنی پیشانی پر نشتر مارا اور خون ہاتھ مین لیکر بار دیادہ خون کی جھینٹین جو پڑین فورا
آفت خیز بیہوش ہوا بلاخیز نے قریب آکر دیکھا کچھ پھول گریبان مین ہین کچھ کمر مین کچھ مُٹھی مین لیے ہی
بلاخیز نے سب پھول اُس سے جدا کر کے اُن کو مل ڈالا آفت خیز کو ہوش آیا بھائی کو قریب دیکھ کر
رونے لگا کہا ای برادر تم نے دیکھا کہ اُس گیسو بریدہ نے کیا ستم کیا کہ مجھے آپ سے شرمندہ کرایا
بڑی خبر یہ ہوئی کہ آپ تک نہین پہونچا بلاخیز نے کہا کہ ای برادر مین بڑے کار ضروری مین تھا
بادشاہ اسلام کو گرفتار کر کے لایا ہون چاہتا ہون کہین اُسکو جلدی قتل کرون دمبدم اُسکے
دوست پیدا ہوتے ہین اقبال اُسکا یاور ہی طالع مددگار مگر جسدن ستارہ گردش مین آوے گا
اُس دن طلسم مین ٹھہر نہ سکے گا ایک ساحر ہمارے یہان کا لاکھون پر غالب آئیگا ابتو تمام طلسم
مین غدر ڈال دیا ہی سلطانہ گوہر پوش بگڑ گئی بادشاہ اسلام کے پہلو مین بیٹھی تھی مین وہین سے
باکر بادشاہ کو اُٹھا لایا آفت خیز نے کہا کہ ای بھائی حقیقت مین تمنے بڑا کام کیا کسکی مجال تھی کہ
طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاتا بلاخیز نے آفت خیز کو ساتھ لیا باتین کرتا ہوا دربار مین آیا خود تو
تخت پر بیٹھا آفت خیز کو دنگل زرین نگار پر جگہ دی بادشاہ سامنے بیہوش پڑے ہین بلاخیز
نے اشارہ کیا کہ بیہوشی سحر دور ہوئی بادشاہ نے جو آنکھ کھولی تو اپنے کو مسلسل و مطوق پایا لیکن
سنبھلکر کے اُٹھے دیکھا بلاخیز تخت پر بیٹھا ہی تمام دربار ساحرون سے مملو ہی ہر ایک کا یہی قول ہی
یہ حقیقت مین کیا کار نمایان ہوا ہی مگر بلاخیز نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ مجھسے بڑی غفلت ہوئی
کہ لوح محفوظ کھونٹی پر ٹنگی تھی مین کیون نہ اُتار لایا جلاد کو جلدی بُلاؤ کہ اِسکو قتل کرے جلاد
مہیب زنگی سیہ رو خنجر برہنہ کھینچے ہوے دربار مین آیا پکار کر نعرہ کیا فرد سلطنت سلطان کند
پیدا دبر جلاد چیست ✤ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ✤ ای شہنشاہ ساحران قتل طلسم کشا
زہ حکم اول ہی سمجھ کر دیجیے گا ایسا نہ ہو کہ اسکے خون کے دعوی دار آئین اور آپ پر بلوہ کرین یہ
سنکر بلاخیز نے کہا کہ ہم کو کسی سے خوف نہین ہی البتہ ایک غلطی رہگئی کہ لوح محفوظ نہ لایا یہ ذکر تھا
بیان دناٹے کی آواز آئی بلاخیز نے کہا کہ او جلاد سر کاٹ لے اب دیر نہ کر بلاخیز نے جو یہ حکم دیا جلاد
تلوار کھینچکر قریب آیا بادشاہ نے دل کو بدرگاہ قاضی الحاجات رجوع کیا اور بلک کر پکار اُٹھے

یہ کہکر بہار اعجازہ بیان چلی کہا بادشاہ کو باحتیاط رکھنا مین آکر لیجاؤنگی مگر آفت خیز بلاخیز کو
ایک پہاڑ پر آیا وہان لاکر بلاخیز کو ہوشیار کیا بلاخیز کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ہوا
آفت خیز کھڑا ہی اُس سے پوچھا کہ ای برادر مجکو کہان پایا آفت خیز نے بیان کیا کہ ایک
پر تم بیہوش پڑے تھے مین تم کو اُٹھا لایا یہ ذکر تھا کہ ابر گلنار سامنے سے پیدا ہوا آفت خیز نے
کہا کہ ای بلاخیز یہی نازنین قصد کرتی تھی کہ تم کو قتل کرے بلاخیز نے کہا کہ مین نے اسکو پہچانا
وہ ظالم ہی کہ اِسنے اپنی نانی کو قتل کرایا آفت خیز نے کہا کہ دیکھو تم مین اسی سے سمجھے لیتا ہون
تو طرف جزیرے کے چلا آفت خیز نے ابر پر گولہ مارا ابر پھٹا بہار ظاہر ہوئی آفت خیز نے
کہ او گیسو بریدہ مین نے تجکو پہچانا اپنی نانی کو قتل کراکے اب یہان آئی ہی بڑی آفتین برپا
بہار نے جو یہ جملہ سُنا گلدستہ اُٹھاکر پھینک مارا گلدستہ پھٹا پھول برسے چند پھول اسپر گرے
آفت خیز نے جو اُن پھولون کو سونگھا آنکھین سُرخ ہو گئین ہاتھ باندھ کر سامنے آیا کہا ای ملکہ
جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن بہار نے کہا کہ بلاخیز کا سر لاؤ آفت خیز بہت خوب کہکر چلا مگر
کہ گیا کہ مین سر لیکر اُسکا آتا ہون بعد سر لانے کے سرفراز فرمائیے گا بہار نے سر ہلا دیا آفت
تلاش مین بلاخیز کی چلا مگر بلاخیز جو آسمان پر گرا کا نگاہ پڑ گئی کہ بادشاہ جمجاہ پہلو مین ایک
کے بیٹھے ہین نگاہ ڈالکر پہچانا کہ یہ تو سلطانہ گوہر پوش ہی کڑک کر گرا بادشاہ کو اُٹھا لیگیا
جزیرے کے روانہ ہوا سب سردار بلاخیز کے منتظر تھے بلاخیز جو آیا سب نے پوچھا کہ
کیا ہوا بلاخیز نے کہا کہ ان مسلمانون سے لڑنا آفت مین پڑنا ہی ہر جگہ انکے دوست پیدا ہو
مین ہی ایسا تھا کہ لایا آہنگر کو بلاؤ اس شہریار کو مسلسل و مطوق کرے کیونکہ اسکو مین فوراً قتل
یہ قیدخانے مین رہ نہ سکیگا کوئی نہ کوئی اعانت کریگا یہ ذکر تھا کہ دروازے پر ہلڑ ہوا بلاخیز
کہ ارے یارو دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی کیون لوگ فریاد کر رہے ہین چوبدار نے خبر دی کہ آپ
بھائی صاحب لشکر کو قتل کر رہے ہین اور آپ کو تلاش کرتے ہین بلاخیز باہر نکلا کہ
کہ آفت خیز مبہوت و بیقرار ہی مجکو گالیان دے رہا ہی بلاخیز نے للکارا کہ او آفت خیز
دیوانہ ہوا ہی تجکو کسنے وحشی کیا آفت خیز نے جواب دیا کہ عاشق جمال بہار اعجازہ بیان
ای بلاخیز تیرا سر لینے آیا ہون ملکہ پہاڑ پر انتظار کر رہی ہونگی سر لے کے جاؤن تو مشرف

یا جواب دونگی مگر پشتارہ بادشاہ کا کھول کر عارض پر عارض رکھدیا جمال بے مثال کو دیکھ رہی
و کبھی گرد پھرتی ہی قضائے کار ملکہ بہار اعجاز بیان تلاش کرتی ہوئی اس طرف گذری آسمان
سے دیکھا کہ بلاخیز تو بیہوش پڑا ہی کف منھ سے جاری ہی اور ایک شاہزادی نہایت حسین
یل بادشاہ سے لپٹ رہی ہی اور گرد پھرتی ہی کبھی منھ پر منھ رکھتی ہی کبھی بیہوش دیکھکر گھبراتی
ہ کیونکر ہوشیار کرون کہ ان کو ہوش آئے تو باتین سنون کہ یہ مکار کس طرح گرفتار کرکے
ایا بہار اعجاز بیان نے جو آسمان سے یہ حال دیکھا شاہزادی کی صورت دیکھکر رحم آگیا
وچی کہ ای بہار معلوم ہوتا ہی کہ یہ بادشاہ جمجاہ پر عاشق ہی وجد کر رہی ہی آخر تاب نہ آئی
اک کر گری سلطانہ گھبرا گئی کہ یہ کیا ہوا پہلے تو آنکھین بند ہوگئین پھر آنکھین کھول کر دیکھا
ایک مہ جبین حیران و پریشان سامنے کھڑی ہی فرما رہی ہی کہ کیون صاحب یہ کیا معرکہ ہوا
خیز کو کیونکر پایا سلطانہ نے کہا کہ ای مہ جبین پہلے تم اپنا حال بیان کرو تو مین اپنا حال
ان کرون بہار نے کہا مین شہریار کی رہائی کی جستجو مین آئی ہون چاہتی ہون کہ انکو لیجاؤن سلطانہ
کہا کہ جب بلاخیز ہوشیار ہوگا تو کیا ہوگا بہار نے کہا کہ کہو تو بلاخیز کو قتل کرون یا اس کو
مین پھینک دون کہ ہوشیار ہو کر تمھارا دامنگیر نہ ہو بہار جادو نے سحر کیا ایک کنیز آئی
ن سے کہا کہ بلاخیز کو اُٹھا کر لیجا کسی صحراے ویران مین چھوڑ دینا سلطانہ نے کہا کہ ای
جبین پھر مین اس جوان سے کیونکر ملونگی بہار نے کہا کہ مین وعدہ کرتی ہون کہ تم سے انکو
ونگی جیسے ہی اُس کنیز نے ارادہ کیا کہ بلاخیز کو اُٹھا کر لیجاے کہ آسمان پر برق چمکی بھائی
خیز کا آفت خیز اُڑا ہوا جاتا تھا اُسنے جو اپنے بھائی کو دیکھا کہ بیہوش پڑا ہی اور ایک عورت
ولون مین لدی ہوئی کھڑی ہی اور کنیز اُسکی چاہتی ہی کہ بلاخیز کو اُٹھائے آفت خیز نے
ق چمکائی کہ اُس کنیز کے دو ٹکڑے ہوے اور آفت خیز تڑپ کر گرا بلاخیز کو اُٹھا لیگیا بہار
یہ کر رہگئی مگر سلطانہ نے منھ ہٹ لیا کہا کیون بی بہار صاحبہ تم جانتی ہو کہ یہ کون تھا جو
خیز کو لے گیا بہار نے کہا کہ مین نہین جانتی تم اُسکی عزیز دار ہو تم جانو کہ کون لے گیا یہ سنکر
لطانہ نے کہا یہ اُسکا بھائی تھا آفت خیز کہ وہ بلاخیز کو اُٹھا لے گیا اُسکو آفت سے بچایا
اب وہ ہوشیار ہو کر آفت برپا کریگا بہار نے کہا کہ مین ابھی جا کر خود آفت برپا کرتی ہوئی

شخص نے وہ کارہاے نمایان کیے کہ جو بشر سے نہین ہو سکتے صدہا دربند اور ملک فتح ہوگئے
نہین رکا مگر یہ کسی کے روکے نہین رکا فی الحال ظلمانہ جادو کیسی ساحرہ زبردست تھی
کیسے اسنے سحر کیے آخر کو قتل ہوئی ہر مرتبہ یہی چاہا کہ اسکو مٹاؤن مگر نہ مٹا سکی خود ہی مستا
میرا اقبال تھا کہ مین نے جاتے ہی گرفتار کرلیا اب سلطانہ حیران ہو کہ کیونکر روکون کیا
گھبراکر اٹھی گوشے مین آکر سوچنے لگی معلم عشق نے رہبری کی کہ اسکو شراب پلاؤ اسی نشے
مار لو یہ سوچ کر گلابیان اٹھا کر لائی کہا ای عم نامدار لیجیے شراب پیجیے بلاخیز نے کہا کہ
مجھے شراب پینے کی کہان مہلت اپنے جزیرے مین جاکر ہیدنگار راہ مین پینا سراسر عقل کے
ہی ہر چند سلطانہ نے منت کی بگڑ کے بھی کہا مگر بلاخیز نے شراب نہ پی ارادہ کیا کہ روانہ
سلطانہ اور زیادہ گھبرائی جب بلاخیز جانے کا قصد کرتا ہو سلطانہ منتین کرنے لگتی
چچا جان ابھی نہ جائیے بڑے افسوس کی بات ہو کہ آپ آئے اور خالی چلے دو ایک جام
کے نوش فرما لیجیے تو جائیے ورنہ والد نامدار مجھسے ناراض ہونگے کہ میرے بھائی صاحب
ای سلطانہ تم نے کچھ خاطر نہ کی اور مین تو آپ کی کنیز ہون چھوٹون کا کہنا سب بزرگ مانتے
بلاخیز نے کہا اچھا بی بی ایک جام پلا دو کہ تمھاری خوشی ہو جاے سلطانہ نے جام لبریز
بھر رکھ کر کہا کہ ای چچا جان بیٹھ جائیے تو مین گزک لاؤن منھ تو آپ کا اچھا ہو جاے بلاخیز بیٹھ
کھول کر سلطانہ نے کشتی کبابون کی نکالی لاکر سامنے رکھی بلاخیز نے جام پی کر جو دو تین
کھاے جھومنے لگا کہا بیٹا ایک جام اور پلاؤ سلطانہ نے دوسرا جام بھر کر دیا وہ بھی
سلطانہ ہنستی جاتی ہی دستور ہو کہ جہان پینے والے نے ایک جام پیا لاؤ لاؤ کی صدا آئی
یہ لاؤ لاؤ کیے جاتا ہو اور سلطانہ متواتر پلائے جاتی ہی جب پانچ سات جام پلا چکی
کہ رنگ روے بلاخیز متغیر ہوا ارادہ کرتا ہو کہ اٹھون تو اٹھ نہین سکتا جھک کر کہا
نور نظر تمنے ہم کو شراب بہت پلا دی ہمنے پہلے اسی واسطے انکار کیا تھا کہ قاعدہ ہمارا
کہ جہان ایک جام پیا پھر یہی دل چاہتا ہو کہ برابر پیے جاؤن اب اسقدر نشہ ہو کہ
جاتا جاتا ہون اٹھون اٹھ نہین سکتا آخر کار اٹھا لڑکھڑا کر گرا گرتے ہی بیہوش ہوا
نے چاہا کہ اسکو قتل کرون خوف آیا کہ والد نامدار پوچھین گے کہ بلاخیز کو کسنے قتل کیا تو

ن نہین یہی دل چاہتا ہی کہ جمال بے مثال دیکھا کرون سب شاہزادیان سر جھکائے ہین ہر ایک کا
قول تھا کہ ملکہ بہار بہت درست فرماتی ہین عاشق کو چین و آرام کہان بہار نے میثاق سے
ھا کہ تمھارے ہاتھ مین کیا شی ہی میثاق نے کہا کہ لوح محفوظ ہی لے جانے والا شہنشاہ کو
ے گیا مگر لوح محفوظ پر نگاہ نہین ڈالی بہار نے کہا لاؤ مجھے دو مین ابھی بادشاہ کو لائی اب
ل نہ ہوگا مین بلا تکلف دربارہ بلاخیز مین جاؤنگی باتون مین رنگ اپنا جماؤنگی میثاق کو تامل
ا کہ لوح محفوظ حوالے کردون ایسا نہ ہو کہ کچھ فتور پڑے تو لوگ مجکو کیا کہین گے بہار نے
س کر کہا کہ ای میثاق تردد نہ کرو میری جان تک اُن پر نثار ہی دیکھو تو کس لطف کے ساتھ
ی ہون اول جا کر اُس سے ملاقات کرونگی دیکھون تو مجھے دیکھ کر کیا کہتا ہی پہلے تو اُس سے مین
ر کرونگی اور کہونگی کہ ای بلاخیز جادو مجھے خداوند سے ملوا دو لوگون نے قدرت سے جھوٹ
دیا ہی کہ بادشاہ اسلام پر جان دیتی ہی جو کوئی کہتا ہی وہ غلط کہتا ہی میثاق نے کہا کہ تمھارے
ے مین بھی آتا ہون بہار نے کہا کہ تم لوگ کوئی نہ آنا مین اکیلی جا کر سمجھ لونگی جان پر کھیلونگی یہ
بہار لوح محفوظ لیکر روانہ ہوئی لیکن خواجہ عمرو سابق مین جو برائے تلاش سعد شہریار
نکلے تھے اول قلعۂ حکاکیہ پر آئے وہان معلوم ہوا کہ بادشاہ نے یہ قلعہ تسخیر کیا اب اپنے
کر کی طرف گئے ہین پھر خواجہ اُس مقام پر آئے کہ جہان پر لشکر اُترا ہوا ہی اُسی روز لشکر
داخل ہوئے کہ بہار اعجاز بیان واسطے رہائی بادشاہ کے روانہ ہو چکی ہی لیکن حال
فتاری سعد سُن کر خواجہ عمرو کو سناٹا آگیا مگر بلاخیز بادشاہ کو لیکر جو چلا راہ مین ایک قلعہ
ہ اُسکو قلعۂ قرطاس مردم در کہتے ہین بیٹی اسکی سلطانہ گوہر پوش اپنے قصر پر بیٹھی تھی
خیز چونکہ تھک گیا ہی سلطانہ کو دیکھ کر اُتر پڑا سلطانہ سے رشتہ داری بھی ہی سلطانہ
جھک کر سلام کیا کہا چچا جان کہا سے آتے ہو تب بلاخیز نے روئے بادشاہ سے برقع ہٹایا
ای نور نظر اس دشمن ساحران کو لینے گیا تھا بڑی مشقت پڑی بہت تھکا تم کو دیکھ کر اُتر پڑا
سلطانہ نے جو بادشاہ جمجاہ کو دیکھا پسینہ آگیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑا گھبرا کر کہا کہ
تم نامداران کو لیجا کر کیا کروگے بلاخیز نے کہا کہ جاتے ہی قتل کرونگا اس شخص کے ہاتھ سے
ے بڑے ساحر مارے گئے اگر یہ شخص زندہ بچا تو خدائی جمشید ثانی کی مٹائیگا حقیقت مین

اگر عنبر افشان کا پتہ نہین معلوم ہوتا کہ چند کنیزین ہمراہیان عنبر افشان روتی ہوئی آئین
حضور رشام سے عنبر افشان کا پتہ نہین ہی بہار اعجاز بیان نے چند پھول پھینکے اور
آواز دی کہ ای نسیم بہار عنبر افشان کی خبر دو وہ پھول ہوا مین اُڑ گئے جہان عنبر افشا
پڑی تھی اِس زور سے ہوا چلی کہ عنبر افشان ہوشیار ہوئی اپنے کو درۂ کوہ مین دیکھا
تھی کہ مجکو یہان کسنے پہونچایا یہ کیا معرکہ نظر آیا کہ کنیزین اسکی دکھائی دین اُنکے ساتھ عنبر
اُس مقام پر آئی کہ جہان سب سردار کھڑے تھے عنبر افشان کو دیکھ کر بہار نے پوچھا کہ کیون
عنبر افشان کہان تھین تمام شاہزادیان جمال بے مثال بہار دیکھ کر شرمار ہی ہین یہ
ہوتا ہو کہ روبروے آفتاب عالمتاب ذرے چمک رہے ہین یا یہ معلوم ہوتا ہو کہ ماہ
چہاردہ آسمان پر نمایان ہو زلفین عنبرین عارض انور پر لہرا رہی ہین ثابت ہوتا ہو کہ
خورشید مین ناگنیان دوڑتی پھرتی ہین مگر میثاق نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اب کیا ارادہ
بہار اعجاز بیان نے ٹھنڈھی سانس کھینچ کر کہا کہ ای میثاق کیا پوچھتے ہو عجب رنگ
ظلمانہ کا قتل ہونا قلب پر خنجر سہہ گیا مگر عشق خانہ خراب نے وہ سامان دکھایا کہ سواے
اور کچھ نہ بن پڑا یہی خیال مین آیا کہ اگر یہ زندہ رہیگی تو ہمیشہ کانٹا سا کھٹکیگی میثاق
کہا کہ اب کیا قصد ہو بہار نے کہا کہ بھلا مین یہ کب گوارا کرونگی کہ دشمن اُنکے قید ہون
کدو کوشش نہ کرون ابھی مین جاتی ہون یا جاکر جان دونگی یا انشاء اللہ تعالےٰ اُس شہ
کو رہا کرونگی مجھسے صبر نہ ہو سکیگا بلا خیز جادو بلاے روزگار ہی نہین معلوم اُس شہ
ساتھ کس طرح پیش آئے مجھسے یہ صدمہ نہ اُٹھیگا اپنی تو یہ کیفیت ہو نظم

رفتی ز پیش دیدۂ من سے بے خبر ہنوز	دارم خیال روے تو اندر نظر ہنوز
با آن کہ چشم من ز تمنا سفید شد	دارم دو دیدہ بر رہ یاد سحر ہنوز
ای گریہ ہمتی کہ ز خوننا بہ جگر	دارم ہزار دجلۂ در چشم تر ہنوز
خاک وجود من غم ہجران بباد داد	من در ہواے وصل تو ام در بدر ہنوز
مخفی اگرچہ خانہ خراب ہنر شدم	دارم ہواے صحبت اہل ہنر ہنوز

یہ اشعار پڑھ کے بہار بہت روئی اور کہتی تھی کہ مین نے یہ کیا بلا اپنے سر لی کہ کسم

عندلیبان خوشنواز مزمہ سرائی مین فریاد کرنے لگین بہار نے گھبرا کر کہا کہ ارے خدا خیر کرے
طور بے طور معلوم ہوتا ہی مین نے یہ سحر کیا تھا کہ اگر بادشاہ جمجاہ پر کوئی ملال ہو تو رنگ باغ
متغیر ہو جائے آج وہ ہی ظہور ہی اور کچھ قلب بھی ناصبور ہی کنیزون نے کہا کہ واری ایسا بادشاہ
کا ستانے والا کون ہی بی ظلمات تو قتل ہو گئین کل خبر سُنی ہی کہ بادشاہ طرف جزیرہ بلاخیز کے
روانہ ہونگے بہار نے کہا کہ مین تو یہ جانتی ہون کہ بلاخیز جادو بلائے روزگار ہی اُسکے قصد سے
مین بخوبی آگاہ ہون اُسکا ارادہ ہی کہ لشکر بادشاہ مین جاؤن اور بادشاہ کو چُرا لاؤن نہین
معلوم اِسکا انجام کیا ہوا یہ کہ کر تخت پر سوار ہوئی گرد تخت گلدستہائے گل رکھ لیے یہان
صبح کو اول میثاق جو اُٹھا طلاے پر آکر دیکھا کہ گلگونہ ایک نخل کے سائے مین چپ بیٹھی
ہی نہ ہنستی ہی اور نہ روتی ہی سرنگون ملول و محزون ہی میثاق نے پُکار کر آواز دی کہ ای
گلگونہ کیسا مزاج ہی گلگونہ نے کہا کہ ای وزیر اعظم ہمارا حال نہ پوچھو یہی جی چاہتا ہی کہ
جاکر جمشید ثانی کو سجدہ کرون میثاق سمجھ گیا کہ یہ کسی کے سحر مین مبتلا ہی اِسنے قریب آکے
باتین کرتے کرتے ہاتھ تھام لیا اور پانی کا چھینٹا مُنھ پر مارا گلگونہ کو ہوش آیا کہا ای میثاق
بڑا غضب ہوا بادشاہ کو بلاخیز لے گیا مین نے اُسکو آتے دیکھا تھا لیکن اُسنے ایسا سحر کیا کہ
مین خاموش ہو رہی سحر مجکو فراموش تھا اب تم نے آکر ہوشیار کیا میثاق گھبرا گیا دوڑا ہوا
بارگاہ شاہی مین آیا دیکھا کہ لوح محفوظ لٹکی ہی بادشاہ کو کوئی لے گیا نشان نقش پاے سحر کے
دریافت کیا معلوم ہوا کہ بلاخیز جادو لے گیا میثاق گھبرا کر باہر آیا جس شاہزادی نے خبر سُنی
وہ روتی ہوئی آئی اور کہا کہ ای میثاق چلو میثاق کے ہاتھ مین لوح محفوظ ہی شاہزادیون
کو سمجھا رہا ہی کہتا ہی تم سب لوگ لشکر مین رہو مین جاکر آفت برپا کرونگا لوح محفوظ بادشاہ
کو پہنادونگا شاہزادیان نہین مانتین کہ سامنے سے لکۂ ابر گلنار نمودار ہوا میثاق نے
کہا کہ لو خدا نے اپنا فضل کیا کہ بی بہار اعجاز بیان تشریف لاتی ہین قریب آکر وہ ابر پھٹا
دیکھا کہ بہار اعجاز بیان حیران و پریشان تخت پر بیٹھی ہی میثاق کو دیکھ کر پکارا کہ کیون
جی وزیر اعظم کوئی ایسی غفلت کرتا ہی یہ بھی ثابت ہوا کہ بادشاہ کو کون لے گیا میثاق نے کہا
ہم کو تو خیال تھا مگر عقل پر ہماری پتھر پڑے کہ یہ کار تخت طلا یہ ذاری گلگونہ کے سپرد کیا

عنبر افشان بیہوش ہوئی عنبر افشان کو تو بلاخیز نے ایک گوشے مین چھپا دیا اور آپ بصورت
عنبر افشان بن کر چلا بارگاہ مین بادشاہ جمجاہ تشریف رکھتے تھے عنبر افشان نے آکر کہا کہ
شہریار ایک جادوگر آیا تھا مین نے اُسکو دیوانہ کر کے نکالا مگر اُسکی زبانی معلوم ہوا کہ اور کئی
آئے ہین امیدوار ہون کہ آپ کے پلنگ کا پہرا دون بازار وغیرہ کا تو مین نے بخوبی انتظام
ہو ای ملکہ گلگونہ تم طلائے پر جاؤ مین پلنگ کا پہرا دونگی بادشاہ نے عنبر افشان کو ساتھ
میثاق کو بھی اطمینان ہوا کہ عنبر افشان عاشق ہی جیسا یہ انتظام کریگی کوئی نہ کرسکیگا
جاکر سو رہو ن میثاق تو اپنی بارگاہ مین گیا عنبر افشان نقلی بادشاہ کے ساتھ خوابگاہ میں
کہا ای شہریار لوح محفوظ کھونٹی پر ٹانگ دیجیے بادشاہ نے لوح محفوظ کو اپنے سے جدا کر
عنبر افشان نقلی نے سحر کیا بادشاہ بیہوش ہوے عنبر افشان نقلی نے خوشی خوشی بادشاہ کو
لوح محفوظ کا خیال نہ رہا اور بادشاہ کو لیکر چلی طلاے پر جو پہونچی گلگونہ نے للکارا کہ ار
جاتا ہی جیسے ہی گلگونہ نے للکارا بلاخیز نے سحر کیا گلگونہ خاموش ہو رہی سحر بھولی ایک نخل
نیچے بیٹھ گئی بلاخیز نکل گیا جزیرۂ بلاخیز کی طرف روانہ ہوا لیکن حال بہار اعجاز بیان
تحریر کرتا ہون کہ رات کا وقت ہی بہار اعجاز بیان اپنے باغ مین بیٹھی ہی سامنے ایک
یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گا رہی ہی نظم

خفا جب وہ لیلی ادا ہو گیا + +	تو مجنون سے سودا سوا ہو گیا +
مجھے عشق زلف دوتا ہو گیا +	عبث مبتلا سے بلا ہو گیا + +
حسینون پہ کیون ہاے عاشق ہوا	مجھے بیٹھے بٹھاے کیا ہو گیا
عجب تفرقہ تو نے ڈالا فلک	مرا ماہ مجھسے جدا ہو گیا
جو بر باد کی خاک میری صبا	ترا کچھ نہ اس مین بھلا ہو گیا
مرے خط کا دیا نہ ابتک جواب	خدا جانے قاصد کو کیا ہو گیا
چھُرا لے گیا آئنہ رو کوئی + +	مین حیران ہون دل میرا کیا ہو گیا
کہین لوگ سطوت کو پھر ای خدا	روانہ ہو کر بلا ہو گیا

ان اشعار کو سُنتے سُنتے بہار اعجاز بیان نے دیکھا کہ رنگ باغ دگرگون ہونے لگا

قتل ہوئی جمشید بہت گھبرایا مگر پھر نشے مین بول اُٹھا کہ لوح طلسم نہ پائی ہی اور نہ پاوین گے اب
کسی کی مجال نہین ہی کہ لوح طلسمی تک پہونچ سکے اب تک کسی دن سحر سے نہین لڑا فقط اشارے
سے کر تا رہا ہون جسدن سحر کرونگا اُس روز زمین ہلا دونگا فقط تقدیرین کرتا ہون یہ کسی کی مجال نہین
کہ میری تقدیر مین دخل دے ایک نامہ بلاخیز کو لکھو کہ ای بلاخیز ہم جانتے ہین کہ تم غافل نہین ہو
مگر ظلمانہ ایسی ساحرہ کئی مہینے لڑی آخر قتل ہوئی اب بادشاہ نے مع فوج تمہارے جزیرے کیطرف
کوچ کیا ہی بہت ہوشیار رہنا اور قدرت بھی تقدیرین مضبوط کرتے رہین گے اور وقت بیوقت
تشریف لاوینگے تمکو حالات کھلین گے یہ نامہ بلاخیز کو روانہ کیا اور اُدھر بلاخیز نے یہ خبر سُنی
کہ بادشاہ آتے ہین گھبرا گیا کہ اسی اثنا مین نامہ جمشید کا پہونچا نامے کو دیکھکر اور زیادہ متردد
ہوا سرداروں سے کہا کہ مین کیا بیٹھا رہونگا بادشاہ کو پکڑ لاؤنگا سرداروں سے کہا کہ تم
لوگ تیار رہو مین جاتا ہون کہ جاکر بادشاہ کو لے آؤن اور لاکر فورًا قتل کر ڈالون کہ جھگڑا
پاک ہو ساحرون کا انتشار مٹے یہ کہکر اُٹھا اور پرواز پیدا کرکے چلا یہان بادشاہ جمجاہ کوچ کی
منزل ہی ایک صحرا مین آکر اُترے چونکہ ملول ہو رہے تھے تکلیف سفر مقامات سُنئے اس
صحرا مین جو گذر ہوا فرمایا کہ بعد دو دن کے یہان سے کوچ کرین گے میثاق وغیرہ نے عرض
بھی کی کہ اب تامل نہ فرمائیے اپنے کو جزیرہ بلاخیز مین پہونچائیے بادشاہ نے فرمایا تقاضاے آب و
دانہ پہونچا دیگا مگر ای میثاق خیال تو کرو کہ بلاخیز کو خبر ہوئی یا نہین ہوئی میثاق نے عرض کی کہ
غلام کو آج بڑا انتشار ہی امیدوار ہون کہ ہوشیار رہیے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ بندگان
عالی پر کوئی افتاد پڑیگی کہ عنبر افشان نے عرض کی آج مین خدا بہ دونگی دیکھون تو کوئی کیونکر آتا
ہی میثاق نے عنبر افشان کو بخوبی سمجھا دیا کہ ملکہ بہت ہوشیاری کے ساتھ طلایہ دینا ایسا نہ ہو
کہ کوئی آجلے عنبر افشان نے عرض کی کہ کیا مجال جو ہوا بھی آسکے یہ کہکر عنبر افشان بادشاہ سے
رخصت ہوئی بازارون مین آکر انتظام کیا آپ ایک گوشے مین آکر ٹھہری اُدھر سے بلاخیز بصورت
مبدل آیا عنبر افشان سے فقیر بنکر سوال کیا کہ خدا آپ کو سلامت رکھے بادشاہ کا ہمیشہ پیارا
رہے یہ غلام امیدوار پرورش ہی ملکہ عنبر افشان نے کچھ دیا بلاخیز نے کہا کہ اور کچھ مرحمت ہو
دیکھیے بادشاہ جمجاہ آتے ہین ضرور پرورش فرمائین گے عنبر افشان پلٹی بلاخیز نے ملکہ پر سحر کیا

سرداران تہمتن بوجہ نہ ہونے سرپرست کے مصروف دعا ہوے کہ صحراسے گرد اُڑی سعد
قباد مع ضحاک آکر پہونچے ابرام نے مقابلہ کیا بعد نیزہ بازی وغیرہ بادشاہ نے ابرام
زبر کیا ابرام جادو بھی بصدق دل مسلمان ہوا بادشاہ اسکو مسلمان کرکے اپنے لشکر مین آ
ارشاد فرمایا کہ تیاری کوچ کی کرو مگر ظلمانہ نے یہ سب معرکہ آنکھون سے دیکھا رات کو اپنے
سے اُٹھی سحر کرکے آئی سعد بن قباد کو پکڑ الیگئی کہ گلے مین لوح محفوظ نہ تھی آتے ہی اِسنے حکم
کہ جلاد کو بلاؤ ایک کنیز تڑپ کر سامنے آئی کہا واری مین اس جوان کو قتل کرون ظلمانہ نے
کہا کہ اختیار ہے جہانتک ہوسکے اِسکو آزار پہونچاؤ اُس کنیز نے قریب آتے ہی بادشاہ
گلے مین لوح محفوظ پہنادی اور ہتھکڑی کاٹی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق سے منم برق
خنجر گزار + کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار + تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون + کہے کون مکا
غدار ہون + کرون سیکڑون کوس کی راہ طی + ارسطوے ذی علم شاگرد ہے + بزیر قدم غ
شرق ہے + چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے + بادشاہ نے جو رہائی پائی اور لوح محفوظ گ
آئی مصروف جنگ ہوے بارگاہ ظلمانہ مین دریاے خون بہادیا کہ میثاق وغیرہ بھی آکر
شریک جنگ ہوے سب نے ظلمانہ کو گھیرا مگر ظلمانہ وہ بلاے روزگار ہے کہ کسی کے سحر کو
مانتی عین گرمی جنگ مین بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب ظلمانہ پہونچے ظلمانہ نے سحر کرکے باد
پر تلوارین برسائین جب تاثیر نہ ہوئی تو گھبرائی پر پرواز پیدا کرکے چلی میثاق نے پکار
کہ اے شہریار یہ مفسدہ پرداز جاتی ہے آفت برپا کریگی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے
اُتاری تین پھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا اور تاک کر تیر مارا ظلمانہ نے ہرچند چاہا کہ بچ
تیر کب خطا کرتا ہے سینۂ پُرکینہ پر آکر پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا لاشۂ ظلمانہ زمین پر گرا
ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ظلمانہ جادو بود تمام ساحر شکس
بھاگے مگر سوہان جادو کہ افسر لشکر ظلمانہ تھا آکر شریک سعد ہوا بارہ چودہ ہزار
مطیع ہوے مال و اسباب سب لوٹ لیا خزانہ وغیرہ قبضے مین آیا اُسی مقام پر اُترے مگ
بھاگے تھے وہ لاشۂ ظلمانہ لے گئے بخدمت جمشید پہونچے جمشید ثانی سریر جہانبانی پر
شاہزادیان گرد بیٹھی ہین شراب پی رہا ہے کہ خبر پہونچی لاشۂ ظلمانہ آیا ہے ہاتھ سے طلسم

جوار ابے سے دیکھا کہ اُسی باغ سے یہ نقابدار نکلا ہی ظاہر ہوتا ہی کہ ملکہ کل آئین مگر چہار جانب سے
لفارسنے گھیرا ہی پکار اُٹھے کہ ای پروردگار دای مالک لیل و نہار ہاتھ سے ان ظالمونکے ان سبکو بچالے نظم

عفو کن عفو ای شہ عالی جناب ++ زانکہ دارم جرم بیحد و حساب +
گمرہا نرا رہنمائی میکنی + + بر طریق نیک و بر راہ صواب
ہست ہر ذرہ ز لطفت مستفیض ہست ہر قطرہ ز فیضت بہرہ یاب
دیدہ گریان شائقان را مثل شمع سینہ بریان عاشقان را چون کباب
ماند مداح جناب کبریا + + ہندی نادان بہ پیری و شباب

ادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی نقابدار زرین پوش
صحرا مین شکار کھیل رہا تھا اُسنے خبر سُنی کہ سعد بن قباد گھرے ہوے ہین آ کر گراگرتے ہی فوج کو
ہ و بالا کر دیا سعد کی آکر قید کاٹی سعد اُٹھے مصروف جنگ ہوے عین گرمیِ جنگ مین حکاک سے
قابلہ پڑا حکاک نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر بیک ضرب شمشیر حکاک کے دو ٹکڑے کا
لیے مگر ملکہ پہلے سے لڑ بھڑ کر باغ مین چلی گئی تھین نقابدار زرین پوش سامنے سعد شہریار کے
یا صاحب سلامت کی سعد سے عرض کی کہ حضور جزیرۂ بلاخیز تک نہین پہونچے سعد نے
رمایا کہ مین زخمی ہو کر یہان آیا آفت مین پھنس گیا انشاء اللہ تعالیٰ اب یہانسے لشکر مین پہونچکر
رف جزیرۂ مذکور کے کوچ کرونگا نقابدار زرین پوش رخصت ہو کر گیا بادشاہ باغ مین تشریف
لائے ملکہ کو بہت ملول و حزین پایا تمام احوال بیان کیا ملکہ نے پوچھا کہ حضور یہ نقابدار زرین پوش
کون ہی بادشاہ نے فرمایا یہ نقابدار مدت سے آتا ہی حقیقت مین بڑا بہادر ہی بانہلے صاحبقرانی
خواہان ہی آج تک فیصلہ نہین ہوا دادا جان فرماتے ہین سر میدان مقابلہ کرے بانے لے
نقابدار چاہتا ہی کہ سر میدان مقابلہ نہ کرون اور بانے پا جاؤن بادشاہ نے ملکہ سے وعدہ کیا
بعد فتح طلسم نوخیز ہم تم کو بلائینگے اور عقد بھی کرینگے بادشاہ ملکہ سے یہ فرما کر قلعے مین آئے
حکاک ستارہ پیشانی بھائی حکاک کا قلعے مین موجود تھا آکر اُسنے استقبال کیا بادشاہ نے
ب کو جا کر مسلمان کیا قلعے کو آباد کر کے تیاری کوچ کی یہان ابرام نے بعد صبح طبل جنگی بجوایا
ی سردار زخمی کیے پرابند تھا ابرام میدان مین سلحشوری کر رہا ہی چاہتا ہی بلوہ کر دون

اُسکا بدلہ یہ کیا کہ میرے سامنے ایسی بیہودہ حرکت کی یہ کہکر تلوار جمکا کر قریب آیا جب ہاتھ تلو
کا مارا بادشاہ نے گھٹنے ٹیک کر کلائی تھام لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر حکاک کو اُٹھا لیا او
ہاتھ پر تول کر سامنے حوض تھا اُسمین پھینک دیا تلوار کھینچ کر سر پر کھڑے ہوے حکاک ہا
باندھنے لگا کہا ای شہریار اطاعت کرتا ہون بیٹی کو بھی لیجیے قلعے مین اپنا عمل کیجیے سعد
ہاتھ روک لیا حکاک بمشکل حوض سے نکلا قدمون پر گرا بادشاہ نے سر سینے سے لگا لیا حکاک
نے کہا کہ اب قلعے مین چلیے ملکہ نے اشارے سے منع بھی کیا کہ ابھی مسلمان ہوا ہی اس کے
نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ کچھ مکر کرے مگر سعد نے کچھ خیال نہ کیا حکاک کے ساتھ قلعے مین آ
اہل قلعہ نے جو سعد کو دیکھا جُھک جُھک کر سلام کرنے لگے حکاک سب سے اشارے کر
ہی کہ ظاہری خاطر کرو مین ابھی انکی خدمت کرتا ہون اہتمام کرتا ہوا بارگاہ مین لایا قند
شربت بنایا ہاتھ پر رکھ کے سامنے آیا کہا حضور نے جو سرفراز کیا ہی تو یہ شربت بھی نوش
ہم لوگون کا یہ دستور رہی جب جام نوش فرمائیے گا تب ہم کو یقین کامل ہوگا کہ آپنے خطا معا
ابھی ہم کو اطمینان نہین ہی سعد نے شربت پی لیا پیتے ہی قلب مین آگ لگ گئی اُف اُف کر
اُٹھے بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی بادشاہ لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوے حکاک نے مسلسل و
مطوق کیا ہوشیار کر کے کہا کہ ای سعد تم نے دیکھا کیا تقدیر خداوندی کی ہی اب تمکو
قدرت مین لیے چلتا ہون وہی سزا دینگے یہ کہکر اراپے پر سوار کیا دس ہزار فوج
قید سعد لیکر چلا ایک کنیز نے ملکہ کو خبر دی کہ آپکے باپ نے سعد کو گرفتار کر لیا قید
جاتا ہی چاہتا ہی کہ جمشید ثانی کے پاس پہونچا دون ملکہ گلپوش نے فنون سپہ گری کا
حاصل کیا ہی فوراً نقاب چہرے پر ڈالی ہتھیار لگاے چار سو کنیزون کو ساتھ لیا اس
ہی کہ اس طرف سے گذرے تو اُسپر گردن یا اپنی جان دون یا شہریار کو رہا کرون کہ سا
سے گرد اُڑتی دیکھا حکاک آگے آگے بارہ ہزار فوج نیزے ہاتھون مین لیے ہوے با
اراپے پر مگر زنجیرین ہلا رہے ہین خانۂ زنجیر مین غل ہی یہی قیدی کا تجمل ہی ملکہ نے جو د
اراپہ سامنے سے گذرا چار سو کنیزون کو لیکر نکلین آتے ہی تیرون کی بوچھار کی کئی سو
گرے دو باڑھین مار کر لشکر پر جا پڑین سوارون نے گھیر لیا کنیزین قتل ہونے لگین

بیٹھی تعریفین جمال کی کر رہی ہین یہ تو البتہ صحیح ہی کہ حُسن اُسکا بے نظیر ہی ہماری بی بی تعریفین بیجا
نہین کرتی ہین کاشکہ بھونری پھر جاتی شوہر کے پاس بیٹھتین اُسکے حُسن کی تعریفین کرتین کہتین
کہ شوہر ہمارا خوبصورت ہی ایک غیر شخص دشمن خداوند ہم کیونکر گوارا کرین کہ ملکہ اُس کے پہلو مین
بیٹھین ای حکاک تاجدار اور لونڈیان مثل میرے نہین گھبرائین کام خدمت مین مصروف ہین مجھسے
جو کام کو کہا مین نے صاف جواب دیا کہ میان مجھے فرصت نہین ہی ملکہ بھی بگڑین کہ کیون گلعذار
منھ دُھلانے کو پانی نہین لاتی مگر مین نے مناسب نہ جانا یہی فکر ہوئی کہ چلکر حضور سے اطلاع کرون
یہ خبر وحشت اثر سُنکر حکاک جھلایا غصّے سے کانپنے لگا کہا ای گلعذار سیہ رو ابھی جاکر بادشاہ
کو قتل کرتا ہون اور اُس گیسو بریدہ کو سزاے معقول دیتا ہون یہ کہکر گلعذار سیہ رو کے
ساتھ چلا گلعذار سیہ رو آگ لگاتی ہوئی چلی آخر جھلا کر حکاک نے کہا کہ ای گلعذار سیہ رو
خاموش رہ تو بڑی زبان دراز ہی میرے مُنھ پر وہ باتین کین کہ جو مناسب نہ تھین گینڈے کو
دوڑا کر چلا جب قریب باغ آیا دور سے دیکھا کہ دروازے پر محلدار کھڑی ہی چہار جانب دیکھ
رہی ہی محلدار نے چاہا پلٹون جاکر ملکہ سے اطلاع کرون کہ آپ کے والد آتے ہین حکاک نے
[illegible]ہین سے للکارا کہ او محلدار کھڑی رہ ہمکو معلوم ہوا کہ تو خبر کیو اسطے کھڑی ہی تم سب نے
[illegible]ل کر اُسکو آفت مین پھنسایا محلدار خوف سے گر پڑی خبر نہ کر سکی حکاک باغ مین گھس آیا مگر
[illegible]لعذار سیہ رو بھی دوڑی ہوئی آتی ہی کچھ کہے جاتی ہی آخر حکاک نے جھلا کر تلوار سے
[illegible]رایا کہ ہاتھ مار دونگا خاموش نہین رہتی یہ لفظین مجھپر شاق گذرتی ہین بس خیر خواہی ہو چکی
[illegible]تنا کیا کم ہی کہ جو تو نے بیان کیا یہ کہکے گینڈے سے اُترا تلوار تولتا ہوا سامنے پہنچا
[illegible]یکھا گلپوش پہلو مین سعد کے بیٹھی ہی ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہی سعد بھی خوش بیٹھے
[illegible]ہوے ہین پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ و ننگ خاندان یہ تو نے کیا غضب کیا دشمن خداوند
[illegible]پہلو مین بٹھایا ای سعد کچھ تم کو خوف نہ آیا وہ باغبان کون ہی کہ جسکے بیٹے بنے تھے بڑے تم
[illegible]ک مکار ہو ملکہ نے جو باپ کو آتے ہوے دیکھا سناٹا آگیا چاہا اُٹھکر بھاگون سعد نے ہاتھ
[illegible]پکڑ لیا کہا ملکہ کہان جاتی ہو اور ہاتھ پکڑ کے گود مین بٹھا لیا حکاک اور زیادہ جھلایا پکار کر
[illegible]آواز دی کہ او بے ادب اب تیری قضا آئی ہی مین نے جانا تھا کہ غدر کریگا قدمون پر گریگا

بڑی خرابی کی بات ہی کہ جو خداوند کا دشمن ہو اُسکو ملکہ پہلو مین بٹھائین اگر خداوند سُن پائین تو کیسی
خرابی ہو بُوا مین تو جاتی ہون اس باغ مین نہ رہونگی گھر مین جا کر بیٹھونگی یہ بدعت نہ دیکھونگی یہ کہہ
پائچے ہلاتی ہوئی چلی چندنے کہا کہ بُوا نوکری نہ چھوڑو ایسا نہ ہو کہ پریشان ہو ابھی نہ جاؤ مگر
سیہ رونے نہ مانا اُسی وقت سوار ہو کر روانہ ہوئی یہ تو نوکری چھوڑنیکا عذر ظاہر مین کیا ہی
دل مین یہ ہی کہ ان کے باپ سے جا کر اطلاع کرون وہ آکر دونون کو سزا دین ذرا صاجزاد
مزہ تو اُٹھائین دیکھیے یہ شخص کس فریب سے آیا پہلے تو باغبان بچہ بنا اب ثابت ہوا کہ بادشا
اسلام ہی حکاک تاجدار آکر سمجھا دیگا وہ ایک آتشخو شعلہ مزاج ہی سُنتے ہی کیسا بھڑکیگا آتے
سب کو مار لیگا اُسکے ہاتھ سے کیا کوئی زندہ بچیگا وہ کیا کسی بات مین کم ہی ڈولی پر سوار بڑبڑ
ہوئی جاتی ہی جو راہ مین مل گیا اُس سے کہا کہ دیکھو صاجو کیا بُرا زمانہ ہی کہ بیٹی باپ کے قتل
درپے ہی بعض یہ سُن کے چلے جاتے ہین بعض کھڑے ہو کر حال سُنتے ہین توبہ توبہ کرتے ہین کہتے
حقیقت مین خلاف حرکت کی ایسی بیٹی کو قتل کرنا مناسب ہی یہ کہتی ہوئی مشہور کرتی ہوئی جا
حکاک تاجدار واسطے شکار کے نکلا ہی کہ سامنے سے ڈولی آتے ہوے دیکھی اِسنے پکار
آواز دی کہ کیون گلعذار سیہ رو آج سویرے سویرے کہان چلین کیا چھٹی ملی ہی تو اسی کیطرف
جاتی ہو گلعذار سیہ رونے کہا کہ واری مین تو آپ کی فکر مین نکلی تھی آپ اسی مقام پر ملگئے ورنہ
محل مین آتی مگر محل مین یہ خوف تھا کہ مان اُنکی بگڑتین اور فرماتین کہ کیون گلعذار سیہ رو تو
چھپایا باپ کے سامنے آکر کہدیا اور مین تو صاف صاف کہونگی کوئی بات نہ اُٹھا رکھونگی
یہان مل گئے اور بہتر ہوا حکاک نے کہا کہ آخر وہ بات کیا ہی بیان تو کر گلعذار سیہ رو
کہ آپ کی صاجزادی نے باغ مین نیا گُل کھلایا ہی بادشاہ لشکر اسلام پہلے باغبان بچہ بن
اور فریب دیکھیے کہ کوتوالی کا خلعت ملا طلایہ پھر آج صبح کو جو دیکھا تو پہلو مین بیٹھے ہین
نیاز ہو رہے ہین مین صاف صاف عرض کرتی ہون ہر چند کہ مین نے صاجزادی کو
مین پالا ہی مگر یہ حرکتین مجکو پسند نہین ہین مان باپ کی بیٹیون کو یہ امر زیبا نہین مین تو
بات دیکھتے ہی بھاگی کہ اُن کے باپ سے اطلاع کرون اب آپ کو اختیار ہی ایسی چشم نمائی
کہ پھر کبھی ایسا قصد نہ کرین اور دوسرا ستم یہ ہی کہ جھٹ پٹ گھل مل گئین بدن سے بدن

بستر لگاؤ رات کو طلایہ دینا سعد بن قباد بیرون باغ آئے سپاہیون نے سلام کیا بادشاہ
نے سب کو بٹھایا اور آپ بھی آکر گوشے مین بیٹھے مگر ملکہ بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزون سے کہا کہ دریافت
ہو ایسا نہ ہو وہ جوان لالچ مین روپئے کی کسی گانؤن مین اکیلا چلا جاے اور چور دست اندازی
کرے تو میرے واسطے بدنامی ہی جہان جاوے دس آدمی لیکر جاوے کہ مجکو بھی خبر ملے کلی آرزو
کی کھلے مگر سعد نے وہ دن تڑپ تڑپ کر کاٹا جب پردۂ شب حائل ہوا بقول شاعر فرد شب آمد
سازگار عشق بازان ✦ شب آمد رازدار عشق بازان ✦ بادشاہ کو طلایہ پھرتے پھرتے جب
علوم ہوا کہ اب نصف رات آئی ہی تو پشت باغ پر آئے کمند مار کے دیوار پر چڑھے دیکھا کہ
وسط باغ مین ایک چبوترہ ہی اسپر فرش بچھا ہی مسند شاہانہ آراستہ ہی اسپر وہی شاہزادی بیٹھی
ہو کنیزین بھی گرد اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین شاہزادی کسی سے بات نہین کرتی حیران حیران ایک
ایک سے کہہ رہی ہی کہ کوتوال نے کیا انتظام کیا کنیزین جواب دیتی ہین کہ واری ابھی آواز آتی تھی
تھوڑی دیر سے صدا نہین آئی بادشاہ ایک گوشے مین چھپ رہے مگر ملکہ اپنے مقام سے اٹھین
چھپر کھٹ پر آکر لیٹین سعد بن قباد سمجھے کہ شاہزادی سو گئی اپنے سائے کو اپنے سے بچاتے ہوئے
ریب چھپر کھٹ کے آئے ملکہ دزدیدہ نگاہ سے دیکھ رہی ہین جی مین کہتی ہین یہ تو وہی سہیل
بیٹا ہی آنے تو دو دیکھو کس طور سے گرفتار کرتی ہون کہ بچ نہ سکے ملکہ تو ہوشیار ہین مگر سعد بن
باد قریب چھپر کھٹ آئے جوش محبت مین چاہا کہ منہ پر منہ رکھدون ملکہ نے ہاتھ پکڑ لیا سعد نے
ہا چھڑا کر بھاگون مگر ملکہ نے ہاتھ نہ چھوڑا نیچہ کھینچ کر بیٹھین کہا کیون او باغبان بچے تجکو یہ حوصلہ ہوا
یری عصمت پر ہاتھ ڈالے سعد نے قدمون پر سر رکھدیا فرمایا ای ملکہ عالم اصل یہ ہی کہ مین سہیل
بیٹا نہین ہون نبیرۂ صاحبقران ہون مدت سے برای فتاحی طلسم نوخیز جمشیدی آیا ہون
ی ہو کر اس طرف نکل آیا دیکھ لیجیے ہاتھ مین انگوٹھی موجود ہی پڑھ لیجیے اسپر میرا نام کندہ ہی ملکہ نے
ی انگوٹھی کو دیکھا کہا ہان صاحب سچے ہو خیر مجکو جو گمان تھا وہ رفع ہوا سعد شہریار سے باتین
نے لگین کہ اس عرصے مین کنیزین جاگین ایک نے کہا کہ لو بوا ملکہ باغبان بچے سے باتین کر رہی ہین
ے نے کہا کہ پہلو مین بٹھایا ہی آپس مین باتین ہونے لگین مگر گلعذار سیہ رو ایک کنیز ہو کہ ایک
ی دشمن ہی اسنے دیکھ کر کہا کہ لو بوا مین نے باتون مین سنا کہ یہ بادشاہ لشکر اسلام کے ہین

کیا مجال ہی کہ اس باغ مین آئے کسی درخت وغیرہ کا سایہ پڑا ہوگا ملکہ نے جھلا کر کہا کہ تو
ہمکو جھوٹا بناتا ہی ارے اسکو قتل کرو جبشن نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا اور تیغہ لیکر سر پر آئی اسنے
گھبرایا کہ مفت مین جان جاتی ہی ہاتھ باندھ کر کہا کہ مجھے تھوڑی دیر کی رخصت ملے مین اپنے
سے مل آؤن اُسکو رخصت کرون میرے بعد کیسا پریشان ہوگا ملکہ نے کہا کہ جلدی آنا دیر نہ
سہیل نے کہا کہ مین ابھی آیا یہ کہکر روتا ہوا چلا سامنے بادشاہ کے آیا چنخین مار مار کر رو
بادشاہ ہنس پڑے فرمایا کیون خیر تو ہی اُسنے کہا ای فرزند تم بڑے بچپن پیرے ہو مین بڑے
چین سے اوقات بسر کرتا تھا ملکہ ہمیشہ انعام دیا کرتی تھین عیش کرتا تھا تمھارے قدم کی
برکت ہوئی کہ میرے قتل کا حکم ہو گیا ملکہ کہتی ہین رات کو چور آیا تھا اور یہان چور نہین
آسکتا مین نے جو یہی کہا ملکہ تو آتشخو و شعلہ مزاج ہین بگڑ گئین حکم دیا کہ اسکو قتل کرو
نامے جبشن کہ اسی عہدے پر ہی تلوار کھینچ کر سر پر آئی ای فرزند مجھے تمھارا خیال آگیا
نکل جاؤ ہم جان دینے جاتے ہین سعد نے کہا کہ ای باپ تم جاکر ملکہ سے کہو کہ میرا فرزند
مین رہا عہدہ کہ تو الی خوب جانتا ہی وہ چور کو پکڑ دیگا اُسکو خلعت کوتوالی دیجیے سہیل نے کہا کہ
فرزند اگر ذرا بھی خطا کروگے تو وہ قتل کا حکم دیگی بادشاہ نے فرمایا ہم قتل ہونگے آپ تو بچ جا
سہیل نے کہا ای فرزند یہ بھی خرابی ہی مین یہ نہین چاہتا کہ تم کو آزار پہونچے آخر بادشاہ کو
لیکر قریب چلمن کے آیا کرسی بچھی تھی اُسپر سعد آکر بیٹھے کنیزین ستانے لگین ایک نے کہا کہ
آپ کے میان سہیل صاحب کیا کہتے ہین سعد نے جھلا کر کہا کہ او خبلا تیرے ہی باپ ہونگے
نے ہنس کر کہا کہ پاجیون مین یہ دستور ہوتا ہوگا کہ باپ سے انکار کرتے ہین آپ جو حسین
ہین تو بڈھے باپ سے انکار ہی ملکہ نے جھلا کر کہا کہ ای خبلاؤ کیون اُسکے پیچھے پڑ گئین پوچھو
آنے کا کیا باعث ہی کنیزون نے پوچھا سعد نے کہا کہ حضور مین نے سُنا کہ رات کو چور آیا
ہر چند کہ کچھ لے نہین گیا مگر حضور تو پریشان ہوئین اور خوف پیدا ہوا لہذا مین حتمی وعدہ
کہ اُس چور کو گرفتار کر دونگا ملکہ نے کہا کہ مین سہیل کی خطا نہ معاف کرتی مگر تمھارے کہنے
معاف کرتی ہون لیکن اگر تین دن کے اندر چور نہ گرفتار ہوا تو جو چور کی سزا ہوگی وہ
دیجائیگی سعد نے کہا بہت خوب ملکہ نے خلعت کوتوالی منگا کر دیا کہا بیرون باغ جلے

جب دیکھو باغبان بچہ کرسی پر بیٹھیگا بادشاہ آکر بیٹھے ملکہ گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہی آخر بول اُٹھی
کہ کیون صاحب یہ گلدستہ تمنے بنایا ہی سعد نے کہا آپ کے اقبال سے بن گیا ملکہ نے کہا کہ آہین
کیا گوندھا ہی سعد نے مطلع مذکور پڑھا ملکہ ہنس پڑین کہا دیکھو صاحب سہیل کہتا تھا مین نے بنایا
ہی یہ لفظین دیکھ کر مجکو گمان ہوا تھا کہ کسی معقول نے بنایا ہی شعر باندھ دیا ہی کس تکلف کی بندش
ہی کہ لفظین پیدا ہوتی ہین بعد تھوڑی دیر کے خیال مین آیا کہ حیف تو دختر بادشاہ قلعۂ حکاکیہ
اور باغبان بچے سے باتین کر رہی ہی کہا اچھا صاحب جاؤ سعد اُٹھے منھ جو پھیرا چند قدم
چلے تھے کہ ملکہ نے کہا اسکو پکار لو کنیز نے پکارا کہ میان سہیل کے صاحبزادے پلٹ آؤ ملکہ
یاد فرماتی ہین سعد پھر آئے ملکہ نے صندوقچہ کھول کر کچھ اشرفیان دین کہا کل اور گلدستہ بنانا
جو مانگو گے وہ ہی دین گے ان حیلون سے کئی مرتبہ بلایا دل نہین چاہتا تھا کہ یہ آنکھون سے
نہان ہو سامنے بیٹھا رہتا ہی تو دل کو آرام آتا ہی آنکھون کو نظارے سے لطف ملتا ہی غنچۂ
آرزو کھلتا ہی بعد چار پانچ مرتبہ کے سعد کو رخصت کیا سعد آکر اپنے مقام پر بیٹھے مگر اشتیاق
ہی کہ مین اس محبوب کو کیونکر دیکھون رات کو جب ملکہ نے آرام فرمایا تو سعد اپنے مقام سے
اُٹھے چھپتے ہوے قریب چھپر کھٹ کے آے دیکھا کہ ایک ماہ تابان و مہر درخشان پڑی سو رہی
ہی جوانی کی نیند اعضا سب کھلے ہوے دوپٹہ سینے سے ڈھلکا ہوا بادشاہ بیقرار ہو گئے جھک کر
روے انور غور سے دیکھنے لگے ملکہ کی آنکھ کھل گئی بدحواس ہو کر کہا کہ ارے تو کون بادشاہ
بھاگے ملکہ اُٹھ بیٹھین خواصین قریب آئین پوچھا واری خیر تو ہی کہا ابھی چور آیا تھا مین نے
نیمچہ کھینچ کر ڈانٹا تو وہ نگوڑا نامرد بھاگا اگر ٹھہر جاتا تو وہ نیمچے مارتی کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا کنیزون
نے کہا کہ واری چور کی تو کیا مجال ہی حضور نے خواب دیکھا ہوگا ملکہ کو ناگوار ہوا کہ ہم کو
جھوٹا بناتی ہو کہا طوق اُتارتا تھا مین نے آنکھ کھول کر کون کہا تو وہ بھاگ کر نکل گیا شاید باغبان
مل گیا اُسی کی ذات سے یہ چور آیا کنیزون نے عرض کی واری سچ ہی ملکہ پھر نہ سوئین کنیزون سے
باتین کرتی رہین کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا غصے مین بیٹھی ہین کہا سہیل کو بلاؤ کنیزین سہیل کو
بلا کر لے گئین کہا کیون سہیل مدت سے ہم باغ مین آتے ہین کبھی کوئی افتاد نہین ہوئی شب کو
چور کہان سے آیا صاف صاف کہو ورنہ ہم تم کو قتل کرین گے سہیل کانپنے لگا کہا حضور چور کی

مین ہی نے بنایا ملکہ نے کہا کہ کیون جھوٹھ بولتا ہی یہ تیرے ہاتھ کا نہین ہی سہیل نے کہا
غلام نے بنایا ہی اور بنانے والا کون ہی ملکہ نے ایک لفظ کھولڈالا کہا ای سہیل پھر تو
باندھ دو سہیل باندھنے لگا مگر لفظ کو کیا جانے بھٹکنے لگا ملکہ نے کہا کہ کیون سہیل صا
صاف نہین بتاتا ہم تجکو انعام دین گے مگر صاف صاف کہ کہ یہ گلدستہ کسنے بنایا ہی
نے ڈر کر کہا کہ حضور میرا فرزند بعد کئی برس کے سفر سے پلٹ کر آیا ہی اُسنے یہ گلدستہ بنا
وہ جو باہر رہا تو کچھ پڑھنا لکھنا بھی حاصل کیا اُسی نے کچھ بنا دیا ہوگا ملکہ نے کہا کہ اُس فرز
کو اپنے لاؤ ہم دیکھین گے بڑے سلیقے سے گلدستہ بنایا ہی ہم انعام معقول دین گے سہیل
دوڑا خدمت مین بادشاہ حجاجہ کی آیا اور کہا کہ ای فرزند تم نے گلدستے مین کیا بنا دیا
مجھسے پوچھا مین نے کہا کہ مین نے بنایا ہی ملکہ نے گوشہ ایک طرف سے کھولڈالا اور کہا
باندھو ای فرزند مجھسے نہ بندھا تب مجکو قبولنا پڑا ملکہ نے تم کو طلب کیا ہی مگر ای فرزند
سمجھ کر کلام کرنا ملکہ پڑھی لکھی ہی ایسا نہو کہ کوئی بات اُسکے خلاف گذرے اور قتل کا حکم
سعد شہریار نے فرمایا کہ ہم کو جو قتل کریگا ہم خود اُسے قتل کرین گے یہ فرماکر سہیل
ساتھ ہوے سہیل سمجھاتا ہوا جاتا ہی کہ ای فرزند تمھاری جان کا خوف ہی مین نے
واسطے تم کو اپنا فرزند کیا ہی کہ میرے گھر کا چراغ روشن رہے مین مفلس نہین ہون کچھ
کا مجکو لالچ نہین ہی لات و منات تمھاری جان بچائین مین اگر یہ جانتا تو تمھارے
کا گلدستہ نہ لیجاتا سعد کہتے ہوے جاتے ہین کہ آپ نہ گھبرائیے ملکہ میرے خلاف حکم نہ د
بلکہ انعام لونگا سہیل نے ٹینٹ سے دو چار اشرفیان نکالین کہا ای فرزند مین انعام کا
محتاج نہین ہون تمھین جو ضرورت ہو مجھسے لو ملکہ سے انعام کے طالب نہونا ایسا نہو
اُسکے ہاتھ مین ہو مار دے تو کون پرسش کریگا باپ اُسکا پہلوان زبردست ہی بیٹی کو
پالا ہی کون سماعت کریگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر ہماری موت اُسکے ہاتھ سے ہی تو کون
بچائیگا اور اگر موت نہین ہی تو ہاتھ نہ اُٹھیگا یہ کہتے ہوے قریب چلمن کے آئے ملکہ
کرسی بچھوا دی جمال جہان آرا پر نگاہ پڑی دیکھا کہ جوان رعنا غضب گردن بلند با
چشم شیر خشم ہی ملکہ کو پسینہ آگیا حکم دیا کہ کرسی پر بیٹھ جاؤ کنیزون نے بھیانک ہو کر کہا

...لسل راہ دفع ہو بادشاہ نے جام پیا سہیل کو بھی ایک جام پلایا جیسے ہی اُسنے جام پیا مسخرہ بن
...رنے لگا بادشاہ ہنس رہے ہین ایک جام آپ پیتے ہین اور ایک جام سہیل کو دیتے ہین سہیل
...نستا ہی بادشاہ کے آگے تماشے کر رہا ہی کبھی مُنہ چڑاتا ہی کبھی کسی درخت کی بیخ پر زور کرتا
...ر اور کہتا ہی اسکو اُکھیڑلون کبھی ناچتا ہی کبھی مزے مین آکر سر ہے گاتا ہی تھوڑی دیر کے بعد
...واز آئی کہ ارے سہیل کیا مرگیا دروازہ بند کرکے بیٹھا ہی ملکہ گلپوش تشریف لاتی ہین تو
...روازہ نہین گھولتا سہیل کو آواز سُنکر ہوش آگیا کہا ای فرزند مین اسی ملکہ کا نوکر ہون
...راے شکار گئی تھین تشریف لائی ہین مین جاکر دروازہ گھولون یہ کہکر اپنے تئین بنا تا ہوا درست
...رتا ہوا دروازے پر آیا دروازہ کھولا ملکہ اندر آئین کئی سو خواصین ساتھ ہین سہیل نو ادب
...ے کنارے ہوا اگر منڈا سا گرا پڑتا ہی دھوتی کُھلی جاتی ہی خواصین ستانے لگین سہیل بڑبڑاتا ہوا
...پنے مقام پر آیا بادشاہ سعد نے پوچھا کہ کیون باواجان خیر تو ہی سہیل نے کہا کہ بیٹا نوجوان
...نیز مین مسخرہ پن کرتی ہین مجکو دیوانہ بنایا ہی فرمایا اب آپ وہان نہ جائیے یہین بیٹھیے سہیل بیٹھا
...ر پھول جمع کر رہا ہی بادشاہ نے پوچھا یہ پھول کیا ہونگے سہیل نے کہا کہ ملکۂ عالم کے واسطے
...زیور بنے گا جب دن کم باقی رہا تو اور ایک بڑھیا آئی سہیل نے اُسکو بٹھایا وہ بڑھیا زیور
...انے لگی بادشاہ نے پوچھا کہ کیون باواجان یہ بڑھیا کون ہی کہا میرے گھر مین رہتی ہی زیور
...پھولون کا خوب بناتی ہی مین نے اسکو گھر مین رکھا ہی بڑھیا زیور بنا بنا کر رکھتی جاتی ہی بادشا
...نے فرمایا بڑی بی صاحب ایک گلدستہ ہم بھی بنائین بڑھیا نے کہا لو پوت بناؤ اگر تم سے
...ن سکے بادشاہ نے ایک گلدستہ باندھا مگر مطلع قمر کا سُرخ پھولون قائم کر دیا مطلع آج بلبلا
...ٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین + شاخہاے گُل لٹاتی ہین زر گل باغ مین + وہ گلدستہ
...ی اور سب زیور مین شامل کرکے رکھدیا جب شام ہوئی تو سہیل نے ایک کشتی مین سب زیور لگایا
...ور وہ گلدستہ بھی رکھ کر سامنے ملکہ کے لایا ملکہ نے جو زیور کو دیکھا اور گلدستے پر نگاہ پڑی
...ندش اُسکی نئے طور کی دیکھی کہ نہایت صفائی کے ساتھ مطلع مذکور گندھا ہوا ہی شاہزادی
...الاقدر آسمان خوبی کی بدر خواندہ تھی آپون نے پڑھا یا ہی مطلع پڑھ کر پوچھا کہ کیون سہیل یہ گلدستہ
...کسنے بنایا حقیقت مین بندش نئے طور کی ہی سہیل نے دیکھا کہ ملکہ تعریف کرتی ہین کہا حضور

تو باعث خرابی ہو سب نے دس دس پانچ پانچ روپئے دیے خواجہ نے خدمتگارون سے
آپ لوگ بھی شریک ہون ایک ایک مہینے کی تنخواہ آپ سب صاحب بھی دین تو مین بادشاہ
ڈھونڈھ کر لاؤن سب نے بوجہ خوشامد ایک ایک مہینے کی تو بھلا کیا مگر ایک ایک روز
دو دو آنے دیے خواجہ نے اُسی کو غنیمت جانا کہ جو کچھ اِن لوگون سے مل گیا وہ ہی مناسب
بہتر تھا کہا ان لوگون سے زیادہ لینا کیا فائدہ یہ بیچارے غریب ہین الغرض خواجہ تلاش
مین بادشاہ کی روانہ ہوے ابرام کا بھی علاج ہو رہا ہی مگر گھوڑا بادشاہ کو لیے
ایک دشت مین آیا بادشاہ پشت مرکب سے گرے تکان جو پہونچی آنکھ کھُل گئی پیچ نکال
پشت لگا کر بیٹھے مرکب کو قریب بُلایا مرکب آکر بیٹھ گیا بادشاہ نے قربوس سے آئینہ وسوزن
و رشتہ نکالا اپنے ہاتھ سے اپنے زخمون مین ٹانکے دیے مگر متردد ہین کہ ای سعد دو چار
دن کہان بسر کرون تاکہ زخمون کو صحت ہو ٹانکے لگا کر اُٹھے دوپٹہ سر سے باندھ لیا تھوڑی
دور چلے تھے کہ دروازہ ایک باغ کا دکھائی دیا بادشاہ بسم اللہ کہہ کر باغ مین آے کہ
مین باغ نمونۂ جنت ہی پشت مرکب سے اُتر کر روش پٹری کو دیکھتے ہوے جلتے ہین کہ
طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار بیرون باغ جاتا ہی اسباب تن
ہی اور باغ مین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ ریش تا بہ سینہ بیلچہ ہاتھ مین لیے روش پٹری کو
بھالتا آتا ہی جمال شاہ پر اُسکی نگاہ پڑی بادشاہ نے سلام کیا اُس مرد بزرگ نے کہا کہ
کہانسے آنیکا اتفاق ہوا میرے مقام پر چل کر بیٹھیے بادشاہ اُس مرد بزرگ کے سا
باغ مین آے وہان ایک بنگلہ بنا ہوا تھا بادشاہ نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی اُ
کہ سہیل باغبان سب باغبانون کا چودھری ہون مگر تم بھی اپنا نام نامی بتاؤ بادشاہ
حسین تیغزن میرا نام ہی ایک تاجر کا ملازم تھا اُس تاجر پر قزاق آے مین جنگ
ہوا اور خون سر سے اسقدر بہا کہ مین بیہوش ہوا گھوڑا چونکہ اصیل تھا اُسنے جو مجا
پایا وہ مجکو اس طرف نکال لایا سہیل نے کہا کہ ای فرزند مین آرزو رکھتا ہون کہ
اپنی فرزندی مین لون سعد نے فرمایا کہ تم بزرگ آدمی ہو مین نے بدل وجان قبول کیا
سہیل دوڑ کر ایک گلابی اُٹھا کر لایا سامنے بادشاہ کے رکھدی کہا یہ حاضر ہی اسے نو

ے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا بادشاہ نے ابرام
دنگ کر دیا ہی جب نیزہ مارتے ہین خانۂ زرہ مین نوک رکھدیتے ہین قطرہ خون کا اُبھر آتا ہی
ف ثابت ہوتا ہی کہ تختۂ آہن پر شنجرف کے نقطے دیے ہین دو گھڑی کے بعد بادشاہ جمجاہ نے
ہ ابرام کا جو گانٹھ کر تھپیڑہ مارا نیزہ ہاتھ سے ابرام کے نکل گیا وہ مثل ابر کے گرج گڑ گڑایا
للکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ تمنے غضب کیا آج تک کسی نے میرا نیزہ نہین نکالا تھا مگر
تلوار کا وار کرتا ہون اس تیغ نے ہزارون کا خون پیا ہی وار میرا خالی نہین جاتا بادشاہ
فرمایا ہم بھی تو دیکھین کہ کیسی تلوار ہی اور کیسا وار ہی کہ جو نہین رُکتا ابرام نے ہاتھ
ار کا مارا بادشاہ نے سپر کو گردش دی چاہا باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدون کلائی
د ہاتھ پڑا مگر تلوار ابرام کی بالائے سر آکے پڑی کہ تا دو ابرو پہونچی بادشاہ نے دستانہ
لر تلوار نکالی مگر چادر خون کی چہرے پر آئی بادشاہ نے زخم سر تھام کر ہاتھ مارا تڑپ کے
لوار گری سپر کٹی ابرام نے سر اپنا کھینچا تلوار گینڈے کی گردن پر پڑی گینڈے کی گردن
ی ابرام گینڈے سے گرا فوج والے سمجھے کہ شاید افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر آ پڑے
شاہ بھی تلوار چمکا کر جا پڑے ملازمان شاہی نے جو دیکھا کہ بادشاہ کو زخمداری مین سب نے
راہی سب سردار لینا لینا کہکر جا پڑے دونون لشکر مل گئے ہزارہا لاشہ گرا خون کا دریا
یا عین گرمی جنگ مین ایک پہلوان نے نیزہ مارا کہ شانہ بادشاہ کا نشانہ ہوا بادشاہ
پلٹ کر اُسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے مگر زخم نے نیزے کے بادشاہ کو پریشان
یا اسقدر خون بہا کہ غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا دونون ہاتھ گردن مین مرکب
حمائل کر دیے فرمایا کہ ای مرکب اصیل لے نکل مرکب چلا طرارے بھرتا ہوا دولتیان مارتا ہوا
شاہ کو لے نکلا بعد پہر بھر کے طبل بازگشت بجے لشکر پلٹے جب اپنے مقام پر آئے تو سب نے
م کہا کہ بڑا غضب ہوا ہمارے شاہ پر نہین معلوم کیا گذری کہ واپس نہین آئے ہرکارون
عرض کی کہ عین گرمی جنگ مین ہمنے دیکھا کہ گھوڑا بادشاہ کو لیکر نکل گیا سرداروں نے خواجہ
کہا کہ جا کر تلاش کیجیے خواجہ نے کہا کہ اُن کے یہان ہمیشہ کا یہی جھگڑا رہتا ہی اور مجکو
ہا گرفتاری کا خوف ہی کہ ایسا نہ ہو لشکر سے نکلون اور دہا جن کے لوگ مجھے گرفتار کر لین

سکندر ایسا بادشاہ کس حسرت سے مرا جس وقت درخت وقواق نے سکندر کو خبر دی کہ
زمانہ موت تمھارا قریب ہی سکندر گھبرا کر پلٹا چشمۂ حیات کا پانی نہ پیا خیال مین آیا کہ ای سکندر
جو موت نوزلیست پروردگار نے مقرر کی ہی وہ ہی بہتر ہی ورنہ بہت خرابیان ہین جب ہاتھ
مین طاقت نہ رہی اُٹھنے بیٹھنے سے معذور ہوے تو زندہ رہنا بیکار ہی ارسطو نے تدبیر بتائی
تھی کہ اولاد دارا آپس مین جنگ کر کے مرین حقیقت مین وہ تدبیر بتائی کہ اولاد دارا آپس مین
جنگ کر کے مری سکندر جو وطن مین آے بیماری نے دامن تھاما مان کو نصیحت کی کہ میری نا
کا کھانا اُسکو دینا کہ جس گھر مین کوئی نہ مرا ہو اور وزرا و امرا سے وصیت کی کہ ہاتھ ہمارے
کفن سے باہر کر دینا جب جنازہ سکندر کا اُٹھا تو لوگون نے اعتراض کیا کہ سکندر نے ہاتھ
کفن سے باہر رکھوائے حکما نے جواب دیا کہ یارو سکندر دکھاتا تھا کہ ہاتھ خالی آئے ہین
ہاتھ خالی جائینگے ؂ سب کمال اک روز آخر خاک مین ملجائینگے ؂ اُسی کا ظہور ہی ابرام
گینڈا اپنا بڑھایا ساتھ والون سے کہا کہ مین قاتل مامون جان کا سر لاؤن سب نے کہا کہ
ایسے ہی جری وبہادر ہین گینڈا اُڑا کر ابرام میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای قوم
اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو برق فرنگی عیار کی مشکین باندھ کر میرے حوالے کرو ورنہ جو افسر
ہو وہ میرے مقابلے مین آے سعد بن قباد نے مرکب نکالا سردار عرض کرتے تھے کہ ای
شہریار آپ میدان مین نہ جائیے ملازم آپکے حاضر ہین جا کر اس دیو خصال کو سمجھا دیں
بادشاہ نے فرمایا اُسنے افسر اعلیٰ کا نام لیکر پکارا ہی اسوجہ سے میرا ہی جانا مناسب ہی
فرما کر بڑی جمائی مرکب کوہ سرین دکوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل پہنے ہوے تین ٹھیکون
مقابلۂ ابرام مین پہونچا ابرام نے جو جمال جہان آرا بادشاہ دیکھا حیران جمال وہ
ہوا کہا ای شہریار آپ ایک عیار کے واسطے کیون جان دیتے ہین برق فرنگی کسکا نام ہی
میرے حوالے کیجیے مین اُسکو لیکر پلٹ جاؤن گا آپ لوگون کی خطا معاف کر دونگا بادشاہ نے
فرمایا کہ آپ خطا نہ معاف کیجیے کچھ فنون سپہ گری دکھائیے یہ میدان کارزار ہی ابرام نے
کہ بادشاہ نہین مانتے اور فرماتے ہین اد بے وقوف کون ایسا احمق ہوگا کہ اپنے عیار کو
کر دیگا میرے لشکر کے سائیس کو اگر کوئی مانگے تو نہ دون ابرام نے نیزہ مارا بادشاہ جم

تفاق ہوا ابرام نے کہا مین نے خبر سُنی کہ ماموبخان کو مسلمانون نے مار لیا خیال مین آیا کہ مجھ
یسا اُن کا چھوٹا موجود ہو اور معاوضۂ خون نہ ہو یہی چاہتا ہون کہ طبل جنگی بجوائیے
ہ قاتل کو اُن کے سر میدان سزا دون چیر پھاڑ کر پھینکدون ظلمانہ نے جواب دیا اے فرزند
اتل تمھارے مامون کا بہت سخت ہی عیاران لشکر اسلام مین سے ہی کہ جسکا نام برق فرنگی
شاگرد خواجہ عمرو بلاے روزگار ہی مین طبل جنگی بجواتی ہون مگر بخوبی خیال رکھنا ایسا نہو
ہ کوئی عیار آکر کچھ فتور کرے ابرام نے کہا کہ ممانی امان میرے سامنے کوئی عیار نہ آئیگا
گر آئیگا تو مین پہچان لونگا آپ بخوبی جانتی ہین کہ ہر وقت قبضے پر ہاتھ رہتا ہی وہ ہاتھ مارون
ہ اگر پہاڑ ہو تو دو ٹکڑے ہو یہ کہکر ابرام نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر بادشاہ
و پہونچائی بادشاہ نے بھی نوازش طبل جنگی کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان
ونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آے صفین جمین نقیبون نے جانبین سے نکل کر
یہ اشعار عبرت آمیز پڑھے

نظم

ی مقیمانِ تہِ سقف سپہر غدار ✤ تا بکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
یہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو ✤ ہی خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار
س مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا ✤ جلوہ فرما تھا کوئی خسروِ با عز و وقار
ات دن چہلین رہا کرتی تھین سردارون مین ✤ عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
اخ گل زمزمہ سنجونکی نشیمن تھی مدام ✤ ارغنون وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
ر تھا دان تو خزان کو نہ کسی موسم مین ✤ کبھی گل منھدی کا عالم کبھی لالے کی بہار
ہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ ✤ واہ ری تیری تنک ظرفی بہ این عز و وقار
ر کو جانے دو باشندون کو وانکے دیکھو ✤ تکیۂ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا مزار
نہ لبریز تمنا و بلب مہر سکوت ✤ نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتمدار
ہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی ✤ گُنج تاریک ہی اور عالمِ تنہائی ہی ✤

شعار جو نقیبون نے پڑھے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ہر ایک کا یہی قول
ا کہ میدان مین نکلین حریف سے لڑین نام پیدا کرین یہ تو ظاہر ہوا کہ دنیا ناپائدار ہی

داخل نہ دو کہرام کو جانے دو مگر جب کہرام داخل لشکر بادشاہ ہوا اُس وقت ظلمانہ نے کہا کہ
جا کے برق فرنگی کو لاتی ہون اس ظالم نے تو بڑی آفت برپا کی کہرام کے ساتھ کیا مگر کیا ہو حقیقت
مین مسلمان بڑے فتور بیے ہین مگر آج مین شب کو سحر کرونگی وہ سحر کرون کہ زمین ہل جاے یہ باتین
تھی کہ لشکر ظلمات کے لوگ لاشہ اپنے افسر کا لیے ہوے روتے پیٹتے آے ظلمانہ نے کہا کہ
یہ کسکا لاشہ ہی اور کیون اسقدر پریشان ہو سرداروں نے عرض کی کہ آپکے شوہر کا لاشہ
راہ مین آتا تھا برق فرنگی عیار نے دم دیکر مار لیا ظلمانہ بہت روئی کہا صاحبو اگرچہ
برس سے وہ مجھسے الگ رہتا تھا مگر سہاگن تو مشہور تھی میرا راج و سہاگ لٹ گیا سردار
نے سمجھایا کہ آپ صاحب نصیب ہین کہ قدرت کے لیے کوشش کر رہی ہین یقین ہی کہ مطلب
پورا ہو ظلمانہ نے بڑی دھوم سے لاشہ ظلمات کا اُٹھوایا ننگے سر ساتھ آئی لاش شوہر
جلوائی وہانسے روتی ہوئی پلٹی جیسے ہی دربار مین آکر بیٹھی سردار سمجھانے لگے کہ ای ملکہ
صبر کیجیے آپ سے اور مسلمانون سے مقابلہ ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار عیاری کرے ظلمانہ کہا
آج زمین ہلادونگی وہ سزادون کہ مسلمانون کو بھاگتے راستہ نہ ملے یہ کہکر حکم دیا کہ پردے بار
کے اُٹھوادو پردے بارگاہ کے اُٹھ گئے ظلمانہ لشکر حریف کو دیکھ رہی ہی کہتی ہی تعداد
مثل مور و ملخ کے ہو گئی ابھی چندے سے یہ عظم و شان بڑھا یہ دن نصیب ہوا کہ سردار پر سردار
شریک ہوتے جاتے ہین یارو تم مین کوئی ایسا نہین ہی کہ برق یا عمرو کو پکڑ لاے یا بادشاہ
گرفتار کرے کہ مطلب دلی حاصل ہو کوئی جواب نہین دیتا خاموش بیٹھے ہین کہ پہلوے دشت
سے گرد اُڑی ظلمانہ نے دیکھا کہ ایک ساحر تخت پر سوار ایک عیار مکار قنتورے وغیرہ
آراستہ و پیراستہ تاج عیاری سر پر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے آتا ہی پشت پر ساٹھ ستر
فوج یا دریاے تہار کی موج ظلمانہ نے ہرکارون کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو یہ کون آیا
ہرکارے گئے اور دریافت کرکے آے عرض کی ابرام جادو بھانجا آپکے شوہر کا برا
معاوضۂ خون ظلمات آیا ہی ظلمانہ نے کہا کہ ای سردارو جاؤ ابرام کو بُلاکر میرے پاس لاؤ
سمجھادون کہ خبردار بلا سمجھے مقابلہ نہ کرنا کوئی مکر تجویز کر لو سردار گئے اور ابرام کو ساتھ
کے لاے ابرام نے معافی امان کہکر سلام کیا ظلمانہ نے بلائین لین کہا ای نور نظر کیونکر آیا

مقابلے مین آے اول بادشاہ نے کہرام کا نیزہ نکالا آخر کشتی مین چار پہر لڑا مگر بہت خستہ ہوا شام
ہو لڑائی سے ہاتھ کھینچا کہا اب رات ہوئی کل لڑونگا بادشاہ نے ہر چند روکا مگر کہرام نہ رُکا اپنے
لشکر مین آیا بارگاہ مین سر جھکا کر بیٹھا کہ نامہ دار نے آکر ملاقات کی اور کہا کہیے حضور سعد کو کیسا
پایا کہرام نے کہا کہ سعد نہایت صاحب طاقت ہی ابکی مرتبہ جو مقابلہ کرونگا تو زیر ہو جاونگا
برق نے کہا کہ مین گرفتار کر کے لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا آکر بادشاہ سے ملاقات کی خواجہ
بھی بیٹھے تھے برق نے کہا کہ ای شہریار مین نے کہرام پر رنگ جما دیا چاہتا ہون کہ آپ کو
گرفتار کر کے لیچلون اہل لشکر کو حکم دیجیے کہ وقت پر بلوہ کرین آپ کہرام کو بیجیے گا بادشاہ
نے قبول کیا برق فرنگی بادشاہ کا پشتارہ مع سلاح وغیرہ باندھ کر لیچلا مگر بادشاہ جمجاہ نے
سرداروں سے اپنے کہدیا کہ اگر ظلمانہ دخل نہ دے تو کوئی ساحر نہ آے غیر ساحر بلوہ کرین سرداران
غیر ساحر نے اقرار کیا کہ ہم وقت پر پہونچین گے جنگ آغاز کر دین گے برق فرنگی پشتارہ
لیے ہوے سامنے کہرام کے آیا کہرام رنجیدہ بیٹھا تھا پشتارۂ سعد دیکھ کر بہت خوش ہوا کہا
اسکو ہوشیار کرو برق نے بادشاہ کو ہوشیار کر دیا بل کر کے بادشاہ اُٹھے کہرام نے کہا کہ ای
سعد اب میری اطاعت کرو ورنہ قتل کرونگا برق فرنگی بھی آمادہ ہی حقہ ہاے آتشبازی لیے
بیٹھا ہی کہ بیرون بارگاہ بلوہ ہوا کہرام نے پوچھا خیر تو ہی ہرکاروں نے عرض کی کہ سرداران
سعد آپڑے مغلوبہ ہو رہی ہی کہرام نے کہا کہ سعد کا سر کاٹ لو جلاد نے آکر چاہا کہ ہاتھ پکڑ کے
کھینچون سعد نے ایک تمانچہ مارا کہ سر جلاد کا اُڑ گیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ
منم شاہ شاہان فریدون حشم ❊ بہار گلستان کاؤس و جم ❊ منم شیر دل صف شکن نوجوان ❊
نہالِ گلستانِ صاحبقران ❊ کہرام نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار چھین لی کمر زنجیر
مین ہاتھ دے کر اُٹھا لیا کہرام پکار اُٹھا کہ ای شہریار الامان بادشاہ نے جواب دیا امان بشرط
ایمان کہرام بصدق دل مسلمان ہوا برق نے نکل کر سب کو منع کیا کہ اب جنگ نہ کرو کہرام
مسلمان ہوا سب سردار بارگاہ مین آے کہرام سے بغلگیر ہوے کہرام کو ساتھ لے کر
نوبت و نقارے بجاتے ہوے سعد شہریار اپنی بارگاہ مین آے مگر ظلمانہ جادو نے یہ سب
معرکے دیکھے ہر چند ساحروں نے کہا کہ سحر کرین ظلمانہ نے کہا کہ کون اپنی جان پر آفت لے

بدیع وقاسم وعلمشاہ ان سب کو ایک دن مین زیر کرلونگا طلسم کشا سے البتہ دو تین روز
پڑیگا ای نامہ دار زبانی عرض کرنا کہ جو ارشاد ہوا ہر وہ ہی بجالاؤنگا نامہ دار نے کہا ای
دوران قدرت کی پرورش کا کیا ذکر کرون مین آتا تھا صحرا مین قدرت کا نام لیکر سو گیا
مین تشریف لاے فرمایا اکثر نامہ دار مارے گئے اس وجہ سے تیری حفاظت کر رہا ہون جو
عمرو مین ہین وہ سب تجکو دیتا ہون امتحان کر لینا ساقی گری بھی کرنا گانے مین بھی امتحان کر
باتون پر تجکو اختیار دیتا ہون ای پہلوان دوران امید وار ہون کہ میرا امتحان لیجیے
بایان کھینچا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار گاے نظم

سوز الفت مین اگر جلوہ گری پیدا ہو
خاک ہو جل کے جو پروانہ پری پیدا

شوخیون مین روشِ فتنہ گری پیدا ہو
چشمکون مین تری جادو نظری پیدا

سرد آہین جو کبھی کھنچکے لبون تک آئین
گرمیان کرتی ہوئی بے اثری پیدا

آئنہ دیکھے اگر حال پریشان میرا
ساتھ حیرت کے پریشان نظری پیدا

دے اگر جام کو وہ ساقیِ مہوش گردش
صاف کیفیت دور قمری پیدا ہو

اُڑ کے جانیکا خطِ شوق ارادہ جو کرے
بھیس بدلے ہوے قاصد کا پری پیدا

ہم تو عاشق ہین جب انداز قیامت پہ مرین
قامتِ یار کی سی فتنہ گری پیدا

سلطنت دے جو مجھے عشق تو سر پر میرے
عوض داغ جنون چتر زری پیدا

آزما دیکھ محبت کے اثر کو بھی جلال
پھر نہ ہو حوصلہ وہ بے اثری پیدا

کہرام نے بڑی تعریفین کین کہا ای نامہ دار قدرت نے تجکو سب کچھ دیا ہے نامہ دار نے
آپ میرے ساتھ چلیین مین بادشاہ کو گرفتار کر لاؤنگا کہرام نے کہا کہ ای نامہ دار مکر
کہ جو مغلوب ہو میدان مین چیر پھاڑ کے پھینک دونگا کیا چین لینے دونگا مگر خیر سا
تماشاے جنگ دیکھو شاید ضرورت پڑے تو اُس وقت مین تم کو روانہ کرونگا گرفتا
خدمت خداوند مین بھیجدونگا میری بارگاہ مین رہو اُس شب برق وہین رہا کہرام
کو کوچ کیا مقابلہ سعد شہریار مین آیا طبل جنگی بجوایا بادشاہ نے بھی خبر سُنکر نوازش
کو حکم دیا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان مین آے کہرام نکلا با

نام بتایا کہ مجکو شعلۂ محفل کہتے ہین برق نے کھول کر کہا کہ اب اپنے مقام پر جاؤ میرا نام مہتر
رق فرنگی ہی جب کبھی موقع ہوگا تو آؤنگا وہ نازنین برق کو دعائین دیتی ہوئی طرف اپنے
نون کے روانہ ہوئی راہ مین شوہر سے ملاقات ہوئی اُسنے پوچھا کہان گئی تھی اُس نازنین نے
سب حال بیان کیا اور برق کی تیزی اظہار کی کہ مہتر برق فرنگی نے لڑکون کی بدعت سے
یا ورنہ سب لڑکے عصمت بگاڑنے پر آمادہ تھے شوہر زوجہ کو ساتھ لیکر طرف اپنے مکان
ے روانہ ہوا مگر برق فرنگی ایک ساحر کی شکل بنا ہوا جنگل مین جاتا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی
ھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار نیزہ دار لشکر کو لیے ہوے
ہمراہ اسباب صید و شکار ہمراہ ہی برق نے فقیر بن کر دریافت کیا معلوم ہوا کہ کہرام نیزہ باز
کارگاہ مین آیا تھا خبر سُنی کہ مسلمانون نے طلسم پر دھاوہ کیا ہی یہ کہکر چلا ہی کہ بلوہ صاف کیے
تا ہون کئی دن سے سفر مین ہی کسی سے مقابلہ نہین پڑا خیال مین گذرا کہ ای برق انکی ہین
مت کرو آگے نہ جانے دو کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا پاس سے نکالا ایک ساحر کی
ل بنا ایک نامہ جمشید ثانی کی طرف سے تیار کیا خلاصۂ مضمون یہ تھا کہ ای کہرام نیزہ باز
کو معلوم ہوا کہ تم نے شکارگاہ سے کوچ کیا ہی ابھی کسی سے مقابلہ نہین پڑا انکو مناسب
ہی کہ بادشاہ اسلام کو پہلے تلاش کرو اگر تم اُنپر غالب آؤ تو قید کرکے ہمارے پاس بھیجدو
سزا دے لین گے یہ نامہ لکھکر دو ملیغے سے باندھا دربارگاہ کہرام پر آیا درگہ سالار سے
کہا کہ عرض کردو در دولت پر ایلچی فرستادۂ خداوند حاضر ہی امیدوار باریابی ہی یہ سُن کر
گہ سالار نے جاکر عرض کی کہرام نے کہا کہ بُلا لو برق فرنگی اندر آیا کہرام کو دیکھا
دنگل پر بیٹھا ہی مگر ایک دیو ہی کہ قالب انسان مین سمایا ہوا ہی بیٹھا جھوم رہا ہی پیشانی
بل پڑا ہوا پوچھا ای ایلچی قدرت نے نامہ بھیجا ہی یا کچھ زبانی بھی ارشاد فرمایا ہی برق
نے نامہ نکال کر دیا کہرام نے پڑھا ہنس پڑا ساتھ والون سے کہا کہ قدرت کی میرے
ل پر بڑی پرورش ہی ہر وقت اپنے بندون کا خیال رکھتے ہین جو ارشاد کیا ہی وہ ہی
لاؤنگا پہلے بادشاہ کے مقابلے مین جاؤنگا اول اُن کو گرفتار کرکے روانہ کرلون تو
صاحبقران کو ڈھونڈھون اور جو چند کس ہین وہ ایک دن کے مقابلے کے ہین مثل

بندۂ زارت منم ای کردگار — منفعل نادم نہایت شرمسار
مبتلاے رنج و غم لیل و نہار — مضطرب غمگین پشیمان بیقرار
لاغر و بے طاقت و زار و نزار — بیدل و بیدست و پا بے اختیار
بندۂ تنہا و دشمن صد ہزار — اندرین رنج و ملال و حال زار
ہست این ناچیز و کمتر خاکسار — بر کمال فضل تو امید وار

برق فرنگی نے جو بلک کر دعا کی قضاے کار میثاق کوہ گردان کہ براے شکار نکلا تھا د
سے اِسنے دیکھا کہ برق فرنگی کھڑا تڑپ رہا ہی چند ساحر قتل کرنے کو آتے ہین برق فرنگی
میثاق کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای وزیر اعظم مین نے ظلمات شوہر ظلمانہ کو مارا یہ س
چاہتے ہین کہ مجکو قتل کرین ای میثاق میرے پانون بیکار ہو رہے ہین مجکو بچاؤ میثاق نے ا
گولہ مارا کہ تلوارین برسنے لگین جسپر تلوار پڑی اُسکا سر اُڑ گیا اور جادوگر جو آتے تھے وہ میث
کو دیکھ کر ڈرے اور پلٹ گئے میثاق نے آکر برق کو اُٹھایا سب کیفیت سُنی میثاق بہت
کہا کہ ای برق کیا کار نمایان کیا بڑے جادوگر کو مارا اب جو ذرہ بندون پر نامے پہونچے ہین
بڑے جادوگر آئین گے ای برق فرنگی اب خیال رکھنا جو آئیگا تمھارے اُستاد کی فکر کر
برق نے کہا کہ مین تو اب ظلمانہ کی فکر مین جاتا ہون میثاق سے برق فرنگی رخصت ہو
ایک جنگل مین آیا دیکھا کہ ایک نازنین کو چند لڑکون نے گھیرا ہی اُسے حیران کر رہے ہین
مل کر پکڑ لیا ہی اور ہاتھ پانون باندھ کر پریشان کر رہے ہین وہ نازنین حیران ہی کہ ان
کی بدعت سے کیونکر نکلون کہ برق ایک ساحر بن کر آیا لڑکون سے کہا کہ خالی اسکو کیون ستا
سب مل کر شراب پیو اور اسکو بھی پلاؤ تب دل لگی ہو ایک لڑکا یہ کہکر دوڑا کہ مین بھٹی سے ش
لاتا ہون ایک نے گھر سے کچھ پیسے کھول کر دیے وہ لڑکا دوڑا ہوا گیا بھٹی سے ایک لوٹ
کا بھر وا کر لایا برق نے سب لڑکون کو بیہوشی ملا کر شراب پلائی پیتے ہی سب کے سب بیہوش
برق نے اُس نازنین سے پوچھا کہ اری تو کون ہی اس جنگل مین کیونکر آئی اُس نازنین نے
کہ سامنے جو گانون ہی اُسمین رہتی ہون شوہر نے جو مارا مارے ڈر کے نکل آئی یہان جو آئی
نے گھیر لیا حیران کر رہے تھے تم نے آکر سب کو سلا دیا برق نے اُس نازنین کو کھول دیا

...دچون غالب شود از نالہ مخفی لب بہ بند		راز دل اظہار کردن شیوۂ خام ست و بس

...اشعار پڑھ کر بانازوغمزہ جام ظلمات کو دیا ظلمات مبہوت ہورہا تھا خوشی مین آکر جام ...لیا نازنین نے اشارہ کیا کہ صاحب خادمون کو تو اشارہ کرو کہ باہر جاوین اور خادمون ...سے کہا کہ اگر شراب کی خواہش ہی تو گلابیان لیجاکر باہر بیٹھو جب بلائین گے تب آنا خادم ...باہر گئے ظلمات ہاتھ بڑھانے لگا نازنین نے ایک تمانچہ مارا کہ او بیحیا ہم کو ہاتھ لگاتا ہی ...شرم نہین آتی ذرا اُٹھ کر ٹہل ظلمات گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا کہ ٹہلون بیہوشی تاثیر کر چلی تھی ...لڑکھڑا کر گرا برق نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق ؎ منم برق رفتار و خنجر گزار ٭ کہ استاد ...من خواجۂ نامدار ٭ بظاہر تو مین برق رفتار ہون ٭ و لیکن مین عیار و مکار ہون ٭ کرون ...پلون کوس کی راہ طی ٭ ارسطوے ذی علم شاگرد ہی ٭ بزیر قدم غرب ہی شرق ہی ٭ چھلاوہ ...ون مین نام بھی برق ہی ٭ جیسے ہی برق نے خنجر مارا سر تو ظلمات کا جدا ہوا مگر ایک طائر ...اسکے سینے سے نکل کر آوازین دینے لگا کہ یارو جلد دوڑو اندھیر ہوا کہ ظلمات مارا گیا اسطرح ...اس طائر نے آواز دی کہ ہمراہیان ظلمات دوڑے بارگاہ مین گھس آے دیکھا کہ لاشہ ...ظلمات کا تڑپ رہا ہی اور ایک شخص لوٹتا پھرتا ہی للکارا کہ ارے تو کون ہی برق فرنگی نے ...ساحرون کو دیکھا ایک حقۂ آتشبازی داغ کر مارا کئی کے منھ جلے برق کود کر بھاگا ساحرون ...پیچھا کیا برق بھاگا ہوا جاتا ہی ساحر پیچھے چلے آتے ہین ایک نخل کے نیچے پہونچ کر برق ...اڑ کا تھا کہ ایک ساحر نے آواز گیر کی دی برق کے پانون زمین نے تھام لیے تلوارین ...کھینچ کر وہ لوگ دوڑے کہ برق کو قتل کرین برق فرنگی بیقرار ہو گیا دعائین مانگنے لگا کہ ای کریم و رحیم اس آفت سے بچائے نظم

ای خداوند جہان پروردگار ٭		ای تسلی بخش اہل اضطرار
ای بوقت محنت و غم غمگسار		ای بہنگام مصیبت دوستدار
قصر عالم را تو کردی استوار		خاک را تو بر دہی بہ اوج افتخار
یافت انسان از تو تاج اقتدار		عز و حرمت بندگان جان نثار
میکنی بر خلق عالم بار بار ٭		لطف بیحد و عنایت بیشمار

ظلمات نے جو یہ آواز سُنی تخت سے کودا قریب آکر پوچھا کہ ای مہ جبین کیون اسقدر بیقرار...
بیرق نے سر جُھکا کر کہا کہ آوارۂ وادی وحشت ہون فلک نے خوب ستایا اس جنگل مین کئی
دن گذرے مگر کسی جانور درندنے نہ پوچھا ظلمات نے کہا کہ تمھارا نام نامی کیا ہی اُس نازنین
نے شرما کر جواب دیا کہ مجکو بہرہ کہتے ہین اسی جنگل مین قافلہ لٹا مین عصمت کے ڈر کے مارے
یہان چھپی شوہر کو میرے قزاقون نے مار ڈالا باپ کو گرفتار کر کے لے گئے ظلمات نے ک...
کہ میرے ساتھ چلو ہر چند کہ مین اپنی زوجہ کے پاس جاتا ہون مگر یہ مجال نہین کہ تمھارے
مقدمے مین دخل دے نازنین نے جواب دیا کہ صاحب سوتاپے کا ملال مجھسے نہ اُٹھیگا ظ...
نے کہا کہ ظلمانہ اب ضعیف ہوگئی ہین اُسپر توجہ نہین کرتا کبھی دوسرے تیسرے مہینے اُسکی ما...
کو جاتا ہون وہ الگ رہتی ہی مین الگ رہتا ہون وہ بھی چاہتی ہی اور بلکہ کہتی ہی کہ ...
تم اپنی شادی دوسری کرلو مین یقین کرتا ہون کہ وہ تمسے بہناپا کرے نازنین نے کہا ...
جس طرح مجھسے ملین گی مین بھی اُسی طرح ملاقات کرونگی ظلمات نے سب باتون پر اچھا...
کہا اُس نازنین کو ساتھ لیکر اُسی مقام پر اُتر پڑا نازنین کی بدل وجان خاطر کر رہا ہی جب
شب ہوئی تو آمادہ ہوا کہ وصل حاصل کرے نازنین نے کہا کہ صاحب ایک آدھ جام شراب کا
تو پلا دو ظلمات نے اشارہ کیا گلابی اُٹھا لو مین خود شراب کا عادی ہون میرا دل یہ ...
ہی کہ تم بھی پیو مین بھی پیون اُس نازنین نے خوشی خوشی گلابی اُٹھا کر جام لبریز کیا اور رنگ...
یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

میکشان ہنگامۂ می گردش جام است وبس	حاصل می خوردن ما تلخی کام است و...
صید بر صیاد گردد بلبل از بے طاقتی	دانۂ مرغ محبت حلقۂ دام ست ...
عشق افروزد چراغ حسن را در شام زلف	روشنائی کفر را از نور اسلام ست ...
شادزان گردم زغم کز غم شود نامم بلند	مرد را مقصود از مردی ہمین نام است ...
گر زبوے پیرہن چشم کسے روشن شود	روشنی چشم مہجوران زپیغام ست ...
شکوہ از بیگانگان و آشنایان چون کنم	کانچہ آید پیشم از تاثیر ایام ست ...
مرد رہ را اندرین رہ زاد رہ در کار نیست	دوری راہ دو عالم حد یک گام ست ...

اجہ نے کہا کہ خیر بیٹا کپڑے لے لو مگر ظلمانہ کی تدبیر کا اب تم پر حق ہی اُسکی فکر کرو کیونکہ اس نامہ دار کا
ارا مال و اسباب تو تمنے لیا مگر ظلمانہ بہت ہوشیار ہی جو عیاری کرنا بھگر کرنا برق کو بخوبی سمجھا کر
راجہ نے رخصت کیا برق فرنگی صورت بدل کر چلا لشکر ظلمانہ مین آیا پھرنے لگا قضائے کار
لمانہ جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہی مصاحبون سے صلاح کر رہی ہی کہ ہر کارون نے خبر دی
رنگ عالم غضب ہوا نامہ دار مارا گیا ظلمانہ نے کہا کہ وہ آفت برپا کرونگی کہ مسلمانون کو چین نہ
ے وہ سحر کرون کہ زمین ہل جاے اس سوچ مین بیٹھی تھی کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا گلے مین اُسکے
ک کاغذ بندھا تھا ظلمانہ نے کھول کر پڑھا اُسکے شوہر ظلمات آدمخوار کیطرف سے لکھا تھا کہ
احب تمکو گئے ہوے عرصہ ہوا میری ملاقات تک کو نہین آئین مین نے یہ نامہ روانہ کیا ہی تمامے
ے دیکھتے ہی کچھ تدبیر ایسی کرو کہ مجھسے ملو یا جواب باصواب لکھو ظلمانہ نے پشت پر اُسکی
ھا کہ ای شوہر میرے مین مجبور و ناچار ہو رہی ہون جلد مع فوج آؤ کہ ہم تم ملکر مسلمانون کا
م تمام کرین گلے مین طائر کے وہ نامہ باندھ دیا ظلمات آدمخوار کو جو یہ نامہ پہونچا ساٹھ ہزار
ج تیار کر کے براے مدد ظلمانہ چلا لشکر ساتھ لیے ہوے منزل در منزل چلا آتا ہی برق
ل مین پھر رہا تھا کہ گرد اُڑی لشکر ظلمات ظاہر ہوا برق نے صورت بدل کر دریافت کیا
لوم ہوا کہ شوہر ظلمانہ ظلمات آدمخوار براے مدد زوجہ جاتا ہی برق ایک نخل کے نیچے
بیٹھا بلک بلک کر روتا تھا اور یہ اشعار پڑھتا تھا نظم

ترے مکان کا پتہ کوئی مجکو کیا دیگا	ترا ہی نقش قدم راستہ بتا دیگا
نقاب رخ سے جو وہ ماہرو اُٹھا دیگا	یقین ہی جلوہ خورشید کو مٹا دیگا
کریگا خواب عدم سے وہ فتنہ خو بیدار	سلا گیا ہی جو ہم کو وہی جگا دیگا
دہان قبر سے کہتے ہین ساکنان عدم	کہ سب کو خاک مین اکدن فلک ملا دیگا
غم فراق جو ہر دم لحد جھکاتا ہی	یہ رفتہ رفتہ مجھے خاک مین ملا دیگا
خدائی ہو قیامت سمجھ کے لرزیگی	نقاب چہرے سے جس روز وہ اُٹھا دیگا
بتنگ ہو کے یہ غنچو نسے بلبلون نے کہا	کہ غم رسیدونکا نالہ جگر ہلا دیگا
ہزبر دلمین بٹھاؤ عروس الفت کو	نباہ کرنیکا سامان تمھین خدا دیگا

لیے ہوے نامہ دار روتا تھا کہتا تھا کہ اے ملکۂ عالم آج وہ سزا پائی کہ عمر بھر یاد رہیگی ظلمانہ
کہ قدرت سے نہ فریاد کرنا نامہ دار روتا ہوا روانہ ہوا راہ مین برق فرنگی ایک ساحر کی شکل
کھڑا انتظار دیکھا کہ نامہ دار روتا ہوا آتا ہی سمجھ گیا کہ یہ خوب پٹا کپڑے پھٹے ہوے رونے پیٹے ہا
اُن کو دیکھ دیکھ کے روتا ہی کہتا ہی یا خداوند جس جس نے مجکو مارا ہی اُن کو سزا دیجیے برق ا
نازنین کی شکل بن کر ایک نخل کے سائے مین بیٹھا اور نام جمشید ثانی کا لیکر رونے لگا نامہ دار
نے جو پلٹ کر دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا قریب آکر پوچھا کہ کیون صاحب کیون رو رہی ہو
جو حکم دو وہ بجا لاؤن اُس نازنین نے کہا کہ مجھ گرفتار دام مصیبت سے کیا حال پوچھتے
آوارۂ دشت مصیبت گرفتار دام وحشت اپنے باپ کے ساتھ جاتی تھی قزاقون نے آکر لوٹ لیا
مین بخوف آبرو یہان بھاگ کر آئی اے شخص بڑا احسان تیرا یہ ہوگا کہ مجھے میرے گھر پہونچا دے آج
کسی شیر بھیڑیے نے نہ کھایا گھر والے بھی تیرا احسان مانین گے نامہ دار نے کہا کہ شادی تمھاری
ہو گئی اُس نازنین نے کہا کہ تمھارے ساتھ شادی ہو گی کہ تمنے ایسے وقت مین خبر لی
بھلا مین تمھارا دامن چھوڑونگی ہمیشہ ساتھ رہونگی یہ کہکر وہ نازنین اُٹھی نامہ دار نے پوچھا
مکان کہان پر ہی نازنین نے سر جھکا کر کہا کہ جہان گولر کا پیڑ لگا ہی گانون مین کھیت بہت ہی
ایک طرف چمار رہتے ہین نامہ دار سمجھ گیا کہ یہ بالکل نادان ہی اُس گانون کا نام نہین جانتی ج
سب گانون مین رہتے ہین گولر کے پیڑ کی کیا شناخت تھوڑی دور نازنین نے آکر کہا کہ
میان تم کو کچھ سحر و ساحری مین بھی دخل ہی نامہ دار نے کہا کہ خوب جانتا ہون کیا مطلب ہی کچھ
تو کرو نازنین نے کہا کہ دیکھو سامنے جھاڑی مین ایک قزاق بیٹھا ہی نامہ دار نے کہا کہ صا
مجکو نہین معلوم ہوتا نازنین نے کہا کہ آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک اپنی ناک کٹوا
تو سجھائی دے مگر سحر کرو کہ رہین اُسکے پانون تھام لے نامہ دار نے چاہا کہ بڑھ کر سحر کرون
نے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈال دیے حباب مار کر بیہوش کیا خنجر مار کے دو ٹکڑے کیے مرنے کی
صدا بلند ہوئی خواجہ عمرو ایک طرف جاتے تھے آواز سُنکر پلٹے اُس وقت آکر یہو
دیکھا برق فرنگی کپڑے اُتار رہا ہی للکار کر آواز دی کہ او بیحیا کیا کرتا ہی یہ میرا حق ہی
کے کپڑے اُتارتا ہی برق نے کہا کہ اُستاد میرا حق ہی جسکی مرتبہ مین نے غفلت کی تھی ابکی

برق بہ عاجزی کہتا ہو کہ مجھے بھی کچھ لینے دیجیے ورنہ بہت پچھتائیے گا خواجہ کہ سُنتے ہین بہی بچارے
ہین کہ برق نکل جائے تو مین اکیلا بارگاہ کو لوٹ لون قصناے کار بہمن جادو کہ برائے شکار گیا تھا
پلٹ آیا دیکھا کہ دربار گاہ ظلمانہ پر چوبدار بیہوش پڑے ہین خادمون مین جوتی پیزار ہو رہی ہی
بہمن گھبرایا پردہ اُٹھا کر اندر آیا دیکھا کہ دو شخص بارگاہ کو لوٹ رہے ہین اور ظلمانہ بیہوش پڑی
ہی للکارا کہ ارے تم کون ہو دونون کچھ دیکر بھاگے بہمن نے آکر ظلمانہ کو ہوشیار کیا وہ جو اُٹھی
یہی کہتی ہوئی اُٹھی کہ ارے کرٹے چھچڑے کیا ہوئے کوئی کہتی ہی کہ ارے بجلیان مین نے ابھی نئی
بنوائی تھین کوئی کہتی ہی ابھی نئی بالیان بنوائی تھین یہ سب چیزین کون لے گیا چوبدار چیختے پھرتے
ہین کہ ہمارے عصے کیا ہوئے ظلمانہ نے کہا کہ ارے نالائقو مال کو کیا پیٹتے ہو جان بچی یہی
بڑی بات ہی نگوڑے نے آکر عجب جھگڑا پھیلایا ظلمانہ سب کو تسکین دے رہی ہی کہ درگہ سالار
نے آکر عرض کی کہ نامہ دار پھر آیا ہی کہتا ہی کہ جنگل مین بیہوش پڑا تھا کاہ فروشون نے ہوشیار کیا
ظلمانہ نے کہا کہ ارے نگوڑا پھر آیا مین باتین کرونگی تم لوگ پکڑ لینا خوب نگوڑے کو مارو منہ ہی
منہ بیٹھو کہ نگوڑا یاد کرے ہم لوگون کو بالکل بے وقوف سمجھا ہی کہ ابھی عیاری کرکے گیا اور پھر رنگ
جمانے آیا سب ساحر سر جھکا کر بیٹھے درگہ سالار نے کہا کہ میان نامہ دار اندر جائیے ملکہ ظلمانہ
آپ کو اندر بلاتی ہین نامہ دار اندر آیا ظلمانہ کو سلام کیا چہار طرف سے جادوگر ٹوٹ پڑے لات
جوتی پڑنے لگی نامہ دار چلاتا ہی کہ مین نے کیا خطا کی ہی کہ سزا ملتی ہی مارنیوالے کہتے ہین کہ او سار بان او
بڑا تیرا کلیجہ ہی ابھی عیاری کر گیا پھر دوڑا آیا نامہ دار نے کہا کہ ای ملکۂ عالم میرا منہ دھلوائیے
جب تو پہچانیے گا سب نے منہ ہاتھ دُھلایا مگر صورت تبدیل نہ ہوئی ظلمانہ نے شعلۂ سحر گرایا
مگر صورت نہ بدلی تب حال پوچھا نامہ دار نے سب حال بیان کیا کہ مین جنگل مین بیہوش پڑا تھا
کاہ فروشون نے آکر ہوشیار کیا مین فریاد کرنے آیا تھا یہ نہ سمجھا تھا کہ فریاد مین یہ بیداد ہوگی
وہ مار کھائی کہ ہڈیان تھیلا ہو گئین اب جادوگر عذر کرنے لگے کہ بھائی معاف کرنا پہلے
تمہارے ایک جوتا مارا تھا دوسرا کہتا ہی کہ مین نے فقط ایک تھپڑ مارا کوئی کہتا ہی فقط مین نے
ایک لات ماری تھی نامہ دار کہتا ہی تمہاری لات سے تو مین گرا سب جادوگرون نے خوب
مجھے ذلیل کیا اب کبھی نہ آؤنگا اور قدرت سے فریاد کرونگا ظلمانہ نے انعام دیا روپیہ ہاتھ مین

کہ نہال عشرت خیز نظر کردہ ہوئی قدرت نے اُسکو پسند کیا مگر برق نے یہ حجیل چالیس
گلابیان آراستہ کین بیہوشی اُنمین خوب دل بھر کے ملائی اور بشکل کنیز مذکور محفل مین آیا
کہا کہ صاحبو دیکھو نہال عشرت خیز کس سلیقے سے شراب لائی ہو کہ خود بخود دل چاہتا ہو
پیجیے بے شک یہ نظر کردہ ہوئی ظلمانہ نے خواجہ سے کہا بھی کہ ای نامہ بر جاؤ عمرو نے
آپ کی محفل مین کرامت کا ذکر ہو ہم بھی ایک آدھ جام پی لین قدرت کے کمال سے آگاہ
ظلمانہ نے کہا کہ اختیار ہو ای نامہ دار بیٹھے رہو خواجہ بشکل نامہ دار بیٹھے ہین اور برق
کو رہا ہی برق نے بھی خواجہ کو پہچانا دمبدم کہتا ہو کہ میان نامہ دار صاحب یہ شراب
مطلب نہین ہی عمر بڑھ جائیگی عمرو گرفتار ہوگا پہلے مین ہی اُسکو گرفتار کرونگی تم بھی
کر لینا ساربان زادہ گرفتار ہو کر آئیگا اُسنے بڑی بدعتین کی ہین خواجہ کہتے ہین بی نہال
مین تم مقبول بارگاہ خداوندی ہوئین جب قدرت فرما گئے تو فرق نہ ہوگا برق نے
لبریز کر کے ظلمانہ کو دیا ظلمانہ پی گئی برق نے دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو
پلائی خواجہ اشارون سے کہ رہے ہین کہ بیٹا تمنے کیا کار نمایان کیا مگر خبردار کوئی شی
برق ہر مرتبہ بیہوشی ملا کر جام خواجہ کو دیتا ہو خواجہ گریبان مین گرا لیتے ہین برق
ہو کہ یہ کیا وجہ ہو کہ اُستاد کو بیہوشی تاثیر نہین کرتی سوچا کہ دفعیہ بیہوشی کھا لیتے ہو
سے تاثیر نہین ہوتی تھوڑے ہی عرصے مین برق نے سب کو شراب پلائی محفل مین
ہونے لگی ہلڑ جو ہوا ظلمانہ نے کہا کہ صاحبو کیا میری بارگاہ کو بازار بنایا ہو جیسے ہی
گری سنبھالنے والے اُٹھے وہ بھی گر کر بیہوش ہوے تھوڑے عرصے مین سب برابر فرش
برق نے تڑپ کر نعرہ کیا نعرۂ برق ؎ مرا نام ہی برق خنجر گزار + کہ اُستاد ہو
نامدار + کرون سیکڑون کوس کی راہ طی + ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی + بزیر قدم
ہی + چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی + برق نے جھک کر ظلمانہ کے ہاتھ سے کڑے
خواجہ نے اُٹھ کر ایک تمانچہ مارا اور کڑے چھین لیے برق مُنہ دیکھ کر رہگیا اب خو
لوٹنے لگے برق کہتا ہو کہ اُستاد ظلمانہ کی فکر کیجیے خواجہ کہتے ہین آپ نکلجائیے مین
برق جواب دیتا ہی اُستاد مین نے بڑی محنت کی ہی خواجہ فرماتے ہین ابے کیا بیہو

ہون ملکہ ظلمانہ کو خبر کردو نامہ دو نگاہ درگہ سالار نے جاکر ظلمانہ کو خبر کی ظلمانہ نے بلوایا نامہ دار سامنے
لا تکلف نامہ دیدیا ظلمانہ نے پڑھ کر جواب لکھا کہ یا خداوند مقام غیرت ہی کہ مین گئی جینے مسلمانون
لڑی اور کوئی مطلب نہ نکلا لہذا امیدوار ہون کہ ایک ہفتے کی مہلت ادھر ملے اسی کے اندر
لیکر آؤنگی نامہ دار نے نامہ اپنے پاس رکھا بیٹھ کر باتین کرنے لگا کہ ظلمانہ کی ایک کنیز موسوم بہ
ال عشرت خیز ہنستی ہوئی سامنے ظلمانہ کے آئی کہا واری آپ نے سُنا مین نے آج شب کو
اب دیکھا کہ ہونے دو سے خداوند آئے ہین اور مجھپر مہربان ہین مگر سامری نے میری پشت
ہاتھ رکھا اور کہا کہ ہم تجکو علم موسیقی دیتے ہین جو جو کام عمرو کرتا ہو وہ تو بھی کرنے لگیگی عمرو کی قضا
ے ہاتھ سے ہو واری میرا امتحان تو لیجیے خواجہ یہ باتین کنیز کی سُنکر بغور دیکھنے لگے دیکھا کہ برق
بجھے کہ اب مطلب نکل آئیگا ہمارا فرزند آپہونچا بڑا تیز ہی پہلے سے آکر بیٹھ رہا یہ کہکر برق فرنگی
نے بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجاکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

ہو شبِ فرقت مین دل اپنا نہین ہوتا — سچ ہی کوئی آفت مین کسی کا نہین ہوتا
دہ جو کسی کا دلِ مردہ ہو تو جانین — باتون سے فقط کوئی مسیحا نہین ہوتا
ں دیکھ چکے گرمیِ بازار حسینان — دل بیچنے والون کا تو سودا نہین ہوتا
رنا نہین کچھ شربتِ دیدار بھی تاثیر — بیمارِ محبت کبھی اچھا نہین ہوتا
ے دل ہی ہمارا کہ تم ایسو نکا ہی بندہ — اک دل ہی تمھارا کہ کسی کا نہین ہوتا
سان ہی شب و روز خلش خار الم کی — دم بھر کو بھی کم درد جگر کا نہین ہوتا
رتا ہون ہزار برا در نہین کچھ اُنھین پروا — سچ کہتے ہین سب کوئی کسی کا نہین ہوتا

س طرح وہ کنیز گائی کہ ظلمانہ تعریفین کرنے لگی کہا ای نہال عشرت خیز قدرت نے تم کو
حقیقت مین سرفراز کیا ہی نہال نے عرض کی امیدوار ہون کہ کلید میخانہ بھی مجکو ملے یہ بھی
نمان ہو جلے پھر مین برائے گرفتاری عمرو جاؤن جو کچھ قدرت کہ گئے ہین وہ ہی ہوگا ظلمانہ
کلید دی برق نے آکر غل مچایا کہ ہان صاحبو شراب لیجاؤ مین ساقی ہوتی ہون کوئی باقی
رہیگا آج امتحان کرامت خداوندی ہی کل پرسون ساربان زادہ قتل ہوگا بی ظلمانہ کی تکلیف
درت کو ناگوار ہی سب شراب لیجانے لگے گلابیان کنیز اُٹھا اُٹھا کر لے گئین ہر ایک کا یہی قول تھا

ہوکر دیکھا کہ ایک شیر صحرائی دُم ہلا رہا ہی اور کہتا ہی کہ یا خداوند یہ غفلت آپ
ہفت رنگ سے نہ نکلا کیجیے ایسا نہو کہ یہ عیار آپ کو مار ڈالین جمشید محجوب ہوا شیر
کہ ای ہزبر جادو خوب وقت پر آے شیر نے جواب دیا کہ غلام اسی خدمت پر مقرر ہی جب آ
کوئی بیہوش کریگا مین فوراً پہونچونگا جس وقت آپ بیہوش ہوے تھے اُسی وقت مجکو خبر ہو
بس اب قصر ہفت رنگ مین جائیے سب شاہزادیان بیقرار ہین جمشید طرف قصر ہفت
کے چلا دیکھا قصر کا دروازہ کھلا ہی اور شاہزادیان رو رہی ہین جمشید قصر مین آیا سب
پوچھا کہ یا خداوند کیا گذری جمشید نے سر جھکا کر کہا کہ عیار نے بادشاہ کے غضب کیا
چند نگہبان میرے اب بھی موجود ہین میرے بیہوش ہوتے ہی ہزبر جادو پہونچا اور بچا
کیا بدعت سے اُس عیار کی بچا یا مگر جسدن سحر کرونگا زمین ہلادونگا شاہزادیون نے آپ
اشارے کیے کہ قدرت ایسا ہی فرمایا کرتے ہین ایسا نہو کہ سحر کرنیکی ہوس ہی مین رہجا
خرابی ہو مگر جمشید ثانی نے ظلمانہ کو نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای ظلمانہ اب تمکو عرصہ
یا تو پلٹ آؤ یا کچھ کارگزاری دکھاؤ نامہ لکھکر پکارا کہ ای نامہ بر جلد حاضر ہو ایک جادوگر
حاضر کرتا ہوا آیا جمشید نے کہا کہ یہ نامہ لیجاؤ لیجاکر ظلمانہ کو دینا نامہ دار چلا جنگل
کے ساتھ اُڑتا ہوا جاتا ہی مگر انتہا کا پیاسا ہی صحرا مین پہونچکر ایک جھیل سے پانی پینے
کیا دیکھا درۂ کوہ سے ایک ساحر نکلا اُسنے منع کیا کہ خبردار پانی نہ پینا نامہ دار نے کہا
یہ جنگل کا پانی ہر شخص کو معاف ہی مجھے کیون منع کرتے ہو ساحر نے کہا کہ اس پانی کو آکر
اژدہا پیتا ہی اگر تم پیتے تو پانی ہوکر بہ جاتے جس سے دشمنی ہوتی ہی اُسے پینے دیتا ہون
جس سے دوستی ہوتی ہی اُسے منع کرتا ہون تم کون ہو اور کہان جاتے ہو نامہ دار نے
میرے پاس نامہ خداوند کا ہی ظلمانہ کے پاس جاتا ہون جادوگر نے کہا کہ پیاس کو ضبط کر
اگر پانی کی زیادہ خواہش ہی تو مین لاکر پلاؤن یہ کہکر جادوگر درے مین گیا جام بلوری میں
بھر کر لایا نامہ دار کو پلاکر بیہوش کیا نامہ نکال لیا جادوگر کو درۂ کوہ مین ڈال دیا
لیکر خواجہ بھاگے لشکر ظلمانہ مین آے سب سے ملاقات کرتے ہوے دربارگاہ ظلما
در گہ سالار نے پوچھا کہ ای نامہ دار کہانسے آتے ہو نامہ دار نقلی نے جواب دیا خداوند

عنبر افشان نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ ای کریم و رحیم مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے نظم

قرب گر خواہی ہمیشہ حاضر دربار باش	پیش در استادہ مثل سایہ دیوار باش
سر بنہادہ روز و شب بر آستانِ یار باش	ہست مخدومی اگر مطلوب خدمتگار باش
بادشاہی گر طلب داری غلامِ زار باش	
در رخ دلدار شیدائی اگر ای دردمند	شیفتہ بر حسن زیبائی اگر ای دردمند
تابع فرمان مولائی اگر ای دردمند	عاشقِ ذاتِ مسیحائی اگر ای دردمند
در طلب زار و نزار و لاغر و بیمار باش	

اس بیقراری مین بلک کے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آواز آئی کہ او جمشید خبردار
اسکو نہ مارنا اسکو ہم اپنے ہاتھ سے قتل کرین گے اور اگر یہ سجدہ کرے تو اسکی خطا معاف کر اور
یہ سجدہ نہ کرے تو اُس وقت اختیار ہی میرا تو اعتقاد کامل ہوا شب کو خواب دیکھا کہ پونے دو سو
خداوند جمع تھے سب جمشید کی تعریفین کرتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اس خداوند کو غنیمت
جانو بعد اسکے ایسا ظالم خداوند ہوگا کہ ساحرون کو مشکل پڑیگی جمشید نے مُنھ پھیر کر دیکھا کہ
میثاق کوہ گردان رومال سے ہاتھ باندھے ہوے کلمات مذکور کہتا ہوا آتا ہی جیسے ہی
جمشید کو دیکھا برائے سجدہ خم ہوا جمشید خوش ہوگیا کہ میرا وزیر راہ پر آیا اب مسلمانون کا
کوئی معین و مددگار نہ رہا اب جب چاہین گے مسلمانون کو بگاڑ دین گے میثاق کی وجہ سے
بڑی مدد پہونچتی تھی میثاق قریب آیا ہاتھ رومال سے بندھے ہوے تھے سر جُھکا کر کہا کہ غلام
کی خطا معاف فرمائیے جمشید ثانی خوش ہوگیا ہی بوجہ غرور کے جُھوم رہا ہی جی مین کہتا ہی
سامری و جمشید بھی مجکو جانتے ہین میری تعریفین اس سے کین جب تو یہ راہ پر آیا رومال
منہ کا کھولنے لگا سرا پکڑ کے کھینچا جیسے ہی کھینچا بیہوشی اُڑی دماغ پر پہونچی جمشید لڑکھڑا کے
گرا نعرہ ہوا کہ منم فیروزہ بن عمرو عنبر افشان نے سحر کیا کہ پاؤن کو زمین نے چھوڑا اگر
فیروزہ نے قصد کیا کہ جمشید کا سر کاٹون ایک خوف پیدا ہوا دل کانپنے لگا صحرا سے
ایک آواز مہیب آئی کہ او ناہنجار یہ کیا کرتا ہی دیکھا کہ ایک شیر صحرائی دھاڑ کے مارتا ہوا آتا
عنبر افشان و فیروزہ بھاگے اُس شیر نے آکر جمشید کو ہوشیار کیا جمشید نے ہوشیار

گاؤ لڑکے نے کہا بے شراب پیے ہمارا گانا نہین بنتا قریب آگ کے بوتل رکھی تھی خونخوار
نے کہا کہ میان صاحبزادے یہ شراب پوجے کی رکھی ہی پیلو اور کچھ مجھے بھی پلاؤ لڑکے نے کہا
حضور مین اکیلا نہ پیونگا ہماری نانی نے منع کردیا ہی کہ کسی غیر کے ہاتھ سے شراب نہ پینا یہ کہہ کر
بوتل اُٹھالی جام لبریز کیا پہلے چند شعر گائے اور یہ مطلع پڑھا فرد روشن شدہ اند وصال تو
تار ما، صبح قیامت است چراغ مزار ما، یہ شعر گاکر جام لبریز کیا سامنے خونخوار کے بڑھا
خونخوار خوشی خوشی بے اندیشہ انجام جام پی گیا پیتے ہی ہوش نادرست ہوے گھبرا کر کہا
کیون لڑکے یہ شراب کیسی تھی اُس طفل نے جواب دیا کہ مین کیا جانون آپ کے پاس بوتل مین کا
تھی کیا مین اپنے گھر سے لایا تھا مگر معلوم ہوتا ہی کہ یہ شراب تازی تھی اسی وجہ سے اُسنے سر
زیادہ کیا اگر مناسب ہو تو اُٹھ کر ذرا ٹہلیے ہوا لگے تو نشہ کم ہو خونخوار اُٹھا جیسے ہی قصد کیا
کہ آگے بڑھون بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا اور بیہوش ہوا اُس طفل نے نعرہ کیا کہ منم قیروان
بن عمرو یہ کہکر خنجر مارا کہ شکم چاک دفعتہ پاک ہوا عنبر افشان نے کہا کہ ای فیروزہ تمنے
کار نمایان کیا اس بیحیا کے سحر سے چند بندگان خدا مارے گئے مگر اس ملعون کا انجام خراب ہوا
یہ باتین کرکے دونون پہاڑ پر سے اُترے فیروزہ عنبر افشان سے باتین کرتا ہوا
آتا ہی عنبر افشان نے کہا کہ ای فیروزہ ہم لوگ مجبور و ناچار ہین مگر اب بادشاہ کو چاہیے
کہ طرف جزیرہ بلاخیز کے کوچ کرین جسدن لوح ملیگی اُسی دن خاتمہ ہی مگر جمشید ثانی سے
وہ لڑائی پڑیگی کہ دیکھنے والے حیران ہونگے فیروزہ نے کہا کہ ابتو ہمارے لشکر کے ساحر
بڑے نامی وگرامی ہین سب کے افسر میثاق کوہ گردان ہین وہ سحر کیا کہ جمشید بھی ناچار ہوا
کہ پہلو سے آواز آئی کہ او عنبر افشان و فیروزہ کہان جاتے ہو فیروزہ نے پلٹ کے
دیکھا کہ جمشید ثانی ایک درخت سے اُترا ہوا آتا ہی اور پکار رہا ہی کہ ای فیروزہ معاوضہ
خون خونخوار مین تم دونون کو قتل کرونگا فیروزہ نے اپنے کو فورًا ایک غار مین گرایا
عنبر افشان گھبرائی کہ مین اس پیر نابالغ کو کیا جواب دے سکونگی مگر جمشید چہار جانب
دیکھنے لگا کہ عیار کہان گیا عیار کا جب پتہ نہ ملا تو اسنے عنبر افشان پہ سحر کیا عنبر افشان
کے پاؤن زمین نے تھام لیے تلوار کھینچ کر جمشید ثانی بڑھا کہ سر عنبر افشان کا کاٹ دین

مین جانتا ہون کہ لشکر بادشاہ مین سحر کو روکنے والے بھی ہین مگر شب کو وہ سحر تیار کرون گر کسی
کے روکے نہ رُکے عنبر افشان نے کہا کہ خیر اختیار ہے یہ باتین ہو رہی ہین خونخوار چاہتا ہے
باتون مین تسخیر کرلون تو ہاتھ لگاؤن کہ گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بسوز و گداز
یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہے نظم

درس عشقت را بیانِ دیگر است	این مدرس را زبان دیگر است
اختر اختر شناسان ترا	با فلک ہر دم قِران دیگر است
تا بکی سر گرم کار این جہان	این جہان را ہم جہانِ دیگر است
در شراب عشق میسوزد جگر	نُقل این می از مکان دیگر است
در میان خلق میجویند و نیست	طالبِ حق را مکان دیگر است
رہروِ راہِ طلب را ہر قدم	ہمرہے با کاروان دیگر است
کس نمیداند کہ منزل در کجاست	ہر کسے را کاروان دیگر است
در نیابد غیر چشم حق شناس	مرد میدان را نشانِ دیگر است
در نیابد ہر کسے اسرار عشق	این معلم را زبان دیگر است
پرتوِ اقبال صاحب ہمتان	مخفیا از آسمان دیگر است

خونخوار نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک لڑکا خوبصورت ڈفلی ہاتھ مین لیے گاتا ہوا جاتا ہے
مگر ایسا واقف کار ہے اور گانے مین تاثیر ہے کہ درختون سے طائر اُتر کر ساتھ ساتھ اُس لڑکے
کے چلے آتے ہین خونخوار نے بیقرار ہو کر آواز دی کہ میان جانے والے ادھر آؤ لڑکا پلٹا
قریب آکر عرض کی کہ خداوند یہ ہمارا وقت مشقت کا ہے بھٹی پر جا کر گائین گے شراب پینے والون
سے پیسہ چیز پاوین گے اگر آپ اسقدر دے سکیے تو بلا ئیے مین پیسہ ٹھہری سے کم نہ لونگا باپ
میرا کوٹھے پر سے گر پڑا کولھا اُسکا اُتر گیا اب گھر کی وجہ معاش میرے ذمے ہے چار آنے روز
بیکر جاتا ہون میرا نقصان نہ کرائیے گا خونخوار نے کہا کہ ایسا کچھ دین گے کہ تمکو خوش
کر دین گے تم یہان تک تو آؤ وہ لڑکا حاضر حاضر کہکر بالاے کوہ آیا عنبر افشان نے لڑکے
کے گانے کی بڑی تعریف کی عنبر افشان نے بھی اشارہ کیا کہ میان صاحبزادے اور کچھ

جابجا جن لوگون پر برف پڑی پڑے ہوے تڑپ رہے ہین اُٹھ نہین سکتے اول میثاق نے
کہ برف کا برسنا موقوف ہوا مگر عنبر افشان نے کہا کہ یہ ابر کہان سے اُٹھتا ہی اور
برف برسی میثاق نے کہا کہ فلان کوہ سے برف آتی ہی عنبر افشان نے جو دیکھا کہ سپاہ کی
طرف سے لگے ابر کے اُٹھتے ہین آکر برستے ہین اُسی طرف چلین آکر دیکھا کہ ایک جادوگر بالا
کوہ بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی مگر جب سے میثاق نے آکر سحر کیا ہی لگے اُٹھتے ہین اور پلٹ آتے ہین
خونخوار نے جو دیکھا کہ میرا سحر پلٹا آتا ہی جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر مارا خون کے
جو اُس نشتر مارنے سے نکلے وہ ابر پر ڈالے ہر چند چاہتا ہی کہ ابر بلند ہو مگر نہین بلند ہوتا
گھاٹیون کو طے کرتی ہوئی ایک نازنین نہایت حسین وجمیل آتی ہی خونخوار نے جو عنبر
کو دیکھا بیقرار ہو گیا اُٹھ کھڑا ہوا سمجھا کہ کوئی راہ گیر ہی ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ای نازنین
اس طرف تشریف لائیے عنبر افشان نے ہاتھ اُٹھایا کہ مین آتی ہون تیرا کہنا خالی نہ جا
جب خونخوار نے دیکھا کہ یہ نازنین میرے بلانے پر آتی ہی بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی کہ
جمشید ثانی ہی کہ مین نے اسقدر مسلمانون کو ستایا اُسپر یہ معشوق عطا ہوئی اگر سحر کامل کرتا
کیا مرتبہ پاتا یہ سوچ کر اُٹھا قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا ای ملکۂ عالم آپ کا نام نامی کیا ہی
عنبر افشان نے کہا کہ صاحب تم کو ہمارے نام سے کیا کام تمنے بلایا ہم چلے آئے آخر
کیا ہی خونخوار نے کہا کہ دم بھر یہان بیٹھیے صحرا کی سیر کیجیے مین سحر کر رہا تھا سحر نے مجھکو جواب
جہان بھیجتا ہون وہان نہین جاتا نہین معلوم کیا سبب ہوا عنبر افشان نے کہا کہ بھلا
کسپر سحر کرتے ہو خونخوار نے کہا کہ مسلمانون کے مٹانے کی تدبیر ہی لیکن مسلمان وہ لوگ ہین
کسی مقام پر دبتے نہین صاحب اقبال ہین خدائے نادیدہ اُنکی مدد کرتا ہی ہمارے خداوند
مصیبت مین ہین کسکی مدد کرین بڑے بڑے لوگون سے مقابلہ پڑا ہی عنبر افشان نے کہا کہ
اپنے خداوند کے پاس لیچلو ہم اُن کو سمجھا دین گے خونخوار نے کہا کہ ابھی دو تین دن تو
پہاڑ پر رہونگا مین وعدہ کرکے آیا ہون آج دن کو سحر تاثیر نہین کرتا شب کو کامل سحر کرکے
سب لشکر کو پراگندہ کر دونگا عنبر افشان نے کہا کہ صاحب تمھارا بہت بُرا ارادہ ہی مسلمانون
سے جو لڑا وہ مارا گیا کسی نے امان نہ پائی خونخوار نے کہا کہ مین بدون قتل مسلمانان نہ پلٹونگا

لم دیا سب نے کچھ کچھ پیش کیا مبالغ خطیر جمع ہوگئے خواجہ نے وہ روپیہ تو داخل زنبیل کیا کہا ای
ریار آپ کے حکم سے ابکی مہینے کا سودا ادا ہو جائیگا آپ کا اسمین کیا حرج ہوا کہ لوگون سے آپنے
دیا اُن سب نے دیا مثل مشہور ہی کہ اگر ذرہ ذرہ دیا ہمارا بھلا ہوگیا بادشاہ ہنس پڑے کہا
اجہ سب کو ضرورت رہتی ہی خواجہ نے جواب دیا مجھسے بڑھ کے کسی کو ضرورت نہین رہتی
نگی بادشاہ اور زیادہ ہنسے جواب دیا کہ بس سب تمھین کو حوالے کردین بارگاہ شاہ مین
ل بہل ہو رہی ہی عنبر افشان وغیرہ اپنے سحر کی تعریف کر رہی ہین ایک کہتی ہی کہ مین نے
ب کو دیوانہ کیا دوسری کہتی ہی کہ مین نے وہ سحر کیا کہ ساحران لشکر ظلمانہ سر ٹکراتے
رتے تھے بحرین نے کہا کہ مین نے دریا جاری کیا ہزارہا جادوگر ڈوب کر مرے مروارید
تی ہی کہ مین نے وہ مالے مارے کہ جبپر مالے کا موتی گرا اُسکا سر پھٹ گیا مگر ظلمانہ جو شکست
ھاکر آئی سرداروں سے صلاح کر رہی ہی کہ لو صاحبو شیخون کا بھی حوصلہ نکل گیا اب کیا تدبیر کرون
ہ بادشاہ سے جنگ مین سربر ہون یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر خونخوار تنگ
یشانی بڑے زور و شور سے آیا ظلمانہ سے کہا کہ مین دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ قدرت نے
تمھاری شکست کا ذکر کیا کہ لشکر ظلمانہ کو شکست فاش ہوئی کوئی ساحر جلے اور جاکر اُسکی
شرکت کرے ای ملکۂ عالم مجکو ہمیشہ سے آپ سے محبت ہی مین بیقرار ہو کر اُٹھا جو کہو وہ آفت
ریا کردون کیا مجال کہ جو لشکر بادشاہ اسلام ٹھہر سکے سب بھاگین گے پلٹ کر پیچھے نہ دیکھین گے
ہرچند کہ بادشاہ غل مچائین مگر بھاگنے کے سوا اُن کو کچھ نہ بن پڑے ہمارے ساتھ والے
بڑھ بڑھ کے لڑین مین ابھی جاتا ہون ظلمانہ نے کہا کہ ای خونخوار ابھی تامل کرو دیکھا جائیگا
مگر خونخوار نے نہ مانا کہا مین قدرت سے وعدہ کرکے آیا ہون کہ جاتے ہی شکست دون گا
بس اپنے قول کے خلاف نہ کرونگا یہ کہکر چلا ایک بلندی پر آکر بیٹھا سحر کرنے لگا ایک ابر
تیار ہوا اُس ابر مین برف بھری اور سحر کیا کہ لشکر شاہی پہ برف برسنے لگی لشکر مین غریو ہوا
لوگون نے آکر بادشاہ سے عرض کی میثاق جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای شہریار معلوم ہوتا
ہی کہ کوئی اور ناہنجار آیا ظلمانہ کو تو یہ لیاقت کہان مگر کوئی اور ساحر آیا یہ کہتا ہوا باہر نکلا
عنبر افشان وغیرہ پشت پر ہین باہر نکل کے دیکھا کہ برف برس رہی ہی اکثر خیمے بھی گر پڑے

دو ایک جام ساقیِ رنگین خیال دے — آتی ہو جسمین پھول کی بو وہ زلال دے
ای دل سوال وصل تو آسان ہی مگر — ایسا نہ ہو وہ بات ہری ہنس کے ٹال دے
دل لیکے چین دوگے یہ ہمکو نہین امید — دم بھر مین پھر اُنہو گے کلیجہ نکال دے
جہرہ جو چمکے چھوٹ پڑے کوہ طور کی — یارب تو اُس پری کو وہ حُسن وجمال دے
لیلیٰ کو ن گل چڑھانے کو مجنون کی قبر پر — [illegible] ایک ہلال دے
رُخ سے نقاب اُلٹ کے دکھا شکل چاندسی — ارمان آج میرے بھی دل کا نکال دے
شاہون سے لین خراج کرین جشن ای ہنر بہر — اختر کو ذوالجلال وہ جاہ وجلال دے

بادشاہ جمجاہ لڑتے ہوے قریب ظلمانہ پہونچ گئے ظلمانہ اس حال سے آتی تھی کہ بال سر کے کُھلے ہوے چدریا سر سے ڈھلکی ہوئی جسکو پایا اُسے چیر ڈالا لیعین کی گردن پکڑ لی اور مُنہ مارکر نوچ لیا ایک ساحر نے بڑھ کر سحر کیا ظلمانہ نے اُسکو پکڑا اور چکٹ مارنے لگی بادشاہ نے آکر بال تھام لیے ایک جھٹکا مارا کہ ظلمانہ گری گھوڑے سے کودے کہ اسکو دبالون ظلمانہ نے ایک چیخ ماری کہ ارے بار نہ مجکو بچاؤ مین پنجے مین شیر کے پھنس گئی گئی ہزار آگرے ظلمانہ کو لے بھاگے میثاق نے آگ برسادی ظلمانہ کو سوا بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا لشکر ظلمانہ کو شکست فاش ہوئی سوارون کے گھوڑے چھین لیے پیادون کو گرفتار کرلیا ظلمانہ بھاگ کر کنارے پر اپنے لشکر کے ٹھہری دیکھا سب بھاگے ہوے آتے ہین ہر مرتبہ شبخواب کو پکارتی ہو کہ ای شبخواب کیا نشان بتایا تھا یہ تو اُلٹی بات ہو گئی کہ لشکر نے ہمارے شکست فاش کھائی شبخواب درۂ کوہ مین پڑا ہوا تھا ایک ساحر بھاگ کر اُدھر پہونچا شبخواب کو جو دیکھا کہ بیہوش پڑا ہی اُس ساحر نے آکر اُسے ہوشیار کیا شبخواب اُٹھتے ہی بھاگا سامنے ظلمانہ کے آیا کہا ای ملکۂ عالم یہ کیا ہوا مین تو گرفتار ہو گیا تھا اب برائے شبخون نہ جائیے گا ظلمانہ نے کہا کہ ارے شبخون لیکر گئی تھی شکست فاش کھا کر آئی ایسی شکست ہوئی کہ کبھی ایسی شکست نہ کھائی تھی جان میری بچ گئی یہی بڑی بات ہوئی آج پنجے مین اُس ہزبر دشت وغا کے پھنس گئی تھی بادشاہ نے ہاتھ ڈال دیا تھا ساحرون نے بڑی جانبازی کی کہ مجکو لیکر بھاگے یہان بادشاہ بفتح وفیروزی پلٹے خواجہ جو پلٹ کر آے کہا کیون شہریار شبخون کو کیسا پلٹایا ہی کہ ظلمانہ کو شکست فاش ہوئی آج تو انعام معقول ملے بادشاہ نے سب سردارون

واپس آتے تھے چونکہ لشکر مین آتے آتے رات ہو گئی تھی ایک نخل کے نیچے بیٹھ رہے کہ شبخواب کو
آتے ہوے دیکھا کمندین خس پوش کر دین شبخواب وہان پہونچا پہلے رُکا پھر جست کرکے جو چلا پیچ
حلقہ ہاے کمند مین پہونچا خواجہ نے جھٹکا مارا شبخواب گرا خواجہ نے حباب مار کر بیہوش کیا اور
نخل سے باندھا کوڑا نکال کر کھڑے ہوے شبخواب کو ہوشیار کیا کہا سچ بتا کہ تو کون ہی کس کام
کو چلا تھا شبخواب نے بیان کیا کہ مین براے دریافت حال بادشاہ جاتا تھا ظلمانہ براے شبخون
آوینگی آج بلا کی لڑائی پڑیگی خواجہ نے شبخواب کو بیہوش کرکے ایک درۂ کوہ مین ڈالدیا شبخواب
کی شکل بن کر چلے سامنے ظلمانہ کے آے کہا کہ اے ملکۂ عالم آج بادشاہ نے لوح محفوظ کھونٹی
پر لٹکادی ہی بارگاہ مین اکیلے سو رہے ہین پہلے چل کر لوح محفوظ لو پھر بادشاہ کو گرفتار کرو یہ
سُن کر ظلمانہ نے لشکر کو تیار کیا شبخواب نقلی نے کہا کہ مین آگے جاؤن لشکر مسلمانان مین
ہنگامہ ڈالدون مشہور کرون کہ شبخون آیا ہی میثاق کو بھگاؤن ظلمانہ نے کہا کہ آگے بڑھو خواجہ
وہان سے پلٹے اول آکے میثاق سے ملاقات کی اور تمام کیفیت بیان کی میثاق نے کہا کہ
اُس ملعونہ کو آنے دیجیے دیکھیے تو کیسا حیران کرتا ہون خواجہ نے کہا کہ مین کہہ آیا ہون پہلے آکر
لوح محفوظ پر قبضہ کرو پھر بادشاہ کو گرفتار کرلینا میثاق جادوگرنیون کو ساتھ لیکر ایک درۂ
کوہ مین آکر چھپا اور بادشاہ کو مسلح کرکے گوشۂ بارگاہ مین چھپا دیا لشکر والے آمادہ ہین کہ ظلمانہ
آے تو اُسپر جا پڑین پلٹ کر جانے نہ دین خود اُسکو گرفتار کرلین میثاق جادوگرنیون کو لیے ہوا
لیے درۂ کوہ سے دیکھ رہا ہی کہ ظلمانہ آئے تو اُسپر سحر کرون دو پہر سے شب گذر چکی ہی کہ ظلمانہ لشکر
لیکر چلی جیسے ہی سامنے لشکر بادشاہ کے پہونچی بموجب ہدایت شبخواب عیار قصد ہوا کہ بارگاہ
بادشاہ پر جا پڑون لوح محفوظ پر قبضہ کرکے بادشاہ کو گرفتار کرلون کہ پہلو سے نعرۂ میثاق کی
صدا آئی دوسرے پہلو سے بادشاہ جمجاہ نے نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ منم شاہ شاہان فریدون
حشم۔ بہار گلستان کاؤس و جم۔ منم شیر دل صف شکن نوجوان۔ نہال گلستان صاحبقران
چہار طرف سے لشکر نے بلوہ کیا اور میثاق نے شاہزادیون کو ساتھ لے کر سحر کیا کہ لشکر ظلمانہ
والے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

یارب نہ شام ہجر کا مجکو ملال دے	آئی ہوئی بلا مرے سر پر سے ٹال دے

نیاید نظر اندران ناامیدی　　نه تاج حکومت نه تخت امارت
کس از دوستداران و یاران همدم　　بدیشان نگرد اندرین ره رفاقت
همه دولت و مال و ملک و خزانه　　بیفتاده در دست اهل وراثت
همه خویش و بیگانه بر مال مرده　　کشادند هر چار سو دست غارت
بهر حیله بردند و بے باک خوردند　　به عیش و نشاط و خوشی و فراغت
کن از دست خود مال و زر صرف هندی　　وگرنه بدل زد بماند ندامت

بادشاہ نے جو دور سے دیکھا کہ ملازم سرخاب بلا مین مبتلا ہین فریاد کر رہے ہین اور ظلمانہ
نے سحر کا تار باندھ دیا ہی قریب آکر لوح محفوظ کو چمکایا اور کچھ دعائین پڑھین میثاق نے بھی
سحر کیا کہ وہ حصار برطرف ہوا سرخاب فوج کو لیکر بادشاہ سے قدمبوس ہوا بادشاہ اُنکو
ساتھ لیے ہوے نوبت و نقارے بجواتے ہوے داخل لشکر ظفر اثر ہوے سب سردار دل
نے آکر قدمبوسی کی زرریز و گلپوش سب سے ملوایا سب مل کر زرریز و گلپوش سے بہت خوش
ہوے میثاق نے کہا کہ یہ سردار لائق مقابلہ ہین ہمارے شہنشاہ کیا صاحب اقبال ہین خم
ہو کر گئے وہانسے دو سردار نامی و گرامی و لشکر گران لیکر آئے یہان آکر سرخاب ا
پہلوان کو زیر کیا بادشاہ آکر بارگاہ مین بیٹھے سب سردار گرد بیٹھے ہین ذکر لشکر ظلمانہ ہو ر
بادشاہ نے فرمایا کل ہم کوچ کرین گے اگر ظلمانہ روکے گی تو ایسی تلوار چلیگی کہ دریاے خون بہیگا
میثاق نے کہا کہ یہ حضور نے خوب تجویز کیا مگر میثاق کو وہ گرد ان طلائے پر جا کے ٹھ
ظلمانہ جو پلٹ کر آئی سرداروں سے صلاح کرنے لگی کہ کیون یارو اب کیا کرون مین نے کہا
تھا کہ سرخاب کو روک لون نہ جانے دون بادشاہ آکر اُسکو لے گئے کچھ زور نہ چلا اب کیا
تدبیر کرون سب نے کہا کہ جو رائے اقدس مین آئے وہ کیجیے ہم سب آپ کے ساتھ ہین
ظلمانہ نے کہا کہ آج رات کو شبخون مارو لشکر بادشاہ کو درہم و برہم کردو اُسی بلوے
بادشاہ کو گرفتار کر لو وہ شکست دو ن کہ قدم نہ تھم سکے بیرون طلسم جا کر ٹھہرین سب نے منظور کیا
رات کو ظلمانہ نے شبخواب نامے عیار کو بھیجا کہ جا کر دریافت تو کرو کہ بادشاہ کس بارگاہ
مین آرام فرماتے ہین شبخواب تو چلا مگر خواجہ عمرو جو تلاش مین بادشاہ کی گئے تھے پھر

آنکھین ملتی ہوئی باہر آئی دیکھا کہ ہزارہا لاشہ تڑپ رہا ہی خیمے جل رہے ہین فریاد فریاد کی صدا بلند ہی سرخاب وسط میدان مین پہونچ چکا ہی ظلمانہ نے بڑھ کر سحر کیا کہ گرد لشکر سرخاب دھوان پھیل گیا اُس دھوئین نے لشکر کو گھیر لیا کہین آگ جل رہی ہی کسی مقام پر دھوان ہی آسمان سے آگ برس رہی ہی ظلمانہ نے چند کس کو اشارہ کیا کہ جا کر سب کے سر کاٹ لو ملازمان سرخاب کے ہاتھ پانون بیکار ہین یہ جو دیکھا کہ چند کس قتل کرنے آتے ہین غل مچانے لگے کہ ای شہریار غلامون کی مدد کیجیے میثاق کوہ گردان طلائے پر تھا اسنے جو یہ ہنگامہ دیکھا معلوم ہوا کہ سرخاب یہان آتا تھا ظلمانہ نے اُسکو سحر مین پھنسایا ہی فریاد فریاد سب کر رہے ہین وہین سے سحر کیا کہ وہ لوگ جو برائے قتل چلے تھے وہ آگے نہ بڑھ سکے جب ظلمانہ سحر کرتی ہی تو وہ لوگ تلوارین کھینچکر بڑھتے ہین اور جہان میثاق نے اُن کو آتے دیکھا ماش کے دانے پھینکدیے پھر وہ لوگ رُک گئے غرض بادشاہ جمجاہ کہ خواب راحت مین تھے فیروزہ نے جا کر قدمون پر ہاتھ رکھا بادشاہ نے آنکھین کھولدین فیروزہ نے سب حال کہا بادشاہ نے لوح محفوظ گلے مین پہنی گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے مگر ظلمانہ نے جب کئی مرتبہ یہی دیکھا کہ میثاق میرے سحر کو روک دیتا ہی ران کو کاٹ کر خون پھینکا میثاق نے ہرچند چاہا کہ روکون مگر وہ لوگ نہین رُکتے مگر سرخاب نے جو یہ رنگ دیکھا بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگا کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم و کرم فرما نظم

بسا تاجداران اہل حکومت ۔ بسا گلعذاران مقبول صورت
بسا پہلوانان اہل شجاعت ۔ بسا زورمندان پُرزور و قوت
بسا بندگان سالکان طریقت ۔ بسا رہبران واقفان حقیقت
بسا اہل حشمت بسا اہل دولت ۔ بسا اہل عظمت بسا اہل شوکت
بسا اہل عزت بسا اہل حرمت ۔ بسا اہل عصمت بسا اہل عفت
شہان جہان والیان ولایت ۔ امیران ذیجاہ و ارکان دولت
گذشتند و رفتند آخر ز دنیا ۔ نبردند با خود بجز رنج و حسرت
نہ آن مال ماندہ نہ دولت نہ سامان ۔ نہ آن زور ماندہ نہ قوت نہ طاقت
ازایشان بجز نام باقی نشانے ۔ دوبارہ نماند اندرین دار حیرت

اس مشکل کو آسان کر اور ران خالمو نسے بچالے نظم

زبارگاہ خدا یافت مدعا ہندی ++ که ختم کرد چنین نظم دلکشا ہند
خدا ازغیب مددگار شد درین کارم وگرنہ بود کجا پارسی کجا ہندی
بهر ردیف و بهر قافیه بهر مضمون + رقم نمود غزلہاے دلربا ہند
به نسق حروف تہجی نوشت این دیوان بطرز عمدہ و ترتیب خوشنما ہند
نوشت ہدیہ مقبول و تحفہ مطبوع ++ بپاس خاطر مردان باخدا ہند
بسالکان تصوف به سالکان طریق ++ شدہ بمنزل مقصود رہنما ہند
کنون مسدس ترجیع و خمسہ ترکیب کنند زیادہ بر این نظم جان فزا ہند
که زان زیادہ شود حسن نظم این دیوان کنند زیادہ حق شاعری ادا ہند

سب نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی ملازمان شاہی نے
دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ تخت پر سوار دو سردار نامی وگرامی ساتھ ہین اور شاہزادیون نے دیکھا
کہ دو محلانے بھی ہمراہ ہین عنبر افشان نے کہا کہ دیکھو تو دو محلانے بھی ساتھ ہین گلگونہ نے کہا
خدا نے اُن کو جمال ہی ایسا عطا کیا ہی کہ جہان جاتے ہین شاہزادیان عاشق ہوتی ہین ہرکارون
نے خبر دی کہ ایک دختر زرریز تاجدار ہی اور ایک دختر گلپوش قزاق ہی دونون نے صد
کرکے بادشاہ کو رہا کیا بادشاہ نے جو دیکھا کہ سرخاب مبارز طلبی کر رہا ہی مرکب اپنا بڑھا
مقابلۂ سرخاب مین آئے بعد نیزہ بازی تلوار چلی بعد تلوار بادشاہ نے کشتی مین سرخاب کو
زیر کیا سرخاب بصدق دل مسلمان ہوا سامنے طلمانہ کے آیا کہا لو ملکہ ہم تو رخصت ہوتے
طلمانہ نے کہا کہ ای سرخاب کیون کیا ہوا سرخاب نے کہا کہ مین زیر ہوا جب اطاعت کی
تو جان بچی طلمانہ نے کہا کہ آج رات کو تو رہجاؤ صبح کو چلے جانا سرخاب نے قبول کیا اور
بارگاہ مین آکر بیٹھا کہا یارو میرا ارادہ یہ ہی کہ لشکر طلمانہ پر شبخون ماروں کوئی تو کارنمایان
ایسا کرون کہ بادشاہ مجھسے خوش ہون آج تک برائیان سرزد ہوئین کوئی تو بہتری بھی ہو
سب نے کہا کہ بہت مناسب ہی جبکہ دو پہر رات گئی تو سرخاب سوار ہوا لشکر طلمانہ پر گرا
قتل کرنا شروع کیا لڑتا بھڑتا چاہتا ہی کہ نکل جاؤن مگر ہرکارون نے طلمانہ کو یہ خبر دی ہماہ

بادشاہ لڑ رہے تھے گلپوش نعرہ کرکے گرا شہر وقت جنگ ہوا یہ لوگ قزاق لڑے بھڑے ہر
کر فوج کو درہم و برہم کر دیا زرریز تاجدار نے گلپوش سے مقابلہ کیا گلپوش زخمی ہوا اُس حال مین
پکار اُٹھا کہ ای شہریار غلام کو بچائیے بادشاہ نے جو گلپوش کی آواز سُنی بیقرار ہو گئے گھوڑے
کو بڑھا کر اُس مقام پر آئے دیکھا کہ زرریز تاجدار نے گلپوش کو زخمی کیا ہی اور قصد ہی کہ
سر کاٹ لون گلپوش ہٹتا جاتا ہی اور زرریز ارادہ کرتا ہی کہ ہاتھ مارون سر کاٹ لون
گلپوش اپنے کو بچا رہا ہی ساتھ والے قزاق ٹوٹے پڑتے ہین چاہتے ہین ہاتھ سے زرریز
کے گلپوش کو بچائین مگر زرریز بشوکت تمام لڑ رہا ہی کئی قزاق جو اسکے ہاتھ سے مارے گئے اِسکو
غرور ہوا عقل و فراست سے دور ہوا حمق سے معمور ہوا بادشاہ پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ
نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کمر مین ہاتھ ڈال کر ذلیل کو اُٹھا لیا زرریز ہاتھ باندھنے لگا
کہ معاف فرمائیے بادشاہ نے زرریز کو چھوڑ دیا زرریز کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو اپنی
منع کیا کہ لڑائی موقوف کرو افسران فوج آکر قدمون پر گرے بادشاہ کو بیچ مین لیا نوبت و نقارے
بجاتے ہوے دار الامارہ مین لائے زرریز کو یہ بھی دریافت ہوا کہ بیٹی میری نقابدار بنکر لڑی
تھی نے بادشاہ کو قید سے رہا کیا خاموش ہورہا وزرا سے اشارہ کیا وزرا نے ترنج خوشبوئی
سینے پر لگایا بادشاہ کا عقد ہوا گلپوش نے بھی بخوشی قبول کیا اپنی بیٹی کا عقد ہمراہ بادشاہ
کے کیا دونون معشوقون کو محلفے مین سوار کیا زرریز تاجدار و گلپوش کو ساتھ لیکر برائے
مقابلۂ ظلمانہ چلے اول کوہ گلپوش پر آئے وہان بھی سب کو مسلمان کیا اور یہان لشکر پر بادشاہ
کے یہ معرکہ گذرا کہ سرخاب نے صحت پاکر طبل جنگی بجوایا یہ تو سُن چکا ہی کہ بادشاہ لشکر مین نہین
مین یقین ہی کہ سب کو مار لونگا سرخاب میدان مین آیا کئی سردارون کو زخمی کیا تیسرا دن ہی
کہ ہر روز میدان مین دو چار کو زخمی کیا اور پلٹ گیا آج چوتھی میدانداری ہی سحر کا سامان تو موقوف
ہی میثاق وغیرہ دیکھ رہے ہین مگر کچھ نہین کہتے جب ارادہ کرتے ہین کہ ہم سحر کرین اور سرخاب
کو ہٹا دین یہ خوف ہی کہ ظلمانہ بھی سحر کریگی پھر کسی کے روکے نہ رُکیگی اسوجہ سے ارادہ کرکے
ٹل جاتے ہین مگر سرخاب پکار رہا ہی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آوے
سرداران اہل اسلام بیقرار ہوکر دعائین کر رہے ہین کہ ای مالک بے نیاز عنایت کا رسا

کمند کے سہارے سے چلین چڑھنا تو آسان تھا اب اُترنا دشوار ہوا سرہنگ نے باہر
دیکھا کہ کوئی کوٹھے سے اُتر کر قید خانے مین گیا تھا اب وہ نکل کر جاتا ہی پکار کر آواز دی کہ
یہ کون سرہنگ ہی کہ قصر شاہی مین پھر رہا ہی یہ کہکر تیر مارا سرو چمن کے بازو پر پڑا اس
نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار کنیز کو بچائیے سرہنگ نے تیر مارا ہی کہ شانہ میرا لنگ
ہوا بادشاہ نے اسی وقت دروازہ قید خانے کا توڑ ڈالا اور چاہا کہ نکلون سرہنگ
پیادون کو اشارہ کیا پیادون نے آکر بادشاہ کو گھیرا بادشاہ سے تلوار چلنے لگی بادشاہ
نے بڑھ کر سرہنگ کو مارا ملازمون نے جاکر زرریز کو خبر دی زرریز تاجدار بارہ ہزار
فوج سے آیا دونون شاہزادیون نے قصر سے دیکھا کہ بادشاہ پر بلوہ ہی اور پیادے گھیرے
ہوے ہین مگر بادشاہ جس طرف جاتے ہین پیادے بھاگتے پھرتے ہین فوج نے آکر چہار طرف
سے بادشاہ کو گھیرا ہی زرریز تاجدار سب کو ترغیب جنگ دے رہا ہی کہ یارو ایک شخص
کو نہین مار سکتے ہو ارے تم بارہ ہزار ہو ایک شخص کی گرفتاری شاق ہی تم لوگ ہٹو
گرفتار کر لون دونون شاہزادیون نے جو قصر سے یہ معاملہ دیکھا کہ بارہ ہزار مین بادشاہ
گھرے ہوے ہین مگر شیرانہ و رستمانہ لڑ رہے ہین دونون محل مین آئین سات سو کنیزین
تھین اُن سب کو لا بیچ دیکر سلاح آراستہ کرائے میدان مین آراستہ ہو کر نکلین اور نقابین
سر ڈال لی ہین نعرہ کرکے نکلین کہ منم نقابداران بادلہ پوش نکلتے ہی ایک غول مین گھس کر
تیر اندازی کر رہی ہین اپنے کو بچاتی ہین چاہتی ہین کہ لڑ بھڑ کر قریب بادشاہ اسلام پہونچین
مگر فوج نے پرے باندھ دیے ہین کہ قضائے کار گلپوش جو بیرون قلعہ اُترا ہوا تھا
ہرکارون نے خبر دی کہ بادشاہ نے رہائی پائی ہی مگر گھرے ہوے ہین یہ بھی خبر سُنی ہی کہ دو
نقابدار سات سو جوانون سے آکر شریک جنگ ہوے ہین مگر نکاسی دشوار ہی فوج
بلوہ ہی دیکھو قلعے پر سناٹا پڑا ہی توپین خالی پڑی ہین سب وہین جاکر شریک جنگ ہوے
ہین گلپوش نے بلوہ کر دیا لڑتا بھڑتا قریب خندق پہونچا خندق فرا کر پھاٹک توڑا اور
قلعے کے گھس آیا لڑتا ہوا چلا زرریز کو خبر پہونچی کہ گلپوش دو ہزار جوانون سے گھسا
گلی کوچون مین تلوار چل رہی ہی گلپوش جنگ رستمانہ کرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا کہ جہان

لہ عالم کو ہماری دختر بلند اختر کے پاس لیجاؤ وہ سمجھ کر کچھ اُسنے کلام کرین گی کنیزون نے سرو چمن
سے کہا سرو چمن نے جواب دیا کہ مین کسی کے پاس نہ جاؤنگی زرریز سے کہدو کہ جو تجھسے ہوسکے
ضور نہ کر مکر کرکے قلعے مین آیا اور پھر اُسپر یہ طرہ کیا کہ بادشاہ کو چُروا منگوایا اب یہ باتین
تا ہی ہرچند کنیزون نے سمجھایا مگر سرو چمن نے پاس گلزار آرا کے جانا قبول نہ کیا کہتی تھی
ولی ایسا ستم کرتا ہی کہ پرائے ناموس کو گھیر کر لایا اور اپنا ناموس بنانا چاہتا ہی مین تجھ کو
بول نہ کرونگی اور جس وقت سنونگی کہ بادشاہ کو تو قتل کرتا ہی مین بھی اپنی جان اُسی وقت دونگی
ذکر تھا کہ گلزار آرا خود ہی آئی آکر پاس بیٹھی کہا بی بی کیون گھبراتی ہو آج شب کو بادشا
رہا کر لین گے جو کہ میرے باپ نے مکر کیا ہی اُس سے خوب واقف ہون جس مکان مین مین
ہتی ہون اُسی کے قریب بادشاہ قید ہین شب کو رہا کرونگی وہ ایسے صف شکن و تیغ زن ہین
کوئی کچھ نہ کرسکیگا لڑ بھڑ کر اپنے لشکر مین پہونچین گے باپ بھی تمھارا دو ہزار جوانون سے
یا ہوا ہی بیرون قلعہ اُترا ہی وہ کیا کوئی تدبیر اُٹھا رکھیگا ایسی تلوار چلے کہ باپ ہمارے
بھرا جاوین ہم تم دونون بھی بلوہ کرکے نکلین گے سرو چمن نے خوش ہوکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے
دلون مین خوب صلاحین ہوئین مگر زرریز نے باہر آکر بادشاہ اسلام کو اُس مکان مین
ید کیا کہ جس مقام کا اپنی دختر سے ذکر کیا تھا سرہنگ نامے کوتوال تھا اُسکو نگہبان کیا
رہنگ نے بادشاہ کو لا کر مکان مین بند کیا اور آپ بیرون قصر بیٹھا مکان مین قفل لگا دیا مگر
ب زلف لیلائے شب کمر سے گذری دونون شاہزادیان اپنے مقام سے اُٹھین کوٹھے پر آکر
ندین مارین حلقون پر پاؤن رکھ کر اُترین دیکھا باشاہ جمجاہ سرنگون بیٹھے ہین قید آہن سے
راستہ زنجیرین ہلا رہے ہین سرو چمن نے آکر سلام کیا بادشاہ نے دیکھا کہ دو شاہزادیان
ہایت حسین وجمیل کوٹھے سے اُتر کر آئی ہین نہین معلوم یہ کون ہین پوچھا کہ کیون صاحبو تمھارا
ام کیا ہی سرو چمن نے شرما کر کہا کہ مین تو دختر گلپوش قزاق ہون اور ملکہ دختر بلند اختر
ندر ریز تاجدار ہین اس امید پر آئی ہین کہ آپ کو رہا کرین جو فرمائیے وہ تدبیر کرین بادشاہ
نے فرمایا کہ ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو جب سرہنگ قفل کھولیگا مین لڑتا ہوا نکلونگا اُس وقت
بھا جائیگا ان دونون شاہزادیون نے مل کر ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دین اور پھر اُسی طرح

لشکر مین آیا لشکر کو لیکر قلعے مین گیا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا سب سے صلاح کرنے لگا کہ کیون
اب کیا کرون مین زیر ہوا اگر میرا اطاعت کو دل نہین چاہتا کہ عیار اسکا گیرنگ تیزرو شر
صحبت تھا اُسنے کہا کہ اگر حکم دیجیے تو گرفتار کر لاؤن سعد شہریار کو قتل کیجیے اور گلپوش کی
مجال نہین کہ آپ سے لڑ سکے بس اگر مناسب ہوگا تو گلپوش پر شبخون مار دیجیے گا یہ راے ز
کو بہت پسند آئی گیرنگ اسباب عیاری بدن پر لگا کر فکر سعد شہریار مین نکلا لشکر اسلام
ایک گوشے مین بیٹھ کر نقب لگانے لگا جہرہ نقب کا بارگاہ مین توڑا سعد شہریار کو بیہوش
پشتارہ باندھ کر بھاگا نقب سے نکل کر اپنے قلعے مین آیا بارگاہ مین آکر پہونچا سامنے زرریز
پشتارہ رکھدیا دختر اسکی گلزار آرا کوٹھے سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی تھی جمال بادشاہ د
بیقرار ہوگئی کنیز سے کہا کہ جاکر باپ کو بلاؤ مین کچھ صلاح دونگی اگر میری صلاح پر کام ک
تو بڑا نام ہوگا یقین ہی کہ قدرت کئی قلعون کا حاکم کرین گے زرریز محل مین آیا بیٹی نے کہا ک
باپ آپ سوچیے تو کیسی مشکل کی بات ہی نبیرۂ صاحبقران کو یون قتل کرنا نہ چاہیے آپ
خراجگزار شکایت کرین گے کہ ہمین وقت قتل کیون نہ شریک کیا تاکہ ہم بھی اس ثواب مین
ہوتے لہذا قلعے کو درست کیجیے سعد شہریار کو ایک شب قید رکھیے سب تاجداران جلیس
نامے لکھیے جن جن لوگونکے ڈانڈے آپ کی سرحد سے ملے ہوے ہین جب وہ سب جمع ہون
اُس مجمع مین اِن کو قتل کیجیے کہ سب آگاہ ہون کیا احسان جمشید ثانی ہی کہ اُسنے اِنکو گ
کرادیا آپ کا قبضہ ہی پھر یہ کیا کر سکین گے قزاق بھگوڑا آپ کے خوف سے بھاگ جا
لیکن کیون ای باپ سُنتی ہون کہ جس عورت کو آپ لاے ہین وہ آپ سے رضامند نہی
آٹھ پہر رویا کرتی ہی نہ کھانا کھاتی ہی اور نہ پانی پیتی ہی اُسکو میرے سپرد کر دیجیے مین اُ
رضامند کر دون کہ آپکو قبول کرے یہ سب باتین زرریز کو بہت پسند آئین بیٹی سے
ای نور نظر کیا صلاح بتائی ہی پہلو مین تمھارے قصر کے جو مکان ہی اُسمین سعد کو قید کر
آئندہ جو مناسب ہو وہ کرنا اور مین دختر گلپوش کو جاکر تمھارے پاس روانہ کرتا
تم اُسکو بہ محبت رضامند کر دو لالچ دو اور یہ کہو کہ کُل قلعے کا تم کو حاکم کرین گے گلزار
نے جواب دیا کہ آپ صرف اُسکو بھیج دیجیے مین سمجھا لونگی زرریز نے جاکر کنیزون سے

منھ کرکے سویرے یہ کہکر حکم دیا بارہ ہزار جوان تیار ہوئے اُن سب کو لیکر بیرون قلعہ اُترا
انتظار کر رہا ہی کہ دوسرے دن صحرا سے گرد اُٹھی آگے آگے بادشاہ جمجاہ پہلو مین گلپوش قزاق
قتل ملازمون کے ہمراہ ہی زرریز نے جو فوج قلیل دیکھی بہت خوش ہوا جب بادشاہ اُتر چکے
تو زرریز نے طبل جنگی بجوایا بادشاہ نے بھی نوازش طبل جنگی کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی
بجے رات بھر تیاری رہی اب وہ وقت آیا **نظم** یکایک ہوا دان سحر کا ظہور + اُڑا آشیانے سے
طاؤس نور + وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ + بہت گرمخو اور روشن نگاہ + سپہ کی علامت سپیدہ
ہوا + نشان آگے آگے خط صبح کا + کیا دبدبہ خلق پر آشکار + کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار + دونون
لشکر میدان مین آئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے زرریز تاجدار
نے گینڈا بڑھایا پُکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان و ای قوم زبردستان جسکو تمنا مرگ
ہو وہ نکلے بادشاہ نے اپنا مرکب صف سے نکالا زرریز آئینۂ جمال دیکھکر حیران ہو گیا پوچھا
کہ آپ کا نام نامی کیا ہی سعد نے فرمایا کہ اس حقیر کو سعد بن قباد کہتے ہین تم نے شاید ذکر
سنا ہو کہ ایک سال کا زمانہ گذرا کہ فتح طلسم نوخیز جمشیدی مین مصروف ہون مگر ابھی تک لوح
نہین ملی زرریز نے کہا کہ آپکو خداوند نے یہان بھیجا مین بھی اُن کا خراجگزار ہون نامہ تیرے
پاس بھی آیا تھا مین آپ کی فکر مین جانے کو تھا شکر کرتا ہون خداوند جمشید ثانی کا کہ آپ اس
مقام تک خود آ گئے یہ کہکر نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اور فرمایا کہ ای زرریز تاجدار ہم
تم سے چاہتے ہین کہ دختر گلپوش سرو چمن کو حوالے کردو تاکہ فساد نہ ہو نام دختر گلپوش سُن کر
زرریز نے کہا کہ آج کئی دن سے مین نے اُسکو محل مین رکھا ہی جب چاہتا ہون کہ سامنے
آوے تو میرے سامنے نہین آتی اور بلک بلک کر رو دیتی ہی مگر نیزہ ٹوٹتے ہی زرریز نے قبضے پر
ہاتھ ڈالا اور یہی جواب دیا کہ جو کچھ ہو مگر مین دختر قزاق کو ہرگز نہ دونگا اور خبردار خبردار کہکر
وار مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا زرریز بھی لپٹ پڑا دونون جوان گھوڑون
سے کود کے کشتی ہونے لگی بادشاہ نے دوپہر ڈھلتے ڈھلتے زرریز کو زمین سے اُٹھا لیا زرریز
نے امان مانگی بادشاہ نے فرمایا امان بشرط ایمان زرریز نے دست بستہ عرض کی کہ آج شب کی
مہلت ملے کل سویرے ملکہ کو لیکر حاضر ہونگا بادشاہ نے امان دی زرریز تاجدار اپنے

قرار دون مگر خائف ہون کہ وہ بھی پہلوان زبردست ہی جنگ مین دانتون پسینہ آئیگا یکایک
غالب ہونا مشکل ہی ایسا نہ ہو کہ غلام جاکر عاجز ہو بادشاہ نے فرمایا کہ ای برادر نہ گھبراؤ
زرریز تاجدار کو سزا دونگا اور تمھاری دختر بلند اختر چھین لاؤنگا زرریز کی یہ مجال
کہ تمھاری دختر کو رکھ سکے گلپوش نے کہا کہ آپ میرے مہمان ہین آپ کو تکلیف دینا
چاہتا ہون بادشاہ نے فرمایا مجکو کوئی تکلیف نہ گذریگی تم تو ہمارے جان بخش ہوای گلپوش
ہم تمسے بہت محجوب ہین مگر گلپوش دیکھ رہا ہی کہ ہر چند زخم سر شاہ ابھی پورے طور سے
نہین ہوا مگر آمادۂ حرب وپیکار ہوے گلپوش خاموش بیٹھا ہی بادشاہ نے فرمایا لو بھائی
مین جاکر زرریز تاجدار سے سمجھے لیتا ہون اور اُس سے ملکہ سرو چمین کو طلب کرتا ہون
دے دیا تو فبہا ورنہ دیکھ لینا کہ کیا ہوتا ہی جب سلاح لگا کر بادشاہ تیار ہوے
کہ ہمارا مرکب لاؤ گلپوش نے عرض کی کہ مین بھی ساتھ چلونگا بادشاہ نے فرمایا کہ تمکو
ہی ہم نہین چاہتے کہ تم تکلیف کرو مگر گلپوش نے نہ مانا دو ہزار قزاق ساتھ لیکر ہمراہ
بادشاہ قلعۂ زرریز کی طرف چلے راہ مین گلپوش نے پوچھا کہ حضور کا نام نامی واسم
کیا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ میرا نام سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام فتاح طلسم نوخیز
ہی ایک سال گذرا اس طلسم مین جنگ کرتے ہوے مگر ابھی تک لوح نہین ملی جمشید کی
قتل کی تدبیر ہی ظلمانہ جادو اُسکی طرف سے آئی ہی سرخاب نامے پہلوان آیا اُسکے
بہ مکر زخمی ہوا گھوڑا اس طرف نکال لایا یہ میری مجال نہین ہی کہ مین تم پر احسان کرون
کہ تمنے جان بخشی کی اور راحت پہونچائی بس مجکو یہی مناسب ہی کہ تمھاری خدمت بچشم
خدا فضل کریگا تو تمھاری دختر کو لیکر آؤنگا یا اپنی جان دونگا گلپوش دنگ ہو گیا کہ
شہریار کیا حوصلہ ہی کہ فتح پر اس طلسم کے آپنے ہاتھ ڈالا ہی مجکو یقین نہین کہ پورا
حاصل ہو وہ معرکہ پڑیگا کہ حضور پریشان ہونگے بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارا تکیہ پروردگار پر
جو وہ مناسب جانے گا وہ کریگا گلپوش تو خاموش ہو رہا مگر زرریز تاجدار کو جاسوس
نے خبر دی کہ گلپوش قزاق آتا ہی دو ہزار جوان ساتھ ہین زرریز نے کہا کہ اُسکی
آئی ہی اسطرح اسکو پریشان کرون کہ ساری قزاقی بھول جاے پھر کبھی ارادہ نہ کرے

ت مرکب پر سوار ہوئی صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگی اسقدر جانور مارے کہ ارابے بھر دیے
ن کھڑی ہو ساتھ والون سے کہہ رہی ہو کہ عجب طرح کا صحرا ہو آہو کا نام نہین دل گھبراتا ہو
ر آہو ملے تو اُسے شکار کرون کہ سامنے سے ایک آہو بھاگا ہوا آیا ایک تیر اوچھا سا پٹھے پر
ہوا تھا ملکہ نے جو اُس آہو کو دیکھا تیر مارا کہ تیر پٹھے کو توڑ کر پار گذرا آہو گرا ملکہ خوش ہو کے
ڑے سے اُتری آہو کو ذبح کیا از خوشی مین نقاب چہرے سے اُٹھ گئی ہو بلا تکلف کھڑی ہو کہ
سے گرد اُڑی زر ریز تاجدار کہ پہلوان بھی ہو آہو کے تعاقب مین آتا تھا اپنے شکار کو پڑا
دیکھا اور نگاہ اِس معشوق پر پڑی دیکھا کہ نہایت حسین وجمیل ہو عاشقان عالم کی کفیل ہو دیکھکر
و دل سے فریفتہ ہو گیا ملکہ نے چاہا کہ نکل جاؤن مگر زر ریز تاجدار نے قریب آکر ملکہ کا ہاتھ
لیا ملکہ نے نیمچہ کھینچا زر ریز نے چونکہ پہلوان زبردست ہو نیمچہ ملکہ سے چھین لیا سوار جو اسکے
ہ تھے اُنھون نے کنیزون پر گھوڑے ڈالے کنیزین گھوڑیان بھگا کر نکل گئین ملکہ سرو چمن
ی رہ گئی زر ریز تاجدار نے کہا کہ ای ملکہ اب میرے ساتھ چلو یہان سے تین کوس پر قلعہ
سکا تاجدار ہون بوجہ احسن خدمتگزاری کرونگا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا شرما کر سر جھکا لیا زر ریز
و گھیر کر لے گیا مگر کنیزین دور سے دیکھا کین جب زر ریز تاجدار چلا گیا تو روتی ہوئی پلٹین
ن گلپوش قزاق خدمت شاہ سے اندر آیا ہو کنیزون سے پوچھ رہا ہو کہ سرو چمن کہان ہو
ین عرض کر رہی ہین کہ برائے شکار گئی ہین کہ رونے کی آواز بلند ہوئی گلپوش نے پوچھا کہ
ے دیکھو تو یہ کون روتا ہو کہ چند کنیزین روتی ہوئی سامنے آئین سب حال بیان کیا کہ آپ کی
ہزادی کو زر ریز تاجدار لے گیا گلپوش نے کہا کہ اُسکی کیا مجال ہو کہ میری بیٹی کو رکھ سکے
ہلا دونگا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے باہر آیا عجب حال تھا قلب پر ہجوم غم وملال تھا بحال
ر بادشاہ نے پوچھا کہ ای برادر خیر تو ہو گلپوش سے ضبط نہ ہو سکا کہا ای شہریار کیا عرض کرون
اقلیم مین جتنے تاجدار ہین میرے نام کے دشمن ہین مگر کیا کر سکتے ہین مین نے سب کا مال لوٹا
ج بیٹی میری کہ فنون سپہ گری مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق ہو برائے شکار گئی تھی زر ریز تاجدا
ان سے تین کوس پر اُسکا قلعہ ہو وہ جبراً سرو چمن کو لے گیا کنیزون نے آکر مجھسے بیان کیا
نے ارادہ کیا ہو کہ لشکر کشی کر کے جاؤن قلعے کو اُسکے چھین لون اُسے اپنے مصاحبو نمین

پھینک دیا ہی جرا مین مصروف ہی گلپوش نے جو مرکب دیکھا بیقرار ہو گیا ساتھ والون سے
کہا کہ اسکو گرفتار کرو مرکب بھاگ کر قریب بادشاہ آیا ایک قزاق نے پکار کر آواز دی کہ ای
اعلیٰ اس گھوڑے کا سوار بھی پڑا ہی گلپوش قریب آیا جمال بیمثال دیکھ کر بیقرار ہو گیا کہا
مقام تاسف ہی کہ اس جوان کو کسنے ہماری عملداری مین زخمی کیا کون ایسا سرہنگ تھا
ہماری عملداری مین یہ گستاخی کر گیا مین اسکا علاج کرکے پوچھونگا مگر کیا جری و بہادر ہی
شاید تیر دن سے اور نیزون سے یہ اسقدر زخمی ہوا ہی کوئی تلوار اسکے جسم پر نہین لگی معلو
ہوتا ہی کہ بسبب جرأت کے کوئی اسکے پاس نہین آ سکا بعد صحت کے دریافت کرونگا کس
کے لوگ تھے کہ جنکے ہاتھ سے تم زخمی ہوے مگر جرأت تو اس جوان کی ظاہر ہی کہ زخمی تو ہوا مگر
واسباب نہین دیا آخر یہ نوبت ہوئی کہ زخمی ہو کر گر پڑا یار و اس جوان کی صورت و شان و شکو
سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ کہین کا شاہزادہ ہی دیکھو سب سلاح قیمتی ہین ایسے وہ لوگ گھبرا گئے کہ جا
موتیون کا بھی سپر پر سے نہ لے سکے مین ڈھونڈھ کر اُن کو سزا دونگا یہ کہکر بادشاہ کو اُٹھوا کر با
کو لایا چھپر کھٹ پر لٹا یا رومال لیکر بیٹھا مگس رانی کرنے لگا زخمون مین ٹانکے دلوائے بادشا
ہوشیار ہوے آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک جوان جری و بہادر رومال لیے سامنے بیٹھا ہی بادشاہ
اُٹھنے لگے گلپوش نے کہا کہ تکلیف نہ فرمائیے آپ کا سب اسباب موجود ہی یہ کہکر مونڈھا سا
کیا اُسپر سپر و شمشیر و زرہ موزے راگے وغیرہ رکھے تھے وہ سپر کہ جسپر موتیون کا جال پڑا
وہ بھی رکھی تھی بادشاہ نے سر ہلا یا گلپوش نے بہ تعجیل یخنی تیار کرائی تھی وہ حاضر کی بادشاہ
پی کر پھر بیہوش ہو گئے قضائے کارہ بیٹی اسکی سرو چمن قصر سے یہ معاملہ دیکھ رہی تھی بادشاہ
جمال دیکھ کر دنگ ہو گئی دل پر ہاتھ رکھ لیا کہتی تھی کیا جمال ہی دیکھون تقدیر کیا دکھائے مگر
قزاق فنون سپہ گری مین طاق ہی نیزہ ہلانا سیکھا ہی جو رنگ وغیرہ کاٹتی ہی گلپوش سر ہا
سے بادشاہ کے نہین ہٹتا سرو چمن نے رات تڑپ تڑپ کر کاٹی تصویر خیالی بادشاہ آنکھون
نیچے پھرتی تھی رات کو کئی مرتبہ اُٹھ اُٹھ بیٹھی آہ آہ کرتی تھی شرم دامنگیر تھی کسی سے کچھ حال نہ
صبح کو کنیزون سے کہا کہ میرا دل بہت گھبراتا ہی براے شکار جاؤنگی وہان دل بہلاؤنگی اسباب
شکار تیار کرو چند کنیزین اسباب شکار تیار کرکے لائین سرو چمن سلاح ذات پر آراستہ کر

تلوار تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے اوچھا سا زخم بھی سر پر سرخاب کے آیا زخم کھا کر بہت
جھلایا دیکھ کر آواز دی کہ ای بادشاہ جمجاہ دیکھیے آپ کی پشت پر کون کھڑا ہی مجکو تیر مارا چاہتا
ہی بادشاہ جیسے ہی پلٹے سرخاب نے ہاتھ مار کر بادشاہ کو زخمی کیا بادشاہ نے پلٹ کر ہاتھ
مارا کہ سرخاب کا شانہ نشانہ ہوا اور گینڈا بھی اسکا مارا گیا گینڈے سے سرخاب گرا فوج
والون نے جو یہ حال سرخاب کا دیکھا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے ہر چند کہ بادشاہ زخمدار تھے
مگر نعرہ کر کے فوج پر جا پڑے ظلمانہ سحر خوانی مین مصروف ہی اکثر برق چمک جاتی ہی میثاق
نے آکر سحر ظلمانہ مٹایا ظلمانہ افسوس کر کے پیچھے ہٹ گئی سرداروں سے کہا کہ غیر ساحر لڑ رہے
ہین مجھے کیا ضرورت ہی کہ مین دخل دون مگر بادشاہ کے سر سے خون اسقدر جاری ہوا قریب
تھا کہ غش آجاے تلوار کو نیام مین کیا مرکب سے فرمایا کہ ای مرکب اصیل لے نکل مرکب نے جو اپنے
راکب کو سست پایا لڑتا بھڑتا لے نکلا دولتیان مارتا ہوا جاتا ہی یہان جب سرخاب
بیہوش ہو گیا ظلمانہ نے دیکھا کہ لشکر پر شکست ہوتی ہی تو افسرون سے کہا کہ طبل امان
بجوا کر پلٹو ہمراہیان سرخاب طبل بازگشت بجوا کر سرخاب کو لیکر پلٹے زخمون مین ٹانکے
وغیرہ لگاے مگر جب لشکر بادشاہ پلٹا سردار حیران تھے کہ بادشاہ کیون پلٹ کر نہین آئے
ہرکارون نے عرض کی ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ بادشاہ زخمدار تھے مرکب اصیل اُنکو
نکال لے گیا سرخاب نے یہ سُن کر چند آدمی روانہ کیے کہ اگر کسی مقام پر مل جاوین تو گرفتار
کر لینا یہان اہلِ لشکر بادشاہ نے خواجہ سے رجوع کی کہ خواجہ آپ نے سُنا بادشاہ جمجاہ
ہمارے زخمی ہو کر کسی طرف نکل گئے یہان تمام لشکر پڑا ہی ہم لوگ تو نہین جا سکتے آپ
تکلیف فرمائیے خواجہ نے فرمایا کہ مین آج کل پریشان ہون جب تک کہ مہاجنون سے
فراغت نہ ہو گی تب تک کہین نہین جا سکتا سردارون نے کچھ تدبیر کر کے پیش کیا تب
خواجہ تلاش مین سعد کی چلے مگر سعد شہریار کو مرکب لیے ہوے ایک دشت مین پہونچا
پشت سے بادشاہ گرے مرکب چرا مین مصروف ہوا قضاے کار گلپوش نامے قزاق کہ اس
صحرا کا حاکم ہی کسی کا کاروان لوٹ کر پلٹا تھا کہ لوگون نے عرض کی کہ ای افسر ملاحظہ فرمائیے
ایک مرکب نایاب چرا مین مصروف ہی مگر باگین کٹی ہین زین ڈھلکا ہوا دہانہ اُسنے اُتار کر

کی مشکین باندھ کر لاؤن مین اسی غرض سے آیا ہون ظلمانہ نے اشارہ کیا سرخاب میدان
آیا سلحشوری کرنے لگا پُکار کر آواز دی کہ بادشاہ لشکر اسلام کون صاحب ہین مین
مقابلے کا مشتاق ہون بادشاہ نے مرکب بڑھایا سب سردارون سے رخصت ہوے میدان
آے ظلمانہ سردارون سے کہہ رہی ہی کہ اب مزہ ہوگا سرخاب کا زور بڑھاؤن اور
کا زور گھٹاؤن کیا عجب ہی کہ سرخاب غالب ہوا ور لشکر اسلام پر شکست ہو بھاگ
مسلمانون کو بند وبست ہو ایک مرتبہ بھی بادشاہ گرفتار ہو کر میرے سامنے آجاوین
فوراً قتل کرون زندہ نہ چھوڑون یہان سرخاب نے جو جمال جہان آراے بادشاہ دیکھا
کے حیران ہو کر رہگیا جی مین کہتا ہی کہ ایسا شیر دلیر حسین وجمیل میرے ہاتھ سے ناحق مار
مقام افسوس ہی کیونکر سمجھاؤن کہ یہ میرا کہنا مانے اور میری رفاقت مین آجاے تو قد
سے صفائی کرادون دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار مجھے حضور پر رحم آتا ہی مین یہ چاہتا
کہ میری اطاعت کیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ ای سرخاب فنون سپہ گری مین جس امر کا تمن
ہو اُسکو ظاہر کرو اگر مین جواب دے سکونگا تو فبہا ورنہ تمہاری اطاعت کرونگا بدون
دلون مین حوصلہ رہجائیگا کوئی سردار ایسا نہین کہ جسکو مین نے زیر نہین کیا سرخاب نے
دیکھا کہ بڑے بڑے سردار مجھسے بہتر و برتر صف مین کھڑے ہین دم جراُت کا بھر رہے ہین یہ
ہی کہ اگر بادشاہ حکم دین تو ہم لوگ جا پڑین اور دشمن سے لڑین سرخاب ہنس پڑا کہا
مین جانتا ہون کہ یہ سب جوان حسن پرست ہین آپ کے حسن کو دیکھ کر مطیع ہوے زور سے
کیا زیر ہوتے یہ پہلوان ایسے نہین معلوم ہوتے کہ آپ کے ہاتھ سے زیر ہوے مگر آپ
کے مطیع ہین بادشاہ نے فرمایا اب تو مین تمہارے سامنے کھڑا ہون کچھ کمال دکھاؤ سرخاب
نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دو لوا
دیکھ رہے ہین اور ظلمانہ سحر کرنے لگی مگر چونکہ بادشاہ لوح محفوظ پہنے ہین کوئی سحر ظلما
قریب نہین آتا کہ بادشاہ نے بعد دو گھڑی کے نیزہ سرخاب کا گانٹھا تھپیڑا مار د
ہاتھ سے سرخاب کے نکل گیا سرخاب نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہ
وار کیے بادشاہ نے وار خالی دیے اور تیغۂ ابراہیمی کھینچا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ

عین وقت پر میثاق آگیا وہ اُس کو لے گیا ہم لوگ مجبور رہے کر واپس آسے ظلمانہ نے کہا کہ
تو سب گذرا مگر یہ بتاؤ کہ وہ ساربان زادہ بارگاہ مین میری کیونکر آیا شبگرد نے عرض کی کہ
طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ جھیل سے آیا اور آپ کو گرفتار کر کے لے گیا ظلمانہ نے کہا کہ جھیل کی
مین آپ حفاظت کیا کرتی تھی اور کسی سمت سے آیا جھیل سے راستہ آنے کا نہین ظلمانہ نے
کہا کہ جمشید ثانی نے خیر کی اگر لیجاتا تو آفت برپا ہوتی مگر کیون ای شبگرد کیا تدبیر کرون
بادشاہ کو سامنے سے ہٹاؤن مجکو مقابلے مین اُترے ہوے عرصہ گذرا جو کام کیا وہ ناقص
رہا کیسے کیسے ساحر آے مگر وہ مارے گئے کوئی جم کر نہین لڑا مدت سے طبل جنگی بھی نہین بجا شبگرد نے
عرض کی کہ حضور طبل جنگی بجوائین غلام آپ کا میدان مین نکلیگا ضرور آپ کو آرام ملیگا
ظلمانہ نے حکم دیا طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے جو بامر جاسوسی حاضر تھے وہ خبرین لے کر
بھاگے بادشاہ جمجاہ تخت پر متمکن ہین جملہ سردار حاضر ہین کہ صداے طبل جنگی کان مین آئی
سر اُٹھاکر فرمایا کہ ہان یارو دریافت تو کرو کہ یہ نقارہ کیسا بجا ہی فیروزہ نے عرض کی کہ
ہرکارے لشکر حضرت کے وہان موجود ہین وہ خبر لاتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر
حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالاے قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد
باغ + گلِ سُرخ تا بد چو روشن چراغ + نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کارِ عالم بکام تو باد +
شہریارِ عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز و گداز رہے ظلمانہ نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا
ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دوبالا کرے بادشاہ نے حکم دیا
ہمارے لشکر مین بھی بہ تائید ربانی و بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون لشکروں مین طبل جنگی
بجے تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاری رہی اب وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش بصد جوش
و خروش کاشانہ مشرق سے نمودار ہوا دونون لشکر میدان مین آسے بطور قدیم صفین جمین
نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کرہٹے ظلمانہ کا ارادہ ہی کہ مین نکلون کہ صحرا سے گرد اُڑی
ایک پہلوان گینڈے پر سوار آیا پشت پر ساٹھ ستر ہزار سوار نیزے ہاتھون مین چمکاتے ہوے
ظلمانہ نے ہنس کر کہا کہ سرخاب گلہ بان بھیجا ہوا خداوند کا آیا ہو سرخاب نے آکر ظلمانہ
کو سلام کیا اور کہا کہ ای ظلمانہ مجکو حکم خداوند ہی کہ جا کر ظلمانہ کی مدد کرو اور بادشاہ لشکر اسلام

سحر کیا کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرے پشتارہ الگ گرا شبگرد درخت سے کود کر دوڑا اور جاکر پشتارہ
جادوگردن سے کہا کہ سموم کو بھی لیتے آؤ خواجہ عمرو زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین د
مانگ رہے ہین کہ ای پروردگار مالک لیل ونہار اب گرفتار ہوتا ہون نہین معلوم یہ
کس طرح پیش آوین گے گرفتار ہوتے ہی میرا سارا حال کھل جائیگا ای بے نیاز بچا

صاحب صدق و صفا ہستی اگر	طالب ذات خدا ہستی اگر
دوستی با دوست گر مطلوب تست	با محبت آشنا ہستی اگر
پیشوا خواہی اگر در راہ حق	در تلاش رہنما ہستی اگر
از دل و جانے اگر خواہان دوست	عاشق آن دلربا ہستی اگر
از کمال الفت سوز درون	بر رخ خوبش فدا ہستی اگر
بے خبر ہستی اگر از خویشتن	محو ذات کبریا ہستی اگر
باش در تعمیل فرمان سرنگون	شو مطیع ذات بے چون وچگون

قضائے کار میثاق کوہ گردان کسی کار ضروری کو لشکر سے نکلا ہی دور سے
بہ نگاہ سحر دیکھا کہ خواجہ زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین اور چند ساحر نیزہ و شمشیر لیے ہوے
میثاق نے وہین سے للکارا کہ او نامردو کیا کرتے ہو خبردار خواجہ پر ہاتھ نہ ڈالنا یہ کہ
پھینکا وہ جو ساحر برائے گرفتاری خواجہ بڑھے تھے اُن کے سر اُڑ گئے افسرون نے او
منع کیا کہ آگے نہ بڑھو ہم اپنا مطلب کر چکے ہین پشتارہ ظلمانہ کا اُٹھا لاے جب سا
اور آگے نہ بڑھے میثاق نے سحر کیا کہ خواجہ کے ہاتھ پاؤن کھلے میثاق کے ساتھ چلے
میثاق یہ ظلمانہ بڑی صاحب اقبال ہی ہین ایسی تدبیر سے پہونچا مگر کوتوال اُسکا آ
یہ قیامت برپا کی مگر سرداران ظلمانہ ظلمانہ کو لیے ہوے بارگاہ مین آکے زبان
نکالی پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جیسے ہی ظلمانہ بیدار ہوئی دیکھا کل سردار جمع ہین آپ بھی
کر رہے ہین ظلمانہ نے پوچھا یارو خیر تو ہی مجکو کہان سے لائے اور مجھپر کیا افتاد پڑی مجھسے
حال بیان کرو سب سردارون نے عرض کی کہ حضور عجب آفت برپا ہوئی تھی کہ سا
آیا اور آپ کو لے گیا مگر شبگرد وقت پر پہونچا آپ کا پشتارہ چھین لیا اور اُسے سحر سے

ظلمانہ کا خالی دیکھ کر ایک چیخ ماری کہ یارو غضب ہوا کوئی ملکۂ عالم کو لے گیا یہ کہکر خود دوڑا
سے جادوگر اسکے ساتھ ہین شگرد نے دور سے دیکھا کہ ایک سیہ پوش پشتارہ بدوش جاتا
آواز دی کہ او جانے والے ٹھہر جا خواجہ عمرو اور تیز ہوے جادوگر دوڑے خواجہ نے
دیکھا کہ جادوگر آتے ہین سامنے ایک غار تھا اُس مین پشتارہ ڈالدیا اور آپ ایک جھاڑی
مین بیٹھ رہے سب جادوگر ڈھونڈھتے پھرتے ہین لشکر مین ہلڑ ہو گیا کہ ظلمانہ کو کوئی لے گیا چند
دوگر دوڑ کر سامنے لشکر بادشاہ کے پہونچے وہان بھی طلایہ دار وغیرہ پلٹ رہے ہین لیکن کچھ
گرفتاری ظلمانہ نہ پایا مگر یہان جنگل مین ساحرون کا ہجوم ہے ہر طرف تلاش کر رہے ہین ایک
دوگر پھرتا پھراتا قریب جھاڑی کے آیا خواجہ نے اُسکو صورت دکھائی اُسنے چاہا گرفتار
ہون خواجہ نے اُسے حباب مار کر بیہوش کیا جھاڑی کے اندر اُسکو ڈالدیا اُسکی شکل بنکر
جادوگرون کے ساتھ غل مچانے لگے کہتے ہین یارو مقام افسوس ہے کہ ملکہ کو کون لے گیا
کدھر سے آیا شگرد کہتا ہے کہ یارو مین نے دور سے دیکھا تھا کہ ایک سیہ پوش پشتارہ بدوش
تھا اسی مقام پر آکر غائب ہوا ہے خواجہ اُس ساحر کی شکل بنے ہوے شگرد کے ساتھ
رہے ہین جواب دیتے ہین کہ مین نے آگے دیکھا تھا سب صاحب اُسی طرف بڑھ چلیے
یہ وہ شخص مل جائے مگر دل مین حیران ہین کہ مین جسکی شکل بنا ہون نہین معلوم اُسکا نام کیا
شگرد نے پکارا ای سموم جادو تم نے کس مقام پر دیکھا تھا خواجہ سمجھ گئے کہ جس ساحر
مین شکل بنا ہون یہ اُسکا نام ہے کہا ای شگرد آپ کیا ارشاد فرماتے ہین شگرد نے کہا کہ
سموم تم نے پشتارہ بدوش کہان دیکھا تھا خواجہ نے کہا کہ وہ آگے مقام ہے سب اُس
دوڑے شگرد بھی نکل گیا خواجہ اچھا اچھا کہکر ٹھہر گئے آکے غار سے پشتارہ نکالا لیکر
گے مگر قضاے کار شگرد نے اُس مقام پر پہونچ کر کہا کہ سموم جادو نے اسی مقام کا پتہ
تھا وہ خود نہین آیا ایک نے کہا کہ سموم جادو پیچھے رہگیا شگرد کے دل کو لگی ہوئی ہے
مین کوتوال ہون میرے ذمے بڑی بدنامی ہوگی ملکہ فرمائین گی کہ تو کیسا کوتوال تھا کہ ہماری
کی ایک درخت پر چڑھ کے دیکھا کہ سموم جادو پشتارہ بدوش جاتا ہے وہین سے اِسنے
آواز دی کہ یارو لینا وہ سامنے سموم جادو جاتا ہے جادوگر دوڑے شگرد نے وہین سے

اور جاکر بجالین مین نے جواب دیا کہ قدرت خود تکلیف کرین گے اگر ایک چند منٹ اور
آتا تو اُسنے خاتمہ کردیا تھا ای ظلمانہ بہت ہوشیار رہنا بہار تمہارے واسطے خزان کی بلا
ہی جہان تک ہو سکے اُس سے مقابلہ نہ کرنا کتاب سوانحات مین مرقوم ہی کہ ظلمانہ کی خرا
بہارہ کے ہاتھ پر موقوف ہی ظلمانہ نے کہا کہ یا خداوند مین خود اُسکے درپے آزار ہو
جسدن میرے سحر مین پھنسی سر پٹک پٹک کر مرے گی ابھی اُسکی بدعتین دیکھ رہی ہون کہ آ
کیا کرتی ہی جس روز میرے ہتھے چڑھ گئی دیوانہ کرکے مارونگی اب تو وہ عشق مین بادشا
کے مبہوت ہی باغ مین بھی گھبرایا کرتی ہی بادشاہ پر مرتی ہی اور بادشاہ کو بھی اُس سے مح
ہی اب بی مروارید بھی اُس لشکر مین پہونچین اب وہ بھی کچھ آگ لگائین گی مگر میرے ہا
سے بچ کر کہان جاوین گی جسدن مین نے سحر کیا بی مروارید خود دوڑی آوین گی جمشید
باتین ظلمانہ سے سُن کر روانہ ہو گیا ظلمانہ فکر مین مصروف ہی مگر یہ خبر ہرکارون نے بادشاہ کو
کہ خواجہ عمرو بشکل جمشید ثانی بارگاہ ظلمانہ مین برائے گرفتاری ظلمانہ گئے تھے مگر خالی
جمشید ثانی نے خود آکر رنگ عیاری خواجہ مٹایا یہ ذکر تھا بادشاہ افسوس کر رہے تھے کہ
زنگ کی بلند ہوئی دیکھا خواجہ عمرو پریشان پریشان آتے ہین بادشاہ نے پوچھا کہ کیون دادا
خیر تو ہی خواجہ نے سب حال بیان کیا بادشاہ نے فرمایا کہ مین سب حال سُن چکا خواجہ عمرو
جھلا اُٹھا کہا ای شہریار مین اسی فکر مین پھر جاتا ہون یہ کہکر خواجہ پھر بصورت مبدل لشکر ظلما
گئے دیکھا کہ ظلمانہ بیٹھی ہی سامنے جھیل ہی تماشا دیکھ رہی ہی خواجہ نے ایک تربوز کاٹ کر چھلکا
مثل سر انسان بناکر جھیل مین چھوڑا وہ بہتا ہوا سامنے ظلمانہ کے پہونچا ظلمانہ نے اُس
مارے جب یقین کامل ہو گیا کہ تربوز کا چھلکا کسی نے ڈالا ہی تب خاموش ہوئی رات کو خواجہ
جھیل مین اُترے اُسی چھلکے کو سر پر رکھ لیا دو آنکھین اُسی مین بنالی ہین اُسی سے دیکھتے ہوئے
قریب بارگاہ ظلمانہ پہونچے جھیل سے نکل کر آئے سراُنچہ چاک کیا بارگاہ ظلمانہ مین آئے
ظلمانہ پڑی ہوئی سو رہی ہی خواجہ نے قریب آکر ظلمانہ کو بیہوش کیا پشتارہ اسکا باندھ کر
زبان مین سوزن دے لی اُسی طرح بارگاہ ظلمانہ سے نکلے اور جھیل کے کنارے کنارے
شبگرد نامے کو توال لشکر جو پھرتا ہوا آیا اُسنے پکارا نگہبانون کو بیہوش پایا اندر بارگاہ

کھُل جائیگا خواجہ عمرو بادشاہ سے وعدہ کرکے باہر نکلے جو صورت منظور ہوئی اُس صورت پر
طرف بارگاہ ظلمانہ کے چلے یہان ظلمانہ جادو مسند پر بیٹھی ہی تمام سردار جمع ہین مرواریدکا
ذکر ہو رہا ہی ظلمانہ کہتی ہی کہ بی مرواریدکو ایسی سزا ملیگی کہ عمر بھر یاد کرین مین کیا اُنھین
چین سے بیٹھنے دونگی وہ جو سوچی ہین کہ مین قدرت سے جدا ہو گئی چین سے خدمت شاہ مین
رہون یہ غیر ممکن ہی مین اُن کی خود گرفتاری کو جاؤنگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا سب نے
دیکھا کہ جمشید ثانی تخت پر سوار آتا ہی ظلمانہ اُٹھی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آئیے تخت
جمشید کا اُترا آیا ظلمانہ نے چاہا کہ سجدہ کرون جمشید نے منع کیا کہا کہ ای ظلمانہ ہمین سجدہ
نہ کرو ہمنے اب اپنے بندون کو منع کر دیا ہی کہ جب مسلمانون سے سجدہ کرالین گے تب تم سے بھی
سجدہ لین گے کیا ضرور ہی کہ جو اپنے مطیع و منقاد ہین وہ تو سجدہ کرین اور مسلمانون کی بغاوت
مٹ نہ سکے اُنکی بغاوت مٹا کر سامان ہوگا اسوقت بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ ظلمانہ مقابلۂ مسلمانان
مین اُتری ہوئی ہی ایسا نہ ہو کہ اُسپر کوئی اُفتاد پڑے چل کر عمر ظلمانہ کی بڑھاؤن ظلمانہ یہ
سُن کر خوش ہو گئی کہا یا خداوند آپ کی پرورش اور آپ کی عنایت مجکو روز موت کا سامنا
ہی جمشید ثانی نے کہا کہ مین آج تیری ایسی عمر بڑھادون کہ کوئی قتل نہ کر سکے مصاحبون نے
عرض کی کہ خداوند ہم سب کی عمرین بڑھا دیجیے کہ قتل مسلمانان سے بیخوف رہین مغلوبہ
مین جھپٹ جھپٹ کر جائین جب یقین ہوگا کہ ہمین کوئی نہین مار سکتا تو دل کھول کر لڑین گے
خوب معرکے پڑین گے مسلمانون کے دانت کھٹے کر دین گے ظلمانہ نے حکم دیا کہ خداوند
فرماتے ہین مٹکے شراب کے لاؤ مین سب کی عمرین بڑھاؤنگا لشکر ظلمانہ کا جانور تک نہ مرنے
پائے سب ساحر خوش ہو کر جمع ہوے ہین اور جمشید نقلی کا ارادہ ہی کہ مٹکون مین شراب
کو خراب کرون کہ آسمان پر نعرہ ہوا کہ باش او ساربان زادے ظلمانہ پر ہاتھ نہ ڈالنا
عمرو نے جو نعرۂ جمشید کی آواز سُنی تخت سے اُٹھ کر گلیم اوڑھ لی جمشید تخت کو اُڑائے ہوے
آیا کہا ای ظلمانہ یہ عمرو تھا کہان غائب ہو گیا بلاے روزگار ہی مین قصر ہفت رنگ مین
بیٹھا تھا مجکو طائر سحر نے خبر دی کہ آپ کی شکل پر ساربان زادہ قیامت برپا کیا چاہتا ہے
بارگاہ ظلمانہ مین موجود ہی مجکو تاب نہ آئی ہر چند کہ ساحرون نے عرض کی کہ ہم لوگ جادین

کہ نمکخواران شاہی مین محسوب ہون ہر چند کہ حضور جانتے ہین کہ غلام اس لائق ہی کہ
خدمت بوجہ احسن کریگا مگر سرکار شاہی سے کچھ مقرر ہونا ضرور ہی بادشاہ نے کئی سو
ماہواری کی تنخواہ مروارید سفید پوش مقرر کی خونخوار مروارید کو ساتھ لیکر اپنی بارگا
آیا مگر ہرکارے لشکر ظلمانہ کے جو حاضر دربار تھے یہ خبر لیکر بھاگے سامنے ظلمانہ کے آ
کیفیت بیان کی کہ ای ملکۂ عالم بی مروارید جو بڑا گھمنڈ کر کے برائے گرفتاری ملکہ
گئی تھین وہان سے مبہوت ہو کر برائے بربادی لشکر حضور آئین کہ خونخوار سے نگاہ مل گئی
نے سحر سہارہ اُتارا اور بہ فصاحت سمجھا کر دربار شاہ مین لے گیا بادشاہ نے اُسکو اپنا
قرار دیا اور اب وہ بارگاہ خونخوار مین ہی جو خبر پائی تھی وہ غلامون نے عرض کی آ
اسی واسطے حاضر رہتے ہین مگر شہنشاہ اوج عیاری خواجہ عمرو بھی دربار مین حاضر
نے فرمایا کہ کیون چھوٹے دادا جان ظلمانہ کی کچھ فکر نہ کیجیے گا وہ روپیہ مفت مین آپ نے
اب مناسب یہ ہی کہ یا تو فکر کیجیے یا روپیہ واپس دیجیے عمرو نے رو کر کہا کہ ای شہنشا
آپ کو سلامت رکھے غریب کے پاس روپیہ کب رہتا ہی بقول شیخ سعدی فرد قرار د
آزادگان نہ گیرد مال + نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال + بادشاہ ہنسنے لگے کہا چھو
جان صاحب یہی تو مشکل ہی کہ آپ روپیہ لیکر باتین بناتے ہین اب یا روپیہ دیجیے یا کام
کوشش فرمائیے عمرو نے کہا کہ اب تو میرے ہوش درست نہین ہین اس مہینے کا سود
فرمائیے تو البتہ مین کچھ تدبیر کرون ورنہ اب رخصت ہوتا ہون دادا جان تمہارے منت
میری غیر حاضری لکھی جاتی ہو گی پوری تنخواہ بھی نہ رہیگی یہ کہکر اُٹھے بادشاہ نے ہا
لیا کہا چھوٹے دادا جان مین آپ کو جانے نہ دونگا عمرو نے کہا کہ مین آج ہی جاتا
بنتا ہی تو ظلمانہ کو لاتا ہون بادشاہ نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ آپ کسی اور کو ظلمانہ کی شکل
لے آوین تو کون پہچان سکیگا عمرو نے ہنس کر کہا کہ ایسا نہ تصور فرمائیے یہ باتین اپنے
ساتھ کرتا ہون بچون کے ساتھ ایسی باتین کرنا سراسر خلاف ہی یا ظلمانہ کو لاؤنگا یا
جان دونگا مگر سود اسکے مہینے کا حضور کے ذمے رہا بادشاہ نے سر جھکا لیا فرمایا چھوٹے دا
آپ مین یہ بڑا عیب ہی کہ کام مین فتور ڈالتے ہین خواجہ عمرو نے کہا کہ اب سب حال

ار نے کہا کہ تمہارا یہی علاج ہی کہ جاکر ظلمانہ کا سر لاؤ یہ سُن کر مروارید نے عرض کی کہ ای ملکہ عالم
ن تو مدت سے خواہان تھی کہ ظلمانہ سے مقابلہ پڑے اُس بڑھیا کو بڑا گھمنڈ ہی مین رخصت ہوتی ہون
نے گلے سے اپنے ایک ہار اُتار کر مروارید کے گلے مین پہنا دیا مروارید جھومتی ہوئی چلی باغ سے
صحرا کو طی کرتی ہوئی جاتی ہی کوئی دو کوس راستہ طی کیا تھا کہ ایک بلندی سے دیکھا کہ ایکطرف
کر بادشاہ جمجاہ اور ایک جانب لشکر ظلمانہ اُترا ہوا ہی دونون لشکر مثل دریاے قہار کے موج مارتے
ن قضاے کار خونخوار بلند بالا کسی ضرورت مین لشکر بادشاہ سے نکلا ہی کنارے پر لشکر کے
ا ٹہل رہا ہی نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ ایک مہ جبین بلندی پر کھڑی ہی لشکر ظلمانہ کو دیکھ دیکھ کر
ات سخت کہہ رہی ہی خونخوار حیران ہوا کہ یہ مہ جبین کون ہی کہ جسپر یہ آفت پڑی کہ چہرہ سُرخ ہو رہا
گلے مین ہار پہنے ہوے جوشان و خروشان قصد کرتی ہی کہ لشکر ظلمانہ مین جاؤن اور جاکر
فت برپا کرون خونخوار نے ہاتھ سے اشارہ کیا مروارید بلندی سے اُتر کر آگئی خونخوار
دیکھا کہ گلے مین ایک ہار پہنے ہی خونخوار نے وہ ہار اُتار لیا ہار اُترتے ہی ہوش مروارید کے
ست ہوے خونخوار نے کہا کہ ای مہ جبین کہان چلی تھین یہ ہار تمھین کسنے پہنایا مروارید نے کہا
براے گرفتاری بہار گئی تھی وہان جاکر یہ ہار جیت حاصل ہوئی یہان آکے تمسے ملاقات ہوئی
نخوار نے کہا کہ اب مجھے سرفراز کرو چل کر میری بارگاہ مین بیٹھو بہار تمھارے ساتھ بغاوت
رگی مین تمھارے اُن کے صفائی کرا دونگا ایک امر کا اور خیال رہے کہ اس طلسم کی عمر تمام
چکی ہی جو کوئی جمشید ثانی کا ساتھ دیگا وہ مارا جائیگا آرام نہ پائیگا اور جبس وقت ہمارے
دشاہ جمجاہ طلسم کو فتح کرین گے تو ہم سب کو عہدہ ہاے جلیل ملین گے اور ہمارا ملک ہم کو
یگا اور علاوہ ملک کے اور بھی غنچۂ آرزو کھلین گے سوا اسکے جمشید ثانی مثل ہمارے تمہارے
اجر ہی خداوند کیسا چل کر پروردگار کو سجدہ کرو جس طرح ہم لوگ رہتے ہین اُسی طرح تم بھی
ہو اس فصاحت سے خونخوار نے مروارید کو سمجھایا کہ مروارید کے ذہن مین آگیا خونخوار
ساتھ بارگاہ بادشاہ مین آئی بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کہ ای خونخوار یہ کون
خونخوار نے عرض کی کہ یہ بحکم جمشید بہار سے لڑنے گئی تھین وہان سے مبہوت ہوکر آتین
اے قتل ظلمانہ جاتی تھین غلام نے ان کو روک لیا اب یہ اطاعت شاہی کرتی ہین چاہتی ہین

گرفتار کرکے لیجاؤن بہتر یہ ہو کہ اُٹھو مین سامنے قدرت کے لے چلون تم سجدہ کرکے فوراً جلا
جو فرمائین وہ بجالاناای بہار سمجھو تو کہ سب بزرگ تمہارے جمشید ثانی کے پرستار اور ز
تھے اور ترقیان عہدون کی پاتے تھے تمنے یکایک یون مُنھ پھیرا یہ تمہارے واسطے بہتر
بہار رنجیدہ بیٹھی تھی جواب دیا کہ او بیہودہ کیا بکتی ہو مین جمشید ثانی پر لعنت کر چکی یہ ک
خداوند ہو کہ اسکے کیے کچھ نہین ہوسکتا مجکو دیوانہ کر دیا ہوتا یا مجھپر کوئی آفت نازل
بادشاہ جمجاہ اپنے دربار مین مجکو نہ آنے دیتے پھر یہ کیسا خداوند ہو کہ مسلمانون سے د
ہو ای مروارید عقل کا سارا فتور ہو انسانیت سے بہت دور ہو کہ ایسے کو سجدہ کرے
مروارید نے وہ ترنج جو ہاتھ مین تھا پھینکا اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ بہار مراد
سحر سے یہ ہو کہ خدمت خداوند مین چل کر حاضر ہو اور جو سرکشی کی ہو اُسکا عذر کرو جیسے
ترنج آکر پھٹا بہار نے گلدستہ اُٹھا کر پھینکا ترنج تو باطل ہوا مگر طائران باغ نے آکر مرو
کو گھیر لیا بہار نے اُٹھ کر ایک دستک دی اور آواز دی کہ ای عندلیب خوشنوا آکر زم
تو کرو اس طرح اُڑتی ہوئی آؤ کہ بی مروارید کے ہوش اُڑا دو یہ جو پکار کر بہار نے کہا گ
باغ سے ایک عندلیب خوشنوا چہکارتی ہوئی یہ اشعار پڑھتی ہوئی آئی نظم

لو مبارک ہو کہ تم پر دل ناشاد آیا +	بے وفائی کے چلن سیکھ لو اُستاد
قتل عشاق کو جب وہ ستم ایجاد آیا	منچلے بڑھ کے پکارے کہ وہ جلا
ایک آنسو نہ پکارا یہ شب فرقت مین	مین لگی تیری بجھانے دلِ ناشاد
ہوش کو اُسکی خبر کے لیے بھیجا تھا کبھی +	پھر کے ابتک نہ وہ آوارہ و بر
نالہ اپنا سوِ محشر جو کہین جا نکلا ++	غل ہوا صور سرافیل کا اُستا
آفت روز قیامت سے بچایا اُسنے +	میرے آڑے بخدا عشق خدا دا
فاختہ باغ مین نی بزم مین دل سینے مین	شاکی عشق تھا جو صاحبِ فر
کسنے سر سنگ در یار سے پھوڑا ہی جلال	بے ستون سے جو قدم لینے کو فر

اُس عندلیب نے سر پر مروارید کے چرخ مار کر یہ اشعار پڑھے کہ مروارید کا چہ
سُرخ ہو گیا جھولی بائین ہاتھ سے اُتار کر پھینکی اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم جو حکم ہو د

اکر پلٹین وہ لوگ بخیر و عافیت پلٹ گئے اِدھر بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین فیروزہ سے فرمایا کہ دریافت
کرو اب ظلمانہ نے کیا کیا دیکھیے اس بڑھیا سے کیونکر نجات ملے فیروزہ ایک ضعیفہ کی صورت
طرف بارگاہ ظلمانہ کے چلا اُس وقت آکر پہونچا کہ ظلمانہ وہ کاغذ پڑھ رہی ہی اس مقام
پہونچی ہی کہ کاغذ مین مرقوم ہی کہ ای ظلمانہ مروارید سفید پوش کہ ساحرۂ بے نظیر ہو
دہ کرتی ہی کہ مین بہار کو پکڑ لاؤنگی اور ظلمانہ کے پاس قید کرونگی لہذا ملکہ مروارید آتی ہین
لمانہ یہ نامہ پڑھ کر طرف مروارید کے متوجہ ہوئی کہا کیون بی بی اُس شوخ دیدہ کو کیونکر
فتار کروگی بہار وہ بلاے روزگار ہی کہ تم کو دیوانہ کر دیگی مروارید نے جواب دیا کہ وقت
میرے سحر کا حال کھُلیگا مین بالاعلان اُسکی بارگاہ مین جاؤنگی اور ٹوک کر گرفتار کرون گی
مانہ نے کہا کہ ای مروارید وہ تمھارے سحر کو نہ مانے گی مجکو ڈر یہ ہی کہ تم بھی میری دشمن نہ ہو جاؤ
جو شاہزادیان اس طلسم مین حسین و جمیل ہین اُن کو قدرت کا حکم ہو جاے کہ وہ فرزندان
زہ کو نہ دیکھین جسنے اُن کا جمال دیکھا وہ یون مبتلا ہوئی کہ اپنا گھر بار مٹایا اُن کا گھر آباد کیا حسب
نکی ماں مری ہی تو یہ بدنصیب چھ مہینے کی تھی مین نے بمشکل اِسکو دودھ پلوا کر پالا کل سحر سکھایا
ئی جملہ اُٹھا نہین رکھا یہ نہ جانتی تھی کہ میری ہی دشمن ہوگی اُسنے تو وہ قیامت برپا کی کہ
ے زندگی دشوار ہوگئی آج وہ سحر مٹایا ہی کہ کلیجے پر سانپ لوٹ رہے ہین اگر دو پہر اور
بخت نہ آتی تو فولاد بادشاہ کو زیر کر لیتا لیکن ای مروارید اب تم اپنا انتظام کرو مروارید
ایک ترنج ہاتھ مین لیا اور طاؤس سحر پر سوار ہوئی بہار جادو اپنے مقام پر بیٹھی ہی ناچ
رہا ہی خادم و خدمتگار و کنیزین پشت پر کھڑی ہین رومال ہلا رہی ہین بہار کہہ رہی ہی
صاحبو مین نے تو نانی امان سے صاف صاف کہہ دیا کہ جو آپ سے ہو سکے وہ کیجیے میری
شاہ پر جان جاتی ہی میرا دل نہ پھریگا اور آٹھو پہر یہی خواہش ہی کہ بادشاہ ہر امر مین غالب
ہین اور ظلمانہ گرفتار ہو کر سزا پاے یا اگر اطاعت بادشاہ کرے تو فبہا مین اُسی طرح اپنی
رگ تصور کرونگی خیر سمجھا جائیگا اب تو فساد پڑ گیا مگر مروارید سفید پوش ترنج ہاتھ
ن لیا ظلمانہ سے رخصت ہوئی اُس وقت پہونچی کہ بہار بکمر بیٹھی تھی سامنے آکر مروارید
نعرہ کیا کہ ای ملکہ بہار تمھاری جنت کا شہرہ تا بہ خداوند ہو گیا مجکو حکم ہی کہ تم کو

مین بھی اِسی کی مشتاق ہون کہ آپ سے فیصلہ ہو جاے روز کا جھگڑا مٹے آپ پیچھا نہ چھوڑتی
ہر روز ایک نیا ڈھکوسلا نکالتی ہین ظلمانہ نے گولہ مارا کہ طاؤس کا سر اُڑ گیا بہار تھر
میثاق نے بہار کو روکا اور پُکار کر آواز دی کہ ای ملکہ ہوشیار ہو جیسے دیکھیے حریف کا سحر
بس پھر تو بہار سنبھلی تڑپ تڑپ کر گرنے لگی جس غول پر گری اُسکو تہ و بالا کر دیا بادشاہ جاد
شیرانہ و رستمانہ لڑ رہے ہین جس افسر کے سامنے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ
وار اُسکا روک کر ہاتھ مار دیا اُس افسر کے دو ٹکڑے ہوے علمدار لشکر نے جو دور سے
معرکہ دیکھا ہاتھی بڑھا کر طرف بادشاہ کے چلا بادشاہ نے بڑھکر علمدار کو مارا علم سرنگو
کفار پر علم ماتم گرا فوج ظلمانہ کو شکست ہونے لگی لاکھ لاکھ کوشش کی مگر کچھ نہ ہوا
طبل بازگشت بجوا کر ظلمانہ ملپٹی مگر ملول و حزین کہتی ہوئی صاحبو تمنے دیکھا آج لڑائی کا کیا
انجام ہوا اس شوخ دیدہ نے شکست دلوائی بڑا رونا یہ ہی کہ قدرت بھی اُسپر جان دیتی
فکر ہی کہ وہ گرفتار ہو کر آسے تو اُسکو قبضے مین کرون مگر اُس کمبخت کی ضد مین بلا کی ہین جو
وہ ہی کرتی ہی ہر چند کہ اُسکے عاشق بہت ہین مگر قدرت کا عشق سب پر غالب ہی صاد
کہتی تھی کہ مین نے جمشید ثانی پر لعنت کی اب مین اِس مذہب مین نہ آؤنگی مین نے یہ ا
کبھی نہین دیکھی تھین اگر ایک دو پہر اور نہ آتی تو فولاد یا دشاہ کو زیر کر لیتا ایسی یہ
سحر کی تاثیر ہوئی تھی کہ لوح محفوظ کچھ نہ کر سکی سحر بہار نے اُسکی تاثیر کو مٹایا صاحبو مجکو ہنسی آتی
کہ اُس ظالم نے آتے ہی چند پھول پھینک دیے فوراً بادشاہ مین طاقت آگئی پھر فولاد کا
ہو جانا کتنی بڑی بات تھی لوح محفوظ بھی چمکی آخر یہ انجام ہوا کہ علمدار تک مارا گیا مین نے
جلد ہی کر کے طبل بازگشت بجوا دیا ورنہ آج یہی یقین تھا کہ کل لشکر فرار پر قرار لیتا یہ
کر رہی تھی کہ آسمان پر لکۂ ابر سفید نمایان ہوا وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا تخت پر
شاہزادی نہایت حسین و جمیل لباس سفید پہنے ہوے دریاے مروارید مین اندھر تا پا
ہر آتے ہی ظلمانہ کو سلام کیا ایک کاغذ ہاتھ مین دیا ظلمانہ نے دیکھا کہ وہ کاغذ فرستادہ جم
ہی پڑھا تو اُسمین لکھا تھا کہ ای ظلمانہ آج کی بھی جنگ کا حال ہمپر ظاہر ہوا تمنے سحر کا حال
لیکن معشوقہ قدرت نے بوجہ تاثیر تقدیر قدرت آکر سحر کو مٹایا فولاد کو قتل کرایا تم طبل

مقابلہ ہی اب یہ نوبت پہونچی ہی کہ فولاد خارہ شکن زیادتیان کرنے لگا ہی جب پکڑ لاتا ہی نکلتے مین
بادشاہ چونکہ سچپت مین بہزار مشکل نکلتے ہین لشکر مین ظلمانہ کے ایک غریو بلند ہی ظلمانہ خیمے مین
سحر کر رہی ہی کنیزین اُسکو برابر خبرین دے رہی ہین کہ ای ملکۂ عالم اب وہ جوان طلسم کشا پر
غالب آیا گھنٹہ بون ایک مقام پر لڑ رہا ہی جب طلسم کشا کو پکڑ لاتا ہی تو طلسم کشا بمشکل نکلتے ہین ہر چند
چاہتے ہین کہ مین فولاد کو زیر کرون مگر ممکن نہین دو چار پہر مین یہ بات بھی موقوف ہو جائیگی بھکو
یقین ہی کہ وہ زیر کرلے یہ آوازین سُن کر وہ کنیز پلٹی باغ مین بہار کے پہونچی بہار نے پوچھا خیر تو
کنیز نے عرض کی کہ واری بڑی سختی ہی آٹھ پہر سے ایک پہلوان لڑ رہا ہی اب وہ زیادتیان
کر رہا ہی روح پر اُن کی صدمہ ہی ایسے بہادر کا ناچار ہونا مقام غیرت ہی بہار نے جو یہ سُنا
زانو پر ہاتھ مارا کہا صاحبو غضب ہوا بڑا اسحر ظلمانہ نے تیار کیا فوراً اُٹھی کہا طاؤس لاؤ ایک
طاؤس آیا اُسپر سوار ہو کر چلی اُس وقت پہونچی کہ دیکھا بادشاہ کے ساتھ فولاد زیادتیان
کر رہا ہی اور ظلمانہ بارگاہ کے اندر بیٹھی دستکین دے رہی ہی یہی چاہتی ہی کہ فولاد بادشاہ
کو زیر کرلے بہار نے آتے ہی کچھ پھول پھینکے وہ پھول جو فولاد پر گرے زرہ کی صورت تبدیل
ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک کرتی پہنے ہوئے ہی بادشاہ تڑپ کر نیچے سے نکلے فولاد بدحواس ہو گیا
بہار نے اور پھول پھینکے ایک سناٹا ہوا بادشاہ بشوکت تمام لڑنے لگے فولاد کو ریل کر
چند رہ قدم پر لائے وہان پر لاکر ہاتھ مارا کہ دونون گھٹنے فولاد کے آشنا بہ زمین ہوئے کمر مین
ہاتھ ڈال کر نعرہ کیا نعرہ بادشاہ جمجاہ سے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس دم +
منم شیر دل صف شکن نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + زور جو کیا فولاد کو اُٹھا لیا چرخ
دے کر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا کہ او بے حیا شناخت مین پروردگار
کی کیا کہتا ہی اُسنے جواب دیا کہ لاکھ لاکھ جان میری نام پر جمشید ثانی کے نثار ہی بادشاہ
نے سر فولاد کا کھینچ لیا لشکر مین ظلمانہ کے ایک غریو ہوا سب سردار لینا لینا کہکر بادشاہ پر آپڑے
لڑنے لگے اِدھر سے میثاق وغیرہ بھی پہونچے اِن سب نے آگ برسادی غریو جو ہوا ظلمانہ جادو
نکل آئی بہار کو دیکھا کہ آسمان پر سے سحر کر رہی ہی پکار کر کہا کہ او گیسو بریدہ تو نے یہ سحر بھی
میرا مٹایا اب کہہ کہ تیرا کیا حال کرون بہار نے جواب دیا کہ جو آپ سے ہو سکے وہ کیجیے

نے نہ مانا یہی فرما رہے ہین کہ ای فولاد جنگ کا انتظام کرو جب جنگ خاتمے پر ہو تب میدان
پلٹے جاتے ہو کسی فن مین تم مجھپر غالب نہین ہو یہ کہکر ہاتھ پکڑ کے کھینچا فرمایا کہ ای فولاد مقابلہ کیسے
حال زیر و زبر کا معلوم ہو جائیگا بس اب طول کلام ہو چکا پھر فولاد اور بادشاہ سے کشتی ہو
فولاد کیسے کیسے زور کر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ بادشاہ پر غالب ہون مگر لوح محفوظ گلے مین باد
کے پڑی ہی جب اُسکا عکس پڑتا ہی چوندھیا جاتا ہی رات بھر اسی ہنگامے مین گذری مگر بادشا
نے وہ گھسے مارے ایسا اُٹھا اُٹھا کے پٹکا کہ ہڈیون مین اسکی درد ہو رہا ہی چاہتا ہی جان
بھاگون پھر کبھی ان کے مقابلے مین نہ آؤن بمشکل رو رو کر رات کٹی اب صبح کو زور اس کا زیا
ہونے لگا بادشاہ کے ہاتھ پاؤن مین سنسناہٹ پیدا ہوئی فولاد بادشاہ کو پکڑ لایا چاہ
گھسے دون مگر یہ بچپیت ہین اپنے کو بچا کر نکل آتے ہین فولاد دنگ ہو جاتا ہی بادشاہ جمجاہ
ہو کر پروردگار سے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق لیل و نہار اس بلاے ناگہانی سے
اور مجھے اس پہلوان پر غالب کر میری آبرو رکھ اور اس دشمن خدا کے ہاتھ سے نجات د

الٰہی بر غریبان لطف فرما ✣	کرم بر بندگان کن بادشاہا ✣
الٰہی چہرۂ مقصود بنما ✣	بر دے ما در ہی از فیض بکشا
الٰہی مرحمت کن بر گنہگار ✣	الٰہی بر من عاصی بہ بخشا
الٰہی دارم اندر ہر دو عالم	من بیکس بذات تو تولا ✣
تو ستاری تو غفاری تو داور ✣	تو رزاقی تو خلاقی تو مولا ✣

بادشاہ جمجاہ نے بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ملکہ بہار جادو با
اپنے بیٹھی ہی صبح کا وقت ہی بلغ کی رعنائی و زیبائی قطرات شبنم برگ ہاے درختان سے
ہین طائر نکل نکل کر آشیانون سے شاخہاے نخل پر بیٹھے مصروف زمزمہ سرائی ہین کہ اسکا
بیٹھے گھبرایا کنیزون سے دیکھ کر آواز دی کہ خدا خیر کرے معلوم ہوتا ہی کہ ظمانہ نے پھر کو
کیا ورنہ مجھے برنج و غم سے کیا کام کنیزون نے عرض کی کہ واری خدا رنج و غم آپ کو نہ دکھاے اگر
فرمائیے خبر لادین ملکہ نے اشارہ کیا کہ جھپٹ کر جاؤ اور جلد خبر لیکر آؤ دیر نہ کرنا وہ کنیز
دونون لشکرون کے درمیان مین آئی دیکھا کہ ایک ہنگامہ ہو رہا ہی کہ بادشاہ اسلام او

ولاد نے کہا کہ مین آپ کا حکم جان و دل سے مانونگا بادشاہ کی تو کیا حقیقت ہو اگر آپ حکم دین تو
صاحبقران سے لڑون اور گرفتار کر لاؤن ظلمانہ نے اپنی کرتی اُتار کر فولاد کو پہنا دی اور
ٹھہ کر سحر کیا معلوم ہوتا تھا کہ زرہ پہنے ہو اُسکے بعد ایک ہیکل سحر کی بنائی وہ بھی فولاد کو پہنا دی
ظلمانہ نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے یہان بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ صداے طبل جنگی
ان مین آئی ہرکارون نے عرض کی کہ ظلمانہ نے پھر طبل جنگی بجوایا ہو کوئی پہلوان زبردست
فولاد خارہ شکن نامے ہو وہ کل حضور سے مقابلہ کریگا سعد شہریار نے حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارے گڑگڑائے
تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری بوقت سحر دونون لشکر میدان مین
آئے صفین جمین نقیب نقابت کر کے ہٹے کڑکیت کڑکا کہ چکے ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ ای
فولاد خارہ شکن اپنی فولادی ظاہر کر اب وہ وقت ہو کہ میدان مین جاؤ طلسم کشا کو لوگو کو
انھین سے مقابلہ کرو فولاد خارہ شکن نے گینڈا بڑھایا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی
کہ ای فرقہ خداپرستان وای قوم زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین نکلے مگر سوائے
بادشاہ اسلام کے کوئی میرے مقابلے مین نہ آے یہ سُنتے ہی بادشاہ اسلام نے مرکب بادرفتار
کالا گھوڑا طرارے بھرتا ہوا میدان مین آیا فولاد نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا گینڈے کو
بڑھا کر تگاورزن ہوا بعد تگاور کے نیزہ مارا بادشاہ سے نیزہ بازی ہونے لگی دو گھڑی کامل
فولاد سے نیزہ چلا بادشاہ نے ایک مقام پر نیزہ اُسکا گانٹھ کر تھپیڑا جو مارا نیزہ ہاتھ سے فولاد
کے نکل گیا فولاد نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
فولاد لپٹ پڑا دونون جوان گینڈے اور گھوڑے سے کود کے کشتی ہونے لگی مگر سب دیکھ رہے ہین
نہ بادشاہ ہر مقام پر زیادتیان کرتے ہین جب فولاد کو پکڑ لاتے ہین ایسے دو چار گھسے مارتے ہین
نہ فولاد اپنی جان سے بیزار ہو جاتا ہو بمشکل نکلتا ہو دن بھر اُلجھ اُلجھ کر لڑا جب دیکھا شام ہوتی ہو
کہا ای شہریار آپ مجھسے خوب لڑے اب جاکر آرام فرمائیے کل پھر مقابلہ ہوگا بادشاہ نے فرمایا
یہ ہمارا دستور نہین فولاد نے کہا کہ ای سعد شہریار اگر ہم اور آپ رات کو جنگ کرین گے تو
دن دیکھیگا بادشاہ نے فرمایا روشنی کو حکم دو رات دن سے بہتر ہو جائیگا ہر چند فولاد نے کہا مگر بادشاہ

کہ یا خداوند جمشید ثانی میری مدد کو آئیے جیسے ہی ظلمانہ نے یہ کہکر پکارا جمشید ثانی گوشہ
سے پیدا ہوا بہار جمشید کو دیکھ کر بھاگی جمشید نے اُس نازنین کو آواز دی کہ او گیسو بریدہ
شوخ دیدہ ظلمانہ کا ہاتھ چھوڑدے اپنی جان کو غنیمت جان دیکھ اس باغ کو ابھی مٹاتا ہو
یہ کہکر دیوار پر ایک لات ماری دیوار باغ گری دیوار گراکر ظلمانہ کو نکالدیا کہا اپنے لشکر
مین جاؤ اے ظلمانہ سمجھ کر سحر کیا کرو تم نے بہار کو سب کچھ بتا دیا کچھ اپنے لیے نہ رکھا اگر مین
نہ آتا تو تم گرفتار ہوجاتین یہ کہکر ہاتھ ہلایا آگ برسنے لگی تمام چمنستان کو جلادیا مگر ظلما
جو باغ سے نکلی سیدھی اپنے لشکر کی طرف بھاگی بارگاہ مین جاکر چھپی بیٹھی جمشید نے چند ساعت
مین باغ کو جلادیا دیوارین گرادین اور پکار کر آواز دی کہ اے بہار اس وقت تو تم بھاگ گئی
ابکی جو سامنا پڑیگا تو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا تمھارے قتل سے مُنہ نہ موڑونگا آواز آئی کہ او دروغ
دروغ گو کس بات پر گھمنڈ کرتا ہے مین تجھسے بھی باہر نہین جب سحر چلیگا تو حال کھلیگا جمشید نے
چہار جانب دیکھنے لگا کہ یہ کدھر سے آواز آئی دیکھا کہ اُن گری ہوئی اینٹون پر ایک زاغ
بیٹھا ہوا سخنہائے مذکور کہہ رہا ہے جمشید نے ہاتھ ہلادیا کہ اُس زاغ کا سر اُڑ گیا آواز آئی
او بے حیا میرے قتل سے تجکو کیا نفع ملا جمشید نے کچھ جواب نہ دیا لشکر بادشاہ کو دیکھتا ہوا
طرف قصر ہفت رنگ کے روانہ ہوگیا یہان تمام شاہزادیان اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین
جمشید قصر مین داخل ہوا تو شاہزادیون نے پوچھا کہ یا خداوند خیر تو ہے کس حال مین ہو جمشید نے
جواب دیا کہ مین نے اس وقت جاکر تقدیر سے کے باغ سحر بہار کو مٹایا اس وجہ سے بڑی تکلیف
پہونچی تمام شاہزادیان جمشید کی تسکین کرنے لگین شراب وغیرہ پلائی جمشید مطمئن ہوگیا
ظلمانہ گوشہ نشین جو پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آئی آتے ہی سردارون سے کہا کہ صاحبو بہار تو
میرا خالی گیا اب مین دوسرا سحر تیار کرون کسی طور سے سعد شہریار گرفتار ہون سب نے عرض کی
جو حکم دیجیے وہ بجالادین ایک پہلوان بیٹھا ہے کہ فولاد خارہ شکن اُسکا نام ہے ظلمانہ نے کہا
کہ اے فولاد مین تجھپر سحر کرتی ہون کل تو طلسم کشا سے مقابلہ کر لوح محفوظ کی تاثیر مٹا
تجکو ضرر نہ ہو اور سعد تجھپر غالب نہ آوین تو بھی دل مضبوط رکھنا بس آٹھ پہر کشتی رہے بعد
آٹھ پہر کے اُن کا زور کم ہوگا تمھارا زور زیادہ ہوگا تب سعد شہریار پر غالب آؤگے پھنک

وہ دل سے نکل جاوے تو دم بھر مین پامال کردونگی بہار نے ہنس کر جواب دیا کہ نانی امان غصہ نکرو
اب شام ہوئی پلٹ جاؤ کل پھر میدان داری کرنا تمھارا سحر ایسا ہی کہ تاثیر نہ کرے کوئی بچ سکتا ہی
مگر مین تو جمشید پر لعنت کر چکی وہ ہی کریم کارساز ہر وقت مدد کرتا ہی یہ سُن کر ظلمانہ جادو نے
طبل بازگشت بجوایا افسرون کو ساتھ لیکر پلٹی مگر کہنی ہوئی کہ صاحبو بڑی شوخ دیدہ سے
سامنا ہی اسپر غالب ہونا دشوار ہی دیکھیے اس سے کیسی جنگ پڑے کل سحر میرے اسکو یاد
ہین سب کا توڑ بھی یاد ہی وقت فریاد ہی او بہار اب راہ پر آور نہ تیرا شباب خاک ہی مین
ملادونگی سر میدان قتل کرونگی میرا سات سی برس کا سن ہی ہزارون معرکے دیکھے خیال تو کر لے کہ
رامۂ جادو زبر جد نگار مین قتل ہوئی مین اپنی جان بچا کر نکل آئی شمشش مارا گیا دریاے قلزم
مین اُسپر آفت آئی یہان بھی ہزار طرح کی آفت آئیگی مین اپنی جان بچا کر نکل جاؤنگی کوئی مجھ کو نہ
پائیگا ای بہار اپنی بہار نہ مٹاؤ اپنے ہوش درست کرو ایسا نہ ہو کہ مین تمکو قتل کر ڈالون
یہ کہکر بال سر کے کھول دیے اور ایک دوہتڑ زمین پر مارا کہ ابر گلنار ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
اور بہار کے طاؤس کے بھی دو ٹکڑے ہوے بہار زمین پر بیہوش ہو کے گری ظلمانہ نیچہ کھینچکر
بڑھی کہ بہار کو قتل کرون بادشاہ مرکب چمکا کر بڑھے اور نعرۂ شیرانہ کیا میثاق وغیرہ نے
نبل برسادی مگر عنبر افشان نے جھپٹ کر بہار کو ہوشیار کر دیا بہار جو اُٹھی تو غصے مین کف
منھ سے جاری چہرہ سُرخ ہو رہا ہی اُٹھتے ہی سحر کیا کہ پھول برسنے لگے ایک آندھی اُٹھی کہ تمام
صحرا تاریک ہو گیا ظلمانہ نے دیکھا کہ مین ایک باغ مین کھڑی ہون ایک نازنین حسین وجمیل
ایک گلدستہ لیے قریب کھڑی ہی ظلمانہ کو سنگھا رہی ہی ظلمانہ گھبرا گھبرا کر منھ پھیرتی ہی مگر وہ نازنین
اسطرف پھر رہی ہی اور گلدستہ نتھنون سے لگائے دیتی ہی کہ سامنے سے ملکہ بہار آئی اور پکار کے
آواز دی کہ کیون نانی امان اب آپ کا کیا حال کرون آپنے دیکھا کہ کیسا باغ تیار ہو گیا
اب آپ کو طرف باغ ویران کے روانہ کرون او گلرنگ یہان اِن کو کہان دوڑاتی پھرتی ہی
یہ تو باغ پُر فضا ہی اگر یہان رہیگی تو آرام پائیگی باغ ویران مین اِسکو جا لیجا اُس نازنین
نے ہاتھ ظلمانہ کا تھام لیا اور کشان کشان لیچلی اُس وقت ظلمانہ کی ناچاری بال سر کے
کھلے ہوے نیلی چدریا سر سے ڈھلکی ہوئی لنہگا گھٹون سے اونچا پہنے ہوے پکارا رہی ہی

قطرہ از فیضان جودش ابر نیسان یافتیم
ذرہ ز انوار رخش مہر درخشان یافتیم

گنج گوہر در فیوض چشم گریان یافتیم
سینہ را روشن ز نور آہ سوزان یافتیم

مسکن محبوب نزدیک از رگِ جان یافتیم
در میان جسم و جان انوار جانان یافتیم

علم و فضل و مال و جاہ و دین و ایمان یافتیم
انچہ حق بخشید در دنیا فراوان یافتیم

یافتیم اندر عبادت مشتغل وحش و طیور
خم محرابِ عبادت جن و انسان یافتیم

شکر حق ہندی کہ در حمد خداوند کریم
در زبان پارسی این عمدہ دیوان یافتیم

بادشاہ بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین اب وہ وقت ہی کہ ظلمانہ دوسرا سحر کیا چاہتی
ابر گلنار آسمان پر نمایان ہوا پھولون کی خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہو گیا ابر آ کے
ظلمانہ نے دیکھا کہ بہار جادو ایک طاؤس پر سوار تاج سر پر رکھے ہوے حُسن کی چھوٹ
ہی جس طرف سے نکلتی ہی اُس طرف روشنی ہو جاتی ہی چہرے پر گمان ہی کہ آفتاب یا ماہتاب
یا ستارۂ سحری چمک رہا ہی آتے ہی آواز دی کہ ای شہریار نہ گھبرائیے ایسے شعبدے بہت
دیکھے ہین ہمارے ساتھ کیا کر سکتے ہین یہ کہکر بہار نے طاؤس بڑھایا چند پھول سر پر زنگی
کے پھینکے جیسے ہی پھول سر پر زنگی کے پڑے زنگی کمزور ہونے لگا بادشاہ جمجاہ نے جو
کو اپنے سے کمتر پایا مونڈھے تھام کر لے دوڑے چند قدم پر آکر ہکہ مارا اگر بہار سحر کر
پھول پھینکے جاتی ہی گویا رنگ سحر دکھاتی ہی بادشاہ نے جو ہکہ مارا دونون گھٹنے زنگی کے
آشنا بہ زمین ہوے بہار نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار اب نہ پناہ دیجیے گا کمر مین ہاتھ
ڈال کر اُٹھا لیجیے بادشاہ نے دست زبر دست بڑھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور
پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اُس خو
بلند کیا ذرا فرق نہ ہوا چرخ دے کر زمین پر مارا عکس لوح محفوظ بھی پڑا دیکھا تو ما
کے آٹے کا پتلہ ہی ایک لات ماری کہ سر اُسکا پاش پاش ہو گیا بہار ہنسی اور پکار کر
کہ ای شہریار سبحان اللہ ارے ظلمانہ کو خبر دو کہ اُس زنگی سیہ رو کو طلسم کشا نے مار لیا او
بھیجے کہ وہ مقابلہ کرے ظلمانہ اپنے خیمے مین بیٹھی ہوئی تھی اُسکے کان مین جو یہ آواز پہونچی جھ
نکل آئی پکار کر آواز دی کہ او شوخ دیدہ کہانتک گستاخی کریگی ایسا نہ ہو مجکو خیال جو تیہ

بادشاہ جمجاہ کو خبر پہونچی اُنھون نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جس وقت خبر ہوئی کہ فراش ماہتاب نے فرش چاندنی لپیٹا اور خورشید خاوری بہ رونق تمام چرخ زبرجدی پر آیا دونون لشکر میدان مین پہونچے نقیبون نے نقابت کی کڑکبیت کڑکا کہ کر ہٹے ظلمانہ نے طرف صحرا کے کچھ ماش کے دانے پھینکے اور پکار کر آواز دی کہ ای قاتل طلسم کشا جلد آؤ وقت میدان داری ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک زنگی کرگدن مست پر سوار تیغہ سبز برہنہ ہاتھ مین لیے گینڈے کو اُڑاتا ہوا سامنے ظلمانہ کے آیا ظلمانہ نے کہا کہ میدان کارزار مین جا اور طلسم کشا کو للکارے وہ زنگی جوشان وخروشان میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ طلسم کشا کہان ہین میرے مقابلے مین آوین تو حال معلوم ہو میثاق نے قصد کیا تھا کہ مین مقابلے مین جاؤن مگر بادشاہ نے منع کیا فرمایا کہ ای میثاق مین تم کو کیونکر رخصت دون وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی دشمن ذکر کرین گے کہ ساحر کو مقابلے مین بھیجا میثاق نے ہر چند کہا کہ حضور یہ سحر کا بنا ہوا ہی مگر بادشاہ نے نہ مانا مقابلے مین اُس زنگی کے پہونچے اُس زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ زنگی لپٹ پڑا بادشاہ گھوڑے سے کود پڑے کشتی ہونے لگی ہر چند بادشاہ چاہتے ہین کہ اسکو زیر کرون مگر ممکن نہین ہوتا جب لوح محفوظ ہل جاتی ہی تو جسم مین طاقت آتی ہی تمام دن اسی کشاکش مین گذرا ظلمانہ نے افسرون سے کہا کہ ہاے مین کیا کرون اگر طلسم کشا کے گلے مین لوح محفوظ نہ ہوتی تو اب تک یہ ایسے ایسے چار کو گرفتار کر کے لیجاتا مگر لوح محفوظ بچا رہی ہی اب وہ تدبیر کرون کہ لوح محفوظ سے کچھ مطلب نہ نکلے اور زنگی غالب آجاے ایک چوکی لاؤ اُسپر ہار پھول رکھو تو مین سحر تیار کرون ملازمون نے چوکی لا کر رکھی اُسپر پھول وغیرہ رکھے ظلمانہ اُچک کر بیٹھی مگر بادشاہ عاجز ہو رہے ہین خوف ہی کہ ایسا نہ ہو یہ مجھپر غالب آجاے بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای کریم کارساز اس مشکل کو آسان کر نظم

ابر گریان یافتیم و برق خندان یافتیم	در دو رنگی رنگ آن یک رنگ پنہان یافتیم
نقد جان از دست خود داد یم جانان یافتیم	جنس مطلوب درین بازار ارزان یافتیم
در دل تاریک مدفون گنج عرفان یافتیم	ما درین ظلمت نشان آب حیوان یافتیم

لوح محفوظ کا عکس ڈالا سب ہوشیار ہوے رکاب بادشاہ جمجاہ پر ہاتھ رکھدیا پلٹ کر
آے بادشاہ سب کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آے اور سب سے پوچھا کہ تمھارے
کا کیا حال تھا سب نے کہا کہ یہی دل چاہتا تھا کہ جا کر ظلمانہ کے قدمون پر گرین جو
وہ ہی کرین جس وقت طائر مارا گیا اُس وقت ہمارے ہوش درست ہوے بادشا
کہا کہ آج اگر تم لوگ نہ پلٹ آتے تو وہ تلوار چلتی کہ ظلمانہ کو بھی معلوم ہوتا کہ جنگ
ہی مین جو پہونچا تو تم لوگ پلٹے ہوے آتے تھے اور مین نے جلتے ہوے ابر بہار کو دیکھ
پلٹ کر اشارہ کیا کہ اپنے سردارون کو لیجائیے آج ظلمانہ بہت بگڑی سامنے بہار کے
میثاق نے عرض کی کہ جی ہان بہت رنجیدہ ہوئی کہتی تھی کہ ای بہار ہم نے تم کو اسی دا
پرورش کیا تھا یہان تو یہ ذکر ہو وہان ظلمانہ جو پلٹ کر بارگاہ مین آئی سب سردارون کو
کہا صاحبو تم نے دیکھا کہ آج بہار نے وقت پر آکر سردارون کو روک لیا طائر قتل ہوا
سحر سے عاجز تھی اگر سحر کرتی تو بی بہار بھی عاجز ہوتین لیکن تم سب آمادہ رہو آج رات کو
کرون کہ ملازمان بادشاہ اسلام سب اُن کے دشمن ہو جائین آخر کس سے لڑین گے
کر اُن کو مار لین گے ایک جوان ایسا مقرر کرون کہ وہ طلسم کشا پر غالب آے گرفتار
لیجاے اور لیجا کر باغ سنسان مین قید کرے مین کہلا بھیجونگی کہ سر بادشاہ لیکر آ
بھی نہ ہوگا کہ کہان مارے گئے کون مدد کو اُن کی جائیگا باغ سنسان وہ مقام ہی کہ
کوئی پہونچ نہ سکے بڑے بڑے ساحرون کو مین نے اُسمین بسایا اور پھر مار لیا کسی کو
ہوئی اس سحر کا توڑ بی بہار کو نہین بتایا دیکھون کیا کرتی ہین یہ کہکر ایک خیمہ ہو مخا سے
اور سب افسر بیرون بارگاہ آے سب کو ظلمانہ نے حکم دیا کہ تیار رہو اگر لڑائی پڑے تو
کسی سے مُنھ نہ پھیرنا سب نے کہا کہ حضور ہم آپ کے تابعدار ہین جو حکم دیجیے گا اُسے
بجا لائین گے لڑائی سے مُنھ نہ پھیرینگے سب افسرون نے چُپکے چُپکے جا کر لشکر تیار کیا اور
مین بیٹھی سحر کر رہی ہی ایک پُتلہ ماش کے آٹے کا بنایا قطرے خون کے اپنے جسم سے لیکر اُ
مین ڈالے وہ زنگی بنکر اُٹھا ظلمانہ نے کہا کہ ای زنگی قوی ترکیب تجھسے اور طلسم کشا سے مقا
ذرا سمجھ کر لڑنا یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے زنگی اُس خیمے سے نکلا طرف صحرا کے روانہ ہوا

ہرکارون نے خبر دی کہ ملکۂ عنبر افشان دگاگگونہ و ملکہ یاسمن و میثاق قریب بارگاہ ظلمانہ
پہونچ چکے ہین اور وہ ہی طائر اُن سب کے سر پر سایہ فگن ہی گویا سبکو لیے جاتا ہی اور سرداران ظلمانہ
ہنس ہنس کر باتین کر رہے ہین ظلمانہ بھی بارگاہ سے نکلی ہی اِن کو اشارون سے بلا رہی ہی بادشاہ
نے مقام سے اُٹھے فرمایا ہم تو سمجھ گئے تھے کہ یہ سحر ظلمانہ کا ہی چارون کو مبہوت کیا طائر لگا کر لیگیا
یہ فرماتے ہوے چلے سامنے پہونچے اِدھر قریب بارگاہ ظلمانہ چارون پہونچ چکے ہین کہ ابر گلنار
سامنے سے اُٹھا ملکہ بہار جادو تخت پر سوار ظاہر ہوئی پُکار کر آواز دی کہ او طائران کے
سر پر سے ہٹ جا یا تیری شامت آئی ہی عنبر افشان نے پلٹ کر آواز دی کہ ای ملکہ بہار تم
اس مقدمے مین دخل نہ دو کنارے رہو مگر بہار نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمک کر گری کہ
طائر کے دو ٹکڑے ہوے خون اسکا ان سب پر گرا جسپر قطرہ ٹپکا اُسکو ہوش آگیا سامنے
سے ظلمانہ کے پلٹین کہا ای میثاق ہم کہان جاتے ہین ہم کو پلٹا لیچلو میثاق نے کہا کہ آپ
پلٹ آئیے وہان جانا بہتر نہین ہی دیکھو طلسم کشا بھی آتے ہین سحر ہم پر سے اُتر گیا ملکہ بہار
نے وقت پر آکر مدد کی ہم سبھون کی آبرو بچالی نہین معلوم ظلمانہ کس بدعت سے قید کرتی کیا
ظلم کرتی ظلمانہ نے جو دیکھا کہ یہ لوگ آکر پلٹ چلے پُکار کر آواز دی کہ ای بہار مین تیرا ابڑا
پاس کرتی ہون ایسا نہ ہو کہ میرا سحر چل جاے بہار نے نگاہ سے نگاہ ملا کر آواز دی کہ نانی امان
اب ہمارے تمھارے بھی سحر ہوگا یا تم مجکو قتل کر دیا مین تم کو قتل کرون تب یہ جھگڑا مٹے گا مجھسے
یہ امر نہ دیکھا جائیگا کہ تم لشکر طلسم کشا کو برباد کرو اور جمشید کا لشکر آباد کرو ظلمانہ نے ٹھنڈھی
سانس بھر کر آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے اور بحسرت جواب دیا کہ کیون بہار بیٹے تم کو
اسی لیے پرورش کیا تھا کہ دشمنون سے میل کرو اور ہمارے سحر کا دفعیہ ہو مین کیا جانتی تھی ورنہ
اسقدر نہ بتاتی بہار نے ہنس کر کہا کہ بڑی بی جاؤ بیٹھو قہر درویش بجان درویش اپنا غصہ
اپنے ہی اوپر اُتارو یہان یہ چارون پلٹ کر چلے طلسم کشا کو جو آتے ہوے دیکھا سبنے
جھک کر سلام کیا میثاق نے بڑھ کر عرض کی کہ آپ نے کیون تکلیف فرمائی بہار نے عین
وقت پر آکر مدد کی آج ظلمانہ سے بڑی گفتگو ہوئی ملکہ بہار نے آج صاف صاف کہہ دیا
کہ بدون تمھارے مرے یہ جھگڑا پاک نہ ہوگا تب ظلمانہ جھلا کر پلٹی بادشاہ جمجاہ نے سب پر آکر

بہار برابر آتی جاتی ہی لیکن کوئی خیال نہین کرتا کہ لشکر کا کیا رنگ ہی میثاق کوہ گردان کہا
سردار نامی ہی شاہزادیان اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین صلاحین ہو رہی ہین میثاق کہتا ہی
بادشاہ جمجاہ کو تا بہ جزیرۂ بلاخیز لے چلو وہان چل کر لوح کی فکر کرو سب نے قبول کیا قضا
ایک طائر اُڑتا ہوا آیا سب کے سرون پر چرخ مارا عنبر افشان نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ وہ طائر
چرخ مار کر چلا گیا عنبر افشان نے کہا کہ ای ملکہ گلگونہ اگر تمھاری خوشی ہو تو تم بھی چلو ہم
کی سیر کرنے جاتے ہین گلگونہ نے کہا کہ مین خود تمسے کہنے کو تھی کہ صبح کا وقت ہی سیر سے فرحت
ہوگی ملکہ یاسمن نے کہا کہ مین بھی چلتی ہون تینون شاہزادیان اُٹھین بارگاہ سے باہر نکلین کنیزون
سے کہا کہ ہم تو جاتے ہین تمکو بلوا لین گے تم بھی آنا اس بارگاہ مین رہنے سے کیا فائدہ کنیزون کی
مجال تھی کہ جواب دیتین عرض کی کہ حضور کو اختیار ہی جہان حضور بلائین گی وہان آدے
تینون شاہزادیان باتین کرتی ہوئی چلین کنیزین بھاگی ہوئی بارگاہ مین آئین میثاق سے عرض کی
کہ تینون شاہزادیان طرف قصر ہفت رنگ کے جاتی ہین میثاق یہ کہکر اُٹھا کہ مین ابھی
پھیرے لاتا ہون طائر کو دیکھ کر میرے ہوش اُڑے مگر کچھ کہہ نہ سکا دم بھر مین اِن تینون کا
اُلٹ گیا یہ کہکر میثاق بھی چلا لشکر مقابلے مین ظلمانہ کا اُترا ہوا ہی ظلمانہ بیرون بارگاہ
ہوئی کچھ اشارے کر رہی ہی کہ وہ طائر اُڑتا ہوا آیا اُس طائر کو دیکھ کر ظلمانہ نے کہا کہ ارے
لایا طائر نے سر ہلا دیا یہ اشارہ تھا کہ مطلب ہو گیا ظلمانہ نے سردارون سے کہا کہ جاکر
سر لشکر کے ٹھہرو جو کوئی آتا ہو اُسکا استقبال کرو بہ اعزاز لاؤ سردار جاکر کنارے پر لشکر
کھڑے ہوے دیکھا تینون شاہزادیان باتین کرتی ہوئی آتی ہین ایک سے ایک کہتی ہی کہ
سمجھو تو ظلمانہ ہم سب کی بزرگ ہی اُسکے پاس چلین گے تو کیا حرج ہوگا اُسکی بات کا ماننا
واسطے بہتر ہی کہان تک خلاف اُسکے کرین کہ سردارون نے بڑھ کر آواز دی کہ ای ملکہ
آئیے ملکہ ظلمانہ آپ کو یاد کر رہی ہین میثاق کوہ گردان سب کے پیچھے آواز دیتا ہوا
ہی کہ ای عنبر افشان ٹھہر جاؤ ہم آلین تو چلو مگر سرداران ظلمانہ نے بڑھ کر سب کو اپنے بیچ
مین لیا میثاق نے جھلا کر کہا کہ کیون ای عنبر افشان ہمارا کہنا نہ مانا ان سب کے ساتھ ہو
دیکھو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کے خلاف ہو بڑی تلوار چلیگی مگر بادشاہ اسلام یعنی سعد شہریار کو

بہت خوب کہکر باہر نکلی جیسے ہی بہمن پر نگاہ پڑی ظلمانہ جادو نے پکار کر آواز دی کہ او سیہ رو
تیرہ درون پہاڑ سے سر ٹکرا ٹکرا کر جان دے یہان نہ آنا قدرت تجھسے ناراض ہین بہمن نے کہا
کہ او بیحیا مین تیری بات کو سمجھا اب ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا جمشید کا اور تیرا سر لیکر جاؤنگا
ظلمانہ اور بہمن سے سحر چلنے لگا ہرچند ظلمانہ قصد کرتی ہی کہ مین اسکا سر کاٹ لون مگر بہمن یہ دونہ
سحر دفع کر دیتا ہی انھین پھولون کو سونگھتا جاتا ہی ظلمانہ نہ وہ سحر کر رہی ہی کہ جنکا مثل نہین مراد
یہ ہی کہ پھول جو ہاتھ مین لیے ہی انکو پھینک دے تو مین اسکو مار لون مگر بہمن پھول نہین پھینکتا
دمبدم سونگھتا جاتا ہی جب پھول سونگھ کر بڑھتا ہی ظلمانہ کا سحر دفع کر دیتا ہی جب دو چار مرتبہ
ایسا ہی اتفاق ہوا تو ظلمانہ نے آواز دی کہ ای زاغ سیہ رو جلد آکر حاضر ہو پھول اس کے
ہاتھ سے گرا دے کہ پہلوے نخل سے ایک جوان سیہ رو قوی تن و قوی من یہ پکارتا ہوا پیدا ہوا
کہ او بہمن خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ قیامت برپا کرونگا مگر بہمن کب سنتا ہی مبہوت ہو رہا ہی
اُس جوان نے قریب آکر ہاتھ پر ایک تھپکی ماری کہ پھول ہاتھ سے گرے بہمن نے چاہا کہ پھول
پھر اُٹھاؤن مگر اُس جوان نے پاؤن سے پھول مل ڈالے اور غائب ہو گیا اُس وقت بہمن
بیقرار ہو گیا اُس جوان کو ڈھونڈھتا پھرتا ہی اور پکار رہا ہی کہ او زاغ سیہ رو تو نے غضب کیا
کہ میرا تحفہ مٹا یا معشوق کی نشانی تھی ظلمانہ نے جو دیکھا کہ بہمن کو اور زیادہ وحشت ہوئی
ہاتھ ہلا دیا تلوارین بہمن پر برسنے لگین دو چار تلوارین توڑین ایک تلوار ایسے زور سے
گری کہ بہمن کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی بہمن کے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز
آئی کہ کشتی مرا نام من بہمن جادو بود جمشید نے جو یہ آواز سُنی گھبرا کر باہر نکل آیا کہا ای ظلمانہ
تم نے غضب کیا بے خطا کو مارا کچھ نیک و بد نہ سمجھا ظلمانہ نے عرض کی کہ یا خداوند بہت بہت
تدبیرین کین اور منتین کرتی رہی کہ ای بہمن سرکشی نہ کرو ورنہ مین قیامت برپا کرونگی مگر اُسنے
نہ مانا آخر میرا سحر چل گیا نگوڑا قتل ہوا سرکشی کا یہی انجام تھا کہ جو ہوا یا خداوند اب چل کر
صلاح کیجیے کہ لوح کسی طرح بچے اور بادشاہ وہان تک نہ جا سکین جمشید نے کہا کہ ای ظلمانہ
مین سب تدبیرین کر چکا ہون اور سب خبرین مجکو ملتی ہین جمشید و ظلمانہ براے صلاح ایک
قصر مین داخل ہوے کہ ذکر ان کا وقت پر ہوگا ادھر سعد بن قباد اپنی بارگاہ مین رہتے ہین

مقام پر آجائین تو پھر کچھ بن نہ پڑیگا بہمن سیہ رو طرف باغ بہار کے چلا قریب باغ
دروازہ باغ کا بند پایا پشت باغ پر آیا دیوار پر چڑھا دور سے دیکھا کہ ملکہ بہار باغ
رہی ہین بہمن نے پہلو پر سے آکر گولہ مارا گولہ جو پھٹا اسقدر دھوان نکلا کہ ملکہ
چھپ گئین مگر ہاتھ ہلایا کچھ پانی برسا کہ وہ دھوان برطرف ہوا اور چند قطرات آب
پر گرے بہمن حیران ہو گیا ہوش و حواس پراگندہ ہوے چہرہ سیاہ حال تباہ ہو
باندھے لگا کہنا تھا جو فرمائیے وہ بجا لاؤن بہار نے کہا کہ ای بہمن تم ایسے مقام
رہے ہو کہ وہان کوئی جا نہین سکتا قصر ہفت رنگ مین جاؤ جمشید ثانی کا
اسی مین تمھارا عشق پورا ہوگا مین تمھاری بدل و جان اطاعت کرونگی میرے ہاتھ سے
نہ بچیگا پھر بہار نے کہا اچھا جاؤ جو دلمین ہی وہ ہی کرنا بہمن جھومتا ہوا چلا بیرون بارگاہ
گینڈے پہ سوار ہو اطرف قصر ہفت رنگ کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ جمشید ثانی تخت
بیٹھا ہی اور کہ رہا ہی کہ آج کئی دن گذرے کہ بہمن ظلمانہ سے وعدہ کر کے گیا ہی پلٹ کے
ظلمانہ بھی برائے صلاح آئی ہی بیٹھی ہوئی ہی جمشید سے صلاح کر رہی ہی کہتی ہی کہ
کیا تدبیر کرون کہ بہار میرے قبضے مین آئے راتون کو روتی ہون کہ جسکو چھ مہینے
پرورش کیا ہی وہ اس طرح سے باغی ہو جائے کہ اسکو میری صورت سے نفرت ہو گئی
کیا سحر ہی کہ سب سحرون پر غالب آتا ہی کئی شاہزادیان خدمت مین حاضر ہین کبھی ہم
نام نہین لیتین یہ ذکر تھا کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا جمشید نے پوچھا کہ ارے یہ کیا معرکہ
نے آکر عرض کی کہ بہمن سیہ رو دیوانہ وار وحشی مثال آپ کے لشکر پر آکر گرا آگ برسا
کئی سر افسر قتل ہوے چاہتا ہی کہ لڑ بھڑ کر بارگاہ مین آوے ساحر اسکو روک رہے ہین
نے کہا کہ ای ظلمانہ دیکھو تو کہ بہمن کس حال مین ہی ظلمانہ باہر گئی دیکھا لڑ رہا ہی خیمے گراتا
ہاتھ مین چند پھول ہین اُن کو سونگھے جاتا ہی ظلمانہ روتی ہوئی سامنے جمشید کے
یا خداوند یہ سحر مین بہار کے مبتلا ہی اگر حکم ہو تو گرفتار کر لاؤن یا قتل کرون جمشید نے
اختیار ہی یہ سنکر ظلمانہ نکلی مگر چلتے وقت جمشید نے یہ بھی کہ دیا کہ ای ظلمانہ جہان تک
اسے گرفتار کر لینا کیونکہ یہ اپنے ہوش مین نہین ہی مین اسکو ہوش مین کر لونگا

کھ رہا ہی کہ ایک طائر نے گرد سر جمشید آکر چرخ مارا جمشید ہوش مین آیا للکارا کہ او شوخ دیدہ
نے مابدولت پر سحر کیا عمر شرط کہ دو تفقد بر گردن کہ تو در بدر ماری ماری پھرے بہار نے
ہار بھی پھینک مارا اور پھول برسنے لگے اب جمشید دیکھ رہا ہی پھولون کو لے کر سونگھ رہا ہی
زمین شق ہوئی ایک جوان سیہ فام زمین سے پیدا ہوا جمشید کو اٹھا کر لیچلا یہ ہلڑ سنکر بادشاہ
بارگاہ سے باہر نکل آئے جب وہ جوان سیہ رو جمشید کو لیچلا تو بادشاہ نے تیر مارا پاؤن
شید کا زخمی ہوا مگر وہ جوان نہ رکا جمشید کو لے گیا لاکر قصر ہفت رنگ مین اُتار اُتار کر
ب ہوا شاہزادیان دوڑ پڑین عرض کی کہ یا خداوند یہ کیا معرکہ ہوا پاے قدرت کسنے زخمی
یا جمشید نے کہا کہ مین تو طلسم کشا کے ہاتھ سے زخمی ہوا مگر افسوس یہ ہی کہ بہار نے میرا کچھ
ف نہ کیا ابکی مرتبہ جو جاؤنگا پہلے سے تدبیر کرونگا بہار کو پکڑ لاؤنگا سب شاہزادیون نے
شید کا علاج کیا پاؤن مین جمشید کے ٹانکے لگے پٹی مرہم کی چڑھائی گئی جمشید خاموش
ٹھا ہی مگر غصہ مین جھلا جھلا کر کہہ رہا ہی کہ ایک ساحرہ کے مقدمے مین مابدولت زخمی ہوے
سوس ہی کہ بہار کا کچھ نہ کر سکے یہ ذکر تھا کہ ظلمانہ جادو آکر پہونچی ظلمانہ نے آکر جمشید
ا جو یہ حال دیکھا رونے لگی کہا یا خداوند یہی مجکو خوف ہی کہ وہ گیسو بریدہ بلاے روزگار تھی
قدرت کو زخمی کرایا اب آپ نہ ارادہ کرین مین سمجھ لونگی بہار کو پکڑ لاؤنگی جمشید خاموش
ور رہا ظلمانہ جمشید کو بخوبی سمجھا کر اپنے لشکر مین آئی سرداروں نے پوچھا کہ ای ملکۂ عالم
یا ہوا ظلمانہ نے بیان کیا کہ قدرت کا پاؤن زخمی ہوا ہی بادشاہ پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا
وح محفوظ اُن کے گلے مین ہی جب لوح طلسمی ملیگی تب مرحلہ جات پر جاوینگے جب تک کہ
وح نہین ملتی ہی تب تک اُن کو مشکل ہی اب وہ تدبیر ہو کہ لوح کی حفاظت کیجاے اور کوئی
یسا ہو کہ بادشاہ کو پکڑ لاے ایک سردار اسکا بہمن سیہ رو اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ
ر غلام کو حکم ہو تو مع بہار بادشاہ کو پکڑ لاؤن ظلمانہ نے کہا کہ ای بہمن تم نے بہت بڑا
عوی کیا بادشاہ کا لانا بہت دشوار ہی اسنے کہا حضور حکم تو دین پھر میری کارگزاری دیکھین
ہ دونون کو کیونکر لاتا ہون ظلمانہ نے حکم دیا کہ ای بہمن خوشی تمھاری مگر پہلے بہار کو لاؤ
غفلت مین جاکر سحر کرو مگر اُسکے سحر سے اپنے کو بچانا مجکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو بادشاہ اُس

گلچہرہ بہار کا سحر دفع کر کے پیچھے ہٹی بال کھول دیے سر ہلانے لگی صاف معلوم ہوتا تھا کہ گنو
جسطرح پیر آتے ہین اُسطرح کھیلنے لگی مگر دور کھڑی ہر بادشاہ نے فرمایا کہ ای بہار ایک
آنے دو ایک ہاتھ اِسپر بھی چھوڑ دون بھائی سے اپنے مل جاوے بہار نے کہا کہ حضور یہ بے
قریب شہریار آنا اسکا بہتر نہین دیکھیے مین بھلائے دیتی ہون یہ کہکر پھولونکے گہنے سے جو
چند پھول توڑے اور پھینک مارے اُن پھولون کے پھینکتے ہی اسقدر پھول برسے
اُسمین مخفی ہوگئی بہار نے پکار کر آواز دی کہ او گستاخ تو باغ بہار مین جا وہان تیرا انجام
یہ سُنتے ہی گلچہرہ سنبھل کر بھاگی طرف باغ بہار کے روانہ ہوئی سب نے دیکھا کہ گلچہرہ
دوڑی ہوئی جاتی ہی اسقدر جوش و خروش ہی کہ کسی کے ٹھہرائے نہین ٹھہرتی دو تین
طی کر کے ایک باغ ملا اُسمین داخل ہوئی ایک زنگی سامنے سے آیا اُسنے پکار کر کہا کہ
ادھر آؤ گلچہرہ اُدھر متوجہ ہوئی تھی کہ دوسری طرف سے دوسرا زنگی پیدا ہوا پکارتا
کہ خبردار آگے نہ جانا او زنگی سیہ رو میری معشوقہ کو بلاتا ہی دونون زنگیون مین تلوار
اول والا زنگی مارا گیا دوسرا زنگی اُسکو مار کر قریب گلچہرہ کے آیا تلوار چمکا کر کہا کہ ارے
زوجہ ہوکر یون بازار مین پھرتی ہی گلچہرہ نے کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہی ہم لوگون کا شو
ہوتا جسنے طلب کیا اُسکے پاس گئے اُس زنگی نے تلوار چمکا کر ہاتھ مارا گلچہرہ نے سر
دھڑ سے سر کٹ کر گرا گلچہرہ کو مار کر وہ زنگی تلوار پونچھتا ہوا گوشہ باغ مین جا کر غائب
فیروزہ نے گلعذار کا لاشہ ٹانگ پکڑ کر باہر پھینک دیا بہار نے عرض کی کہ وہ
قتل ہوگئی کیون شہریار دیکھیے کیا کیا افتادین پڑتی ہین بس اب مین رخصت ہو
بہار بادشاہ سے رخصت ہو کر جیسے ہی باہر نکلی جمشید ثانی کا نعرہ ہوا کہ خبردار ا
آگے نہ بڑھنا تو نے غضب کیا کہ بھائی بہن کو قتل کرایا اور بیٹھی دیکھا کی تو نے منع نہ کیا
بہن کو تو آپ قتل کیا نہین معلوم تو کیا سمجھی ہی دیکھ اب تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکے ا
کہ سحر کرون بہار نے گلدستہ کھینچ مارا جمشید کے سینے پر پڑا سینے پر پڑتے ہی وہ گلدستہ
اسقدر پھول برسے کہ جمشید جھومنے لگا بہار نے گلے سے ہار اُتارا اُسمین سب قسم کے
گندھے ہوئے تھے چاہا کہ اسکو بھی پھینک مارون جمشید خاموش کھڑا ہی گلدستے کے

ی زلفون کے اُلجھنے سے خفا وہ شوخ ہی	جسنے سیدھی بات کی اُلٹا اُسے لٹکائیگا
سدا آتی ہی مجھ دیوانے کی زنجیر سے	امن چاہے تو دیار بیخودی مین پائیگا
ستانِ یار سے اُٹھنے کا قصد آتش نہ کر	چھوڑ کر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائیگا

شعار سُن کر بہار اندر آئی بادشاہ جمجاہ نے جو بہار کو آتے ہوے دیکھا بے اختیار ہو کر
ڑے ہو گئے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم آؤ بقول شاعر فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ
ست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ بہار آکر بیٹھی بادشاہ سے باتین ہونے لگین
ہار نے کہا کہ ای شہریار ظلمانہ آپ کی فکر مین ہی ایسا نہ ہو کہ کسی دن گرفتار کر لیجاے
نلے کار گلعذار جادو ایک شاہزادہ ہی کہ وہ مدت مدید سے بہار پر عاشق ہی تخت
اے ہوے جاتا تھا نگاہ جو پڑی دیکھا کہ بہار پہلو مین بادشاہ کے بیٹھی ہی تخت اُتار کے
یا کہا کہ کیون ای بہار یہان کہان آئین اُٹھو میرے ساتھ چلو بہار نے کہا کہ ای گلعذار تو
ما نسے گھبرایا ہوا آتا ہی گلعذار نے کہا کہ تمھین کو دیکھنے آیا تھا مگر تمکو یہان بادشاہ کے پہلو مین
ٹھے پایا خیر اب اسی مین بہتری ہی کہ میرے ساتھ چلو بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ای شخص
کون ہی بادشاہ نے فرمایا کہ او بے حیا تو ہمارے گھر پر آیا ہی بس اب چلا جا اسی مین بہتر ہی
یسا نہ ہو کہ میرے ہاتھ سے مارا جاے گلعذار نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار
ژدر کا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ایسا مار دیا ہر چند کہ گلعذار نے سحر بھی کیا تلوارین برسین خنجر گرے
یکان تیر چلے مگر بادشاہ پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی جب گلعذار مارا گیا بادشاہ نے فیروزہ
ے کہا کہ لاشہ اسکا پھینکدو کسقدر بیحیا کو سمجھایا مگر اسنے کہنا نہ مانا آخر مارا گیا فیروزہ نے
ا ہا کہ لاشہ اسکا اُٹھاؤن کہ رونے کی آواز آئی گلچہرہ اسکی بہن آسمان سے اُتری بھائی کا لاشہ
یکھ کر بہت روئی پُکار کر آواز دی کہ کیون او نا زنین تو کون ہی کہ میرے بھائی کو قتل کرایا
ور بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ کیون او جوان میرے بھائی کو کسنے قتل کیا بادشاہ نے
رمایا کہ یہ ایسا گستاخ تھا کہ ہمارے سامنے آکر کلام سخت کیا ایسے شخص کا یہی جواب تھا
ساحرہ جھلا کر بڑھی کہ بادشاہ جمجاہ کو نیچے مین دبا کر اُٹھالون بہار نے للکارا کہ او ملعونہ خبردار
ریب بادشاہ کے نہ آنا دور رہ یہ کہہ کر گورسے گورسے ہاتھ جو ہلاے تلوارین بجلیان سی گرنے لگین

ہوتے جاتے ہین جن ساحرون کا عدیل و نظیر نہین وہ جاکر شریک ہوتے ہین میثاق کوہ گ
ایسا دزیر اعظم یون شریک ہوا کہ برابر کا سحر اُس سے ہوتا ہی مگر بہار کی شرکت سے س
ساحر اور زور پکڑین گے جمشید نے یہ خبر وحشت اثر سُن کر بڑا افسوس کیا کہا ای ظلمانہ
ہمین امید نہ تھی ہرچند کہ تقدیر کہکے مین نے بہت سی تیری بُرائیان مٹائین لیکن وہ ر
جو تقدیر مین لکھے ہین وہ ضرور ادا ہوتے ہین ہرچند تدبیر کر رہا ہون مگر تقدیر سے ناچار
ظلمانہ نے کہا کہ یا خداوند گرفتار کرکے بہار کو لاؤنگی آپکے ہاتھ سے قتل کراؤنگی جمش
نے کہا کہ ای ظلمانہ مین ایسا دل کہان سے لاؤن کہ جو بہار کے قتل کا حکم دون مجھسے ہرگز نہ
جائیگا کہ بہار کا لاشہ خاک و خون مین غلطان ہو ای ظلمانہ بہار پر میری جان جاتی ہی آخر
ناچار ہو کر یہ قصد کرونگا کہ بہار کو بُلا کر وہ تقدیر برجستہ کرون کہ بادشاہ جمجاہ کو بھول جائے
میری محبت اُسکے دل مین جگہ پاے ظلمانہ نے عرض کی کہ اب مجکو کیا حکم ہوتا ہی اُسکے سر
تو سودا سوار ہی میرا کہنا نہ مانیگی سحر مین بے مثل و بے نظیر ہی مین نے سب کمال اُسکو بتایا
ہی جو سحر کرونگی اُسکا دفعیہ کر دیگی اسی سے حیران ہون جمشید نے کہا کہ ای ظلمانہ تم تو ا
فکر گرفتاری بادشاہ کرو مین بہار سے سمجھ لونگا ظلمانہ نے کہا کہ آپ کو اختیار ہی مین جاتی
بادشاہ کو لاتی ہون ایسا سحر کرون کہ سب شاہزادیان اور میثاق مبہوت ہو کر میرے س
چلے آوین ظلمانہ جمشید سے رد و قدح کرکے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئی جمشید فکر
بہار کی بیٹھا ہی مگر بہار جادو نے دل تو تڑاپ تڑاپ کر کاٹا شام کو صبر نہ ہو سکا دامن صبر
استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ محبت سے ٹوٹا تخت پر سوار ہو کر چلی قریب بادشاہ

بادشاہ آئی آواز سُنی کہ فیروزہ بن عمرو یہ اشعار گا رہا ہی نظم

رشک کے مارے زمرد خاک مین مل جائیگا ۔۔۔ سبزہ پر اُس گوش کے فیروزہ ہیرا [illegible]
حُسن کا جلوہ بھی کم برق تجلی سے نہین ۔۔۔ چشم موسٰے سے جو دیکھے گا وُسے غش [illegible]
ایک عالم سے رسا سُنتا ہون مین مجنون اُسے ۔۔۔ میری گردن تک ترے گیسو کا حلقہ [illegible]
چار دیوار عناصر کی ہی وُسعت کسقدر ۔۔۔ ششجہت کو تنگ کر دیگا جو دل گھبرائیگا
بعد مردن بھی رہیگا زلف مشکین کا خیال ۔۔۔ گور مین بھی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا

فیروزہ نے کہا کہ حضور نے مجکو نہین پہچانا شہریار نے مجکو بھیجا تھا کہ ذرا جا کر خبر تو لو مین عین وقت
پر آیا شکر ہی خدا کا کہ آپ کو اِس ظالم کے پنجے سے رہا کیا اب جیسا کہیے وہ بجا لاؤن ظلمانہ کو لیے
جاتا ہون خدمت مین شاہ کی پہونچاؤن بہار نے کہا کہ ای فیروزہ کہدینا مین بھی حاضر خدمت
ہوتی ہون فیروزہ نے ظلمانہ کا پشتارہ باندھا بہار طرف بلغ کے گئی مگر فیروزہ ظلمانہ جادو
کا پشتارہ لیے ہوے جب لشکر مین پہونچا شاگردون نے پوچھا کہ اُستاد والا نژاد کہان سے آتے ہو
پشتارے مین کیا ہی فیروزہ نے کہا کہ مین ظلمانہ کو لایا ہون ایک شاگرد نے کہا کہ پشتارہ مین
دیکھیے آپ پسینے پسینے ہو رہے ہین فیروزہ نے پشتارہ دے دیا پشتارہ پاتے ہی وہ شاگرد
بھاگا فیروزہ نے پکار کر کہا کہ او مردود کہان جاتا ہی شاگرد نے جواب دیا کہ او ناحیار
غنیمت جان کہ تجکو چھوڑے جاتا ہون منم طاؤس رازدان فیروزہ حیران ہو کر ٹھہر گیا دل مین
کچھ سوچ کر پھر جھپٹا کہ جانے نہ دونگا طاؤس رازدان نے اُسی وقت ظلمانہ کو ہوشیار کیا
اور پکار کر کہا کہ ای ملکہ سنبھل کر اُٹھنا ظلمانہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ فیروزہ بھاگا ہوا چلا آتا
ہی اور مین اپنے ہوش مین ہون چاہا فیروزہ کو پکڑ لون فیروزہ نے اپنے تئین ایک غبار مین
اُڑا دیا اس طرح مخفی ہوا کہ کوئی دیکھ نہ سکے ناچار ہو کر ظلمانہ رہگئی مگر طاؤس کی بڑی تعریف
کی اور جھولی سے کچھ نکال کر دیا اور کہا کہ ای طاؤس تو نے بڑا احسان کیا اگر تو نہ پہونچتا
تو قید میری سامنے بادشاہ جمجاہ کے پہونچ جاتی طاؤس کو رخصت کر کے ظلمانہ غصے مین
چلی قصر ہفت رنگ مین آئی یہان جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہی اور ہنگامۂ عیش و نشاط
برپا ہی ذکر ہو رہا ہی دیکھیے اب ظلمانہ کیا کرتی ہی کہ ظلمانہ آکر پہونچی جمشید کو سجدہ کیا اور
سامنے جمشید کے رونے لگی کہتی تھی فرد شعلے بھڑک کے اُٹھنے لگے دل کے داغ سے + آخر کو
آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے + جمشید ثانی نے کہا کہ ای ظلمانہ خیر تو ہی ظلمانہ نے عرض کی کہ
خداوند کیا کہون مجھپر فلک پھٹ پڑا کہ بہار ایسی ساحرہ کیسی نازک مزاج ہی لیکن طلسم کشا
کے پہلو مین جا کر بیٹھی مجھپر ایسی افتادین پڑین کہ امید زندگی کی نہ تھی مگر آج تقدیر نے بچا لیا
کہ وقت پر طاؤس رازدان پہونچ گیا اگر دس پانچ منٹ اور نہ آتا تو فیروزہ مجکو لے کر
دربار شاہی مین پہونچ جاتا یا خداوند خیال کرتی ہون کہ طلسم کشا کے ساتھ کیا کیا سامان مہیا

ہے مگر اس مقدمۂ خاص کو صاف صاف سامنے خداوند کے بیان کر گئی اب اسکی تدبیر
ہے لازم ہے چند ساعت بیٹھ کر بہار رخصت ہوئی ایک ابر آتش فشان پر بیٹھ کر چلی مگر ظلمانہ
میں چلی گئی تھی باطن میں یہ فتور کیا کہ ایک گوشے میں چھپ کر بیٹھی جب دیکھا کہ بہار برابر سے
جاتی ہے پشت پہ سے آ کر حلقہ ہائے کمند مارے بہار غافل تھی گلا پھنس گیا ظلمانہ نے سحر
کہ بہار بیہوش ہو گئی زبان میں سوزن دے کر لے چلی ہر قدم پر یہی کہتی تھی کہ او شوخ دیدہ
گیسو بریدہ و بدنصیب و ننگ خاندان تو نے غضب کیا کہ دشمن خداوند سے میل کر لیا
قدرت سے انکار کر گل شہزادیوں نے اپنے اپنے گھر مٹائے پہلو سے غیر کو آباد کیا اپنے کو برباد
ہر چند کہ محبت میری تجھسے از حد ہے مگر اب تیرے قتل کی کد ہے اس طرح تجھکو قتل کرون اور نام
تیرا مٹاؤن کہ جو سُنے اُسکو افسوس آئے اور مجکو خیال بھی نہ ہو ایسے کلمات کہتی ہوئی بہار
کو لیے جاتی ہے مگر جب بہار بادشاہ سے رخصت ہوئی تھی بادشاہ نے فیروزہ سے فرمایا
کہ ذرا بڑھ کر خبر تو لو فیروزہ بھاگا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا کہ ظلمانہ نے بہار کو گرفتار کیا
اور لیکر چلی فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا رنگین ادا کی شکل بنا باعث یہ ہوا
کہ برق فرنگی نے فیروزہ سے رنگین ادا کا بخوبی حلیہ بیان کر دیا تھا اُس خیال سے
فیروزہ بصورت رنگین ادا بنا جنگل میں کھڑے ہو کر پکارنا شروع کیا کہ ای ظلمانہ
گیسو بریدہ نے بڑا ستم کیا حقیقت میں تم کو بڑا صدمہ ہوا اگر ٹھہر جاؤ اسکو سمجھا بُجھا کر تمھاری اطاعت
کراؤنگی مجکو یہ بہت مانتی ہے بیٹھے بیٹھے مجکو معلوم ہوا کہ ظلمانہ نے بہار کو گرفتار کیا
جب آگے میں نے دیکھا تو مجکو خیال ہوا کہ سحر نے مجکو معقول خبر دی ظلمانہ جادو
رنگین ادا کو دیکھ کر اُتر آئی کہا ای رنگین ادا میں اس حال کو نہ جانتی تھی آپس میں ردوبدل
ہونے لگی رنگین ادا تو کہتی ہے کہ اسکی قید میرے حوالے کرو ظلمانہ کہتی ہے کہ میں قیدی کہاں
دونگی دونوں میں یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ رنگین ادا نے کہا وہ سامنے دیکھو جھاڑی
میں کون بیٹھا ہے جیسے ہی ظلمانہ پلٹی فیروزہ نے حلقہ ہائے کمند گلے میں ڈال کر دب
مار دیا ظلمانہ بیہوش ہوئی فیروزہ نے بہار کی زبان سے سوزن نکالی بہار جو ہوش
یہ نہ سمجھی کہ عیاری ہوئی ہے رنگین ادا کو دیکھ کر پوچھا کہ کیون کیوا تمھارے آنے کا کیا باعث

یار کریگی اس وجہ سے منع کیا ہی کہ طبل جنگی ابھی نہ بجوانا آج رات کو ایسا سحر تیار کریگی کہ بادشاہ
یکار ہوجاوین ظلمانہ جادو تو اپنی محفل مین یہ ذکر کر رہی ہی مگر بادشاہ نے شام کو بارگاہ لکنار
لشکر کے استاد کرائی اُس مین آکر بیٹھے فقط فیروزہ پاس ہی مگر ملکہ بہار شام کو بیٹھے بیٹھے
ھبرائی لاکھ لاکھ ضبط کیا مگر نہ ہو سکا آخر اپنے مقام سے اُٹھی گلدستہ ہاتھ مین لیکر اُچھالا ایک
ادیان مشکین پرند پیدا ہوئی اُسپر سوار ہو کر چلی آتے آتے ظلمانہ کے لشکر کی طرف سے
لذری ظلمانہ نے دور سے دیکھا کہ بہار جاتی ہی خاموش ہو رہی بعد تھوڑی دیر کے خود
بھی چلی یہان بہار بخدمت بادشاہ آئی پردہ اُٹھا کر اندر گئی بادشاہ ملکہ بہار کو دیکھ کر
ٹھ کھڑے ہوے فرمایا کہ آؤ ای شہنشاہ ملک خوبی وای سرو روان باغ محبوبی تمھارے
نتظار مین بیٹھا ہوا تھا بہار نے عرض کی کہ ای شہریار والا قدر آپ آفتاب عالمتاب ہین
پ کا اشتیاق ایسا نہین ہی کہ کوئی فراموش کرے بادشاہ نے کہا جیسے تم گئین تمھاری تصویر
نکھون کے نیچے پھر رہی تھی بہار نے کہا کہ یہی کیفیت میری بھی تھی چند باتین ہونے پائی ہین
ہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی بہار نے گھبرا کر کہا کہ لو شہریار غضب ہوا ملکہ ظلمانہ آتی ہین یہ
سنکر بادشاہ نے فرمایا کہ اب کیا ہوگا بہار نے کہا کہ اگر خدا نے چاہا تو اُسکو بھی آپکے
قدمون پر گراؤنگی بادشاہ جمجاہ نے لوح محفوظ پر ہاتھ ڈالا اور تلوار کے قبضے پر ہاتھ
کھا کہ آندھی شق ہوئی ظلمانہ جادو در بارگاہ پر آکر کودی پکار کر آواز دی کہ او
بہار یہ تو نے کیا ستم کیا کہ دشمن کے پہلو مین آکر بیٹھی مین تجھے قتل کر ڈالونگی ہاے
کیا ستم ہوا قدرت تیرے وصل کی خواہش کرتے تھے کیا تو نے اسی وجہ سے انکار کیا تھا
افسوس ہین یہ سوچی تھی کہ اگر قدرت سے یہ پیوند قرار پا جاے تو باعث خوشی کا ہی تو نے سراسر
خلاف کیا ہی شرط تجکو ابھی قتل کر دون ہر چند کہ تو سحر مین ہمسر ہو گئی ہی وہ وہ ناز سحر کرتی
ہون کہ ہم عاجز ہوتے ہین مگر خیر سمجھا جائیگا بہار نے پیچھے ہٹ کر اشارہ کیا کہ ای شہریار نہ
گھبرائیے گا مگر ظلمانہ دیر تک سامنے کھڑی رہی اور قصد کیا کہ سحر کرون مگر [illegible] نہ پڑا
ہی خیال تھا کہ جو سحر کرونگی یہ اُسکا دفعیہ کر دیگی آخر ناچار ہو کر چلی گئی بعد جانے
ظلمانہ کے بہار نے کہا کہ ای شہریار اب آفت برپا ہو گی ہر چند کہ ظلمانہ مجکو بہت چاہتی

نے بھی بہت کہا مگر جمشید نہ ٹھہرا چنچل کو بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی برق نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو
بہیار نگ ور وغن چہرے کا اُڑا دے اور صورت اصلی نکل آے پیچھے ہٹ گیا جمشید تا
بہار سے کہا کہ چلو بہار جو اُٹھی ظلمانہ جادو بھی ساتھ اُٹھی اور طرف باغ بہار کے
تھوڑے عرصے مین باغ سامنے سے معلوم ہوا بہار نے کہا بھی کہ یا خداوند اب جا
ہم اپنے باغ مین جا کر ٹھہرین گے جمشید نے کہا کہ کیون صاحب ہمارا چلنا تمکو ناگو
ہی بہار خاموش ہو رہی باغ مین آکر بیٹھی جمشید کو تخت پر جگہ دی جمشید نے بیٹھتے ہی
کہ ای ظلمانہ جادو جو تم کہو وہ ہم تمکو دین مگر بہار کا وصل حاصل ہوا ایک ہفتہ گذرا ہی
آٹھ پہر تڑپتا ہون بیقرار رہتا ہون مین نے اپنے کو بمشکل سنبھالا ظلمانہ نے سر جھکا
کہا ای بہار سنتی ہو قدرت کیا ارشاد فرماتے ہین بہار نے کہا کہ قدرت کو ناحق کا
ہی یہان اور ہی کچھ میرے دل مین خیال ہی اب مناسب یہ ہی کہ قدرت اس خیال کو
دور کرین ایسا نہ ہو کہ قدرت کو ملال پہونچے جمشید خاموش ہو رہا اور کہا کہ اب
جاتا ہون مگر تڑپتا ہی باعث یہ ہوا کہ رنگین ادا کو سمجھتا تھا کہ یہ سب سے زیادہ خوبصورت
ہی مگر بہار کے سامنے جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ آفتاب کے سامنے چراغ جلایا دل سے
وہ اُتر گئی جمشید تو چلا گیا مگر بہار نے ظلمانہ سے کہا کہ نانی امان آپ سمجھین کہ قدرت کا
کیا منشا ہی ظلمانہ نے کہا کہ بیٹا وہ تمپر عاشق ہین بہار نے کہا کہ پھر مین کیا کرون ہمارا
امر کو قبول نہ کرونگی قدرت بیجا فرماتے ہین ظلمانہ نے کہا کہ بیٹی یہ مقام فخر ہی کہ خدا
کہین گے اور تمکو سجدہ کرین گے ظلمانہ نے ہر چند سمجھایا مگر بہار اپنی ہی کہے گئی
بادشاہ جمجاہ اسکی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی اور بادشاہ کا ناچاری سے دیکھنا
یاد ہی یہی باعث فریاد ہی ظلمانہ نے کہا کہ ہمارے مقابلہ بادشاہ جاتی ہون بہار نے کہا
کہ نانی امان اب آٹھ پہر تمھارا خیال رکھونگی ایسا نہ ہو کہ گرفتار ہو جاؤ ابھی طبل جنگ
بجوانا جب مین کہون تب مقابلہ کرنا ہم اور تم شریک ہو کر جنگ کرینگے مگر ظلمانہ جدا
مین آئی سرداران سے اپنے صلاح کی کہ میری نواسی نے آج منع کیا ہی مین طبل جنگ
بجواؤنگی سرداروں نے عرض کی کہ کوئی سبب بھی بتایا ہی ظلمانہ نے کہا کہ شام کو

م از خود رفتگی نے اپنی قاصد کا کیا ۔۔۔ ہم کو کہنا تھا جو کچھ کہہ آئی وہ دلبر سے آپ
نہ جاگ اُٹھے جو اک شب عمر بھر سویا نہین ۔۔۔ یہ ذرا کہہ دیجیے گا فتنۂ محشر سے آپ
ل مین بھی جب نہ نکلے اپنے ارمان ای جلال ۔۔۔ تنگ ہو کر سب نکل آئے دل مضطر سے آپ

ن وقت کوہ رنگین پر ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہی جمشید مبہوت بیٹھا ہی اور بہار نے جو یہ
عار گائین سے سُننے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تصویر خیالی بادشاہ جمجاہ آنکھون کے نیچے پھر
ی ہی مگر رنگین ادا کام کاج مین مصروف ہی جب سامنے جمشید کے آتی ہی جمشید کہتا ہی آؤ
ھ جاؤ مگر خواجہ نے چاہا تھا کہ اپنے کو تا بہ رنگین ادا پہونچاؤن مگر نہ ہو سکا زیر کوہ آکے
ھرے دیکھا کہ جمشید خوش و خرم بیٹھا ہی وجد کر رہا ہی آخر خواجہ نے دیکھا کہ موقع نہین
پڑیگا اب ان کو جلانے دو خواجہ تو پلٹ آئے مگر برق فرنگی کہ بلاے روزگار ہی ایک کنیز
شکل بن کر برسر کوہ آیا رنگین ادا نے اسکو چنچل کنیز بہار جانکر بٹھایا برق نے بیٹھتے ہی
سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین بھی کچھ گاؤن کل سے میرا حوصلہ کھلا ہی حقیقت مین علم موسیقی
ب علم ہی بقول اُن صاحبون کے جو یہ پیشہ کرتے ہین ہرچند کہ مین نے اسکو سیکھا نہین مگر مجھکو
لال قدرت نے عطا فرمایا ہی رنگین ادا نے کہا کہ بوا چنچل چین سے بیٹھو اپنی صورت پر
ننڈ نہ کرو ایسا نہ ہو کہ قدرت پسند فرمالین تو مشکل ہو گی مگر تمہاری خوشی چند اشعار گا لو
ن کر برق نے پایان کھینچا سیہ ھا سب رہا ٹھیکہ بجا کر چند اشعار گلے اس طور سے برق نے
ین مارین کہ رنگین ادا نے بہت تعریفین کین کہا بوا چنچل کیا کہنا ہم تو تمہارے گانے
بہت خوش ہوے برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای ملکۂ عالم بہتر یہ ہی کہ ساقی گری کرون تو
زیادہ لطف ملے جمشید نے جو نام ساقی گری کا سُنا فوراً اُٹھ کھڑا ہو گیا کہا ای رنگین ادا
تے ہین رنگین ادا نے عرض کی بعد مدت کے آج آپ تشریف لاے ہین سہر چار گھڑی تو
تشریف رکھیے جمشید نے کہا کہ ای رنگین ادا چنچل نے ایسا فقرہ کہا کہ دل پر چوٹ لگی یہ سُنکر
نگین ادا نے کہا کہ اسکا گانا موقوف ہو جاے جمشید نے کہا نام جو اسنے ساقی گری کا لیا مجھکو
ربان زادہ یاد آگیا اسی فقرے پر اُسنے تمام محفل کو بیہوش کیا جب تک زندہ رہون گا
ر چولہ نہ تبدیل کرونگا جب تک یہ فقرہ یاد رہیگا برق نے بہت باتون مین اُلجھایا رنگین

زور و شور سے بہار نے آکر ظلمانہ کو رہا کر لیا بس مناسب یہی ہی کہ اب نہ ٹھہرین جمشید آ
آتے ایک مقام پر رُکا بہار نے پوچھا کہ کیون خیر تو ہی یا خداوند کیون رُکے جمشید ثانی
جواب دیا سامنے کوہ زنگار رنگ ہی ملکہ رنگین ادا بالاے کوہ بیٹھی ہین ذرا یہان بھی ٹھہ
مطمئن ہو کر چلین گے بہار نے کہا بہتر ہی مگر رنگین ادا نے جو جمشید ثانی کو آتے ہوے
اپنے مقام سے اُٹھی واسطے سجدے کے جھکی اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپ کہا
آتے ہین مگر بہار جو سامنے آئی رنگین ادا نے شرما کر سر جھکا لیا جی مین کہتی ہی کیا حسن و
ہی کہ نگاہ نہین ٹھہرتی معلوم ہوتا ہی قدرت اسپر عاشق ہوے اس طرح ساتھ ہین کہ
ملازم ساتھ ہوتا ہی آخر جمشید کو لا کر تخت پر بٹھایا ظلمانہ پشت پر کھڑی ہوئی بہار آکر
تخت پر بیٹھی مگر رنگین ادا نے گلابی اپنے ہاتھ سے اُٹھائی جام لبریز کر کے اول جمش
دیا جمشید پی گیا دوسرا جام ظلمانہ کو دیا یہ بھی پی گئی تیسرا جام لبریز کر کے سامنے بہا
آئی بہار نے انکار کیا رنگین ادا نے دست بستہ عرض کی کہ ای بہار حقیقت مین تمھا
عابد کش وزاہد فریب ہی لیکن اب ہم کو سرفراز کیا ہی تو جام بھی نوش کرو اتفاق کی با
تمھارا آنا ایسے وقت پر ہوا کہ قدرت بھی ہمراہ ہین اب مہربانی کرو جام نوش کرنے
انکار نہ کرو بہار نے جام کو اُٹھا لیا چند قطرے پیئے اور جام واپس دیا جمشید ثانی
دیکھ رہا ہی اگرچہ حُسن پر رنگین ادا کے ہمیشہ سے مائل تھا مگر آج سامنے آفتاب حُسن بہا
حُسن اسکا ذرہ معلوم ہوتا ہی جب ایک ایک جام یہ لوگ پی چکے تو رنگین ادا نے
کیا ایک نازنین مہ جبین باناز و کرشمہ آکر بیٹھی اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی لظم

ملِ گئے کیا حضرت ناصح مرے دلبر سے آپ
آج کچھ سمجھا رہے ہین اور ہی تیور سے ا

زندہ کرتے ہین دلِ مردہ کو اک ٹھوکر سے آپ
داد اسکی ہم سے لین یا داورِ محشر سے

آرزو ہی اسکی بھی ہمکو کسی شب کی ہو صبح
دیکھ لے دشمن نکلتے ہون ہمارے گھر سے

آنکھ دشمن نے تو دکھلائی نہین کہد تجیے
چھپ رہے ہین آکے میرے دل مین کسکے ڈر سے

دل مین کچھ حسرت گلا کٹوانے ڈالو نکے نہ ہو
پوچھیے تو رگ کے چلنے کا سبب خنجر سے

آپکے اسطرح کیا کیا ہو ٹکر روئے ہین ہم
چھیڑ دینے کو کسی کے کم نہین نشتر سے

گر ظلمانہ کا ہاتھ تھا اظلمانہ نہ جاتی تھی کہتی تھی بی بی تم جاؤ دیکھون تو مجھے کون روکتا ہی میثاق
دل مین حوصلہ نہ رہے سب کمال اپنے صرف کرلے مگر بہار نے نہ مانا کہا نانی امان چلو یہ کہکر
اشارہ کیا زمین سے پاؤن بلند ہوے جس طرح پر کوئی راستہ چلتا ہی اُس طرح یہ دونون
تی ہوئین روانہ ہوئین میثاق نے بڑھ کر گولہ مارا پہلو سے آواز آئی کہ ستم جمشید ثانی
ر گولے پر ہاتھ مار دیا گولہ پھٹ کر گرا ظلمانہ نے کہا کہ یا خداوند آپ نے کیون تکا...
ائی یہ چھوکری بلاے روزگار ہی اسکو کون روک سکتا ہی میثاق وہ ہی شخص ہی کہ اسکو
م تعلیم کیا کرتے تھے آج ہم سے مقابلہ کرتا ہی اسکا سحر کیا ہم سے دفع نہ ہوگا اے میثاق
ب گوشے مین جاکر بیٹھو جمشید کو دیکھ کر میثاق کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا مگر بادشاہ نیل
سویر کے خاموش بیٹھے ہین جمال بہار کو دیکھ رہے ہین اشارون سے کچھ باتین بھی ہوئین
نھین اشارون سے وعدہ کر گئی کہ اگر ضبط نہ ہوسکیگا تو ہم آدین گے ایسا نہ ہو کہ آپکو
نتظار رہے بادشاہ نے بھی آنکھ کے اشارون سے جواب دیا کہ ہم مشتاق رہین گے اور
نظار کرین گے جمشید دونون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا جمشید نے جو لشکر بادشاہ جمجاہ
یکھا منظور ہوا کہ آگ برسادون بہار نے ہان ہان کہکر ہاتھ تھام لیا کہا یا خداوندان
رباکے قتل کرنے سے کیا نفع بس اب چلیے جمشید نے سر جھکا لیا اسباب سحر ہاتھ سے
ھینک دیا بہار ہاتھ نہین چھوڑتی جمشید نے کہا کہ بی بی مین سحر کرنے سے باز آیا بقول
ھارے ان غربا پر سحر کرنے سے کیا نفع مین نے قبول کیا اگر کہو تو بادشاہ کو گرفتار کرلون
رای ملکہ مجھے رہ رہ کے یہی خیال آتا ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی خرابی پڑ جاے بہار نے کہا کہ
دشاہ صاحب لوح محفوظ ہین اگر اُنکی گرفتاری کا ارادہ کیجیے گا تو خوف ہی تیور سے اُنکے
بت ہوتا ہی کہ کسی امر مین عاجز نہین ہین اگر رستم ہو تو اُسپر بھی جا پڑین بس اب چلیے ہر چند
ہ پانچ چھ لاکھ ساحر مقابلے مین اُترے ہین لیکن بادشاہ کو وہ ہی اطمینان ہی نانی امان
ے وہ فراغت پائین تو جزیرۂ بلاخیز مین جائین اگرچہ مین سُن چکی ہون کہ لوح طلسمی ایسے
قام پر ہی کہ کوئی ہاتھ نہین ڈال سکیگا مگر طلسم کشا کہ جسکے نام پر فتاحی طلسم مرقوم ہی اُس سے
ون یہ جمشید درست کہتا ہوا چلا جاتا ہی جی مین کہہ رہا ہی کہ سبحان اللہ کس

یہی مزہ ہی نہ کہ مثل جمشید ثانی جسدن سے تم اس طرف آئین دونون وقت آتا تھا اپنے
کہنا تھا اس وقت بھی اپنی خواہش بیان کر رہا تھا کہ مین نے تمھارا حال دریافت کیا
طائر سحر کو بلاکر حال بتا دیا کہ ظلمانہ دربار مین بادشاہ اسلام کے قتل ہوا چاہتی ہی
فورًا اُسن کر یہان آئی شکر کرتی ہون سامری وجمشید کا کہ آپ کو زندہ پایا مگر ظلمانہ
قصد کیا ہی کہ میثاق کو لیتی چلون کوئی تو ساحر کم ہو میرے لڑائی مین کون کون سے
مارے گئے ہمنے آج تک کسی کو قتل نہین کیا ایک شخص کو تو ہم بھی قتل کرین جھپٹی کر
سر جا پڑون میثاق نے ایک گولہ مارا وہ گولہ قریب ظلمانہ آکر پھٹا ظلمانہ نے کچھ
پڑھا گولہ بلند ہوکے پھٹا ایک گنبد شیشے کا آسمان سے اُترا ظلمانہ اُسمین بند ہو گئی
لاکھ تڑپتی ہی مگر نکل نہین سکتی میثاق نے چاہا اسکو بیہوش کرکے پکڑ لون کہ بہار نے
دستک دی ہار جو گلے مین پڑے ہوے تھے وہ توڑ کر پھینکے جیسے ہی وہ ہار پھینکے پھول
بارگاہ مین انبار ہو گیا وہ خوشبو مست و دلفریب آئی کہ جادوگر جھومنے لگے بادشاہ جم
قبضے پر ہاتھ ڈال کر اُٹھنے لگے بہار نے وہ گنبد توڑا بادشاہ نے جو قصد کیا بہار نے
مسکرا کر کہا کہ ای شہریار آپ نہ اُٹھیے آپ کو تکلیف ہوگی یہ جو مسکرا کر کہا سپیدی و
دانتون کی مثل گوہر آبدار کے جو چمکی خرمن ہوش وحواس بادشاہ کو جلا دیا بادشاہ
بہ نگاہ محبت دیکھنے لگے دونون جانب سے تیر مژگان چل رہے ہین لیکن ملکہ بہار جم
بادشاہ دیکھ کر اس طرح مبہوت ہوئی کہ نگاہ آئینۂ جمال سے نہین پھرتی مگر ظلمانہ
رہا ہوئی کہا بیٹا تم نے کیون تکلیف فرمائی مجھے کون قتل کر سکتا ہی یہ سنکر بہار نے
نانی امان بڑی مشکل کی بات ہی کہ جسدن سے آپ تشریف لائین قدرت برابر تشر
لاتے ہین جب آتے ہین تو اپنی ہی کہتے ہین مگر آج تک اس کنیز نے ارشاد اُنکا قبول
نہین کیا آج نیا سامان تقدیر نے دکھایا مگر نانی امان اب نکل چلیے ایسا نہ ہو کہ دشمن
تو کس کس کو جواب دیا جائیگا میثاق جادو عقب تخت بادشاہ کھڑا ہی دمبدم سحر کر
بہار ہنس دیتی ہی وہ سحر دفع ہو جاتا ہی تھوڑے عرصے مین بہار نے سب سحر مٹائے
بادشاہ سے آنکھین ملاکر کہا کہ ظاہر ہوا آپ صاحب اقبال ہین ورنہ آپکی تدبیر ہو

ر ظلمانہ کچھ نہ بولی تب جھلاکر فرمایا کہ ای ظلمانہ تمھارے قتل کا اب ہم حکم دیتے ہین ظلمانہ
پر بھی نہ بولی بادشاہ نے فرمایا جلاد کو بلاؤ جلاد حاضر ہوا خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے
لنگین لگاتا ہوا آواز دیتا ہی فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ٭ مرغ را
نہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ٭ ای شہنشاہ گیتی ستان خنجر آبدار و بازو پر قوت رکھتا ہون
ب ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون لیکن یہ بلا کی ساحرہ ہی حکم اول ہی سمجھ کر دیجیے گا
ل کرنا میرا کام ہی جاا نہین سکتا بادشاہ نے فرمایا تجکو کیا دخل ہی ہزار حکم کا ایک حکم
یتا ہون کہ سر اس کا قلم کر جلاد ظلمانہ کو کھینچ کر وسط بارگاہ مین لایا گردن پر کوٹے کا
ھ دیا بادشاہ سے آنکھین ملاے ہوے کہہ رہا ہی کہ حضور حکم ثانی دین بادشاہ نے فرمایا جلد
ل کر کہ آسمان سے ایک گلدستہ گرا زمین پر گر کر پھٹا وہ بوے خوش آئی کہ سب جھومنے لگے
یثاق ایسا کامل و اکمل پھول اٹھا اٹھا کر سونگھ رہا ہی کہ کڑک کر بہار گری میثاق نے
ر کیا کہ اسکو روکو ن بہار نے کھڑے ہو کر ظلمانہ کی زبان سے سوزن نکالی ظلمانہ کی زبان
سے جو سوزن نکلی تڑپ کر اٹھی ایک گولہ مارا کہ بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا بہار نے کہا
نانی امان اب نکل چلو یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی مگر جمال بادشاہ دیکھ کر بہار کو پسینہ
گیا بہ نگاہ غور دیکھا کی تاج کی خوشنمائی لوح محفوظ کی زیبائی سپر و شمشیر سامنے رکھی ہوئی
و سرداروں سے باتین کر رہے ہین بہار نے اس طرح بادشاہ سے نگاہ لڑائی کہ تیر مژگان
نے دل بادشاہ کو بھی مشبک کیا آخر بہار نے کہا کہ ساحری و جمشید کی کیا قدرت ہی کہ دین
انی امان تمنے دیکھا کہ بادشاہ لشکر اسلام کیا حسین و جمیل ہین ظلمانہ نے کہا کہ ای نور نظر
ای پارۂ جگر اس جمال کو نہ دیکھو سمجھ لو کہ یہ عابد کش و زاہد فریب ہی کون ایسا ہی کہ اس
جمال کو دیکھ کر اپنے آپ مین رہے دیکھو یہ شاہزادیان اپنے اپنے گھر ویران کر کے آئی ہین
جفائین اٹھا رہی ہین بہار نے کہا کہ آج تو تکلیف ہی کل ان کے واسطے راحت ہو گی
شاہزادیان عہدہ ہاے جلیل پر قابض ہونگی سحر مین طاق حسن و جمال مین شہرۂ آفاق
ین بادشاہ بھی انکو بہ نگاہ محبت دیکھتے ہین دیکھو عنبر افشان کی کرسی قریب تخت بچھی ہی
اتھ شہریار کے زانو پر رکھے ہوے ہی ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہی نانی امان محبت کا

مین حال پوچھا بادشاہ نے سب حال بیان کیا اور فرمایا کہ صاحبقران عالیشان کے
مبہوت کارگزار رہنے والا جزیرۂ گوہربار کا ہر راہ مین آگیا پشتارہ ظلمانہ سے چھین
اب دونون لڑ رہے ہین دیکھین کون غالب ہو میثاق نے کہا مین ابھی جاتا ہون جا
اُسے گرفتار کرائے دیتا ہون یکایک زنگ کی آواز بلند ہوئی دیکھا کہ خواجہ عمرو پشتا
بدوش آتے ہین میثاق نے بڑھ کر خواجہ کو سلام کیا کہا کہ ای شہنشاہ ادج عیاری
نے بڑا افضل کیا کہ بادشاہ رہا ہو گئے ورنہ ظلمانہ پڑا مکر کر کے لے چلی تھی خدا نے وقت
مبہوت کو پہونچایا کہ بادشاہ کو اُسنے رہا کیا عمرو نے کہا کہ مین ظلمانہ کو بھی لایا مین
نے کہا کہ یہ کبھی بصدق دل مسلمان نہ ہوگی اسکو قتل کر ڈالو عمرو نے کہا کہ یہ راے پر بادشا
موقوف ہی غرض پشتارہ لیے ہوے خواجہ دربار مین آے ظلمانہ کو زبان مین سوزن دیکر
سے باندھ دیا سب سردار بیٹھے ہین بادشاہ سمجھا رہے ہین مگر ظلمانہ کچھ جواب نہین
خاموش کھڑی ہی مگر حال جمشید ثانی سُنیے کہ جس دن سے ظلمانہ اس طرف آئی ہی
تو اسی کو باغ سحر مین چھوڑ آئی ہی جمشید ثانی دونون وقت جاتا ہی چاہتا ہی کہ اسکو تس
ایکدن ہنس ہنس کر باتین کر رہا ہی لیکن بہار خاموش بیٹھی ہی کچھ جواب نہین دیتی جب
تو بہار رونے لگی کہا یا خداوند آپ جب آتے ہین نیا جھگڑا پھیلاتے ہین یہ تو بتا
نانی امان پر کیا گذری کوئی تو باعث ایسا ہوا کہ وہ پلٹ کر نہین آئین تین دن کا و
کر گئی تھین جبکے پانچ چھ روز گذر چکے جمشید نے پکار کر آواز دی کہ ای طائر اسرا
آکر حاضر ہو ایک طائر اُڑتا ہوا آیا جمشید نے پوچھا کہ ظلمانہ کیا کر رہی ہی اُس
مثل انسان کے آواز دی کہ ظلمانہ گرفتار ہو گئی دربار بادشاہ اسلام مین بند
بادشاہ سمجھا رہے ہین مگر ظلمانہ آپ کی دوست ہی یہی چاہتی ہی کہ خدمت خداوند
جمشید نے سب حال بہار سے بیان کیا بہار روتی ہوئی اُٹھی ہر چند کہ جمشید نے
کہ صاحب تم نہ جاؤ مین خود جاتا ہون اور ظلمانہ کو رہا کر کے ابھی لاتا ہون مگر
نہ مانا یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ نانی امان نے ہمین کس دن کے لیے یہ سحر سکھایا ہی ایسے وقت
مدد نہ کرون تڑپ کر بلند ہوئی جمشید بھی پیچھے پیچھے چلا یہان جب بادشاہ نے بہ

[...]رے ہی گلے مین پڑیگا ظلمانہ نے کارد سحر کھینچ ماری مبہوت کے شانے پر پڑی مگر تاثیر نہ
[...]ی مبہوت نے وہ ہی کارد اُٹھا کر اسم سحر پڑھا کہا او ظلمانہ لے اس زور سے پھینکا کہ وہ
[...]ارد تڑپتی ہوئی قریب ظلمانہ پہونچی ظلمانہ نے چند قطرے خون کے اُس کارد کے سامنے
[...]یں کیے کارد گر کر غرق زمین ہوئی دونون مین سحر چل رہے ہین دس بیس ملازم بھی مبہوت
[...] قتل ہوے مبہوت نے زمین ہلا دی ظلمانہ عاجز ہو رہی ہی مگر سحر کر رہی ہی قضائے کار
[...]سپہر عیاری جو صبح کو سوکر اُٹھے اور خبر سُنی کہ ظلمانہ بادشاہ کو لیگئی تلاش مین نکلے صحرا مین آکر
[...]یکھا کہ آگ برس رہی ہی دریاے سحر جاری ہی مبہوت سے اور ظلمانہ سے سحر چل رہا ہی بس عمرو
[...] رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک ساحر کی شکل بنائی اور گولہ ہاتھ مین لیا پُکار کر آواز دی
[...]ی ظلمانہ نہ گھبرانا منم دشت نورد قدرت نے بھیجا ہی کہ جا کر ظلمانہ کی مدد کرو ہاتھ سے
[...]وت کے بچالو ظلمانہ خوش ہو گئی وہ ساحر جست کر کے قریب آیا اور وہ گولہ ظلمانہ کی طرف
[...]نکا مراد یہ تھی کہ یہ گولہ لیکر سحر کرو مبہوت بیہوش ہو جائیگا ظلمانہ نے اُسے روکا گولہ ہاتھ
[...]آتے ہی پھٹا گولے سے دھوان نکلا ظلمانہ بیہوش ہو کر گری خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا
[...]ہ عمرو سر گزان اُستاد عیاران عالم ✤ سراپا دانش و عقل مجسم ✤ بباغ دین ز مکرش آبیاری
[...]ن سر ہنگ در خنجر گزاری ✤ بہر کشور بلاے جان کفار ✤ عمرو آن شاہ عیاران عیار ✤
[...]وت نے جو خواجہ کو دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ عیاران اس وقت تو آپ نے
[...]مایان کیا مین ناچار ہو رہا تھا جو سحر کیا اُسکا اس ملعونہ نے توڑ کیا آپ نے خوب گرفتار کیا
[...]گیے خدا حافظ اگر حکم ہو تو مین حاضر ہون عمرو نے کہا کہ تمھاری کوئی ضرورت نہین ہی بخدمت
[...]حبقران جاؤ مین اسکو پہونچا کر آتا ہون خواجہ پشتارہ باندھ کر لے چلے مبہوت طرف
[...]صاحبقران کے گیا یہان دربار شاہ جمع ہو رہا ہی میثاق کہہ رہا ہی خدا اپنا فضل کرے
[...]لمانہ بادشاہ جمجاہ کو لے گئی دیکھیے کیا ہو خواجہ نے کہا تھا کہ یہ بصدق دل مسلمان
[...] ہوئی اسکا دھوکا نہ کھاؤ بادشاہ نے نہ مانا اب دربار مین جمشید کے تلوار چلیگی ایسا
[...]لتا ہی کہ ہم لوگ بیٹھے رہیجاوین اور بادشاہ گرفتار رہون ہمارا قلب نہ گوارا کریگا
[...]ن خبر پہونچی کہ بادشاہ آتے ہین سب سردار خوش ہو گئے براے استقبال دوڑے راہ

سو گئے ظلمانہ نے کمر مین پنجہ دیا لوح محفوظ کو جھولی مین رکھا اور لے بھاگی یہ تو ادھر سے جا
ہی مگر دل پر خوف طاری ہی کہ جہان کہین پتا کھٹکا اور یہ وہانسے سرکی کوئی دو کوس راہ
طی کیا تھا کہ ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہری سوچ رہی ہی کہ دربار جمشید ثانی مین لیجا
یا اپنے لشکر مین لیجا کر قید کرون کہ صحرا کی طرف سے گرد اُڑی ابرہاے تیرہ و تار چھاے
ہزارہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے اور بوے خوش اُس ابر سے آتی ہوئی
اُس ابر کا تماشا دیکھنے لگی حیران تھی کہ یہ کسکی آمد ہی وہ ابر سامنے آکر پھٹا دیکھا کہ ایک
جلیل تخت یاقوت احمر پر سوار تاج شاہی بر سر چارقب شہنشاہی در بر اس عظم و شان سے
ابر آتا ہی کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کسکی آمد ہی اور یہ کون شخص ہی مگر اُس تاجدار نے دیکھا
کہ ایک جادوگرنی ایک نوجوان کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتی ہی ملازم جو برابر تخت کے تھا
اُس سے کہا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ یہ جادوگرنی کون ہی اور کسکو لیے جاتی ہی ظلمانہ توجہ
ہو کر دیکھ رہی ہی کہ ملازم نے آکر سلام کیا کہا ای ملکۂ عالم آپ کا نام نامی کیا ہی اور اس
نے کیا خطا کی کہ اسکو گرفتار کیا ہی ظلمانہ سوچی کہ جمشید کا کوئی دوست ہوگا اکثر ساحر
ایسے ہین کہ ہمنے نہین دیکھے حقیقت مین طلسم نوخیز جمشیدی بہت وسیع ہی ساحر
قبضے مین ہین ہنس کر جواب دیا کہ ظلمانہ جادو میرا نام ہی بادشاہ لشکر اسلام کو گرفتار
لیے جاتی ہون ملازم نے جا کر اُس تاجدار سے حال بیان کیا اُس تاجدار نے ظلمانہ کو قریب
بلایا کہا ای ظلمانہ تم سمجھی نہین مینہم مبہوت کارگزار مطیع پروردگار کب گوارا کرون
تم روح روان صاحبقران کو لیجاؤ مین واسطے شکار کے نکلا تھا پروردگار نے خوب
میرا تمہارا سامنا کیا ظلمانہ نے کہا کہ ای مبہوت مین وہ بلاے روزگار ہون کہ کسی
مین بند نہین ہون مبہوت نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا پشتارہ تو رکھدو ظلمانہ سوچی اگر
پشتارہ نہ رکھونگی تو یہ ہاتھ تلوار کا مار دیگا پشتارہ پھر چھین لونگی وہ وہ سحر کرونگی کہ
بھاگتے راستہ نہ ملیگا پشتارہ رکھ کر تڑپی ایک گولہ مارا کہ تخت مبہوت ٹکڑے ٹکڑے
قریب تھا کہ مبہوت تخت سے گرے مبہوت نے اپنے کو سنبھالا ملازمون سے کہا کہ اسکو
کو تو لیجاؤ مین اس سے سمجھ لونگا یہ کہکر تخت سے الگ ہوا کہا او ظلمانہ اب تو سحر کر دیکھو

ں سے منھ پھیرونگی بادشاہ نے تو بہتر کہا مگر عمرو نے جواب دیا کہ ای ظلمانہ ابھی تمھارا
ب صاف نہین ہی ظاہر مین کہتی ہو ظلمانہ کے ہوش اُڑ گئے کہ جو میرے دل مین ہی وہ ہی
لم بیان کرتا ہی کہا ای شاہ عیاران عیار تمکو کیونکر معلوم ہوا کہ مین نے دل سے اطاعت
ن کی طلسم کشا کے خلق نے بندۂ بے زر بنایا ہی ان کی اطاعت سے انکار نہین کرونگی
شاہ نے خواجہ کی طرف دیکھا خواجہ نے اشارہ کیا کہ نہین مگر میثاق نے قریب آکر
کہ ای ظلمانہ سوچ تو اپنی جان کا بچنا مقدم ہی اسی وجہ سے مین نے اطاعت کی ورنہ
جانتا تھا کہ سحر مین سواے جمشید ثانی کے اور کسی سے نہ دبونگا لیکن تمھارے مقابلے
ایسا مبہوت ہوا کہ گرفتار ہو گیا مگر خدا خواجہ کو سلامت رکھے کہ انھون نے جال کے
لطف سے رہا کیا ظلمانہ سوچی کہ دل کو صاف کرو اطاعت کرکے رہو پھر سمجھا جاے گا
نے کہا کہ ای شہنشاہ مین بصدق دل اطاعت کرتی ہون چاہتی ہون کہ خدمت مین
ون بادشاہ نے خواجہ کی طرف دیکھا خواجہ نے پھر منع کیا بادشاہ نے زبان سے ظلمانہ کی
رن نکالی ظلمانہ نے بادشاہ کے قدمون کو بوسہ دیا اور قدمون پر گری بادشاہ نے سر
کا سینے سے لگا لیا خلعت بہت بھاری منگا کر دیا مگر ظلمانہ سوچ رہی ہی کہ کیا تدبیر کرون
و کو لے بھاگون یا طلسم کشا کو لون آخر ایک کرسی پر آکر بیٹھی خواجہ نے بادشاہ سے
کہ اب غلام کو کچھ عنایت ہو کہ مین رخصت ہون بادشاہ نے فرمایا کہ ابھی اور ایک دو
ر توقف فرمائیے ضرور خدمتگزاری کرونگا مجھے کیا آپ سے انکار ہی مگر ظلمانہ جادو
ہزادیون سے گھل مل کر بیٹھی سب سے باتین خلق و محبت کی کر رہی ہی دن تمام ہوا شام
یثاق تو طلایے پر آیا بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے رہے دس گیارہ بجے دربار برخاست
آکر آرام فرمایا مگر ظلمانہ شب کو اپنے مقام سے اُٹھی اُس مقام پر آئی کہ جہان بادشاہ
م فرما رہے ہین دیکھا کہ لوح محفوظ مثل جرم قمر کے چمک رہی ہی گلے مین بادشاہ کے
ی ہی سرھانے مونڈھا رکھا ہی اُسپر تمام سلاح جنگی رکھے ہین ہرچند کہ ظلمانہ جادو
نپنے لگی مگر قریب آکر اول لوح محفوظ کو ڈورا کاٹ کر اُتار لیا اب بادشاہ جمجاہ پر
رلیا ہاتھ پاؤن بادشاہ کے بیکار رہے نیند کا جز زیادہ غلبہ ہوا اور غافل ہو کے

اُسکو نوش فرمائیے پھر یہ فدوی آپ کے ہمراہ رہیگا ظلمانہ راضی ہوئی اُس جوان کا
ہوے ہی اور وہ جوان بھی لگاؤ کی باتین کر رہا ہی ظلمانہ کو ہمراہ لیکر چلا تھا کہ ایک مقام
جوان آکر رُکا کہا لو ملکہ اور غضب دیکھو کہ ایک شخص دُبلا پتلا نا نتیا زرغۂ نخلستان مین بیٹھ
صاف کر رہا ہی مجھسے آنکھ ملاتا ہی ای ملکۂ عالم یہ کون شخص ہی ظلمانہ نے کہا کہ خاموش
عمرو عیار ہوگا جوان نے کہا کہ عمرو عیار کون شخص ہی ظلمانہ نے کہا کہ وہ میرا دشمن ہی
دشمن ہون وہ میری فکر مین ہی اور مین اُسکی فکر مین رہتی ہون اگر مین نے عمرو کو مار
نام ہوگا اگر میری قضا اُسکے ہاتھ سے ہی تو جو حکم سامری و جمشید مگر مجکو معلوم نہین
جوان نے کہا کہ جھاڑی گنجان ہی تپے بڑے بڑے ہین آپ گولہ پھینک مارئیے اور آدا
کہ زمین اُسکے پاؤن تھام لے پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی یہ کہکر ظلمانہ سے اشارہ کیا
وہ سامنے بیٹھا ہی ظلمانہ نے گولہ مارا خواجہ عمرو تو بصورت رفیق اپشت پر تھے جلد
کے گلے مین ڈالدیے حباب مارکر بیہوش کیا پشتارہ لے بھاگے دربار سعد مین آے
کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری بہت جلد کام کیا اب جو پشتارہ آیا میثاق کھڑا ہو
ٹہلنے لگا جادوگرنیون نے کچھ ماش کے دانے اسم سحر پڑھ کر پھینک مارے کہ زمین
انتظام ہوگیا میثاق نے کہا کہ اب اسکو ہوشیار کیجیے خواجہ نے ستون سے باند
ظلمانہ کو ہوشیار کیا ظلمانہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین سعد کے پایا شاہزادیا
سحر پڑھ رہی ہین زمین کو بھی سنگ لاخ کردیا ہی بادشاہ نے نیمچہ کھینچا فرمایا کہ ای ظلم
بہتر اسی مین ہی کہ خداے حقیقی کو سجدہ کرو سامری و جمشید پر لعنت کرو اگر اسکے خلاف
کروگی تو ابھی قتل کرونگا اور بخوبی جانتی ہو کہ عمر طلسم تمام ہو چکی بعنایت پروردگار
طلسم بھی ملیگی جزیرۂ بلاخیز کو جاتے ہین لوح کی تدبیر ہو جائیگی جو ہماری اطاعت کرے
عہدۂ جلیل پائیگا ورنہ نہین تو جمشید کی محبت مین جان جائیگی ظلمانہ سوچی کہ میثاق
انتظام کرلیا شاہزادیون نے زمین کا راستہ روکا تر اب جادو زندہ نہین اب
اپنی جان بچاؤ یہ سوچ کر جواب دیا کہ ای شہریار مین اطاعت کو موجود ہون مثل میثاق
خدمت مین رہونگی جزیرۂ بلاخیز مین چلکر لوح دلوادونگی جمشید سے مقابلے پڑینگے کہ

انہ نے عقاب کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ ای فرزند خوب وقت پر پہونچے مجکو تاسف
کہ فولادی پتلہ کیون نہین آیا عقاب جادو نے کہا کہ پتلے کا سرپرست زندہ نہین ہی
ونے جا کر تراب جادو کو مارا مین اُس جلسے مین نہ تھا برائے شکار گیا تھا جب پلٹ کر
دیکھا کہ تراب جادو کا لاشہ بے سر پڑا ہی محفل ساری درہم و برہم ہی گھبرا کے نکلا کہ
سے اطلاع کرون لشکر مین آیا آپ کو نہ پایا جنگل مین آکر خبر سُنی کہ ظلمانہ کو عمرو آکر
تار کر لے گیا یہ خبر وحشت اثر سُن کر بین دربار بادشاہ اسلام مین پہونچا آپ کو گرفتار پایا
جانتا تھا کہ میثاق وغیرہ بیٹھے ہین گرچی داری کر کے آپ کو لے بھاگا بارے مجکو کسی نے
یا میثاق نے کئی سحر کیے مگر مجھ تک نہ پہونچے یہ کہکر عقاب جادو تو رخصت ہوا اگر
انہ جادو ایک بیخ نخل پر بیٹھی ہی سوچ رہی ہی کہ گرفتاری عمرو کی کیا تدبیر کرون کہ پہلو
رونے کی آواز آئی ظلمانہ کے کان کھڑے ہوے جی مین کہتی ہی کہ معلوم ہوتا ہی کچھ
دآگیا مُنھ پھیر کر دیکھا کہ زرغۂ نخلستان مین ایک جوان نہایت شکیل بیٹھا ہوا رو رہا ہی
لمانہ سوچی کہ عیار کی یہ صورت کہان یہ تو کوئی شاہزادہ ہی اگر سامری وجمشید اپنا
نل کرین تو اس سے وصل حاصل کرون یہ سوچ کر قریب آئی کہا ای جوان کیون روتا
اُس جوان نے جو صورت ظلمانہ کی دیکھی اور زیادہ خوف سے کانپنے لگا ظلمانہ نے
یب آکر پوچھا کہ ای جوان تو کون ہی اور کیا سانحہ تجھپر گذرا جوان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم
م پر مشکل ہی ظلمانہ نے کہا کہ مین نام ونشان پوچھتی ہون اُس جوان نے کہا کہ مجھ بدنصیب
ار رفیق تاجدار نام ہی یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہی وہان کا حاکم ہون قدرت
امری وجمشید کہ اس صحرا سے نکلا قزاقون نے کُل مال لوٹ لیا مین نکل کر بھاگا اُنھین
زاقون کے خوف سے یہان چھپا ہوا بیٹھا ہون اب اتنی مہربانی کرو کہ مجکو تا بہ قلعہ پہونچا دو
ر بھر احسان مانونگا ظلمانہ سوچی کہ ابھی یہ نوجوان ہی اگر اسکو صورت اچھی بنا کر دکھاؤنگی
و یہ تابعدار ہو جائیگا لطف دنیا اُٹھیگا یہ سوچ کر کہا کہ ای رفیق تاجدار میرے ساتھ چل
ن تیرا وہ مرتبہ کرونگی کہ دیکھنے والے رشک کرین وہ جوان اپنے مقام سے اُٹھا کہا حضور
چلیے ہر چند کہ آپ کو تکلیف ہوگی لیکن جو کچھ کہ حجرۂ آتش اس ذرۂ بے مقدار کو میسر ہی اول

اُکے مہینے مین مہاجنون کا سود کبھی نہین پہونچا سب میری تلاش مین پھر رہے ہین مگر برق فر
بھاگ کر نکل گیا خواجہ نے ظلمانہ کا پشتارہ باندھا سوچے کہ مین شراب جادو کو قتل کر آیا ا
درجہ سے پتلا نہین آیا وہ جو میثاق نے کہا تھا پیش آیا پشتارہ لیے ہوے خواجہ جلے
کہ سامنے سے ایک ساحر آیا اُسنے پکار کر کہا کہ او ساربان زادے کہان جاتا ہی اور
پشتارہ کسکا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا یہ کہکر اُسنے سحر کیا خواجہ گرے وہ ساحر قریب آیا
کہ ظلمانہ کو اُٹھالون خواجہ نے کہا کہ ای بھائی یہ کیا کرتے ہو پشت پر تمھاری کون کھڑ
جیسے ہی وہ ساحر پلٹا عمرو نے حلقے کمند کے مارے حباب ماردیا کہ وہ ساحر گرا گرتے
بیہوش ہوا عمرو نے جھپٹ کر سر کاٹا اور پشتارہ لیکر بھاگے لشکر مین آے بارگاہ سعد
پہونچے سعد شہریار تخت پر بیٹھے تھے کُل سردار جمع ہین میثاق وغیرہ بیٹھے ہین یہی ذکر ہو
ہی کہ دیکھین خواجہ کیا کرتے ہین میثاق کہتا ہی کہ ظلمانہ وہ بلاے روزگار ہی کہ جس
گرفتار ہونا دشوار ہی کہ خواجہ پشتارہ لیے ہوے آے میثاق نے جو دیکھا کہ خواجہ
پشتارہ لاے اور پکار کر کہا کہ مین ظلمانہ کو لایا میثاق نے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیار
یہ ظلمانہ جادو ہی بہت سمجھ بوجھ کر اس سے کلام کرنا مجکو ڈر ہی کہ ایسا نہ ہو آپ کو لے جا
عمرو نے کہا کہ زبان مین سوزن تو مین نے دے دی ہی آیندہ خدا کو اختیار ہی بادشاہ
اشارہ جو کیا ایک ستون سے ظلمانہ کو باندھ دیا ہوشیار کیا ظلمانہ کی جو آنکھ کھلی ا
کو دربار شاہ مین پایا اور زبان مین سوزن دی ہوئی ہی حیران حیران دیکھنے لگی خواجہ
پکار کر کہا کہ ای ظلمانہ جادو خدا کی قدرت کو تمنے دیکھا کہ ایک شاگرد میرا مہتر برق فر
اُسنے کیسا فقرہ دیا کہ تم پھنس گئین اب بہتر یہ ہی کہ جمشید ثانی پر لعنت کرو ظلمانہ کچھ جوا
نہین دیتی ہاتھ بندھے ہین زبان مین سوزن ہی کچھ بول نہین سکتی کہ زمین شق ہوئی اور ا
عقاب زمین سے نکلا تڑپ کر ظلمانہ پر گرا اس طرح منقار ماری کہ کمندین کٹ گئین کمر مین
دے کر لے اُڑا نعرہ کرتا ہوا چلا کہ منم عقاب جادو نگہبان ظلمانہ ای مسلمانو تمھاری کیا
ہی کہ ظلمانہ کو قتل کرو میثاق نے چاہا کہ عقاب جادو کو روکون مگر وہ تیز پر تھا سناٹا
نکل گیا خواجہ بھی جھپٹے ایک صحرا مین عقاب نے ظلمانہ کو اُتارا زبان سے سوزن نکا

ایک ساحرہ کھڑی ہی شاخ پر آکر بیٹھی پکار کر آواز دی کہ کیون ساحرہ کہانسے آتی ہی اور کہان جائیگی ساحرہ نے کہا کہ حضور میرا پوتا لشکر اسلام مین ملازم ہی مین اُسکو دیکھنے گئی تھی وہین سے پلٹی ہون ظلمانہ نے کہا کہ کیون بڑی بی صاحب جب لشکر مین گئی ہو گی تو سب کو دیکھا ہو گا کچھ یہ بھی ظاہر ہوا کہ عمرو عیار کہان ہی ساحرہ نے جواب دیا کہ جب مین اپنے پوتے سے باتین کر رہی تھی تو عمرو گھبرایا ہوا آیا مجھسے پوچھنے لگا کہ تم کون ہو اور ملازم سے اپنے کہا کہ کسی غیر کو نہ آنے دینا مین ظلمانہ کی فکر مین جاتا ہون میرے سامنے وہ اس جنگل مین آیا سامنے جو جھاڑی ہی اُسمین چھپا بیٹھا ہی جی چاہے تو اُسے گرفتار کر لو مجھے بھی کچھ دینا کہ میرے پوتے نے یہ جواب دیا کہ ابھی تنخواہ نہین بٹی مین خالی ہاتھ گھر جاتی ہون جب آتی تھی روپیہ دو روپیہ دے دیتا تھا بلا سے مخبری کرون وہ گرفتار ہو گا تو میرا کیا نقصان ہو گا ظلمانہ یہ مژدہ سُنکر نخل سے اُتر آئی مگر برق ظلمانہ کو لگا کر لیچلا کہتا جاتا ہی کہ عمرو کو آگاہ کر دون کہ بھاگ جا ظلمانہ کہتی ہی کہ خبردار یہ ارادہ نہ کرنا مین دس بیس روپئے تجکو دونگی برق پیچھے ہٹا کہا لو ملکہ قریب آگئین وہ سامنے عمرو بیٹھا ہی ظلمانہ نے کہا کہ مجکو تو نہین معلوم ہوتا برق نے ہنس کر کہا کہ ایک گولہ اسم سحر پڑھ کر پھینکیے کہ پاؤن اُسکے زمین تھام لے بس پھر گرفتار کر لیجیے گا مگر مجکو نہ دیکھیے ورنہ میرے پوتے پر دباؤ ڈالیگا مین بھی چاہتی ہون کہ عمرو گرفتار ہو جاے میرا پوتا جب تنخواہ لاتا تھا تو یہ ظالم روپیہ چھین لیتا تھا مجھے بھی اُس سے دشمنی ہی ظلمانہ نے گولہ جھولی سے نکالا چاہا پھینکون برق نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ظلمانہ کے ڈالدیے جھٹکا مارا کہ ظلمانہ گری گرتے ہی حباب مار کر بیہوش کیا خنجر لیکر چلا کہ سر ظلمانہ کا کاٹ لون کہ پہلو سے آواز آئی کہ او بھورے یہ کیا کرتا ہی خبردار اسکو قتل نہ کرنا برق نے پلٹ کر دیکھا کہ اُستاد آتے ہین کہا اُستاد دیکھیے مین نے جھٹ پٹ اسکو گرفتار کر لیا اب جو مناسب جانیے وہ کیجیے عمرو نے قریب آکر اول سوزن زبان مین ظلمانہ کی دی اور پشتارہ باندھا زیور اُسکا اُتارنے لگے برق نے چند انگوٹھیان اُسکی اُتار لین اور مُنہ مین رکھ لین عمرو نے ایک تمانچہ مارا برق کے مُنہ سے انگوٹھیان گرین مگر برق نے پھر اُٹھا لین ہر چند کہ مار بھی کھائی مگر انگوٹھیان نہ چھوڑین برق تو سامنے سے بھاگ گیا خواجہ چیختے رہے کہ ارے انگوٹھیان دیتا جا برق نے کہا کہ اُستاد کچھ میرا بھی حق ہی خواجہ نے کہا کہ ارے احمق مین خود پریشان ہون

اب خواجہ عمرو اور سردارون کی طرف متوجہ ہوے سب سردارون نے موافق اپنی حیثیت
کے خواجہ کو دیا کہ عمرو کے آگے زر کثیر جمع ہو گیا خواجہ نے سب روپیہ لیکر نذر زنبیل کیا اور
سعد کے متوجہ ہو کر کہا کہ اب مین فکر مین ظلمانہ کی جاتا ہون یہ کہکر خواجہ تو تلاش مین ظلمانہ
کی نکلے مگر ظلمانہ بارگاہ مین مبیٹھی تھی تمام افسر گرد بیٹھے ہین اُن سے صلاح کر رہی ہی کہ مجھے
کوئی نہین مار سکتا کوئی ساحر ایسا ہو کہ جاکر عمرو کو گرفتار کر لاے مین پختہ وعدہ کرتی ہون
ابکی مرتبہ جو عمرو گرفتار ہو کر آیا فوراً قتل کرونگی اب زندہ نہ چھوڑونگی مگر بادشاہ جمجاہ نے
صاحبقران زمان کو نامہ لکھا تھا وہ طائر نامہ لیکر بخدمت صاحبقران پہونچا قریب آ
وہ نامہ ڈال دیا صاحبقران زمان نے وہ نامہ پڑھا مضمون سے ماہر ہو کر پشت
جواب لکھا کہ ای نور نظر قیلاب خارہ شکن نامے پہلوان میرے مقابلے مین ہی مین نہین آ
انشاء اللہ بعد فتح مقدمۂ جنگ قیلاب ضرور آنیکا قصد کرونگا آب و دانے پر اختیار
یہ جواب لکھ کر طائر کے گلے مین ڈالدیا وہ طائر نامہ لیکر روانہ ہو گیا مگر صاحبقران کو
تردد ہوا ایسی انتشار ہی کہ مقام افسوس ہی کہ خواجہ عمرو کئی دن سے وہان موجود ہین لیکن
انھون نے کچھ انتظام نہ کیا چالاک سامنے کھڑا تھا فرمایا کہ ای چالاک اگر بن پڑے اور
ہو تو تا بہ لشکر بادشاہ جاؤ اور اپنے قبلہ و کعبہ کی خبر لاؤ سعد شہریار کو نہایت انتشار ہی
اُن کا انتشار دفع کرو برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا عرض کی کہ یا صاحبقران زمان اگر حکم
جاکر تہلکہ ڈالدون اور اُستاد کو بُلا کر لاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ ای برق فرنگی اگر
مین خواجہ کی کمک کرو اور ظلمانہ جادو کو مار لو تو بڑا کمال کرو مجکو بڑا انتشار ہی ظلمانہ
بے مثل ساحرہ ہی پروردگار بہتری کرے انجام بخیر ہو کہ بادشاہ کا انتشار دفع ہو جاے بر
تڑپتا ہوا چلا جب سامنے لشکر بادشاہ کے پہونچا ایک طرف لشکر ظلمانہ کو دیکھا کہ بڑے
بڑے ساحر انتظام کر رہے ہین ہر ایک کا یہ قول ہی کہ بادشاہ جمجاہ سے مقابلہ ہی دیکھیں
انجام ہو ظلمانہ نے کہا کہ مین ابھی جاکر عمرو کو لاتی ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی یہان بر
ایک ساحرہ کی شکل بنا ہوا زیر نخل کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی حیران تھا کہ کس تدبیر سے جاؤن ا
کیونکر ظلمانہ سے ملاقات کرون کہ ظلمانہ اُڑتی ہوئی آسمان پر آئی دیکھا کہ ایک نخل کے سایہ

ھہ سمجھ مین نہین آتا پہلو مین وزرا بیٹھے ہین اُن سے چپکے چپکے کہتی جاتی ہی کہ صاحبو عجیب رنگ محفل
رکہ کچھ سمجھ مین نہین آتا آخر تراب جادو نے حکم دیا کہ ارے دو شالہ لاؤ جیسے ہی دو شالہ
یا اور تراب جادو اُٹھی کہ ساقی کو خلعت دون بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری اور
یہوش ہوئی لینا لینا کہکر سب اُٹھے وہ بھی مثل اسکے بیہوش ہوے ساری محفل کی محفل درہم و
رہم ہوئی سب بیہوش پڑے ہوے ہین کہ خواجہ نے خنجر کھینچا جب قریب تراب جادو پہونچے
زمین کانپنے لگی اور آواز آئی کہ او ساربان زادے کیا کرتا ہی ابھی تراب کا کیا سن ہی فقط
ات سی برس کا سن ہی اسنے دنیا کا کیا حال دیکھا خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا خواجہ کب سُنتے مین اپنے
ل مین سمجھ گئے کہ نگھبان اِسنے مقرر کیے ہین وہ ہی غل مچا رہے ہین ایسا کچھ سوچ کر خنجر مار دیا
ہ تراب جادو کا شکم چاک و قصہ پاک ہوا اب اور جادوگرون کی طرف عمرو متوجہ ہوا
سی کو خنجر مار دیا کوئی جادوگر چاہتا ہی کہ اُٹھون مگر بیہوشی اُٹھنے نہین دیتی زمین پر پڑے
مار رہے ہین خواجہ عمرو سب کے سر کاٹ کر طرف بادشاہ سعد کے روانہ ہوے اور آکر
ل حال کہا بادشاہ نے فرمایا خواجہ یہ تم نے بڑا کار نمایان کیا عمرو نے کہا کہ کیسی ہی جانبازی
رو مگر سوائے تعریف کے کچھ اصل مطلب نہین نکلتا کیا میرا تعریف سے پیٹ بھرتا ہی بادشاہ
نے فرمایا کہ ای مہر سپہر عیاری و ای قطب فلک خنجر گزاری ابھی پچیس ہزار روپئے لے چکے ہو
ب انشاءاللہ جس وقت ظلمانہ کو قتل کروگے یا گرفتار کرکے لاؤگے اُس وقت زر کثیر دونگا
واجہ نے کہا کہ ای نور نظر سچ کہتے ہو تم دوگے مجکو یقین ہی مگر اس وقت مین خرچ کہا لسے
ردن تم نے جو پچیس ہزار روپیہ دیا تھا وہ مین نے مہاجنون کو دے دیا پچاس ہزار روپیہ
ن سے اور قرض لیا جسکا تمسک اُن کو لکھدیا ہی وہ سب روپیہ میان میثاق کی رہائی
غیرہ مین صرف ہوا کہ پانچ آدمیون کو رہا کیا اور اب جاکر تراب جادو کو مارا آخر یہان
ھی کچھ صرف ہوا میثاق نے جو یہ کلمہ خواجہ سے سُنا اپنے دنگل سے اُٹھا کہا ای خواجہ
ین آپ کی خدمت کو بدل موجود ہون خواجہ نے کہا کہ بس مُنھ سے کہدیا میثاق ہنسنے لگا
ہرین کی طرف متوجہ ہوا کہا صاحب خواجہ کو کچھ نہ کچھ ضرور دینا چاہیے ملکہ بحرین اور
یثاق نے پانچ پانچ ہزار روپیہ دیا ملکہ گلگونہ و عنبر افشان نے آٹھ ہزار روپیہ دیا

خواجہ عمرو کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ بڑے میان بیٹھ جاؤ خواجہ دعائین دینے لگے سلام کرکے
بیٹھ گئے طنبورہ چھیڑ کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

در خون نشستہ ام ہمہ از آرزوے دل	دارم بآب دیدہ ہمہ شست وشوے دل
از بس ز درد و محنت ہجران گریستم	یک قطرہ خون نماند مرا در سبوے دل
گشتم چنان ضعیف کہ در تن نشان نیافت	چندانکہ کرد پیک غمت جستجوے دل
بس مرغ دل بگریۂ ہجر تو خو گرفت	خواہم کہ روے دیدہ گزارم بروے دل
جانان بہ بزم بادہ و ہنگامہ بار قیب	محفی و در د عشق و ہمان گفتگوے دل

کہ یکایک سامنے سے ایک گائن آئی پکار کر آواز دی کہ میان گویے صاحب آپ خوب گارہے
اور کیا خوب بتا رہے ہین خواجہ نے سلام کرکے سر جھکا لیا ترا ب جادو نے کہا بڑے میاں
حقیقت مین روح سامری کو شاد کرتے ہو کیا خوب گاتے ہو اور کس حسن سے بتاتے ہو عمرو
نے کہا کہ اے ملکۂ عالم ایک کمال اور رکھتا ہون کہ آپ کو بڑی حیرت ہو ترا ب جادو نے
کہا کہ بڑے میان وہ کیا بات ہے عمرو نے کہا کہ مین ساقی گری خوب کرتا ہون سر سے شراب پلا
محفل کا رنگ دگرگون ہو بقول آپ کے روح سامری و جمشید رضا مند ہو اور آپکو بھی یقین
کہ ایسا کمال ہر کس و ناکس نہین کرسکتا یہ کہکر خواجہ نے کنجی میخانے کی لی اور میخانے مین پہونچ
پکار کر آواز دی کہ ہان یارو آؤ آج جہان تک دل چاہے شراب پیو ہم ساقی ہوتے ہین
کوئی باقی نہ رہیگا خادم وغیرہ یہ صدائین سنکر دوڑے شراب اٹھا اٹھا کر لیجانے لگے خواجہ
نے چند گلابیان آراستہ کین ایک کشتی مین لگا کر بارگاہ مین لاے سرداروں نے ترا ب جادو
سے کہا کہ کس سلیقے سے شراب لایا ہے کہ اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو رال ٹپک پڑے خواجہ عمرو نے
آکر گھنگرو پاؤن مین باندھے پہلے تو گت ناچ جھک کر جام لبریز کیا سر پر رکھا گاتے ہوے
اور منافع شراب بتاتے ہوے سامنے ترا ب جادو کے پہونچے سر جھکا کے کہا کہ ایسی
شاہزادیوں کو سر ستہ شراب پلانا چاہیے کہ معلوم ہو کاہل ایسے ہوتے ہین ترا ب جادو نے
دونوں ہاتھ بڑھا دیے اور جام پیا اب تو عمرو نے دورہ باندھ دیا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو
شراب پلائی دست درازیان ہونے لگین ترا ب جادو خاموش بیٹھی ہر رنگ محفل دیکھ رہی

ور بڑے بڑے تحفے میرے پاس ہین اب یہ مجال نہین ہی کہ مجکو یکایک گرفتار کرلے بڑی مشکل پڑ گئی
دا چاہے تو یاد کرے آپ تو قلعۂ تراب کی طرف جائیے مین لشکر کی نگہبانی کر رہا ہون خواجہ
طرف قلعۂ تراب کے چلے یہان میثاق گرد لشکر پھر رہا ہی اور وہ سحر کیے ہین کہ لکہ ہاے ابر آسمان
ر چھاے ہوے ہین ایک ابر گلنار اس طور سے چھایا ہی کہ اُس سے پھول برس رہے ہین جیسے ہی
ہل اسلام نے ملال اُٹھاے تھے ویسے ہی خوش ہو رہے ہین ہر خیمے کے سامنے پھولون کے انبا
لگے ہوے ہین طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین سب اہل اسلام خوش بیٹھے ہین ظلمانہ
و باہر نکلی اِس نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ ابر کا تو نشان نہین دھوان وغیرہ سب غائب ہوا کُل لشکر
سلام ایک باغ پُر بہار مین اُترا ہوا ہی طائرون کی زمزمہ سرائی پھولون کی رعنائی پلٹ کے
ہرکارون سے کہا کہ ارے خبر تو لاؤ ہرکارے گئے اور پلٹ کر آے بعد بد دعا کے عرض کرنے لگے
لہ میثاق کوہ گردان و عنبر افشان و حجرین و گلگونہ نے اس طرح کا سحر کیا کہ جسکا نمونہ
ہی ظلمانہ یہ کہکر پلٹی کہ کل سب کو مٹا دونگی مگر خواجہ رہروی کرتے ہوے سامنے قلعۂ تراب
کے پہونچے دیکھا کہ پھاٹک کُھلا ہوا ہی آمد و رفت کا کوئی روکنے والا نہین ہی کاہ فروش اور
ہیزم فروش اندر قلعے کے جاتے ہین بعض اندر سے نکل رہے ہین خواجہ نے رنگ و روغن عیاری
کا لگایا اور بیرون قلعہ سے اندر قلعے کے داخل ہوے ایک بڈھے گوّیے کی شکل بنکر بازار مین
پہونچے وہان بیٹھ کے طنبورہ چھیڑا اور پھر چند اشعار عاشقانہ گاے قضاے کار تراب جادو
رگاہ سے اپنی نکل کر طرف اپنے مکان کے جاتی ہی بازار مین جو آئی تو دیکھا کہ ایک ہنگامہ ہی
ہزارہا آدمی جمع ہو گئے ہین اور بڈھے کا گانا سن رہے ہین تراب بھی ٹہلتی ہوئی آئی اور
گانا سننے لگی جب دو چار اشعار سُنے تو پلٹ کر چوبدار سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو بڈھے
کو سمجھا کر میرے سامنے لے آنا یہ سمجھا کر تراب جادو چلی گئی چوبدار نے آکر خواجہ سے کہا
کہ بڑے میان صاحب تمہاری تقدیر نے رسائی کی کہ بادشاہ قلعہ نے یاد کیا ہی خواجہ
چوبدار کے ساتھ ہوے جب بارگاہ مین تراب کی آے دیکھا کہ مکان وسیع ہی تراب
جادو تخت پر بیٹھی ہی گرد سب سردار و مصاحب وغیرہ بیٹھے ہین اور یہی ذکر ہو رہا ہی کہ آ
ج کل ہماری مالک ملکہ ظلمانہ جادو اہل اسلام سے لڑ رہی ہین تراب جادو نے

ہاتھون مین پیشانی پر سب کی یہ شعر لکھا ہی فرد اگر شیطان ہر روے زمین ست ٭ ہمین
ہمین ست و ہمین ست ٭ ظلمانہ نے مُنھ پیٹ لیا اور سب پر باران سحر برسایا جسپر قطرہ گرا
وہ ہوشیار ہوا سب کو ہوشیار کرکے بیرون بارگاہ آئی مگر میثاق کوہ گردان جب قریب لشکر
اسلام پہونچا تو دیکھا کہ آگ برس رہی ہی کہا ای عنبر افشان بڑا غضب ہوا لشکر پر اُسنے
کردیا تمام لشکر بلا مین مبتلا ہی مین اب جاکر ابر کو توڑتا ہون تم لوگ سحر کرکے دھوان وغیرہ
عنبر افشان وگلگونہ وبحرین بڑھکر حصار شکست کرنے لگین مگر میثاق جو ابر پر گرا ابر کے
ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے جو لوگ بیہوش پڑے تھے اُنکو ہوشیار کیا بارگاہ شاہ مین آیا دیکھا
بادشاہ مبہوت بیٹھے ہین سب سردار خاموش جھوم رہے ہین میثاق نے آکر ایک اسم سحر
سب پر پانی برسایا سب اس آفت سے نکلے جسپر قطرہ گرا وہ ہوش مین آیا مگر بادشاہ جمشید
خاموش بیٹھے ہین میثاق نے بادشاہ کا بھی مُنھ دھلایا لوح محفوظ کو چمکایا بادشاہ کے ہوش
درست ہوے عنبر افشان وگلگونہ وبحرین نے سحر کرکے حصار توڑا سب سحر مٹایا اب لشکر
مین چہل پہل ہونے لگی سب اہل اسلام خوشیان کرنے لگے ہلڑ ہوگیا کہ میثاق کوہ گردان
وعنبر افشان وبحرین وگلگونہ قید سے رہا ہوکر آگئے میثاق سب سے مل رہا ہی کہ خواجہ
آکر پہونچے کہا ای میثاق ایک بڑے غضب کی بات ہی کہ جب ظلمانہ بیہوش ہوئی مین نے
چاہا قتل کرون کہ غرق زمین ہوگئی مین ناچار ہوا خیال یہ تھا کہ دو چار کوڑی کا روزگار
کرلون مین لوٹ رہا تھا کہ اُسنے سر نکالا مین اُسکو دیکھکر بھاگا باہر آکے اپنے کو درست
بھاگ کر نکل آیا مگر ظلمانہ کو بڑا قلق ہوا میری تلاش مین ہی میثاق نے کہا کہ خواجہ یہ خیال
رہے کہ یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو تراب آباد کہتے ہین تراب جادو
وہان رہتی ہی اور وہ اُس قلعے کی حاکم ہی اُسکو لاکر قتل کیجیے تو یہ بات موقوف ہوا اگر آپ
اُسکو مار لیا تو گویا نصف طلسم فتح ہوگیا مین پہلے جو اُسکے سحر مین پھنس گیا وہ باعث غفلت
تھا اب مجھپر ہاتھ نہین ڈال سکتی مین جب قید سے چھوٹا تو راہ مین دیر عنبر فام ملا مین اُسمین
گیا اندر جاکے یہ تماشا دیکھا کہ ایک پتلہ رکھا ہی گرد برہمن بیٹھے ہین پوجا پاٹ کر رہے ہین
سحر کو مضبوط کیا برہمنون کو مار ادیر کو گرا دیا اب ظلمانہ کی مجال نہین ہی کہ مجھپر یون ہاتھ ڈالے

...ھونڈھنا تھا دلِ گم گشتہ کو بس ڈھونڈھ چکے — اب کوئی زلف پریشان رہے یا نہ رہے

...ندۂ عشق ہون اللہ سے کہتا ہون یہی — بت سلامت رہین ایمان رہے یا نہ رہے

...یری حیرت کو نہ پہونچیگا تمھارے آگے — آئنہ بزم مین حیران رہے یا نہ رہے

...تھی زلفون مین کرو کیا دلِ عشاق سے کام — ایسے دو چار پریشان رہے یا نہ رہے

...جدہ جبدن سے کیا اک بتِ کافر کو جلال — شک ہی ہمکو کہ مسلمان رہے یا نہ رہے

...لمانہ کو جام پلا کر سب کو شراب پلا رہی ہی محفل ظلمانہ مین ایک ہنگامہ ہی دست درازیان ...ر رہی ہین کوئی کہتا ہی خداوند آتے ہین کوئی اُچھلتا ہی کوئی کودتا ہی کوئی گانے والی سے ...پٹا جاتا ہی کوئی گانے والی کی نائکہ پر نگاہ ڈالتا ہی کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل ...نتا قان خوب نوچی تیار کی ہی کیا رنگ بندھا ہوا ہی دیکھو تو پو نے دوسی خداوند آے ہین ...ہ ظلمانہ اپنے مقام سے یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ صاحبو کیا محفل کو بازار مقرر کیا ہی اسقدر ...لرد اُٹھتے ہی گری سب لینا لینا کہ کر اُٹھے جو اُٹھا وہ جہان سے اُٹھا سب بر لب فرش ہوے ...وا جسنے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو سہ عمرو ہون مین عیار صاحبقران ÷ مرے ...ر سے کانپتا ہی جہان ÷ تراشندہ ریش کفار ہون ÷ زمانے کا مکار و غدار ہون ÷ مرا تیز رفتا ...و کر قدم ÷ صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم ÷ اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو ÷ نہ پہونچے ...ہی گرد پاپوش کو ÷ دوندہ جہانگرد طرار ہون ÷ جہانگیر عالم کا عیار ہون ÷ نیچہ پکڑکے طرف ...لمانہ کے چلا کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ظلمانہ غرق زمین ہوگئی اب تو عمرو گھبرایا اور دن ...و قتل کرنے لگا سب کو برہنہ کر ڈالا کپڑے سب کے لیکر داخل زنبیل کیے مگر جب ظلمانہ غرق ...مین ہوئی اور طبقے کی تہ پر پہونچی تو ایک پتلہ فولادی پیدا ہوا اُسنے ظلمانہ کو ہوشیار کیا کہا ...ی ظلمانہ جلد جاؤ سب سرداروں کا خاتمہ ہوتا ہی خواجہ عمرو ہر چند کہ لوٹ رہے ہین ...ر چہار جانب نگاہ ہی کہ ایک گوشے سے دھوان نکلا عمرو حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ یکایک ...ظلمانہ نے سر نکالا عمرو کود کر بھاگا ادھر ظلمانہ نے نکلتے ہی دیکھا کہ تمام بارگاہ مزینہ وقصا... ...ی ہوئی ہی باہر بڑے بڑے جادوگر برہنہ دوڑے دوڑے پھر رہے ہین چوبدار وغیرہ جو در... ...ر بیٹھے ہین وہ اس حال سے ہین کہ عصے وغیرہ ندارد سر برہنہ چوب نیب کے عصے ... ہوے

فیروزہ سے ملاقات کی میثاق وغیرہ سے کہا کہ آپ لوگ لشکر مین چلین ہم آتے ہین تینو
شاہزادیان و میثاق کوہ گردان طرف لشکر کے روانہ ہوے اور خواجہ نے کچھ باتین فیروزہ
کو سکھائین اور کان پکڑ کے کہا تو بچہ ہی دیکھ یون کام کرتے ہین او نالائق مین سمجھاتے سمجھاتے
عاجز ہو گیا فیروزہ بہت خوب کہ کے پیچھے رہگیا خواجہ آگے چلے مگر ظلمانہ جو عمرو کو روانہ کر کے
آئی سحر کیا کہ گرد لشکر اسلام آگ روشن ہو گئی آسمان پر ابر چھایا ہوا ہی رعد گرج رہا ہی
چمک رہی ہی ظلمانہ آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھی جشن کر رہی ہی سب سردارون کو جمع کیا ہی شراب
چل رہی ہی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز مصروف نغمہ سرائی ہین ظلمانہ مست
بیٹھی ہی کہہ رہی ہی کہ مین نے خدائی خداوندی کی بجالی ورنہ مسلمانون نے خاتمہ کر دیا تھا
مجکو خداوند خلعت نیابت عطا کرین گے تب مین راضی ہونگی ورنہ خداوند سے ناراض رہ کر
ہمیشہ مقدمات خدائی مین رخنے ڈالونگی کہ خبر پہونچی سیلاب جادو نامہ لیکر آئی ہی مگر بہت خوش
ہی ظلمانہ نے کہا کہ ارے اُسے بلالو خواجہ بصورت سیلاب سامنے آے ایک کشتی ہاتھ مین
اُسمین پھولون کے ہار رکھے ہوے چند گلوریان بھی رکھی ہوئین سامنے آتے ہی سلام کیا کہ
ملکۂ عالم قدرت نے تم کو طرۂ پیغبری دیا ہی یہ کہ کر ہار گلے مین پہنا دیا ایک دو گلوریان
مُنھ مین دین اور کان مین طرہ لگا دیا کہا یہ طرۂ پیغبری ہی قدرت نے عمرو کو قتل کیا جو خوش ہو
وہ کر و اب کل میثاق کو بھی قتل کرین گے یہ کہ کے عرض کی کہ مجھے بھی بڑی خوشی ہی گھر ون
سب خوشیان کر رہے ہین تمھین سب دعائین دے رہے ہین اگر حکم ہو تو مین سب کو شراب
پلاؤن ظلمانہ نے کہا کہ ای سیلاب تین دن یہان رہو بعد تین دن کے مژدہ لیکر
کہ کل اہل اسلام کا خاتمہ ہوا تین دن مین سب جگہ پھر آؤنگی ان سامنے والون کا تو مین
خاتمہ کر دیا سب لشکر محاصرۂ سحر مین محصور ہی آسمان سے آگ برس رہی ہی فریاد فریاد کی آواز
آتی ہی مگر حصار سے نکل نہین سکتے ای سیلاب سب کو شراب پلاؤ تم بھی خوشی کرو یہ مجال
جس بات کا ارادہ کرون وہ رہ جاے سیلاب نقلی نے جام لبریز کیا اور سر پر رکھا ٹھوکر
لیتی ہوئی سامنے ظلمانہ کے آئی کہا ایسون کو سر سے شراب پلانا چاہیے اور یہ اشعار گاتی تھی

تمسے آباد ہو دل جان رہے یا نہ رہے	تم رہو آگے یہ مہمان رہے یا نہ رہے

[اس] طرف کے لشکر تباہ ہونے لگے تھوڑے ہی عرصے مین کئی ہزار ساحر واصل جہنم ہوے جمشید نے
[قص]د کیا کہ میثاق پر جا پڑون عمرو نے حقۂ آتشبازی مارا کہ جمشید کے سینے پر پڑا تمام لباس جلنے لگا
[ا]یک طرف سے فیروزہ نے چند حقے مارے کہ تمام میدان دھوان دھار ہو گیا جمشید ثانی سر
[پ]یٹ رہا ہی اور کہتا ہی کہ یارو یہ کیا معرکہ ہوا سر دھڑا دھڑ گر رہے ہین دریا کی طغیانی ایک
[ط]رف آگ برس رہی ہی ایک طرف موج زن پانی بحرین نے دریاے سحر جاری کیا میثاق نے
[زم]ین ہلا دی عمرو نے آواز دی کہ ارے اب نکل جاؤ ایسا نہ ہو کہ جمشید آپڑے وہ عاجز ہو رہا
[ہی ا]ور یہ نہ ہو کہ کسی کو گرفتار کرلے میثاق خود آمادہ تھا یہی اُسکو خیال تھا کہ کہین کوئی شاہزادی
[پ]ھنس جاے تو مین شہریار کو کیا مُنھ دکھاؤنگا اِدھر عمرو کی آواز جو کان مین آئی کہ اب نکل چلو
[م]یثاق نے شاہزادیون کو اشارہ کیا شاہزادیون نے چلتے چلتے موتیون کے مالے پھینکے کسی
[نے] کان سے بجلی نکال کر پھینکی کسی نے انگوٹھی پھینک ماری اُستادان سخنور تحریر فرماتے ہین
[ک]ہ ان ساحرون کے سحر سے لاکھ ساحران نامی فوج جمشید کے مارے گئے مگر تاجداران جلیل
[جو] زخمی ہوے تھے چاہتے تھے بھاگ کر نکلے ہین اِدھر تھوڑے ہی عرصے مین جمشید نے وہ ابر مٹا کے
[پا]نی کو خشک کیا آگ کو بجھایا دیکھا کہ وہ لوگ چلے گئے کہا صاحبو دیکھو مین نے کسے قتل کیا کسکو
[دا]ر پر کھینچا عین گرمی جنگ مین عمرو کے نعرے کی آواز آتی تھی صاف ظاہر ہی کہ عمرو نہین
[ما]را گیا کسی طرف نکل گیا مگر ان سب کی زبان سے سوزن کسنے نکالی سب نے عرض کی یا خداوند
[ی]ہ مشکل تھا جب عمرو چھوٹا تو اُسنے سب کی زبان سے سوزن نکالی بعد اُسکے جلنے کے اُن
[س]ب نے آکر سحر کیا جمشید نے کہا کہ سیلاب کو تو دیکھو کہ وہ کہان ہی جب سب جگہ ڈھونڈھا
[او]ر کہین نہ پایا جا کر دیکھا کہ دار پر لاشہ لٹکا ہی لاکر جمشید کو دکھایا جمشید نے کہا کہ یارو مقام
[اف]سوس ہی کہ اتنی بڑی جادوگرنی قتل ہو اور ہیرون نے آواز نہ دی سب نے کہا کہ بروقت
[جنگ] نوبت و نقارے اسقدر بجے کہ اُس ہلڑ مین آواز نہ سُنی اسمین مقام تردد کیا ہی جمشید
[ا]س وجہ کو قبول کرتا جاتا ہی مگر پریشان ہی کہتا ہی کہ ظلمانہ کو ایک نامہ لکھو اُسکا مضمون یہ ہو کہ
[ع]مرو قید سے چھوٹ گیا اب جو عمرو کو پانا تو یہان نہ لانا سر ہی روانہ کرنا سب نے عرض کی
[ی]ہ نامہ روانہ کرتے ہین یہان تو یہ پریشانیان ہو رہی ہین مگر راہ مین خواجہ عمرو نے جا کے

تجویز کیا حقیقت مین یہی ہوگا خواجہ جا کر قفس سیلاب اُٹھالاے سامنے جمشید کے آے عرو
کی کہ اسکو دار پر کھینچ دون کئی سو تاجدار کھڑے ہین اہالی دربند مشتاق قتل عمرو ہین ہر ایک
یہی قول ہی کہ وہ کار نمایان کرو کہ قدرت خوش ہون نوبت و نقارے تیار رہین کہ جب عمرو ما
توکل نقارون پر چوب پڑے خواجہ نے قید خانے مین آکر سب کی زبانون سے سوزن نکالے
فیروزہ سے کہا کہ تم تو نکل جاؤ الگ سے تماشا دیکھو کہ کیا معاملہ ہوتا ہی فیروزہ ایک جاد
کی شکل بنا کنارے کھڑا دیکھ رہا ہی کہ عمرو نے سیلاب کے پانون مین زنجیر باندھی سیلاب
آنکھ کھلی دیکھا کہ میری شکل کی ایک عورت مجکو دار پر کھینچ رہی ہی غین غین کرنے لگی کبھی کنیزون
طرف دیکھتی ہی کبھی جمشید کو اشارے کرتی ہی عمرو نے بڑھ کر ایک تمانچہ مارا کہا او ساربان ز
اب تیرا وقت رحلت قریب ہی یہ وہ مقام ہی کہ جہان کی خدائی خداوند جمشید ثانی کے سپ
اب امروز فردا مین بادشاہ اسلام بھی گرفتار ہو کر آوین گے وہ بھی اسی طرح سے دار
کھینچے جاوین گے اور جو بھاگ گئے تو طلمانہ وہ ساحرہ ہی کہ کسی کو جانے نہ دیگی سبکو روک
سیلاب خاموش ہو رہی عمرو نے جلاد کو اشارہ کیا اور جمشید سے کہا کہ تیر و کمان ہاتھ
لیجیے سب سردار ایک ایک تیر لگائین کہ اس ساربان زادے کو بھی معلوم ہو کہ کوئی صد
پہونچا سب تاجدارون نے کمانین کاندھے سے اُتارین جمشید نے بھی کمان کیانی ہاتھ مین
تین پھال کا تیر اُسمین پیوست کیا جس وقت جمشید نے تیر کو رہا کیا کئی ہزار تیر عمرو پر
نوبت و نقارے بجنے لگے وہ ہنگامہ بلند ہوا کہ گوش گردون کر ہو گیا مگر کئی ہزار تیر جو سیلاب
پڑے جسم تمام غربال ہو گیا چونکہ نوبت و نقارے بج رہے ہین ہر چند کہ صدا بلند ہوئی کہ کشتہ
نام من سیلاب جادو بود مگر نوبت و نقارے کے ہنگامے مین کسی نے آواز نہ سنی سب آپس
بغلگیر ہو رہے ہین جمشید ثانی بہت خوش ہی سردارون کو گلے سے لگا رہا ہی کہتا ہی آج و
مرا کہ جسکا مکاری مین مثل نہ تھا جمشید تخت پر سوار ہی کل سردار گھیرے ہوے کھڑے ہین کہ
قید خانے سے نکلا پشت پر تینون شاہزادیان اسباب سحر ہاتھون مین لیے ہوے میثاق آگر آسمان
تینون شاہزادیان آمادہ سحر ہین میثاق نے نعرہ کیا کہ او جمشید منم میثاق کوہ گردان
گولہ مارا تینون شاہزادیون نے ماش کے دانے پھینکے آگ برسنے لگی کسی کے سحر سے تلوار

موش رہو کیون تڑپتے ہو مگر سیلاب جادو کنیزون کو باہر ہٹا کر اندر آئی کہا کیون خواجہ
س فکر مین بیٹھے ہو تمہارے قتل کی تدبیرین ہو رہی ہین نامے گئے ہین سب سردار کل جمع ہونگے
دار پر کھینچے جاؤ گے خواجہ رونے لگے کہا کہ ای ملکۂ عالم مجکو کسی طور سے بچا لو تو مین کچھ
مت مین حاضر کرون سیلاب نے کہا کہ خواجہ سفارش کرنا تو میرا کام ہی آئندہ قبول
عدم قبول کا خداوند کو اختیار ہی عمرو نے کہا کہ ذرا بیٹھ جاؤ مجکو قفس سے نکالو تو مین سب
ل اپنا بیان کرون سیلاب نے لالچ مین روپئے کی عمرو کو قفس سے نکالا عمرو نے قدمون
بوسہ دیا اور جیب مین ہاتھ ڈال کر ایک پوٹلہ روپیون کا نکالا سیلاب کو دیا کہا کہ ای
ۂ عالم اور بھی کچھ حاضر کرونگا سیلاب نے کہا کہ خواجہ جو دینا ہو وہ دیدو مین اور بھی
رداروں کو ملاؤنگی کیا مجھ اکیلی کو ہضم ہوگا اور مصاحب بھی میری بات مین دخل دینگے
و نے ایک ڈبا نکالا کہا لو ملکۂ عالم اس مین اسقدر جواہر ہی کہ مصاحبون کو بھی ملا لو جسکو
گی وہ خوش ہو جائیگا سیلاب نے کہا کہ مین اسے کھول کر دیکھون عمرو نے کہا کہ میرے
منے نہ کھولو دل کو قلق ہوگا کہ ہم نے کس مشقت سے جمع کیا اور تم اسکو لیے جاتی ہو دل
پ رہا ہی سیلاب نے کہا کہ مین تو ضرور دیکھونگی خواجہ ہان ہان کرتے رہے مگر سیلاب نے
ڈبا کھولا اُس مین سے بیہوشی اُڑی سیلاب بیہوش ہوئی خواجہ نے سیلاب کو اپنی صورت
یا اور زبان مین سوزن دے دی گلے مین ایک گیند ٹھونس دیا سیلاب کو قفس مین بند کیا
سیلاب کی شکل بن کر باہر نکلے کنیزون سے کہا کہ ہوشیار رہنا مین جا کر آرام کرتی ہون
اجہ دربار مین آسے ہر مقام پر پہونچے کل خیمون مین گشت کی مال بھی وہان کا اُٹھا لیا اپنی
نی مین آکر آرام کیا رات بھر نوبت و نقارے بجے ہین بڑے بڑے شاہان و حاکمان دربند
فوج آکر پہونچے ہین اُترتے جاتے ہین اسقدر رات بھر جماؤ ہوا کہ تمام صحرا فوج سے ملو
دیا صبح کو خواجہ اُٹھے سامنے جمشید کے آئے کہا یا خداوند رات بھر جاگی ہون حفاظت
تی رہی مگر آپ کا شکریہ ادا کرتی ہون کہ خیر و عافیت سے رات گذری ابھی تک تو سب
ی موجود ہین جمشید نے حکم دیا فقط عمرو کو لاؤ وہ تو سب میرے ملازم ہین ایک فیروزہ
ر غیر ہی بعد قتل عمرو وہ سب اطاعت کرینگے سیلاب نقلی نے کہا کہ یا خداوند خوب

کہا یا خداوند قتل مین عمرو کے زیادہ دیر نہ کیجیے گا جمشید ثانی نے کہا کہ آج نامے ہر طرف
روانہ کرتا ہون رات بھر تیاری ہوگی صبح کو اسکو قتل کرونگا بس رات بھر کا یہ مہمان ہے ا
قتل کر کے سر اسکا خدمت حمزہ مین روانہ کرونگا اسکے قتل ہوتے ہی مسلمان بھاگ جاو
کبھی نہ ٹھہرینگے جو بڑے بڑے جادوگر تھے وہ اسی کے ہاتھ سے مارے گئے یہ کہکر ایک
قفس مین عمرو کو بند کیا کہا اُسی کمرے مین جا کر قید کرو جہان میثاق وغیرہ قید ہین وہا
سبھون نے عمرو کو لیجا کر قید کیا سیلاب جادو ایک جادوگرنی ہے اُسکو نگہبانی کا حکم
سیلاب نے باہر کمرے کے چند جادوگرنیان مقرر کین کہ نگہبانی کرو مگر میثاق وغیرہ
جو عمرو کو دیکھا سب کے جی چھوٹ گئے ہر ایک کا یہ قول تھا کہ اب تک تو امید تھی کہ خوا
تم ظلمانہ کو قتل کرو گے مگر خواجہ تمھارے گرفتار ہونے سے بڑا انتشار ہوا یہ تو بتاؤ کہ تم کہ
آگئے عمرو نے کہا کہ مین برائے سیر نکلا تھا لشکر سعد مین آیا سعد نے حکم دیا کہ ظلمانہ آئی
ہے اگر اُسکو قتل کرو تو ہم تمھین کچھ دینگے آپ لوگ جانتے ہین کہ مین قرضدار ہون ل
مین آکر اس بلا مین پھنس گیا آخر گرفتار ہوا مگر لوگون کی رہائی کا وقت قریب آیا کہ مجکو
نے یہان بھیجا اب انشاءاللہ تم سب کو رہا کرونگا خون مین جادوگرون کے ہاتھ بھرونگا
عمرو کو دعائین دینے لگے مگر عرض کرتے ہین کہ ای کریم کارساز و ای ربِ بے نیاز ا
مشکل کو آسان کر کہ خواجہ رہائی پاوین تا کہ ہم لوگ بھی اس قید مصیبت سے نجات پاو

بکن بدرگہ سلطان جان و دل فریاد + کہ وقت رنج و غم آن دادگر بہ بخشد د
خدا بوقت مدد بندہ را دہد امداد + خدا مراد بہ بخشد لطالبان مرا
بچار سوے زمانہ بکار سرگرم اند + بحکم حضرتِ حق آب و خاک و آتش
صدا ز عرش بر آید کہ مرحبا عبدے + کند چو بندہ بشام و سحر خدا را
متاب گردن تسلیم از اطاعت حق + مطیع حکم شو و سر مپیچ از ارشاد
بہ گل مراد تعلق ز خار دامن کش + ببوستان جہان مثل سرو باش آز
چو ہست طینت تو مشت خاک ای خاکی + چرا تو آبروِ خاک میکنی بربا

پانچون آدمی بلک رہے ہین دعائین پروردگار سے کر رہے ہین عمرو نے سب سے کہا

یرے سحر نے مجکو خبر دی ورنہ تو نے تو دام مکر مین پھنسایا تھا اب بھلا میرے قبضے سے کہان جاؤگے
مرو نے چاہا کہ ہاتھ چھڑا کر بھاگون خیال کیا کہ زمین پاؤن پکڑے ہوے ہی مگر ظلمانہ نے عمرو کو
رفتار کیا اور کشان کشان لے چلی خواجہ کہتے ہوے جاتے ہین کہ ای ملکۂ عالم مین عمرو عیار
نہین ہون ایک صحرا نورد ہون مجکو مصیبت مین نہ پھنساؤ ورنہ میری جان جائیگی آپ کو کیا ہاتھ
لگیگا ظلمانہ نے منھ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اُڑ گیا صورت اصلی
ل آئی ظلمانہ نے کہا کہ او ظالم اب تو مفصل معلوم ہو گیا کہ تو وہی ساربان زادہ ہی مین
یا تجھے زندہ چھوڑونگی ابھی چل کر قتل کرونگی خواجہ ناچار ہوے کہا ای ملکۂ عالم مین تمھاری
دمت چاہتا ہون حمزہ کی نوکری سے بیزار ہون صرف تین روپئے مہینہ ملتا ہی اُسمین بھی
ہر حاضریان کاٹ لیتے ہین اگر تم مجکو ملازم کرو تو مین سب کو مار کر تم کو بادشاہ کرون اور
مشید ثانی کو بھی قتل کر ڈالون ظلمانہ نے کہا کہ او عمرو تو نے بڑی خلافت ورزیان کین اب
ری بات کا اعتبار نہین آتا عمرو نے کہا کہ آپ بھی ایک مرتبہ امتحان کر لیجیے اگر خلاف مرضی کچھ
م کرون تو جو دل چاہے سزا دیجیے گا عمرو ہر چند تڑپا پھڑکا مگر ظلمانہ نے کچھ اسکا کہنا نہ
دل کیا اور گرفتار کر کے لے چلی اول اپنے لشکر مین آئی سردارون سے کہا کہ صاحبو سرسام
انی میرا اسکے ہاتھ سے مارا گیا مگر مین نے کہہ رکھا تھا مین وقت پر پہونچگئی اب اس ظالم کو
رفتار کیا ہی بخدمت خداوند جمشید لیے جاتی ہون تم لوگ گھبرانا نہین مین پلٹ کر آتی ہون
شکر والون کو سمجھا کر روانہ ہوئی جمشید ثانی کہ قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہی یہی ذکر کر رہا
کہ نہین معلوم ظلمانہ پر کیا گذری کہ لوگون نے عرض کی کہ ملکہ ظلمانہ آتی ہین جمشید نے
ردارون کو اشارہ کیا کہ استقبال کر کے لاؤ ظلمانہ سامنے آئی کہا یا خداوند آج مین نے
کارنمایان کیا ہی ہر چند کہ بھائی قتل ہو گیا مگر خیر کیا نقصان ہی اُسکا جام عمر لبریز ہو گیا تھا
یہ ساربان زادہ تو میرے ہاتھ سے گرفتار ہوا جسنے ملک کے ملک مٹا دیے دمامہ ایسی
حرہ کو مارا ساحر ہشمشش کہ خداوند ساحران کہلاتا تھا اُسکو دریاے قلزم مین جا کر مارا
شید عمرو کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کہا ای ظلمانہ تم جا کر طلسم کشا کے لانے کی تدبیر کرو مین
میدان خونی کی تدبیر کرونگا سر میدان اِسکو قتل کرونگا ظلمانہ نے عمرو کو دیکر جمشید سے

پسند ہی دل بہت دردمند ہی علاوہ اسکے میرا باپ صاحب مال و دولت ہی جو مانگو گے وہ پیش
کرونگی مین محتاج کے گھر کی نہین ہون سر سام کو وہ گلوری کھاکر بیقراری ہوئی کہا صاحب
میرے کلیجے مین آگ لگ گئی ہڈیان جل رہی ہین نازنین نے کہا معلوم ہوتا ہی تمباکو زیادہ تھا اسی
کی وجہ سے یہ بیقراری ہی ذرا اُٹھ کر ٹہلو کہ تاثیر تمباکو کی موقوف ہو یہ سنکر سر سام اُٹھا چاہا تھا کہ
بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا اُس نازنین نے خنجر کھینچا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو
عمروم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم ٭ رنگ از رُخ چنگ بد اختر ببرم ٭ در مجلس خسروان چو گردم
ساقی ٭ تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ٭ نعرہ کہکے خنجر مارا کہ شکم چاک و قصہ پاک ہوا عمرو نے کپڑے
اسکے اُتار لیے چاہا کہ بھاگون کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ آیا سامنے ایک غار تھا خواجہ اُس میں
کود پڑے یہ نگاہ غور دیکھا کہ وہ ابر آکر بیٹھا ظلمانہ جادو لاش پر سر سام کی آئی بھائی بھائی
کہکر پیٹنے لگی چند کنیزین جو ساتھ تھین اُنھون نے لاشہ اُٹھایا ظلمانہ نے لاشہ سر سام کا لیجا کر
مین جلایا لیکن خواجہ عمرو حیران ہین کہ مین کیا کرون کیونکر اسکو لون کسی طرح ظلمانہ پر پنجہ
قابض ہو تو مزہ ہو مین اگر غار مین نہ کود پڑتا تو یہ گرفتار کر لیتی ایسی چست و چالاک ہی کہ ہر وقت
خیال رکھتی ہی یہ سوچ کر غار سے نکلے صورت ایک طفل کی بنائی دوڑ کر ظلمانہ سے لپٹ گئے کہا
کیون نانی امان آپنے مجکو یون فراموش کیا کہ جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون اگر کوئی سُن پائے کہ صاحبزادے
اس جنگل مین پھر رہے ہین تو آپ پر کیا طعن و تشنیع کرے میری اچھی نانی امان مجھے ساتھ لیچلو ظلمانہ
نے اسی وقت عمرو کو ہاتھ پکڑ کے ابر پر بٹھالیا چاہا اپنے ساتھ لیچلون اُس طفل نے اپنے تئین
سے گرا دیا اور زمین پر ایڑیان رگڑنے لگا کہتا تھا کہ ای فلک کجرفتار وای گردون غدار کہان تک
میرے ساتھ کجروی کریگا مین یہان سے نہ جاؤنگا اسی جنگل مین پھرونگا ظلمانہ نے ہاتھ تھام کر
کہ ای نور نظر مین نہین چاہتی کہ تمکو ملال پہونچے ایسے مقام پر تمکو رکھون کہ سب کو رشک ہو عمرو
کہا کہ بیٹھ جائیے جو میرے حق مین بہتر ہو وہ فرمائیے ظلمانہ نے کہا کہ ای فرزند مین نہین چاہتی
کہ تمکو رنج پہونچے باغ مین لیجا کر رکھونگی کنیزین برائے خدمتگزاری مقرر کرونگی ہر وقت آ
کھیلا کرنا اب خواجہ حیران ہین کہ کس طرح اسکو مارون ناگاہ ایک طائر ایک نخل پر آکر بیٹھا
زمزمہ سرائی کرکے چلا گیا ظلمانہ تو پاس کھڑی تھی ہاتھ عمرو کا تھام لیا کہا او ساربان زاد

کہ مجکو دیکھکر مہوش ہوگئی یا خداوند جمشید ثانی اسکی جان بچا لیجیے یہ کہکر قریب آکر دیکھا کہ بغل مین ایک
کاغذ تھا وہ زمین پر پڑا ہی سرسام نے جو اُسے اُٹھاکر دیکھا اُس کاغذ مین اپنی تصویر پائی جس مین
کہتا ہی کہ میری تصویر پر یہ عاشق ہوئی اب راضی کرنا کتنی بڑی بات ہی قریب بیٹھ گیا سر اُس
نازنین کا سینے سے لگایا پانی چھڑکا اُس نازنین کو ہوش آیا سر اپنا زانو پر سرسام کے پایا بیتاب
و بیقرار ہوکر آواز دی کہ او ظالم آج میرے دن پھرے کہ تو نے میرا سر زانو پر رکھا مجکو یقین ہوا
کہ عشق نے اپنا رنگ دکھایا سُنا کرتے تھے کہ عشق مین بڑے فتور ہین اب آج یقین ہوا کہ عشق
تاثیردار چیز ہی کہ مین بیقرار ہوکر گھر سے نکلی اُس کا انجام بخیر ہوا کہ تجھ تک پہونچی تیری تصویر
ایک سوداگر فروخت کرتا تھا ایک صندوقچے مین رکھی تھی ہمنے اِس تصویر کو دو سو روپے
کو خرید کیا جس وقت سے تصویر دیکھی اپنے آپ مین نہین رہی آخر گھر سے نکل آئی یاد آیا کہ
مجنون دلریش عشق لیلی مین کیسا بیقرار تھا ایک دن لیلی جو اونٹ پر سوار ہوئی ہانکنے والا
سو رہا اونٹ پھرتا ہوا دشت نجد مین لایا لیلی سے مجنون ملے اپنی جفائین بیان کین لیلی نے کہا کہ
مین موجود ہون جو تیری خواہش ہو وہ پوری کر مگر مجنون تو پاک اعتقاد تھا اُسنے کہا کہ اب تو
سوار ہو جاؤ پھر جب ملوگی اُس وقت مطلب دلی حاصل ہوگا وہ اُسی وقت سوار ہوگئی شاید
مجکو بھی عشق تاثیر دکھائے معشوق کسی مقام پر مل جائے تو وہ امید اب پوری ہوئی اب مجھے
لیچلو جہان کہو وہان رہون مگر تم سے جدا نہ ہون یہ کہکر اپنا سر پیٹنے لگی سرسام نے ہاتھ تھام لیا
کہا کیون ملکۂ عالم کاہے کو سر پیٹتی ہو مجھسے کبھی خطا نہ ہوگی ہمیشہ خدمتگزاری کرونگا کوئی دقیقہ
خدمت کا اُٹھا نہ رکھونگا اُس نازنین نے پٹے پکڑ کے دو تمانچے مارے کہا او ظالم ہمارا خیال تجکو
بالکل نہین اگر محتاج ہی تو زیور حاضر ہی اسکو فروخت کر اپنا مطلب نکال کہ میری آرزوے دل
پوری ہو اور اگر صاحب مال ہی تو خیر زیور رہنے دے جس وقت تجکو خواہش ہوگی سب
اسباب لے لینا مین ہرگز عذر نہ کرونگی یہ سُنکر سرسام ہنسنے لگا کہتا تھا کہ ای ملکۂ عالم مین کسیطرح
خدمت سے باہر نہین ہون اُس مہجبین نے جیب مین سرسام کی ہاتھ ڈالا ڈبیا گلوریونکی
نکال لی ایک گلوری آپ کھائی اور ایک سرسام کو دی سرسام خوشی خوشی کھا گیا نازنین نے
ہاتھ تھام لیا کہا کیون صاحب یہ بدعت کیا ضرور ہی مجکو اسی جنگل مین رہنے دو مجھے یہ ویرانہ

اب مین خود ساربان زادے کو لاتی ہون اس ہاتھ کاٹنے کی وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے بہ
اُڑتی ہوئی چلی لیکن خواجہ ایک نخل کے سایے مین آکر پہونچے ایک گوشے مین چھپ کر بیٹھے
آنکھین کھول دی ہین کہ دیکھا صحرا کی طرف سے گرد اُڑی گئی لاکھ جادوگر نمایان ہوے طلما
بھی اتفاقاً اسی طرف گذرہ ہوا اِسنے دیکھا کہ سرسام جادو شیر جمشید مع کئی لاکھ جادوگر و
آکر پہونچا ظلمانہ اُتر کر نیچے آئی کہا بھائی صاحب عجب بات ہی ساربان زادے نے مجکو چ
کر نہ کھا ہی کہین اُسکا پتہ نہین ملتا مین نے بڑی بڑی کوشش کی سرسام نے کہا کہ آپ چلکر
مین تشریف رکھیے مین اُسکو ابھی لاتا ہون یہ کہکر ظلمانہ کو واپس کیا اور آپ تلاش ہی
کی روانہ ہوا یہان خواجہ عمرو جابجا چھپتے پھرتے ہین اور اسی خیال مین ہین کہ جس طرح بنے
کو قتل کرون لیکن سرسام خواجہ کو ڈھونڈھتا ہوا ایک صحرا مین گذرا دیکھا کہ ایک نازنین
کمسن چالاک و چست جنگل مین پھر رہی ہی اور یہ اشعار زبان پر ہین نظم

وہ پھر کے آپ تو آتا اگر جواب نہ تھا
پیا مبر تھا الٰہی مرا شباب نہ تھا

ارادہ کرتی تو جان حزین نکلجاتی
ہجوم غم شب فرقت مین سد باب

یہ گم ہوا اتھا سیا ہی مین شام فرقت کی
کہ صبح ہو گئی تھی اور آفتاب نہ

اُٹھا کے رنج پکارا یہ کوے یار مین دل
بہشت مین تو الٰہی کوئی عذاب نہ

تمھارے حسن کا شوخی نے پردہ فاش کیا
یہ رنگ چھپنے ہی والا تہ نقاب نہ

اُٹھا دیا جو خرابا تیون نے محفل سے
خدا نخواستہ مین تارک شراب

گناہ بھولے جو گھبرا گیا مین روز حساب
ابھی تو پرسش اعمال تھی حساب

نگاہ یار ہی پہچاننا تو مشکل ہی ٭
جلال لطف سے خالی کبھی عتاب

سرسام نے جو اُس مہ جبین کو دیکھا گھبرا گیا دل سے کہتا تھا کہ یہ مہ جبین اور یہ مقام ہو
معلوم ہوتا ہی دیوانی ہو گئی اپنے گھر سے نکل آئی اسکو سمجھا کر قبضہ کرون یہ سوچکر آسما
اُتر آیا قریب آکر کہا کہ اے مہ جبین یہ کیا معرکہ ہی کیون پریشان پھر رہی ہی اُس نازنین نے
سرسام کی دیکھی اور ایک چیخ مار کے گری دانت وغیرہ بیٹھ گئے اور بیہوش ہو گئی آثار مو
چہرے سے ظاہر ہوے سرسام رونے لگا جی مین کہتا ہی کہ کیا غضب ہوا میری شکل مین ک

ب ہوتا ہی خواجہ نے گھبرا کر کہا مین تو مجبور و ناچار ہون ظلمانہ نے کہا کہ ای گلچہرہ شمشیر ایسی
چہرہ کا قتل ہونا ہی سر سے کلیجے پر تلوار پھر گئی مدت کی ملازم سحر مین طاق شہرۂ آفاق تھی آج اُسکو
ربان زادے نے مارا اُسکے عزیز و اقارب جو پوچھین گے تو مین اُنکو کیا جواب دونگی جب سے مجھکو
افسوس ہی مین نے خواب مین بھی دیکھا تھا کہ ایک شخص کھڑا کہ رہا ہی کہ عمرو نے شمشیر جادو
ارادہ خواب سچا ہوا گلچہرہ نقلی نے کہا کہ حقیقت مین عمرو کا گرفتار ہونا دشوار ہی وہ بلا کا عیار
مین جاکر پھر تلاش کرتی ہون ظلمانہ نے سر ہلا دیا خواجہ یہ فقرے بنا کر بہ ہزار خرابی سامنے
ظلمانہ کے ہٹے عمرو بشکل گلچہرہ بھاگ کر نکل گیا جب ظلمانہ نے دیکھا کہ گلچہرہ نکل گئی جھولی سے
قد نکالا اُس مین دیکھ کر زانو پر ہاتھ مارا دوسری کنیز جو کھڑی تھی اُسنے پوچھا کہ ذرا کہی کیا ہوا
ظلمانہ نے کہا کہ بشکل گلچہرہ عمرو عیار آیا تھا مین نے دھوکا کھایا اُس ظالم کو نہ پہچانا سامنے سے
نکل گیا سب نے کہا کہ جب آپ سے عمرو کا یہ حال ہی تو ہمارا کیا ذکر ہی دھوکے عمرو کے ہاتھ
کھاوین گے ظلمانہ نے کہا کہ عنقریب ان قصد کرونگی اگر سویرے مین ہوگا فوراً گرفتار کر لاونگی
کر حکم دیا کہ چند کنیزین واسطے گرفتاری عمرو کے جاوین اور ڈھونڈھ کر ساربان زادے کو
دین کنیزین برائے تلاش عمرو نکلین انھین سے ایک کنیز شمعون بلاخوار نامے کا ایک صحرا مین گذر
خواجہ سے سامنا ہوا شمعون نے پکار کر کہا کہ خواجہ ٹھہر جاؤ اب آگے نہ بڑھنا ابھی مین
ہی مین آپہونچی عمرو نے جو شمعون کی آواز سُنی بے خوف ٹھہر گئے شمعون دوڑ کر قریب آئی
کہا کہ کیون خواجہ اب کہو تمھارا کیا حال کرون خواجہ نے کہا وہ عمرو سامنے چھپا ہوا
بیٹھا ہی دیکھو کپڑے بدل رہا ہی شمعون تو اُدھر پلٹی عمرو نے حلقہ ہائے کمند گلے مین ڈالدیے
خواجہ نے قصد کیا کہ اسکو بیہوش کرون کہ درخت پر ایک طائر ظاہر ہوا آواز دی کہ ای
شمعون عمرو کو پا گئین اب نہ چھوڑنا طائر نے جو یہ آواز دی شمعون نے چاہا کلائی پر
ہاتھ ڈالدون عمرو نے خنجر مارا کہ ہاتھ شمعون کا اُڑ گیا شمعون کا ہاتھ کاٹ کر خواجہ عمرو
بھاگے شمعون ہاتھ کو پکڑے تڑپ رہی ہی کہ ظلمانہ مع چند کنیزون کے آکر پہونچی ظلمانہ
نے کہا کہ ای شمعون کیا معرکہ ہوا شمعون نے کہا عجب اتفاق ہوا مین نے چاہا اُسکو پکڑ لون
اُسنے خنجر مار دیا کہ میرا داہنا ہاتھ اُڑ گیا ظلمانہ نے جھلا کر کہا کہ ای شمعون تم جا کر بیٹھو

مین دیکھتی ہون کہ آپ اُداس بیٹھی ہین شراب پلاؤن کوئی ساز بجاؤن ابھی آپ کو خوش مزاج کر
ظلمانہ نے کہا کہ ارے کیا شراب پیے گی محمودہ نقلی نے سر ہلا کر کہا کہ اگر آپ کی خوشی ہو یہ کہ
جام لبریز کیا کہا نوش فرمائیے ظلمانہ نے جام ہاتھ مین لیا شراب چرخ مارنے لگی ظلمانہ ۔
کہا کہ یہ کیا ہوا مگر مین ابھی دریافت کرتی ہون یہ کہ کر ایک دستک دی گوشۂ خیمہ سے ایک سا
پیدا ہوا ظلمانہ سے آکر کہا کہ اے ملکۂ عالم یہ عمرو عیار ہے اسکو گرفتار کر لیجیے ظلمانہ نے کہا ک
خواجہ عمرو نے قصد کیا تھا کہ نکل جاؤن مگر اُس ساحر نے آکر ہاتھ پکڑ لیا عمرو نے کہا کہ کیو
مین نے کیا کیا اُس ساحر نے کہا کہ ملکہ ظلمانہ کامل و اکمل ہین مین اُنکا بیر ہون تجکو گرفتار کر
لیچلونگا محمودہ نقلی نے کہا کہ مین حاضر ہون مگر پشت پر آپ کی کون کھڑا ہے جیسے ہی وہ بیر پل
عمرو نے لپٹ کر ایک خنجر مار دیا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا اور آپ جست کر کے بھاگے ظلمانہ ۔
دیکھا کہ عمرو عیار نکل گیا اور بیر میرا مارا گیا اپنے مقام سے اُٹھی جھومتی ہوئی باہر آئی پکار کر
آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہے کنیزین حاضر حاضر کہ کر دوڑین ایک کنیز سے کہا کہ جھپٹ کر
صحرا مین جا عمرو عیار جاتا ہے اُسے گرفتار کر لا مگر خبردار زبان سے کچھ نہ نکالنا کہ مین نے عمرو
عیار کو پکڑا ہے وہ بڑا جعلساز ہے وہ کنیز موسوم بہ گلچہرہ صحرا کی طرف روانہ ہوئی جنگل مین آ
دیکھنے لگی چہار جانب دیکھا جب کہین عمرو کا پتہ نہ ملا تو دیکھا ایک جھاڑی ہل رہی ہے جھانک
دور سے دیکھا کہ عمرو جھاڑی مین چھپا بیٹھا ہے مگر لباس بدل رہا ہے اُس کنیز نے جھولی سے ایک
گولہ فولادی نکالا چاہا کہ بڑھ کر گولہ مارون کہ پشت پر سے آواز آئی کہ اے گلچہرہ خبردار بے اد
نہ کرنا یہ مقدمۂ عمرو عیار ہے گلچہرہ نے چاہا کہ پلٹون کسی نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے او
جھٹکا مار کر حباب مار دیا بیہوش کر کے ایک غار مین پھینکدیا اور گلچہرہ کی شکل بن کر چلے لشکر
جو آئے جسنے پوچھا کہا بوا وہ چھلاوہ ہے ہوا سے بھی آگے چلتا ہے اسی وجہ سے مین نے اُسکا پیچھا
نہین کیا کہ بھاگتے کا زیادہ پیچھا نہ کرنا چاہیے آخر اُسی کی شکل بنے ہوے پھر سامنے ظلمانہ کے آ
کہا اے ملکہ مین اپنی جان کے خوف سے بھاگ آئی ظلمانہ نے کہا کہ جاؤ جا کر بیٹھو جب ہم بلائین
تب آنا اگر نہ بلاؤن تو نہ آنا خواجہ ناچار ہو کر پلٹ آئے ظلمانہ گرد خیمے کے حصار کر کے بیٹھ
اور پکار کر آواز دی کہ اے بی گلچہرہ آؤ گلچہرہ اُٹھ کر سامنے آئی ظلمانہ نے کہا کہ اے گلچہرہ مجھے

کچھ نہ معلوم ہوا خواب مین دیکھا کسکو / نیند کمبخت نے آنکھون ہی کو ملنے نہ دیا
کبک و طاؤس مین تلوار مقرر جلتی / نازکی نے اُسے گلشن مین ٹہلنے نہ دیا
کبھی نالے نے دکھائی نہ بہار تاثیر / شجر ای عشق دیا پھُولنے پھلنے نہ دیا
تھی جدھر بزم مین آنکھ اُسکی اُدھر سے نہ پھری / بخت نے گردش ساغر کو بدلنے نہ دیا
مل گئے خاک مین ہر چند اُٹھے اُٹھ نہ سکے / تیری ٹھوکر نے قیامت کو سنبھلنے نہ دیا
بام پر آئے تھے وہ ہم بھی وہین ہوتے جلا / رہگئی کچھ تپش شوق اُچھلنے نہ دیا

خواجہ یہ آواز سُن کر اُس خیمے مین آئے دیکھا چند کنیزین خوشیان کر رہی ہین خواجہ سلام کر کے بیٹھے ایک کنیز سے کہا کہ بُوا مین بھی کچھ گاؤن یہ کہکر عمرو نے ڈھول لیکر بجایا اور چند اشعار گائے کنیزین خوش ہوگئین کہا کہ ای شمشیر تم تو بڑی خوش آواز ہو راگ و راگنی مین بھی دخل رکھتی ہو عمرو نے کہا کہ مین ساربان زادے کو لیکر گئی تھی راہ مین اُسنے فیل کیے جھلا کر مین نے ایک ٹھوکر ماردی کہ مُنھ کے بھل زمین پر گرا اور اسقدر مُنھ سے خون جاری ہوا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اس مقام پر ڈھیر سے بھرے ہوے ہین تڑپ کر اُسکا دم نکل گیا مین نے لاشہ اُسکا جنگل مین پھینکدیا مین ادھر پلٹی اور وہ اُٹھ کر بھاگا ہر چند دوڑی پھر اُسکو نہ پایا آواز جو سُنی کہ ہماری بہن گا رہی ہین مین بھی شریک ہوگئی یہ کہکر ایک کنیز کا ہاتھ تھام لیا کہا بُوا کنارے چلو تو اور ایک معاملہ بیان کرون محمودہ کو ساتھ لیکر ایک گوشے مین آئے کہا دیکھو وہ سامنے مقام ہی کہ جہان لاشہ عمرو کا مین نے پھینکا تھا محمودہ پلٹی کہ اُس طرف دیکھے خواجہ نے کمند مار کر جلدی سے حباب مار دیا کہ محمودہ بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو تو کنارے ڈالدیا اب اُسکی شکل بن کر کنیزون مین آملے اور پھر کنیزون سے رخصت ہوکر طرف ظلمانہ کے چلے یہان ظلمانہ کہہ رہی تھی کہ نہین معلوم شمشیر جادو پر کیا گذری کہ محمودہ نے آکر سلام کیا اور کہا کہ حضور نے سُنا شمشیر کو عمرو قتل کر کے نکل گیا مین نے پیچھا کیا آخر نہ پایا بھاگ کر وہ نکل گیا ظلمانہ نے کہا کہ ای محمودہ مین نے ابھی خواب مین بھی دیکھا کہ شمشیر قتل ہوگئی مگر تم وہان کہان گئی تھین عمرو نے کہا کہ اتفاق سے نکل گئی وہان جا کر یہ معاملہ دیکھا حضور بخوبی آگاہ ہین کہ مجھے شمشیر سے بڑی محبت تھی ظلمانہ نے کہا کہ جاؤ جا کر بیٹھو اس مقدمے مین دخل نہ دو مین تدبیر کر لونگی عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم

تمپر حملہ کرے ظلمانہ گھبرا کر اُٹھی مگر شمشیر جادو جو خواجہ عمرو کو لیکر چلی راہ مین خواجہ رونے لگے
شمشیر نے پوچھا کہ خواجہ کیون روتے ہو پہلے نہ سمجھے کہ یہ ساحرہ بلاے روزگار ہی ہم اس یہ عیاری
کہتے ہین عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اُس بدنصیب کی تقدیر کو روتا ہون کہ کیا کم نصیب ہی کہ جب
سامان ہوا کوئی نہ کوئی فتور پڑ گیا آج روپیہ لیکر نکلا کہ اسباب شادی خریدون کہ یہ اتفاق ہوا
مین گرفتار ہو گیا شمشیر نے پوچھا کہ وہ کون ہی عمرو نے کہا کہ وہ نواسی میری ہی اُسکا کوئی والی
وارث نہین ہی مین نے اُسے پرورش کیا جابجا سے بھیک مانگ کر کچھ روپیہ جمع کیا کہ اُسکی شادی
کردون وہ روپیہ لے لیجیے مگر میری سفارش خداوند سے کیجیے شمشیر سوچی کہ قیدی کے کہنے کا
کون اعتبار کریگا روپیہ لیلو عمرو سے کہا کہ کسقدر روپیہ ہی عمرو نے کہا کہ بہت کچھ ہی ایک رو
مال کر دیا کہ دیکھیے اسقدر روپیہ ہی شمشیر نے رومال کو کھولا جیسے ہی رومال کھولا دیکھا اُسمیں
اشرفیان اور روپئے بندھے ہوے ہین شمشیر خوش ہو گئی دو تین پوٹلے خواجہ نے دیکر ایک ڈبیہ
نکالی کہا ای ملکۂ عالم اس مین میری روح ہی یہی ڈبیا باعثِ زندگی ہی مگر تم کو دیتا ہون کہ میری جلد
خداوند سے سفارش کرنا شمشیر نے کہا کہ کیون شامتین آئی ہین فوراً قتل کیے جاؤگے ملکہ ظلمانہ
نے نامے مین لکھدیا ہی بھلا میری سفارش کیا کارگر ہوگی اسلیے کہ اُنھون نے نامے مین یہ لکھدیا
کہ اُن قیدیون کو تو قید رکھنا مگر خواجہ کو بہت جلد قتل کرنا ای عمرو یہ بتادے کہ اس ڈبیا مین
ہی عمرو نے کہا کہ تم کھول کر دیکھ لو مین زبان سے نام نہ لونگا خداوند لقا جو ہین اُن کے یہان لوٹ
یہ ڈبیا بھی پائی تھی اسپر نوشتہ لگا تھا اُس مین لکھا تھا کہ ای باشندگان باختر اس ڈبیا مین وہ شی
ہی کہ چشم فلک نے نہ دیکھی ہوگی مین نے کھول کر نہین دیکھا سمجھ لیا کہ اس مین جواہرات ہی اب تمھ
تقدیر کا جو کچھ ہو شمشیر نے ڈبیا کو کھولا ڈبیا سے دھوان نکلا دماغ پر پہونچا گر کر بیہوش ہوئی خو
نے خنجر سے اُسکو قتل کیا رنگ و روغن عیاری کا لگاکر شمشیر کی شکل بنے اور طرف لشکر ظلمانہ
روانہ ہوے روپیہ اپنا لیکر زنبیل مین رکھ لیا جب لشکر مین آے کنارے پر لشکر کے خیمہ ملاک
سے گانے کی آواز آرہی ہی کہ جیسے کوئی خوش آوازِ لحن داؤدی یہ اشعار عاشقانہ گارہا ہی

شوخیون نے تری کچھ کام نکلنے نہ دیا		رنگ حیرت سے زمانے کو بدلنے نہ دیا
لاکھ احسان جنازے پہ گران باری کے		دو قدم کوچۂ محبوب سے چلنے نہ دیا

کہ ظلمانہ سمجھی کوئی ساحر زبردست ہی خواجہ نے پکار کر آواز دی کہ منم فرستادۂ خداوند جمشید ثانی
ظلمانہ نے جو اُس ساحر کو دیکھا اور نام جمشید سُنا سُنکر اُٹھ کھڑی ہوئی کہا ای ساحر زبردست تیرا
کیا نام ہی اور اس طرح کیون آئے خواجہ نے دست بستہ عرض کی کہ قدرت نے فرمایا تھا
کہ ساحران جلیل لشکر اسلام کے گرفتار ہو چکے ہین عیار بھی بادشاہ کا گرفتار ہو گیا شاگرد
وغیرہ اُسکے پھر رہے ہین کہ جہان جادوگر کو پاوین مار ڈالین مجکو حکم ہوا کہ زمین کے اندر سے
جاؤ اور اس خیمے کا پتہ دیا تھا کہ ملکہ وہان ملین گی ظلمانہ نے کہا خیر تو ہی ساحر نے عرض کی کہ
ای ملکۂ عالم ظاہر مین تو خیر و عافیت ہی باطن کا حال نہین معلوم نامے مین سب کچھ لکھا ہی ملاحظہ
فرمایئے آپ پر سب ظاہر ہو جائیگا ظلمانہ نے نامہ ہاتھ مین لیا چاہتی ہی کہ پڑھون کہ آسمان پر
تارہ چمکا ظلمانہ حیران ہو گئی کہ دن دہاڑے تارہ کہانسے آیا پکار کر آواز دی کہ ای سیارۂ
جادو خیر تو ہی وہ ستارہ ٹوٹ کر گرا ایک ساحر مہیب ظاہر ہوا کہا کہ ای ملکۂ عالم اپنے کو بچایئے
یہ عیار مسلمانان ہی ظلمانہ نے ہاتھ بڑھایا اور قصد کیا کہ عمرو کو گرفتار کرون خواجہ نے خنجر اُسکے
ہاتھ پر مارا کہ ظلمانہ کا ہاتھ زخمی ہوا چاہا کہ جست کر کے نکل جاؤن ظلمانہ نے آواز دی کہ ارے
بنا یہ جانے نہ پائے گوشہ ہائے باغ سے چند زنگی پیدا ہوئے راستہ عمرو کا روک دیا ایک
زنگی نے عمرو کو پکڑ لیا اور کشان کشان سامنے ظلمانہ کے لایا عمرو نے جھک کر ظلمانہ کو سلام کیا
اور کہا ای ملکۂ عالم مین مدت سے ملاقات کا طالب تھا کوئی ذریعہ نہ نکلتا تھا لہذا حاضر ہوا کہ
آپ کا امتحان کرون ظلمانہ نے کہا کہ او مکار تو نے ملک کے ملک ساحرون کے تباہ کر دیے
مین بھلا تیری بات کا یقین مانونگی ای شمشیر جادو جلد حاضر ہو ایک کنیز پڑی سو رہی تھی
آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی ظلمانہ نے ہنس کر کہا کہ ای شمشیر تو نے سُنا نگوڑا ساربان زادہ میری
گرفت مین آیا تھا مگر مین نے گرفتار کیا اسکو لیجا کر خداوند کے جا کر سپرد کرو کہنا اور ون کا تو
آپ کو اختیار ہی اگر آپ نے اسکو قتل کیا تو لشکر اسلام کا خاتمہ ہی یہ کلید عقل مسلمانان ہی
شمشیر نے یہ سُنکر عمرو کو باندھ لیا فوراً روانہ ہوئی مگر ظلمانہ عمرو کو روانہ کر کے لیٹ رہی
اور عالم خواب مین ایک خواب عجیب پریشان دیکھا کہ آواز آئی کشتی مرا نام من شمشیر جادو
ایک ساحر سامنے کھڑا کہہ رہا ہی کہ ای ظلمانہ ہوشیار رہو ایسا نہ ہو کہ اب آ کر وہ عیار

ہن پڑے بادشاہ اگرچہ شکستہ دل ہو رہے تھے مگر خواجہ کی اس تقریر سے مسکرائے اور کہا
ای عم نامدار ہمیشہ آپ کی یہی حالت رہتی ہی کبھی آپ کو خوش نہ دیکھا خواجہ نے کہا کہ ہان بیٹا آپ
کہتے ہو جسپر پڑتی ہی وہ ہی خوب جانتا ہی بادشاہ نے پچیس توڑے منگوا کر سامنے رکھے عمرو
نے کہا کہ ای فرزند یہ تو اُسکے ایک ملازم کی رشوت ہی جب اُسکے مصاحبون کو ملاؤنگا تب
کہین مطلب نکلیگا بادشاہ نے مسکرا کر اور دو توڑے منگوا دیے عمرو نے وہ سب روپیہ لیکر
نذر زنبیل کیا اور کہا کہ ای نور نظر صاحبقران اس زمانے مین صحراے جہان پیما مین اُترے
ہوے ہین اُنھون نے مجکو واسطے تمھاری خیر و عافیت کے روانہ کیا تھا تمکو مناسب ہی
ایک عرضی بنام صاحبقران اس واقعہ کی لکھو وہ بھی ضرور تشریف لاوینگے اور ایک
ساحر زبردست مطیع ہوا ہی مبہوت کارگزار نامے کہ جو جمشید ثانی کے مقابلے کے لائق
ہی اور یہ ساحرہ بھلا اُس سے کیا مقابلہ کر سکتی ہی بادشاہ نے اُسی وقت ایک عرضی بنام
صاحبقران روانہ کی مضمون جسکا یہ تھا کہ ای ولی نعمت جمشید ثانی نے ظلمانہ گوشہ نشین
کو طلب کیا ہی اور وہ میرے مقابلے مین آئی ہوئی ہی کہ جسکی بدعت سے اس وقت تک پانچ آدمی
گرفتار ہو چکے ہین اور اب خواجہ نامدار بھی تشریف لائے ہین حضور کو مناسب ہی کہ بملاحظۂ
عرضی ہذا بہت جلد تشریف لائیے تاکہ قوت فدوی کی زیادہ ہو واجب جانکر عرض کیا
اور اُسکو ملفوف کر کے طرف خونخوار بلند بالا کے متوجہ ہوے اور کہا کہ ای خونخوار
کسی طرح اس عرضی کو صاحبقران کے پاس بھجوا دو خونخوار نے اُسی وقت ایک طائر
سفید رنگ جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر وہ عرضی گلے مین اُس طائر کے ڈال دی
وہ طائر زفیل مار کر طرف صاحبقران کے روانہ ہوا کہ پہونچنا طائر کا اور آنا صاحبقران
کا عین وقت پر آئندہ لکھونگا یہان خواجہ عمرو اُسی وقت بانہاے عیاری سے آراستہ
ہو کر طرف لشکر ظلمانہ کے روانہ ہوے لشکر مین ایک فقیر بن کر دریافت کیا کہ ملکۂ عالم کیا
کر رہی ہین جادوگرون نے بیان کیا کہ بادشاہ جمجاہ سے مقابلہ ہی دیکھین کیا تدبیر ہوتی
جادو سحر تیار کر رہی ہین خواجہ نے پشت پر اُس خیمے کے آکر نقب لگائی مہرہ نقب کا سامنے
ظلمانہ کے ٹوٹا ظلمانہ نے دیکھا کہ زمین سے کوئی شخص نکلتا ہی اس طرح جست کر کے خواجہ

پیدا کریگا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی بادشاہ نے دیکھا کہ مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری
شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار لشکر شاہ مین آئے پردہ اُٹھا کر اندر پہونچے بادشاہ برای
تعظیم اُٹھ کھڑے ہوے بادشاہ کو عمرو نے سلام کیا بادشاہ نے خواجہ عمرو کو گلے لگالیا عمرو
نے کہا کہ یہ خالی خالی اعزاز و اکرام مجکو اچھا نہین معلوم ہوتا ای شہنشاہ اتنے تاجدار
ساتھ ہین اگر دس دس روپئے دین تو کئی ہزار ہو جائین آپ آگاہ ہونگے اور خبر سُنی ہوگی
کہ مہاجنون کا آج کل یورش ہی ایک مہینے مین سود بھی نہین پہونچا بادشاہ نے فرمایا کہ ای خواجہ
تمنے سُنا کہ ظلمانہ گوشہ نشین آئی ہوئی ہی اُسنے بڑی بدعت کر رکھی ہی اول میثاق کوہ گردان
گرفتار ہوا بعد اُسکے گلگونہ اسیر ہوئی پھر فیروزہ واسطے عیاری کے گیا وہ بھی مبتلاے
آفت ہوا بعد ازان اُسنے طبل جنگی بجوایا دونون لشکر میدان مین آے بحرین فراق مین میثاق
کے بیقرار ہو رہی تھین وہ ظلمانہ پر جا پڑین چند سحر آپس مین رد و قدح کے ہوے تھے کہ ظلمانہ
تو بلاے روزگار ہی بحرین کو بھی گرفتار کر لیا پھر عنبر افشان نے جو بحرین کا یہ حال دیکھا اُسنے
بھی سحر کیا یہ بیچاری بھی گرفتار نتیجہ مصیبت ہوئی پانچ آدمی گرفتار ہو کے دربار جمشید ثانی مین
جا چکے ہین نہین معلوم اُن بیچارون پر کیا آفت گذری اور اُس مردود نے کیا بدعت کی ہو
خداوند عالم اُن بیچارون کو اُسکے شر سے محفوظ رکھے ای عمرو نامدار کوئی تدبیر ایسی فرمائیے
کہ ظلمانہ خواہ گرفتار ہو کر اطاعت کرے یا قتل ہو اور یہ پانچون آدمی رہائی پاوین تو بیشک
آپ کا بھی فائدہ ہو خواجہ نے کہا کہ ای فرزند تم میرے افلاس سے بخوبی واقف ہو اسقدر
خرچہ ہی کہ جسکا بیان نہین ہی اور جو کچھ کہ تمھارے دادا جان دیتے ہین اُس سے بھی آگاہ ہو
بظاہر اور کوئی آمدنی نہین اب یہ نوبت ہی کہ مہاجنون نے قرض دینا موقوف کر دیا ہی میرا
باہر نکلنا مشکل ہی اُن کے ملازم لوگ میری فکر مین رہتے ہین کہ جہان کہین مین ملجاؤن مجکو
گرفتار کر کے اپنے مالک کے پاس لیجاوین تو ای نور نظر مین نے باہر نکلنا بالکل چھوڑ دیا اور
ایسے ایسے گلی کوچون سے راستہ چلتا ہون کہ انسان کا تو کیا ذکر جانور تک اُس راہ سے
نہین گذرتے البتہ کوئی ایسی فکر کرو کہ اصل کا ادا ہونا تو درکنار صرف ایک یا دو مہینے
کا سود مہاجنون کو پہونچ جاے تو ایک آدھ مہینے کی فرصت ہو جاے شاید کوئی ترکیب

ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ اے قمر عذار دونون کو لیجاؤ اور قید کر کے بھیجو کہ اسکو بھی معلوم ہو
سحر اسکا نام ہی قمر عذار نے کہا کہ اے عنبر افشان تمھاری پشت پر کون کھڑا ہی عنبر افشا
جیسے ہی پلٹی اُس نازنین نے حلقہ ہاے کمند گلے مین عنبر افشان کے ڈال دیے بحرین نے
مین عنبر افشان کی سوزن دی قمر عذار نے کہا کہ اے بحرین تم بھی زبان کھولو کہ ہم تمھ
بھی زبان مین سوزن دین بحرین نے مُنھ آگے کر دیا اُسنے سوزن دیکے دونونکو اپنے ساتھ
اور طرف صحرا کے روانہ ہو گئی تھوڑی دیر مین دیکھا کہ ایک زنگی سیہ رو و تیرہ درون
کھینچے ہوے آیا بحرین و عنبر افشان کو کھینچتا ہوا سامنے ظلمانہ کے لایا ظلمانہ نے ک
ان دونون کو بھی دربار خداوندی مین لیجاؤ ایک کنیز عنبر افشان و بحرین کو ساتھ
طرف دربار جمشید کے روانہ ہوئی اِسنے پکار کر آواز دی کہ اے بادشاہ اب آج پلٹ جا
دن اور چین کر لو سب کو اسی طرح مٹاؤنگی اور گرفتار کر کے لیجاؤنگی مگر عنبر افشان و بحرین
کو وہ کنیز لیے ہوے مقام قصر ہفت رنگ پر آئی اندر داخل ہوئی جمشید کو سجدہ کیا
یا خداوند یہ دونون قیدی حاضر ہین ظلمانہ نے عرض کی ہی کہ دو چار دن مین بادشاہ
روانہ کرتی ہون تردد نہ فرمائیے گا جمشید ظلمانہ کی تعریفین کرنے لگا کہا صاحبو تمنے
کہ ظلمانہ نے جا کر کیا کیا بڑا قیدی تو اسمین میثاق کو وہ گردان ہی کہ جسکے سحر پر طلس
کو بھی ناز تھا آخر سب ناز نکل گیا دربار شاہی مین تو غم ہو رہا ہی مگر جمشید ثانی مونچھ
پر تاؤ پھیر رہا ہی کہتا ہی یارو یہ وہ شاہزادیان ہین کہ مین نے انکے ہمیشہ ناز اُٹھا
یہ قید ہوئین تو مجکو ملال ہی ہر وقت یہی خیال ہی کہ ان کو قید سے رہا کر دون اور عہدہ
جلیل پر پھر ممتاز و سرفراز کر دون مگر یہ شاہزادیان کب مانینگی عاشق جمال بادشاہ جم
آخر جمشید ثانی نے حکم دیا کہ ان کو لیجا کر کوئی سمجھاے اور راہ پر لاے ایسا نہ ہو ک
کو غصہ آجاے تو پھر یہ جانبر نہ ہونگی جس کمرے مین میثاق قید تھا اُسی کمرے مین ا
قید کیا یہان بادشاہ جمجاہ دربار مین جلوہ فرما ہین ذکر بدعت ظلمانہ ہو رہا ہی بادشا
فرماتے ہین پروردگار اسکی بدعت سے بچاے رحم اپنا شریک کرے وہ کریم و رحیم ہ
یہ فرما رہے ہین سب سردار عرض کرتے ہین کہ پروردگار مالک و حاکم ہی کوئی سبب

مجھپر نیا ستم تہِ چرخ کہن ہوا ❊
صحرا نورد کو ن ہو آئی بہار گل ❊
جو ہی وہ دیکھتا ہی مجھے بزم مین تری
تھین خوشی کے قافلے رہتے تھے اب وہ دل
بختِ سیہ کا سایہ غنیمت تھا بعد مرگ
بعد ان بتون کی یہ کچھ بد گمانیان ❊
اور اک غزل جلال پڑھو اپنے رنگ کی

گردش مین آئے بخت غریب الوطن ہوا
صدقے غبار دشت پہ رنگِ چمن ہوا
مین دنگ ہو کے آئینۂ انجمن ہوا ❊
کچھ حسرتین غریب تھین اُن کا وطن ہوا ❊
کچھ سائبان گور رہا کچھ کفن ہوا ❊
کعبے چلا تو ساتھ مرے برہمن ہوا
مطبوع اہلِ بزم یہ رنگِ سخن ہوا

اس نازنین نے آتے ہی ظلمانہ کو سلام کیا پوچھا کہ واری کیا حکم ہوتا ہی ظلمانہ نے کہا کہ جلد بحرین کو لیجاؤ ان کو صحرا نورد کرو ظلمانہ نے جو اشارہ کیا وہ نازنین قریب بحرین آئی ہاتھ تھام کہا کہ بُوا کیون رد و قدح کر رہی ہو تم صحراے مشک فام مین چلو وہان بہت آرام ملیگا تمام ن سیر کرو شب کو آرام کرو دمبدم راحت ملیگی کلی آرزو کی کھلے گی بحرین نے اُس نازنین کا ساتھ یا نازنین جب لیکر چلی تو بحرین حیران حیران چار جانب دیکھ رہی تھی عنبر افشان نے جو بحرین یہ حال دیکھا کلیجہ تھرا گیا بادشاہ سے عرض کی کہ مقام تاسف ہی کہ بحرین گرفتار ہو کر جاتی ہی گر حکم ہو تو رہا کر لون بادشاہ خاموش کھڑے تھے کچھ جواب نہ دیا عنبر افشان نے اسباب حر جھولی سے نکالا کچھ سحر کر کے کڑکی اور گرجی اُس نازنین پر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے اُسکو مار کے بحرین کا ہاتھ تھام لیا کہا ای بحرین کہان جاتی ہو گرفتار ہو جاؤ گی بدعت سے اس ملعونہ کی ہلت نہ پاؤ گی بحرین ہوش مین نہین ہی کہا ای عنبر افشان تم ہمارے مقدمے مین دخل نہ دو تمنے اسکو کیون مارا ہم اسکے خون کا بدلہ لین گے عنبر افشان نے کہا واہ بُوا ہمنے تو خیر خواہی کی م اُس خیر اہی کو بُرائی بتاتی ہو عنبر افشان و بحرین سے تکرار ہونے لگی ظلمانہ نے پکار کر واز دی کہ ای قمر عذار اُٹھو کہان تک سوؤ گی یہ جو آواز دی وہ نازنین اُٹھی بحرین سے کہا ا چلو عنبر افشان نے کہا کہ مین تو نہ جانے دونگی بحرین نے کہا کہ مجکو کوئی نہین روک سکتا ن کسی کی لونڈی نہین ہون ہر چند عنبر افشان سمجھاتی ہی مگر بحرین کو جوش و خروش ہی یہی اہتی ہی کہ مین قمر عذار کے ساتھ جاؤن جو یہ کہے وہ ہی کرون شاید کوئی مطلب حاصل ہو کہ

حائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا ادھر ظلمانہ جادو بافوج گران میدان مین آکر پہونچی سب
آگے کھڑی ہوئی مثل فیل مست جھوم رہی ہی دوسری طرف سے گرد اُڑی بادشاہ جمجاہ بالوبت ونقا
آکر پہونچے سب سے زیادہ گلگونہ کے واسطے بحرین بیقرار ہی کہتی ہوئی آتی ہی کہ مقام افسو
ہی کہ گلگونہ گرفتار ہوگئی مین آج میدان مین ظلمانہ سے سمجھونگی بادشاہ فرماتے ہین کہ ای بحرین
تم نہ نکلنا مین جاکر اس بیحیا سے مقابلہ کرونگا یہ فرماتے ہوے لشکر کو لیکر میدان مین آئے
ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ لشکر اسلام اپنے کو مجھسے بچاؤ ورنہ سب کا خاتمہ کردو
کوئی زندہ نہ بچیگا بادشاہ نے جواب دیا کہ او ظلمانہ اسقدر غرور نہ کر پروردگار مالک ہی اگر
اسنے چاہا تو تو ابھی قتل ہوگی ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ کسی کو میرے مقابلے مین بھیجے بحرین
طاؤس بڑھایا بادشاہ سے رخصت ہوکر طرف میدان کے چلی جیسے ہی سامنے ظلمانہ کے
پہونچی ظلمانہ قہقہہ مار کر ہنسی اور پکار کر آواز دی کہ واہ خداوند سامری میرے مقابلے
مین بی بحرین آتی ہین اگر سحر کرون تو زمین تھرا جاے مہر فلک کے جسم مین تھرتھری پڑے
بحرین نے آواز دی کہ او مغرور سحر نوکر ہم تیرا سحر تو دیکھین ظلمانہ نے ہاتھ ہلایا کہ بحرین پر
برسنے لگی بحرین نے ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ ایک دریاے قہار پیدا ہوا موجہ بلند ہو
صدہا مچھلیان تڑپ رہی ہین اُن کی ماہیت سے کون آگاہ ہی کماہی حال یہ ہی کہ سب اس
سحر کے بیر ہین یہی چاہتے ہین کہ جو دریا مین قدم رکھے اُسکو ہلاک کرین مگر ظلمانہ نے جو د
کہ دریاے موج خیز و آفت انگیز جوش مارتا ہوا طرف لشکر کے آتا ہی چند دانے ماش
پھینکے سب مچھلیان مر گئین نہنگان خون آشام اُٹھے پڑے ہوے بہے جاتے ہین کسی مین
نہین یہ سحر کرکے ظلمانہ نے چند دانے ماش کے اور مارے اب دریا خشک ہونے لگا تھ
دیر مین دریا خشک ہوگیا وہان خاک اُڑنے لگی تھوڑے عرصے مین سب زمین صاف
شفاف ہوگئی ظلمانہ نے آواز دی کہ ای قمر عذار جلد آؤ بحرین کو بچاؤ دریا کی سیر کراؤ کہ
سے ایک آواز آئی دیکھا کہ ایک نازنین بصد ناز و ادا یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی نظ

مستی مین مین جو شکل قدح خندہ زن ہوا	زاہد بھی جھوم جھوم کے توبہ شکن ہوا
زاہد یہ بت پرست پہ کیا طعنہ زن ہوا	کہتا ہی شیخ آج سے مین برہمن ہوا

ہمجاہ کو ہر آفت سے بچاتا اب دیکھیے اُن کے ساتھ کیا فتور کرتی ہی کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا کرون
فسوس ہی کہ مین اس آفت مین پھنس گیا اب پروردگار شاہ کو ہر بلا سے محفوظ رکھے ہر چند کہ کتاب
سوانحات مین مرقوم ہی کہ طلسم کشا کا کوئی کچھ کر نہین سکتا ہر مقام سے مدد پیدا ہو گی اُنکی جان بچیگی
قیدی آپس مین یہ باتین کر رہے ہین اور گل پیرہن یہ قفس لیے جاتی ہی مگر جمشید ثانی اپنے
دربار مین بیٹھا ہوا ظلمانہ کا ذکر کر رہا ہی کہ میری قوت بازو و زینت پہلو گئی ہی ابھی تک اُسنے
کوئی قیدی نہین روانہ کیا مین یقین کرتا ہون کہ پہلے وہ میثاق کی گردن لیگی اور جو سامنے
آجائیگا وہ گرفتار بلا ہوگا ارے یارو خبر تو منگاؤ کہ ظلمانہ نے کیا کیا یہ ذکر تھا کہ گل پیرہن آکر
پہونچی جمشید کو سجدہ کیا قفس آگے رکھدیا کہا لیجیے میثاق و بی گلگونہ اور یہ عیار تو حاضر ہین
اور ملکۂ عالم طلسم کشا کی فکر مین تشریف لے گئی ہین جمشید یہ سُنکر بہت خوش ہوا کہا کیون اے
میثاق مجکو سجدہ نہ کروگے ایسے بیزار ہو کیون بی گلگونہ تم کیا کہتی ہو جس وقت لالۂ خونریز
آئی ہی اور اُسنے یہ کہا کہ قدرت ان دونون ہجبنون کو میرے سپرد کر دیجیے تو مین باغ گلگونہ
مین جاکر ان دونون کو آپ کے وصل پر راضی کر دون تب مین نے قفس یاسمن و عنبر افشان
تمھارے سپرد کیا مگر اے گلگونہ تم بھی جاکر مائل طلسم کشا ہوئین اب تمکو کیا سزا دون خیر جو کچھ ہوا
سو ہوا اب بہتر یہ ہی کہ مابدولت کو سجدہ کرو ورنہ اس ذلت سے قتل کرونگا کہ تمام اہل طلسم دیکھین
اور افسوس کرین اور مجکو ترس نہ آئے گلگونہ نے کچھ جواب نہ دیا میثاق بھی سر جُھکائے بیٹھا ہی
کچھ جواب نہین دیتا جمشید نے حکم دیا کہ اس قفس کو لیجاکر لٹکا دو ان گنہگارون سے سمجھا جائیگا
یہ تو تینون قید ہوے اُدھر ظلمانہ جادو مقابلۂ شاہ مین آکر اُتری اور سعد شہریار کو ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ میثاق و گلگونہ و فیروزہ قید ہو گئے شاہ کو نہایت افسوس ہوا مگر کچھ جواب
نہ دیا کہ شام کو ظلمانہ نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے بادشاہ کو خبر دی کہ ظلمانہ نے طبل جنگی
بجوایا ہی بادشاہ نے بھی نوازش طبل جنگی کا حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین
لشکر مین شاہ کے ہنگامہ ہی کہ ظلمانہ کو کون جواب دیگا میثاق ایسے ساحر کو ایک اشارے
مین گرفتار کر کے لے گئی اب کون سامنا کریگا چار پہر رات گئے تیاری ہوئی اب وہ وقت آیا کہ شاہ
خورشید زرین خلوت سراے مشرق سے بصد آب و تاب نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیے تیغۂ مہر کو

ے یہ زندہ ہی یہ کہکر کہا کہ ای گل پیرہن اُٹھ بیٹھ کہانتک سوئیگی گل پیرہن ہنستی ہوئی اُٹھی کہا و ا
مین سو گئی تھی عجب عجب خواب پریشان دیکھے ظلمانہ نے پُکار کر کہا کہ ای گلگونہ تمھین میثاق ۔
بڑی محبت ہی اسی کے ساتھ جاؤ گی ای گل پیرہن زبان مین اسکے بھی سوزن دے دے گل پیرہن
قریب گلگونہ کے آکر کہا کہ بی بی مُنھ کھولو زبان نکالو گلگونہ نے زبان نکال دی گل پیرہن
زبان مین گلگونہ کے سوزن دی تب گلگونہ کو ہوش آیا گھبرا گئی ظلمانہ نے پُکار کر آواز دی
یہ کیا معرکہ ہی میرے سحر نے مجکو خبر دی تھی کہ دو شخص تلاش مین گل پیرہن کے نکلے ہین ایک
تو ظاہر ہوئین دوسرے کا ابھی پتہ نہین لگا ہی ای اسرار جادو مجکو خبر دے کہ دوسرا کون شخص
ہی سامنے سے ایک زاغ سیاہ آیا اُس نے کچھ کاؤن کاؤن کی ظلمانہ نے ہنس کر کہا کہ اب
جاؤ مین سمجھ گئی یہ کہکر ایک دستک دی اور آواز دی کہ ای فیروزہ جلد حاضر ہو اسی
بہتری ہی فیروزہ جو ایک گوشے مین چھپا کھڑا تھا اُسکو یہ معلوم ہوا کہ تین طرف سے شیر آتے
جس طرف ظلمانہ کھڑی ہی وہ ہی راستہ کُھلا ہی اُسی طرف بھاگا جیسے ہی ظلمانہ کے سا
پہونچا ظلمانہ نے آواز دی کہ ای فیروزہ کیون بھاگا جاتا ہی مجھے تجھسے کچھ کہنا ہی فیروز
آواز سُنکر ٹھہر گیا کہا ملکۂ عالم فرمائیے جو ارشاد کیجیے وہ بجالاؤن ظلمانہ نے آواز دی کہ
گل پیرہن ان کو بھی تو فیروزہ ایسا طرار و فرار مگر خاموش کھڑا ہی گل پیرہن نے آکے
تھام لیا گلگونہ و فیروزہ کو بھی اُسی قفس مین بند کیا ظلمانہ نے کہا کہ اب یہ قفس
قدرت سے کہنا کہ یہ تینون گنہگار تو حاضر ہین اب طلسم کشا کو بھی روانہ کرونگی گل پیرہن
کو لیکر روانہ ہو گئی فیروزہ گلگونہ سے کہہ رہا ہی کہ مین اپنی عقل پر حیران ہون کہ
کرتا ہوا جاتا تھا اُسکے کہنے سے کیون ٹھہر گیا ایک عورت نے ہاتھ تھا ما تھا ایک خنجر مار
نکل جاتا گلگونہ نے کہا کہ ای فیروزہ یہ باعث سحر ظلمانہ تھا فیروزہ نے کہا یہ تو ظاہر
طرف سے تین شیرون نے گھیرا آخر اُس طرف بھاگا ظلمانہ نے گرفتار کیا میثاق اشارہ ک
کہ اگر مین ایسا سمجھتا تو اس بے حیا کا سامنا نہ کرتا خدا اسکے شر سے اہل اسلام کو بچائیے
ساحرہ ہی کہ آنکھین سامری کی دیکھین اُنکی خدمت مین حاضر رہتی تھی آخر اس مرتبے کو پہو
آج اُسکا کیا کوئی مثل و نظیر ہی افسوس یہ کرتا ہون کہ اگر اسکے دام مکر مین نہ پھنسنا تو باد

کیا اگر دل سے نکالا کبھی اشکون نے غبار	خاک اُڑنے کا تکلف کوئی ساون مین نہین
تیغ قاتل نے کیا فیصلہ کیا خوب جلال	ایک جھگڑا ابھی بس قتل سر و تن مین نہین

وہ نازنین گاتی ہوئی ہاتھ چمکاتی ہوئی لفظون کو بتاتی ہوئی سامنے میثاق کے پہونچی میثاق نے
اپنا مُنھ پھیر لیا اُس نازنین نے قریب آکر ہاتھ بڑھا کر کہا کہ کیون ای وزیر اعظم ہمنے تمھاری کیا
خطا کی جو ہم سے رو گردانی کرتے ہو بہتر یہ ہی کہ باغ رنگین حصار مین چلو وہان ہم تم تنہا ہونگے
راز و نیاز کی باتین ہونگی وصل کی گھاتین ہونگی ہمیشہ تمھاری دلدہی کرتی رہونگی آٹھ پہر تمھاری
خوشی کا خیال رہیگا جس وقت جو چاہو وہ کرو کوئی عذر نہ کرونگی میثاق نے سر جھکا لیا اور ساتھ
ساتھ اُس نازنین کے چلے وہ نازنین میثاق کو لیے ہوے سامنے ظلمانہ کے آئی ظلمانہ نے اُس
نازنین سے اشارہ کیا کہ اسکی زبان مین سوزن دے کہ سحر نہ کر سکے اُس نازنین نے میثاق سے
کہا کہ ذرا زبان تو نکالو میثاق چونکہ مبہوت ہو رہا ہی زبان نکال دی اُس نازنین نے سوزن
دی جب زبان مین سوزن آچکی تب میثاق کو ہوش آیا طرف نازنین کے متوجہ ہوا کہا کہ ای
نازنین یہ کیا ظلم کیا کہ مین سحر سے ناچار ہوا ظلمانہ نے حکم دیا کہ قفس آہنی لاؤ کنیزین قفس لائین
قفس مین میثاق کو بند کیا قفل لگا کر ایک کنیز کو پکارا کہ ارے گُل پیرہن لے اس کو تو خدمت
خداوند مین لیجا اور عرض کرنا کہ یہ گنہگار آپ کا حاضر ہی اور سبھون کی بھی تدبیر کرتی ہون سب کو
گرفتار کر لاؤن طلسم کشا کو بھی لے لون آج کے تیسرے دن حاضر ہونگی وہ کنیز قفس لیکر چلی گلگونہ
نے دیکھا کہ میثاق گرفتار ہوے قفس مین بند ہو کر جاتے ہین بیقرار ہو گئی اور یہ بھی دیکھا کہ ایک کنیز
قفس لیے جاتی ہی لشکر سے نکلی تلاش مین اُس کنیز کے چلی اُدھر بادشاہ جمجاہ نے جو یہ خبر سُنی
اسی وقت فیروزہ کو حکم دیا کہ جس طرح بنے میثاق کو رہا کرو فیروزہ بھی چلا مگر گلگونہ
نے صحرا مین آکر اُس کنیز کو گھیرا وہ کنیز گھبرا گئی گلگونہ سحر کرتی ہوئی قریب آئی اُس نازنین
نے قفس رکھدیا اور پکار کر کہا کہ یہ قیدی حاضر ہی مین آپ سے مقابلہ نہین کر سکتی گلگونہ نے ہاتھ
مار دیا ایک برق کڑک کر گری کنیز کے دو ٹکڑے ہوے اب گلگونہ نے چاہا کہ میثاق کو رہا کرے ناگہان
جنگل سے آواز آئی کہ او گیسو بریدہ و شوخ دیدہ خبردار قیدی کو ہاتھ نہ لگانا منم ظلمانہ جادو
ن جانتی تھی کہ تو بیچھا کریگی اسی وجہ سے مخفی ہو کر آئی تو جانتی ہی کہ مین نے گُل پیرہن کو مارا

کہ ای وزیر اعظم ملکہ ظلمانہ گوشہ نشین آپ کی فکر مین آئی ہین نام ظلمانہ سُن کر میثاق کے
مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا لو صاحبو جنکا ذکر کر رہا تھا اُن مین سے یہ ایک آئی ہی آپ لوگ
ہوشیار رہین وہ ابر آکر پھٹا دیکھا ظلمانہ تخت پر سوار بال سر کے کھُلے ہوے مُنھ سے رال
ٹپک رہی ہی جب چنگھاڑتی ہی تو صحرا ہل جاتا ہی نخل کانپ رہے ہین طائر اُڑے ہوے
جاتے ہین ظلمانہ تخت سے کود سی سامنے جو میثاق کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ او چھوکرے
تونے قدرت کو بڑے رنج پہونچائے اب انتظام کر کے کھڑا ہوا ہی میرے پاس آ کہ مین
تجکو خدمت خداوند مین روانہ کرون یہ سُنتے ہی میثاق نے ایک گولہ جھولی سے نکال کر
طرف ظلمانہ کے پھینکا ظلمانہ نے گولے پر ہاتھ مار دیا گولہ پھٹا صحرا مین جا کر گرا صحرا سے
آواز آئی کہ ای ملکہ ظلمانہ گوشہ نشین مین حاضر ہوتی ہون دشمن کی تدبیر کر لونگی ظلمانہ
تو خاموش ہوئی مگر میثاق سامنے کھڑا ہی اسماے سحر پڑھ رہا ہی مگر دمبدم کہتا ہی کہ یہ سحر
کچھ تاثیر نہ کر بن گے کہ ظلمانہ نے طرف صحرا کے دیکھا اور پکار کر آواز دی کہ کیون ای گلشن آرا
دیر کیون لگائی جلد آؤ میثاق کو میرے پاس لاؤ حقیقت مین مشکل ہی اب دیر نہ کرو یہ جو
ظلمانہ نے کہا ہر چند کہ میثاق نے بہت سحر کیے ہین اپنے گرد حصار کھینچ کیا ہی مگر شاہزادی
دیکھتی ہین کہ رنگ رو متغیر و متردد و متحیر ہی دمبدم سحر پڑھتا ہی اور ظلمانہ کو دیکھ کر کانپ رہا
ہی کہ صحرا سے ایک آواز آئی مگر خوش آواز تھوڑی دیر مین صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آگے آگے

ایک مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی چلی آتی ہی **نظم**

فرق دوری سے تری دوست مین دشمن مین نہین　　تیغ جلاد تہِ شہ رگ مری گردن مین نہین
لیگئی ہوش یہ موسیٰ کی تجلی تیری　　سیکڑون کوس پتا وادیِ ایمن مین نہین
جب زمانے نے کجی کی یہ نکل جاوینگے　　میری تقدیر کے سے بل تری چتون مین نہین
آنکھ خورشید قیامت سے بھی جھپکے اُنکی　　ایسے ذرے تری دیوار کے روزن مین نہین
دیکھ لو داغ کبود آ گئے مرے سینے پر　　کہ یہ وہ تختۂ سوسن ہی جو گلشن مین نہین
خون ناحق سے بچایا تجھے کیسا دم ذبح　　چھینٹ تک میرے لہو کی ترے دامن پر نہین
اشک خونی نہ موثر ہوے الفت مین کبھی　　رنگ تاثیر ازل سے مرے گلشن مین نہین

جاتے ہی میثاق کو للکارونگی دیکھون تو کیسا سحر سیکھا ہو اب تو سحر اُسکا کمال پر ہو مگر دیکھون تو مجھسے کیونکر مقابلہ کرتا ہو مگر یا خداوند دلدہی کا اپنی کنیز کے خیال رہے جب گھبرائیے گا باغ مین چلے جائیے گا بہار سے ملاقات ہوگی وہ آپ کی بڑی خاطر کریگی اور یہ کلمات جو اُسنے کہے کہ بوڑھے ریچھ کو کیا سجدہ کرون یہ باعث بچپن ہو ابھی نگوڑی روکر روٹی مانگتی ہو جسدن سے اسکی مان مری مین نے سینے پر لٹاکے پرورش کیا دم بھر اس سے جدا نہین ہوئی اب اُس سے جدا ہوتی ہون آٹھ پہر مجھی کو ڈھونڈھے گی مین بھی اسکے واسطے تڑپونگی مگر تین دن کا اقرار کرتی ہون کہ تین دن مین خاتمہ کردونگی جو دربند تسخیر ہوگئے ہین اُن سب کو آباد کردونگی اور مسلمانون کو جا بجا سے گرفتار کرلونگی جمشید نے کہا کہ اپنے ید قدرت کے تم کو سپرد کیا ای ظلمانہ بہت ہوشیار رہنا عیار وہان بلا کے ہین عمرو میرے قصر مین آکر عیاری کر گیا اور کسی سے کچھ نہ ہوسکا جمشید کو سمجھا بجھا کر ظلمانہ چلی یہان لشکر بادشاہ صحراے سبزہ زار مین فروکش ہو میثاق کوہ گردان منتظم لشکر ہو اور شاہزادیان بھی انتظام مین مصروف رہتی ہین میثاق کوہ گردان کنارے پر لشکر کے کھڑا ہو شاہزادیان بھی گرد جمع ہین رات کا ذکر کر رہا ہو کہ صاحبو مین طلایہ پھرتے پھرتے ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرا ہوا جو ٹھنڈھی چلی آنکھ بند ہوگئی عالم خواب مین دیکھا کہ مجکو کوئی گرفتار کرکے لے چلا ایک قفس مین بند ہوکے سامنے جمشید کے پہونچا جمشید نے حکم دیا کہ اس قفس کو لٹکا دو پھر مین کیا بیان کرون کہ جو کچھ ہنگامے دیکھے بعد مشکل بسیار قید سے رہائی پائی بلا کی لڑائی بڑی شاہزادیان کہہ رہی ہین ای وزیر اعظم کسکی مجال ہو کہ تم کو قید کرسکے میثاق کہتا ہو صاحبو تم کیا جانو اس طلسم مین بڑے بڑے مقام ہین بڑی بڑی جادوگرنیان ہین کہ ابھی وہ اپنے مقام سے نہین نکلین میری کیا حقیقت ہو جمشید ثانی سے مقابلے کا ارادہ رکھتی ہین اگر وہ جادوگرنیان مقابلۂ جمشید مین آجاوین تو قدرت کو مشکل پڑے اُنکے سحر نمونۂ سحر سامری ہین شاہزادیان ہنس رہی ہین مگر میثاق خاموش کھڑا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک ابر تیرہ و تار کڑکتا ہوا سامنے سے پیدا ہوا میثاق نے ہرکارون کو اشارہ کیا کہ جاکر دریافت توکرو یہ کون آیا ہو ہرکارے دوڑ کر گئے تھوڑے عرصے مین پلٹ کر آے عرض کی

گرد اُڑنے لگی تمام صحرا نگاہون سے چھپ گیا بعد تھوڑی دیر کے وہ گرد و غبار ہٹا جمشید
دیکھا کہ ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہی ظلمانہ نے بہار کو اشارہ کیا کہ لو بی
تمھارے رہنے کا یہ مقام ہی اور ہاتھ پکڑ کر باغ مین لائی بہار نے دیکھا کہ تمام باغ سر سبز
شاداب ہی عمارتین لاجواب نہرین پر از آب پھولون مین بھینی بھینی خوشبو ہی عندلیبان
چمن کو پہلوے گل مین پھول کے بیٹھنے کی آرزو ہی ہواے سرد چل رہی ہی طائران زمزمہ
مصروف زمزمہ سرائی ہین بہار باغ کو دیکھکر خوش ہو گئی بارہ دری مین آکر دیکھا جا بجا سامان
دل لگی مہیا ہی ایک طرف ایک تخت پر فرش بچھا ہوا ہی گڑیان رکھی ہین ایک طرف گنجیفہ وغیرہ
رکھا ہو ایک طرف چند کتابین علم تاریخ کی الماریون مین رکھی ہوئی ہین تمام بارہ دری
اسباب عیش ونشاط سے مملو ہی بہار ہنسنے لگی کہ نانی امان آپ نے کوئی شی نہین چھوڑی ک
ای نور نظر یہ سحر دست بر داشتہ ہین اگر جم کر سحر کرون تو آسمان کو زمین پر پہونچادون ماہ تابا
و مہر درخشان و ثوابت و سیارگان سب اُسمین موجود ہون یہ مقام تو تمھاری دل لگی کے
واسطے بنادیا یہ کہہ کے گلے سے ایک موتیون کا مالا اُتارا کہا بیٹا کسکی مجال ہی کہ مجھسے نگا
ملا سکے مگر تمھارے اطمینان کے لیے یہ سامان بھی بنادیا اس مالے مین جو مروارید کلا
ہی جب اسپر کوئی زوال آئے اور یہ موتی ٹوٹ جاے تو جان لینا کہ ظلمانہ قتل ہو
پھر تمھین اختیار ہی بہار نے کہا کہ نانی امان ایسا کلمہ نہ فرمائیے آپ نہ ہون اور مین
رہون مجکو دنیا اندھیر ہو جائیگی طبیعت کیونکر تسکین پائیگی ظلمانہ نے گلے سے لگا لیا ک
ای نور نظر طائر بھی آیا کریگا وہ دمبدم میری خبر پہونچائیگا جب تم بہت گھبرانا تو میرے
چلی آنا مین اپنا حال تمسے کہونگی دیکھون تو کیا ستم ہی کہ جو جاتا ہی وہ پلٹ کر نہین آتا
شہر خموشان ہی کہ ساحر جا کر سحر بھول جاتا ہی مسلمان اُسکو مار لیتے ہین یہ کہہ کر کنیز دا
کہا کہ دیکھو صاحبو خبردار کھیل کود مین اس کا دل بہلانا کسی وقت اکیلا نہ چھوڑنا اگر
لیے روئے تو آکر خبر لیجانا بخوبی سمجھا کر بہار کو تو اس باغ مین ساکن کیا جس باغ
بہار ہو اُسکی رعنائی کا کیا ذکر بہار تخت پر آکر بیٹھی مگر ظلمانہ گوشہ نشین باغ سے نکلی سا
جمشید کے آئی کہا یا خداوند جاتی ہون خالی میثاق کو لاؤن یا طلسم کشا کو بھی گرفتار کر

جنگ کا تماشا کرین ظلمانہ نے کہا کہ ای نور نظر جو سحر جنگ مین ہوتے ہین وہ تمنے ابھی تک نہین دیکھے مین جا کر میثاق کو کان پکڑ کے لے آؤنگی قدرت سے کہونگی اسکی خطا معاف کیجیے اور قدرت گلے سے لگا لین گے میثاق مجھی سے اشارہ کریگا کہ صفائی کرا دیجیے مین ضرور ضرور صفائی کرا دونگی اور وہ ہی عہدہ قدیم دلا دونگی اسلیے کہ مجھے بھی اُس سے ایک محبت ہی بچپن سے گودیون مین پالا ہمیشہ نذر سامری دلائی تب اُسکو نئی چیز کھلائی آم کی فصل مین اگر ضد کرتا تھا مین باغ سے منگا دیتی تھی اُسکی کیا حقیقت ہی کہ میرے سامنے سحر کرے جمشید نے کہا یہ تو ظاہر ہی کہ تم سے مقابلہ نہین کر سکتا اسی لیے تم کو تجویز کیا ہی ظلمانہ نے کہا کہ ای بھائی تم تو یہان خدمت خداوند مین رہو مین جا کر میثاق کو لاؤن اُسی کے ہاتھ سے کُل کام کرا دونگی طلسم کشا کو پکڑ لائیگا لوح کو چھپا دیگا کسکی مجال ہی کہ میرے سحر کو دور کرے جمشید نے کہا کہ ای ظلمانہ تمہارے آنے سے دل کو قوت ہو گئی روح کو راحت ہوئی اب اگر تم تدبیر کروگی تو مقدمہ بن پڑیگا آجتک تو یہی تانتا رہا کہ جو ساحر گیا وہ ہاتھ سے مسلمانون کے قتل ہوا پھر پلٹ کر زندہ نہ آیا ظلمانہ نے کہا کہ جن ساحرون کو تمنے بھیجا وہ سحر نہ جانتے تھے ورنہ اسطرح ذلیل و زبون نہ ہوتے سحر وہ چیز ہی کہ انسان اپنے ہوش مین نہین رہتا میثاق کی کیا لیاقت ہی کہ قدرت کے ساتھ برائی کرے بہار نے جو یہ سُنا آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا ہم یہ سمجھے تھے کہ آپ ہم کو صدمہ دینے کو لائی ہین ہم بدون آپ کے یہان کیونکر رہ سکینگے خدمت خداوندی مین ہر چند کہ صدہا شہزادیان ہین مگر میری بسر نہ ہوگی ظلمانہ نے کہا اچھا ای نور نظر مین اپنے ساتھ تو تمکو نہ لیجاؤنگی خدمت خداوند مین رہنے سے انکار کرتی ہو تو ایک باغ تمکو ایسا بتا دون کہ اُسمین ہر وقت تمہارا دل بہلے وہان ہر وقت طائران چمن نغمہ زن رہینگے نہرین آب صاف و شفاف سے مملو ہونگی بلبل کو وصل گل کا لطف اُٹھانا زاغ و زغن کی مجال نہین کہ اُس باغ مین قدم رکھسکین سیکڑون تکلف ایسے بنا دون کہ تمہارا دل لگے بہار اعجاز نے ہنس کر کہا نانی امان جہان رکھو گی وہان رہونگی مگر یہان قدرت کے پاس نہ رہونگی یہ سُن کر ظلمانہ کے سامنے ایک صحرائے سبزہ زار تھا اُسپر نگاہ ڈالنے لگی کبھی ہنستی ہی کبھی ہاتھو نسے اشارہ کرتی ہی کبھی مثل لڑکون کے دوڑی دوڑی پھرتی ہی کہ ایک آندھی سیاہ چلی تمام صحرا پر آشوب ہو گیا

جمشید کو دیکھ کر ایسا شرمائی ہو کہ سر نہین اُٹھاتی سر جھکاے بیٹھی ہو جمشید نے کہا کہ ای
کچھ باتین کرو بہار نے جھلا کر گڑیان بھی اُٹھا ڈالین ایک پٹاری تخت پر رکھی تھی اُس مین
سب گڑیون کو رکھ دیا جب جمشید نے بہت سا چھیڑا تب بہار نے ہنس کر کہا کہ کیون
یا خداوند آپ نے سب کو پیدا کیا کیسے کیسے خوبصورت بنائے اپنی صورت ایسی بھونڈی
بنائی یہ ریش فش ہو کہ جیسے چھپر کے تنکے آنکھین زرد کہ جسکو دیکھ عارضۂ یرقان یاد آئے
ہو کہ سا کھو کا لٹھا ہاتھ پانون ٹہنے درخت کے مونچھین کہ بالون کی چونری بعضون سے
پھپتی کہی کہ کوئی جانور نکل گیا ہو اُسکی دُم باہر نکلی ہوئی ہو میری مجال نہین کہ سراپاے خدا
مین کلام کرون مگر یہ اعتراض البتہ ذہن مین آیا ہو کہ اپنی صورت سب سے بہتر بنائی
ہوتی کہ جو کوئی دیکھتا بے ساختہ تعریف کرتا نہ کہ صورت دیکھ کر خوف آتا ہو کہ قدرت
کاٹ نہ کھائین جمشید ان باتون پر ہنستا ہو کہا ای ظلمانہ میثاق کو وہ گردان کا تم
بچپن یاد ہو ظلمانہ نے کہا کہ کمسنی تو نہین مجکو اسکی مان کا بیقرار ہونا یاد آتا ہو جب شادی
کے بعد کئی سال لڑکا نہ ہوا تو روتی ہوئی مان اسکی سامری کے پاس آئی سامری اُسوقت
خوش بیٹھے تھے پوچھا کہ کیون کیا مطلب ہو وہ قدمون سے لپٹ گئی اور عرض کی کہ یا خدا
مین بدنام ہوتی ہون آرزو یہ ہو کہ مجکو فرزند عطا فرمائیے سامری نے پیٹ پر ہاتھ رکھدیا اور
فرمایا کہ جا تیرے یہان اولاد ہوگی غرض اُسی مہینے مین وہ حاملہ ہوئی سات دن برابر
دردزہ اُٹھاے بہ ہزار خرابی یہ نگوڑا پیدا ہوا اسکے پیدا ہوتے ہی وہ مرگئی یہ بدنصیب
پرورش پانے لگا مین نے بہت سحر اسکو سکھاے اس وجہ سے کہ بے مان کا بچہ تھا اگر نہ
سکھاتی تو لوگ کہتے کہ اگر اپنی اولاد ہوتی تو اُسکو ظلمانہ خوب سکھاتی اس وجہ سے مین نے
تعلیم سحر اس مردے کو خوب کی جب جوان ہوا تو یہ غارا فراسیاب مین گیا وہان سے
جا کر سند لایا اب اُسکو غرور ہو کہ میرا ہمسر کون ہو جمشید نے کہا کہ قدرت کو بڑے مان
پہونچاے ہین جا کر شریک مسلمانان ہوا کئی ساحرون کو دیوانہ کرکے مارا جمشید نے کہا
ای ظلمانہ اگر مناسب ہو تو تم جاؤ جس طرح ہو سکے میثاق کو گرفتار کرکے لاؤ ظلمانہ نے
کہا کہ ای شہریار مین ابھی جاتی ہون کہ اُس معشوقہ نے ہنس کر کہا کہ نانی امان ہم بھی چلین

برقریب آکر بیٹھا ایک ضعیفہ جادوگرنی کو دیکھا کہ جھریان چہرے پر پڑی ہوئین ہوے سر بسبب
کبرسنی کے گر گئے ہین اُسپر تیل ملا ہوا نیلے کپڑے پہنے ہوے ایک جھولی بائین ہاتھ مین ڈالے ہوے
جیسے ہی جمشید نے اسکو دیکھا بے اختیار ہنسنے لگا ساتھ والون سے کہا کہ قدرت سوچ رہے
تھے کہ کیا تقدیر کرون مگر خودبخود تقدیر ہو گئی ملکہ ظلمانہ گوشہ نشین آپہونچین ان کے سامنے
میثاق کی کیا حقیقت ہی کہ سحر کرے اسی کے سامنے پیدا ہوا کچھ کچھ اسنے بھی سکھایا پھر جوان
ہوکر ملکون مین گیا اور وہانسے سحر سیکھ کر آیا قدرت نے اپنا وزیر کیا اب اُسکو یہ غرور ہی
کہ مجھسے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اور یہ ظلمانہ جادو وہ ساحرہ ہی کہ خدمت سامری مین رہی
قدرت کو پانی پلاتی تھی روز گنگا جلی لاتی تھی اُسنے سحر اسنے سیکھے ہین سامری اِسپر مہربان
تھے بُوا کہہ کر پکارتے تھے ایجاد کرنا سحر کا اسکو بتایا ہی اتنے عرصے مین وہ ابر پورا پھٹا پشت
تخت ظلمانہ کے ایک اور تخت یاقوت احمر کا نمایان ہوا ایک نازنین سمن بر وغنچہ دہن و
نازنین بدن جسیم النور رشک نسرین ونسترن ایک تاج بے بہا پہنے ہوے وہ کنیزان حسین و
جمیل جنکے ہاتھ مین گلدستے ہین وہ سب اسکو گھیرے ہوے گڑیان سامنے رکھی ہین دولہا
دلھن بنے بیٹھے ہین اور وہ نازنین گڑیان کھیل رہی ہی ایک عالم ہی کہ سبحان اللہ ہر مرتبہ کنیزین
پھول نثار کرتی ہین وہ نازنین ہنس دیتی ہی جہان غنچۂ دہن وا ہوا غنچۂ دہن سے پھول گرتے
ہین آنکھین نرگس شہلا گیسو سنبل پیچان بھاری اوڑھنی اوڑھے ہوے تخت پر بیٹھی ہی ظلمانہ
کا تخت زمین پر آیا ظلمانہ نے آتے ہی سجدہ کیا جمشید نے سر سینے سے لگا لیا دست شفقت
پشت پر رکھا پوچھا کہ ای ظلمانہ کہانسے آتی ہو اور یہ نازنین کون ہی ظلمانہ نے کہا بیٹا
سجدہ کرو اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ مین تو بوڑھے بیچ کو سجدہ نہ کرونگی جمشید نے
کہا کہ ای ظلمانہ زیادہ نہ کہو کم سن ہی ایسا نہ ہو رنجیدہ ہو جاے ظلمانہ گوشہ نشین
ہنس کر پوچھا کہ ای ملکۂ عالم وای فخر معشوقان جہان وای آفتاب تابان تمھارا نام
کیا ہی اُس نازنین نے تو سر جھکا لیا ظلمانہ نے کہا بہار اعجاز ان کا نام ہی بہت ضد
کرتی ہین جمشید ظلمانہ و بہار اعجاز کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا خود تخت پر
بیٹھا پہلو مین دنگل تھا اُسپر ظلمانہ کو جگہ دی بہار اعجاز کو پہلو مین بٹھا لیا مگر بہار

اتنا تو ہم لوگون نے دیکھا تھا کہ وہ نازنین اُسکو لے گئی اُسی کی ذات سے کچھ فتور برپا ہوا دہ
میثاق کوہ گردان کا تھا وہ بھلا کب کمی کرتا ہی یہ کہتے ہوئے طرف قصر ہفت رنگ کے
یہان وہ وقت ہی کہ جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ نہین معلوم شحیم جادو پر کیا
گذری سردار عرض کر رہے ہین کہ خداوندا اگرچہ یہ بہت بڑے ساحر ہین مگر وزیر اعظم خداو
کا میثاق کوہ گردان بلاے روزگار و شعبدہ باز و سحر ساز ہی کیونکر ہم کہین کہ اُسپر یہ فتح پا
شرمندہ ہو کر پلٹ آوین گے یہ ذکر تھا کہ شور و فریاد و زاری بلند ہوا جمشید نے کہا دریافت
تو کرو یہ کون روتا ہی ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ ملازمان طولاسپ و شحیم گریان و نالان
آئے ہین یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ کل افسران فوج آکر قدمون پر گرے جمشید کو سجدہ کیا عرض
کہ یا خداوند آپ نے بقدمہ شحیم تقدیر کی تھی کہ مسلمانون کے ہاتھ سے تیری قضا انھین
تجکو ہاتھون ہاتھ بیکنٹھ بھیجین گے لیکن میثاق نے وہ سحر کیا کہ ایک نازنین پیدا ہوئی شحیم
کو لگا کر لے گئی ہم لوگ حیران و پریشان کھڑے رہے کہ میثاق نے آگ برسائی آخر ہم لوگ
تاب نہ لا سکے فرار پر قرار اختیار کیا خدمت مین آکر پہونچے جمشید یہ خبر سُنکر بہت جھلایا کہ
یارو مقام افسوس ہی کہ کوئی ایسا نہین کہ جاکر میثاق کو ٹوکے اور اُسکو گرفتار کر کے
لاے وعدہ کرتا ہون کہ فوراً قتل کرونگا یہ کہہ رہا تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر گلنار نظر آیا
ہزار ہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے یہ اشعار عاشقانہ زبان پر چلے آتے ہین نظم

حکمرانی پر ہوا میل سلیمانِ بہار　　عشق پیچان بن گیا طغرائے فرمان بہا
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے　　نرگسِ شہلا کو کہیے چشم فتان بہار
شاخ گلبن پہ یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا　　نی سواران چمن سے مرد میدان بہا
چاک پیراہن ہر اک گل کا بعینہ زخم ہی　　کھیت ہی تلوار کا یا رب کہ میدان بہ
روشنی ہوئے جو آنکھون نین تو سیر باغ کر　　لالۂ آتش زبان ہی شمع ایوان بہا
جان تازہ آتی ہی آتے ہی تیرے باغ مین　　جلنے سے تیرے نکل سی جاتی ہی جانِ بہا
نخل ماتم کی طرح ہون بوستان دہر مین　　ہی سزادار خزان آتش نہ شایان بہ

کچھ کنیزین حسین و جمیل گلدستہ ہاے گل ہاتھ مین لیے ہوے آگے آگے ابر کے آتی ہین کہ

ہ آکر تمھین آزار پہونچاوین گے شحیم خاموش ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ باغ دکھائی دیا نازنین
نے کہا کہ لو صاحب ناحق کی گھبراہٹ تھی باغ کے قریب آگئے اب تمھین اختیار ہی مین انکار نکرونگی
تو میرے طالب بہت ہین یہی چاہتے ہین کہ مین تم سے نہ ملون اور مجھے تمپر توجہ ہی کبھی ایسا نہوگا
مین تمھارا ساتھ چھوڑون یا تمھارے حکم سے انکار کرون یہ کہکر اُس نازنین نے شحیم کا ہاتھ
تھام لیا اور باغ مین داخل ہوئی جیسے ہی یہ دونون باغ مین پہونچے ایک آواز آئی کہ کیون او گیسو بریدہ
شوخ دیدہ تو پھر اسکو لائی اُس نازنین نے تھرا کر کہا کہ لو صاحب غضب ہوا کہ میرا طالب آگیا
شحیم نے کہا کہ مین کیا کسی سے باہر ہون کہ گوشۂ باغ سے ایک زنگی سیہ رو تیغہ برہنہ کھینچے ہوے
یا شحیم سے تلوار چلنے لگی وہ نازنین کہتی جاتی ہی کہ او زنگی کیون بدعت کرتا ہی تیرے وقت پر تیرے
پاس آؤنگی تو کیون اسقدر بگڑتا ہی یہ ایسا طالب ہی کہ تیرے سامنے کچھ نہ کہیگا مین اسکو لشکر سے
لائی ہون اسنے بڑا کام کیا کہ آہو کو میرے واسطے شکار کیا اور اُسکے کباب مجکو کھلاے اور
آپ بھی کھاے اب کوئی بات باقی نہین ہی زنگی کہتا جاتا ہی کہ او گیسو بریدہ اسکو سمجھا دون تو تجھے
سمجھونگا ارے یار دکیون تامل کرتے ہو یہ جو کہا گوشۂ باغ سے چند زنگی اور پیدا ہوے شحیم پر
جھکے ایسا اسکو پراگندہ کیا کہ چارطرف سے تلوارین پڑ رہی ہین اور یہ بیچ مین کھڑا ہوا ہی
وارین روک رہا ہی کہتا جاتا ہی کہ ای جان جہان دیکھو یہ لوگ ناحق مجکو ذلیل کرتے ہین مین نے
ابھی تک حکم کے خلاف نہین کیا ایک سحر مین ان سب کو قتل کردونگا ایک زنگی نے سر کو بتا کر
سر پر ہاتھ مارا کہ شحیم کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی شحیم کے اُس زنگی نے اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا
کہا گوشے مین چلو یہان لشکر شحیم حیران و پریشان کھڑا تھا سب کہتے تھے کہ یارو کیا غضب کی بات
ہی کہ وہ ہی نازنین جو آکر بیتاب کو لے گئی تھی وہ ہی شحیم کو بھی لے گئی اب اُن کا زندہ رہنا
دشوار ہی نہین معلوم جا کر کس بلا مین پھنسے ہون ایسا نہ ہو کہ کسی آفت مین مبتلا ہو جاوین کہ کان
مین آواز آئی کشتی مرا نام من شحیم جادو مصاحب خداوند جمشید ثانی بود فوج والون نے جو یہ
صدا سُنی کہا لو صاحبو غضب ہوا شحیم بھی مارا گیا ادھر میثاق نے جو صدا سُنی کہ شحیم کا خاتمہ ہوا
دو چار سحر فوج پر کیے آگ برسائی تلوارین گرائین چند لوگ قتل ہوے آخر کو سب مل کر بھاگے یہ
صلاح ہوئی کہ چل کر خداوند سے اطلاع کرین کہ شحیم بھی مارا گیا کچھ حال نہ کھلا کہ کیونکر قتل ہوا

راز الفت نہ کسی طرح چھپا یارون مین	میری خاموشیون کے آپ پکارے انداز
گر میان اپنی نہ ای برق تجلی دکھلا	یہی پیدا نہ کرین دل کے شرارے انداز
وہی شوخی وہی دانستہ شرارت وہی چھیڑ	میرے دل مین بھی ہین دلبری کے سارے انداز
ناز اُس شوخ کے دشمن بھی اُٹھاتا ہی جلال	اب تو کمبخت نے سیکھے ہین ہمارے انداز

دیکھا غول کے غول نازنینان مہجبین و مہجبینان مہر تمکین جوڑے بھاری پہنے ہوے گلتی آتی ہین شمیم نے جو اُن معشوقون کو دیکھا سب کے آگے بڑھی ہوئی ایک جان نہایت شوخ و شنگ ناز و کرشمے سے معمور مسکراتی ہوئی سامنے شمیم کے آئی اور ہاتھ تھام کر کہا کہ کیون صاحب تو ڈھونڈھتے پھرتے ہین اور تم یہان آکر ٹھہرے ہو آج کل باغ پر بہار ہی وہان چل کر ٹھہرو کہ تم کو ثابت ہو کہ ہمین کس درجہ تم سے عشق ہی شمیم نہال ہو گیا اُس نازنین سے لپٹنے لگا نازنین نے جھلا کر جواب دیا کہ ارے دیوانے مین تو تیرے پاس آئی ہون کیون جلدی کرتا ہی باغ مین چل وہان تنہائی بھی ہی ہم تم موصول ہونگے یہ سُنکر شمیم گرد اُسکے پھرنے لگا کہ مین تو تابعدار ہون جہان کہو وہان چلون اُس نازنین نے کہا چلو یہ کہکر اور شمیم کو ساتھ لیکر چلی جیسے ہی یہ ساتھ ہوا ملازمان طولاب نے سامنے آکر کہا کہ ای شمیم اس ظالم کے ساتھ نہ جاؤ اسی نے بیتاب کو بیتاب کیا تھا اسی کی محبت مین وہ قتل ہوا شمیم نے جھڑک دیا کہ صاحبو تمھین کیا دخل ہی میرے اشتیاق مین وہ تو کوسون سے آئی اور مین بے اعتنائی کرون تم لوگ ٹھہرو مین ابھی آتا ہون یہ کہکر اُس نازنین کے ساتھ چلا وہ نازنین ناز کرتی ہوئی شمیم کو لے چلی شمیم نے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک آہو جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی اُس نازنین نے کہا صاحب اسے شکار کرو شمیم نے تیر مارا وہ آہو گرا قریب اُسکے آکر آہو کو ذبح کیا کباب لگائے چند کباب اس نازنین کو دیے اُس نے کہا تم نوش کرو خاص تمھارے ہی واسطے کہا تھا شمیم نے وہ کباب کھائے کباب کھاکر اور زیادہ بیقرار ہوا نازنین نے کہا صاحب گھبراؤ نہین باغ قریب ہی وہ باغ خاص اسی واسطے بنایا ہی کہ ہم تم وہان بیٹھین تم گلچینی گلشن جمال کی کرنا اور مین باغ کا تماشا دیکھونگی تب تمکو کیفیت ملیگی خبردار اب راہ مین مجکو ہاتھ نہ لگانا اس صحرا مین سب میرے عزیز رہتے ہین اگر اُن کو خبر ہو

تلوارین گرین کسی کے سحر سے مینھ برسا میثاق نے ہاتھ ہلا دیا کہ آگ برسنا موقوف ہوا اور
ھ کر للکارا کہ او شحیم جادو میرے مقابلے مین آکیا چھپ چھپ کر سحر کرتا ہی شحیم گھوڑا بڑھا کے
امنے میثاق کے آیا پکار کر آواز دی کہ ای میثاق مین تمھارا حال سن چکا تمنے نمک حرامی پر
ر باندھی ہی بہتر یہ ہی کہ ہاتھ باندھ کر میرے سامنے چلے آؤ مین قدرت سے تمھاری خطا معاف
ا دونگا میثاق نے پکار کر آواز دی کہ ای شحیم مین آتا ہون خبردار رہنا میثاق نے
ند دانے ماش کے طرف صحرا کے پھینکے کہ ایک آواز ہیبتناک آئی شحیم نے دیکھا کہ صحرا سے
ند شیر و کرگدن سوار نیزے ہاتھون مین لیے ہوے آتے ہین شحیم نے چاہا کہ ان سکو دفع کرون
ر چند گولے مارے اور سحر بھی کیا اگروہ آنے والے نہ رکے آکر لشکر شحیم پر گرے لشکر شحیم
ل ہونے لگا ہمراہیان طولاب نے بڑھ کر کہا کہ ای شہنشاہ ساحران یہ سحر میثاق کا ہی
ن نہ رکیگا لشکر کو تمھارے تباہ کر دیگا شحیم نے بڑھ کر ایک نیزہ دار سے مقابلہ کیا اُسنے
زہ مارا شحیم نے نیزہ توڑ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا جیسے ہی تلوار پڑی اُس جوان نے سر آگے
ر دیا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے شحیم پلٹا کہ دوسرے پر جا پڑون کہ دیکھا وہ ایک جوان
ے دو جوان بن کر تیار ہوے اور فوج سے لڑنے لگے یہان تک تلوار چلی کہ کئی ہزار ساحر
شکر شحیم کے مارے گئے شحیم نے عاجز ہو کر گھوڑا اپنا بڑھایا اور للکار کر آواز دی کہ ای میثاق
فریب ناحق قتل ہو رہے ہین میرے تمھارے سامنا ہو تو احوال کھلے میثاق نے پکار کر کہا
ای دلفریب شحیم کو آکر لیجا باغ پر بہار کی سیر کرا اسکو بڑا گھمنڈ ہی یہ بھی آگاہ ہو کہ سحر کیا
ز ہی یہ جو پکار کر کہا صحرا سے ایک آواز آئی شحیم نے کان لگائے تو طریقے سے معلوم ہوا کہ
ے کوئی خوش آواز بصد خوش الحانی یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی دل کو لبھا رہا ہی نظم

کہ ہین اور بھی معشوقونکے پیارے انداز | نہ تمھاری سی ادائین نہ تمھارے انداز
...ے جو بہت آئینے مین ہمارے انداز | تمکو دیوانہ بنادین نہ تمھارے انداز
...س سے پوچھتے ہین اپنے وہ آئینے مین | آگئے تجھ مین کہانسے یہ ہمارے انداز
...ب دل چھینکے یہ سب تیری طرف سے خواہان | ناز و غماز و ادا غمزے اشارے انداز
...ت کو زیر فلک بیٹھ کے افشان نہ چنو بد | سیکھ جائینگے چمکنے کا ستارے انداز

ہزارہا جادوگر لشکر شحیم کے مارے گئے جب شحیم نے دیکھا کہ آسمان سے پانی برس رہا ہی اور ا
ابر تیرہ و تار لشکر پر چھایا ہوا ہی گولہ اٹھاکر ابر پر مارا کہ ابر کو توڑکر گولہ پار گذرا پھر گولے نے
گیا تھا کہ تڑپکر گرون کہ ایک سنہرہ پنجہ پیدا ہوا گولے کو پکڑکر لے گیا اور آواز دے گیا کہ
سمجھ کر سحر کر سب سحر ہمارے دیکھے ہوے ہین شحیم جادو نے دیکھا کہ گولہ میرا غائب ہو گیا قص
کیا کہ اور گولہ نکالون کہ یکایک آواز آئی کہ ای حریق آتش اشتیاق و ای غریق لجۂ فرا
کیون کد و کاوش کرتا ہی سحر تیرا تاثیر نہ کریگا شحیم رکا اور یہ آواز سن کر بہت گھبرایا جھولی
ایک تیلی سنہری نکالی اُس سے پوچھا کہ مجھے کون روک رہا ہی تیلی نے کہا میر طلایہ کاؤس نا
کہ بادشاہ جلیل ہی وہ تمھارے لشکر پر سحر کر رہا ہی اسکو ناگوار گذرا کہ شحیم کیون جاتا ہی خدا
نے مجکو کیون نہ روانہ کیا شحیم نے اُسی تیلی کو اُڑایا وہ جاکر ابر مین ڈوبی ابر کے ٹکڑے ٹکڑے
کر دیے ابر کو توڑکر شحیم جادو طرف لشکر طلسم کشا کے چلا ہرکارون نے اُسکو خبر دی کہ لش
بادشاہ حمجاہ آگے بڑھکر یلغار داروی کرتا ہوا جاتا ہی مگر ساتھ والون سے کہہ رہا ہی کہ
قدرت سے کاؤس کی شکایت کرونگا کہ اُسنے مجکو بے وجہ روکا راستے کو طی کرتا ہوا
کو قریب لشکر بادشاہ حمجاہ پہونچا افسران لشکر طولاب نے جو اس لشکر کو دیکھا سب کے
دوڑے اور آکر شحیم سے ملے اور سب احوال شکست بیان کیا کہ ہمارا افسر مارا گیا اور
بھائی بیتاب مسحور ہو کر طرف صحرا کے نکل گیا نہین معلوم اُسپر کیا گذری شحیم نے کہا وہ ق
کے ہاتھ سے مارا گیا کلمات ناشایستہ شان مین قدرت کے کہتا تھا اب قدرت نے وا
مدد تم لوگون کے مجکو روانہ کیا ہی شحیم نے جو اُن سب کو تسکین دی وہ سب اسی کے ساتھ
چاہا کہ لشکر طلسم کشا پر جا پڑون مگر میثاق کوہ گردان کہ لشکر شاہ کا طلایہ دار ہی اُسنے
دیکھا کہ ایک لشکر گران سامنے آکر کھڑا ہوا اور ارادہ یہ رکھتے ہین کہ لشکر پر آپڑین میثاق
ہرکارے کو روانہ کیا کہ دیکھو یہ لشکر کسکا ہی ہرکارے نے آکر خبر دی کہ شحیم جادو طرف
جمشید کے آیا ہی اور لشکر طولاب نے اُسکا ساتھ دیا اب جمعیت بڑھ گئی اُسکا ارادہ ہی
آپ کے لشکر پر آپڑے میثاق آگے بڑھ کر کھڑا ہوا کہ شحیم نے فوج کو اشارہ کیا فوج د
نے کچھ گولے کچھ ماش کے دانے طرف لشکر اسلام کے پھینکے دو چار سو جوان قتل ہو

...م من بیتاب جادو بود جمشید تو خاموش ہو کر بیٹھا لیکن میثاق کوہ گردان کہ خدمت شاہ مین
...اضر ہو دہان جسوقت بیتاب مرا اور رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوا میثاق ہنسا
...ر دارون نے پوچھا کہ ای وزیر اعظم بے وجہ کس لیے ہنستے ہو کوئی وجہ ہو گی میثاق نے کہا باعث
...ہوا کہ بیتاب کو جمشید ثانی نے مارا اور پھر بیتاب کی لاش پر بیتاب ہوتا تھا ڈاڑھین
...مار کر روتا تھا سب خاموش ہو رہے مگر یہان فوج پر طولاب کے یہ معرکہ گذرا کہ جب
...ولاب مارا گیا اور بیتاسب اسکا بھائی مسحور ہو کر طرف جنگل کے روانہ ہوا تو افسران
...ج نے طبل بازگشت بجوا دیا اپنی اپنی بارگاہون مین داخل ہوے دونون لشکر جانبین
...ے اُترے ہوے ہین جمشید نے بعد مارے جانے بیتاب کے حکم دیا کہ آیا کوئی تم مین سے
...یسا ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائے اور خون طولاب و بیتاب کا بدلہ لے شحیم جادو
...مرہ مصاحبون سے اُٹھا سامنے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یا خداوند اگر حکم ہو تو مین طلسم کشا
...و گرفتار کر کے لاؤن یہ کہہ کر شحیم جادو تخت پر سوار ہوا تخت اڑاتا ہوا باہر نکلا کئی بادشاہ طبل
...وج قاہرہ آئے ہین اور گرد قصر ہفت رنگ اُترے ہوے ہین طلایہ دے رہے ہین لیکن
...اؤس تاجدار کہ بڑا بہادر شاہ ہی مرکب عربی پر سوار تاج سر پر رکھے ہوے بازارون کا
...نتظام کرتا پھرتا ہی کاؤس تاجدار انتظام کر کے ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرا اِسنے
...یکھا کہ جانب قصر ہفت رنگ سے گرد اُڑی کاؤس نے حکم دیا کہ دریافت تو کرو کہ یہ فوج
...ساحران کیون آتی ہی اور کہان جائیگی عیار اس کا طاؤس تیز رو برائے خبر گیا اور
...تھوڑی دیر مین واپس آیا اُسنے عرض کی کہ شحیم جادو مصاحب خداوند جمشید ثانی ہی قصر
...ہفت رنگ سے برائے گرفتاری طلسم کشا نکلا ہی کاؤس کھڑا دیکھا کیا جب وہ لشکر سامنے
...سے گذرا تو سوچا کہ ان کو قتل کرون قدرت نے میرے آنے کو کیا سمجھا کہ اور ساحرون کو
...روانہ کیا مجھسے کیون نہ اطلاع کی کہ مین جا کر سب کو ایک آن واحد مین گرفتار کر لاتا یہ سوچکر
...جھولی ہمہ ہاتھ ڈالا ایک سیاہ کپڑا نکالا اُس کو سحر کر کے اُڑایا پھر کچھ سحر کیا وہ لکہ ابر بن کر
...ار ہوا ابر دھوان دھار رعد کی گرج برق کی چمک وہ آکر لشکر شحیم پر چھایا اور اُسمین سے
...ندیان پڑنے لگین جسپر قطرہ پڑا وہ مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہو گیا اسی طرح پر

پکار اُٹھا کہ ای بادیہ پیماے یاس و حسرت و ای رہروِ جادۂ اندوہ و مصیبت تم کو مناسب
ہی کہ یہان کی سیر کر کے قصر ہفت رنگ مین جاؤ اور جا کر جمشید ثانی کا سر کاٹ لاؤ یہ آواز
کان مین بیتاب کے آئی اب تو تیغہ تولتا ہوا دوڑا تنتا ہوا جاتا ہی اور سحر اپنا خوب یاد کر
ایک ابر بنایا اور اُس مین ہزار ہا تیر و خنجر و سنان ہاے نیزہ و پیکان تیر و گرز وغیرہ انسان
کے ہلاک کو منواے آئے بھر کر آسمان پر اُڑا دیا اور پکار کر آواز دی کہ وقت کا انتظار
ابر سے جواب مین صدا آئی کہ بہت بہتر مین ہر وقت حاضر ہون یہ سُنکر اور زیادہ جوش
طرف قصر ہفت رنگ کے چلا اور یہان کئی سر شاہان جلیل دربار مین جمشید ثانی کے
ہین اور جمشید تخت پر بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی جمشید کہتا ہی کہ بیتاب کی فکر نے بیقرار کر
اول اُسکے بھائی کی اُلٹ پھیر مین رہا چونکہ وہ مارا گیا اب اِسکی فکر دامنگیر ہوئی دیکھ
کیا رنگ لاتا ہی لیکن ساحر ہوشیار ہی مگر میثاق بڑا کارگزار ہی سحر مضبوط کرے گا
چاہتے تھے کہ کچھ جواب مین عرض کرین کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا تلوار و تیر و خنجر سبھو
برسنے لگے جسکے سر پر پڑا وہ ہلاک ہوا بڑے بڑے ساحران نامی کا قصہ پاک ہوا
چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ بیتاب جو ہمراہ طولاب کے براے گرفتاری گلنوش
تھا طولاب تو مارا گیا اب بیتاب بھائی اُسکا مسحور ہو کر آیا ہی کئی سر جادوگر اُس
ہاتھ سے مارے گئے اب وہ آپ کے لشکر پر آپڑا ہی اور ایک ابر اُسکے ساتھ ہی اُسمین
تیر و خنجر و تبر و نیزے برستے ہین جسکے سبب سے بہت سے آدمی ہلاک ہوے اور تمام
خداوندی تباہ ہو رہا ہی جمشید نے جھولی سے ایک کاغذ نکالا اُسکو چاک کیا یہان
بیتاب کے سر پر جو ابر سیاہ تھا وہ غائب ہوا چند روئی کے گالے سیاہ بنے پھر وہ
آسمان سے زمین پر گرے بیتاب بہت گھبرایا پکار پکار کر جمشید ثانی کو گالیان دینے لگا الغرض
شان خداوندی کے جمشید نے جو یہ آواز سُنی اور اِسنے جو جمشید کو دیکھا تیغہ کھینچ کر دوڑا کہ
کہ سر جُھکا کر بیٹھ مین تیرا سر کاٹ کر خدمت معشوق مین لیجاؤن جمشید ثانی نے کہا بچہ آؤ تو بیتاب
نے قریب آکر تلوار کا ہاتھ مارا جمشید ثانی نے بڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور اپنے ہاتھ
سے تمانچہ مارا کہ سر بیتاب کا اُڑ گیا اندھیرا ہوا صدائین عجیب آنے لگین آواز آئی گشتی

پشت کو طاؤس کی توڑ کر پار گذرا طاؤس زمین پر گرا جل جل کر خاک ہوا بعد اُس طاؤس کے دوسرا
اُتر آ کر نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا بیتاب کو بہت ناگوار ہوا پھر تیر ترکش سے نکالا پھر کمان
میں پیوست کر کے اُس طائر کو جو مارا طائر کے گرتے ہی بیتاب نے اُسکو ذبح کیا کباب لگائے
جاکر زیر نخل کھائے کباب کھا کر ایک جوش و خروش ہوا طرف صحرا کے چلا اکڑتا ہوا مونچھون پر
تاؤ پھیرتا ہوا انگوٹھا راستہ طی کیا تھا کہ ایک باغ دکھائی دیا جیسے ہی قریب پہونچا دروازہ باغ کا
بند ہو گیا بیتاب پشت باغ پر آیا دیوار پر چڑھا دیکھا کہ باغ بہشت آئین ہی وسط باغ مین فرش بچھا
اُسپر ایک مہ جبین دوازدہ سالہ بیٹھی ہی صدہا کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے گرد اُس نازنین کے
کھڑی ہین مگر بیتاب نے جو اُس مہ جبین کو دیکھا پسینے پسینے ہو گیا چاہتا ہی کہ جا کر قدمون پر گردن
رکھ دے پھر دن دیوار سے اُترا سامنے اُس نازنین کے آیا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا اُس مہ جبین
نے پوچھا کہ کیون خیر تو ہی ای شخص کیا چاہتا ہی بیتاب نے کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل
مشتاقان میری جان تمپر جاتی ہی اُس نازنین نے کہا آؤ بیٹھو بیتاب پہلو مین بیٹھا چاہا گلے مین
ہاتھ ڈالدون اُس نازنین نے ایک تمانچہ مارا اور کہا کہ او بیتاب کیون اسقدر بیقرار ہوتا ہی
ابھی تو کئی شرطین باقی ہین ایک شرط کو بھی اُن مین سے پورا کر تو وصل تیرا اختیار کرون بیتاب
نے کہا کہ آپ شرط بتائیے اگر کہیے تو آسمان سے تارے توڑ لاؤن پلکون سے جاروب کشی کرون
تمکو سر پر بٹھاؤن اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ ای بیتاب ہم تو تم سے راضی ہین مگر جمشید ثانی
منع کرتا ہی اگر تم سے ہو سکے تو قصر ہفت رنگ مین جاؤ اور جمشید کا سر لاؤ تو میری تمھاری
شادی ہو جائے بیتاب نے کہا ابھی جا کر اُسکا سر لاتا ہون مگر کیون صاحب وہ کیون منع کرتا
ہی اُس نازنین نے مسکرا کر کہا وہ بھی مجکو چاہتے ہین اکثر پیغام بھیجا کہ ہم بھی تمپر مرتے ہین مگر تم ایسا
چاہنے والا جب مجکو ملے تو مین اُس نگوڑے کو کب قبول کرونگی تم ایسا عاشق مجکو کاہے کو ملیگا
مین ہر وقت خدمت مین رہونگی جفائین تمھاری سہونگی بیتاب بیقرار ہو کر چہار جانب دیکھتا
کبھی پکار اُٹھتا ہی کہ یا خداوند جمشید ثانی ظلم و بدعت کے بانی کیا کیا رنگ دکھاتا ہی کیس کیس
صورت مین سامنے آتا ہی دل بیقرار ہوا جاتا ہی یہی جی چاہتا ہی کہ خاک پا لیکر توتیائے چشم بناؤن
پھرون تصدق و نثار ہون یہ کہتا ہوا نخل کے سایے سے نکلا ایک طائر حقیر شاخ نخل پر بیٹھا تھا

اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کہ کرہاتھ مارا طولاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تڑپ کر گرا سپر کو کاٹا سر پر گرا جگرگاہ تک تلوار پہونچی صندوق سینہ کھل گیا طولاب گینڈے سے گرا مگر صندوق سینہ سے ایک طائر نکلا اُڑتا ہوا طرف جمشید کے چلا میثاق میدان کارزار مین جھوم رہا تھا کہ پکار کر آواز دی ای جمشید پرستان اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آے بھائی طولاب کا بیتاب جادو کہ صف پر کھڑا تھا گھوڑے کو اُڑاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ ساحران سحر کیجے میثاق نے کہا کہ یہی زنگی تمھارے مقابلے کو کافی ہے بیتاب نے پیشانی پر نشتر مارا خون چلو مین لیکر زنگی پر کھینچ مارا زنگی کے بدن سے آگ نکلی جل جل کر خاک ہوا باقی خون لیکر میثاق پر پھینکا میثاق نے کچھ اسم سحر پڑھ کر خون کو پلٹا یا وہ خون پلٹ کر جسم بیتاب پر پڑا کہ چند آبلے پڑ گئے بیتاب بہت بیقرار ہوا کہ سارے جسم مین ایک آگ لگی ہوئی ہے میثاق نے اشارہ کیا کہ کیون بیتاب اسی سحر پر خاتمہ ہے بیتاب نے کہا کہ ای وزیر اعظم تمنے بڑی گمراہی کی کہ قدرت سے جدا ہو کر شریک مسلمانان ہوے اب تم ہی سوچو کہ اگر تم نہ شریک ہوتے تو رتبہ ہاے جلیل ملتے میثاق نے جواب دیا او نابینا آنکھین اپنی کھول کر خیال تو کر کہ جمشید ثانی کُندۂ جہنم ہے کون سا فخر اُس مین پایا جاتا ہے اپنے سحر پر اُسکو دعویٰ ہے تم بھی سحر جانتے ہو مین بھی سحر جانتا ہون خدا وہ ہے کہ جسکا کوئی شریک نہین بقول شاعر فرد
سر گیا ہے کہ ہر زمین روید ۰۰ وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید ۰۰ ای بیتاب مین سب کو ہٹا دون صرف تیرے مقابلہ ہو تو جمشید کو پکارین وحدہٗ لاشریک سے عرض کرون دیکھ تو کسکی مراد حاصل ہوتی ہے سب حال کھل جائیگا یہ سن کر طولاب نے ایک کورا گھڑا اُٹھا لیا اُسکو چرخ دیکر طرف میثاق کے پھینکا میثاق نے یا رحیم و یا کریم کہ کر اُسی گھڑے پر گولہ مارا کہ گھڑا ٹوٹ گیا گھڑے کے ٹوٹنے سے بیتاب کے مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا میثاق نے وہ گھڑا توڑ کر آواز دی کہ ای طاؤس سامری اپنا رنگ دکھا گھڑے کے ٹکڑے جو پڑے تھے اُنکو جنبش ہوئی ایک طاؤس نکلا گرد بیتاب چرخ مار کر اُڑتا ہوا طرف صحرا کے چلا بیتاب نے گھوڑا پھیر گیا طرف اُس طاؤس کے چلا تیر و کمان ہاتھ مین ہے جستجو مین طاؤس کی جاتا ہے میثاق نے پکار کر آواز دی کہ ای بیتاب اب نہ آنا مگر طاؤس جا کر ایک نخل پر بیٹھا بیتاب نے تیر مارا

کہو کہ جو کچھ ہو سکے قصور نہ کرو طولاب نے جو یہ خبر سُنی طبل جنگی بجوا دیا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا نظم یکایک ہوا وان سحر کا ظہور + اُڑا آشیانے سے طاؤس نور + وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ + بہت گرم خو اور روشن نگاہ + سپہ کی علامت سپیدہ ہوا + نشان آگے آگے خط صبح کا + کیا دبدبہ خلق پر آشکار + کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار + صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بادشاہ کے ساتھ ساحرون کا جماؤ ہی شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار گلنوش سب کے ساتھ ساتھ ہی کبھی رکاب بادشاہ پر ہاتھ رکھ دیتی ہی مگر میثاق کوہ گردان سبکے آگے بڑھا ہوا کل لشکر کا انتظام کرتا ہوا آتا ہی اُدھر سے طولاب آکر پہونچا گینڈا میدان مین نکالا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور آکر مقابلہ کرے میثاق گھوڑے کو بڑھا کر خدمت شاہ مین آیا عرض کی غلام کو رخصت ملے کہ جا کر اس مغرور کو سمجھا دون اُسکے ایسے کے ساتھ کرون کہ اپنی جان دے مین جانتا تھا کہ یہ پلٹ کر نہ آئیگا مگر جمشید کو معلوم ہوا اُسنے طائر سحر کو روانہ کیا اُسنے جا کر سحر اُتار دیا تب یہ یہانتک پھر آیا میثاق یہ کہکر مقابلہ طولاب مین پہونچا طولاب نے دیکھتے ہی گولہ مارا میثاق نے گولہ کاٹ دیا جو سحر طولاب نے کیا میثاق نے اُسکو بہ آسانی دفع کر دیا مگر طولاب نے جب پانچ چار سحر کیے تو میثاق نے طرف صحرا کے دیکھا اور پکار کر آواز دی کہ ای نگہبان ظلمات جلد آؤ اس مغرور سے آکر مقابلہ کرو یہ جو پکار کر میثاق نے کہا دیکھا جنگل سے ایک زنگی قوی تن و قوی من سلاح جسم پر آراستہ اکڑتا ہوا آتا ہی آتے ہی پکار کر آواز دی کہ ای وزیر اعظم کیا حکم ہوتا ہی میثاق نے پکار کر آواز دی تمکو تکلیف دی ہی کہ طولاب سے مقابلہ کرو مگر خوب سمجھ کر لڑنا یہ ساحر مغرور ہی عقل و فراست سے بہت دور ہی کسی فن مین کمی نہ کرنا زنگی نے عرض کی اس طور سے مقابلہ کرون کہ اُسکو یہی گمان ہو کہ پہلوان سے لڑ رہا ہون یہ کہکر وہ زنگی ٹہلتا ہوا سامنے طولاب کے آیا پکار کر آواز دی کہ او نامرد فرد بیار انچہ داری زمردی نشان + کمان کیانی و گرز گران + طولاب نے نیزہ مارا زنگی نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی زنگی لطف سے لڑ رہا ہی بعد تھوڑی دیر کے زنگی نے گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ طولاب کا توڑ کر پھینکا طولاب نے دیکھا کہ نیزہ ٹوٹا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا زنگی نے سپر پر گا نٹھا

کوئی بتخانے کو جاتا ہی کوئی کعبے کو ** پھر رہے گبر و مسلمان ہین تری گھات مین

ایک مدت سے ہون سائل ترے دروازے پر بوسہ یا گالی ملیگی تری خیرات مین

دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ کبھی موقوف ایسا پڑتا تھا خلل یار کی اوقات مین

پڑھ کے خط اور بھی مایوس ہوے وصل سے ہم یار نے بھیجا سفر سے ہمین سوغات مین

آتش مست جو مل جاے تو پوچھون اُس سے تو نے کیفیت اُٹھائی ہی خرابات مین

اُس نازنین نے آکر طولاب کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب باغ فرح افزا مین چلو وہانکے گل بو
تمھارے مشتاق ہین ذرا تمکو بھی تو معلوم ہو کہ مین کیا تکلیف اُٹھاکر آئی سُنا کہ طولاب بگڑا
مین نے خیال کیا کہ ایسا نہ ہو دشمنون سے جنگ ہو جاے تو باعثِ خرابی ہی عاشق کو سد
مشکل ہی طولاب اُس نازنین کے ساتھ روانہ ہوا میثاق نے آکر گلنوش سے کہا کہ ملکہ تو
سے ہمراہ شہریار اُتر چلو بعد تھوڑی دیر کے وہ پلٹے گا اب جو آئیگا تو اور رنگ مین ہوگا
گلنوش نے اُسی وقت کنیزون کو ساتھ لیا اسباب وغیرہ بار کرا کے ہمراہ بادشاہ کے
اُتر آئی لشکر مین بادشاہ کے بعیش و فرحت رہنے لگی مگر وہ نازنین طولاب کو ساتھ
صحرا مین آئی کہا آگے جاؤ دروازہ باغ فرح افزا کا ملیگا وہان ٹھہرو مین بھی آتی ہون یہ کہ
وہ نازنین رخصت ہوئی طولاب حیران و پریشان و سرگردان اُس صحرا سے نکلا سامنے
دروازہ باغ کا دکھائی دیا چاہا کہ باغ مین جاؤن دروازہ باغ کا بند ہو گیا طولاب در
پر کھڑا ہوا سر ٹکرا رہا ہی اور دمبدم پکارتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاق
کہان چلی گئین دروازہ باغ کا کھولو تو مین باغ مین داخل ہون کہ ایک طائر زفیلین بار
آیا گرد سر طولاب چرخ مارا اور چلا گیا طولاب کو ہوش آیا حیران تھا کہ مین یہان کیو
پہونچا کہ صحرا سے گرد اُڑی لشکر اسکا شدت تشنگی سے بیقرار و پریشان و حیران آکر پہونچا طو
نے لشکر کو ساتھ لیا بغیظ و غضب تمام پلٹا بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ طولاب با فو
مقابلے مین آکر اُترا پہاڑ کو ویران پایا خبر سُنی کہ ملکہ گلنوش داخل لشکر بادشاہ ہین ا
نامہ لکھا کہ ای بادشاہ جمجاہ مین گلنوش کو لینے آیا تھا گلنوش آپ کے لشکر مین چلی آ
اُن کو روانہ کر دیجیے ورنہ قیامت برپا کرونگا بادشاہ نے ایلچی کو جواب دیا کہ جاکر اپنے

تھ ڈالا آپس مین کشتی ہونے لگی طولاب ہر چند چاہتا ہی کہ بزور قوت بادشاہ کو پکڑ لاؤن مگر
نہ قابض نہین ہوتا بادشاہ کئی مرتبہ طولاب کو پکڑ لاے مگر چت کرنے کا ارادہ نہین کیا گردن
ہاتھ رکھ کے دو تین ہتّے ایسے مارے کہ طولاب اپنی جان سے بیزار ہو گیا بمشکل نکلا دو چار
رتبہ بادشاہ جو طولاب کو پکڑ لاے میثاق وغیرہ کھڑے ہین طولاب نے بدحواس ہو کے
کہا کہ ای شہریار ٹھہر جائیے مین باہر سے ہو کر آتا ہون ذرا ہوا کھا آؤن بادشاہ نے چھوڑ دیا
ولاب باہر نکلا دیکھا لشکر سے بادشاہ کے سرداروں کا تانتا بندھا ہوا ہی طولاب گھبرایا
سران فوج سے کہا کہ اگر ہو سکے تو پہاڑ پر تم بلوہ کرو صرف بادشاہ کو بلوہ کر کے گرفتار کر لو باقی
ن سب سے سمجھ لونگا بادشاہ کے لشکر مین دو ساحر زبردست ہین خونخوار و میثاق ان کو
مگر گرفتار کر لونگا اور سب کو بجرأت زیر کرونگا یہ سنکر فوج نے بلوہ کیا بادشاہ نے جو ہلڑ سُنا
رایا کہ ای میثاق دیکھو تو یہ کیسا ہنگامہ ہی میثاق نے باہر آکر دیکھا کہ طولاب نے بلوہ
رادیا ہی پہاڑ پر سرداران نامی سے تلوار چل رہی ہی میثاق آکر پہونچا اور آواز دی کہ
طولاب یہ تم نے کیا حرکت کی کہ فقرے سے باہر آے اور یہان آکر بلوہ کرا دیا معلوم ہوتا
کہ تم اپنی جان مفت دوگے طولاب نے میثاق کو للکارا کہ او میثاق تجکو ہمارے فعل
ن کیا دخل ہی ہم کو جو قدرت نے حکم دیا ہی وہ بجا لا دینگے جس طرح ہو سکیگا کرو کوشش
رینگے کیا تو مجکو صرف پہلوان جانتا ہی مین پہلوان بھی ہون اور سحر و ساحری مین بھی بعدیل و
نظیر ہون میثاق نے کہا کہ کوئی سحر کرو ہم بھی ذرا عجائب و غرائب دیکھین جس کام کو تم آے
ا کام تو تمھارا نہ نکلا گلنوش کو نہ لے جا سکے اب گلنوش بخدمت شاہ حاضر ہی اگر خود جمشید
ی اپنے مقام سے آے تو اُسپر قابض نہو طولاب نے میثاق پر گولہ مارا میثاق نے گولہ کاٹا
ر ایک دو ہتھڑ زمین پر مار دیا زمین تھرائی ایک آواز آئی کہ ای میثاق مین حاضر ہون
یثاق نے جواب دیا یہ تمھارا ہی کام ہی اُنھین شعیدون مین نام ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی
ر ایک آواز معقول آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

له رسوا ہوے انکا سہج سچ بات مین کیا — ای صنم لطف ہی پردے کی ملاقات مین کیا
نے وعدۂ فردا سے قیامت تو کیا — شک ہی ای نالۂ دل تیری کرامات مین کیا

از جانب جمشید ثانی میری گرفتاری کو آیا ہی مجکو اُسکی بدعت سے بچائیے یہ سُنکر بادشاہ اپنے مقام سے
اُٹھے فیروزہ سے فرمایا کہ مرکب تیار کر فیروزہ فورًا مرکب لیکر حاضر ہوا بادشاہ سوار ہو
اکیلے طرف پہاڑ کے چلے میثاق کوہ گردان کو ہرکارون نے خبر دی کہ بادشاہ اکیلے جاتے ہین
میثاق اپنی بارگاہ سے نکل آیا پکار کر کہا کہ ای شہریار آپ کہان جاتے ہین بادشاہ نے فرمایا
ٹھہرو مین آتا ہون میثاق نے کہا مین نہ مانونگا مین ہمراہ رکاب فیض انتساب رہونگا غلام کی
یہ مجال ہی کہ حضور کو اکیلا جانے دے اس عرصے مین اور شاہزادیان بھی آئین عنبر افشان
آکر قدمون کو بوسہ دیا بجرین گرد پھرنے لگی عرض کی ہم ساتھ چلینگے بادشاہ مجبور ہوے فرمایا
مین ناچار ہون تم لوگ فرداً فرداً آنا سب سردار الگ ہوے مگر میثاق سب کے آگے چلا
گلنوش عذر کر رہی ہی طولاب ہر مرتبہ ساتھ والون سے کہتا ہی کہ ہتھکڑیان بیڑیان لا
گلنوش کہتی ہی کہ ای طولاب ناحق مجکو قدرت ذلیل کرتے ہین مین باغی نہین ہون قدرت
سے بغاوت کر کے کہان جاؤنگی جیسا حکم دو وہ بجا لاؤن کہ میثاق آکر پہونچا برابر طولاب
بیٹھ گیا کہا ای طولاب ہاتھ گلنوش کا چھوڑ دو زبانی کلام کرو دیکھو تو کیا ہوتا ہی یہ ذہن مین
نہ سمجھو کہ ہمین کو سحر آتا ہی اور بھی کسی نے سحر سیکھا ہی طولاب ٹھرا گیا ہاتھ چھوڑ دیا کہا ای میثاق مجھے
یہ امید نہ تھی کہ ہمسے ایسے کلام کروگے میثاق نے کہا کہ ہم غلام بادشاہ جمجاہ ہین ممکن نہین
تم ان کو بہانے سے لیجاؤ ہم نہ جانے دینگے یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ
ملکۂ عالم بادشاہ آگئے گلنوش کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہوگیا کہ بادشاہ پردہ اُٹھا کر اندر آئے قریب
طولاب کے آکر کہا کہ ای طولاب تم کس وجہ سے آئے ہو طولاب نے کہا کہ حکم خداوند
کہ ملکہ گلنوش کو گرفتار کر لاؤ مین اسکے خلاف نہ کرونگا میثاق ٹہلتا ہوا قریب طولاب
آیا گلنوش سے اشارہ کیا کہ اُٹھ آؤ ایک بات سُن لو گلنوش اُٹھی طولاب نے کہا کہ ای
کہان چلین بادشاہ نے طولاب کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا فرمایا ای طولاب ہم کو رد کو عورت
پر کیا دست انداز ہوتے ہو یہ بات مردی سے بعید ہی طولاب نے جھلا کر کہا کہ ای بادشاہ
جمجاہ آپ مجکو کیا سمجھے ہین اگر بگڑ جاؤنگا تو سنبھالنا مشکل ہوگا بادشاہ نے فرمایا آپ بگڑ
[illegible] لین گے طولاب اپنے مقام سے ہٹا بادشاہ سے زور کرنے لگا بادشاہ نے کمر

رمز منہ سرائی کرنے لگا جمشید نے زانو پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو غضب ہوا وہ جو مین سمجھا تھا کہ افتاد پڑ گئی وہ ہی ہوا لڑائی بڑی گلنوش کو شکست حاصل ہوئی اب تدبیر ہو رہی ہی کہ مین بھی نکل جاؤن کوئی ایسا ہی کہ جاکر اُسکو روکے اور گرفتار کرکے یہان لاے یہ جو کہا شیرون مین سے اسکے ایک پہلوان اُٹھا کہ ساحر بھی بے نظیر ہی اور زور مین بھی زبردست ہی نام اسکا طولاب خارہ شکن ہی اُسنے دست بستہ عرض کی کہ یا خداوندا اگر حکم ہو تو گلنوش کو کشان کشان لاؤن جمشید ثانی نے حکم دیا کہ طولاب جلدی کرنا لشکر بادشاہ زبرکوہ اُترا ہی طولاب نے عرض کی کہ جاتے ہی اُسکو گرفتار کرلونگا اور لشکر سے بادشاہ کے لیکر آؤنگا ایسے ایسے لاف و گزاف کرکے طولاب روانہ ہوا یہان گلنوش مکدر بیٹھی ہی کنیزون سے کہہ رہی ہی کہ تم مین کوئی ایسا ہی کہ خدمت مین شاہ کی جاے اور میرا حال عرض کرے چند کنیزین عرض کر رہی ہین کہ واری ہم جائین بادشاہ کو جاکر سمجھاوین یقین ہی کہ خود تشریف لادین آپ کو با اعزاز لیجادین یہ ذکر تھا کہ طولاب آکر پہونچا پہاڑ پر چڑھ آیا کنیزون سے دریافت کیا کہ ملکۂ عالم کہان ہین کنیزون نے عرض کی کہ سامنے جو قصر ہی اُسمین تشریف رکھتی ہین طولاب اندر آیا آتے ہی گلنوش کا ہاتھ تھام لیا کہا ای ملکہ چلو تم کو خداوند نے بُلایا ہی گلنوش کا چہرہ زرد ہوگیا کنیز جو سامنے کھڑی ہوئی تھی اُسکو اشارہ کیا کہ خدمت شاہ مین جاکر حاضر ہو اس معاملے کو بیان کرنا وہ کنیز بھاگی لیکن طولاب ہاتھ ملکہ کا نہین چھوڑتا دمبدم یہی کہتا ہی کہ بہتر اسی مین ہی کہ چلی چلیے ایسا نہو کہ آپ کو ملال پہونچے گلنوش کہتی ہی کہ مین نے خطا کیا کی کہ جو مجھپر یہ بدعت ہی طولاب نے کہا کہ ہم نہین جانتے ہم کو حکم خداوند ملا ہی کہ گلنوش کو گرفتار کرلاؤ گلنوش نے کہا کہ ہاتھ چھوڑ دوین درباری کپڑے پہن لون تب تمھارے ساتھ چلون طولاب کہتا ہی مین ہاتھ نہ چھوڑ دن گا تخت سحر میرے ساتھ ہی اُسپر سوار ہو جب ہاتھ چھوڑونگا سامنے خداوند کے پہونچکر عذر کرلینا اُن کو اختیار ہی جو مناسب جانین گے وہ کرین گے طولاب نہین مانتا مگر کنیز گلنوش خدمت سعد شہریار مین پہونچی بادشاہ لالہ خونریز سے باتین کر رہے تھے اور فرماتے تھے کہ ای ملکۂ عالم ایک سر ہزار سودے ہین کہ اُس کنیز نے آکر سلام کیا بادشاہ نے پوچھا تو کون ہی کنیز نے عرض کی کہ مجکو ملکہ گلنوش نے بھیجا ہی اور آپ کی خدمت مین عرض کی ہی کہ ایک پہلوان

لے گیا ہی جب تو ہم لوگ لڑتے بھڑتے نکل آے اُنھین کے سبب سے ہم لوگون نے رہائی پائی جسو
کہ میثاق نے اُن کو اُٹھا لیا تو ہم لوگ مطمئن ہوے یہ ذکر تھا کہ میثاق آکر پہونچا لالہ خونریز کو
ہاتھون پر اُٹھاے ہوے راہ مین جو ملکہ نے کہا کہ مین عاشق جمال شہریار ہون میثاق نے
کمال عزت و آبرو سے لالہ خونریز کو لیا خدمت مین پہونچایا شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ بارگا
جا کر بیٹھو اور شاہزادیون کو حکم دیا کہ چند کنیزین براے خدمت ملکۂ عالم روانہ کرو دو کنی
کہ ہمراہ ہین براے خدمت گزاری خدمت لالہ خونریز مین آئین ملکہ بہ اطمینان فروکش ہو
مگر کنیزون سے کہا کہ جا کر شہریار سے عرض کرو کہ ذرا آپ بھی تشریف لائیے مین مدت سے
دیدہ و ہجران کشیدہ ہون جمال جہان آرا سیر ہو کر دیکھون کنیزون نے جا کر سعد شہریار سے ا
کی سعد شہریار تشریف لاے لالہ خونریز سے حکایت و شکایت ہوئی ملکہ نے بہت شکو
کہ ای شہریار آپ نے ہماری خبر بھی نہ لی سعد نے فرمایا اُس روز سے آج تک ایک ساع
مہلت نہین پائی تدبیر فتح طلسم مین مصروف ہون دشمنون کے زور فوجون کا آنا آٹھ پہ
رہتی ہی ہمنے ایک لمحہ راحت نہین پائی مگر اکثر تمھارا خیال آتا تھا کئی مرتبہ فیروزہ سے ک
ملکۂ عالم کا پتہ لگاؤ فیروزہ نے کہا کہ مین نے بہت جستجو کی مگر کہین نشان نہین ملا تب مین
ہوا یہان تو یہ کیفیت ہی مگر گلنوش جو پلٹی آکر شمار کیا تو معلوم ہوا کہ کئی ہزار کنیزین قتل ہو
مگر تیر مژگان بادشاہ دل مین پیوست ہین پریشان بیٹھی ہوئی کنیزون سے کہ رہی ہی کہ کیوا
اب کیا ہوگا میرا تو عجب حال ہی کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری ایسا نہ کہیے شاید قدرت کو خ
گلنوش نے کہا کہ قدرت کے اختیارات دیکھے آٹھ پہر خوف کرتے رہتے ہین اگر ایسا
کچھ اختیار رکھتے ہوتے تو معشوقون کو اپنی میرے ہمراہ کیون کرتے مگر لالہ خونریز نے
کمال کیا یہ کہکر ایک کنیز کو حکم دیا جا کر دریافت تو کرو کہ ملکہ کیا کر رہی ہین کنیز گئی تھوڑی دیر م
آئی خبر دی کہ ملکہ لالہ خونریز نے سعد شہریار کو بلوایا ہی اُنسے حکایت و شکایت ہو ر
یہ سُنکر ملکہ گلنوش اُٹھین کہا مین جاتی ہون عرض کرونگی کہ مجھ کشتۂ تیغ حسرت کا علاج
نہ کیا کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا قصر مین پھرا تمام کوہ پر گشت کی اور پلٹ گیا گلنوش نے کہا
خبر کرے طائر نے چرخ مار کر ہوش اُڑا دیے مگر وہ طائر اُڑتا ہوا قصر ہفت رنگ مین آ

ڑھی دور سے بلائین لینے لگی مگر میثاق جو چلا تھا اِس وقت پہونچا کہ دونون شاہزادیان گھری
ہوئی ہین مگر اِن پر کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا اب تک لڑبھڑ کر نکل جاتین مگر چونکہ لالہ خونریز کا خیال
ہی کہ اگر ہم نکل گئے تو اس شاہزادی کے واسطے باعث خرابی ہی اگر سحر و ساحری جانتی ہوتی تو
لڑبھڑ کر نکل جاتی میثاق نے آتے ہی ایک گولہ مارا کہ آگ برسنے لگی مگر گلنوش نے جو نعرہ شاہ
کی صدا سُنی اور لالہ خونریز نے گھبرا کر کہا کہ لو بوا تمھارے مطلوب آگئے گلنوش نے سر اُٹھا کر
دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال صف شکن تیغزن جری و بہادر صفون کو درہم برہم کرتا ہوا
تا ہی اور رو بمقابلے مین پہونچا علمِ شمشیر آبدار ہوا گلنوش نے بہ نگاہ غور چہرۂ بے نظیر کو
دیکھا جی مین کہتی ہی کہ یاسمن و عنبر افشان کی بیقراری جا سے تھی ایسے آفتاب عالمتاب سے
کیونکر رو گردانی کرین ای گلنوش انصاف شرط ہی مگر میثاق دو چار گولے پھینک کر قریب
عنبر افشان آیا کہا لڑتی بھڑتی نکل چلو عنبر افشان نے کہا کہ ای میثاق عجب مشکل کا مقام
ہی لالہ خونریز کہ مہتمم زندان دیر گاہ کی تھین آخر وہ شعیدہ مٹایا گیا اور بوجہ کوشش خونریز
ہم لوگون نے رہائی پائی چونکہ وہ سحر نہین جانتی ہین تو کیونکر ہو سکتا ہی کہ اُن کو دشمن نہین چھوڑ دین
لیکن ان گلنوش بلوہ کر رہی ہین ہم کو یہی خوف ہی کہ ایسا نہ ہو اُنپر کوئی زوال آجائے اُنھین
کی مہربانی سے ہم نے رہائی پائی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے سرداران بادشاہ جمجاہ لڑتے بھڑتے
پہاڑ پر چڑھ آئے میثاق نے لالہ خونریز کو نیچے مین دبایا گلنوش نے ہر چند چاہا کہ میثاق
اور کون مگر میثاق بلائے روزگار ہی ان ایسونکے سحر کو کب مانتا ہی دو گولے ایسے مارے
کہ زمین تھرا گئی گلنوش نے جو مجمع عظیم دیکھا گھبرا گئی اپنی جان کے خوف سے طبل بازگشت
بجوادیا سرداران نامی نے جو صدائے طبل بازگشت سُنی عنبر افشان و یاسمن کو بیچ مین لیا لڑتے
بھڑتے کوہ سے اُترے بادشاہ تو اپنی بارگاہ مین آئے عنبر افشان و یاسمن کو جو شاہزادیون
نے دیکھا سب کی سب خوش ہوگئین شاہ نے پوچھا کہ ای عنبر افشان و ای یاسمن اس قید مین
بڑے صدمے اُٹھائے دونون نے عرض کی کہ لونڈیان ہر وقت اسی خیال مین تھین کہ شہنشاہ
ہماری مدد کرینگے شکر کرتے ہین کہ آپ ہی کی مدد سے رہائی پائی کہ بادشاہ نے گھبرا کر کہا کہ کیون
و عنبر افشان لالہ خونریز پہ کیا گذری شاہزادیون نے عرض کی کہ میثاق اُنکو اُٹھا کر

صحرا مین روشنی ہی دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر سعد بن قباد فرد کش ہی فرش بچھوایا لالہ خونریز
آکر بیٹھین دونون قفس سامنے رکھ لیے سمجھانے لگین سمجھاتے سمجھاتے دونون کی زبانون سے سوز
نکالی دونون تڑپ کر اُٹھین سحر کرنے لگین ہنگامۂ جنگ گرم ہوا گلنوش بدحواس ہی کہ یہ کیسا ہنگا
ہوا قضاے کار سعد شہریار بارگاہ مین اپنی بیٹھے تھے کہ دیکھا بالاے کوہ ہنگامہ ہوا شعلے بھڑ
لگے آگ برس رہی ہی میثاق سے فرمایا ای میثاق ذرا خبر تو لو کہ بالاے کوہ یہ کیسا ہنگا
ہی سب کے پہلے فیروزہ بن عمرو چلا بالاے کوہ پہونچا دیکھا کہ یاسمن اور عنبر افشان بڑے
زور و شور سے لڑ رہی ہین چاہتی ہین کہ لالہ خونریز کو بھی لے اُڑین مگر گلنوش بڑھنے نہین
فیروزہ کو یاد آیا کہ یہ وہی شاہزادیان ہین کہ جنکو جمشید گرفتار کر کے لے گیا تھا فیروزہ
وہانسے اُترا خدمت شاہ مین آیا شاہ فوراً سوار ہوے میثاق کوہ گردان اُسوقت پہو
کہ آسمان سے دیکھا کہ یاسمن و عنبر افشان گھری ہوئی ہین گلنوش سحر کر رہی ہی لالہ خونریز
سحر و ساحری سے ناواقف چہرہ اُداس ہی عالم یاس ہی دعائین مانگ رہی ہی کہ ای مالک
میرے رحم اپنا شریک کر مجکو اس بلا سے نجات دے دیدار فرحت آثار بادشاہ اسلام دکھادے

ابتدا را ابتدا غیر از تو نیست — انتہا را انتہا غیر از تو نیست
دوستان ہنگام مطلب دوست اند — صاحبِ صدق و صفا غیر از تو نیست
وقت حاجت بندۂ محتاج را — مالک و حاجت روا غیر از تو نیست
نیست جز تو رافع درد جگر — چارہ ساز لادوا غیر از تو نیست
ازکہ جوید مدعا اہل سوال — صاحبِ جود و سخا غیر از تو نیست
در زمان حاکم بجز تو نیست کس — در جہان فرمان روا غیر از تو نیست
خالق و رزاق و رب العالمین — در خدائی ای خدا غیر از تو نیست
نیست غیر از تو بہ غربت آشنا — دوست ہنگام بلا غیر از تو نیست
دست ہندی عاجز و زار و نزار — بر کمالِ فضل تو امید وار

اس بیقراری مین دعائین کر رہی تھی کہ نعرۂ سعد شہریار کی آواز آئی لالہ خونریز نے جو
اُٹھا کر دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ لڑتے ہوے آتے ہین کھڑی ہو گئی بیتابی و بیقراری جو حد سے زیادہ

جاکر سمجھاؤ گلنوش اُٹھی کمرے مین آکر دونون کو سمجھانے لگی دونون مبہوت ہو رہی ہین غصے سے
جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتی ہی جمشید سے کہہ کہ اپنی صورت بنوائے ہم سے پیغام نہ کرے گلنوش آکر
جمشید سے کہنے کو تھی کہ آسمان پر برق چمکی چند جادوگرنیان تخت لالۂ خونریز حاکم زندان دیرگاہ
دوش پر اُٹھائے ہوئے آئین مگر ملکہ فراق مین بادشاہ کے تڑپ رہی ہی راتین ہجر کی کس مشکل سے
کاٹی ہین سامنے جمشید ثانی کے آئی اس ادا سے سجدہ کیا کہ جمشید بیقرار ہو گیا پوچھا کہ کیون ای
لالہ خونریز اس وقت کس مقام سے آنا ہوا لالہ خونریز نے عرض کی کہ زندان دیرگاہ ٹوٹ گیا
ہر ایک قیدی چھوٹ گیا مین عرض کرنے کو آئی ہون کہ وہ جو طریقہ تھا مٹا کہ گلنوش نے آکے
خبر دی کہ یاسمن و عنبر افشان انکار کرتی ہین لالہ خونریز نے پوچھا کہ یا خداوند وہ شاہزادیان
کون ہین گلنوش نے کہا کہ عاشق جمال بادشاہ جمجاہ خداوندا اُن کو گرفتار کر لائے ہین چاہتے
ہین کہ اپنے قبضے مین کرین وصل حاصل ہو لالہ خونریز کا یہ حال سُن کر دل کانپ گیا کہ خود مبتلائے
فراق ہی بادشاہ کے دیکھنے کا اشتیاق ہی کہا یا خداوند میرے ہمراہ اُن کو کر دیجیے مین اُنکو
سمجھا کر راضی کر دونگی اور تیور جو جمشید کے دیکھے کہ مجکو دیکھ کر بیقرار ہو رہا ہی اشارے سے
کہا کہ مین بھی حاضر ہونگی اور اُن کو بھی سمجھا کر لاؤنگی جمشید یہ سُنکر خوش ہو گیا کہا ای گلنوش اُن
دونون شاہزادیون کو اور لالہ خونریز کو اپنے کوہ پر لیجاؤ لالہ خونریز اقرار کرتی ہی کہ مین اُن کو
سمجھا کر حاضر خدمت مابدولت کر دونگی تم بھی شرکت کرنا شاید وہ راہ پر آوین گلنوش نے
ایک تخت تیار کیا لالہ خونریز تخت پر سوار ہوئی دونون قفس بھی برابر رکھ لیے اشارے سے کہا
گھبرانا مین تمھاری اعانت کرونگی بادشاہ سے ملاؤنگی مگر میرا ابھی خیال رہے دونون
نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہم جان و دل سے حاضر ہین کئی مہینے سے قید ہین تڑپ رہے ہین دیدار
شاہ سے محروم ہین گلنوش تخت اُڑاتی ہوئی چلی جب گلنوش جا چکی تو چند طائر سامنے جمشید
کے آئے کچھ زمزمہ سرائی کرنے لگے جمشید نے برہم ہو کر کہا کہ لو غضب ہوا جس صحرا مین گلنوش
گئی ہین اُسی صحرا مین لشکر بادشاہ فروکش ہی کوئی جاے اور جا کر گلنوش سے کہے کہ اُس
صحرا سے چلی آؤ ایسا نہ ہو گلنوش بھی مبہوت ہو جاے جمال بادشاہ نمونہ سحر ہی چند کنیزین
چلین کہ جا کر گلنوش کو خبر کرین مگر گلنوش لالہ خونریز وغیرہ کو لیے ہوئے بر سر کوہ پہونچی دیکھا کہ

صحرا مین اُڑ رہے ہین آہوان صحرائی گوشون سے نکل نکل کر جنگل مین جست و خیز کرتے پھرتے ہین اس طرف کبھارہی شیران فیلدر دم طوکے لگا رہے ہین کچھ پڑے سو رہے ہین پھولون کا زیر شجر نئے طور کی بہار طائرون کی زمزمون مین پکار صاف ثابت ہوتا ہی کہ میخوار ٹہل رہے ہین کسی جانب نخل ہاے موزون سنبل بیچان مثل زلف مہوشان کسی جانب نرگس شہلا مثل دیدۂ مہ لقا چمن مین مصروف ہی کسی جانب عشق بیچان کہ جسکا حال نہان و عیان ظاہر ہی کہ پیچ و خم اسکا زلف مہوشان مٹاتا ہی کبھی بلبلون کی زبان پر یہ ترانہ آتا ہی نظم

پھول سے عارض جو تیرے دیکھ پاے عندلیب
چھوڑ کر گلشن ترے کوچے مین آے عندلیب

سامنے آنکھونکے گلچین نے اُجاڑا آشیان
کس طرح غم سے نہ سر پر خاک اُڑاے عندلیب

سیر کرنے کو اگر جاے ہمارا نازنین +
توڑ کر گل صحن گلشن مین بچھاے عندلیب

قید سے کردے رہا صیاد کو آجاے رحم
داستان غم اگر دم بھر سُناے عندلیب

فصل گل آئی ہی مجکو اى ستمگر چھوڑ دے
روز ہی صیاد سے یہ التجاے عندلیب

دیکھ لے یہ قد جو بوٹا سا ترا او شمع رو +
بنکے پروانہ تری محفل مین آے عندلیب

صحن گلشن مین وہ رشک گل ہی محو خواب ناز
کوئی یہ کہدے نہ اتنا غل مچاے عندلیب

روضۂ شبیر بھی سطوت ہی اک باغ بہشت
نالہ ہر زائر کا ہی گویا صداے عندلیب

بلو شاہ جمجاہ نے جو وہ صحراے جنت نشان دیکھا شگفتہ ہو گئے فرمایا کہ اى فیروزہ آج لشکر اسی مقام پر اُترے کیونکہ آج کئی دن کے بعد یہ صحراے پُر فضا ملا ہی یقین ہی کہ فرحت تازہ سرداروں کو فیروزہ نے روکا لشکر اُترنے لگا ایک طرف بارگاہ بادشاہ جمجاہ استادہ ہوئی بادشاہ آکر تخت پر بیٹھے تاجداران عالی نژاد و سرداران والا نہاد گرد آکر بیٹھے ایک طرف میثاق کوہ گردان و خونخوار بلند بالا وغیرہ ایک سمت شاہزادیان کہ سحر و ساحری مین یکتا ہین مثل ملکہ لالہ زار و ملکہ دریا نوش و قمر عذار وغیرہ و ملکہ بحرین کہ جو منظور نظر میثاق سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین گلچینی جمال بادشاہ جمجاہ کر رہے ہین مگر اس صحرائی حاکم دل ملکہ گلشن نرگسی چشم دربار جمشید مین حاضر ہی کہ بیٹھے بیٹھے جمشید ثانی کو ملکہ یاسمن اور عنبر افشان یاد آئین کہا کیون صاحبو ہم نے یاسمن و عنبر افشان کو قید کیا اى گلنوش

...اتھ لیکر کوچ کیا باقی لشکر جو اور مقام پر تھا اُسکو بھی ساتھ لیا بشوکت تمام طرف قصر ہفت رنگ
...ی چلے کہ پہونچنا ان کا گزارش ہوگا قاسم نے اپنے لشکر کا یہ انتظام کیا ہے کہ تخت پر رنگین جادو
...سوار کیا ہے اور سپہ سالار اسلم جادو کو قرار دیا ہے اس شوکت و حشمت سے جاتے ہین

...و کلئہ داستان حیرت بیان بادشاہ اسلام کہ بشوکت تمام طرف جزیرۂ بلاخیز ...کے جاتے ہین پہونچنا اِن کا تا بہ جزیرۂ مذکور اور حالات راہ وغیرہ و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ و ساقی نامہ تو تصنیف مصنف

...ساقیا اپنے خم سے دہ جام
کہ ظاہر ہو میخوار پر یہ تمام
کہ ساقی کی آمد ہے دربار مین
...جاتی ہے بلبل بھی گلزار مین
بہم میکدہ مین ہے اک شور و شر
کہ ساقی کو ہوئے نہ غم کی خبر
...سب رند میخوار آباد ہون
ہوئین مرد و مسرور دلشاد ہون
کسی سمت ہے ابر گوہر فشان
...ہو میکدہ مین خوشی کا سمان
کسی سمت میخوارون کا ہے ہجوم
کہ ہے میکدہ مین خوشی کی یہ دھوم
...آمد ہے ساقیِ میخوار کی +
خوشی جا کے بلبل نے اظہار کی
گلونکو خوشی کا ہے سامان ملا
...ی طبع کو صاف یہ کھل گیا
کہ ساقی کی آمد ہے باصد خوشی
کہ میخوار ملتے ہین آکر سبھی +
...شی کا ہر اک سمت سامان ہے
مگر زلف دشمن پریشان ہے
ہوائین فرح خیز چلنے لگین
...دائین خوشی کی نکلنے لگین
ہوا شور لو آگیا ساقیا
ہر اک رند میخوار بھی خوش ہوا
...یا غنچون نے بھی آکر ہجوم
ہوئی میکدہ مین مبارک کی دھوم
نہال گلستان کو فرحت ہوئی
...اک غنچۂ گل کی شوکت ہوئی
ترانے یہ بلبل کے ظاہر ہوئے
کہ گلچین و صیاد حاضر ہوئے
...ر رنگ محفل دگرگون ہوا +
کہ ہر وقت تحریر عشرت فزا

چہرۂ گلچینان دوحۂ تحریر و
...تقریر و باغبانان گلستان جنت نظیر اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف
...صع نگار فصاحت ادا + چنین مینگارد ز کلک وفا + تحریر ہوتا ہے کہ بادشاہ با لشکر کثیر و جم غفیر
...ندان و سیرگاہ سے رہائی پاکر طرف جزیرۂ بلاخیز کے جاتے ہین لشکر ساحران و غیر ساحران ہمراہ
...ی بشوکت تمام صحرائے رشک بہار مین پہونچے دیکھا کہ عجب طرح کا صحرا ہے ہر گوشے مین یہ ثابت
...ہوتا ہے کہ درخت سرسبز و شاداب ہین نہرین جا بجا لاجواب ہین طائران زمزمہ سرا خوش الحانی

از بیر دۂ بیابان گردے برخاست زلفین دیکھنے لگی سمجھی کہ حسام کا کوئی معین اور آیا سامنے آکے
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک جادوگر گھوڑے پرسوار بارہ ہزار ساحران غدار الشت
پر بڑے کروفر سے آتا ہی قاسم کو جو لڑتے ہوے دیکھا فوج سے اشارہ کیا کہ ان دشمنون کو
مارلو آقاے نامدار لڑرہے ہین یہ کہکر اپنا گھوڑا بڑھایا نعرہ کیا کہ منم اسلم جادو ایک طرف
سے آکر حملہ کرکر جو سحر کیا آگ برسنے لگی حسام نے چاہا کہ بھاگ نکل جاؤن ایک طرف سے زلفین
نے آگ برسا دی ہی اور ایک طرف سے قاسم لڑرہے ہین ایک طرف سے اسلم نے د
سحر کیا کہ کچھ طائر پیدا ہوے سرون پرچرخ مارنے لگے کچھ شیران صحرا کچھ نہنگان دریا
پیدا ہوے اُنھون نے ساحرون کو کھالیا چیر چیرکر پھینک دیا مگر اسلم لڑتا بھڑتا قریب
قاسم کے آیا آکے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر
کئی دن سے آپ کو تلاش کررہا تھا شکر ہی کہ خیر و عافیت سے آپ کو پایا یہ ساحر کون ہ
جو آپ سے جنگ کررہا ہی قاسم نے یہ سب حال بیان کیا اسلم جادو نے جو زلفین ورنگین
کو دیکھا کہا ای شہریار یہ ساحران زبردست آپ کو ملے ہین اب مین جاکر حسام کو مارون ک
آپ کو مہلت ملے یہ کہکے جھپٹا سامنے حسام کے پہونچا سحر کرکے اُس کو ہٹایا اُدھر سے حسام
آتا تھا ادھر سے قاسم پہونچے حسام نے جو قاسم کو دیکھا سحر کہنے لگا جب سحر کی تاثیر کچھ
نہ ہوئی تب اسنے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے خالی دے کر جواب مین ہاتھ تیغے کا مارا تیغہ
تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کرتا جگرگاہ پہونچا حسام کے مرتے ہی فوج والے بھاگے لاشہ حسام
اُٹھالے گئے دامن صحرا کو مثل دامن مادر جان کر درہاے کوہ مین مخفی ہوے قاسم بفتح
فیروزی پلٹے زلفین نے جو اسلم جادو کو ہمراہ دیکھا بڑھکر پوچھا کہ ای شہریار یہ
اسلم جادو ہی یہ تو اس طریقے سے آیا کہ مین نے اسکو نہ پہچانا خوب وقت پر آیا قاسم نے کہا یہ د
سے مطیع ہوچکا ہی زلفین نے کہا اب فوج معقول آپ کو ممکن ہوئی اب کوچ فرمائیے اور طر
قصر ہفت رنگ کے چلیے یقین ہی کہ لڑائی بڑے اور جمشید کو بھی معلوم ہو کہ کسی سے مقا
پڑا اپنی جان سے عاجز ہوگا قاسم سب لشکر کو لیکر قلعے مین آے رنگین نے بڑی دھوم سے آ
کی دعوت کی جلسہ آراستہ ہوا تین دن لشکر اس مقام پر رہا تین دن کے بعد قاسم نے ان س

رات بھر جلسہ رہا صبح کو سب سو گئے حسام آگرگرا فوج رنگین کو قتل کرنے لگا ہلڑ جو ہوا قاسم
اپنے مقام سے اُٹھے مرکب پر سوار ہوے فوج سے لڑنے لگے مگر زلفین جو گھبرا کر اُٹھی دیکھا
کہ موتیون کا مالا کھونٹی پر لٹکا ہی گھبرا کر کہا کہ ای شہریار آپ غضب کرتے ہین یہ تحفہ نایاب جسکو
دستیاب ہو وہ اُسکی قدر نہ کرے جوش جرأت مین جا پڑے آگر باپ کو اُٹھایا رنگین جادو
سحر کرتا ہوا نکلا زلفین نے دیکھا قاسم مجمع مین لڑ رہے ہین حسام نے سحر کیا گھوڑا چلتے چلتے
رُکا ہاتھ بھی رُک گیا حسام نے دور سے دیکھا کہ قاسم لڑتے لڑتے رُک گئے زلفین جھپٹ کر
بلند ہوئی اُترتے اُترتے مالا پھینکا قاسم کے گلے مین جو مالا آیا جوش جرأت زیادہ ہوا حسام
نے آکر ہاتھ تلوار کا مارا سمجھا تھا کہ میرے سحر مین مبتلا ہین قاسم نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا کے
سے ہاتھ نکال کر ہاتھ ماردیا تلوار جھک کر گری سپر کو کاٹ کر سر حسام زخمی کیا حسام نے پکار کر
آواز دی کہ یارو مابدولت زخمدار ہوے تم سب مل کر اس جوان پر ٹوٹ پڑو گرفتار کر لو
فوج نے بلوہ کیا ہرچند کہ قاسم شیرانہ لڑ رہے ہین مگر پچاس ہزار ساحرون نے بلوہ کیا ہی
کس کس کو قتل کرین زلفین نے جو دور سے دیکھا کہ قاسم گھرے ہوے ہین مگر رستمانہ لڑ رہے ہین
کئی سو لاشہ گرد مرکب کے پڑا ہی قاسم کس دھوم سے لڑ رہے ہین بقول شاعر فرد ترک خنجر دا
گردون ہر دم از چرخ برین + رزم او مید ید و میگفت آفرین صد آفرین + جی مین کہتی ہی
ای زلفین جرأت ان لوگون پر ختم ہی کس دھوم سے لڑ رہے ہین دہ علمدار فوج کو مارا مگر
فوج کا بلوہ بڑھتا جاتا ہی ہر طرف سے ساحر سمٹکر آ گئے ہین بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگی کہ ای
رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر نظم

ہر کہ کرد از مال دنیا احتراز	سر برخش باب سعادت گشت باز
آدمی دارد بدنیاے دنی +	عمر خود کوتاہ و امید دراز
صاف دارند از کدورت آئنہ	بندگان نیک سیرت پاک باز
زندگانی کُن لبسر ای زندہ دل	روز و شب در طاعت و عجز و نیاز
بندہ شو ای مالک ملک و منال	سر بنہ در سجدہ ای گردن فراز

بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عز بے بدل

کے گلے مین ڈالدے جھٹکا مارا اور حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھکر محفل مین لایا قاسم
اپنے مقام پر بیٹھے ہین زلفین جادو خاموش ہی سحر فراموش ہی سیارہ نے رنگین کو ایک نخل
سے باندھا ہوشیار کیا کہا کیون ای رنگین قدرت پروردگار کو دیکھا کہ تم کو گرفتار کرادیا
اب بہتر یہی ہی کہ اطاعت اسلام کرو ورنہ اب نہ چھوٹو گے ابھی قتل کرونگا رنگین سوچا کہ بیٹی
نے سچ کہا تھا کہ زمانہ انقلاب آگیا خداوند چولا تبدیل کرنے کو ہین انھین کی اطاعت کرو تو جان
بچیگی ورنہ نہین معلوم فلک کیا رنگ دکھاے گا اپنا کیا ہوا آگے آئیگا اشارہ کیا کہ مین
اطاعت کرتا ہون سیارہ نے اُسکو کھولا زبان سے سوزن نکالی رنگین قدمون پر قاسم
کے گرا اطاعت اسلام قبول کی بیٹی سے کہا کہ اب قلعے مین چلو یہان رہنا کیا ضرور ہی بیٹی
اور قاسم کو ساتھ لیکر قلعے مین آیا سامان دعوت مہیا کیا دور جام بے اندیشۂ انجام
چلنے لگا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہین ناچ گانا ہو رہا ہی ایک نازنین
خوش آواز بصد ناز و ادا یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گا رہی ہی نظم

در دلم تا کی خیالِ خام دنیا بگذرد	بر سرم تا چند این آشوب سودا بگذرد
بگذرد دہر گہ خیال عافیت در خاطرم	شعلۂ آہِ دلم از سقف مینا بگذرد
او محبت میفزاید در سر بازار عشق	بر سرِ عاشق ز رسوائی چو غوغا بگذرد
شب شود سہر روز بر امید فردا روز ہین	حیف این عمرے کہ بر امید فردا بگذرد
بعد ازین مخفی من و پاس دلِ فارغ ز غم	تا بہ کی عمر گرامی در تمنا بگذرد

قاسم خوش بیٹھے ہین زلفین پہلو مین رنگین جادو تخت پر بیٹھا ہی کہ ایک طائر اُڑتا ہوا
آیا محفل کو دیکھ کر بھاگا رنگین نے گھبرا کر کہا کہ ای زلفین تمنے دیکھا یہ طائر واسطے خبر کے
آیا تھا زلفین نے کہا کہ سمجھا جائیگا مگر وہ طائر اُڑتا ہوا سامنے جمشید ثانی کے پہونچا
زمزمہ سرائی کی جمشید نے کہا لو غضب ہوا رنگین جادو بھی مطیع ہوا سب ساحر نمک حرامی
ظاہر کر رہے ہین مگر جسدن بگڑونگا سب کو قتل کر ڈالونگا یہ کہکر حکم دیا کہ کوئی ساحر
سے ایسا جاے کہ زلفین و رنگین و قاسم کو گرفتار کرکے لاے حسام جادو اپنے
سے یہ کہکر اُٹھا کہ ابھی سب کو لاتا ہون یہ کہکے روانہ ہوا اگرچہ پچاس ہزار فوج لیکر چلا

دن سوچا کیا شام کو اپنے مقام سے اُٹھا طرف باغ زلفین کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ قاسم مسند پر بیٹھے ہین کنیزین وغیرہ پشت پر بیٹھی ہین ایک کنیز گلرنگ نامے یہ اشعار بیٹھی گارہی ہی نظم

دلے کہ بہر حسینان عدوے ما گردد　　چسان بہر دم بیگانہ آشنا گردد
بہر دیار کہ گردد بلا بر انگیزد ❊　　مرا بدیدہ امید تو تیا گردد
مکن تکبر دولت منازبر حشمت　　کہ از ادائے مخالف غنی گدا گردد
ز داغ درد جدائی دل فلک سوزد　　دران زمان کہ دلے از ولی جدا گردد
من ومحبت و در سر ہواے سودایش　　کہ سایہ اش بسرم سایۂ ہما گردد ❊

قاسم نے موتیون کا مالا اُتار کر رکھدیا ہی زلفین تو غافل بیٹھی ہی کہ آسمان سے نعرے کی آواز آئی کہ منم رنگین جادو زلفین حیران ہو کر رہگئی قاسم کے پاٹون زمین نے تھام لیے سیارہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ رنگین آسمان سے اُترا آکر بیٹی کی کمر مین پنجہ دیا چاہا کے اُڑون کہ پہلو سے آواز آئی ہان ہان صاحب ذرا ٹھہر جاؤ میری بھی سُن لو خبردار پرپرواز پیدا نہ کرنا ورنہ بہت خلاف گذریگا یہ کہکر جست کر کے قریب آیا رنگین نے دیکھا ایک کنیز نوجوان ہنستی ہوئی آتی ہی کہتی ہوئی کہ سامری کی عنایت خداوند جمشید ثانی ہر مقام پر مدد کرتے ہین اسوقت میرے ہوش وحواس مطلق درست نہین ہین ای رنگین مجکو بچالے عیار نے آکر مجکو حیران کیا مگر مین نے اپنے کو بچایا تم میرے ساتھ چلو تو مین عیار کو گرفتار کرا دون رنگین ہنستا ہوا ہمراہ ہوا راہ مین کنیز نے کہا کہ ای رنگین جادو جب وہ عیار نگوڑا مجکو ملا تو ہنس ہنس کے باتین کرنے لگا مین نے انکار کیا تب اُسنے پنجہ مارا شانہ میرا زخمی ہوا اب مین دل مین سوچی کہ چل کر رنگین جادو سے اطلاع کرون مین نے تم سے آکر فریاد کی ہی جلد بتا دون تم اُسے گرفتار کر لو ایسا نہ ہو وہ بھاگ جاے رنگین کنیز کے ساتھ چلا ایک نخل کے قریب آکر کنیز نے کہا صاحب دیکھو وہ سامنے بیٹھا ہوا زنانے کپڑے پہن رہا ہی رنگین نے کہا کہ مین نے نہین دیکھا کنیز نے ہنسکر کہا کہ آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ناک اپنی کٹوا ڈالو تم سحر کرو زمین اُس کے پاٹون تھام لے گی پھر تم کو دکھا دینگے نگوڑے کو گرفتار کر کے قتل کرین پنجہ مارنے کا بدلہ ملے تب ثابت ہو کہ انجام کیا ہوا رنگین نے گولہ کمر سے نکالا اسم سحر پڑھ کے پھینکا کنیز نے حلقۂ کمند

نہ کریگا رنگین نے ساتھ والون سے کہا کہ یارو تم نے دیکھا کہ اس گیسو بریدہ نے وہ مالا گلے
قاسم کے پہنا دیا کہ سامری بناکر ہمارے خاندان کے سپرد کر گئے تھے کہ جب اسکو گلے مین
تو کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا مگر چہار جانب سے گھیر کر ان دونو نکو گرفتار کر لو چہار طرف سے فوج
لینا کہکر چلی قاسم مرکب بڑھا کر آپڑے پلارک افراسیابی سے قتل کرنے لگے زلفین
وہ سحر کیا کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر آیا آگ برسنے لگی جسپر شعلہ گرا وہ جل کر خاک ہوا تھوڑے
عرصے مین لشکر رنگین نصف رہگیا کنیز دن نے وہ سحر کیے کہ ہزارون قتل ہوے مگر قاسم
بھڑتے سامنے رنگین کے پہونچے رنگین نے کئی سحر کیے قاسم پر آگ برسائی مگر کوئی شعلہ
قریب نہین آیا یہ مرکب اڑاتے ہوے سامنے رنگین کے آے رنگین نے جو قریب دیکھا ہاتھ
کا مارا قاسم نے پلارک پر روکا اور الجھا دے سے ہاتھ نکال کر تلوار لگائی برق تڑپ
کہ رنگین کا سر زخمی ہوا قاسم نے چاہا سر کاٹ لون رنگین نے گھوڑا بھگایا اہل فوج
آپڑے کئی سو جوان ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے رنگین آخر کار شکست کھا کر بھاگا
نے ایک کنیز کو نامہ دیکر بھیجا کہا جا کر باوا جان کو سمجھانا کہ بہتر اسی مین ہی کہ ہماری شرکت
جو ساحر کہ جمشید کا ساتھ دیگا وہ مارا جائیگا اور جو شریک مسلمانان ہوگا وہ عہدہ جلیل
پائیگا اگر مناسب ہو تو چلے آئیے بصدق دل اطاعت کیجیے کنیز کو روانہ کیا کنیز نامہ
چلی یہان رنگین جو شکست خوردہ آیا قلعے مین بیٹھا ہی مگر افسوس کر رہا ہی کہ یارو مین
شکست کھائی بیٹی کے ہاتھ سے یہ ذلت اٹھائی اب کیا تدبیر کرون مصاحب کہہ رہے
کہ پھر لشکر کشی کیجیے ایکے مرتبہ جان دین گے مگر قدم نہ ہٹائین گے اُن کو بھی معلوم ہو
جنگ کرنے والے ایسے ہوتے ہین یہ صلاحین ہو رہی ہین کہ عرض ہوئی گلبدن نا
ایک کنیز ملکہ کی بھیجی ہوئی آئی ہی رنگین نے کنیز کو سامنے بلوایا نامہ لیکر پڑھا مضمون
آگاہ ہو کر ساتھ والون سے کہا کہ یارو بڑی شرم کی بات ہی کہ بیٹی سمجھاتی ہی مین اُسکا
قبول نہ کرونگا اُسکو گرفتار کر کے لاؤنگا تب اُسکو اختیار رہی اگر اطاعت قبول کی تو فبہا
اُسے قتل کرونگا سب نے کہا سرکار کو اختیار ہی اُسنے کنیز سے کہا کہ کہدینا ای سنور نظر
کیا وہ بہت خوب کیا مین تمھاری اطاعت نہ کرونگا کنیز روانہ ہوگئی مگر رنگین جادو

اے ہو زلفین کو ایک نامہ لکھون اگر وہ چلی آے تو بہتر ہی سب نے کہا کہ وہ عشق مین قاسم کے
ہوت ہو رہی ہین مناسب یہ ہی کہ چل کر گھیر لیجیے جب دباؤ پڑیگا تو ضرور اطاعت کرینگی اور
ر نامہ لکھے گا تو آپ کا قول ضائع ہو گا لشکر لیکر چلیے لشکر باغ کو گھیر لیگا آپ تنہا بیٹی کے پاس
ئیے گا اور سمجھائیے گا کیا تعجب ہی کہ آپ کی اطاعت کرین جب رنگین جادو نے مصاحبون
ے یہ سُنا فوج کو آراستہ کیا مگر پہلے نامہ بر کو بھی نامہ دیکر روانہ کیا اور اُس سے کہا کہ ای نامہ بر زبانی
نی کہنا کہ باپ نے تمھارے دیلم کو قتل کیا اب مجھسے خوف نہ کرو میرے پاس چلی آؤ نامہ دار اُدھر
ار رنگین جادو نے لشکر تیار کیا اور تخت پر سوار ہوا یہان زلفین جادو نہایت خوش اور
مضبوط ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ دیلم ہاتھ سے رنگین کے مارا گیا اب رنگین لشکر لیکر آتا
ز زلفین نے قاسم سے کہا کہ آپ تو مخفی ہو جائین مین طریقے سے جنگ کرونگی قاسم نے کہا کہ
ی ملکۂ عالم مردی سے یہ بعید ہی کہ ہم تو کنارے بیٹھین اور تم برائے مقابلہ جاؤ قاسم نے نہ
بول کیا تلوار ٹیک کر اُٹھے چاہتے تھے باہر جادین کہ آسمان سے ایک ساحر اُترا اُسنے آکر نامہ
لفین کے ہاتھ مین دیا نامے کو پڑھا مضمون سے آگاہ ہو کر زلفین نے نامہ دار کو جواب دیا
کہ ہمارے والد نامدار سے کہدینا کہ بہتر اسی مین ہی کہ قاسم کی شرکت کیجیے کتاب سوانحات
کو ملاحظہ فرمائیے کہ خود قدرت صاف لکھ چکے ہین کہ فلان سنہ مین زوال عملداری
للدرت ہی اور مین یہ ہرگز نہ مانونگی جو اُنسے ہو سکے قصور نہ کرین نامہ دار نے دیر تک ملکہ
کو سمجھایا کہ ملکہ باپ سے سرکشی نہ کرو تمھاری حفاظت کے واسطے دیلم کو مارا زلفین نے کہا کہ
د نامہ دار زیادہ زبان درازی نہ کر جا کر جواب دے دے اگر ہماری موت اُن کے ہاتھ سے
ر تو کیا چارہ اور اگر موت نہین ہی تو کون ہم کو قتل کر سکتا ہی نامہ دار پلٹ گیا قاسم گھوڑے
سوار ہوے زلفین دریاے سحر مین غوطہ مار کر مع کنیزون کے باغ سے نکلی صفین جما کے
ڑی ہوئی کہ صحرا سے گرد اڑی رنگین جادو آگے آگے پشت پر دس ہزار فوج آیا دور سے دیکھا
ہ قاسم مرکب پر سوار ہین زلفین جادو مع چند کنیزون کے سینہ سپر کیے ہوے کھڑی ہی چاہتی ہی
جنگ شروع ہو تو سحر کرون قاسم قبضے پر ہاتھ ڈالے کھڑے ہین مگر زلفین نے باپ کے سامنے
تیون کا مالا گلے سے اُتارا گلے مین قاسم کے پہنا دیا اور کہا ای شہریار کسی کا سحر آپ پر تاثیر

کہا دریافت تو کرو کہ یہ کہان جاتا ہی ہرکارے گئے اور خبر لیکر آے کہ یہ سر باغ رنگین حصا
ہی رنگین جادو دس ہزار فوج لیکر قلعے سے نکلا راستہ روک کر کھڑا ہوا پکار کر آواز
کہ ای دیلم آگے نہ بڑھنا ہر چند کہ اُس گیسو بریدہ نے حرکت خلاف کی مگر مین اُسکو سزا دے
دیلم نے پکار کر کہا کہ ای برادر ناحق برہم ہوتے ہو مجکو قدرت نے حکم دیا ہی رنگین جاد
نے کہا کہ میرے پاس کیون نہ خبر بھیجی مین سمجھ لیتا دیلم مقابلۂ رنگین مین اُتر پڑا جانبین
طبل جنگی بجے جب دونون لشکرون مین طبل جنگی بج گئے تو تیاریان جنگ کی ہونے لگین
اپنے اپنے سحر تیار کر رہے ہین مگر ملازمان دیلم سحر درست کر رہے ہین تیر و کمان دو ش
ڈالتے ہین ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ کل لشکر رنگین کو لوٹ لین گے ایک کو زندہ نہ چھوڑ
کیا سمجھ کے قلعے سے نکلا ہی ہمارے مالک سے کب مقابلہ کر سکتا ہی دیلم کا وہ سحر ہی کہ ز
ہلا دیگا قلعے مین گھس چلین گے قلعہ بھی لوٹ لین گے جانبین مین یہی ہنگامے ہین کہ جا
گذر کر وہ وقت آیا کہ ظلم رُخِ شمع مائل بہ زردی ہوا ٭ لباس فلک لاجوردی ہوا ٭ مو
اذان سے ہوے بہرہ مند ٭ ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند ٭ لگے ہونے آنکھون سے تارے
اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان ٭ جب دونون لشکر میدان مین آے دیلم نے گینڈا
پکار کر آواز دی کہ ای رنگین جادو اب ہم کو ثابت ہوا کہ تمھاری بیٹی نے جو قاسم سے
ہی تو تم بھی اس فعل پر راضی ہو اب مقابلے مین آؤ رنگین جادو نے ایک ہزبر آتشین ط
اُسپر سوار ہو کر مقابلۂ دیلم مین آیا آپس مین سحر چلنے لگے آخر دونون لشکر آپس مین مل گ
ہوئی اگرچہ دیلم لڑتا بھڑتا ہر مرتبہ مقابلۂ رنگین مین آتا ہی لیکن ساحر بیچ مین آجاتے ہ
نہین ہوتا دونون کو یہی ہوس ہی کہ کسی طرح مقابلہ ہو دیلم یہ جانتا ہی کہ مین رنگین کو
اور رنگین کو یہ خواہش ہی کہ مین دیلم کو قتل کرونگا ہر مرتبہ دو دو سحر چلے اور پھر الگ ہو
ایک مقام پر دیلم لڑ رہا ہی رنگین نے پشت پر سے آکر ہاتھ ہلایا برق تڑپ کر گری
حیات دیلم کو جلا دیا جب لشکر بے سردار ہوا تو رنگین نے سب کو شکست دی کچھ
ہوے اور کچھ بھاگ گئے اور بعض نے اطاعت رنگین کی رنگین نے لاشے پڑے رہنے
بفتح و فیروزی پلٹا قلعے مین آکر بیٹھا مصاحبون سے صلاح کرنے لگا کہ یارو تم سب ک

کہ زلفین مجھسے راضی ہی یہ انکار ظاہر کا ہی کنیزون سے کہہ آئی کہ مین زیر حکم دیلم ہون کسی امر سے
مجھکو انکار نہین نمک ریز نے پلٹ کر دیکھا کہ دیلم خود دوڑا ہوا آتا ہی جھپٹ کر قریب نمک ریز کے
پہونچا کہا ای نمک ریز وہ دیکھو ابر تیرہ و تار اُٹھا ہی شاید خداوند آتے ہین جیسے ہی نمک ریز
ہٹا سیارہ نے خنجر مارا کہ نمک ریز کا شکم چاک قصہ پاک ہوا زبان سے زلفین کی سوزن
نکالی زلفین تڑپ کر اُٹھی سیارہ کی تعریفین کرنے لگی کہا ای سیارہ کیا کہنا کیا وقت پر پہونچے
یہان دیلم نکل جانے سے زلفین کے کہہ رہا ہی کہ نمک ریز زلفین کو کہان لے گیا کہ زلفین آکر آسمان
سے بھی ماش کے دانے لشکر پر مارے دیلم ہر طرف دوڑتا پھرتا ہی اپنے ساحرون کو ہرچند بچاتا ہی
جسپر دانہ ماش کا پڑا وہ جل کر رہگیا کہ صحرا سے گرد اُڑی قاسم بھی آکر پہونچے نعرہ کرکے لشکر پر
گرے نعرۂ قاسم سے ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ ⁂ زخم تیغ برابرو نیزہ بہ ماہ ⁂ ز آب دم
دست ستم زمین ⁂ ہمہ باختر شد بہ زیر نگین ⁂ اب جو قاسم آکر گرے فوج کو درہم و برہم کر دیا مگر
زلفین آنے سے قاسم کے گھبرا گئی حیران تھی کہ ایسا نہ ہو کہ قاسم کسی کے سحر مین پھنس جائین یہ
سوچ کر تڑپ کر گری قاسم کے گلے مین ایک موتیون کا مالا پہنا دیا اور کہا کہ اب آپ پر کسی کا
سحر تاثیر نہ کریگا لڑتے بھڑتے نکل چلیے قاسم نے جم کر دو حملے کیے اور زلفین کو ساتھ لیا طرف
صحرا کے نکل گئے دیلم نے پلٹ کر دیکھا کہ کئی ہزار ساحر مارے گئے اور زلفین نکل گئی حیران
حیران دیکھ رہا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ قاسم زلفین کو نکال لے گئے دیلم نے کہا پھر
دیکھ لونگا پلٹ کر قلعے مین آیا فوج کا انتظام کیا مگر قاسم و زلفین جو چلے تھے اُسی باغ مین آکر
پہونچے کہ جس باغ کو رنگین حصار کہتے ہین رنگین جادو باپ زلفین کا باغ سے الگ ایک
قلعہ ہی اُس مین رہتا ہی ہرکارون نے اُسکو خبر دی کہ دختر آپ کی قاسم پر عاشق ہوئی
دیلم جادو کو حکم خداوندی ملا تھا وہ گرفتار کرکے لے گیا تھا مگر قاسم اُسکو لڑ بھڑ کے
لے آئے ہین باغ مین بیٹھے ہین رنگین جادو یہ خبر سُن کر بہت جھلاّیا کہتا تھا کہ قدرت نے یہ کیا
کیا دیلم کو کیون حکم دیا وہ تو ہمیشہ سے میرا دشمن ہی مین سمجھ لیتا اگر میرے نام حکم آتا تو مین
زلفین کو گرفتار کرکے روانہ کر دیتا قدرت کو تکلیف نہ ہوتی یہ کہہ رہا ہی یا لائے قلعہ
دیکھا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ دیلم جادو مع فوج کہین جاتا ہی ہرکارون سے

رو کے سے نہ رُکونگی سیارہ نے سوزن زبان سے نکالی آپ تو کود کر ایک جانب بھاگا زلفین
جو کڑکی چند دانے ماش کے پھینکے کئی سو ساحر جل گئے ویلیم نے پکار کر آواز دی کہ ہان یارو اسکو
گرفتار کرلو اگر نکل جائیگی تو بڑا فتور برپا کریگی نمک ریز جادو کہ منتظم کل لشکر ہی کل فوج کو
لیکر اُٹھا سب نے مل کر سحر کیے زلفین زمین پر آئی لڑتی بھڑتی چلی نمک ریز جادو سے سامنا
اسنے پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم اب کیا ارادہ ہی مین آپ کی خدمت کو حاضر ہون زلفین
نے گولہ مارا نمک ریز نے کاٹا سحر کو دفع کرکے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا ایسی گرد اُڑی کہ
زلفین خاموش ہوگئی نمک ریز نے زلفین کو گرفتار کیا اور لیکر بھاگا پہلوے کوہ مین آ
ایک تختۂ سنگ پر بٹھادیا اور کہا کہ کیون ای زلفین اس وقت کی خبر نہ تھی اگر وصل ویلیم
قبول کرو تو صورت رہائی کی ہو زلفین نے کچھ جواب نہ دیا آنکھون سے آنسو جاری ہوے
دعائین مانگ رہی ہی عرض کر رہی ہی کہ ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی اس آفت سے بچالے نظم

چرا نہ بندہ کند بر جبین عنایت ناز
که حق قبول کند نا زجملہ را بہ نیاز

نوشت کاتب قدرت بنامۂ اعجاز
جدید صورت و شکل جدید تازہ طراز

ز نور حسن بہر دیدہ میر سد جلوہ
ز سوز عشق بہر گوش میر سد آواز

خبر ز وحدت حق بے خبر نمیدارد
که ہست واقف این رمز نکتہ دان رماز

بہ بند بندگی حق نباشد آن بندہ
که مبتلاے ہوا باشد و مقید آز

غریب و عاجز و مسکین بندۂ خاکی
بدار و ہر کند بر کدام عزت ناز

بملک ہند ازین نظم فارسی ہندی
نمود تازہ سخن را چو بلبل شیراز

نمک ریز چاہتا ہی کہ زلفین کو قتل کردن خنجر لیے ہوے ڈرا رہا ہی کہ رہا ہی کہ ای زلفین
وصل ویلیم قبول کرو ورنہ تم کو قتل کرونگا خیال تو کرو کہ تم نے مسلمان سے میل کیا اور ویلیم کے
وصل پر قدرت بھی تمسے خوش ہونگے اور تمھاری خطا معاف کرین گے زلفین جواب دیتی
کہ جو کیا وہ کیا اُن کا قاتل بھی آتا ہی اگر ہم نہ ہونگے تو کیا ہوگا جو تیرے مزاج مین آے
وہ کر مین ویلیم کو نہ قبول کرونگی اسی وجہ مین مین جان دونگی نمک ریز نے خنجر کھینچا کہ زلفین
کو قتل کردن کہ پہلو سے آواز آئی کہ او نمک ریز کیا کرتا ہی خبردار خنجر نہ مارنا مجکو پیغام آچکا

جاؤن اور قاسم کو گرفتار کر لاؤن جمشید نے حکم دیا دیلم جادو اُڑتا ہوا چلا اُس وقت پہونچا
کہ قاسم و زلفین مسند سے اُٹھے ہین روشون پر پھر رہے ہین کہ آسمان سے آواز آئی کہ ارے
او شوخ دیدہ و گیسو بریدہ تیرے لیے سرکار خداوند سے حکم ہوا ہی کہ گرفتار کرکے لاؤ زلفین نے
سر اُٹھایا دیلم کو دیکھکر نعرہ کیا کہ او بیحیا مین کیا تیرے خداوند کی کنیز ہون جو تجھسے ہو سکے
اُس مین قصور نہ کر دیلم تڑپ کر گرا اس طرح کا سحر کیا کہ زلفین پریشان و خاموش ہوکر کھڑی
ہو گئی دیلم نے زلفین کو اُٹھا لیا اور کہہ گیا کہ او جوان اسکو قید کر آؤن تو آتا ہون تجھے بھی
لیجاؤنگا دونون کے سر خدمت خداوند مین پہونچاؤنگا قاسم تڑپ کر رہگئے مگر دیلم روانہ ہوا
سیارہ نے عرض کی کہ غلام جاتا ہی جاکر ابھی خبر لاتا ہی یہ کہکر سیارہ چلا قاسم سے کہگیا کہ آپ
تشریف نہ لائیے گا مین جاکر تدبیر کرتا ہون مگر دیلم زلفین کو لیے ہوے قلعے مین آیا ایک گوشے
مین زلفین کو بٹھا دیا خود بالاے قلعہ ٹہل رہا ہی ارادہ ہی کہ براے گرفتاری قاسم جاؤن
کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آتا ہی دیلم نے پکار کر پوچھا کہ کیون او ساحر
کیا خبر ہی سیارہ نے پکار کر کہا کہ مین خبر لے کر آیا ہون قریب پہونچون تو عرض کرون یہ کہتا ہوا
بالاے قلعہ آیا پوچھا آپ نے ملکہ کو کیا کیا دیلم نے کہا کہ وہ سامنے بیٹھی ہی اسقدر بیقرار ہی کہ
رو رہی ہی اپنے حال زار پر افسوس کر رہی ہی ہرکارے نے عرض کی کہ وہانسے عیار دعویٰ کرکے چلا ہی
کہ زلفین کو چھڑا لاؤنگا دیلم نے کہا مجال ہی کہ پرندہ یہان پر مار سکے اور درندہ کی کیا تاب و طاقت
ہی کہ میرے قلعے تک آسکے یا زبان ہلا سکے ہرکارے نے عرض کی کہ مین ذرا جاکر اُس سے
باتین کرون دیکھون تو کیا کہتی ہی دیلم نے ہنسکر کہا کہ میرے وصل پر اسکو راضی کرو تو مین خداوند
سے اسکی خطا معاف کرا دون ہرکارہ نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون خوشخبری سناؤن کہ دیلم کو
قبول کرو تو قید سے رہائی ملے دیلم نے کہا کہ خوب محبت سے سمجھانا مین قید اسکی نہ لیجاؤنگا بلکہ
مرتبہ اسکا بڑھاؤنگا یقین ہی کہ بہت خوش ہوگی ہرکارہ دیلم سے حکم لیکر قریب زلفین آیا
ساحرون سے کہا کہ ہٹ جاؤ مین ملکہ سے کچھ باتین کرونگا جب نگہبان ہٹ گئے تو ہرکارے
نے کہا کہ اے ملکۂ عالم غلام کو اپنے پہچانا منم سیارہ بن عمرو بسوزن نکالتا ہون ایسا نہ ہو کہ
پھر تم پر کوئی افتاد پڑے زلفین نے کہا کہ اے سیارہ مین تڑپ کر نکل جاؤنگی اس بیحیا کے

رہا کردو اگر مین اسکے خلاف کرونگا تو خود سزا پاؤنگا یہ سُنکر سب کانپنے لگے مشہور جادوگر جو سب
افسر تھا قدمون پر گر پڑا کہا ای ملک الموت ہم کو اتنی مہلت دو کہ والدین سے مل لیوین گھر
کچھ بندوبست کردین عمرو نے کہا کہ حکم خداوند مین دیر نہین ہی آؤ منھہ کھول کر بیٹھو مین تمہاری
روح قبض کرون یا اور بھی فرشتے میرے ساتھ ہین کچھ رشوت دو تو سو پچاس برس کی مہلت
یہ مضمون سُنکر سب جادوگر خوش ہوے اپنے پاس سے روپیہ نکال کر رکھا سو پچاس روپے
جمع ہو گئے عمرو نے کہا اس مین کیا ہونا ہی ٹکہ ٹکہ بانٹ لین گے ہمسے نہین ہو سکتا تم سب
مُنھ کھول کر بیٹھو ہم روح قبض کرین پھر پکدمی نکالی اور کہا دیکھو یہ آلہ روح قبض کرنے
ہی جادوگرون نے بخوف جان کرڑے چاندی کے ہاتھ سے اُتارے زنجیرین کمر سے کھولین عمرو
نے ایک سیب نکالا اور اُسکے بارہ ٹکڑے کیے کہا ایک ایک پھانک سب مل کر کھاؤ سو
برس کی عمر بڑھ جائیگی اسلم جادو دیکھ رہا ہی مگر دل مین کہتا ہی کہ یہ کون شخص ہی کہ جبر
مارنے جلانے کا اختیار رہی سیب کی پھانکین سب نے خوشی خوشی کھائین پھانکین کھا کر سب
جادوگر بیہوش ہوے عمرو نے سب کو قتل کیا کپڑے بھی سب کے اُتار لیے اسلم سے پوچھا
کہ کیون ای برادر تم کس جرم پر قید ہوے صاف صاف بتاؤ اسلم رونے لگا کہا ای معین و
مددگار مین نے قاسم کی اطاعت کی جمشید کو معلوم ہو گیا اُسنے مجکو قید کر کے طرف قلعہ
آفتاب نما کے روانہ کیا تھا تم نے مہربانی فرمائی عمرو نے زبان سے سوزن نکالی اسلم کو
رہا کر کے حکم دیا کہ پاس قاسم کے جاؤ اسلم وہان سے رہائی پا کر اپنے باغ مین آیا دو ہزار
جادوگر وہان موجود تھے اُن کو ساتھ لیکر روانہ ہوا یہی آرزو ہی کہ خدمت مین قاسم کی پہونچے
اسلم تو اس طرف سے جاتا ہی مگر جمشید ثانی کہ قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا بیٹھے بیٹھے ہنسا
مشیرون وزیرون نے پوچھا کہ یا خداوند خیر تو ہی جمشید نے کہا ساربان زادے نے عجب فقرہ
کیا بارہ جادوگرون کو قتل کر ڈالا اب میان اسلم خدمت قاسم مین روانہ ہوے ہین کوئی
ہی کہ قاسم کو جا کر گرفتار کر لاے زلفین و قاسم باغ مین بیٹھے ہین جام چل رہا ہی ہنگامۂ عیش
و نشاط گرم ہی قاسم نے باتون مین زلفین سے مذہب کا سوال کیا زلفین نے اطاعت اختیار
کی مگر جمشید ثانی نے جو آواز دی دیلم گر مخو اپنے دنگل سے اُٹھا کہا یا خداوند مجکو حکم ہو تو

کہ کسی مسلمان کو گرفتار کر لون کیون یا خداوند یہ کیسی تقدیر کی کہ جسدن سے بادشاہ اسلام اس طلسم مین آے ہزارہا جادوگر نامی وگرامی مارے گئے کوئی مسلمان آج تک قتل نہین ہوا مین چاہتا ہون کہ کسی کو گرفتار کر لاؤن جمشید نے کہا کہ ذرا کتاب سوانحات تو اُٹھا لو جز باب منسوخ کردن اول ٹوٹنا طلسم کا موقوف رہے لوح طلسمی نہ ملے مسلمان آپس مین لڑین ایک ایک کا دشمن ہو جاے طلسم سے ہاتھ اُٹھائین سب مسلمان نکل جائین اسلم جا کر کتاب اُٹھا کے لایا ہاتھ مین جمشید کے دی جمشید نے جو کھولا پہلے ہی یہ مضمون نکلا کہ بروز چہارشنبہ اسلم جادو ستمگار خداوند مطیع اسلام ہوگا جمشید نے ہاتھ اسلم کا تھام لیا کہا اے اسلم صاف بتاؤ کہ تم پر کیا معرکہ گذرا اسلم نے عرض کی کہ مین تو کہہ چکا کہ براے گرفتاری مسلمانان جاتا ہون کسی پسر حمزہ کو گرفتار کرکے لاتا ہون جمشید نے کہا کہ مین یہ نہین پوچھتا مین یہ دریافت کرتا ہون کہ تو آج صبح سے کہان گیا تھا اسلم نے عرض کی کہ صحرا مین پھر کر چلا آیا کسی کا لشکر نہین ملا مگر ایک گانوٗن مین جو پہونچا تو گنوارون نے نشان بتایا کہ برابر کوہ مقناطیس کے لشکر قاسم فروکش ہے وہان جاؤنگا اور گرفتار کرکے قاسم کو لاؤنگا جمشید نے اور عبارت پڑھی سحر سے خیال کیا تو معلوم ہوا کہ اسلم مطیع اسلام ہوگیا ہرچند اسلم نے عذر کیا مگر جمشید نے نہ مانا زبان مین سوزن دے کر چند ساحرون کو حکم دیا کہ یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ قلعۂ آفتاب نما اُسکا نام ہے آفتاب جادو وہانکی حاکم ہے اسلم کی قید اُس کے سپرد کرنا ہرچند اسلم چیخا پیٹا عذر بھی کیا مگر جمشید نے نہ مانا ساحر لیکر اسلم کو چلے قضاے کار خواجہ عمرو لشکر صاحبقران سے براے یالادوی نکلے تھے دور سے دیکھا کہ بارہ جادوگر مسلح ومکمل ایک ساحر کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتے ہین خواجہ عمرو نے آکر رنگ وروغن عیاری کا لگایا ایک سر موم کا بنایا سر اصلی پر اُس سر کو قائم کیا کئی ہاتھ شانون پہ آراستہ کیے ایک نخل پر چڑھے جب قید اسلم زیر نخل پہونچی تب خواجہ نخل سے کود پڑے اور پکار کر آواز دی کہ منم ملک الموت قدرت خداوند جمشید ثانی ساحرون نے جو عمرو کو دیکھا سب جھک کر سلام کرنے لگے پوچھا اے ملک الموت کسکی فکر مین نکلے ہو عمرو نے کہا کہ تم سب کی روح قبض کرنے کا حکم ہے خداوند جمشید نے فرمایا ہے کہ سب کی روح قبض کرکے اسلم کو

اشارون سے سحر اُتارا دونون ہوشیار ہوے زلفین نے کہا کہ ای اسلم تو خوب جانتا ہی
طلسم اب ٹوٹیگا جمشید ثانی مارا جائیگا قاتل جمشید ثانی طلسم توڑتا ہوا آتا ہی ای اسلم اطاعت
انکی کرو ورنہ اب ہمارے قبضے مین ہو اگر نہ مانوگے تو ہم تمکو قتل کرینگے قاسم نے سمجھایا کہ ای
اسلم آج تک ہم لوگون نے جس مقام کا قصد کیا اُسکو فتح کرلیا اب ہم لوگون نے ارادہ
کیا ہی چہار طرف سے صاحبان اقبال آتے ہین اور ایک طرف سے صاحبقران کوشش
کررہے ہین مہوت کارگزار کہ جو مالک جزیرۂ گوہر بار تھا اُسنے بھی اب اطاعت
بصدق دل مطیع صاحبقران ہوا ہی اس طرح جو قاسم و زلفین نے اسلم کو سمجھایا تو زنگ
کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اسلم نے اشارہ کیا کہ زبان سے میری سوزن
نکالیے مین اطاعت اسلام کرتا ہون زلفین نے زبان سے اسلم کی سوزن نکالی سوزن
کے نکلتے ہی اسلم قدمون پر قاسم کے گرا عرض کی کہ مین ہمیشہ کے لیے مطیع ہوا زلفین نے
عرض کی کہ مین بھی ساتھ رہون اور اسلم بھی ہمراہ رہین اسلم نے قاسم سے عرض کی کہ طرف
قصر جمشید کے ابھی نہ جائیے قصر ہفت رنگ ایسا قصر ہی کہ جس مین جانا بہت دشوار ہی
ایسا نہ ہو کہ آپ جاکر کسی بلا مین مبتلا ہو جائیے زلفین نے کہا کہ مین بھی یہی عرض کرتی ہون
کہ اتنا تامل کیجیے کہ طلسم کشا کو لوح مل جاے امید ہی کہ طلسم فتح ہوگا جب تک مرحلہ جات
نہ ٹوٹینگے تب تک کچھ نہ ہوگا جمشید بڑے بڑے فتور کریگا اُسکا سحر آفت ہی قاسم نے کہا
کہ ای ملکۂ عالم ہم لوگ مدد پروردگار کے خواہان ہین اگر مین لوح پا گیا تو فوراً جمشید ثانی
کو قتل کرونگا اسلم جادو قاسم سے یہ کہکر رخصت ہوا کہ غلام اب جاتا ہی اپنی فوج لاؤ
اور اسباب سحر جمع کرکے لے آوے زلفین نے کہا کہ ای اسلم جلد آنا یہ سُنکر اسلم اُسیوقت قاسم
سے رخصت ہوا اول قصر ہفت رنگ مین آیا جمشید کو سجدہ کیا دیکھا جمشید تخت پر بیٹھا
مشیر و وزیر جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ لوح کی حفاظت کرو اکثر ساحرون کو روانہ کیا کہ جاؤ
اور لوح کی حفاظت کرو چند ساحر روانہ ہوے مگر اسلم گھبرایا ہوا ہی چاہتا ہی کہ اسباب سحر
جمع کرلون اور خدمت مین آقا کی پہونچون جمشید نے جو اسکو بدحواس دیکھا پوچھا ای اسلم
آج صبح سے کہان گیا تھا کس فکر مین ہی اسلم کے مُنھ سے نکلا کہ برائے سیر گیا تھا اس فکر مین ہی

ل مین نہ آیا منم اسلم زمین کن زلفین نے جو اسلم کو آتے ہوے دیکھا اتنی مہلت پائی کہ قاسم
سے مخاطب ہو کر کہا کہ ای شہریار یہ اسلم جادو خادم جمشید ہی اسنے دیکھ لیا اب یہ ضرور جمشید
سے کہیگا یہ کہکر زلفین نے ارادہ کیا کہ اپنے مقام سے اُٹھون اسلم سے مقابلہ کرون کہ اسلم
نے گولہ پھینک مارا گولہ قریب سر زلفین آکر پھٹا دھوان گولے سے نکلا وہ دھوان جو آنکھون
مین زلفین اور قاسم کی لگا دونون بیہوش ہوے سیارہ کو اسلم یہ سمجھا ہی کہ یہ تو گویا کہ
دونون کو بیہوش کر کے زمین پر آیا سیارہ نے اُٹھ کر سلام کیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی کہ اعلیٰ اعلیٰ
مراتب رہین اسلم نے پوچھا کہ ارے تجھے کہان سے بلا لایا سیارہ نے جواب دیا کہ سامنے جو گانون
ہو اسی مین رہتا ہون جو بدار جا کر بلا لایا کئی مجرے کر چکا ہون ابھی تک ایک ٹکہ نہین ملا آپ تو
دو چار اشعار سُنیے یہ کہکر سیارہ نے بایان کھینچا اور سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار عاشقانہ
تا بتا کر گانا شروع کیے نظم

آمد بہار داد بہ گلشن ندائے عشق ❊ بلبل ہزار نالہ بساز د نوائے عشق
نشو و نما جو سبزہ ام از خاک بر دمد ❊ یا بم اگر ز ترشح آب و ہوائے عشق
بیہودہ کاوش تو بہ نبضم طبیب چیست ❊ درمان درد را نکند جز دوائے عشق
خواہی بہ صبر خو کن و خواہی بہ آب چشم ❊ جز خون دیدہ ہیچ نباشد دوائے عشق
در بے ستون بحسرت دیدار جان سپرد ❊ فرہاد نامراد تو از نا لہائے عشق
مجنون ازان بدید ن لیلی زہوش رفت ❊ کاید صدائے در دز بانگ درائے عشق
کشتی اگر شکست نداریم بیم و غم ❊ بر سر ملازم است مرا ناخدائے عشق
یاران و بزم و بادہ و ہنگام عافیت ❊ مخفی و درد و محنت بے انتہائے عشق

سیارہ نے ایسی تانین مارین کہ اسلم جادو خوش ہو گیا تعریفین کرنے لگا سیارہ نے کہا کہ
بیٹھ جائیے مین آپ کو گانا سُناؤن اسلم بیٹھا سیارہ نے اور چند شعر گا کر جام لبریز کیا اسلم کے
سامنے کیا اس رنگ سے شعر گائے کہ اسلم نے جام لے لیا اور بے خوف انجام پیا پیتے ہی
بدحواس ہوا گھبرا کر اُٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا بیہوش ہوتے ہی سیارہ نے زبان مین
سوزن دی اسلم کو ستون سے باندھا ہوشیار کر کے کہا قاسم و زلفین کو ہوشیار کر اسلم نے

پر پیرو کو لکھا بھی نامہ اگر
گنہگار حاضر تو اکثر ہوا +
یہ کس رشک لیلی کے غم مین مر بر

تو عنقا جہان مین کبوتر ہوا
ہوا لذتِ عشق کے برخلاف
مین تصویر مجنون سراسر ہوا

تمنا رہی کچھ سزا بھی نہ
کبھی درد دل کم جو دم
کہ ایک آندھی سیاہ اُ

قضائے کار زلفین کا کل دراز اس صحرا کی حاکم ہی پہاڑ پر بیٹھی ہی جو بجنے کی آواز کان مین
اپنے مقام سے اُٹھی حیران تھی کہ یہ کون گا رہا ہی ہاتھ ہلا رہے آندھی سیاہ اُٹھی دربار گاہ
پر جا کر اُتری پردہ اُٹھا کر اندر آئی منظور تھا گا نا سنونگی مگر جمال قاسم دیکھ کر بیقرار ہو گئی
صاحب آپ کون ہین قاسم نے قریب اپنے زلفین کو بٹھا لیا نام نامی پوچھا ملکہ نے
اور قاسم نے بھی صاف صاف نام بتا دیا زلفین نے کہا کہ ای شہریار میرے پاس نا
جمشید ثانی کا آچکا ہی یہی مضمون درج تھا کہ لشکر گران لیکر آؤ جو مسلمان جس مقام پر
اُسے روکو آپ میری سرحد مین آ گئے اب جیسا فرمائیے وہ بجا لاؤن قاسم نے کہا یہ سر
ہی اگر اسکے کاٹ لینے سے آپ کی نیکنامی ہوتی ہی تو بسم اللہ تامل نہ فرمائیے زلفین نے کہا
میری آپ کے نام پر نثار ہی مجھسے کوئی بے ادبی نہ ہوگی مین اپنی سرحد مین یہ نہین چاہتی کہ آ
ملال پہونچے زلفین نے اس طرح کی باتین کین کہ قاسم کو اور زیادہ محبت ہوئی فرمایا کہ ا
ملکہ زلفین میرا ارادہ یہ ہی کہ اپنے کو تا بہ جمشید پہونچاؤن جنگ آغاز کردون کہ جمشید
کو بھی معلوم ہو کہ ایسے ایسے شیر طلسم مین آئے ہین زلفین نے کہا کہ ای شہریار آپکے بہ
عزیز و اقارب لڑ رہے ہین مین چاہتی ہون کہ آپ کا ساتھ دون مین نے کتاب سوانح
مین دیکھا صاف صاف لکھا ہی کہ اس سال مین طلسم فتح ہو جائیگا سعد شہریار فتاح طلسم
سعد شہریار سے آپ کو کیا رشتہ ہی قاسم نے کہا کہ یہ سراسر بیکار ہی کہ سعد شہریار فتاح
جو شمشیر زنی کرے اور لڑتا بھڑتا پہونچے حصول لوح طلسم جستجو پر موقوف ہی جب لوح طلسم ملجا
تو ہم ہی طلسم کو فتح کر لین گے زلفین نے کہا کہ ای شہریار لوح کا ملنا تائید غیبی پر موقوف
لوح سوائے طلسم کشا کے اور کسی کو نہین ملیگی قاسم نے کہا کہ تم پیروی کرو آئندہ حکم خدا
پر موقوف ہی سیارہ سامنے بیٹھا ہی یہ باتین ہو رہی ہین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ
گیسو بریدہ وننگ خاندان تو نے غضب کیا کہ دشمن کے پہلو مین بیٹھی ہی کچھ خوف خداوند

بھنڈے بازارون کے فرار ہے ہین مگر اُن پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم ہے
خواجہ کوہ سے اُترے لشکر مین آکے دریافت کیا معلوم ہوا کہ قاسم نوجوان کا یہ لشکر ظفر اثر
ہی عمرو نے لشکر مین آکر سیارہ سے ملاقات کی سیارہ نے کہا کہ اس وقت کہان تشریف
ہے خواجہ نے کہا کہ جاکر قاسم سے کہو کہ ایک نازنین کو بیچتا ہون اگر تمھارا دل چاہے
لے لو سیارہ نے کہا کہ جس روز سے اس طلسم مین آے ہین چین نہین پایا عمرو نے کہا تمھارے
آقا ایسے ہی بداقبال ہین لشکر صاحبقران آتا ہی امیر کے ہمراہ رہین سیارہ نے جاکے
قاسم سے کہا قاسم نے کہا چھوٹے دادا جان کو بلاؤ خواجہ عمرو سامنے قاسم کے آے اُس
نازنین کو قاسم نے بہت پسند کیا اور کہا کہ ای چھوٹے دادا جان مین نے اسکو کہین دیکھا ہی
خواجہ نے کہا کہ کہین خواب مین دیکھا ہوگا قاسم ہنسنے لگے کہا ای دادا جان آپ سچ
فرماتے ہین ایسا ہی ہوا قاسم نے کئی لاکھ روپئے دے کر خواجہ سے اُس مہ جبین کو لیا
اور ساتھ اُس نازنین کے عقد کیا قاسم کو جو خبر معلوم ہوئی کہ لشکر دادا جان کا آتا ہی
رات ہی کو کوچ کرکے روانہ ہوے خیال یہ ہوا کہ اگر دادا جان دیکھین گے تو مجکو اپنے
ساتھ لین گے اور مین الگ رہنا چاہتا ہون یہی چاہتا ہون کہ جمشید ثانی کو بذات خود
شکست دون سردارون نے کہا ہی کہ آپ ہی کے نام فتح ہی قاسم کوچ کیے ہوے جاتے ہین
ایک دشت مین جاکر اُترے کہ وہ دشت ویران ہی سنسان میدان نہ جانور نہ انسان قاسم دشت
کو دیکھکر بہت گھبراے ایک بارگاہ مین آکر اُترے رات کو جاکر بارگاہ مین بیٹھے سیارہ سامنے
بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

فدا دل تمھارا جو اُسیر ہوا
مناسب ہوا یہ تو بہتر ہوا
سماجت بہت یاس و حسرت نے کی
جہان شور اللہ اکبر ہوا
ہزارون گلوں کے ورق اُڑ گئے
تجھے ڈھونڈھتے مجکو دن بھر ہوا

کہو شیخ صاحب یہ کیونکر ہوا
نہ باقی رہا ضبط رونے لگے
موافق نہ ہمسے مقدر ہوا
بجھائی مری آب آہن نے پیاس
چمن کا پریشان جو دفتر ہوا
شب و روز ای غیرت مہر و ماہ

دل شیخ مائل صنم پر ہوا
تری بزم مین دل جو مضطر ہوا
گلے پر چھری چل گئی بس شب وصل
دم مرگ احسان خنجر ہوا
ہوئی صبح امید گردش مین شام
طلب مین تری مجکو چکر ہوا

اور بیقرار ہو کر کہا کہ مین نام پر مسلمانون کے جان دیتی ہون ایک دن عالم خواب مین ایک جوان
رعنا کو دیکھا کہ کبھی ایسی صورت نہ دیکھی تھی نام پوچھا تو اُس شہریار نے نام اپنا قاسم نوجوان
اُس روز سے بیقرار ہون جس شب سے یہ خواب دیکھا ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی گیا تدبیر
اور کیونکر اس ظالم سے جان بچاؤن عمرو نے کہا کہ آپ نے مجکو بھی پہچانا سمن عذار نے
کہ مین نہین جانتی عمرو نے سمن عذار سے کہا کہ مین عیار صاحبقران ہون اگر پڑتا ہی
تم کو رہا کرتا ہون یہ کہکر عمرو نے اُسی وقت رنگ در روغن عیاری کا نکالا سمن عذار کو تقیہ
نکالا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر خود سمن عذار کی شکل بنے سمن عذار سے کہا تم اپنے
ایک گوشے مین چھپاؤ خواجہ ہنستے ہوے محفل مین آے پکار کر کہا کہ کیون صاحب ہمارے
قتل کے درپی ہو سر حاضر ہی کاٹ لو تمھاری تو خوشی ہو جاے مقہور نہال ہو گیا ہاتھ
مسند پر بٹھایا کہا صاحب میری یہ مجال ہی کہ مین تم کو قتل کرونگا میری زبان سے نہین نکلا
آج تین دن سے تُمھاری محبت مین بیقرار ہون سمن عذار نقلی نے کہا کہ ای مقہور مین نصیب
ہون میرا زندہ رہنا بہتر نہین ایک تلوار کا ہاتھ مار دو کہ میرا خاتمہ ہو مقہور نے گلے
ہاتھ ڈالدیے اور کہا کہ ای جان جہان اِسکا خیال رکھو تمھارے دشمنون کو قتل کرونگا میری
جان تم پر نثار ہی تمنے محبت سے بات کی مین شاد ہو گیا اُس نازنین نے اُٹھ کر گلابی اُٹھائی
اور کہا صاحب مین کئی دن سے اس آفت مین مبتلا ہون آب و دانہ تک ممکن نہین ہی
ہو سکے تو کچھ کھانے کی چیز لاؤ سامنے میوے کا خوان رکھا تھا مقہور نے کھینچ کر ملکہ کے آگے
کر دیا ملکہ نے ایک سیب اُٹھا کر تراشا دو پھانکین مُنھ مین مقہور کے دین دو آپ کھائین مقہور
کھاتے ہی بدحواس ہوا کہا ای شہنشاہ ملک حُسن و جمال سیب کھاتے ہی کچھ عجب میری کیفیت ہو
عمرو نے کہا کہ ایک جام بھی پی لو تو طبیعت درست ہو جاے یہ کہکر جام بھی لبریز کیا مقہور
کو پلایا مقہور گھبرا کر اُٹھا لڑکھڑا کر گرا عمرو نے اسباب محفل لوٹ لیا مقہور کا سر کاٹ لیا
سمن عذار کو آواز دی کہ ای ملکہ عالم جلد آؤ دیکھو دشمن خدا کو مار الملکہ نے آکر
مقہور دیکھا بہت خوش ہوئین عمرو نے عطر بیہوشی سُنگھا کر ملکہ کو بیہوش کیا زنبیل مین رکھا
وہانسے نکلے رو براہ ہوے راہ مین ایک پہاڑ پر چڑھے دیکھا کہ ایک لشکر گران اُترا ہی

	جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا		لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکے غبار	
	ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا		ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین	
	کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری	رباعی	راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری	
	کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری		ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس	

تھوڑے عرصے مین صاحبقران کے ہاتھ سے کئی سو افسر مارے گئے مقبل بھی بزور و شور جنگ کر رہا ہی عین گرمی جنگ ہی کہ سرداران صاحبقران آپڑے سرداروں نے آکر جنگ کی لشکر بقیا کو پامال کیا صاحبقران اڑتے ہوے سامنے بقیا کے پہونچے فرمایا او قابو پرست مین خود تیرے سامنے موجود ہون جسطرح چاہے مقابلہ کر بقیانے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر رو کا سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مار دیا بقیا کے دو ٹکڑے ہوے فوج شکست کھا کے بھاگی مگر لاشہ بقیا کا لے گئی صاحبقران نے سب مال لوٹ لیا خیمے تک اُکھڑوا لیے لشکر مین تشریف لاے دو روز کے بعد یہان سے کوچ کیا طرف قصر ہفت رنگ کے چلے مگر خواجہ عمرو لشکر سے آگے بڑھے ہوے سیر و شکار کرتے ہوے جاتے ہین اُدھر مقہور وزیر جمشید ثانی جو سمن عذار کو لے گیا تھا اپنے باغ مین لایا جلسہ آراستہ کیا سمن عذار سے طالب وصل ہوا سمن عذار نے جواب دیا کہ ای مقہور مین اپنی جان دونگی میری عصمت کو ہاتھ نہ لگانا مقہور نے ملکہ کو ایک قفس آہنی مین بند کیا قفس کو اُسی باغ مین لٹکا دیا کہ خواجہ پھرتے ہوے پشت پر اُس باغ کی پہونچے آواز گانے کی کان مین آئی کمند مار کر دیوار پر چڑھے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام مسند پر بیٹھا ہی اور سامنے قفس رکھا ہی اُسمین ایک نازنین بند ہی اُس سے منتین کر رہا ہی مگر وہ نازنین نہین مانتی انکار کیے جاتی ہی خواجہ سمجھے کہ یہ جادوگر اس مہ جبین پر عاشق ہی اور یہ انکار کر رہی ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر وہ جبر کریگا تو یہ اپنی جان دیدیگی ایک کنیز کی شکل بنکر محفل مین آے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران اِسکی آپ کیون منتین کرتے ہین مقہور نے کہا پھر کیا تدبیر کرون عمرو نے کہا کہ اگر تھوڑی دیر کے واسطے قفس مجکو ملے تو مین راضی کردون مقہور خوش ہو گیا قفس اُٹھا کر عمرو کو دیا عمرو قفس کو لیکر گوشے مین آیا کہا کہ مہ جبین تو کون ہی کچھ تیرا حال نہین معلوم ہوتا سمن عذار نے سب حال اپنا بیان کیا

بہر مذہب بہر ملت بہر دین + تو مقصودی تو مسجودی تو معبود
تو رحمانی تو منانی تو دیان + تو خلاقی تو رزاقی تو مودود +
کند گر صد گنہ بندہ گنہگار + نمی سازی تو باب رزق مسدود
درین جلوہ گہ اہل نظارہ + گہے شاہد شدتی و گاہ مشہود
فقط کردی تو روشن نام ہندی + بہر دیوان بہ نظم گوہر آمود

مقبل دعا مانگ رہا ہی عیار خنجر کھینچے کھڑا ہی کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا لقیلنے پوچھا کہ ارے کیا معرکہ ہی ہرکارے نے خبر دی کہ صاحبقران آتے ہین درگہ سالار کو قتل کیا ملازم آپ کے روک رہے ہین یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا صاحبقران زمان تشریف لاے اپنے طور پر سلام کیا لقیا صاحبقران کو دیکھ کر خاموش ہو گیا امیر نے آکر جلاد کو قتل کیا مقبل کی زنجیر کاٹی کہا اُٹھو چلو مقبل ساتھ ہوا صاحبقران زمان مقبل کو لیکر باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے مقبل نے رکاب تھام لی جب صاحبقران نکل گئے تو لقیلنے کہا حمزہ بڑا بانکپن کر گیا کہ اپنے ملازم کو لے گیا یارو گھیر کر حمزہ کو مار لو افسرون نے کہا آپ کچھ حکم ہی نہ دیا ورنہ ہم حمزہ کو قتل کرتے لقیا نے کہا اب مار لو صاحبقران وسط لشکر مین پہونچے تھے کہ کل لشکر نے بلوہ کیا صاحبقران نعرہ کر کے لڑنے لگے مقبل پشتی بانی کر رہا کبھی کسی پر تیر مارتا ہی کبھی تلوار لیکر پشت پر آتا ہی صاحبقران کو بچاتا ہی کہ لقیا سات آگیا فوج کو ترغیب دے رہا ہی ایک طرف نقیب ہلڑ کر رہے ہین کہ ای مردان بکوشید تا زنان نہ پوشید فرد روز جنگ است جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + نظم

تخت جمشید و خطِ جام ہوا نقش فنا + نہ سکندر ہی نہ آئینۂ حیرت افزا +
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی + کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے + گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا
کسی کی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال + جسکو گُل کر نہ گئی جنبش دامان قضا +
وہ گُل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا + ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم + کفِ افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا

رباعی

لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہلِ فنا سے پوچھین
ای مقیمانِ عدم حال کہو کیا گذرا

رباعی

راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری
کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری +
ای گنج لحد کے رہنے والو افسوس
کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری

تھوڑے عرصے مین صاحبقران کے ہاتھ سے کئی سرافسر مارے گئے مقبل بھی بزور و شور جنگ
کر رہا ہی مین گرمی جنگ ہی کہ سرداران صاحبقران آپڑے سرداروں نے آکر جنگ کی
لشکر بقیا کو پامال کیا صاحبقران لڑتے ہوے سامنے بقیا کے پہونچے فرمایا او قابو پرست
مین خود تیرے سامنے موجود ہون جسطرح چاہے مقابلہ کر بقیا نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
تلوار کو تلوار پر روکا سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مار دیا بقیا کے دو ٹکڑے ہوے فوج شکست کھاکے
بھاگی مگر لاشہ بقیا کا لے گئی صاحبقران نے سب مال لوٹ لیا خیمے تک اُکھڑوا لیے لشکر مین
تشریف لاے دو روز کے بعد یہان سے کوچ کیا طرف قصر ہفت رنگ کے چلے مگر خواجہ عمرو
لشکر سے آگے بڑھے ہوے سیر و شکار کرتے ہوے جاتے ہین اُدھر مقہور وزیر جمشید ثانی جو سمن عذار
لے گیا تھا اپنے باغ مین لایا جلسہ آراستہ کیا سمن عذار سے طالب وصل ہوا سمن عذار
نے جواب دیا کہ ای مقہور مین اپنی جان دونگی میری عصمت کو ہاتھ نہ لگانا مقہور نے ملکہ کو
ایک قفس آہنی مین بند کیا قفس کو اُسی باغ مین لٹکا دیا کہ خواجہ پھرتے ہوے پشت پر اُس
باغ کی پہونچے آواز گانے کی کان مین آئی کمند مار کر دیوار پر چڑھے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام
بدانجام مسند پر بیٹھا ہی اور سامنے قفس رکھا ہی اُسمین ایک نازنین بند ہی اُس سے منتین کر رہا
ہی مگر وہ نازنین نہین مانتی انکار کیے جاتی ہی خواجہ سمجھے کہ یہ جادوگر اس مہ جبین پر عاشق
ہی اور یہ انکار کر رہی ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر وہ جبر کریگا تو یہ اپنی جان دیدیگی
ایک کنیز کی شکل بنکر محفل مین آے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران اِسکی آپ کیون منتین کرتے ہین
مقہور نے کہا پھر کیا تدبیر کرون عمرو نے کہا کہ اگر تھوڑی دیر کے واسطے قفس مجکو ملے تو مین
راضی کر دون مقہور خوش ہو گیا قفس اُٹھا کر عمرو کو دیا عمرو قفس کو لیکر گوشے مین آیا کہا
ای مہ جبین تو کون ہی کچھ تیرا حال نہین معلوم ہوتا سمن عذار نے سب حال اپنا بیان کیا

بہر مذہب بہر ملت بہر دین ✦ ✦ تو مقصودی تو مسجودی تو معبود
تو رحمانی تو منانی تو دیان ✦ تو خلاقی تو رزاقی تو مودود ✦
کند گر صد گنہ بندہ گنہگار ✦ نمی سازی تو باب رزق مسدود
درین جلوہ گہ اہل نظارہ ✦ گہے شاہد شدی و گاہ مشہود
فقط کردی تو روشن نام ہندی بہر دیوان بہ نظم گوہر آمود

مقبل دعا مانگ رہا ہی عیار خنجر کھینچے کھڑا ہی کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا لقیلے نے پوچھا کہ ارے کیا معرکہ ہی ہرکارے نے خبر دی کہ صاحبقران آتے ہین درگہ سالار کو قتل کیا ملازم آپ کے روک رہے ہین یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا صاحبقران زمان تشریف لاے اپنے طور پر سلام کیا بقیا صاحبقران کو دیکھ کر خاموش ہو گیا امیر نے آکر جلاد کو قتل کیا مقبل کی زنجیر کاٹی کہا اُٹھو چلو مقبل ساتھ ہوا صاحبقران زمان مقبل کو لیکر باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے مقبل نے رکاب تھام لی جب صاحبقران نکل گئے تو بقیلے نے کہا حمزہ بڑا بانکپن کر گیا کہ اپنے ملازم کو لے گیا یارو گھیر کر حمزہ کو مار لو افسرون نے کہا آپ نے کچھ حکم ہی نہ دیا ورنہ ہم حمزہ کو قتل کرتے لقیا نے کہا اب مار لو صاحبقران وسط لشکر مین پہونچے تھے کہ کل لشکر نے بلوہ کیا صاحبقران نعرہ کر کے لڑنے لگے مقبل پشتی بانی کر رہا کبھی کسی پر تیر مارتا ہی کبھی تلوار لیکر پشت پر آتا ہی صاحبقران کو بچاتا ہی کہ بقیا سامنے آگیا فوج کو ترغیب دے رہا ہی ایک طرف نقیب ہلڑ کر رہے ہین کہ اے مردان بکوشید تا زنان نپوشید فرد روز جنگ است جنگ باید کرد ✦ کوشش نام و ننگ باید کرد ✦ نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا ✦ نہ سکندر رہا نہ آئینۂ حیرت افزا ✦
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا
کسی کی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا ✦
وہ گُل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہراک نخل ہی نخل ماتم ✦ کف افسوس ہراک برگ ہی اس گلشن کا

خواجہ لشکر مین آے آکر صاحبقران کو سلام کیا سب حال نقابدار کا بیان کیا کہ کچھ تھوڑے گدڑے جیتھڑے بارگاہ لقیا سے لاتا تھا کہ راہ مین اُسکا عیار مقبل کا پشتارہ لیے جاتا تھا مین نے اُسے روکا عین وقت پر نقابدار زرین پوش آگیا اُسنے کہا ہم یہی انصاف کرتے ہین کہ مقبل کو اُسے لیجانے دو اور تم اسباب لیجاؤ اور یہ پیام کہدینا صاحبقران نے فرمایا نقابدار کو نہین معلوم کیا خیال ہے اور ہمین بدون مقابلہ کیے بانہاے صاحبقرانی نہ دونگا خیر دیکھا جائیگا مگر خواجہ مقبل کی فکر کرو خواجہ نے عرض کی کہ حضور جانتے ہین کہ بوجہ قرضدارون کے بمشکل راستہ چلتا ہون اسواسطے اداے قرضہ کے بارگاہ لقیا مین گیا تھا کہ کچھ وہین سے حاصل ہو جاے اصل ادا ہونا تو مشکل ہے کچھ سود ہی مہاجنون کو پہونچ جائیگا وہانسے کچھ بھی حاصل نہ ہوا ایسا کچھ اسباب مہمل ملا کہ آخر اُسکو مین نے جھلا کر جنگل مین پھینک دیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ تمھارے فقرے نہین جاتے عمرو نے کہا کہ اے شہریار پراگندہ روزی پراگندہ دل کچھ مرحمت فرمائیے تو مین براے رہائی مقبل جاؤن صاحبقران نے ہزار روپیہ منگوا کر پیش کیے عمرو نے کہا کہ اس رقم سے کیا ہوگا امیر نے فرمایا کہ زیادہ ممکن نہ ہوگا جی چاہے براے رہائی جاؤ اور جی چاہے نجاؤ عمرو نے کہا کہ مین تو نہ جاؤنگا امیر نے فرمایا اشقر تیار کرو اشقر تیار ہو کر آیا صاحبقران زمان سوار ہو کر چلے یہان عیار نے لشکر مین آکر اہل فوج کا عجب رنگ دیکھا کہ دیوانہ وار پھر رہے ہین سب کو ہوشیار کرتا ہوا بارگاہ مین آیا لقیا کو ہوشیار کیا اُسنے جو رقعہ اور اپنا حال دیکھا اور دیکھا کہ سب سردار بیہوش پڑے ہین مُنہ پر داڑھی مونچھ ندارد جھلا کر پوچھا کہ او مکار یہ کیا ہوا سب کیفیت عیار نے بیان کی لقیا نے کہا کہ جلاد کو بُلاؤ غلام ہی کو اُنکے قتل کرون کہ دلکو صبر ہو عمرو تو بڑا غضب کر گیا ساری بارگاہ کو لوٹ لے گیا کوئی تو کام مین بھی کرون کہ کچھ میری ذلت کا بدلہ ملے جلاد جلاد کا ہلڑ ہوا جلاد حاضر ہوا لقیا نے حکم دیا کہ اسکو قتل کر عیار نے کہا مین خود قتل کرونگا مقبل کو کھینچا مقبل ہوشیار ہوا اپنے کو زیر تیغ پایا بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگا کہ اے کریم کارساز و اے مالک بے نیاز دشمنو نسے بچا لے نظم

جو از پردہ جمالت چہرہ بنمود	شد از ایجاد پیدا شکل موجود
بحکمت پیل گردد عاجز از مور	بگیرد پشہ جان از جسم نمرود

اُس مین ایک رقعہ باندھار قعے مین لکھ دیا کہ اوبقیا منم مہر سپہر عیاری وقہاب فلک خنجر گزاری دعا دے صاحبقران کو کہ حکم قتل نہین ہی کہ بیہوشی مین کسی سردار کو قتل کرون اب بہتر یہ ہی کہ جب بیدار ہونا تو بدل آکر اطاعت کرنا ورنہ ابکے مرتبہ تیرا سر کاٹ لیجاؤنگا تمام اسباب محفل کا لیکر خواجہ اُدھر سے چلے اِدھر عیار کو جو قید کر آے تھے وہ عیارونکے سامنے رونے لگا عیارون نے پوچھا کیون روتے ہو عیار نے کہا مین نے اطاعت کی عمرو کا شاگرد ہوتا ہون اب مجکو رہا کردو عیارون نے اُسکو چھوڑ دیا یہ جو نکلا در دولت صاحبقران پر آیا مقبل پڑا سو رہا تھا مقبل کو اسنے بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا جی مین کہتا ہوا کہ کچھ تو کام کر کے چلا راہ مین اُدھر سے خواجہ عمرو آتے تھے اِدھر سے یہ عیار جاتا تھا عمرو نے پکار کر پوچھا کہ کون جاتا ہی اور اپنے نام کا نعرہ کیا عیار نے اپنا نام بتایا عمرو نے کہا کہ مین اسباب محفل لیے جاتا ہون عیار نے کہا کہ مین مقبل کو لیے جاتا ہون عمرو نے اسباب زمین پر رکھا اور نیمچہ کھینچ کر سامنے آیا کہا مین تجکو نہ جانے دونگا بہتر یہ ہی کہ پشتارہ رکھدے عیار نے نہ مانا عمرو نے نیمچہ مارا آپس مین نیمچہ چلنے لگا دونون آپس مین لڑ رہے ہین صحرا کا سناٹا عمرو چاہتا ہی کہ مین عیار کو مار کر پشتارہ لون مگر عیار یہ ہوشیاری لڑ رہا ہی کہین پر چوکتا نہین قضائے کار نقابدار زرین پوش اس صحرا مین اُترا ہوا تھا اسکے عیار نے خبر دی کہ عمرو عیار ایک عیار سے لڑ رہا ہی نقابدار وقت پر آیا نیزہ سینے پر عیار کے رکھدیا کہا کہ صاف بتا تو کون ہی عیار نے کہا کہ ای نقابدار بہادر انصاف کیجیے کہ مین مقبل کو لیے جاتا ہون انھون نے میرے مالک کی بارگاہ کو لوٹا مین یہ چاہتا ہون کہ اسباب چھین لون عمرو چاہتا ہی کہ پشتارہ بھی لون آپ انصاف کیجیے نقابدار نے عمرو کو جھڑکا کہا خواجہ کھڑے رہو اسکو اسباب لیجانے دو انصاف یہی ہی ورنہ اُسے مقبل کو لیجانے دو تم اپنا اسباب لیجاؤ پھر عیاری کر کے چھڑا لانا ہر چند عمرو تڑپا مگر نقابدار نے نہ مانا عیار کو رخصت کر دیا جب عیار چلا گیا تب نقابدار نے عمرو سے کہا کہ صاحبقران سے میرا پیغام دینا کہ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے اور بلانے عنایت فرمائیے ورنہ سر میدان مقابلہ ہوگا عمرو نے کہا بہت خوب مین کہدونگا یہ کہکر نقابدار تو چلا گیا خواجہ عمرو طرف لشکر کے روانہ ہوے مگر مقبل کا بڑا خیال ہی

خدا کا گھر جلال اپنا زاہدون ہی کو مبارک ہو | ہتون سے ہم جگہ تھوڑی سی لیتے ہین شوالے مین

بقیا بہت خوش ہوا کہا لو صاحب میرا عیار نظر کردہ خداوند جمشید ثانی رعنا خر کا مقام ہی یہ سنکر سب نے کہا اب لڑائی فتح ہوگی جو قدرت کو منظور ہوا تو سب مشکلین آسان ہو نگی سماک نقلی نے عرض کی کہ ایک کمال اور ملا ہی عمرو کے گرفتار کرنے کی ایسی ساقی گری کرون کہ کوئی باقی نہ رہے ساری محفل ایک حال مین ہو بقیا نے کہا کہ شراب پلانا کتنی بڑی بات ہی سماک نے کہا مزہ تب ہی کہ ہاتھ سے بتاتا جاؤن پاؤن سے ناچون سر سے شراب پلاؤن تب آپ کو میرا کمال ظاہر ہو بقیا نے کہا کہ ای سماک سُنا ہی یہ کام تو عمرو کرتا ہی سماک نقلی نے عرض کی اسی واسطے قدرت نے یہ کمال مجکو بتایا ہی کہ عمرو ناچار ہو شراب پلاکر اُسکو بیہوش کرون گا کُنجی میخانے کی عطا فرمائیے بقیا نے کُنجی دی خواجہ عمرو میخانے مین آے سب شراب کو خراب کیا یعنی بیہوشی ملائی پکار کر آواز دی کہ یارو جسکو شراب کی خواہش ہو وہ لیجاے ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہے خادم یہ آواز سُنکر دوڑے گلابیان اُٹھا اُٹھا کر لے چلے خواجہ کہتے جاتے ہین کہ یارو شراب لیجاؤ آج جی بھر کے پیو ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہے شراب لئے رہی ہی عمرو نے پچاس گلابیان آراستہ کر کے سر پر خوانی اُس مین بھری گھنگھرو گلا بیون کے تمامی سے باندھے محفل مین آ کر آے بقیا نے کہا کہ دیکھو کس طریقے سے شراب لایا ہی کہ دل رغبت کرتا ہی خواجہ عمرو نے گھنگرو پاؤن مین باندھے سر پر جام رکھا بتاتے ہوے چلے سامنے بقیا کے آے سر جھکا کر کہا کہ ایسے پہلوانون کو سر سے شراب پلانا چاہیے بقیا جام لے کر بے اندیشہ انجام پی گیا اب تو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین خواجہ عمرو نے سب کو شراب پلائی بقیا بیٹھے بیٹھے یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ یا خداوند آئیے اُٹھتے ہی گرا بیہوش ہوا سب اہل دربار بھی بیہوش ہوے خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران ◆ مرے مکر سے کانپتا ہی جہان ◆ تراشندہ ریش کفار ہون ◆ زمانے کا مکار و غدار ہون ◆ مرا تیز رفتار ہو گر قدم ◆ صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم ◆ اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو ◆ نہ پہونچے مری گرد پاپوش کو ◆ دوندہ جہانگرد طرار ہون ◆ جہانگیر عالم کا عیار ہون ◆ عمرو نے بیٹھ کر بقیا کی داڑھی مونچھین مونڈین ایک بال رہنے دیا

خیرات کرتا ہون اور تنخواہ جانتے ہو کہ کس مقدار کی ہی سوا اُسکے اور کوئی ٹکہ اوپر سے نہین ملتا اور مہاجن اب قرض بھی نہین دیتے چالاک نے کہا کہ جی بہت درست ہی جو کچھ آپ فرماتے ہین بہت بجا ہی مگر خواجہ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بصورت سماک بنے لشکر دشمن مین آئے شاگردون نے پوچھا کہ اُستاد کہان سے آتے ہو عمرو نے کہا کہ برائے گرفتاری حمزہ گیا تھا سب پتہ لگا لیا اب رات کو گرفتار کر لاؤنگا شاگرد کنارے ہوئے خواجہ بارگاہ مین آئے بقیا سے بھی کہدیا کہ سب تدبیرین کر آیا ہون رات کو حمزہ کو گرفتار کر لونگا مگر عیار اُن کا بلائے روزگار ہی مین نے گرفتار کر لیا تھا اُسی کی شکل بن کر سب حال دریافت کر آیا بقیا نے خلعت دیا عمرو نے کہا کہ ای پہلوان مجھے اس خلعت کی ضرورت نہین آج تمام دن اسی فکر مین گذرا بقیا نے کہا کہ ای سماک اگر حمزہ کو گرفتار کر لایا تو وہ مرتبہ تیرا کرون کہ تمام عالم رشک کرے عمرو نے کہا کہ آج نیا ایک معرکہ گذرا جنگل مین آتا تھا ایک طائر نے آواز دی کہ ای سماک کہان جاتا ہی مین نے بیان کیا کہ فکر مین حمزہ کی نکلا ہون تب طائر نے گرد سر چرخ مارا اور کہا کہ ای سماک تم کو کمال علم موسیقی عطا ہوا مین فرستادہ خداوند ہون جمشید ثانی نے حکم دیا کہ سماک کو جا کر کامل و اکمل کر دو ای شہنشاہ گانا تو سُنیے دیکھیے مجکو کچھ کمال آیا یہ کہہ کر بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار گانے لگا نظم

نہ راز دل بتائے وصف یہ ہی میرے نالے مین ۔ کبھی مُنھ سے نہ چھوٹی بات یہ ہی مُنھ کے چھالے مین
سوائے اشک رنگین اور پھل ہرگز نہ آئیگا ۔ بھرا ہی خون ای نخل تمنا تیرے تھالے مین
دکھائی صبح کسکو گریۂ شام جدائی نے ۔ سفید آنسو ٹپکتا ہی تو مل جاتا ہی کالے مین
سُنے یہ کون یارب غیر کا صدمہ سہا اُسنے ۔ تُمکھے دل جس سے دشمن کا نہو وہ درد نالے مین
چمک کر بخت تیرہ نے دکھایا ہی نیا عالم ۔ اُجالا ہی اندھیرے مین اندھیرا ہی اُجالے مین
رقیبون سے گلے مل کر جو عاشق کو جلایا ہی ۔ پھپھولے ہو گئے تھے جتنے موتی اُنکے ملنے مین
شب غم داغ ہی کوئی نصیب ایسا ہوا ہوتا ۔ کہ پڑھ لیتے لکھا تقدیر کا اُسکے اُجالے مین
چلے ای باغبان ہم دیکھ لے تو اپنے گلشن کو ۔ گلون کی بو گلون مین رنگ لالے کا ہی لالے مین
اگر سُنتے ہو درد دل تو پہلے دیکھ لو مُنھ کو ۔ شکستِ رنگ کی آواز ہی عاشق کے نالے مین

نکلا عمرو نے پیچھا کیا مگر سماک بھاگا لشکر سے نکل کر پلٹ پڑا عمرو سے نیچے چلنے لگا ایک مقام پر سماک نے عمرو کو حباب مارا عمرو کے دماغ پر پڑا عمرو بیہوش ہو کر گرا سماک نے چاہا کہ اسکا سر کاٹ لون پھر سوچا کہ اسکا قتل کرنا اچھا نہین اسکو یہان باندھ دون اسکی شکل بنکر جاؤن یہی اسنے کیا کہ رنگ و روغن لگا کر بصورت عمرو بنا عمرو کو درخت سے باندھ دیا آپ بہ شکل عمرو لشکر صاحبقران مین آیا مگر گھبرایا ہوا شاگرد جو راہ مین ملے اُنھون نے پوچھا اُستاد مزاج کیسا ہی سماک نے کہا عیار دشمن آیا ہی اُسی کی فکر مین پھر رہا ہون بارگاہ امیر کہان ہی شاگرد خاموش ہو رہے مگر ایک شاگرد جاتا تھا کہ چالاک سے ملاقات ہوئی شاگرد نے کہا خلیفہ صاحب اس وقت اُستاد کو عجب حال مین دیکھا کہ مجھسے پوچھتے ہین کہ صاحبقران کس بارگاہ مین رہتے ہین ہرچند مجکو کھٹکا ہوا مگر خاموش ہو رہا چالاک نے کہا کہ تو نے غضب کیا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی اور شخص ہی وہ قبلہ و کعبہ کی شکل بنکر آیا ہی یہ کہکر چالاک چلا دور سے دیکھا کہ قبلہ و کعبہ جاتے ہین پکار کر آواز دی کہ خداوند نعمت ذرا ٹھہر جائیے مین کچھ عرض کرونگا سماک چالاک کو نہین پہچانتا تھا اسنے کچھ جواب نہین دیا چالاک جھپٹکر قریب آیا آنکھ جو ملائی پہچان گیا کہ یہ عمرو نہین ہین بیقرار ہو گیا کہا آپ کسکو ڈھونڈھ رہے ہین سماک نے کہا مین حمزہ کی تلاش مین ہون پس چالاک نے دھوکا دے کر حلقہ ہاے کمند مارے حلقے گلے مین پڑے ایک جھٹکا مارا اور حباب مار دیا کہ سماک بیہوش ہوا یہان خواجہ عمرو کو کاہ فروشون نے کھولا اُس وقت آکر پہونچے کہ چالاک نے سماک کو بیہوش کیا ہی عمرو نے آکر چالاک کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای فرزند اسنے مجکو بیہوش کر کے ایک درخت سے باندھا تھا اور میری صورت بنکر براے عیاری آیا تھا مگر تم نے بیٹا بڑا کام کیا کہ اسکو گرفتار کیا اب مین اسکی شکل پر جاتا ہون تم تو اسکو لیجا کر قید کرو مین دو چار کوڑی پیسے کا روزگار کرون قرضدارون نے بہت ستایا ہی کہین سے آج کل پیسہ نہین ملتا چالاک نے منھ پھیر کر کہا کہ اس فکر سے کبھی آپ کو مہلت نہ ہوگی عمرو نے کہا کہ او نالائق تو ان باتون کو کیا جانے کہ ایک سر ہزار سودے کس کسکو دیکھون کتنی بی بیان ہین اگر دس دس روپئے فی زوجہ ماہواری خرچ رکھو تو کسقدر روپیہ چاہیے علاوہ اس خرچ کے دو تین ہزار روپئے روز کی

رات کا وقت ہی نہ جانے بقیا ٹھہر گیا کہا صبح کو میدان مین سمجھونگا معاوضۂ خون گرگان مین اطرح
قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین اور مجکو ذرا ترس نہ آے کیا گرگان کا
خون بالا بالا جائیگا چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو دونون لشکر میدان مین آے نقیبون
نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر ہٹے بقیا نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی کہ یا امیر حمزہ
مقابلے مین آئیے دو خون آپ کی گردن پر ہین یہ دونون خون رنگ لاوینگے روز سیہ دکھاوینگے
صاحبقران نے اشقر بڑھایا سامنے بقیا کے آے بقیا نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا
بقیا نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بقیا بھی امیر
سے لپٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی جب صاحبقران پکڑ لاتے ہین دو چار جھٹکے ایسے دیتے ہین
کہ بقیا گھبرا جاتا ہی اُلجھ اُلجھ کے نکلتا ہی چار پہر یونہی کشتی ہوئی شام کو بقیا چھوڑ کر الگ ہو
کہا حمزہ تو مجھسے خوب لڑا مین تیری جرأت کی تعریف کرتا ہون اب کل مقابلہ کرونگا رات کو مین
نہین لڑتا ہر چند صاحبقران نے روکا اور ہدایت کی کہ روشنی کا حکم دو بعد زیر و زبر ہونیکے
واپس ہونگے مگر بقیا نے کچھ جواب نہ دیا گینڈے پر سوار ہو کے پلٹ گیا صاحبقران اپنے
لشکر مین آے مگر بقیا جو بارگاہ مین پہونچا عیار اسکا سماک تیزرو بیٹھا ہوا تھا بقیا نے کہا
کہ ای سماک تجھسے کچھ نہین ہو سکتا سماک نے کہا کہ غلام سے کب ارشاد ہوا اگر حکم دیجیے تو
حمزہ کو پکڑ لاؤن گرگان مارا گیا مجھپر بہت شاق ہوا سر میدان عیاری کرتا مگر یہی خیال مین
آیا کہ آپ کی جرأت کے خلاف ہوگا ورنہ سر میدان گرفتار کر لیتا اب آپ طبل جنگی نہ بجوائیے
مین لڑائی فتح کرا دیتا ہون یہ کہکر سماک اُٹھا بنا ے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف
لشکر صاحبقران کے چلا لشکر مین آکر پوچھنے لگا کہ حمزہ کس بارگاہ مین رہتا ہی اُدھر سے
خواجہ عمرو آتے تھے دوکاندار نے بیان کیا کہ وہ جو مرد ضعیف سامنے جاتا ہی صاحبقران
کو پوچھتا تھا ہمنے نہین بتایا عمرو نے بڑھ کر آواز دی کہ بڑے بھائی صاحب ذرا ٹھہر جائیے
سماک ٹھہرا عمرو نے قریب آکر کہا کہ کیون بڑے میان صاحب حمزہ سے کیا کام ہی سماک
گھبرایا کچھ جواب نہ دیا سوچنے لگا کہ کیا کہون عمرو نے کہا بڑے میان وہ دیکھو صاحبقران
کھڑے ہین جیسے ہی سماک پلٹا عمرو نے حلقہ ہاے کمند مارے سماک جست کر کے حلقو نسے

ہوگا کہ سامنے آکر میرے بیٹے کو مارا کوئی تم مین ایسا ہی کہ حمزہ کو جواب دے شہپال تیغزن
پہلوان زبردست بیٹھا تھا اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ ای شہنشاہ اگر حکم ہو تو کل حمزہ سے
مقابلہ کرون اگر سر میدان نہ قتل کرون تو میرا نام شہپال نہ رکھیے گا لقبیا نے کہا کہ طبل جنگی بجواؤ
شہپال نے کہا کہ خدمت طلایہ داری بھی آج میرے نام ہو صبح کو مقابلہ کرونگا یہ کہکر طبل جنگی
بجوایا صاحبقران نے یہ خبر سُنکر نوازش طبل کا حکم دیا پھر صاحبقران کو خبر معلوم ہوئی کہ
شہپال آج شب کو طلایہ دیگا عمرو نے عرض کی کہ آج حضور کا طلایہ ہی صاحبقران نے فرمایا
کہ خواجہ تیاری کرو ہم خود لشکر کا طلایہ دین گے یہ فرما کر مقبل کو ساتھ لیا طلائے پر آئے
جابجا سوار و پیادے مقرر کیے آپ اُن کا انتظام کرکے کنارے پر آکر ٹھہرے اِدھر سے
شہپال طلایہ پھرتا ہوا سامنے آیا امیر کو دیکھ کر جل گیا ساتھ والون سے کہا کہ یارو تمنے
دیکھا حمزہ نے سر دربار آکر گرگان کو مارا اب سامنے کھڑا ہی مجکو بہت ناگوار گذرتا ہی اگر
تم لوگ کہو تو حمزہ کو مار لون سب نے کہا کہ آپ کو اختیار ہی ہم آپ کے ساتھ ہین شہپال
بڑھا پکار کر آواز دی کہ کیون حمزہ تو نے بڑی جرأت کی کہ باپ کے سامنے جا کر بیٹے کو مارا اگر
اب کیونکر بچو گے ہر چند کہ مین طبل جنگی بجوا چکا ہون مگر اسی وقت تم کو قتل کرونگا صاحبقران
نے مقبل کو اشارہ کیا مقبل تلوار کھینچ کر بڑھا اور پکار کر آواز دی کہ او بے ادب یہ کیا کلمات
زبان سے نکالتا ہی منم غلام صاحبقران مجھسے تو مقابلہ کر آقا کو کیا غرض ہی کہ تجھ ایسون کو
جواب دین شہپال نے گینڈا بڑھا کر ہاتھ تلوار کا مارا مقبل نے تلوار کو تلوار پر روکا
اول تلوار گینڈے پر ماری گینڈے کا چہرہ کٹا شہپال زمین پر آیا اُترتے اُترتے مقبل
کو ہاتھ مار دیا مقبل کا سر زخمی ہوا شہپال نے چاہا سر کاٹ لون امیر نے اشقر کو بڑھا کے
آواز دی کہ او دقابو پرست کیا کرتا ہی شہپال رُکا امیر جا پڑے شہپال نے ہاتھ تلوار کا
مارا امیر نے وار روک کر سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مار دیا شہپال کے دو ٹکڑے ہوئے ساتھ والون
کو اُسکے بھگایا ہتھیار شہپال کے کھول لیے مقبل نے تلوار اسکی نکال لی سپر پشت پر ڈالی
صاحبقران پلٹے ہرکارون نے یہ خبر لقبیا کو پہونچائی کہ شہپال مارا گیا طلائے پر لاشہ
پڑا ہی کئی سو ہمراہی مارے گئے لقبیا تلوار کو ٹیک کر اُٹھا مگر افسرون نے منع کیا کہ اب

امیر نے اشقر کو پھیرا نعرہ کر کے تلوار کھینچی امیر گھرے ہوئے بیچ مین لڑ رہے ہین اور چھے ادچھے زخم بھی کھائے ہین بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین کہ اے کریم و رحیم اس آفت سے مجکو بچالے دشمنون کے ہاتھ سے نجات دے نظم

هر کجا اندر گلستان عندلیب زار دید + همسر گل در چمن استاده نوک خار دید +
فی الحقیقت اندرین دنیا چه دنیادار دید + در دو داغ و حسرت و اندیشه و آزار دید
بر رخ شمس و قمر اهل نظر هر بار دید + جلوه گر از چهره هر دو جمال یار دید +
در دیار معرفت سوداگری هر کس که کرد + روز سودائے محبت گرم هر بازار دید
نیک شد انجام آن مرد خدا روز جزا + هر که اندر ابتدا بر انتهائے کار دید
عارف آن پرده نشین گوشه توحید را + گاه اندر خلوت و گه بر سر بازار دید
گفتگوئے ناگفتنی آورد هر کس بر زبان + حالت نادیدنی از دیده آخر کار دید
کرد بر یاران گهر در نظم این دیوان نثار + سینه خود را چو هندی معدن اسرار دید

امیر نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سرداران تہمتن و جوانان صف شکن آکر پہونچے اور جنگ مین مصروف ہوئے اب صاحبقران نے مہلت پائی سردارون نے آکر گھیر لیا گرد آ گئے صاحبقران باطمینان جنگ کرنے لگے بقیا سے سامنا پڑا بیٹے کے غم مین کلیجہ سے دھوان اُٹھ رہا ہی بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغہ عقرب پر روکا الجھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا بقیا کا سر زخمی ہوا سامنے سے بھاگا وزیرون سے کہا کہ جلدی سے طبل بازگشت بجواد و ہمراہیان حمزہ سب چلے آتے ہین بقیا طبل امان بجوا کر پلٹا امیر بفتح و فیروزی واپس ہوئے آکر داخل بارگاہ ہوئے سب سردارون سے حال بیان کیا سردارون نے عرض کی کہ آقائے نامدار جب آپ نے ہم کو ساتھ نہ لیا تو ہم نے ہرکارون کو بھیجا ہرکارون نے آکر خبر دی کہ صاحبقران نے گرگان کا سر کھینچ لیا وسط لشکر مین آکر گھرے ہین ہم لوگ فوراً پہونچے شکر ہی کہ آپ کو بخیر و عافیت پایا مگر بقیا کا گھمنڈ نکل گیا وہ جو اُسکو گمان تھا کہ جس لڑائی پر جاتا ہون فتح کر لیتا ہون آخر اُسکا بیٹا مارا گیا مگر بقیا جو پلٹ کر گیا بارگاہ مین بیٹھا ہوا ذکر اسی کا کر رہا ہی کہ صاحبو آج تو حمزہ نے غضب کیا کہ سر دربار آکر میرے بیٹے کو مارا حمزہ کو کیسا گھمنڈ

اُٹھ کر یہ التماس کیا کہ ان کو چھوڑ دو اور نامہ پڑھ کر جواب جنگ لکھ دیا یہ حال سُن کر باپ
اسکا بہت جھلایا کہا طبل جنگی بجے اسطرف فورًا ہرکارون نے صاحبقران کو یہ خبر پہونچائی
مگر دن سے طبل جنگی بجا ہر صاحبقران نے بھی طبل جنگی بجوایا گرگان واسطے شکار کے گیا
اتفاق سے صاحبقران بھی آئے شکارگاہ مین جو سامنا ہوا گرگان نے کہا کہ کیون حمزہ
اب کس طرح پیش آؤن ہی شرط کہ ذبح کر مار ڈالون امیر نے کہا کہ ای گرگان خاموش رہو
گرگان نے چاہا کہ لپٹ پڑے امیر نے تمانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا امیر نے پھر
ہوشیار کیا فرمایا اب تو جاؤ میدان مین سمجھ لینا گرگان اُٹھ کر روانہ ہوا تیاریان جنگ
کی ہو رہی تھین کہ گرگان نے آکر باپ سے کہا کہ جنگل مین مین نے حمزہ کو خوب ڈرایا ایک تمانچہ
مار دیا حمزہ بیہوش ہوا جب ہوشیار ہوا تو منتین کرنے لگا مین خاموش ہو رہا مگر مجھ سے
کہتا تھا کہ اسکا ذکر نہ کرنا مگر مین نے آپ سے کہدیا ہرکارے جو لشکر صاحبقران کے
حاضر تھے فورًا خبر لیکر بھاگے سامنے صاحبقران کے آئے امیر چاہتے تھے ہتھیار کھولین
کہ ہرکارون نے پرچہ اخبار دیا امیر پرچہ پڑھتے ہی بہت جھلائے اشقر پر سوار ہو کے
چلے سردارون نے ارادہ کیا صاحبقران نے سب کو منع کیا کہ خبردار میرے ساتھ کوئی
نہ آئے سب سردار رُک گئے صاحبقران اشقر پر سوار ہوئے طرف لشکر دشمن کے چلے
بارگاہ مین آتے آتے ہی مثل اہل اسلام کے سلام کیا فرمایا کیون گرگان ہمنے تم سے صحرا مین
منتین کی تھین تمنے تمانچہ مارا تھا اسقدر مغرور نہ ہو جو گذرا ہو وہ بیان کرو گرگان نے
کہا کہ حمزہ بس اب چلا جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا صاحبقران قریب گرگان کے
آئے گرگان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک تمانچہ مار دیا کہ
گرگان گرا امیر نے چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ لیا فرمایا مین جاتا ہون جسکو دعویٰ ہو وہ بدلہ اسکا
مجھسے لے کوئی نہ بولا صاحبقران سوار ہوئے سر گرگان کا اپنے شکار بند سے باندھ
لیا جب وسط لشکر مین آئے تو بقیا نے افسرون سے کہا کہ یارو حمزہ بڑی گستاخی کر گیا ہر
تم مین کسی نے جواب نہ دیا اب اگر مناسب ہو تو جاکر گھیر لو گرفتار کر کے میرے سامنے لاؤ
تو سزا دون امیر بیچ لشکر مین پہونچے تھے کہ چہار طرف سے بلوہ ہوا الینا الینا کی آواز آئی

غرور ہی ہم کو کیا رنج پہونچائیگا بس نامہ دے اور چلا جا گرگان نے کہا مین تو اس غورت کو لیکر
جاؤنگا میری جان پر بنی ہی صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا فرمایا بس اب اُٹھ جاؤ ہمسے کلام نہ کرو
گرگان زورون پر چڑھا ہوا ہی بلبلا کر کہا یا صاحبقران خاموش رہیے جو کہتا ہون وہ کیجیے
کرونگا ای نازنین اُٹھ اور میرے ساتھ چل یقین ہی والد قبول کرین بڑا تیرا اعزاز و اکرام
ہوگا صاحبقران نے فرمایا او بیہودہ ہم منع کرتے ہین نہین مانتا گرگان نے تلوار کھینچ کر ہاتھ
لگایا امیر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک تمانچہ مارا کہ گرگان گرکر بیہوش ہوگیا امیر
کو بہت غصہ تھا لیکن سرہانے گرگان کے ٹہل رہے ہین دمبدم فرماتے ہین کہ ای گرگان
اُٹھو کہان تک آرام کروگے گرگان نے آنکھ کھولکر جو صاحبقران کو دیکھا جھاڑ پونچھ کر
اُٹھا کہا لیجیے مین جاتا ہون میرا ٹھہرنا آپکو خلاف ہی صاحبقران نے فرمایا تم تو نہین خلاف ہو
مگر تمہاری حرکتین خلاف ہین جس واسطے آئے تھے وہ نامہ تو دو کہ ہم پڑھین گرگان نے نامہ
دو ملغے سے کھولا ہاتھ پر رکھ کے صاحبقران کو دیا صاحبقران نے نامہ ملاحظ فرماکے
اتنا فرمایا کہ یہ نامہ اُسی کو پھیر دینا کہنا کہ میدان مین سمجھا جائیگا میر منشی سے کہا کہ جواب لکھدو
منشی نے اوپر نامے کے لکھدیا کہ جواب نامہ جنگ گرگان نے نامہ لے لیا اور بارگاہ سے
نکلا ساتھ والون سے کہا کہ تم کو معلوم ہی کہ ہم پر کیا گذری سب نے کہا کہ ہم کو کیا خبر
کہا جسقدر قریب صاحبقران کے سردار بیٹھے تھے سب مجکو لپٹ گئے چاہتے تھے قتل
کرین مگر حمزہ نے منع کیا کہ ہماری خرابی ہوگی اسکے ساتھ فساد نہ کرو تب میری نجات ہوئی
مگر مین نے جواب نامے کا لیا اب چلو میدان مین سمجھ لونگا لیکن حمزہ نہایت صاحب طاقت
ہی اس طرح کی باتین کرتا ہوا لشکر مین آیا سامنے باپ کے پہونچا باپ نے پوچھا ای فرزند یہ
کیا معرکہ گذرا گرگان نے سب حال بیان کیا کہ راہ مین لالہ رخسار مل گئی مجھپر عاشق ہوئی
کہتی تھی مٹھو مین نے کہا کہ مین برسم سفارت آیا ہون مین نہین ٹھہر سکتا تب اُسنے سحر کردیا باغ
مین پھرتا تھا جب آپ نے حمزہ کو طعنہ دیا ہی تب لالہ رخسار نے سحر اُتارا اپنے کو مین نے
ایک جنگل مین پایا ناچار ہوکر سامنے حمزہ کے پہونچا حمزہ نے سب سردارون کو اشارہ کردیا
سب سردار مجکو لپٹ گئے مگر مین مغلوبہ لڑا ہوا تھا اُن کے گرانے سے نہ گرا تب حمزہ نے

بند ہو گیا البقیا نے اور سوار کی معرفت نامہ صاحبقران کو روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ کیون یا صاحبقران آپ کے یہان یہی دستور ہی کہ ایلچی کے ساتھ یون ہی پیش آتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ کیون لالہ رخسار یہ تم نے کیا کیا ہمارے یہان ایلچی کے ستانے کا حکم نہین ہی ملکہ لالہ رخسار نے تھرا کر عرض کی کہ ای شہر یار اُسنے میرے ساتھ وہ حرکت کی کہ اگر حضور ملاحظہ کرتے تو اس سے زیادہ پیش آتے صاحبقران نے فرمایا کہ جلد سحر اُتار و لالہ رخسار نے پھر گجرا اُتار کر پھینکا اور کچھ اسم پڑھا گرگان ایک باغ مین پھر رہا تھا بارہ ہزار ساتھی سرگردان و حیران و پریشان باغ مین پھر رہے تھے کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی وہ نازنین تو غائب ہوئی بعد آندھی دفع ہونے کے ایک صحرائے ویران مین ایک درخت کے نیچے سب نے اپنے تئین پایا گرگان حیران ہو گیا کہتا تھا کہ یارو ہم کہان جاتے تھے اور یہان کہان آگئے سب نے کہا کہ آپ راستہ بھولے اس طرف چلے آے راستہ لشکر صاحبقران کا اور ہی گرگان اُٹھ کر گینڈے پر سوار ہوا لشکر صاحبقران مین آکر بدعتین کرنے لگا چاہتا ہی جھنڈے قلم کر دون بارگاہون کو چھکڑون پر بار کرتا ہو انکلون مگر لوگ خاموش ہین مزاج سے امیر کے واقف ہین کہ اگر اسکے ساتھ بہ بدی پیش آوین گے تو آقا کے خلاف ہوگا گرگان اکڑتا ہوا در بارگاہ پر پہونچا درگہ سالار نے للکارا کہ ذرا ٹھہر جائیے مین عرض کرتا ہون گرگان ٹھہرا گر درگہ سالار نے جا کر صاحبقران سے عرض کی صاحبقران نے کہا اُسکو نہ روکو آنے دو گرگان اندر آیا مثل کافرون کے سلام کیا صاحبقران نے کچھ نہ کہا خاموش ہو رہے گرگان ایک دنگل پر آکر بیٹھا لالہ رخسار بھی ایک طرف بیٹھی ہین لالہ رخسار سے متوجہ ہو کر کہنے لگا ای ملکہ ہمنے تم کو بڑی دیر کے بعد دیکھا آنکھین تمکو ڈھونڈھ رہی تھین شکر لات و منات کہ اب دیکھا ہمارے ساتھ چلو تمھاری خاطر کرینگے کنیزین واسطے خدمت کے دینگے یہ سنکر لالہ رخسار نو آنکھون مین آنسو بھر کر خاموش ہو رہی مگر صاحبقران نے فرمایا کہ ای پہلوان دوران تم ہمارے پاس آے ہو عورت سے کیا کلام کرتے ہو گرگان نے کہا کہ یا صاحبقران یہ نازنین مجکو بہت پسند ہی اگر میرے ساتھ کر دیجیے تو صفائی کرا دون ورنہ میرا آنا خالی نہ جائیگا آپ کو ملال پہونچیگا صاحبقران کو بہت غصہ آیا فرمایا او گرگان تجکو بڑا

کہ عار من مُجھ لون یہ فعل ملکہ لالہ رخسار کو بہت ناگوار ہوا غصہ سے کہا کیون ای گرگان مین آقاے
نامدار سے خوف کرتی ہون کہ وہ قانون سے قدم نہین ہٹاتے دشمن کے ساتھ بہ نیکی پیش آتے
ہین ورنہ سزا دیتی اسکے ٹھہرنے سے بارہ ہزار جوان وہان پر جمع ہین کہ رہے ہین ہمارے آقاے
نامدار اچھے مقام پر آکر ٹھہرے ہین کوئی خیمے کی تعریف کرتا ہو کوئی کہتا ہو کیا جمال جہان آرا
ہو نام کیا موزون ہو لالہ رخسار شیرین گفتار کبک رفتار قمر عذار حقیقت مین کیا خدا نے حُسن
وجمال دیا ہو ایسی ایسی باتین جو لالہ رخسار نے سُنین پھولون کا زیور پہنے ہوے تھی گجرا
اُتار کے سحر کیا کہ صحرا سے ایک نازنین یہ اشعار گاتی ہوئی آئی نظم

ذرہ خورشید ہو پہونچے جو در یار کے پاس ۔ سایہ بن جاے ہا لوٹ کے دیوار کے پاس
کوچہ یار مین سائے کی طرح رہتا ہون ۔ در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس
سیکڑون تشنۂ دیدار ہین معلوم نہین ۔ کسکی قسمت کا ہو پانی تری تلوار کے پاس
مجکو دربانی کی خدمت ہو تو ای خانہ خراب ۔ سایے کو آنے نہ دون مین تری دیوار کے پاس
فکر مرغان چمن کی ہو بہار آئی ہو ۔ جھونپڑا ڈالا ہو صیاد نے گلزار کے پاس
کار زنجیر جو اُن گیسوے پیچان سے ہوا ۔ روئین کے بیٹھ کے آزاد گرفتار کے پاس
پھر گیا مُنھ تری ابرو کی طرف سے اُن کا ۔ سینے کو کھول کے جاتے تھے جو تلوار کے پاس
ایڑیان شوق شہادت مین کہان تک رگڑون ۔ اپنے جلاد کو بھجواؤ گنہگار کے پاس
حالتِ نزع ہو صورت کوئی بچنے کی نہین ۔ اُٹھ گیا رو کے جو آیا ترے بیمار کے پاس
باغ عالم مین جو رکھا ہو قدم ای آتش ۔ خندہ زن گل کیطرح بیٹھ کے ہو خار کے پاس

اُس نازنین نے آتے ہی گرگان کا ہاتھ تھام لیا اور کہا باغ عیش مین چلو گرگان کھڑا ہو گیا
اُس نازنین کے ساتھ چلا بارہ ہزار جوان پشت پر وہ نازنین باتین کرتی ہوئی گرگان کو لے چلی
لشکر سے نکل کر سامنے دیکھا کہ ایک باغ ہو وہ نازنین سب کو ساتھ لیکر اُس باغ مین داخل ہوئی
باغ کا دروازہ بند ہو گیا کنیزان لالہ رخسار نے آکر خبر دی کہ وہ نازنین گرگان کو ساتھ لے کر
ایک باغ مین داخل ہو گئی دروازہ باغ کا بند ہو گیا لالہ رخسار نے کہا اُسکی یہی سزا تھی
مگر جب عرصہ گذرا یہ خبر بقیا کو پہونچی کہ فرزند آپ کا ایک باغ مین داخل ہوا دروازہ باغ کا

کہ نامہ تیار کرو دبیر منشی نے نامہ لکھا دربار مین لاکر رکھا گرگان نے اُٹھ کر نامہ دو بغلے سے باندھا
بارہ ہزار فوج ساتھ لیکر برسم سفارت روانہ ہوا ہرکارون نے صاحبقران کو خبر دی
صاحبقران نے فرمایا جس طرح آتا ہی اُسی طرح آنے دو گرگان آکر لشکر صاحبقران
مین داخل ہوا لشکر کو دیکھ کر ہوش اُڑ گئے کہتا تھا کہ یہ لشکر ظفر اثر بڑے جلیل کا ہی کیونکر اتنے
بڑے لشکر کو سنبھالا حقیقت مین کیا لشکر ہی اور کیا افسر ہین یہ کہتا ہوا جاتا تھا سامنے
بارگاہ لالہ رخسار کے پہونچا جمال بے مثال پر جو نگاہ پڑی بیقرار ہوگیا کلیجہ پکڑ لیا ٹہلتا
ہوا سامنے لالہ رخسار کے آیا کہا اے ملکۂ عالم آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی کیا عرض کرون
جو کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

ای روے زیبلے ترا رشک گلستان دربغل	وے قد رعنا ے ترا سرو خرامان دربغل
ہر چشم گریان مرا صد جوے خون در آستین	ہر ناوک ناز ترا صد تیر مژگان دربغل
نازم بچشم عاشقی کز گریہ در زندان عشق	دارد ز اشک لالہ گون رشک گلستان دربغل
بلبل بود سیر چمن کز اشک خون آلود من	در دیدہ دارم از صبا صد باغ بُستان دربغل
گر یوسفِ وقتِ خودی غافل ز اخوانت مشو	زیرا کہ دارند از حسد صد چاک کنعان دربغل
ہر شعلۂ آہ مرا صد گونہ شور ز اندرکمین	ہر ناوک ابر مرا سر تیز پیکان دربغل
مخفی بہ زندان جفا از دست بیداد غمت	چون غنچہ دارد جیب گل صد چاک پنہان دربغل

لالہ رخسار نے سمجھا کر کہا کہ ای پہلوان دوران آپ بارگاہ مین تشریف لیجائیے وہان آپ کو
جواب باصواب ملیگا یہان آپ کیون ٹھہر گئے ایسا نہ ہو کہ آپ کو تکلیف ہو گرگان جھوم رہا ہی
دمبدم اپنی صورت لالہ رخسار کو دکھاتا ہو چہرے پر ہاتھ پھیر رہا ہی لالہ رخسار بخوشامد
کہہ رہی ہی کہ ای گرگان اب جاؤ یہان تمھارا کیا کام ہی مین صاحبقران زمان کی کنیز ہون
ایسا نہ ہو کہ صاحبقران کے خلاف گذرے گرگان نے کہا کہ ای شہنشاہ اقلیم خوبی و ای
سرو روان باغ محبوبی میری تم پر جان جاتی ہی لالہ رخسار نے کہا کہ ای پہلوان دوران مین تم سے
کہہ چکی کہ مین صاحبقران کی کنیز ہون اور آپ ایسی باتین فرماتے ہین آپ برسم سفارت
آئے ہین ایسا نہ ہو کہ مین کوئی سحر کردون تو دیوانے ہو جاؤگے گرگان نے نہ مانا ہاتھ بڑھایا

کے مہلت نہ یا دین مگر لالہ رخسار قبل ہین نکل گئی تھی کیاد نے دور سے جو لالہ رخسار کو دیکھا جھلا کر
آگ برسائی مگر لالہ رخسار جھلائی ہوئی تھی کار دسحر پھینک ماری شانہ کیاد کا نشانہ ہوا کسی سردار
نے ہاتھ تلوار کا بھی مار دیا سر کیاد کا زخمی ہوا سر زخمی ہوتے ہی جھوم کر گرا لالہ رخسار نے اپنا
ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمک کر گری کیاد کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والے بھاگنے لگے کہ مبہوت
سامنے آیا اہل فوج کو پکار کر آواز دی خبردار جنگ نہ کرو مین نے اطاعت کی صاحبقران زمان
ایسے خلیق ہین کہ ایسا بندہ آج تک خلق نہین ہوا جو مین نے کہا وہ قبول کیا مین مطیع اسلام
ہو چکا جسکو میری اطاعت کرنا ہو وہ میرے پاس حاضر ہو اور جسکے خلاف ہو وہ نکل جاوے
خبردار میرے پاس نہ آئے چھ لاکھ کے افسر حاضر خدمت ہوئے اور اطاعت اسلام کی بلکہ مبہوت
کہنا ہے یا صاحبقران مجھے کلمہ پڑھائیے مین سحر سے توبہ کرون آپ کے مذہب مین ساتھ آبرو کے
داخل ہون صاحبقران نے فرمایا اے مبہوت ابھی ساحرون سے لڑائی درپیش ہے اور
اس طلسم کے فتاح بادشاہ جمجاہ ہین بلکہ اگر بادشاہ کا نشان معلوم ہو تو مین تم کو اُنھین کے
پاس روانہ کرون کہ طلسم کشا کے ساتھ رہو جمشید ثانی سے جس دن مقابلہ پڑیگا زمین ہلا دیگا اگر تم
موجود ہوگے تو اُسکے سحر کو رد کروگے مبہوت نے عرض کی کہ یا صاحبقران جب موقع پڑیگا
تو ملاحظہ فرمائیےگا کہ کیسی جانبازی کرتا ہون آپ کی عنایت سے جمشید ثانی بہت گھبرائےگا
اور بھاگتا پھریگا صاحبقران زمان مبہوت کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ مین آئے تخت پر
اُسکو جگہ دی تاج اپنے ہاتھ سے سر پر رکھا آپ دنگل پر بیٹھے حکم دیا کہ کل لشکر کا کوچ ہوگا
دوسرے دن کل لشکر نے کوچ کیا بعد اُسکے صاحبقران نے کوچ کیا ہر روز آب نوجانے
نو ملتا ہے صحرا اُن کو تسخیر کرتے ہوئے چلے جو دیہات راستے مین ملے اُن کو باسلام آباد کیا اسی
زور و شور سے صاحبقران طرف جمشید ثانی کے جاتے ہین ایک دشت مین آکر اُترے ہین
پہر بھر دن باقی ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی بقیا سے کرگدن سوار چار لاکھ فوج سے مقابلہ اُسی
مین آیا اور راستہ روک کر اُترا جب بارگاہ مین آیا تو بیٹا اسکا گرگان تیرہ درون کہ
پہلوان زبردست ہے اپنے باپ سے کہا کہ ایک نامہ واسطے صاحبقران کے لکھیے مین ایلچی ہو کے
جاؤن سمجھائے اُن کو بُلا لاؤن آپ کے قدمون پر گراؤن بقیا بہت خوش ہوا امیر منشی کو حکم دیا

لے گیا بڑی غضب کی بات ہی کہ شہنشاہ ہمارے سامنے مسلمانونکے یہان قید ہون اور دربار سمجھا جاے جزیرۂ گوہربار کا نام مٹتا ہی یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ جاکر قدرت کی زبان سے سوزن نکال لے مین اب نہ جاؤنگا لالہ رخسار کے ہاتھ سے زخمی ہوچکا ہون عیار مبہوت کا بیابان گرد بیٹھا ہی کیاد کی باتین سُنکر اُٹھا کہا ای وزیر اعظم مین جاکر زبان سے قدرت کی سوزن نکالونگا آپ فوج لیکر آئیے کیادنے آواز دی یارو تیار ہو کہ لشکر مسلمانان سے مقابلہ ہی سب تیار ہوکر سامنے آے اول بیابان گرد چلا بعد بیابان گرد کے کیاد تیرہ درون کُل فوج کو ساتھ لیکر چلا یہان صاحبقران زمان مبہوت کو سمجھا رہے ہین کہ ای مبہوت مقام افسوس ہی کہ پیدا کرنے والے سے نہین ڈرتے ہو روز حشر اس گستاخی کی پرسش ہوگی کیا جواب دوگے اُس معبود حقیقی و رب تحقیقی نے ایک قطرۂ نجس سے تم کو پیدا کیا اور یہ گمان کہ دعوی خدائی کر بیٹھے اب توبہ کرو بیابان گرد گوشے مین چھپا کھڑا تھا ان باتون کو سُن رہا تھا جلاد کی شکل بن کر دوڑا کہا حضور کس مغرور کو آپ سمجھا رہے ہین دیکھیے کچھ جواب نہین دیتا مبہوت کو سناٹا آگیا ہی دل مین کانپ رہا ہی کہ حقیقت مین مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ بیابان گرد نے بڑھ کر زبان سے مبہوت کی سوزن نکالی کہا یا خداوند ہوشیار ہوجے مبہوت کی قید ٹوٹ کر گری مگر عمرو نے جو دیکھا کہ عیار نے یہ کارنمایان کیا پیچھے آکر ایک نیمچہ مارا کہ سر بیابان کا کٹ کر گرا مبہوت نے چاہا کہ بلند ہوکر نکل جاؤن مگر صاحبقران جست کرکے قریب آے مبہوت نے تلوارین برسائین مگر صاحبقران پر تاثیر نہ ہوئی قریب مبہوت کے پہونچ گئے مبہوت نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی مبہوت کی تھام لی مبہوت لاکھ لاکھ سحر کرتا ہی مگر ہاتھ نہین چھوٹتا اب مبہوت گھبرایا صاحبقران نے ایک جھٹکا مارا کہ مبہوت جھکا امیر نے چاہا کہ تمانچہ ماردون مگر مبہوت پکار اُٹھا کہ ای شہریار الامان امیر نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان مبہوت نے کہا کہ دل و جان سے اطاعت کرتا ہون صاحبقران مبہوت سے باتین کر رہے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ کیاد تیرہ درون کُل فوج کو لیکر آگیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای مبہوت ان سب کو منع کردو ایسا نہ ہو کہ بندگان خدا قتل ہوجائین ہاتھ سے دشمنان خدا

مارے گئی ساحر جل کر گرے جو ساحر بچے تھے وہ پلٹ کر لشکر مین آئے دیکھا کہ لشکر مین غریبو ہی کوئی ناچ رہا ہی کوئی دوڑتا دوڑا پھرتا ہی کوئی کنوئین مین پھاند پڑا کسی نے نہر مین گر کر اپنی جان دی کوئی سر ٹکراتا پھرتا ہی کوئی جھوم جھوم کر یہ اشعار پڑھ رہا ہی نظم

محبت جان جان تمکو جو میری آزمانی ہی + تو اُسکا امتحان کر لو جو تمنے دلمین ٹھانی ہی
قریب الموت ہون اور دور مجھسے یار جانی ہی کشش تیری مجھے اسوقت ای دل آزمانی ہی
شباب آئینہ دکھلا کر اُنھین کرتا ہی خود رفتہ بجا ہی یہ غرور حسن آغاز جوانی ہی +
پھٹا پڑتا ہی جوبن ہوتی ہین جانین فدا صدہا ستم ہی حسن کا عالم قیامت نوجوانی ہی +
عدم کے کوچ کرنے کا اجل فرمان لائیگی + جو تحریر مقدر ہی وہ اک دن پیش آنی ہی
تڑپتا ہی کوئی دل تھام لیتا ہی کوئی سُنکے حقیقت مین نہایت درد خیز اپنی کہانی ہی
ہمارے مرنے مٹنے کی نہین کرتے ہو کچھ پروا تمھین رحمت خدا کی واہ وا کیا قدردانی ہی +
چلے ہین جان پر ہم کھیل کر پردہ اُلٹنے کو + نہ ڈر برق تجلی کا نہ خوف لن ترانی ہی
لہو مین تھوکتا ہون درد دل دم بھر نہین تھمتا جدائی مین یونہین گھٹ گھٹ کے اک دن جان جانی ہی
خزان مین بھی قفس سے چھوٹنے کی تجکو حسرت ہی تری تقدیر مین خاک ای بلبل شیدا اُڑانی ہی
ہنر ہر اب تو دُر خوش آب ہی ہر شعر اپنا بحمد اللہ وہ بحر طبیعت کی روانی ہی

اسی طرح پر ہزار ہا جادوگر دوڑتے پھرتے ہین اور آپس مین دھینگا مشتی کرتے ہین آخر وہ سب اندر بارگاہ کے آئے دیکھا کہ گیاد تیرہ درون لٹکا ہوا ہی ساحرون نے اُسکو کھولا پانی سرد چھڑک کر اُسکو ہوشیار کیا جیسے ہی گیاد کی آنکھ کھُلی دیکھا سب ساحر رو رہے ہین اور افسر بیہوش پڑے ہین افسرون کو ہوشیار کرنا شروع کیا ہر ایک کو معلوم ہوا کہ خداوند کو کوئی لے گیا گیاد نے کہا کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ قدرت اپنے ساتھ ہمارے بادشاہ کو آسمان پر لے گئے وہانسے تعلیم کر کے بھیجین گے غرور جو دماغ مین بھر گیا ہی وہ نکال دینگے یقین ہی کہ قدرت صاف ہو کر آدین یہ جھگڑا مذہب کا صاف ہو جائے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا کے عرض کی کہ عیار حمزہ کا یعنے عمرو قدرت کو گرفتار کر کے لے گیا اب دربار سمجھا جاتا ہی یہ سُنکر گیاد نہایت بیقرار ہو گیا کہا یارو ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ قدرت کو عمرو

جمشید نے کہا ہمین کچھ اسکا خیال نہین اکثر بندے مغرور ہو جاتے ہین آخر سزا پاتے ہین اس
عرصے مین کئی سو مٹکے شراب کے رکھے گئے جمشید نے کمر سے ایک نقش نکالا مٹکون مین چپکا دیا
کچھ عبارت بھی پڑھا سب نے کہا ایک ایک جام سب مل کر پیو مگر اے مبہوت تم تو دو تین جام
پیو کہ تمھاری عمر سب سے زیادہ ہو کہ تم خدائی کرنا چاہتے ہو مبہوت نے ایک بڑا جام
اُٹھایا سب فوج والے بھی آکر بیٹھے ہر ایک امیدوار ہے کہ جام پیون انجام بخیر ہو قدرت
نے بڑی عنایت فرمائی کہ ہماری خطا معاف کی ورنہ لائق سزا تھے دیکھو صاحب خداوند یہ
ہین کہ خطا معاف کر کے سرفراز فرمایا عمر بڑھائی جب قضا ہمارے قریب نہ آئیگی تو مسلمان کیا
کرسکین گے آخر ہمارے شہنشاہ مسلمانون کو مارلین گے جو ارادہ کر کے آئے ہین وہ پورا ہو
اپنے جزیرے مین خوشی خوشی جا دین جا کر رعایا کو سنا دین کہ دیکھو کیا انجام ہوا کس تکلف
سے نام ہوا کہ مسلمانون کو مٹایا مبہوت نے دو جام پیے اور سب ایک ایک پیکر خاموش
بیٹھے ہین کہ مبہوت نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ بھائی جمشید دیکھو سامری آتے ہین مگر بڑے غصے
ہین ہین جمشید نے کہا اُن کو بھی بُلاؤ مین تمھارے اور اُن کے درمیان مین صفائی کرا دون
کہ آپس مین ملال نہ رہے یہ سُنکر مبہوت اپنے مقام سے اُٹھا آسمان کی طرف دیکھ کر آواز دی
کہ اوسامری آ تو مجھسے خفا ہے غصہ نہ کر یہ کہہ کر دوڑا سب سردار بھی اُٹھے یا سامری یا سامری
پکارتے ہین ہوا جو لگی مبہوت بھی گرا اور سب ساتھ والے بھی بیہوش ہو کر گرے لاکھون
لشکر والے بھی گرے کہ جمشید نقلی نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو وہ عمروم کہ کلہ از سر قیصر ببرم +
رنگ از رخ نجنک بد اختر ببرم + در مجلس خسروان چو گردم ساقی + تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم +
اب عمرو نے مبہوت کو اُٹھا لیا اور کیا دتیرہ درون کو اُلٹا لٹکا دیا بارگاہ کو خوب لوٹا
چند ساحر بھی قتل کیے جنکو افسر سمجھا اُن کو مٹا دیا پشتارہ لیکر بھاگے مگر خوف دل پر غالب ہے
پلٹ پلٹ کر دیکھتے جاتے ہین چند ساحر کہ جنھون نے شراب نہ پی تھی اُنھون نے دور سے
دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش بارگاہ سے نکلا ہوا جاتا ہے وہ ساحر دوڑے خواجہ عمرو
تیز ہوے اُن جادوگرون نے غل مچایا کہ دیکھو یارو ایک شخص پشتارہ بدوش جاتا ہے
اُن جادوگرون کے پکارنے سے اور چند ساحر دوڑے خواجہ نے پلٹ کر حقہ ہاے آتشبازی

آدمی ڈوب جاتے اگر شیران صحرا کو بلاتے وہ سب کو چیر پھاڑ کے کھا جاتے لیکن اُنپر ایسا خوف غالب ہوا کہ کسی کو بھی نہ بلایا سامنے حمزہ کے چلے گئے کوئی سحر معقول نہ کیا مشیرون نے عرض کی کہ یا خداوند ہمکو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ حمزہ صاحب اسم اعظم ہی اسی وجہ سے حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا سحر کرنے والا خود مبہوت ہوجاتا ہی اسی سبب سے یہ ساحر مارے گئے سحر کامل نہ کیا سب سردار ہان مین ہان ملا رہے ہین مبہوت بلبلا رہا ہی اہل دربار درست کہ رہے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا مبہوت نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک خداوند تخت پر سوار ہین اور تخت بارگاہ پر لہرا رہا ہی مبہوت اُٹھ کھڑا ہوا اور پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب آئیے جمشید ثانی نے مُنھ پھیر لیا کہا او بے حیا ایسا مغرور ہی کہ خداوند نہین کہتا مابدولت کو بھائی بناتا ہی خداوند کہ کے بُلا تو ہم آوین تیرے واسطے بڑے جھگڑے پڑے ہین سامری تو کہتے ہین کہ یہ ہماری بہری کا دعوی کرتا ہی اسکو مٹا دو مگر مجکو بہت ناگوار ہوا کہ ہمارا بندہ ہی اگرچہ گندہ ہی سحر کے زور مین مبہوت ہو رہا ہی ہم خطا اُسکی معاف کرین مابدولت خود چلے آے کہ جا کر اُسکو شراب حیات پلادین دو ہزار برس تک نہ مر سکے مین تو اس واسطے آیا ہون اور تو بھائی صاحب کہتا ہی شرم نہین آتی یہ باتین سُن کر مبہوت منتین کرنے لگا کہتا تھا یا خداوند آئیے شراب حیات پلائیے حقیقت مین سامری کے خلاف گذرا ہوگا مین حاضر ہون جو کہیے وہ عذر کرون خداوندی کا دعوی نہ کرونگا اپنے کو بادشاہ کہواؤنگا جب مبہوت نے یہ عجز کلام کیے تب تخت اُترا مبہوت تخت سے ہٹا جمشید آ کے تخت پر بیٹھے کہا اے مبہوت مٹکے شراب کے منگوا اپنا القاب اُسپر پڑھ دو ان پھر سامری لاکھ ارادہ کرین گے تو کچھ نہ ہوگا قضا تمھارے قریب نہ آئیگی مگر تجھ کو بچاؤن کہ تیرے ساتھ والون کی حفاظت کرون سب سردار اُٹھ کھڑے ہوے جمشید کو سجدے کیے اور سب کہتے تھے کہ یا خداوند جب میان مبہوت صاحب نے دعوی خدائی کیا ہی تو ہم لوگ منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خداوند قدیم کے خلاف ہوگا مگر یہ ایسے مغرور تھے کسی کا کہنا نہ مانا اور دعوی خدائی شروع کیا اپنے جزیرے سے نکل آے کل کتنی بڑی ذلت ہوئی کہ قدرت باندھے گئے اور ہم لوگ جان دے کر ہا کر لاے بڑی لڑائی پڑی قدرت اپنے بچا لیا ہم حیران تھے کہ دیکھین انجام کیا ہو یہ نہین جانتے تھے کہ آپ مدد کر رہے ہین

سے اُٹھ نہین سکتے مگر لالہ رخسار نے برق گرائی کہ سر کیاد کا زخمی ہوا مبہوت نے دیکھا کہ کیاد
زخمی ہوا اور صاحبقران کے ہاتھ سے صمصام وقمقام مارے گئے اور کئی افسر مثل ابابیل
جادو وطیران بلند سرو ازدقیران سخت آواز وقلیان ومبارز وغیرہ سولہ افسران نامی
صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہوے اور عمرو نے تو وہ حقہ ہاے آتشبازی مارے کہ اہل
لشکر کے مُنھ جُھلس دیے مبہوت نے کہا کہ ای کیاد نکل چلنا بہتر ہو ایسا نہ ہو کہ حمزہ سے
اور مجھسے مقابلہ پڑجاے ہرچند کہ وہ تقدیر کرون کہ زمین اُلٹ جاے مگر قدرت کو یہ بڑا خیال
ہی کہ ایسا نہ ہو میرے بندے بیخطا مارے جادین تو قدرت کو ملال ہوگا کیاد نے کہا کہ یا خداوند
آپ نے آنکھون سے دیکھ لیا کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا اسکی تدبیر تو بتائیے مبہوت نے کہا
حمزہ کچھ پڑھتا ہی اس وجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا مگر اسکی تدبیر کرونگا وہ تقدیر کرون کہ حمزہ
جو پڑھتا ہی وہ بُھول جاے اب تو نکل چلو کیاد نے بڑھکر طبل بازگشت بجوایا لشکر جدا ہو کر
پلٹے عمرو نے صاحبقران سے عرض کی کہ غلام کا آپ کے بہت روپیہ صرف ہوا لاکھون روپیے
رشوت کے دے کر مبہوت کو لایا تھا یہ نہ سمجھا تھا کہ یہ بلوہ ہوگا کیاد تیرہ درون ساحر
زبردست ہو مگر لالہ رخسار نے بڑا کام کیا کہ کیاد کو زخمی کردیا لیکن کئی لاکھ روپیہ اور
خرچ کیجیے تو مین پھر فکر کرون صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ لاکھ روپیہ دونگا اگر ایکی مرتبہ
مبہوت کو گرفتار کرکے لاؤ یہ نہ کہ عمرو پھر چلا یہان مبہوت گھبرایا ہوا بارگاہ مین آیا دل
مین سوچ رہا ہی کہ مین نے بڑی حماقت کی جزیرے مین چین کرتا تھا بیٹھے بیٹھے یہ کیا سوجھی کہ
کوچ کرکے اپنا آرام وچین کھویا حمزہ پر غالب ہونا دشوار ہی کون کون جادوگر اُس کے
ہاتھ سے مارے گئے کہ جنکا سحر مین مثل نہ تھا مین نے زبان سے سوزن نکلتے ہی آگ لگا دی مگر
جب حمزہ نے پڑھا تو آگ گل ہوگئی سحر میرا سامنے حمزہ کے نہ گیا صمصام وقمقام ایسے بہادر
دریاے سحر کے بے بہا دُر وہ بیک ضرب شمشیر قتل ہوگئے ان رفیقون پر مجکو گمان تھا کہ ان کو
کوئی قتل نہین کرسکتا مگر سامنے حمزہ کے ایسے حیران ہوے کہ کوئی سحر کائنات کا نہ کیا شیران
صحرا ونہنگان دریا اُنکے قبضے مین تھے اُن کو بُلاتے تو لشکر حمزہ کو پامال کرڈالتے مگر خاموش
رہے کچھ اُنکے مُنھ سے نہ نکلا اگر کبھی دریا کو اشارہ کرتے تو تمام صحرا عالم آب ہو جاتا لاکھون

نے خبر دی کہ لالہ رخسار و سوفار گوشہ نشین سے سامنا ہوا لالہ رخسار نے سوفار کو مارا
لشکر کو اُسکے شکست دی کہ خواجہ عمرو سامنے آئے عرض کی کہ ای آقاے نامدار اگر مبہوت
گرفتار ہو کر آجاے تو کیا صرف کیجیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ کیون خواجہ کوئی وقت
بھی ایسا ہی کہ تم روپیے کی فکر سے غافل رہتے ہو عمرو نے دیکھ کر آواز دی کہ میرا حال ظاہر
ہی کہ پراگندہ روزی پراگندہ دل اس حال مین مبتلا ہون کہ راستہ بند ہی اُن گلیون سے
راستہ چلتا ہون کہ جن گلیون مین انسان کا تو کیا ذکر حیوان کا بھی نام نہین ہر وقت یہی
خوف ہی کہ کوئی گرفتار نہ کرلے کیونکر جان بچاؤن صاحبقران نے پچیس ہزار روپیے منگا کر
آگے رکھے کہا اگر منظور نظر ہو تو کوشش کیجیے خواجہ عمرو نے پشتارہ سامنے رکھکر کہا کہ جلد
سردار بھی مہربانی فرماوین کسی نے سو کسی نے دو سو کسی نے ہزار کسی نے دو ہزار پیش کیے
خواجہ نے سب روپیے لیکر نذر زنبیل کیے صاحبقران نے حکم دیا کہ ستون سے باندھ دو
مبہوت کو ستون سے باندھا ہرکارے جو لشکر کفار کے موجود تھے خبرین لیکر بھاگے بارگاہ
مبہوت مین آکر حال کہا سردار جمع ہین اور رو رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ خداوند پر
عجب مصیبت پڑی کیاد تیرہ درون کہ وزیر اعظم ہی یہ خبر سنتے ہی اپنے مقام سے اُٹھا
ہرکارون نے پھر مفصل خبر بیان کی کہ قدرت کی زبان مین سوزن ہی ستون سے بندھے ہوے
ہین کیاد تیرہ درون غرق زمین ہوا صمصام برق بار اُٹھ کر آسمان پر پہونچا قمقام کوہکن
سردارون کو لیکر چلا سیاف جہانگرد فوج کا افسر ہی کل فوج کو لیکر چلا یہان وہ وقت ہی کہ
صاحبقران سمجھا رہے ہین کہ ای مبہوت حقیقت مین تو مبہوت ہی مناسب یہ ہی کہ اب
خدائی سے توبہ کر پروردگار کو سجدہ کر مبہوت چاہتا ہی کہ کچھ جواب دون کہ زمین شق ہوئی
کیاد تیرہ درون نے زمین سے سر نکالا صاحبقران نے چاہا کہ تیر مارون مگر کیاد نے
زبان سے مبہوت کی سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی مبہوت تڑپا قید کو توڑ کر پھینکد
آسمان سے صمصام کا نعرہ ہوا ایک طرف سے سیاف گرا اور ایک طرف سے قمقام بھی
بڑے زور و شور سے گرا بارگاہ مین آگ لگ گئی صاحبقران نے اسم اعظم الٰہی پڑھا تو
آگ موقوف ہوئی صاحبقران نعرہ کرکے اُٹھے جملہ سردار تو خاموش بیٹھے ہین اپنے مقام

گھبرا گیا کہ ہنگام کہانسے آیا مگر وہ تخت زمین پر آیا ہنگام نے اُتر کر مبہوت کے قدمون کو
بوسہ دیا کہا یا خداوند غلام نے اپنے کو کیا خوب بچایا راہ مین مجکو معلوم ہوا کہ کوئی افتاد
ہونے والی ہی مین نے اپنے ہم شکل کو ظاہر کیا اور آپ مخفی رہا اب خیال مین آیا کہ جا کے
قدرت سے توسل لون اب لشکر طلسم کشا پر جاتا ہون جاکر اُسکے لشکر کو مٹاتا ہون مبہوت
نے گلے سے لگا لیا کہا ای ہنگام بڑا کام کیا بڑے لطف سے اپنے کو بچایا مگر اب طبل جنگی مین
بجوا چکا ہون صبح کو مقابلہ ہوگا ہنگام نے کہا صبح ہوتے ہوتے آفت برپا کردونگا دربار
مین تشریف لے چلیے تو مین کچھ عرض کرون مبہوت دربار مین آیا ہنگام نے ایک جام لبریز
کر کے مبہوت کو پلایا گلوری بھی کھلائی مبہوت کھا کر گھبرایا اپنے مقام سے اُٹھا کہ شہلون
بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو سے
گرزان اُستاد عیاران عالم ٭ سراپا دانش و عقل مجسم ٭ ببلاغ دین زکرش آبیاری ٭ جہان
سرہنگ در خنجر گزاری ٭ بہر کشور بلاے جان کفار ٭ عمرو آن شاہ عیاران عیار ٭ نعرہ کر کے
زبان مین سوزن دیگر پشتارہ اُٹھا لیا لیکر روانہ ہوا راہ مین اکثر ساحرون کو دیکھا گوشے
مین چھپتے ہوے لشکر صاحبقران مین آے یہان وہ وقت ہی کہ طلائے پر ہنگامہ ہو رہا ہی
اُدھر سے سوفار گوشہ نشین آیا اِدھر سے ملکہ لالہ رخسارہ آئین سوفارہ نے کھینچا کو تیر
مارا لالہ رخسارہ نے تیر کو کاٹا اور کارٹ کر کارد سحر جھولی سے نکالی اور کارد پر کچھ اسم سحر
پڑھا اور کھینچ ماری سینے پر سوفارہ کے پڑی کہ پشت کو توڑ کر پار گذری سوفارہ کے مرتے ہی
ساتھ والے اُسکے آ پڑے لالہ رخسارہ نے سحر کر کے بالون کو ہلایا آسمان سے سانپ برسنے لگے
جسپر سانپ گرا اُسکو کاٹا وہ شخص پانی ہو کر بہہ گیا ہزار ہا جوان سحر سے لالہ رخسارہ کے واصل
جہنم ہوے کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے لالہ رخسارہ کا ارادہ ہی کہ لشکر مین گھس جاؤن اور
بارگاہ پر مبہوت کی گولہ ماردون خواجہ نے ہاتھ تھام کر روکا فرمایا ای لالہ رخسارہ
بارگاہ صاحبقران مین چلو مین مبہوت کو گرفتار کر لایا اہل لشکر مبہوت پلٹے اور یہ بھی
سب کو معلوم ہوا کہ خداوند گرفتار ہو گئے ہرکارون کو روانہ کیا کہ جا کر خبر لاؤ مگر امیر
دنگل پر جلوہ فرما ہین سب سردار جمع ہین صاحبقران کو گھیرے ہوے بیٹھے ہین کہ ہرکارون

سوز و گداز ہو مبہوت نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ معرکہ آرا ے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دوبالا کرے صاحبقران نے حکم دیا کہ خواجہ کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی و بہ تائید ربانی نوازش طبل ہو یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریان ہونے لگین مگر بعد طبل جنگی بجوانے کے صاحبقران نے فرمایا خواجہ یہ مبہوت نہایت مبہوت ہو رہا ہی اسکی کچھ فکر نہ کروگے خواجہ نے کہا کہ آقاے نامدار قرضدارون نے ایسا حیران و پریشان کیا ہی کہ نکل نہین سکتا ہر طرف لوگ ڈھونڈھتے پھرتے ہین مین چھپتا پھرتا ہون صاحبقران نے دس ہزار روپیہ منگا کر دیا خواجہ عمرو نے کہا کہ اب مین فکر مین جاتا ہون آئندہ پروردگار مالک ہی یہان مبہوت تخت خدائی پر بیٹھا ہی شراب پی رہا ہی ناچ سامنے ہو رہا ہی ایک مہ جبین بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

ای جان جان ہی روز یہی آرزو مجھے	دل مین فدا کرون جو نظر آے تو مجھے
تاثیر ہی یہ عشق حقیقی کی ای صنم	دیکھا جدھر کو مین نے نظر آیا تو مجھے
ہوتا ہی دل کو چین جگر کو مرے قرار	پہلو مین ای صنم جو بٹھاتا ہی تو مجھے
بھیجے جو مین نے پھول تو کہتا ہی گلبدن	آتی ہی صاف ان مین محبت کی بو مجھے
نالان ہون دلکے ہاتھ سے دیدونگا مین آہ	آجاے گا نظر جو کوئی خوبرو مجھے
افسوس وقت نزع بھی آیا نہ وہ صنم	تھی اُسکے دیکھنے کی بہت آرزو مجھے
ناسور دل مین ڈال دیا آسمان نے	مثل گہر رکھا ہی جو با آبرو مجھے
پھر مجھکو کربلا کی زیارت نصیب ہو	سطوت دوبارہ جاؤن یہ ہی آرزو مجھے

بیٹھے بیٹھے پکار کر آواز دی کہ آج خدمت طلایہ کسکے سپرد ہی مصاحبون نے عرض کی سوفار گوشہ نشین انتظام کر رہے ہین پوچھا مسلمانون مین کون طلایہ دار ہی ہرکارون نے آکر عرض کی کہ لالہ رخسار مصروف انتظام ہی مبہوت اپنے مقام سے اُٹھا اور دربار کو برخاست کیا چاہتا ہی کہ براے خواب جاؤن کہ آسمان پر سناٹا ہوا اب وہ وقت ہی کہ لالہ رخسار سامنے سوفار گوشہ نشین کے پہونچی ہی آپس مین نگاہین مل رہی ہین مگر مبہوت نے دیکھا کہ آسمان پر ایک تخت اُڑا ہوا جاتا ہی اور اُس تخت پر ہنگام سوار ہی مبہوت

ہنگام نے کہا کہ ایک جام مجکو دو نازنین نے کہا کہ یہ شراب تو حاضر ہے مگر مجکو اور منگا دینا اسی
کی وجہ سے آج تک زندہ ہون ہنگام نے کہا کہ لشکر مین چلو میخانہ ہمراہ ہی وہ سب حاضر کرون
نازنین نے خوش ہو کر گلابی بغل سے نکالی ہنگام کو ایک جام پلایا جام پیتے ہی ہنگام گھبرایا
کھڑا ہو گیا چاہا کہ ٹہاؤن بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ
پاک ہوا خواجہ تو سر ہنگام کا لیکر بھاگے مگر لشکر جو اسکا اُتر رہا تھا اُن سب نے آواز سُنی کہ
ہنگام مارا گیا یا تو خیمے استادہ کر رہے تھے یا بخوف جان بھاگے روتے پیٹتے سامنے مبہوت کے
آے کہا یا خداوند ہنگام مارا گیا ہم لوگ بے افسر کہان جاتے آخر بھاگ کر چلے آے مبہوت
نے کہا کہ کل لشکر تیار ہو سب لشکر کو تیار کرکے مبہوت تخت پر سوار ہوا صاحبقران کیطرف
چلا مگر کہتا ہوا کہ بدون قدرت کے جاے کچھ نہ بنے گا جا کر وہ تقدیر کرون کہ سب کو مٹاؤن
دیکھو تو کیا آفت برپا کرتا ہون میرے سردارون کا مارا جانا ہالا بالا نہ جائیگا یہان امیر ملکہ
لالہ رخسار کو لیکر لشکر مین آے کرسی بچھا کر بیرون بارگاہ بیٹھے اول خواجہ عمرو سر ہنگام کا
لیکر آے سب حال بیان کیا صاحبقران تعریفین کرتے تھے خواجہ کیا کہتا کہ صحرا سے گرد
اُڑی صاحبقران نے دیکھا کہ مبہوت کارگزار تخت پر سوار سات آٹھ لاکھ ساحر پشت پر
بڑے کروفر سے پہونچا لشکر کو لا کر مقابلے مین اُتارا صاحبقران حیران ہین کہ دیکھیے اس سے
کیا گذرے مگر مبہوت نے اُترتے ہی صاحبقران کو نامہ لکھا کہ بہتر یہ ہی میرے مقابلے سے
ہٹ جاؤ اپنی جان بچاؤ ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا صاحبقران نے نامہ چاک کر ڈالا
ایلچی کو نکلوا دیا ایلچی سامنے مبہوت کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہا یا خداوند کیا پُرزور
بندہ آپ نے پیدا کیا ہی آپ سے بالکل نہین ڈرتا ہر چند کہ آپ کا نام لیا مگر وہ یہی کہے گیا
کہ خداوند مبہوت کون شخص ہین ہر چند مین نے سمجھایا مگر حمزہ نے نامہ پھاڑ ڈالا اور مجکو
نکلوا دیا مبہوت یہ حال سُنکر بہت خفا ہوا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی کی جو صدا بلند
ہوئی ہرکارے جو بامر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے صاحبقران کے آے
بعد دعا و ثنا کے عرض کی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ ÷ گُل سُرخ تابد چو روشن
چراغ ÷ نگین سعادت بنام تو باد ÷ ہمہ کار عالم بہ کام تو باد ÷ شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو

پہونچا دھوکا دے کر ہاتھ مارا کہ سر حمزہ کا زخمی ہوا مرکب اُسکو نکال لے گیا بعد دو چار روز کے آیا لالہ رخسار ساتھ ہی جمشید ثانی نے بہت رد کا مگر صاحبقران نہ رُکے مبہوت نے پوچھا کہ ای ہنگام اب کیا ارادہ ہی ہنگام نے کہا کہ اب لشکر اور ملے ابکی مرتبہ جا کر تلوارین برسادونگا مبہوت نے کہا جس قدر چاہو لشکر لے لو ہنگام نے پچاس ہزار ساحر ہمراہ لیے خواجہ بصورت مبدل دربار مین موجود تھے جب ہنگام رخصت ہوا خواجہ بھی نکلے ہنگام کے لشکر سے مل کر چلے ہنگام ایک دشت مین جا کر اُترا ساحر کمرین کھول رہے ہین خیمے استاد ہو رہے ہین ہنگام ٹہل رہا ہی کہ کان مین رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی رو رو کر دعائین مانگتا ہی کہ یا خداوند جمشید ثانی ملک الموت کو حکم دیجیے کہ میری قبض روح کرے ہنگام یہ آواز سنکر نشان صدا پر چلا جنگل مین آکر دیکھا کہ زرغۂ نخلستان مین ایک عورت بیٹھی رو رہی ہی لباس مین گرد بھری ہوئی چہرہ عرق آلود تابش و حرارت آفتاب سے چہرہ سُرخ ہو رہا ہی ہنگام نے قریب آکر پوچھا کہ ای نازنین تو کون ہی کہ مرنے کی دعا مانگ رہی ہی اُس نازنین نے کہا کہ صاحب مین فلک زدہ آفت کی ماری کل سے یہان پڑی ہون کسی جانور درند نے نہ پوچھا کہ مین کشاکش سے فراغت پاتی سامنے جو گانون ہی حمزہ اُس راستے سے گذرا تھا گانون کو لٹوا لیا مین بخوف آبرو نکل کر بھاگی گانون مین سناٹا ہی مین یہان آکر چھپی مگر ایسی سخت جان ہون کہ آج تم نے آکر پوچھا کوئی عزیز قریب نہ آیا کہ حال زار پوچھتا مگر تم کون کہ مجھ سوختہ بخت کا حال پوچھتے ہو ہنگام نے کہا کہ لشکر حمزہ کہان گیا مین اُنھین کی فکر مین نکلا ہون سب کو تباہ کر دونگا لاشون سے میدان بھر دونگا کہ ایک زندہ نہ بچے ایسا سحر کرونگا کہ خنجر و تلوارین برسین کہ سب کے سر اُڑ جائین نازنین نے کہا کہ خداوند جمشید ثانی میری دعا قبول کرین کہ تمھارا حکم پورا ہو باتین کرتے کرتے ہنگام فرش خاک پر بیٹھ گیا ہاتھ بڑھا کر کہا کہ صاحب یہ گرد کیسی پڑی ہی اُس نازنین نے اُلٹا ہاتھ مارا کہا او بے ادب اس حیلے سے بدن پر ہاتھ رکھتا ہی مین کوئی بازاری عورت نہین ہون کہ تیرے فقرے مین آ ونگی یہ کہہ کے دوپٹے سے مُنھ ڈھانپ لیا بغل سے گلابی نکالی ایک جام پیا ہنگام نے کہا کہ صاحب یہ کیا ہی کہا یہ آب حیات ہی جب حال ابتر ہوتا ہی تو ایک جام پی لیتی ہون قلب کو تسکین دیتی ہون یہ سُننا

گرفت او گر زبید زدی لبطرز دشمنی دست	چو مفلس در پلاس و خرقۂ پشمینہ می لرزد
بہ زیر خاک اگر مخفی بیابد یک درم راہم	زعدل روزگار از تہمت گنجینہ می لرزد

زاغ کی جو آواز بلند ہوئی ملکہ لالہ رخسار کا رنگ رو متغیر ہوا صاحبقران زمان نے دیکھا کہ اشقر چلتے چلتے رکا عمرو نے پکار کر آواز دی کہ ای آقلے نامدار اسم اعظم پڑھیے امیر نے اسم اعظم پڑھا ہاتھ پائون مین طاقت آئی زاغ نے چاہا تھا کہ گرد سر صاحبقران چرخ مارے کہ صاحبقران نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر بحر کمان مین پیوست کیا اسم اعظم پڑھ کر تیر مارا اب وہ تیر کب خطا کرتا ہی سینے پر زاغ کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا زاغ زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر جان دی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زاغ سیہ رو بود کہ پہلوے صحرا سے ایک مادہ زاغ غل مچاتی ہوئی سامنے آئی مادہ کے غل مچانے سے آگ برسنے لگی کئی سو آدمی جلے لالہ رخسار نے جھولی سے کمان نکالی سینگ کی کمان تھی سینگ کا تیر پیوست کیا تاک کر اُس مادہ زاغ کو مارا کئی کنیزون نے بھی تیر مارے کہ وہ مادہ زاغ بھی مشبک ہو کر گری اب راستہ پاک ہوا لالہ رخسار نے غل مچایا کہ جھٹ پٹ نکل چلیے مجکو ڈر ہی کہ جمشید نہ آجاے تو بڑی مشکل پڑے گی اُسکے سحر کا کون جواب دیگا لشکر بڑھا جب قریب لشکر پہونچے سرداران صاحبقران کو خبر ہوئی واسطے استقبال کے آے صاحبقران بہ اعزاز و اکرام تمام داخل لشکر ظفر اثر ہوے ہرکارے جو موجود تھے وہ خبرین لیکر بھاگے سامنے مبہوت کے آے تمام کیفیت بیان کی کہ لالہ رخسار صاحبقران کی شریک ہوئی چودہ ہزار ساحرون سے صاحبقران ابھی لشکر مین آے ہین شرکت لالہ رخسار کی خبر جمشید ثانی کو بھی پہونچی تھی اُسنے کئی ساحر روانہ کیے مگر صاحبقران کے ہاتھ سے مارے گئے مبہوت نے کہا کہ ایک نامہ ہنگام کے پاس روانہ کرو مضمون یہ لکھو کہ ای ہنگام جادو تم نے کیا کیا تمھاری کچھ کارگزاری ثابت نہ ہوئی نامہ لکھا جاتا تھا کہ لشکر مین غریو ہوا مبہوت نے کہا کہ ارے دیکھو تو یہ کیا آفت آئی ہرکارون نے خبر دی کہ ہنگام جادو شکست خوردہ آتا ہی مبہوت نے کہا آنے دو جب ہنگام سامنے آیا کلاہ دے ماری اور کہا یا خداوند حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا مین نے خود بہت سے سحر کیے مگر سرہنگ کو ایسا غصہ آیا کہ تلوار کھینچ کر قریب

کنیز نے کہا صاحب سامنے تو وہ مکار بیٹھا ہی سحر کرو کہ ہین جا کر نیچہ مارون مگر جلد ہی سحر کرو ایسا
نہو کہ اُٹھ کر بھاگ جاے تو پھر کوئی اُسکو نہ پائیگا جھپٹ کر نکل جائیگا سیماب نے کہا کہ صاحب
مجکو نہین معلوم ہوتا کنیز نے کہا کہ سحر کرو زمین اُسکے پانؤن تھامے تب مین گرفتار کراؤن کنیز ان
کشان تم تک پہونچاؤن سیماب اسم سحر پڑھتا ہوا آگے بڑھا اسم سحر نا پڑھا کر چاہا کہ گولہ پھینکو
کنیز نے حلقۂ کمند گلے مین ڈال کر جھٹکا مارا کہ سیماب گرا کنیز نے حباب مار دیا سیماب بیہوش ہوا
کنیز نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو ۔ عمرو ہون مین عیار صاحبقران ۔ مرے مکر سے
کانپتا ہی جہان ۔ تراشندۂ ریش کفار ہون ۔ زمانے کا مکار و غدار ہون ۔ مرا تیز رفتار ہو گر
قدم ۔ صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم ۔ اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو ۔ نہ پاے مری
گرد پاپوش کو ۔ درندہ جہان گرد طرار ہون ۔ جہانگیر عالم کا عیار ہون ۔ کو کہہ کر خنجر مار اک
شکم چاک قصہ پاک ہوا سیماب کشتہ ہوا لاشہ جلنے لگا خاک ہو کر کیمیا ہوا لالہ رخسار کے
ہوش درست ہوے صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا لالہ رخسار نے قریب آ کر کہا کہ آپ
بڑے صاحب اقبال ہین کہ سیماب بھی کشتہ ہوا خواجہ نے بڑا کارنمایان کیا وہ جو کنیز
نے کہا تھا کہ جھٹ پٹ نکل چلیے دیکھیے اُسی کا سامنا ہو رہا ہی دو جادوگر متواتر آ چکے
کو ہان پر پتھر برسے سیماب کشتہ ہوا اب دیر نہ کیجیے ورنہ اور کوئی آتا ہوگا صاحبقران
اشقر بڑھایا خواجہ عمرو بھی رکاب تھامے ہوے ہین لالہ رخسار چاہتی ہی کہ جھٹ پٹ یہ
نکل چلین اس دشت تیرہ و تار کا مالک زاغ سیہ رو ہی اور وہ بھی صاحب خدا و ند ہی اگر
اُسکو خبر ہوگی تو ضرور سحر کریگا یہ ذکر تھا کہ ایک زاغ اُڑتا ہوا آیا سامنے نخل پر بیٹھ
یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

چنانم دل ز جور مدعی در سینہ می لرزد	کہ طفل از روز شنبہ در شب آدینہ میلرزد
بوقت وصل اگر دست و لم لرزد معذورم	کہ بیخود رعشۂ دار از رعشۂ دیرینہ می لرزد
ز باد فتنہ در گلشن ز چشم بلبلان پنہان ۔	درخت بید مجنون را دل آگینہ می لرزد
ز ضعف و ناتوانی ہا کہ از وقت زبون دارم	مرا امسال دل از محنت پارینہ می لرزد
ز بس از گردش گردون دون ہمت ہراسانم	دلم چون عکس آئینہ درون سینہ می لرزد

بلبلو فصلِ بہاری مین یہ کیا سودا ہوا
شاخ گُل کی آرزو ہی آشیانے کے لیے

آگ دامن مین لگی ہی آہ آتش بار سے
دوڑے آتے ہین مرے آنسو بجھانے کے لیے

اُس پریرو نے جو اُٹھوایا مرے تابوت کو
گھر کے آیا ابرِ رحمت شامیانے کے لیے

خون روکر زخم دل سے مین تو بیدم ہوگیا
رہگیا سوفار تیرا مسکرانے کے لیے

صورت اُنکی دیکھنا ہوتی ہی کب اُنکو نصیب
ہین مری آنکھین فقط آنسو بہانے کے لیے

تجھسے کوے یار مین ای دل نہ تڑپا جائیگا
ضعف ترسائیگا تجکو تلملانے کے لیے

دل یہ کہتا ہی کلیجے کا لہو کر دو شریک
پیسی جاتی ہی حنا اُنکے لگانے کے لیے

بیخودی سے وجد مین آتا ہی ہو کر مست ذوق
جسکو ہم دیتے ہین غزلین اپنی گانیکے لیے

سکۂ داغ جنون دو نذر اُن کو ای ہنر
تیسنت رکھی ہی یہ دولت کس زمانے کے لیے

صاحبقران یہ آواز سُن کر یا تو اسم اعظم پڑھ رہے تھے یا خاموش ہوے سیماب نے جو امیر کو دیکھا کہ خاموش کھڑے ہین تیغہ چمکاتا ہوا چلا کہ پہلے اِن کو قتل کرون پھر لالہ رخسار کو گرفتار کرلونگا سارا لشکر مبہوت ہوگیا ہی سب کنیزون نے اشیاے سحر ہاتھ سے پھینکدیے ہین سیماب ہی کو دیکھ رہی ہین جب سیماب قریب صاحبقران پہونچا تو پہلو سے ایک کنیز دوپٹہ بھاری اوڑھے ہوے پائچون کو سنبھالتی ہوئی گلوری کلے مین دبی ہوئی آئی پُکار کر کہا کہ او سیماب اُدھر کہان جاتا ہی کیا سمجھا ہی ذرا میری طرف متوجہ ہو دیکھ مین نے اُس شخص کو دیکھ لیا کہ جسکی ذات سے یہ صاحبقران کہلاتے ہین سیماب نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک کنیز نہایت حسین وجمیل ہنستی ہوئی آتی ہی سینے پر اُبھار دو سنانین ہین کہ دل کے پار ہوتی ہین مگر نہایت گھبرائی ہوئی سیماب نے کہا کہ کیون صاحب کیا کہتی ہو مین تمھارے خلاف نہین چاہتا کنیز نے کہا کہ مین نے عمرو عیار کو دیکھ لیا وہ سامنے جھاڑی ہی اُس مین چھپا بیٹھا ہی پہلے اُسے قتل کرو اِن کا گرفتار کرنا کچھ مشکل نہین ہی مگر وہ چھلاوہ ہی عیاری کرکے نکلجائیگا میرے قریب آیا تھا ہنس ہنس کے باتین کرتا تھا مین نے صاف کہدیا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہی مین سیماب کے ساتھ رہونگی چونکہ یہ وعدہ ہوچکا ہی اِس وجہ سے مین نے تمکو اطلاع دی سیماب اُس کنیز کے ساتھ ہو اکہتا ہوا جاتا ہی کہ ای ملکۂ عالم بتاؤ کہ وہ عیار مکار کہان ہی

نے گھونسا مار دیا کہ ساحر کا سر پھٹ گیا آندھی سیاہ چلی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من کوہان سنگبار بود مرتے ہی کوہان کے لالہ رخسار اُٹھ بیٹھی ہاتھ صاحبقران زمان کے چومنے لگی کہتی تھی کہ ای شہریار آپ نے بڑا کار نمایان کیا کہ ایسے ساحر کو مار لیا حقیقت مین یہ وہ ساحر تھا کہ قدرت نے جہان بھیجا اپنے ہی کر کے آیا مگر آج نہین معلوم کیا ہوا کہ آپکے ہاتھ سے مارا گیا مگر اب یہان ٹھہرنا بہتر نہین قدرت کو ضرور معلوم ہوگا کہ کوہان مارا گیا ابکے کوئی ایسا آئیگا کہ اسم اعظم بند کر لیگا اُس وقت آپ کو مشکل پڑیگی ہر چند کہ میرے ساتھ بارہ چودہ ہزار فوج ہر ایک ایک ساحر بلا ے روزگار ہی مگر وہ ساحر کہ جو خدمت خداوند مین رہتا ہی اُس سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا خود خداوند دوڑ پڑتے ہین لڑائیون مین جا کر لڑتے ہین ایک بڑا جملہ نکالا ہی کہ کتاب سوانحات کو منسوخ کر دیا جو جو کچھ لکھ گئے ہین فرماتے ہین کہ تم لوگ اُس تحریر پر عمل نہ کرو اب حال مین جو لکھون اُسکے پابند رہو لہذا میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ سوار ہو کر نکل چلیے مین بھی آپکے ساتھ ہون یہ کہ کے آواز دی کہ ای گلزار جادو فوج لیکر آؤ یہ کہتے ہی گوشہ ہاے باغ سے فوج آنے لگی تھوڑے ہی عرصے مین چودہ ہزار جادوگر آکر جمع ہوگئے مگر عورتین زیادہ ہین امیر پشت اشقر پر سوار ہوے لالہ رخسار تخت پر سوار ہوئی فوج کو ساتھ لیکر چلی جب باغ سے لالہ رخسار جادو نکلی تو باغ مین آگ لگا دی کہ ہر گل بوٹا جلنے لگا شعلے بلند ہوے دس قدم نکلی تھی کہ آواز آئی باش او لالہ رخسار قدرت نے تجکو بلایا ہی لالہ رخسار نے کہا کہ تو کون ہی آواز آئی کہ منم سیماب سیمین بدن یہ کہتا ہوا سامنے آیا سحر کیا کہ آگ برسنے لگی صحرا کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ ای دلفریب جلد آؤ حمزہ کو بھی تسخیر کر لو اب لالہ رخسار تو تخت پر خاموش بیٹھی ہی سحر بالکل فراموش ہی مگر سیماب اکڑتا ہوا طرف صاحبقران کے چلا صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین کہ سیماب نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا صحرا سے ایک آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بعد سوز و گداز یہ اشعار پڑھتا ہوا آتا ہی نظم

یار نے وعدہ کیا ہی آج آنے کے لیے	منتظر ہون راہ مین آنکھین بچھانے کے لیے
آتے ہین وہ دل ہمارا آزمانے کے لیے	جاتے ہین ہم اپنی جانبازی دکھانے کے لیے

کی حکومت مختصر سا سحرا ہی اُنکی صحبت کا ہر ساحر یکتا ہی مگر صاحبقران بیٹھے ہین رنگ روے لالہ رخسار دیکھ رہے ہین کہ تردد بڑھتا جاتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ کیون ملکۂ عالم تمھین کیا تردد ہی لالہ رخسار جادو نے کہا کہ ای شہریار آپ کا حال تو ظاہر ہوا کہ آپ بر سر خداوند جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا عین گرمی جنگ مین زخمی ہوا گھوڑا اس طرف نکال لایا ہم اب رخصت ہوتے ہین لالہ رخسار نے کہا کہ مین تو نہ مانونگی کہ اس حال مین آپ جائیے اگر کسی دشت مین گر پڑے تو کون سنبھالیگا صاحبقران نے فرمایا کہ اسکا خیال نہ کرو پروردگار حافظ و نگہبان ہی سامری و جمشید تو ساحر تھے تم لوگون کو تسخیر کر گئے خیال تو کرو کہ وہ وحدہ لاشریک کارساز برحق و بانیٔ بناے زمین و آسمان رحیم و کریم مطلق ہی وہ حفاظت کریگا لیکن تم سے کہتا ہون کہ اگر مناسب جانو تو اطاعت دین اسلام قبول کرو لالہ رخسار نے کہا کہ مین فوراً سامری و جمشید کے اوپر لعنت کرتی ہون آپ کے مذہب کا اعتقاد کرونگی مگر یہ تو بتائیے کہ اگر قدرت آگاہ ہو گئے تو کیونکر جان بچاؤنگی صاحبقران نے فرمایا کہ خدا حافظ و نگہبان ہی اُسکا ہر وقت احسان ہی لالہ رخسار مطیع اسلام ہوئی مگر خاموش بیٹھی ہی دامن امیر کا تھامے ہوے کہتی ہی کہ مین جانے نہ دونگی دو چار روز یہان رہیے صحت کامل پا کر جائیے گا صاحبقران سر جھکا لیتے ہین کچھ جواب نہین دیتے جب ملکہ نے بہت کہا تو صاحبقران نے فرمایا کہ اہل لشکر ہمارے پریشان ہونگے ہم کئی مہینے سے اس طلسم مین داخل ہین کیا کیا اذیتین پہونچین مگر پروردگار نے اُنکی مشکلون کو آسان کیا کہ یکایک آسمان پر برق چمکی اور نعرہ ہوا کہ منم کوہان سنگبار کیون لالہ رخسار دشمن خداوند کو گھر مین جگہ دی ہی حکم خداوندی کہ مشکین باندھ کر لاؤ کیا مجھسے آگاہ نہین ہو لالہ رخسار نے کہا کہ لو صاحب غضب ہوا خداوند کو خبر ہو گئی یہ ساحر وہین سے آیا ہی دیکھیے کیا آفت برپا کریگا مگر اُس ساحر نے اُترتے اُترتے سحر کیا کہ لالہ رخسار تھرا کر گری زمین پر گر کر ایڑیان رگڑنے لگی پھر اُس ساحر نے چاہا کہ صاحبقران کو اُٹھا لون جیسے ہی اُسنے ہاتھ بڑھایا صاحبقران زمان نے اسم اعظم پڑھ کر کلائی تھام لی ایک نعرہ کر کے جھٹکا مارا کہ وہ ساحر منھ کے بل جھکا امیر

دیکھتے ہوے جاتے ہین مگر صاحبقران کو مرکب لیے ہوے ایک دشت لالہ زار مین پہونچا
پشت سے صاحبقران کو گرایا قضاے کار ملکہ لالہ رخسار کہ ساحرۂ زبردست ہی اپنے کوٹھے
پر بیٹھی تھی اِسنے دیکھا کہ ایک مرکب آیا اور ایک سوار کو گرایا خود چرا مین مصروف ہوا مگر جوان
وہ سوار گرا ہی معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب چمک رہا ہی مرکب چرتے چرتے پلٹ کر آتا ہی اور
چاہتا ہی کہ سوار میرا اُٹھے اور مجھپر سوار ہو مگر سوار بیہوش پڑا ہی لالہ رخسار نے کنیزون
سے کہا کہ جاکر دیکھو تو کہ یہ کون جوان پڑا ہی اُسکو اُٹھا لاؤ علاج کیا جاے کنیزین گیئن اور
صاحبقران کو اُٹھا لائین نگاہ جو لالہ رخسار کی جمال بے مثال پر پڑی مثل آئینہ حیران
و بشکل زلف پریشان ہوئی پیشانی پر پسینہ آگیا قلب تھرا گیا جراح کو بلوایا زخمون مین
ٹانکے دلواے پٹی مرہم کی چڑھادی خود رومال ہاتھ مین لیکر بیٹھی مگس رانی کر رہی تھی
کہ صاحبقران کی آنکھ کھُلی دیکھا کہ ایک معشوقۂ شعلہ رخسار قمر عذار شیرین گفتار کبک
رفتار میرے سرھانے بیٹھی ہی آنکھون سے آنسو جاری ایک ایک سے کہ رہی ہی کیون
صاحبو یہ جوان صحت پائیگا صاحبقران جمال اُسکا دیکھ کر حیران جمال و محوِ دیدار ہوے
ارادہ کیا کہ اُٹھون مگر ضعف سے نہ اُٹھ سکے لالہ رخسار نے کہا کہ صاحب کیون مشقت
کرتے ہو زخم کاری تھا اب اُس مین پٹیان چڑھائی ہین بحکم سامری و جمشید صحت پاؤگے
ابھی اُٹھنے کا ارادہ نہ کرو صاحبقران نے فرمایا آپ کا نام نامی کیا ہی لالہ رخسار نے
ہنس کر کہا مجکو لالہ رخسار کہتے ہین اس دشت کی مالک ہون جمشید ثانی کی خراجگزار ہون
صاحبقران پھر بیہوش ہوگئے لالہ رخسار کا تردد بڑھا سر صاحبقران کا زانو پر
رکھ لیا بوے زلف عنبرین جو دماغ مین پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا پھر ہوشیار ہوے ہاتھ
کو ٹیک کر اُٹھے اُٹھ کر بیٹھے ملکہ نے نام پوچھا صاحبقران نے صاف صاف نام اپنا بتادیا
لالہ رخسار کو تردد ہوا کنیزون سے اشارہ کیا کہ یہ دشمن خداوند ہین اب کیا کرون
مروت کے خلاف ہی کہ کوئی بُرائی کرون ایسا نہ ہو کہ کوئی درا انداز آجاے اور فتنہ
برپا کرے اگر قدرت کو خبر ہوگی تو یہ بدی پیش آوینگے مین قدرت سے لڑسکتی ہون
جس ساحر کو بھیجدینگے وہ مجکو گرفتار کر لیجائیگا میری سلطنت کیا ہی دشت لالہ زار

ہٹے ہنگام نے افسرون کی طرف دیکھا سرہنگ جادو طاؤس کو بڑھا کر نکلا ہنگام سے رخصت
میدان لی کہا مین افسر اعلیٰ کو للکارتا ہون ہنگام نے کہا کہ تیرے ہی نام پر فتح ہی یہ کہ کے
سرہنگ میدان مین آیا سحر کے عجائب و غرائب دکھائے پکار کر آواز دی کہ صاحبقران زمان
کا مشتاق ہون صاحبقران نے اشقر کو پھیرا ہر چند کہ سب ساحر جو مطیع اسلام ہوے ہین
آکر قدمون سے لپٹ گئے عرض کرتے تھے کہ یہ جادوگر بڑا مکار ہی آپ اسکے مقابلے مین نجائیے
غلام جاکر مقابلہ کرینگے مگر صاحبقران نے نہ مانا اشقر کو دوڑا کر میدان مین آے سرہنگ
نے گولہ مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا سرہنگ نے کئی سحر کیے
عمرو زیر شکم مرکب ہی آگاہ کرتا جاتا ہی کہ ای شہریار اسم اعظم پڑھیے صاحبقران اسم اعظم
جب پڑھ دیتے ہین سحر باطل ہوتا ہی اب تو سرہنگ حیران ہوا تلوار کھینچ کر قریب امیر کے
آیا کہا ای بہادر پشت پر جو شخص کھڑا ہی اُسکو منع کر دو وہ مجکو تیر مارا چاہتا ہی تمھاری جرأت
کے خلاف ہی صاحبقران پلٹے سرہنگ نے ہاتھ تلوار کا مار دیا سر صاحبقران زمان
کا زخمی ہوا صاحبقران نے غصے مین پلٹ کر کمر پر ہاتھ مار دیا سرہنگ کے دو ٹکڑے ہوے
آندھی سیاہ چلی بیردہ نے آواز دی کہ کشتی مرا نام من سرہنگ جادو بود ہنگام نے کل
فوج کو اشارہ کر دیا کُل فوج لینا لینا کہ کر صاحبقران پر آپڑی ہر چند کہ صاحبقران زخمدار
تھے مگر نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ صاحبقران ــ منم اختر برج عز و جلال + منم ماہتاب سپہر
کمال + سمندون ز بیشم فراری شدہ + زمن دیو عفریت عاری شدہ + ہمہ قاف از کفر شد پاک و
صاف + سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف + ہمہ شہر ہا دار اسلام شد + کہ صاحبقران در جہان
نام شد + جنگ مغلوبہ ہونے لگی مگر چونکہ سر پر صاحبقران کے زخم تھا بڑھ بڑھ کے جو لڑے
ہر چند کہ فوج کو شکست دی مگر خون سر سے اسقدر بہا کہ آنکھین بند ہونے لگین دونون ہاتھ
گردن مین اشقر کی ڈالدیے فرمایا کہ ای مرکب اصیل لے نکل مرکب طرارہ و فرار جست و خیز کر کے
نکل گیا سردارون نے فتح پائی صاحبقران کو تلاش کیا نہ پایا خواجہ عمرو سے کہا کہ خواجہ
صاحبقران کا پتہ نہین کہ ہرکارون نے عرض کی اتنا تو ہمنے بھی دیکھا کہ مرکب صاحبقران کو
لیے جاتا تھا گھوڑا لیکر کسی طرف نکل گیا خواجہ عمرو تلاش مین چلے نشان قطرات خون و سم مرکب

سب اہل لشکر روتے پیٹتے خدمت مبہوت مین آ ے، مبہوت نے جو لاشہ نسناس کا دیکھا اور سب
حال سنا جھلا کر آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ حمزہ کو گرفتار کرکے لائے ہنگام جادو
کہ مصاحبون مین مبہوت کے ہی وہ اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ یا خداوند اگر غلام کو
حکم ہو تو حمزہ کو زندہ گرفتار کرکے لائے اور عمرو کا سر لائے بڑا سردار سرکار کا مارا گیا ہی
غلام کو نسناس کا بڑا قلق ہی اگر فوج ساتھ لیکر لڑتا تو ہینون جنگ کرتا مگر مین جاتے ہی
تلوارین پر سادونگا ایسی تدبیر کرون کہ سب نابینا ہو جاوین کسی طرح مہلت نہ پاوین
جب حمزہ تنہا رہجائیگا تو اُسکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی ہر چند کہ عیار بلاے روزگار
ہی مگر میرے سحر سے بھاگتا پھریگا جو مجھے عرض کرنا تھا وہ مین نے سامنے حضور کے عرض کیا
یا خداوند مین جاتے ہی سحر کرونگا پہلے لشکر کو تباہ کردونگا ساحرون نے کہا کہ ای ہنگام
حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا ہنگام نے سر ہلا کر کہا کہ جیسا مناسب جانونگا ویسا کرونگا
بہر نوع حمزہ کو گرفتار کرلاؤنگا عیار تو میرے سامنے کوئی آ نہین سکتا مین نے وہ انتظام کیا
ہی کہ ہوا بھی نہین آسکتی انسان کی کیا لیاقت ہی یہ حالات سُنکر مبہوت نے کہا مین تمھارے
سب حال سے آگاہ ہون جو اپنے نزدیک مناسب جاننا اُسپر کاربند رہنا اور قدرت
بھی تمھارا حال دیکھتے رہین گے جس وقت کوئی سختی ہوگی ضرور مدد کرینگے مگر ای ہنگام
بڑی ہوشیاری سے کام کرنا بے شک عیاران اسلام بلاے روزگار ہین ہنگام مبہوت
سے رخصت ہو کر براے بربادی لشکر اسلام روانہ ہوا مقابلہ صاحبقران مین آکر
اُترا اور طبل جنگی بجوادیا صاحبقران نے بھی اپنے لشکر مین حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی
ابھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے بموجب حکم صاحبقران طبل جنگی پر چوب پڑی
دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان جنگ کی ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین
بسر ہوئی صبح کو صاحبقران سوار ہوے میدان کارزار کی طرف چلے اُدھر سے ہنگام
سوار ہوا پچیس ہزار ساحر پشت پر ایک ایک اُن مین کامل و اکمل علم سحر مین طاق شہرۂ آفاق
اس کروفر سے میدان مین آکر پہونچا دونون لشکر میدان مین آکر قائم ہوے جانبین ہو
صفین بندھنے لگین جب آراستگی صفون کی ہوچکی نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کرکہا کہ

قتل کیجیے نسناس نے عیار سے اشارہ کیا عیار نے گلابی اُٹھائی بیہوشی ملا کر جام پلایا جام
پیتے ہی نسناس نے تلوار کھینچی چاہا کہ اُٹھون بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی جیسے ہی اُٹھا لڑکھڑا کے
گرا خواجہ نے عیار کو تو اُسی مقام پر چھوڑا نسناس کا پشتارہ لیکر بھاگے جنگل مین آئے
خیال کرتے ہین کہ پشتارہ دمبدم بھاری ہوتا جاتا ہی مگر خواجہ دوڑے ہوے جاتے ہین کہ اپنے
کو بارگاہ صاحبقران مین پہونچاؤن لیکن ایک خدمتگار نے جاکر عیار کو ہوشیار کیا عیار
نے جو دیکھا کہ آقا کو لے گیا بدحواس ہو کر دوڑا دیکھتا بھالتا ہوا جاتا ہی دور سے دیکھا
کہ خواجہ عمرو بصورت اصلی پشتارہ نسناس کا لیے جاتے ہین وہین سے للکارا او ناعیار
پشتارہ کہان لیے جاتا ہی خواجہ عمرو ٹھہر گئے اور پشتارہ انتہا کا بھاری ہو گیا یقین ہوا کہ
پشتارہ گر پڑیگا اب نہ چل سکیگا عیار نے قریب آکر نیمچہ مارا خواجہ نے نیمچہ روکا اسیمین
نیمچہ چلنے لگا جنگل کا سناٹا عیار تو چاہتا ہی کہ جسطرح بنے پشتارے پر قبضہ کرون لیکن خواجہ عمرو
وہ ہوشیار ہین کہ پشتارے کے قریب نہین آنے دیتے نیمچہ جھناٹے کے ساتھ چل رہا ہی ایک
مقام پر خواجہ نے کمر بتاکر جو نیمچہ مارا سر عیار کا زخمی ہوا خون کی چادر جو منھ پر آئی عیار
گھبرایا خواجہ نے جھکائی دے کر اور نیمچہ مارا شانہ بھی عیار کا نشانہ ہوا عیار نے دیکھا
کہ اب اگر ٹھہرونگا تو قتل ہو جاؤنگا عمرو کو دھوکا دیکر بھاگا خواجہ نے عیار کا پیچھا نہ کیا
پشتارے کو اُٹھایا ہرچند اُٹھاتے ہین پشتارہ نہین اُٹھتا اسقدر بھاری ہوا کہ زمین
نہین چھوڑتا اب حیران ہین کہ کیا کرون اس سوچ مین کھڑے ہین مگر عیار بھاگا ہوا لشکر
مین آیا پکار کر کہا کہ یارو آقا تمھارے گرفتار ہوے گئے اگر ہو سکے چل کر رہا کر لو مگر بڑا عرصہ
ہوا چند جادوگر دوڑے یہان خواجہ حیران کھڑے ہین کبھی سوچتے ہین کہ پشتارہ چھوڑ جاؤن
کہ سامنے سے دیکھا چند جادوگر آتے ہین خواجہ سمجھے کہ اب یہ ساحر آکر اسکو ہوشیار کر دینگے
خنجر تو ہاتھ مین تھا مار دیا سر نسناس کا کاٹ کر طرف صحرا کے بھاگے جادوگرون نے دیکھا
کہ نسناس کا سر کٹا پڑا ہی اور لاشہ تڑپ رہا ہی لاشہ اُٹھا یار وتے پیٹتے لشکر مین آئے
سارے لشکر مین غریو بلند ہوا سب روتے تھے کہ ہمارا افسر مارا گیا اب کیا کرین آخر ان کی
لاکر لاش کو اُسپر لٹایا مرگھٹے مین لاکر جلایا اب سوچنے لگے کہ چل کر خداوند سے عرض کرین

پہلو مین آکے بیٹھا نازنین نے کہا کہ صاحب گلابی لاؤ آج جو تمھارا روز ہی کہ آپ ودا سنے سے محروم ہون ابتو کوئی شی منھ مین جاے نسناس نے گلابی اُٹھائی اُس نازنین نے گلابی ہاتھ مین لیکر گھائی سے بڑیا بیہوشی کی ملائی مگر عیار گوشے سے دیکھ رہا ہی کہ اُس نازنین نے گلابی مین بڑیا بیہوشی کی ملائی جام بھر کر نسناس کو دیا عیار نے دیکھا کہ اگر یہ جام پیا تو انجام بد ہوگا صبر نہ ہو سکا پکار اُٹھا کہ ای آقاے نامدار خبردار جام نہ نوش کیجیے گا اگر نوش کیا تو جان نہ بچیگی نسناس رُکا عیار جھپٹ کر آیا خواجہ نے جو دیکھا کہ عیار آگیا اور بتے کی بات کہتا ہی ناچار ہو کر بھاگے عیار نے جام ہاتھ سے چھین لیا کہا ای شہریار دیکھیے وہ نازنین کسطرح بھاگ گئی آپ نے بڑا دھوکا کھایا تھا مین نے اول ہی چاہا تھا کہ اُسپر ہاتھ ڈالون مگر آپسے ڈرا کہ آپ نہ مانینگے اور مین شرمندہ ہونگا مگر اب جاکے تلاش کرتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا یہان خواجہ جنگل مین بیٹھے ہین ایک نخل کی آڑ پکڑے ہوے دیکھ رہے ہین کہ دیکھا سامنے سے عیار نسناس آتا ہی سر ہنگ کو آتے دیکھ کر خواجہ نے حلقہ ہاے کمند خس پوش کیے گوشے مین چھپ کر بیٹھے کہ عیار اُسی مقام پر آیا جیسے ہی حلقہ ہاے کمند مین پاٴون رکھا خواجہ نے دھاڑ کہ کی شیر کے آواز دی عیار رُکا خواجہ نے جھٹکا مارا کہ عیار گرا خواجہ نے اُٹھ کر حباب مار کے بیہوش کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر عیار کو اپنی شکل بنایا آپ عیار کی شکل بنکر پشتارہ عیار کا باندھ لیا طرف بارگاہ نسناس کے چلے یہان نسناس حیران بیٹھا ہی جو خادم آتا ہی اُسکو بھیجتا ہی کہ جاکے خبر تو لاؤ کہ میرے عیار نے کیا کیا کہ ایک خدمتگار نے آکر عرض کی کہ آپ کے عیار نے جاکر اُس مکار کو گرفتار کیا نسناس نے کہا کہ جلد لاؤ خدمتگار نے جاکر عرض کی کہ ای بیباک طرار چل تجکو آقا نے بُلایا ہی خواجہ نے کہا کہ حاضر ہوا یہ بھاگ کر چلا تھا مگر مین نے گرفتار کر لیا بھلا میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جاتا نسناس نے تلوار کھینچی کہا لا مین اسکو قتل کرونگا عیار نے کہا کہ ای آقاے نامدار اسکو ہوشیار کیجیے کہ اپنے حال زار کو دیکھے مگر ڈرتا ہون کہ کوئی فتور نہ کرے ایسا نہ ہو کہ آپ اسکے فریب مین آجاوین تو باعثِ خرابی ہو نسناس نے کہا کہ ای عیار کیا مین دیوانہ ہون کہ اسکے فریب مین آونگا تو نے بڑا کار نمایان کیا عیار نے عرض کی کہ ایک جام شراب نوش کیجیے اور اُس نشے مین اِسکو

ہی آیا اُس ظالم نے گرفتار کیا نہین معلوم کیا کیا کہنا تھا مگر رات کو مین نکلی اب آگے قدم نہ
اُٹھا اسی مقام پر بیٹھ گئی شام سے رو رہی ہون مگر تمھین کیونکر خبر ہوئی نسناس نے کہا سامنے
میری بارگاہ ہی مین پڑا سو رہا تھا مگر تمھاری یاد مین نیند کہان آتی ہی آواز سن کر اُٹھا اور یہان
آیا شکر کرتا ہون خداوند جمشید ثانی کا کہ تم کو پا گیا ورنہ تمھاری یاد مین میری زندگی نہ ہوتی
اے جان جہان مین بھی یہی چاہتا تھا کہ تم کو پا جاؤن کہ دل کو تسکین ہو اُس نازنین نے کہا
کہ صاحب تم میرے قریب آؤ تم ایسے لوگون سے رسم کرنا سراسر حماقت ہی تم نے اُس ظالم
کے ہم کو سپرد کیا کہ جان و ایمان دونون کا خواہان تھا مگر پیدا کرنے والے نے بچایا کیا کہون گانا
اُسکا حقیقت مین سحر ہی اس طرح گایا کہ دل کو بیقرار کر دیا یہ الفاظ سنکر نسناس نے کہا کہ
صاحب جو گذرا اُسکا ذکر نہ کرو مجھے خود افسوس ہوتا ہی کہ تم پر یہ صدمے گذرے اگر وہ ظالم
مجکو مل جاتا تو بوٹیان اُسکی کاٹ کر چیل کوون کو دیتا مجھے بہت ناگوار ہی لیکن میرے
کہنے پر کام کرو تو اُسکی مجال نہین کہ آسکے نسناس پاس بیٹھ گیا نازنین نے کہا کہ اب تو
وہ گلابی بھی باقی نہین کہ قدرے پیکر اپنی تسکین کرتی تھی نسناس نے کہا کہ سامنے لشکر ہی
وہان تشریف لے چلیے سب کچھ ممکن کر دونگا وہان سب کچھ موجود ہی جو شے نہ ہوگی اُسے منگوا دونگا
تمھارے آگے پیش کرونگا بمنت و خوشامد ہاتھ تھام کر اُٹھایا طرف لشکر کے لیکر چلا اگر نازنین
لڑکھڑاتی ہوئی آتی ہی ہر مقام پر یہی خوف ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی ملازم آجاے تو پھر خرابی
ہو غرض بمشکل لشکر مین آیا بارگاہ مین اپنی لے گیا عیار اِسکا سرہنگ سُبکرو اُس نے
جو دور سے دیکھا کہ آقاے نامدار باہر گئے تھے ایک عورت کو لیکر آے ہین سوچا کہ اِسمین
کچھ بل معلوم ہوتا ہی جھپٹا قریب آکر آقا کو سلام کیا مگر اُس نازنین نے منھ چھپا لیا عیار نے
اشارے سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہین نسناس نے کہا کہ اے یار وفادار میری تقدیر کی
رسائی کہ مین اِسکو پا گیا وہ جو مین کہتا تھا وہی ہوا کہ اُس عیار نے ان کو پکڑا تھا جفائین
کرتا تھا مگر یہ ثابت قدم کوے محبت میری ہی یاد مین رہین مگر عیار کو شک ہی کہ کیونکر اس
نازنین کو دیکھون اس نازنین نے تو منھ چھپا لیا صورت نہ دکھائی عیار ایک گوشے مین
مخفی ہوا مگر نسناس نازنین کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اور اُسکو مسند پر بٹھایا آپ

دکھایا کہ میرے عاشق سے مجکو چھڑایا نسناس قریب آیا دیکھا کہ ایک زرغے مین وہی معشوقہ آفتاب جمال بیٹھی رو رہی ہو جیسے ہی نسناس کو آتے ہوے دیکھا مُنھ اپنا چھپا لیا اور پکار کر کہا کہ صاحب تم میرے آگے نہ آؤ مجھے تمھاری صورت سے نفرت ہو گئی ہماری تو یہ محبت اور تمھاری یہ نفرت مگر افسوس یہ کرتی ہون کہ میرے بخت نے مجکو ایسے مقام پر پہونچایا کہ پھر تمھاری صورت نازیبا دکھلائی دی اب مین تمھاری صورت کا دیکھنا نہین چاہتی ہون نسناس بیقرار ہو کر دوڑا کہا صاحب میرا تو یہ حال ہی نظم

عاشقِ بیدل کند چون پیش آن دلدار عرض	دلربا با گوش باطن بشنود ہر بار عرض
نیست دربان بر درِ آن والیِ کون و مکان	گر کسے خواہد شود حاضر کند صد بار عرض
حقتعالے جرم بخشد عفو فرماید خطا	چون کند بعد از ندامت بندۂ بیکار عرض
پردہ بردارد کند دور از رُخِ الانور نقاب	چون کند ز اخلاص باطن طالبِ دیدار عرض
آید اندر جوشِ ابر رحمت پروردگار	تشنہ لب چون میکند با چشم گوہر بار عرض
وقت تنگی تنگ دست و وقت غم اہل الم	میکند ہر بار پیش حضرت دادار عرض
واقف از احوال دل چون ہست علام الغیوب	از زبان ہندی چرا پیشش کنی اظہار عرض

ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای سرو روان باغ محبوبی مین اپنا حال کیا عرض کرون میرا حال پُر ملال اس لائق نہین ہو کہ جسکو زبان پر لاؤن اگر کیفیت شب فراق عرض کرون بدون تقریر حال ابتر ہو جائے ارادہ کیا تھا کہ شب فراق کا حال ذکر کرون دونون آنکھون سے اشک سیاہ ٹپکنے لگے طائران دل و جگر قفس تن مین مثل مرغ بسمل پھڑکنے لگے وہ کالی رات کہ جسکو مثال ظلمات سے ہو اُسمین بیقراری دل فراق دیدہ ہجران کشیدہ کی آہ و زاری کوئی ساتھ نہین دیتا کون ساتھ دے کون تسکین کرے تمھاری یاد مین نیند بھی نہین آتی تھی مین تڑپ تڑپ کے رہجاتا تھا مشیرون سے صلاح پوچھتا تھا دن کو کھانا بھی نہین کھایا آب و طعام کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا مگر صاحب یہ تو بیان کرو کہ تم پر کیا گذری مجکو بڑا اشتیاق ہو کہ تمھارا حال سنون مگر اب خداوند جمشید ثانی ایسا نہ کرین کہ ہمارے تمھارے جدائی ہو نازنین نے رنجیدہ ہو کر جواب دیا کہ بے غیرت ہمارا حال بھی سُنا چاہتا ہو عیار حمزہ جسکے نام لینے کی ممانعت

تو بھاڑ سا مُنھ کھول دیا ساری شراب پی گئے نسناس نے گھبرا کر کہا کہ اس شراب مین کیا
تھا کہ دل گھبرانے لگا نازنین نے کہا کہ اُٹھ کر ٹہلو کہ ہوا لگے نسناس اُٹھ کر ٹہلنے لگا جیسے ہی
ہوا اِسکے بدن مین لگی گر کر بیہوش ہوا خواجہ نے چاہا کہ سر کاٹ لون پھر خیال مین گذرا کہ خدمت
صاحبقران مین لے چلون شاید مسلمان ہو یہ سوچ کر پشتارہ باندھنے لگے کمر ٹٹولی زنجیر سونے
کی باندھے ہوے تھا خواجہ نے وہ زنجیر کھول لی قضاے کار وہ خادم جو محافہ لینے گئے تھے وہ
آپہونچے اُنھون نے دور سے دیکھا کہ میان نسناس تو بیہوش پڑے ہین اور ایک عیار کمر
ٹٹول رہا ہو وہین سے للکارا کہ او ظالم کیا کرتا ہی خواجہ نے جو دیکھا کہ خادم اسکے آگئے
غل مچا رہے ہین نسناس کو چھوڑ کر بھاگے خادمون نے آکر نسناس کو ہوشیار کیا نسناس
نے پوچھا کہ وہ معشوقہ کہان گئی سب نے کہا کہ حضور معشوقہ تو نہین ایک عیار تھا کہ آپ کو
قتل کیا چاہتا تھا نسناس نے کہا کہ تم نے اُسے پکڑ نہ لیا خادمون نے عرض کی کہ خنجر برہنہ
ہاتھ مین لیے ہوے براے قتل حضور موجود تھا ہم نے للکارا وہ چھوڑ کر بھاگ گیا مگر وہ
ایسا جلد نکل گیا کہ ہم قریب نہ پہونچ سکے ناچار ہو کر ٹھہر گئے نسناس اُسی نازنین کو یاد
کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا کہہ رہا ہی کہ یارو افسوس ہی معشوقہ کا پتہ نہ لگا تب مصاحبون
نے کہا کہ طریقے سے معلوم یہ ہوتا ہی کہ یہی عیار عورت بنا تھا آپ کے ساتھ آتا تھا تنہا پاکر
بیہوش کیا نسناس نے کہا کہ یارو تم جانو کہ کیا معرکہ گذرا وہ معشوق دلفریب تھی کہ اُسکے
دیکھنے سے صبر و ہوش و حواس غائب ہوے اب تک میری آنکھون کے نیچے وہ صورت پھر
رہی ہی ناچار ہون کہ کیا کرون کہان تلاش کرون طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ ہی عیار
اُسکو لے گیا خادمون نے عرض کی کہ حضور عیار اکیلا تھا نسناس کہتا ہی کہ ایسی صورت
زیبا تھی کہ ویسی صورت کوئی بنا نہین سکتا اسی تردد مین لشکر مین آیا خادمون کی بہت
باتین ناگوار ہوتی ہین دربار مین آکر بیٹھا یہان بھی دل نہ لگا آخر دربار سے اُٹھا بارگاہ
مین آکر لیٹا مگر انتظار مین نیند نہین آتی دو پہر رات گذر چکی تھی کہ کان مین رونے کی
آواز آئی گھبرا کر پلنگ سے اُٹھا اُس آواز کے نشان پر چلا جون جون قریب آتا ہی الفاظ
بھی سمجھ مین آنے لگے کہ جیسے کوئی درد رسیدہ یہ کہہ کر رو رہا ہی کہ اے فلک کجرفتار تو نے یہ دن

تم ایسی معشوقہ مجکو دستیاب ہوئی عمر بھر خداوند جمشید ثانی کا شکریہ ادا کرونگا نازنین نے
کہاکہ صاحب تمہارا اب حق ثابت ہوا مان باپ میرے تمہارے ہی ساتھ بھونری پھیر دین گے
مگر اکیلے مکان مین رہونگی دوسرا نہ کوئی آنے پاے صرف ایک ماما کافی ہو اور وہ بھی سن رسیدہ
ہو جوان نہ ہو نسناس کہتا ہو صدہا کنیزان چینی و رومی خدمت مین حاضر کرونگا یہ سُن کر
وہ نازنین جھلائی کہا صاحب میرا مطلب بھی سمجھتے ہو مین نہین چاہتی کہ دوسری عورت
تمہارے سامنے آے مجکو اسکا بڑا رشک ہو ایسا نہ ہو کسی سے فساد ہو جاے ان باتون پر
نسناس اور مرا جاتا ہو کہتا جاتا ہو کہ ای ملکۂ عالم آج تو میرے یہان تشریف رکھو کل تم کو
تمہارے گھر پہونچا دونگا جب تم راضی ہو تو مان باپ کیون نہ رضامند ہونگے اُسی دقت
بھونری پھر جائیگی یہ کہتا ہوا اپنے لشکر کے قریب پہونچا خدمتگارون سے کہاکہ جاکر ایک
محافہ لاؤ تو مین ان کو سوار کرکے لے چلون نازنین نے کہاکہ اب محافے کی کیا ضرورت ہو
یون ہی چلی چلونگی نسناس نے کہاکہ بیس ہزار جادوگر اُترے ہوے ہین آپسمین چشمک کرینگے
مشہور ہو جائیگا کہ وزیر اعظم ایک عورت لیکر آے ہین کوئی کچھ کہیگا کوئی کچھ کہیگا تو مجکو
ناگوار ہوگا خادم محافہ لینے گئے اب اکیلا رہا چاہتا ہو کہ اختلاط کرون اُس نازنین نے
ایک تمانچہ مارا اور پٹے پکڑ کے کھینچ لیے کہا او دیوانے بے طور ہاتھ لگاتا ہو ہم نے تجھسے
کہدیا کہ مان باپ ہمارے رضامند ہوکر جب بھونری کو حکم دین گے تب ہم خود آمادہ ہو جاینگے
جب تک حکم والدین نہین ہوتا کوئی امر وقوع پذیر نہ ہوگا یہ کہہ کر چادر سے مُنھ پونچھا نسناس
نے کہاکہ ای شہنشاہ ملک خوبی کیا نوش فرمایا نازنین نے کہاکہ بڑے نظر باے ہو ہر بات
کا خیال رکھتے ہو یہ کہہ کر چادر سے ایک گلابی نکالی کہا اسی کی وجہ سے تین دن زندگی ہوئی
جب بھوکھ و پیاس سے حال ابتر ہوا ایک جام پی لیا دل کو تسکین دی یہ وہ شی ہو کہ جان
کو بچاتی ہو نسناس نے کہاکہ ایک جام ہمکو بھی دو ہم تمکو شراب کے مٹکے بھروا دینگے اُسی سے
نہایا کرنا شراب کی کیا کمی ہو نازنین نے کہاکہ تم سب پی جاؤ گے مین حیران ہونگی مُنھ کھولکر
بیٹھو مین تھوڑی سی مُنھ مین چھوڑ دون جب اور آجائیگی تب اس کو صرف کرونگی نسناس
مُنھ کھول کر بیٹھا نازنین نے مُنھ مین گلابی اُنڈیل دی اور پھر آپ ہی مُنھ جھلا کر بیٹھی کہ تم نے

نام تمھارا کیا ہی نازنین نے جواب دیا کہ مجکو گلرخسار کہتے ہین اور مکان تو میرا اسی مقام پر ہی جہان املی کے پیڑ لگے ہین اور چند پیڑ بیری کے بھی ہین نسناس نے پوچھا کہ نام گانٔون کا کیا ہی کہا صاحب گانٔون کے نام سے کیا کام ایسا نشان بتا دیا کہ جلدی پہونچ جاؤ گے نسناس جی مین کہتا ہی کہ بڑی بھولی عورت ہی کیا پیاری باتین ہین اپنے گانٔون کا نام نہین جانتی یہ سوچ کر لگاوٹ کرنے لگا اُس نازنین نے کہا کہ صاحب مجکو ساتھ لیچلو میرے گھر پہونچا دو سب عزیز خبر سُنتے ہی دوڑ پڑین گے ہلڑ ہو جائیگا کہ گلرخسار آئی ایک ساحر لایا ہی سب تمکو انعام دین گے اسقدر ملیگا کہ اُٹھا نہ سکو گے نسناس نے کہا کہ ای شہنشاہ ملک خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی مین اپنی جان نثار کرنے کو حاضر ہون اِسکا خواہان نہین ہون کہ تم سے کچھ ملے یہ کہکر نازنین کا ہاتھ تھاما کہا صاحب چلو پہلے اپنے لشکر مین لیچلون پھر محلافے مین سوار کرکے تمھارے گھر پہونچا دون وہ نازنین اُٹھی نسناس کے ساتھ ہوئی نسناس دولت عشق سے مالا مال ہی اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا جاتا ہی نظم

دردا کہ غم زحد برون شد
در مکتب عشق ذوفنون شد
در سینہ دلے نہ بود جز نام
آمد غم عشق در رہنمون شد
بگرفت غم تو مرغ دل را
قانون ضوابط جنون شد
بنشینم و صبر را کنم یار

فریاد کہ درد من فزون شد
در خرمنِ عمر من زد آتش
وان ہم زجفاے چرخ دون شد
از کوشش و سعی حاصلی نیست
دل بردن من برت شگون شد
مردم زغم دلم نہ گفتند
تا یار مرا شود خریدار

دیوانۂ عشق رفتہ رفتہ
ہر آہ کہ از دلم برون شد
از گم شدگان عشق بودم
چون کوکب طالعت زبون شد
رسوائی من بہ وادی عشق
کز محنت انتظار خون شد

ایسے ایسے اشعار پڑھتا ہوا خوشی خوشی جاتا ہی سراپا کو اُس نازنین کے دیکھ رہا ہی کہتا ہی حقیقت مین کیا سراپا ہی معشوق یکتا ہی چہرے کی روشنی نازک بدنی سیم تنی کس کس کمال کو دیکھون مین نے تھوڑا ہی مسلمانون کو ستایا تھا کہ یہ دولتِ لازوال حاصل ہوئی کیا قدرت کا شکر یہ ادا کرون کل تلوارین برسا ؤنگا وہ نازنین پوچھتی ہی کہ کیون صاحب یہ چپکے چپکے کیا باتین کرتے ہو تمھاری بات کچھ سمجھ مین نہین آتی نسناس کہتا ہی کہ صاحب مین کیا بیان کرون وجد مین ہون

کہ سحر کرنے والا بالائے کوہ ہی یہ سوچتے ہوئے اُسی پہاڑ کی طرف چلے دور سے دیکھا کہ ایک
ساحر سیہ رو بمبری دھوتی باندھے ہوئے بیٹھا سحر کر رہا ہی مگر عاجز ہی کہ اب پانی نہین برستا
دو خدمتگار جو ساتھ تھے اُن سے کہا یارو تم نے دیکھا کہ آگ برسائی وہ پلٹ آئی مینہہ کس
زور سے برس رہا تھا وہ بھی موقوف ہوا اب کیا تدبیر کرون سب نے کہا کہ آپ اِن
باتون کی فکر نہ کیجیے مسلمان سب باتون مین طاق شہرۂ آفاق ہین جس ساحر سے مقابلہ پڑا
وہ مارا گیا نسناس نے کہا کہ مین کیا عاجز ہون دوسرے طور سے سحر کرونگا آج تامل کرو
کل سب کو مٹا دونگا یہ کہہ کے کوہ سے اُترا ابر ہٹ آیا نسناس سوچ رہا ہی کہ کونسا سحر کرون
کہ مسلمان عاجز ہون اُدھر سے خواجہ عمرو آتے تھے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر بد مزاج
جھلّایا ہوا آتا ہی خواجہ نے اپنے تئین ہٹایا صورت تبدیل کر کے ایک زرغے مین بیٹھے
جمشید ثانی کو بڑی بیقراری اور نہایت بیتابی سے رو رو کر پکارنے لگے کہ یا خداوند جمشید ثانی
اس گنہگار کی آواز سُنیے مجھے اس آفت سے بچائیے ملک الموت کو حکم دیجیے کہ میری قبض
روح کرے اب مجھسے صدمہ نہین اُٹھتا یہ آواز جو کان مین نسناس کے پہونچی طرف صحرا
کے متوجہ ہوا آکر دیکھا کہ ایک زرغۂ نخلستان مین ایک مہ جبین آفتاب جمال بیٹھی رو رہی ہی
نسناس نے قریب آکر کہا کہ کیون صاحب کیا معرکہ گذرا کس آفت مین مبتلا ہو نازنین
نے رو کر جواب دیا کہ مین خواجہ خورشید بازرگان کی بیٹی ہون کاروان باپ ساتھ لیکر
آئے تھے قزاق آکر گرے سب کو لوٹ لیا مین بھاگ کر یہان چھپی تین دن گذرے ہین
کہ بے آب و دانہ پڑی ہون کسی شیر بھیڑیے نے نہ پوچھا ملک الموت نے بھی قبض روح
نہ کی اب زندگی سے بیزار ہون نہایت مجبور و ناچار ہون نسناس نے کہا ای شہنشاد
ملک خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی مین خداوند جزیرۂ گوہربار کا وزیر اعظم ہون
مسلمانون کو مٹانے گیا تھا مگر اس وقت سحر نے تاثیر نہین کی پلٹ آیا مگر کل سحر کرونگا
کہ اگر دس لاکھ ہون تو سب قتل ہو جاوین اُس نازنین نے رو کر کہا کہ صاحب مجھے
تمھارے عظم و شان سے کیا کام ہی اگر ہو سکے تو مجکو میرے گھر پہونچا دو میرے عزیز مجکو
ڈھونڈھتے ہونگے جو مانگو وہ حاضر کرون نسناس نے پوچھا کہ تمھارا مکان کہان ہی اور

گیا اور بڑھکر لشکر صاحبقران کو روکا صاحبقران نے خبر پائی کہ یہ نئی بلا نازل ہوئی
کہ مبہوت کارگزار جزیرۂ گوہر بار سے کوچ کرکے آیا ہی اور ہم سے مقابلے کا خواہان ہی
صاحبقران اُسی مقام پر اُتر پڑے کہ نسناس مقابلے مین آیا امیر کو گمان ہوا کہ طبل جنگی
بجوائیگا میدان مین آکر جواب وسوال کریگا مگر نسناس نے لشکر تو مقابلے مین اُتارا
طبل جنگی نہ بجوایا آپ لشکر سے نکل کر ایک پہاڑ پر آیا انگیٹھی آگ کی روشن کی ایک سحر کیا کہ
وہ انگیٹھی اُڑتی ہوئی آسمان پر آئی ابر آتش فشان بن کر تیار ہوئی لشکر پر صاحبقران
کے آگ برسنے لگی صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ لشکر مین شور و فریاد بلند ہوا امیر
نے سر اُٹھاکر فرمایا کہ دریافت تو کرو کہ یہ کیسا ہلڑ ہی چالاک نے آکر خبر دی کہ لشکر پر حضور
کے آگ برس رہی ہی صدہا خیمے جل گئے حضور جلد باہر آوین اور اسم اعظم پکار کر
پڑھین ورنہ یہ آگ سارے لشکر کو جلا دیگی یہ سُنکر صاحبقران بیرون بارگاہ آے دیکھا
کہ لشکر مین آگ برس رہی ہی ایک انگیٹھی ہوا پر ٹھہرا رہی ہی اُسی سے شعلے نکل کر گرتے ہین
لشکر مین جابجا غریو ہی کچھ لوگ بھاگے جاتے ہین کچھ اپنی جان دینے پر آمادہ ہین تلوارین
چمکا رہے ہین کہ صاحبقران نے پُکار کر اسم اعظم پڑھا جیسے ہی اسم اعظم کی آواز بلند
ہوئی نسناس جہان بیٹھا سحر کر رہا ہی دیکھا کہ وہ انگیٹھی پلٹی اور سامنے آکر قائم ہوئی ہر چند
نسناس سحر کرتا ہی مگر انگیٹھی نہین اُڑتی کہتا ہی کیا ستم کی بات ہی کہ مین دعوی کرکے آیا
مگر سحر تاثیر نہین کرتا اسکا کیا باعث ہی یہ سوچ کر انگیٹھی پر ایک گولہ مارا چند شعلے بھڑکے
ایک شعلہ بھڑک کر اسکے سامنے آیا اُس سے آواز پیدا ہوئی کہ ای نسناس ہم مجبور و
ناچار ہین ایسی آواز ہمارے کان مین آئی کہ ہم آگے نہ بڑھ سکے نسناس نے کہا لو یارو
مین سمجھ گیا حمزہ بھی ساحر ہی اُسنے میرا سحر دفع کیا مگر دوسرے طور پر سحر کرونگا یہ کہکر اُس شعلے
پر اپنا خون ڈالا وہ شعلہ بھڑک کر بلند ہوا ایک ابر صاف وشفاف گھر گیا اور پانی اُس سے
برسنے لگا صاحبقران نے پھر اسم اعظم پڑھا فرمایا خواجہ دریافت تو کرو کہ یہ سحر کسنے
کیا ہی یہ سُنکر خواجہ صورت تبدیل کرکے نکلے بیرون لشکر آکر دیکھا کہ پہاڑ سے لکہّ ہاے
ابر آتے ہین پانی زور و شور سے برساتے ہین خواجہ نے جو یہ معرکہ دیکھا اپنے دلمین سوچ

کو لے گئے ہونگے مبہوت نے جو نام و نشان معشوقہ کا سُنا بیقرار ہو گیا کہا مین ابھی چلتا ہون
جمشید ثانی سے کہلا بھیجونگا کہ مین تیری مدد کو آیا ہون ایک عورت کے واسطے فساد نہ
برپا کر اپنے مصاحب سے معشوقہ کو لیکر میرے پاس روانہ کر دے مین تیرا مددگار رہونگا
اگر اسکے خلاف کریگا تو تیرا دشمن ہو جاؤنگا ای بلاے سخت تجکو دامن مین پناہ دیتا ہون
ہمیشہ میرے ساتھ رہنا بلاے سخت کو ہمراہ لیکر مبہوت نے قصد کیا کہ کوچ کرون کہ
وزیر اسکا سکوت جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند ہر چند کہ جمشید ثانی آپکے
حکم سے انکار نہ کریگا لیکن اگر اُسنے اپنے مصاحب کا پاس کیا تو آپ کو ملال ہو گا آج کی
شب اسی صحرا مین رہیے کل کوچ کیجیے گا مبہوت رُک گیا رات بھر جلسہ آراستہ رہا
مصاحب مبہوت کو بہلا رہے ہین مگر مبہوت یاد مین معشوقہ کی انتہا کا بیقرار رہی
ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی رات اسی حال مین گذری اب وہ وقت آیا کہ نظم یکایک
ہوا اوان سحر کا ظہور + اُڑا آشیانے سے طاؤس نور + وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ +
بہت گرمخو اور روشن نگاہ + سپہ کی علامت سپیدہ ہوا + نشان آگے آگے خطِ صبح کا +
کیا دبدبہ خلق پر آشکار + کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار + مبہوت اُٹھا باہر نکل کے
دیکھا کہ سب لشکر تیار ہی تخت پر سوار ہوا چاہا کہ لشکر کو لیکر چلون کہ صحرا سے گرد اُڑی
علمہاے زنگاری کے پھریرے کھُلے ہوے نوبت و نقارے کی آواز کان مین آنے لگی
قفلاے کار زلزلۂ قاف ثانی سلیمان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی پشت اشقر پر
سوار خواجہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے آے مبہوت کو ہرکارون نے خبر دی کہ صاحبقران
براے مقابلہ جمشید ثانی جاتے ہین مبہوت نے وزیر سے کہا کہ اول انکو گرفتار کر لون
کہ جمشید پر کچھ احسان بھی ہو اِن کو قید کر کے روانہ کرون تب معشوقہ طلب کی جاے یقین ہی
کہ اس احسان سے نہال ہو جاے گا فوراً معشوقہ کو آراستہ کر کے روانہ کریگا وزیر
نے کہا کہ قدرت کیون تکلیف فرمائیے مین لشکر بڑھاتا ہون اور تمام لشکر حمزہ
پر آگ برساتا ہون حمزہ کو پکڑ لاؤنگا پھر آپ اُن کو روانہ کر دیجیے گا مبہوت نے کہا کہ
خوشی تمھاری وزیر اعظم مبہوت نے کہ جسکا نسناس تیرہ درون نام ہی بیس ہزار لشکر ساتھ

بلاے سخت نے سحر کیا ہو وہ دفع ہو جاے اور یہ مہ جبین مجکو قبول کرے اور بلاے سخت
کسی بلاے سخت مین گرفتار ہو یہ جو مقہور نے کہا بلاے سخت تو ایک جانب بھاگا
مگر سمن عذار کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک ساحر قوی من و قوی تن سرہانے بیٹھا ہی باتین
محبت آمیز کر رہا ہی سمن عذار نے کہا کہ صاحب تم کون ہو مقہور نے کہا کہ مصاحب خداوند
جمشید ثانی ہون اسی انتقام کے واسطے نکلا ہون کہ کوئی ظالم کسی مظلوم پر بدعت نہ کرے
بلاے سخت نے تمپر نیچہ کیا تھا اُسکو دیوانہ کر کے مین نے صحرانورد کیا اب تم میرے قبضے
مین ہو مجکو قبول کرو قصر ہفت رنگ مین لیچاون کہ جہان خداوند رہتے ہین یقین ہی
کہ قدرت اپنی صحبت مین تم کو جگہ دین وہ شاہزادیان کہ جو حاضر خدمت رہتی ہین
سب تمہاری خدمت کرین مرتبۂ عظیم ملیگا سمن عذار نے سر جھکا لیا کہا صاحب مین
مجبور و ناچار ہون جو بدعت چاہو کرو مقہور نے سمن عذار کا ہاتھ تھام کر تخت پر بٹھا لیا
اور لیکر روانہ ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے چلا ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ قدرت
خداوند جمشید ثانی ہی ایسی نازنین مجکو ملی ہی کہ جلسے مین خداوند کے سب کی سرکردہ
کہلائیگی سب کہتے ہین کہ ای شہنشاہ ساحران ایسا نہ ہو کہ قدرت اسکو پسند کر لین مقہور نے
کہا کہ قدرت ہزار کہین گے مگر مین نہ مانونگا عرض کرونگا کہ یا خداوند مین بڑی مصیبت سے
اسکو لایا ہون یہ کہتا ہوا لیے جاتا ہی مگر بلاے سخت جادو جو دیوانہ وار چلا تھا لشکر
مین مبہوت کے پہونچا دریافت کیا کہ یہ کسکا لشکر ہی معلوم ہوا کہ خداوند جزیرۂ گوہر بار
براے مقابلۂ مسلمانان جاتے ہین براے مدد خداوند جمشید ثانی تشریف لاے ہین زار زار
روتا ہوا سامنے مبہوت کے آیا اول سجدہ کیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ مقہور نے مجپر
بڑا ظلم کیا کہ معشوقہ کو میری چھین لیا جس وقت سے آپ کے سامنے آیا ہون وہ جو سودا
سما اُتر گیا اب ہوش مین ہون مبہوت نے کہا کہ اُس معشوقہ کا نام کیا ہی صورت کیسی
تھی بلاے سخت نے تقریر مین تصویر کھینچی اور نام سمن عذار کا بتایا کہا گلچہر جادو لیے جاتا
تھا سحر کر کے مین نے اُسے مارا تب اُسپر قبضہ کیا وہ راضی نہ ہوتی تھی مین نے چاہا کہ
اُسکو سحر کر کے تسخیر کر دون کہ میان مقہور صاحب آ گئے مجکو دیوانہ کر کے نکالا اب اُس نازنین

نہ ہونگا مین کبھی مجبور ای دل کامیابی سے ۔ غلام اُسکا ہون جو مختار ہی حاجت روائی کا
نبات اب پوچھیگا ہرگز کوئی قند مکرر کی ۔ کہ پہونچا مصر تک شور اُسکے دانتونکی صفائی کا
جھلک دکھلا کے چھپ جانا چھلاوہ سا نظر آنا ۔ کہان سیکھا ہی او ظالم چلن یہ دلربائی کا
ہنر براب مدحت شاہِ نجف مین مشق ہو ہردم ۔ اگر رکھتے ہو دلمین حوصلہ طبع آزمائی کا

اُس نازنین نے گلنجیز سے آنکھین ملا کر جو یہ اشعار پڑھے گلنجیز کا چہرہ سُرخ ہو گیا قریب آ کے کہا کہ کیون صاحب کیا حکم دیتی ہو اُس نازنین نے پوچھا کہ تم کو ہم سے کسقدر محبت ہی گلنجیز نے کہا کہ جان تک تم پر نثار ہی اُس نازنین نے کہا کہ مجھے تمھاری باتون کا یقین نہین آتا تلوار تو کھینچو گلنجیز نے تلوار کھینچی اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ گلے پر رکھو گلنجیز نے تلوار گلے پر رکھ لی اُس نازنین نے ہنس کر اشارے سے کہا کہ تلوار کھینچ لو گلنجیز نے جوش محبت مین تلوار کھینچ لی اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا مرتے ہی گلنجیز کے بلاے سخت نے اُس نازنین پر اپنا قبضہ کیا مسکرا کر کہا کہ ای ملکۂ عالم مین نے دشمن کو تمھارے مارا اب مجکو قبول کرو اگر تم بھی نہ مانو گی تو ایک سحر ایسا کرونگا کہ تم خود مجھپر عاشق ہو جاؤ گی مین مجبور نہین ہون یہ سُنکر سمن عذار نے کہا اب تیرے اختیار مین ہون جو طبیعت چاہے وہ کر مگر دل میرا تجکو قبول نہین کرتا یہ سُنتے ہی بلاے سخت نے کچھ غنچے کچھ پھول توڑے گلدستہ بنایا اُس نازنین کو سُنگھایا جیسے ہی بو اُسکے دماغ مین پہونچی کانپنے لگی اور گر کر بیہوش ہوئی بلاے سخت نے چاہا کہ قبضہ کرون اور اس سے وصل حاصل کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی قضاے کا اسطرف مقہور چوب گردان مصاحب جمشید ثانی کا گذر ہوا یہ براے گشت نکلا تھا اسکی نگاہ جو سمن عذار پر پڑی بیقرار ہو گیا پہاڑ پر اُتر پڑا بلاے سخت سے کہا کہ ای بلاے سخت نازنین جو تیرے سامنے بیہوش پڑی ہی مین جانتا ہون کہ تو نے سحر کیا کہ مجھسے موافق ہو بلاے سخت نے کہا کہ ای مصاحب خداوند مین نے بڑی مشقت سے اسکو قبضے مین کیا ہی آپ ایسا نہ فرمائیے مقہور نے للکار کر کہا کہ او بے حیا کو ہی تجکو بھی یہ دعویٰ ہوا کہ ہماری بات کا جواب دے اب بہتر یہ ہی کہ سامنے سے ہٹ جا ورنہ مین ابھی تیرا سر اُتارتا ہون یہ کہکر مقہور نے پشت پر اُس نازنین کے ہاتھ رکھا کہا یا خداوند سامری و جمشید

اپنے کو عاشقون مین شمار کرے، مگر جنبش جادو مبہوت سے رخصت ہوکر بالاے کوہ آیا سامنے ایک حجرہ بنا تھا اُس مین پہونچا کہ اُسی حجرے مین وہ نازنین بند تھی حجرے مین جاکر دیکھا کہ سناٹا پڑا ہی وہ نازنین مع گلچیز جادو نگہبان کے غائب ہی روتا پیٹتا جنبش سامنے مبہوت کے آیا مبہوت نے پوچھا کہ کیون ای جنبش کیا ہوا جنبش نے کہا کہ یا عدا و ناظر یقیے سے معلوم ہوتا ہی کہ گلچیز جادو جو کہ میرا ملازم تھا وہ اُسپر عاشق تھا لیکر بھاگ گیا اب مین کیا کرون ساحرون کو روانہ کرتا ہون مبہوت نے کہا کہ ای جنبش قدرت کو بڑا تعلق ہوا وہان سے نگہبان لیکر بھاگی تھی یہان تمھارے نگہبان نے دھوکا دیا ای وزیر اعظم نسناس تیرہ دروان تم جلد چند ساحرون کو روانہ کرو کہ گلچیز کو ڈھونڈھکر لادین نسناس نے اُسی وقت چند ساحرون کو روانہ کیا کہ وہ ساحر باز و عقاب بنکر چلے مگر گلچیز جو اُس مہجبین کو لیکر بھاگا تا بہ کوہ بلا پہونچا بلاے سخت جادو بالاے کوہ بیٹھا تھا اُسنے جو دیکھا کہ ایک ساحر سیہ رو ایک مہجبین آفتاب جمال کو لیکر آیا ہی اپنے مقام سے اُٹھا قریب گلچیز کے آیا نازنین کو دیکھ کر بیتاب ہوگیا کہا ای ساحر اس نازنین کو چھوڑدے جہان تیرا جی چاہے چلا جا جتنا روپیہ کہو دون ورنہ ایسی آفت مین مبتلا کرون گا کہ تو دیوانہ وار و وحشی مثال پھرا کریگا کہین چین نہ پائیگا یہ جو پکار کر کہا گلچیز زمین پر اُتر آیا اور کہا کہ ای برادر بجان برابر مین اپنی جان دے کر اس مہجبین کو لایا ہون کیونکر ہو سکتا ہی کہ تیرے حوالے کردون بلاے سخت نے کہا کہ اپنی جان کی خیر منا ایسا نہ ہو کہ مجکو غصہ آجاے گلچیز و بلاے سخت سے تکرار ہونے لگی آخر بلاے سخت نے ایک گولہ مارا صحرا کی طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک معشوق سامنے سے پیدا ہوئی اور یہ اشعار زبان پر تھے نظم

ہوا ہی شوق مجکو اُسکے در پر جبہہ سائی کا ۔۔۔ کہ شاہی سے ہی اعلیٰ مرتبہ جسکی گدائی کا

اُٹھایا عشق مین ہر چند غم ساری خدائی کا ۔۔۔ مگر اب ہمسے اُٹھ سکتا نہین صدمہ جدائی کا

ملک عرش برین پر دیکھکر حضرت کو کہتے تھے ۔۔۔ یہ وہ بندہ ہی جو مختار ہی ساری خدائی کا

اُٹھا پردہ دوئی کا جب تو وہ یکتا نظر آیا ۔۔۔ حجابِ غیر مانع تھا مرے دل کی صفائی کا

علیؑ کے نام پر مشکلکشائی ختم کی حق نے ۔۔۔ کسے ایسا ہوا ہی حوصلہ مشکلکشائی کا

مبہوت کے آیا کہا یا خداوند یہ حاضر ہین بڑے زورون سے آے ہین یہ سُنکر مبہوت
نے کہا کہ کیون ای زلزلہ ہماری ملاقات سے انکار تھا زلزلہ نے کہا کہ یا خداوند ہین آپکا نام
سُنتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی ایک مرتبہ مین نے کہا تھا کہ مین نہ جاؤنگی جب دوبارہ کہا کہ قدرت
نے بلایا ہی مین فوراً چلی آئی مبہوت نے پوچھا کہ ای زلزلہ تم کسکو خراج دیتی ہو زلزلہ
نے کہا کہ جمشید ثانی کو مگر فی الحال طلسم مین غدر ہی مسلمان چڑھ آے ہین قدرت بھاگ کر
طلسم باطن مین پہونچے ہین مسلمان چلے آتے ہین صدہا ایک تسخیر کر لیے جہان جاؤ یہی دیکھو
کہ مسجدین بنی ہوئی ہین دیر گُھدے پڑے ہین اس وجہ سے ہم برا سے سیر نہین نکلتے یہ
ذکر تھا کہ ایک چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ دروازے پر چند کنیزین ملکہ زلزلہ کی حاضر ہین
کہتی ہین کہ جنبش سے کچھ عرض کرینگے زلزلہ نے کہا کہ بھائی صاحب دیکھو تو کیا کہتی ہین
جنبش باہر آیا کنیزون نے کہا کہ ای شہریار آج اُس نازنین کا عجب حال ہی آنکھین
اُلٹ گئی ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی یہی کہتی ہی کہ مجکو پاس میرے معشوق کے پہونچاؤ
جنبش نے کہا کہ تم سب چلو مین آتا ہون یہ کہکر جنبش نے سب کو رخصت کیا آپ اندر آیا
مبہوت نے پوچھا کہ کیون ای جنبش کنیزین کیون آئی ہین کیا کہتی ہین جنبش نے کہا کہ یا
خداوند مین اپنے پہاڑ پر بیٹھا تھا کئی دن کا زمانہ گذرا دیکھا کہ ایک ساحرہ ایک
آفتاب عالمتاب کو پنجے مین دبائے ہوئے لیے جاتی ہی مین نے للکارا وہ ساحرہ براے
مقابلہ ٹھہر گئی آخر مین نے کارد سحر پھینک ماری وہ ساحرہ مری تو آواز آئی کُشتی مرا نام من
نگہبان جادو بود نام نگہبان سُن کر مبہوت نے کہا کہ ای جنبش جادو بہتر یہ ہی
کہ اُس نازنین کو لاؤ وہ منظور نظر قدرت ہی مایہ دولت کی جان اُسپر جاتی ہی گو کہ قدرت نے
اُسکو دیکھا بھی نہین بغیر ملاحظہ کے عاشق ہین اُسی کے سبب سے ادھر آنے کا اتفاق ہوا اگر قدرت
مراد یدی کس طرح نگہبان جادو کو تیرے ہاتھ سے قتل کرایا ورنہ وہ ایسی ساحرہ تھی
کہ اُسکو تو یکایک مار لیتا لیس بہتر یہ ہی کہ جلد اُس نازنین کو حاضر کر جنبش نے کہا کہ غلام ابھی
جاتا ہی اور اُسے لیے آتا ہی مبہوت نے ملازمون سے کہا کہ مرآۃ تسخیر لاکر رکھدو کہ جب وہ نازنین
آوے تو اپنی صورت زیبا دیکھے یقین ہی کہ قدرت پر مائل ہو دم محبت کا بھرے اور

مبہوت کارگزار کا گذر ہوا ہی خداوند راس الشیاطین کو مار کر آیا ہی زلزلہ کہتی
ہی وہ دیوانہ ہی اُسکی بات کا کیا اعتبار خداوند راس الشیاطین ہے کیون لڑا کہ اس
عرصے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ آپ کو طلب فرمایا ہی شبیہ جوگی جیپال آتا
ہی زلزلہ نے کہا کہ آنے دو جنبش نے کہا کہ آئین گے تو کیا کرین گے ہم اُنکا اعتقاد نہین
رکھتے یہ احسان کیا کم ہی کہ ہم نے اپنے جنگل مین اُترنے دیا ورنہ ہٹا دیتے نہ اُترنے
دیتے لشکر کو اُنکے تباہ کر دیتے ایک زندہ نہ بچتا بارگاہ مین زلزلہ کے یہ باتین ہو رہی
ہین کہ آندھی سیاہ اُٹھی ابر نمایان ہوا وہ ابر آکر بارگاہ پر لہرایا ایک دنا ٹا ہوا وہ جوگی
بلند بالا ریش کلان چہرے پر نعرے کرتا ہوا اُترا کہ منم شبیہ خداوند جوگی جیپال
ای زلزلہ آگاہ ہو کہ خداوند نے تجکو طلب فرمایا ہی زلزلہ نے کہا کہ مجھے کیا غرض
ہی کہ مین اُنکی ملاقات کرون وہ اپنی خدائی دکھادین گے مین ایک غریب آدمی اس کوہ
کی حاکم اس صحرا کی ناظم یقین ہی دباؤ ڈالین جوگی نے کہا کہ چلنا ہوگا ایسا نہین ہو سکتا
کہ قدرت طلب فرمائین اور تم نہ جاؤ زلزلہ نے کہا کہ مجھے کون لیجا سکتا ہی اُس جوگی
نے ہاتھ اپنا پشت پر زلزلہ کے پھیرا اور بہ محبت کہا کہ ای ملکۂ عالم ملاقات کر کے چلی آنا
کچھ تمکو تکلیف نہو گی اگر اسکے خلاف کیا تو پھر زبردستی لے جاؤنگا پشت پر ہاتھ کے
پھیرتے ہی زلزلہ اپنے مقام سے اُٹھی کہا ای تصویر خداوند مین تو خود مشتاق
تھی یہ بڑا مژدہ ملا کہ قدرت نے خود طلب فرمایا مین بہت لطف سے ملونگی یہ کہکر زلزلہ اُٹھی
بھائی بھی اسکا ساتھ ہوا جوگی نے دونون کو ابر پر سوار کیا اور ساتھ لے کر چلا
زلزلہ و جنبش ہنستے ہوے جوگی کے ساتھ ہین کہتے ہوے جاتے ہین کہ قدرت
نے کیا عنایت کی ہی کہ ہم کو طلب فرمایا ہی اب جا کے مشرف ہونگے خاک قدم خداوند آنکھون
سے لگا دین گے یقین ہی کہ آنکھون کی روشنی زیادہ ہو جوگی کہتا ہی کہ ای زلزلہ
تم کو اس سرزمین کا حاکم کرین گے جسقدر خراج دو گی بخوشی قبول کر لین گے اور جہانتک
جی چاہے عملداری کر لو کوئی مانع نہین ہو سکتا وہ ابر آتے آتے بر سر بارگاہ مبہوت
پہونچا جوگی نے کچھ اشارہ کیا ابر پھٹا جوگی زلزلہ و جنبش کو ساتھ لیے ہوے سامنے

سامنے سے آیا اُسنے چند کنجیان ہاتھ مین دین کہا یہ خزانے کی کنجیان ہین اسیء عرنیوالے کو
روپیہ بہت عزیز تھا خزانے بھرے پڑے ہین مبہوت نے پہلا کوٹھا کھلوایا دیکھا کہ روپئے
اشرفیان ملی ہوئی بھری ہین مبہوت نے کہا کہ یہ کوٹھا رہنے دو بند کر دو اسقدر چھکڑے
وغیرہ میرے ساتھ نہین ہین جب اُدھر سے پلٹونگا تو اس خزانے کو بھی ساتھ لے جاؤنگا یہ
کہکر دوسرا کوٹھا کھولا اُس مین سب جواہرات بھرا تھا کئی ہزار صندوقچے نکلوائے اور
کوٹھا بند کر دیا کہا اسکو بھی واپس ہوکر لینگے تین دن اُسی مقام پر رہا مال بیپایان سے
بے حساب پایا اور پھر کوٹھے بند کرا دیئے بعد تین دن کے مبہوت نے یہان سے کوچ کیا
جس آبادی مین پہونچتا ہی ہرکارونسے دریافت کراتا ہی ملکہ کا کہین پتہ نہین ملتا چار دن گذرے
کوچ کرتے ہوے جہان زیادہ بستی پاتا ہی دو دو دن وہان ٹھہرتا ہی مطلب یہ ہی کہ نگہبان
کا پتہ لگے مگر کہین پتہ نہین ملتا کئی روز برابر اسی فکر مین سرگردان رہا برابر کوہ زلزال
کے پہونچا دیکھا کہ ایک پہاڑ نہایت بلند و مرتفع ہی درخت اُسپر بڑے بڑے لگے ہوے
ہین ہزارون طائر اُن درختون پر بیٹھے زمزمہ سرائی کر رہے ہین مبہوت نے جو اُس
کوہ کو دیکھا کہا دریافت تو کرو کہ اس پہاڑ کا کون حاکم ہی ہرکارون نے آکر خبر دی
کہ زلزلہ جادو بھائی اُسکا جنبش جادو دونون بہن بھائی یہان کے حاکم ہین مبہوت
نے پکار کر آواز دی کہ یا خداوند جوگی جیپال زلزلہ کو میرے سامنے حاضر کرو اُسیطرح
ابر سیاہ اُٹھا آکر لہرایا وہی جوگی بلند بالا پیدا ہوا سامنے مبہوت کے آکر ٹھہرا کہا
یا خداوند کیا حکم ہوتا ہی کیون مجکو تکلیف دی مین آپ کے حکم سے جزیرہ ماران
مین رہتا ہون سانپون سے کھیلا کرتا ہون آپ کی آواز جو کان مین پہونچی اپنے کھیل
کو موقوف کیا دوڑا ہوا آیا مبہوت نے کہا کہ ای شبیہ خداوند زلزلہ جادو
کو مع جنبش لا دونون بہن بھائی آدمی جو حکم دون وہ بجا لاوین چاہتا ہون جس را
سے گذرون خدائی کو اپنی روشن کرتا ہوا چلون جوگی نے کہا کہ یا خداوند مین ابھی
جاکر دونون کو لاتا ہون یہ کہکر جوگی چلا مبہوت دستگین دے رہا ہی یہان زلزلہ جادو
و جنبش جادو دونون تخت پر بیٹھے ہین ہرکارے بیان کر رہے ہین کہ آج اس صحرا

نے جب دیکھا کہ عرصہ ہوا اور نگہبان نہ نکلی گئی آوازین دین جواب بھی نہ آیا آخر غصے مین کوٹھری کی طرف چلا دروازہ کھول کر اندر آیا دیکھا کہ ایک غار معلوم ہوتا ہی اور ایک تصویر پڑی ہی مہبوت نے وہ کاغذ اُٹھایا اُسکو اُٹھا کر پڑھا نوشتہ پایا کہ ای مہبوت ایسا ارادہ نکرنا ورنہ جل جائیگا مہبوت نے جھلا کر وزرا کو آواز دی چند وزرا آئے انہون نے خداوند کی سنکر آکے پوچھا یا خداوند کیا ہی یہ بھی سب نے دیکھا کہ ایک تصویر قدرت کے ہاتھ مین ہی اُسکو دیکھ دیکھ کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین نظم

گلرخون کے ہجر مین کرتا ہون شیون ای صبا ۔ کسطرح مجکو خوش آئے سیر گلشن ای صبا
آمد آمد کس شہِ خوبان کی ہی کھلتا نہین ۔ آج جو آراستہ ہی صحن گلشن ای صبا
پھر بہار آئی گریبان وحشیون کے پھٹ گئے ۔ چاک تو بھی کر قبائے گل کا دامن ای صبا
تیری خوشبو سونگھ کر اپنا معطر ہی دماغ ۔ چھو کے شاید آئی ہی اُس گل کا دامن ای صبا
باغ مین آ دیکھے جو اُس گل کے مسی مالیدہ لب ۔ کیا کہون مین کسقدر شرمائی سوسن ای صبا
بارش اشک عنادل نے کیا شاداب اسے ۔ دیکھنا ہی کسقدر سرسبز گلشن ای صبا
میکشون کو دے مبارکباد پھر آئی بہار ۔ آج کچھ بدلا ہوا ہی رنگ گلشن ای صبا
کیا خزان گلزار مین آ جائیگی جائیگی بہار ۔ بلبلین گلشن مین کیون کرتی ہین شیون ای صبا
مستی ہونٹھون پر لگائی ہی جو میرے یار نے ۔ ہونٹھ ہین اُسکے کہ دو ترین برگ سوسن ای صبا
دیکھیے بدلے گلوئے جا بجا کانٹون کے ڈھیر ۔ ہین خزان کے ہاتھ سے برپا گلشن ای صبا
جھومتا ہی ہر شجر آئی ہی مستانہ بہار ۔ ٹپکا پڑتا ہی رخ ہر گل سے جوبن ای صبا
خاک تو کیونکر اُڑائیگی محافظ ہین ملک ۔ کربلا کی ہی زمین سطوت کا مدفن ای صبا

وزیرا نے سمجھایا کہ یا خداوند اسقدر پریشان نہ ہو جیسے جان لے کے جائیگی آپ بتا دیجیے تو ہم لوگ گرفتار کرا دین گے آپ کے پہلو مین لا کر بٹھا دین گے مہبوت نے کہا کہ مجکو افسوس ہی کہ نگہبان جادو بیان کرتی تھی کہ خداوند مرد ہے اُسنے انکار کیا تھا مین نے ہی کہا تھا کہ میرا سامنا کرا دو دیکھتے ہی عاشق ہو جائیگی افسوس ہی کہ یہ تصویر نہ اب میرا حال ہی وہ ہی اُسکی بھی کیفیت ہوتی بدون قدرت کے دیکھے اُسکو چین نہ پڑتا کہ ایک مرد ضعیف

سے مبہوت آیا تاج مکلل بجواہر پہنے ہوے بھاری لباس زیب جسم تلوار کمر سے لگی ہوئی طر
وغیرہ لیے ہوے سامنے ضعیفہ کے آیا کہا کیون ای ضعیفہ اسقدر کیون بیتاب و بیقرار ہی جو درد
ہو وہ بیان کر کہ ہم اُسکا علاج کرین ہم خداوند کش ہین ضعیفہ نے کہا کہ یا خداوند یہ تو بتائیے
کہ اس کوٹھری مین کون ہی مبہوت نے کہا کہ قدرت جانتے ہین مگر نہ بتائین گے تو حال اپنا
ظاہر کر ضعیفہ نے کہا کہ ایک شاہزادی موسوم بہ سمن عذار ہی ایک شب کو ایک دیو اُسکو لیے
جاتا تھا خداوندمردہ نے جو دیکھا اشارہ کیا کہ دیو اُتر آیا خداوند نے کہا کہ ارے اس مہ جبین
کو کہان لیے جاتا ہی دیو نے کہا کہ یہ شاہزادی ملک یمن کی ہی سیر کر رہی تھی مین نے جو دیکھا
دل ہاتھ سے گیا اب اسکو لیے جاتا ہون کوہ لالان پر رکھونگا جبر دکھہی لیا کرونگا شاید ہمکو
میرے حال پر رحم آسے خداوندمردہ نے جھلاکر حکم دیا کہ اس دیو کو مار دو اور سامنے سے
ہمارے نکالدو ایسی بدعتین کرتا ہی دیو کو تو مار کر نکال دیا اس نازنین پر نگاہ ڈالی دیکھا
تو ماہ تابان و مہر درخشان سے مثال ہی حقیقت مین پری خصال ہی دونون ابرو فخر ہلال
پیشانی درخشان ماہ آسمان حسن و کمال ہی کل اعضا اسکے مناسب پائے قدرت کو پسند آگیا
فرمایا ای مہ جبین ہم تجکو نائب قدرت کرین گے اگر ہمارا وصل اختیار کیا تو وہ مرتبہ دین
کہ پریان آکر سجدہ کرین مگر سمن عذار نے جواب صاف دیا کہ یا خداوند آپ ایسا نہ کہیے
مین ہرگز قبول نہ کرونگی بس خداوندمردہ نے مجکو کہ نگہبان جادو میرا نام ہی اسپر مسلط
کیا کہ ای نگہبان اسکو سمجھاؤ آج کئی مہینے گذرے کہ سمجھاتی ہون دھمکاتی ہون اور
ڈراتی ہون مگر وہ اپنی ہی کہے جاتی ہی کسی طرح رضامند نہین ہوتی مبہوت نے کہا کہ
ای نگہبان جلد اُٹھو اور ہم کو سجدہ کرو ذرا اُس نازنین کو ہم بھی دیکھین جس وقت ہم
اُس شاہزادی کو دیکھین گے وہ خود ہم پر مائل ہوگی اور خواہش کریگی کہ مجھے سرفراز
فرمائیے وہ جو مارا گیا وہ دیوانہ تھا خداوند ہو کر عاشق ہوا اور بندی توجہ نہ کرے
دیکھو ہم نگاہ ڈالتے ہین نگہبان جادو نے کہا کہ آپ ذرا سامنے سے ہٹ جائیے تو مین
اُسکو بلا دون یا کھینچ کے لاؤن مبہوت تو پیچھے ہٹا ضعیفہ کوٹھری مین گئی اُس نازنین
کو پیچ مین دبا کر دونون پاؤن زمین پر مارے اور غرق زمین ہو کر روانہ ہوئی مبہوت

ایک جھٹکا مارا کہ شطانہ گری جوگی نے اوپر سے لات ماردی کہ شطانہ کے استخوان چور چور ہوے
شطانہ کے مرتے ہی ایک ہنگامہ ہوا اور آواز آئی کہ یا خداوند اپنے کو بچائیے ایسا نہ ہو کہ
آپ کے اوپر بھی کوئی زوال ہو مگر وہ جوگی فلان شطانہ کو مار کر پتلے پر جا پڑا پتلے نے چاہا
کہ بھاگ جاؤں مگر پانوں زمین تھامے ہوے تھی اُس جوگی نے پکار کر کہا کہ او شیطان بچے اب
نہ ہٹنا ہم سے مقابلہ کر لے پتلے نے تلوار کھینچ لی ہاتھ جوگی پر مارے جوگی نے وار خالی دیے
مبہوت نے دور سے دیکھا کہ جوگی پتلے سے لڑ رہا ہے دستک دی دستک دیتے ہی جوگی اور
تیز ہو گیا چمک چمک کر لڑنے لگا آخر پتلے کو جوگی نے مارا مرتے ہی پتلے کے پہاڑ گرا پہاڑ کے
گرتے ہی رونے کی آواز آئی مگر جوگی نے آکر مبہوت کو سلام کیا اور کہا اس نالائق کو میں نے
مارا کیسا خداوند بنکر بیٹھا تھا مغرور عقل و فراست سے دور آخر کچھ نہ ہو سکا یہان جادو
اسکی منتظم کار تھی اُسکے مرتے ہی اسکا زور گھٹا اگر اُسکو پہلے نہ اڑواتا تو وہ اسکو نکالکر
لے جاتی مبہوت نے کہا کہ مین خداوند جزیرہ گوہر بار ہون میرے سامنے کون سحر کر سکتا
ہے آج یہان تک ہماری خدائی ہوئی اب خراج ملا کریگا اور جو لوگ غرور کرینگے اُنکو مٹاؤنگا
صفت خداوندی دکھاؤنگا مصاحب کہہ رہے ہین کہ آپ خداوند حقیقی و مالک تحقیقی ہین
آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہے اس شیطان بچے کو بڑا غرور تھا دیوزادون اور جناتون
کو تسخیر کیا تھا مبہوت نے کہا کہ اب وہ سب مابدولت کے پاس آوینگے مصاحب ہمارے
کہینگے کہ تمہارے خداوند کیسے تھے کہ شبیہ جوگی جیپال کے ہاتھ سے مارے گئے مگر
مبہوت کے کان مین جو رونے کی آواز آئی وزرا سے کہا کہ دیکھو یہ کون رو رہا ہے وزرا
دوڑے بعد تھوڑی دیر کے واپس آے عرض کی سامنے جو درۂ کوہ ہے ایک ساحرہ ضعیفہ
بیٹھی رو رہی ہے ہر چند اُس سے پوچھا مگر اُسنے کچھ سبب نہ بیان کیا مبہوت ٹہلتا ہوا قریب
درۂ کوہ کے آیا دیکھا کہ ایک ضعیفہ بیٹھی ہے پشت پر اُسکے ایک کوٹھری ہے مثل نگہبان
دروازے پر بیٹھی ہے کبھی مُنھ پھیر کر کہتی ہے کہ کیون بی بی اب آرام و چین کیونکر ملیگا خداوند
سنگی مارے گئے مبہوت کارگزار لوٹ مار مین مصروف ہے ہماری تمہاری کوئی خبر نہین لیتا
یہ کہہ کر رونے لگی اسی طرح بیتاب و بیقرار ہے آنکھون سے دریاے اشک جاری ہے کہ سامنے

اُٹھون مگر جوگی نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ نہان جادو کے دو ٹکڑے ہوے جوگی نے
نہان جادو کو مار کر ایک چیخ ماری اور آواز دی کہ ای صحرا نورد جلد آ ان فوج والون کو
پامال کر صحرا سے گرد اُڑی کئی ہزار جوگی اُسی صورت کے گرد سے نکلے آتے ہی فوج پر گرے
ایک ایک نے دس دس کو قتل کرنا شروع کیا مگر وہ پتلہ سنگی درہ کوہ مین کھڑا ہی جوگیون کا
جو جلوہ دیکھا شطانہ سے اشارہ کیا کہ تو کیا دیکھ رہی ہی ان سب کو مار لے شطانہ آگے بڑھی
ایک جوگی پر وار کیا اُس جوگی کے دو ٹکڑے ہوے دو جوگی بن گئے اب شطانہ کو قتل کرنے
سے جوگیون کے یہ نفع ہوتا ہی کہ ایک کے دو تیار ہوتے ہین تھوڑے ہی عرصے مین جوگیون
سے میدان بھر گیا وہ جوگی جو اول آیا تھا نہایت سیہ رو بلند بالا قوی تن و قوی من اپنے
پیر سے بڑھا اور شطانہ کو للکارا کہ او ملعونہ تو نے ہمارے ساتھ والون کو قتل کیا اور
تو مہوت کار گزار کی دوست بنتی ہی اُسی کا مجھے کسی قدر خیال ہی شطانہ نے کہا میرے
خداوند نے مجکو حکم دیا مین کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگی بس اُس جوگی نے ایک چیخ ماری
کہ زمین تھرا گئی جھپٹ کر شطانہ کے بال پکڑے شطانہ نے آواز دی کہ یا خداوند مجھ کو اس
جوگی کے ہاتھ سے بچاؤ شطانہ نے جو یہ پُکار کر کہا صحرا سے گرد اُڑی چند پتلے فولادی غل کرتے
ہوے آئے جوگیون پر گرے مگر جس جوگی پر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے تو ہوے زمین پر گر کر تڑپا
مگر دو جوگی تیار ہوے اور جس جوگی نے پتلۂ فولادی کو ہاتھ مارا وہ جلنے لگا تھوڑی دیر مین
جلکر خاک ہوا جب چند پتلے جلے تو شطانہ نے پُکار کر کہا کہ یا خداوند اس کنیز کے سحر کا خاتمہ ہی
اب کچھ تدبیر بتلائیے میری مدد کو آئیے کنیز عرض کرتی ہی کہ مین ان سب سے لڑتی ہون آپ
نکل جائیے پتلے نے کہا کہ ای شطانہ مقام افسوس ہی کہ مین ٹل جاؤن مہوت کیسی خوشی کریگا
مین اسکا خوش ہونا نہین چاہتا اسکی سلطنت مٹاؤنگا یہ کہکر خود بڑھا شطانہ نے کہا کہ
خداوند آپ تکلیف نہ فرمائیے ایسا نہ ہو کسی کا سحر آپ پر پڑ جائے اور باعث زوال ہوا گر
آپ پر زوال آیا تو ہم لوگ کسے سجدہ کرینگے مگر یا خداوند موت و زیست پر آپ کو اختیار
نہین ہی پتلے نے کہا ہم کو سب طرح کا اختیار ہی مگر موقع محل ہی اس وقت تقدیر کی ہی کہ مجکو
کوئی نہ مار سکیگا مگر اُس جوگی کلان نے جو شطانہ سے لڑتے لڑتے ہاتھ بڑھا کر بال پکڑ لیے

اُس آواز سے تمام دشت کانپ گیا اور پہاڑ بھی تھرایا وہ ابر آکر پھٹا ایک جوان بلند بالا سیہ رو بال چہرے پر چھوٹے ہوے معلوم ہوتا ہی کہ ماران سیہ لہرا رہے ہین جٹائین بالون کی الجھی ہوئین ایک سیہ کرتا پہنے ہوے لمبی دھوتی باندھے ہوے ابر سے نکلا زمین پر آکر قائم ہوا للکارا کہ او نہان جادو اس فوج پر بڑا غرور ہی نہین جانتی کہ کس سرزمین کا یہ بادشاہ ہی اپنے زمانے کا خداوند ہی چونکہ مین یہ نہین چاہتا کہ ہمراہی میرے یا تمھارے قتل ہون تم ہٹجاؤ مین درۂ کوہ مین جاؤنگا کچھ تمھارے خداوند سے کلام کرونگا نہان جادو نے جو یہ فقرہ سُنا شعلۂ جوالہ بنکر اُس جوگی پر جا پڑی خوب خوب سحر آپس مین ہوے مگر مبہوت دستکین دے رہا ہی جب دستک دیتا ہی وہ جوگی گرما جاتا ہی اور ہاتھ بڑھاتا ہی کہ نہان جادو کی چٹیا پکڑ لون مگر نہان جادو اپنے کو بچاتی ہی ایک مقام پر نہان جادو نے ایک گولہ مارا کہ اُس جوگی پر آگ برسنے لگی مگر جو شعلہ گرتا ہی وہ جوگی آنکھون پر ہاتھ رکھ لیتا ہی وہ شعلے پانی ہوکر زمین پر گر جاتے ہین جب اُس جوگی نے اس طرح سحر دفع کیے تو نہان جادو نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی طبقہ زمین کا شق ہوا شق ہوتے ہی چند جوان مسلح و مکمل زمین سے نکلے اُس جوگی کو گھیر لیا جسنے ہاتھ تلوار کا مارا جوگی نے ہاتھ بڑھا دیا اُسکے ہاتھ بڑھاتے ہی تلوار اُس جوان کی پٹ پڑتی ہی اور جواب مین ہاتھ مارتا ہی اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوتے ہین اس طرح اُس جوگی نے اُن سب جوانون کو مارا جب نہان جادو نے دیکھا کہ وہ سب جوان مارے گئے اور جوگی جھوم رہا ہی اور کہتا ہی اے نہان جادو تم خود کوئی حملہ کرو نہان نے نیمچہ کمر سے کھینچا اور خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا جوگی نے وہی ہاتھ ہلا دیا وار نہان کا خالی گیا جوگی نے اپنا تیغہ اُٹھایا کہا اے نہان جادو ہم شبیہ خداوند جوگی جیپال ہین ہم کو کوئی قتل نہین کر سکتا مین اُس شیطان بچے کی ملاقات کو آیا ہون جب مین اُس کے مقابلے کو موجود ہون تو تو ناحق اپنی جان دیتی ہی جا کر چھپ رہو ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگی مگر نہان جادو نے نہ مانا وار تلوار کے کیے گئی مگر جوگی نے خالی دیے جب کئی وار کر چکی تو نہان جادو نے چاہا کہ جوگی سے لپٹ جاؤن جوگی خود شعلۂ جوالہ ہی کمر مین ہاتھ دے کے نہان جادو کو اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا نہان جادو نے چاہا کہ تڑپ کے

ہاتھی نے دونون گھٹنے زمین پر ٹیک دیے وہ جوان تیغہ کھینچے ہوئے قریب شکم کے آیا در شکم
مین فیل کے مارا کہ شکم کھل گیا ایک جوان پیٹ سے اُسکے گرا مُنہ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑتا ہوا
اُس جوان نے شعلۂ آتش کا کچھ خیال نہ کیا ہاتھی نے تڑپ تڑپ کر جان دی یہ جوان دوڑا
شکم سے ہاتھی کے جو جوان نکلا تھا وہ بھاگا سامنے پتلے کے پہونچا پتلے نے کہا کہ تو شکم سے
فیل کے کیون نکلا اُس جوان نے کہا کہ فیل مارا گیا شکم اُسکا چاک ہوا مین ناچار ہو کر
نکل آیا یہ ذکر تھا کہ پشت سے نعرہ ہوا کہ تھم گیہان فیلدر یہ کہکر اُسپر گر پڑا کئی ہاتھ تلوار
کے مارے مگر بیروان روک رہا ہی روکتے روکتے ایک مقام پر چوٹ کا گوشۂ سپر کو کاٹ کر
تلوار شانے پر گری کہ شانہ بھی نشانہ ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے
پتلۂ سنگی نے جو دیکھا کہ اُس جوان نے بیروان کو مارا تو پتلۂ سنگی نے چلا کر آواز دی کہ ای
نہان جادو اس جوان کو لینا بڑی بے ادبی کیے جاتا ہی کہ یکایک کوہ تھرایا ہر ایک
پتھر شق ہوا دو دو چار چار جوان نکلنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین کئی لاکھ ساحران نہنگ سوار
اُس پہاڑ سے پیدا ہوے مگر گیہان فیلدر مظفر و منصور لڑ رہا ہی اُن ساحرون نے
گیہان فیلدر کو گھیرا چار طرف سے اسقدر تیر مارے کہ گیہان فیلدر غربال ہو گیا
چاہا کہ بھاگون مگر اِن ساحرون کے آگے ایک جادوگرنی بلند بالا سیہ رو بدخو کھڑی جھوم
رہی تھی اُسنے للکارا کہ او گیہان فیلدر کہان جاتا ہی یہ کہکر ہاتھ چمکایا کئی سو سر قین گیہان
پر گرین گیہان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرا اور تڑپ تڑپ کر جان دی اب اُس جادوگرنی نے
نعرہ کیا کہ یارو فوج دشمن کو مار لو کئی لاکھ ساحر تیر مارتے ہوے چلے فوج مبہوت کارگزار
پیچھے ہٹتی جاتی ہی مبہوت نے جو دیکھا کہ میری فوج ہٹ آئی اور شکست فاش ہوا چاہتی
ہی بیقرار ہو کر آواز دی کہ یا خداوند جمگی جیپال مین آپ کے نام کا روشن کرنیوالا ہون
تشریف لائیے میری شکست کھانا بڑے افسوس کی بات ہی آپ کا بندہ ہو کر ایک شیطان بچہ
سے بھاگے تو کیسا باعث خرابی ہی اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہی اور وہ شیطان بچہ سامنے
نہین آتا پہاڑ کے اندر سے سحر کرتا ہی اگر سامنے آجاے تو مزہ اُٹھائے یہ کہکر مبہوت نے
جو چیخ ماری آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر مین رعد کی گرج برق کی چمک تھی

یہ شعر پڑھتی ہوئی طرف کوہ کے چلی وہان اُس پتلۂ سنگی نے دیکھا کہ سکا کہ زہر خوار آتی ہی
جھلا کر للکارا اور آواز دی کہ او سکا کہ کہان آتی ہی ہر چند چیخا پیٹا مگر سکا کہ نے نہ سُنا وہ تلے
دروازے پر کھڑا ہی ہاتھ سے منع کر رہا ہی مگر سکا کہ زہر خوار سحر مین مبہوت کے پھنسی ہوئی
بجوش و خروش آتی ہی للکارتی ہوئی کہ او دیوانے خداوند جزیرہ گوہربار سے مقابلہ کرتا
ہی وہ خداوند اصلی ہین تو ہوئی سحر مین یکتا ہی مگر وہ تقدیر کر کے تجکو مٹا دینگے یہ کہتی ہوئی
قریب پہونچی نیمچہ پتلے کو مارا پتلے نے کلائی اُٹھا دی تلوار اُسکی کلائی پر پڑی جھنّاٹے کی
آواز آئی پتلے نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر سکا کہ کا اڑ گیا شیطان سکا کہ کو مار کر
بہت رویا کہتا تھا کہ میری ندیم قدیم قتل ہو گئی بڑے انتظام کرتی تھی ہاے مین یہ نہ سمجھا
کہ یہ سحر مین مبہوت کے ہی مگر پیروان جادو کو بلاؤن یہ کہکر ایک چیخ ماری کہ تمام پہاڑ مثل
بید کے تھرا گیا ایک طرف سے کوہ کے ایک فیل مست جھومتا ہوا آیا پتلے نے آواز دی کہ
ای پیروان جادو بصورت اصلی لشکر مبہوت پر جاؤ اور مبہوت کو گرفتار کر کے لاؤ
ہاتھی نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی اور کوہ سے آواز آئی کہ ای پیروان جادو مین
کتاب سوانحات پڑھ رہی ہون لیکن سمجھ کر جانا بڑے ظالم سے مقابلہ ہی ایسا نہ ہو کہ تم پر
زوال آے اُس فیل مست نے ایک چیخ ماری کہ اُس سے یہ آواز آئی کہ ای نہان جادو
میرا جانا خالی از لطف نہ ہو گا قدرت کا جا کر رنگ جماؤن زور و شور اپنا دکھاؤن یہ کہتا ہوا
فیل مست چلا جیسے ہی لشکر مبہوت مین پہونچا اہل فوج غلغلہ کرنے لگے کئی ہرکارے دوڑے
ہوے سامنے مبہوت کے آے کہا یا خداوند ایک فیل مست لشکر کو پامال کر رہا ہی مبہوت
نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک فیل بلند بالا بڑے بڑے دانت خیمون کو گراتا ہوا چلا آتا ہی جو
انسان راہ مین مل گیا اُسکو چیر پھاڑ کر پھینک دیا مبہوت نے جو فیل کو آتے ہوے دیکھا
پکار کر آواز دی کہ ای گیہان فیلدر کیا کر رہے ہو ایک جوان صحرا سے پیدا ہوا نہایت
لحیم و شحیم تیغہ چوڑا کھینچے ہوے فیل کو للکارتا ہوا کہ او بے ادب یہ لشکر خداوند ہی جتنے
بندے تو نے مار ڈالے ہین اُتنے ہی بندے قدرت پیدا کرین گے یہ کہتا ہوا قریب فیل کے
پہونچا فیل نے بھسونڈا مارا اُس جوان نے گینڈے سے کود کر بھسونڈا تھام لیا ایک ہکہ مارا کہ

سر غول کا اُڑ گیا دھڑ زمین پر گرا تھوڑے عرصے مین شیرون نے ہزار ہا غولون کو مارا مگر مبہوت نے پھر سحر کیا کہ پہاڑ کو جنبش ہوئی شیطان نے جو دیکھا کہ پہاڑ پھر چلا ایک چیخ ماری اور آواز دی کہ ای معین و مددگار سکا کہ زہر خوار جلد آؤ اس معرکے کو مٹاؤ ایک آندھی سیاہ چلی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام و بد انجام اُڑتی ہوئی آسمان سے آئی لشکر مبہوت پر سحر کرنے لگی آگ برسی ہزار ہا ملازمان مبہوت جلے کہ ہرکارے نے بڑھکر خبر دی کہ یا خداوند دیکھیے سکا کہ زہر خوار آپ کے لشکر کو مٹا رہی ہی مبہوت نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحرہ مکارہ سراپا شعلۂ آتش بڑی سرکش آسمان پر تھرا رہی ہی مبہوت نے پکار کے آواز دی کہ ای سکا کہ زہر خوار ذرا ہمارے پاس آؤ ہم تمھارے بہت مشتاق ہین سکا کہ نے جو یہ سنا فوراً ہوا سے اُتر آئی کہا یا خداوند جزیرہ مین تو ہمیشہ سے آپ کی مشتاق تھی مبہوت نے پشت پر ہاتھ پھیر دیا اور کہا اس پتلۂ سنگی کا سر لاؤ سکا کہ زہر خوار ہاتھ پشت پر رکھتے ہی جھومنے لگی پکار اُٹھی نظم

پیری نے قدِ راست کو اپنے نگون کیا + محرابِ قصرِ تن کو ہمارے ستون کیا +
جامے سے جسم کے بھی مین دیوانہ تنگ تھا + اُکی بہار مین اسے نذرِ جنون کیا +
دیوانے تیرے یون تو ہزارون ہین ای پری + شیشے مین جسنے تجکو اُتارا فسون کیا +
کس کس نگاہِ ناز سے دیکھا مری طرف + کیا کیا نہ چشمِ یار نے مجھپر فسون کیا +
گرگِ بغل کو پہلو مین دل کی طرح رکھا + یوسفؑ سے بھی عزیز اُسے ہمنے فزون کیا
آرائشِ اہلِ حُسن کی جادو سے کم نہین + بے تیغ تیرے دستِ نگارین نے خون کیا
فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشے سے مر گیا + شیرین نے ناپسند مگر بے ستون کیا
دریا بہا شراب کا بے یار رات بھر + مثلِ حباب کاسۂ مے واژگون کیا +
مضمون بندھا نہ ہمسے کبھی دل کے داغ کا + بیرون لبِ زبان سے نہ سوزِ درون کیا
جوہر وہ کونسا ہی جو انسان مین نہین + دیکر خدا نے عقل اسے ذو فنون کیا +
کیا کیا نہ داغ مجکو دیے شوق بوسہ نے + کیفِ شراب نے جو وہ رُخ لالہ گون کیا
آنکھون سے جاے اشک ٹپکنے لگا لہو + آتش جگر کو دل کی مصیبت نے خون کیا

بیٹھے ہین اور زمزمہ سرائی مین یہ اشعار پڑھ رہے ہین نظم

تیری خوش چشمی کا افسانہ سناتا ہون مین — خواب خرگوش سے آہو کو جگاتا ہون مین
ہند سے دور جو کعبے کو سنا ہی مین نے — پھیر کھا کر ترے کوچے ہی سے جاتا ہون مین
سینہ صافی سے ہی آئینے کو رتبہ حاصل — جیسا ہو وے کوئی ویسا نظر آتا ہون مین
سُرخ پوشاک پہنتا ہی تو کہتا ہی وہ ترک — آنکھ مریخ لڑائے تو لڑاتا ہون مین
نعمت عشق بھی ممکن نہین بے فضل خدا — شکر کرتا ہون اگر داغ بھی کھاتا ہون مین
ساقیا جام کو اللہ سلامت رکھے — یہ قدح میرا ہی خیر اسکی مناتا ہون مین
بے نقاب آتا ہی گلگشت کو وہ رشکِ بہار — بلبلون کو چمنستان سے اُڑاتا ہون مین
ساقیِ میکدہ نے مجکو یہ خدمت دی ہی — نشے مین مست جو گرتا ہی اُٹھاتا ہون مین
شمع کی طرح سے جلنے لگے شعلہ ہو بلند — سوزش دل کو زبان پر نہین لاتا ہون مین
کوے مقصود کے سودے مین شب و روز آتش — جادے کیطرح تجھے راہ مین پاتا ہون مین

اور پہاڑ اپنے مقام سے جنبش کر رہا ہی قصد کرتا ہی کہ بڑھون شطانہ گھبرا گئی کہ سحر خداوند مہبوت نے تاثیر کی اب آج کھل جائیگا کہ کون خداوند ہین مذہب صاف ہو جائیگا پہاڑ چند قدم چلا تھا کہ اندر سے آواز آئی کہ ای کوہ قدرت کہان جاتا ہی قدرت یہان سے کہین نہ جاوینگے ای غولان بیابانی مہبوت کے لشکر کو تباہ کرو یہان مہبوت دربارگاہ پر کھڑا ہی کوہ کی جانب دیکھ رہا ہی کہ پہاڑ کو جنبش ہوئی مگر رُک گیا مہبوت نے آواز دی کہ او کوہ صحرائی کیون نہین آتا اُس مغرور کو بھی لا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا لوگ روتے پیٹتے سامنے آئے کہا یا خداوند لاکھون غولان بیابانی آکر لشکر پر گرے ہین چہارم لشکر کو چیر پھاڑ کے پھینکدیا ہی مہبوت نے جو یہ خبر سُنی حکم دیا کہ ہزبر بیشہ نشین کو بُلاؤ یہ کہکر ایک آواز دی کہ ای ہزبر بیشہ نشین آکر غولان بیابانی کو روکو بلکہ انسے مقابلہ کر وان کو مٹا دو یہ پتلہ سنگی اپنی خدائی کا رنگ دکھاتا ہی دیوانہ ہوا ہی پہاڑ کھدوا کر پھنکوا دونگا ہزبر کا نام جو مہبوت نے لیا جتنے غول بیابانی تھے اُسی قدر شیر پیدا ہوے غولون سے لڑنے لگے جس غول نے قصد کیا کہ آدمی پر حملہ کرے ان شیرنے آکر دھڑ وکہ مارا اُچک کر تمانچہ مار دیا کہ

مبہوت نے نامہ کھولا مضمون سے آگاہ ہو کر کہا کہ وہ لکھا کرے ہم سارے طلسم پر قبضہ کرینگے صرف اُسکو گزارہ دین گے کہ ایک جگہ آرام سے بیٹھا رہے چین کرے ورنہ بُرائی ہوگی ایسی سزا دون کہ وہ بھی یاد کرے ان سات سو ملکون کی خدائی پر نہ بھولے اور ای کیوان تم بھی ذرا اس نامے کو دیکھو مجکو اپنا برابر دار بھی نہین لکھا ہی جیسے کوئی چھوٹے بھائی کو لکھتا ہی کیوان بر فتارہ نے کہا کہ یا خداوند معلوم ہوتا ہی کہ جمشید ثانی کوئی بڑا متکبر شخص ہی کہ جسکی تحریر سے بڑا غرور پایا جاتا ہی اور ذرا آخر نامہ کو ملاحظہ فرمائیے کہ یہ کیا فقرہ لکھا ہی کہ ہمنے اپنی شوکت وشان کو بخوبی نہین لکھا مبہوت اس کلمے کو سُنکر بہت غصے مین ہوا کہا خیر سمجھا جائیگا لشکر تیار ہونے لگا تین دن مین تین لاکھ ساحر زبردست آکر حاضر ہوے مبہوت تخت پر سوار ہوا اور لشکر بصد کروفر روانہ ہوا اس جاہ وحشم سے جاتا ہی کہ جہان اُتر پڑتا ہی وہ صحرا آباد ہوجاتا ہی سیکڑون جنگلون کو آباد کرتا ہوا برابر کوہ نیرنگ کے پہونچا شطانہ نے عرض کی کہ ہمارے خداوند اسی پہاڑ مین ہین اگر مناسب ہو تو ملاقات کر لیجیے مگر جب لشکر مبہوت کا اُتر چکا تو اہل لشکر روتے ہوے آے عرض کی کہ یا خداوند آج نئی بات ہی کہ چولھے بنلے آگ نہین روشن ہوتی دھوان بلند ہو کے رہجاتا ہی مبہوت اسپر ہنسا اور کہا کچھ دیوانہ ہی ایسے شعبدے دکھا کر میرا امتحان کرتا ہی تم سب جا کر کھانا پکاؤ آگ کی بھی یہ مجال ہی کہ ہمارا حکم نہ مانے اگر حکم دون تو آسمان زمین پر فرش ہوجاے یہ جو مبہوت نے کہا سب نے شکر یہ ادا کیا کہ یا خداوند آگ روشن ہوگئی شطانہ نے کہا کہ تشریف لے چلیے مبہوت نے کہا کہ مین ملاقات کو نہ جاؤنگا مابدولت کو شعبدے دکھاتا ہی خود قدمبوسی کو نہین آتا اگر اشارہ کر دون تو مع کوہ آے آکر سجدہ کرے قدمون کو بوسہ دے یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ طائر نکالے اشارہ کیا کہ ای طائران قدرت سامنے راس الشیاطین کے جاؤ اُسکو تسخیر کر کے لاؤ اس طور سے آے کہ قدرت کو سجدہ کرے وہ طائر چہکارین مارتے ہوے چلے شطانہ کو منظور ہوا کہ جا کر دیکھون کہ یہ طائر قدرت کیا کام کرتے ہین وہ بھی قدرت قدیم ہین کہ دیوزادون اور جنا تو نسے سجدہ کرایا درۂ کوہ مین اکیلے رہتے ہین یہ سوچ کر اُٹھی جیسے ہی سامنے درۂ کوہ کے آئی دیکھا وہ طائر بر سر کوہ

آواز دی کہ ای شطانہ ہمیشہ آباد رہو گی ہمارا اعتقاد تا روز قیامت رہیگا جا بجا دیو زاد
سجدہ کرتے ہین مین اُن سب کی مدد کرتا ہون اور تو تو مقبول بارگاہ ہی تجکو زندگی دو ہزار برس
کی عطا کی ہی اگر مہبوت اس طرف سے آئیگا تو کہنا کہ ہمسے ملاقات کرکے جاے قدرت نظر کردہ
کر دین گے شطانہ نے کہا کہ یا خداوند وہ خود دعوی خدائی کرتے ہین نظر کردہ ہونا کیونکر
گوارا کرین گے پتلے نے آواز دی کہ او بے ادب حکم خداوند سے انکار کرتی ہی تو کہدینا وہ
ضرور آئیگا شطانہ تصویر سنگی سے یہ باتین کرکے باہر آئی طرف جزیرے کے چلی مگر دل مین
سوچتی ہوئی جاتی ہی کہ ایسا نہ ہو مین مہبوت سے کہون وہ بگڑ جاے اور یہ کہے کہ مین خود
اُن کو نظر کردہ کرونگا تو اُس وقت قدرت کے خلاف ہوگا ایسا نہو دونون قدرت لڑنے لگین
مگر پھر سوچنے لگی کہ قدرت سمجھ لین گے دونون قدرت ہین جو تقدیر مناسب جانین گے وہ کرینگے
یہ سوچتی ہوئی جزیرے مین آئی دربار مین مہبوت کا رگزار کے آئی دیکھا مہبوت تخت یاقوت
پر میٹھا ہی تقدیرین بگھار رہا ہی ملازم بجا و درست کہ رہے ہین کہ شطانہ نے آکر سجدہ کیا مہبوت
نے ہنس کر کہا کہ ای شطانہ تم تو شیطان پرست ہو تمنے کیون سجدہ کیا شطانہ نے کہا یا خداوند
مین آپ کی بھی معتقد ہون ایک پیغام لائی ہون آپ نے خواہش بھی کی تھی کہ اگر جمشید ثانی
مجھسے امیدوار مدد ہون تو مین اُن کا طلسم پاک کردون جمشید نے فرمان بھیجا ہی اُس کو
ملاحظہ فرمائیے اور دوسرا پیغام یہ ہی کہ مین راہ سے آتی تھی کوہ نیرنگ مین جو خداوند
راس الشیاطین رہتے ہین اور مین مشہور بہ شیطان پرست ہون واسطے سجدے کے اندر
گئی قدرت نے آواز دی کہ ای شطانۂ شیطان پرست کہان رہین مین نے عرض کی کہ مین
برائے ملاقات خداوند مہبوت جاتی ہون خداوند نے ارشاد فرمایا کہ جب مہبوت اِدھر
سے جاوین تو ہم سے ملاقات کرتے جائین شاید ہم بھی اُن کے ساتھ کوچ کرین اُنکی شرکت
ضرور ہی یہ بات سُنکر مہبوت نے اپنے وزیر اعظم سے کہا کہ ای کیوان بر فبار جلد فوج
تیار کرو یہ زمانہ بہار ہی سیر کرنا بھی ضرور ہی اسی حیلے مین فتح بھی ہو جائیگی جمشید مجوب
رہیگا شطانہ نے کہا کہ یا خداوند جمشید چہارم طلسم دینے کو کہتے ہین مہبوت نے کہا
کہ ہم کل طلسم پر قبضہ کرینگے چہارم نہ لین گے شطانہ نے کہا کہ یا خداوند نامہ تو ملاحظہ کیجیے

اور مسلمانون سے لڑوادو شاید اُسی کے ہاتھ سے فتح ہو جاے مین اس بکھیڑے سے جہان پاؤن
ہر چند کہ یہ مجال نہین ہی کہ مسلمان طلسم فتح کر سکین یا مجھ تک آسکین لوح ایسے مقام پر ہی کہ جہان
ہوا کا بھی جانا ناممکن ہی مگر خیر ای شطانہ تمھاری خوشی ہی مین اُس مغرور کو نامہ لکھتا ہون
اگر انکار کیا تو تقدیر کر کے غارت کر دونگا اور جو چلا آیا تو ہمیشہ محبت رہیگی اپنا مختلف السلطین
کنیز بچہ چھوٹا بھائی سمجھونگا اگر اُسپر بھی کوئی سختی ہو گی تو ما بدولت جاکر مدد کرینگے ہمیشہ
اُسکے شریک رہینگے میری خدائی اُسکے خدائی سے بہت زیادہ ہی ایسے ایسے لاف وگزاف
کر کے قلمدان طلب کیا اور پرچہ ہاتھ مین لیکر لکھنے لگا مضمون یہ تھا کہ ای برادر سبحان برابر
تم ایک جزیرے کے خداوند ہو وہ بھی پورا جزیرہ قبضے مین نہین ہی میرے قبضے مین سات سو
ملک ہین سب بادشاہ خراجگزار ہین حکم احکام کے تابعدار ہین اگر قصد کرون تو مشرق سے
مغرب جاؤن اور جنوب سے شمال پہونچون اور عاجز نہ ہون یہ فرمان پہونچتا ہی اسکو دیکھتے ہی
مع فوج بیشمار میری مدد کو آؤ مسلمانون سے لڑو سب کو گرفتار کر کے لیجاؤ چہارم طلسم کا
خراج تمکو دیا کرونگا اگر تمپر کوئی سختی ہو گی تو جان و مال سے موجود ہون ہر مقام پر مدد کرونگا
دشمنون سے تم کو بچاؤنگا اس قلیل تحریر کو کثیر جاننا دیکھتے ہی نامۂ شوقیہ شطانہ کے ساتھ
آنا راہ مین بادشاہ کو روکنا وہ ہی طلسم کشا ہین جرأت مین یکتا ہین زیادہ اشتیاق محبت
اپنی شوکت وشان کو بخوبی نہین لکھا فقط ایک نکتہ لکھدیا ہی جو تمپر واضح ہو گا شطانہ نامہ
لیکر چلی راہ مین خیال آیا کہ مین اپنے خداوند سے دریافت کر لون کہ وہ کیا فرماتے ہین یہ
لوگ تو سامری وجمشید کو سجدہ کرتے ہین مین خداوند اس الشیاطین کی پرستار ہون
اگر خداوند نے حکم دیا تو جاؤنگی اور اگر منع فرمایا تو مجبور و ناچار ہون ایسا کچھ سوچ کر نامہ
لیا جھولی مین رکھ کر روانہ ہوئی کوہ نیرنگ پر پہونچی اُسی درے مین ایک تصویر پتھر کی
رکھی تھی کہ مثل انسان کے باتین کرتی ہی تمام دیوزاد اسی کو آکر سجدہ کرتے ہین اور جنات بھی
اسی تصویر کے معتقد ہین شطانہ اندر گھسی تصویر کو سجدہ کیا پکار کر کہا یا خداوند اس الشیاطین
خداوند جمشید ثانی نے خداوند مبہوت کو طلب کیا ہی میری معرفت نامہ بھیجا ہی کیا ارشاد ہوتا
ہی جاؤن کہ نہ جاؤن مین جمشید ثانی کو نہین جانتی میرے خداوند آپ ہین وہ تصویر ہنسی

رزم پلنگ + واضح ہو کہ ایک روز جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین داخل ہی وزرا و امرا جمع ہین
اور قتل نمنواز کا ذکر ہو رہا ہی طائرون نے خبر دی ہی کہ بادشاہ جمجاہ برائے دریافت لوح
طلسم کوشش کر رہے ہین سب نے عرض کی کہ یا خداوند کوئی تدبیر ایسی کیجیے کہ وہ شہریار
رو کے جائین ایسا نہ ہو کہ لڑتے بھڑتے تا بہ قصر ہفت رنگ پہونچ جائین جمشید مغرور
عقل و فراست سے دور کہ رہا ہی بادشاہ کی کیا مجال ہی کہ میرے مقابلے مین آوین مین نے
تقدیر کرکے کتاب سوانحات کا رنگ بدل دیا اُس نوشتے پر عمل نہ کرو یہ ذکر تھا کہ آسمان
پر برق چمکی ایک تخت پر ایک شاہزادی دریائے جواہر مین غرق لباس بھاری پہنے ہوے
چند کنیزین پشت پر آکر پہونچی جمشید کو سجدہ کیا جمشید نے کہا کہ ای شطانہ شیطان پرست
کہان سے آتی ہو شطانہ نے کہا کہ یا خداوند جزیرۂ گوہر بار مین گئی تھی وہان کا جو خداوند
ہی مبہوت کارگزار اُسکے یہان شادی تھی مجکو بھی بُلایا مین جاکر شریک ہوئی یا خداوند وہ
جزیرہ آباد ہی رعایا شاد ہی مبہوت کارگزار بہ عہدۂ خدائی تخت پر بیٹھا تھا وزرا امرا
گرد جمع تھے خراج جزیرے سے چلا آتا ہی ایک مہینہ مین وہان رہی خداوند مجکو آنے
نہین دیتے تھے مین زبردستی چلی آئی آپ کے اشغال پوچھے مین نے بیان کیا کہ اس زمانے
مین مسلمانون نے بلوہ کیا ہی طلسم کشائی بنام سعد شہریار ہی اُن کے ساتھ جادوگرنیان و
جادوگر شریک ہو گئے ہین جس ملک پر مسلمان جاتے ہین اپنا رنگ جماتے ہین قدرت ہمارے
طلسم ظاہر سے طلسم باطن مین چلے آتے ہین یہ سُنکر خداوند نے کہا کہ اگر جمشید ہماری مدد
قبول کرے تو ہم آکے لڑائی فتح کر دین جمشید نے کہا کہ ای شطانہ تم خود جاؤ اور جاکے
مبہوت کارگزار کو لاؤ مسلمانون سے لڑواؤ شاید وہ ہی غالب آئے اور یہ لالچ دینا
کہ چہارم طلسم تمکو دونگا اسکا خراج ہمیشہ پہونچا کریگا شطانہ نے کہا کہ نامہ لکھیے مین بر سر
کوہ نیرنگ یعنی اپنے مکان پر جاتی تھی اب پھر اُسی جزیرے مین پلٹ جاؤنگی نامہ آپ کا
پہونچاؤنگی اُنھون نے خود وعدۂ مدد کیا ہی اور زبانی بھی عرض کرونگی کہ قدرت کی مدد کو چلیے
حقیقت مین اُن کی خدائی بہت روشن ہی ساحر بھی بڑے بڑے ہمراہ ہین اگر وہ لڑیگا تو
کوئی اُسکی برداشت نہ کر سکیگا جمشید ثانی نے کہا کہ ای شطانہ بہر نوع سمجھا بُجھا کر اُسکو لاؤ

ہر کام مین کیونکر نہ خدا میری طرف ہو
میں بھی تو اُدھر ہوں ہین جدھر حیدرؑ کرار
شوہر تھے بلا شبہہ علیؑ بیوہ زنون کے +
بیشک تھے یتیمون کے پدر حیدرؑ کرار
سو بار دُلھن بن کے اگر سلطنت آئے
کب کرتے ہین منظور نظر حیدرؑ کرار
یون کہنے کو عالم ہوے دنیا مین ہزارون
ہین واقفِ قرآن و خبر حیدرؑ کرار +
اندوہ مین گھبرانہ اسیرِ جگر افگار
لیتے ہین کوئی دم مین خبر حیدرؑ کرار

دو کلمۂ داستان حیرت بیان شروع جلد دوم ذکر انتشار جمشید ثانی و مدد کو ملانا عالم جزیرۂ گوہر بار کو کہ ساحر زبردست ہی اور دعوی خدائی کرتا ہی اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ۔ ساقی نامۂ مصنف

چل ای توسنِ کلک جادو رقم
کہ سامان عیش و فرح ہین بہم
مرا توسنِ کلک ہی برق بار
ہوا کے ہی گھوڑے پہ ہر دم سوار
طرارے جو اپنے دکھانے لگا
ہوا کو بھی دم مین اُڑانے لگا
کیے کام کیا کیا مرے کلک نے
عجائب غرائب یہ قصے لکھے
کہ ہون ناظرین دیکھکر خوش مزاج
رکھین سر پہ احقر کے الفت کا تاج
مجھے اپنی تحریر پر ناز ہی +
کہ جلد دوم یہ اسنے آغاز ہی +
ہر اک جا ہی تحریر کا رنگ اور
رہے اندنون مہربانی کا دور
چلا کلک شیرین رقم بیدرنگ
ہوا مجکو ممکن جو سامان جنگ
وہ تیزی دکھائی قلم نے مرے
پراگندہ تھے دشت کے بونڈے
قدم با قدم سیر کرتا ہوا +
چلا اُڑ کے ہر دم اُبھرتا ہوا
صف فوج دشمن پہ بس جا پڑا
یہ بڑھ بڑھ کے میدان مین ہر دم اڑا
کمیتِ قلم کی ہین چالاکیان
دکھاتا ہی ہر وقت بےباکیان
بزیرِ قدم غرب ہی شرق ہی
سمجھ لو کہ مرکب نہین برق ہی
صبا سے اسے کیا مشابہ کرون
فقط طبع روشن کا جلوہ کہون
کیا دشت جرأت کو اک دم مین طی
کہ اقلیم شوکت کا سرتاج ہی
کیا دشمنون نے بہت اہتمام
کہ لین بڑھ کے مرکب کو جلنے سے تھام
مگر اسکو ابرِ بہاری کہون
دیا موج دریاے جرأت لکھون
قمر سامنا ہی نئی جنگ کا +
چل ای توسنِ کلک شیرین ادا

چہرہ بہادران تہور شعار و تہور شعاران میدان کارزار اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف تہور شعاران میدان جنگ + سُناتے ہین سامع ک

وعظ فرما چکے تو حضرت سائل کو ساتھ لیکر مسجد سے آئے سلمان کو بُلا کر فرمایا کہ ہمارا باغ بیچو سلمان نے وہ باغ بیچا قیمت جو حضرت کے سامنے آئی سائل کو دے کر باقی ماندہ غربا کو تقسیم کی جب گھر مین آئے جناب سیدہ نے دامن تھاما اور فرمایا کہ یا علیؑ تم نے باغ بیچا میرے فرزندون پر آج دو دن سے فاقہ ہی میرا حق کہان ہی جناب حیدرؑ کرار نے سر جُھکا لیا جناب سیدہ فرماتی تھین کہ بدون اپنا حق لیے تمھارا دامن نہ چھوڑون گی جناب اشرف انبیا مسجد مدینہ مین تشریف رکھتے تھے فوراً جبرئیل امین بخدمت جناب ختم المرسلین حاضر ہوے عرض کی کہ پروردگار فرماتا ہی کہ ای حبیب میرے جلد جاؤ ہمارے ولی کا دامن ہماری کنیز نے تھاما ہی ولی ہمارا محجوب ہو رہا ہی جا کر دامن چھڑاؤ ہمارا ولی محجوب نہ ہونے پاے جناب اشرف انبیا نے آکر جناب سیدہ کو سمجھایا کہ ای سیدہ شوہر تمھارا اسخی ہی بارہ ہزار کی کیا حقیقت تھی سائلون کو تقسیم کر دیا علیؑ مطیع حکم خدا ہین جو پایا راہ خدا مین دے دیا ایسے سخی کے پاس دولت دنیا کب رہ سکتی ہی ہر چند کہ دنیا عروس بنکر آئی مگر آپ نے طلاق دی دنیا کی کچھ حقیقت نہ جانی عمر اپنی اطاعت خدا اور اعانت جناب اشرف انبیا مین بسر کی ہمیشہ ایک طور پر رہے فیض و سخا زہد و اتقا ذات بابرکات جناب حیدرؑ کرار پر تمام ہوا بقول شاعر نظم

کعبہ جو صدف ہی تو گُہر حیدرؑ کرار ٭ روضہ جو فلک ہی تو قمر حیدرؑ کرار

فولاد کا رکھتے تھے جگر حیدرؑ کرار ٭ ہر جنگ مین تھے سینہ سپر حیدرؑ کرار

پیدا جو ہوا نخل جہان دانۂ کُن سے ٭ اُس نخل کے تھے تازہ ثمر حیدرؑ کرار

شمشیر حوادث سے بچا لیتے ہین مولا ٭ ہین سارے زمانے کی سپر حیدرؑ کرار

کہتے ہین عبادت اسے پڑھ پڑھ کے نمازین ٭ ہر شام کو کرتے تھے سحر حیدرؑ کرار

اللہ کا نور اُنمین ہی اللہ کی خصلت ٭ گو مثل ہمارے ہین بشر حیدرؑ کرار

جس روز محمدؐ کو پڑی جنگ مین مشکل ٭ ٹھہرا نہ کوئی اور مگر حیدرؑ کرار

کہتے ہین اسے قوتِ اعجاز کہ دم مین ٭ کرتے تھے ہرا خشک شجر حیدرؑ کرار

کیا دولتِ دنیا کی حقیقت ہی جو چاہین ٭ باتون مین کرین کوہ کو زر حیدرؑ کرار

جسطرح کہ پہلو مین قمر کے ہون ستارے
سبطین سے تھی زینتِ پہلوے محمدؐ

خاکِ لحدِ فاطمہؑ مٹھی مین اُٹھا کر
سونگھے جو کوئی آئے ابھی بوے محمدؐ

کسطرح دبائے سے دبون پیر فلک کے
مین بھی ہون اسیر ایک سگِ کوے محمدؐ

منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار وصی احمد مختار زوج زہراے نامدار والد شبیر و شبر کنندۂ درِ خیبر کشندۂ عمرو و عنتر

سبحان اللہ جناب علیِؑ مرتضیٰ مطیع احکام اشرف انبیا جاری کن احکام کبریا عابد و زاہد راکع و ساجد سفوہ ہر کیا جو اشارہ پروردگار کا ہوا ہمیشہ نان جوین کھا کر بسر کی سائلونکی غربت پر نظر کی ہر جنگ مین جناب اشرف انبیا کے ساتھ رہے بھاگنے والے بھاگے مگر یہ صف شکن ہمیشہ سینہ سپر احمد مختار رہے کبھی جان کا خوف نہین کیا سرکشان عرب کو مارا کسی کو یہ دن نصیب نہین ہوا روز جنگ احد ایسی جنگ سخت تھی کہ حضرت امیر حمزہ شہید ہوے مگر جناب حیدرؑ کرار ہمراہ جناب احمد مختار رہے آخر جنگ کو فتح کیا لڑائی سے مُنھ نہ پھیرا ہر جنگ مین جان دینے مین عذر نہین کیا سخی ایسے کہ نان کے سائل کو قطار اونٹون کی مرحمت فرمائی اپنے فرزندون کو راہ خدا مین دیدیا چاہتے تھے کہ کسی سائل کا سوال رد نہ کرون جو سائل آیا اور حاضر خدمت ہوا اُسکو غنی کر کے رخصت کیا جو فقیر آیا اور سوال کیا حضرت نے فوراً سوال اُسکا پورا کیا مرقوم ہی کہ ایک سائل نے سوال کیا حضرت نے فرمایا کہ ای سائل ٹھہر جا اشرف انبیا وعظ کہہ لین تو مین تیرا سوال پورا کرون کسی مفسد نے سائل سے کہا کہ جناب حیدرؑ کرار خود فاقے کرتے ہین دیکھ لے قباے کہنہ زیب جسم ہی تیری اوقات ضائع ہو گی ان کے وعدے پر قایم نرہ سائل گھبرایا پھر اُٹھا اور سوال کیا حضرت نے فرمایا کہ ای برادر کیون جلدی کرتا ہی حضرت وعظ فرما لین تو مین تیرا سوال پورا کرون جس مفتری نے بہکایا تھا پھر بہکا دیا پھر اُسنے سوال کیا حضرت نے دو مرتبہ مین اُس سے دونے سوال کا وعدہ کیا یعنی چار ہزار کا خواہان تھا حضرت نے بارہ ہزار تک فرمائے مگر مفتری اُسکو بہکاتا رہا حضرت ہر مرتبہ سوال کو اُسکے دونا کرتے تھے مگر وہ سائل گھبراتا رہا جب حضرت رسولؐ خدا

کو کیا لیاقت ہی کہ ایک نکتہ بھی حمد پروردگار مین رقم کرون عنان توسن کلک طرف نعت اشرف انبیا کے پھیرتا ہون مضامین اصلی کو گھیرتا ہون

دو کلمہ نعت جناب اشرف انبیا صاحب قاب قوسین او ادنیٰ

سبحان اللہ کیا شرف عطا فرمایا کہ پیغمبرؐ کو ہمارے کیا مرتبہ بخشا کہ شب معراج براق پر سوار ہو کے تا بہ عرش اعلیٰ پہونچے پاے اقدس سے نعلین جو حضرت نے بہ تعجیل تمام اُتاری آواز آئی کہ ای اشرف انبیا نعلین کو کیون پانؤن سے جدا کیا حضرت نے بصد تعظیم عرض کی کہ ای ربّ بے نیاز وادی مقدس مین کلیم اللہ کو حکم ہوا۔ فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی۔ وہ مقام زمین تھا یہ عرش برین ہی کیونکر تعظیم نہ کرون آواز آئی کہ ای حبیب جب ہمنے عرش اعظم کو خلق کیا تو عرش اعظم مضطر و بیقرار تھا دریافت کیا کہ باعث بیقراری کیا ہی عرش نے عرض کی اس وجہ سے بیقرار ہون کہ مین اپنی زیب و زینت کا امیدوار ہون ای اشرف انبیا ہمنے عرش برین سے وعدہ کیا تھا کہ اپنے حبیب کو بلائین گے وہ اُسکی شب معراج ہوگی اور نعلین اُسکی تیرے سر کی تاج ہوگی لہذا وعدے کو میرے وفا کر مع نعلین قدم عرش پر رکھدے دولون نواسے تیرے حسنؑ و حسینؑ زینت کونین رونق زمین و زمان گوشوارۂ عرش برین ہین یہی عرش کی زینت ہی بموجب قول شاعر نظم

قرآن سے اگر بحث کرے روے محمدؐ	حق ہو طرف چہرۂ نیکوے محمدؐ
ہی صفحۂ قرآن ورق روے محمدؐ	بسم اللہ قرآن د را ابروے محمدؐ
یوسفؑ ہی نہین شیفتۂ روے محمدؐ	موسیٰؑ بھی ہین وابستۂ گیسوے محمدؐ
بیہوش ہوے دیکھ کے جس نور کو موسیٰؑ	وہ طور پہ تھی روشنی روے محمدؐ
ہر چند گئے چرخ چہارم پہ مسیحؑا	پہونچے نہ مگر تا سر زانوے محمدؐ
پیدا گل شاداب ہوے واہ ری تاثیر	جس خاک پہ ٹپکا عرق روے محمدؐ
جاری جو ہوا روز ازل لوح پہ خامہ	ہر سطر لکھی صورت گیسوے محمدؐ
سب دیکھ کے کہتے تھے ید اللہ کی جرأت	ہر شیر یہی قوت بازوے محمدؐ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خدا ے جہان آفرین بانی بناے زمان و زمین کیا صنعت ہی مقدمۂ پیدائش انسان ملاحظہ
فرمائیے کہ اول قطرۂ نجس سے بناے انسان ہوئی اُسکے بعد مضغہ تیار ہوا بعد چند ماہ
کے اُسمین جان ڈالی مقام پرورش شکم مادر قرار پایا بعد اُسکے بہ مدت نہ ماہ لڑکا پیدا ہوا
بالکل بے عقل و بے سمجھ اُسکو رفتہ رفتہ کرکے خلعت عقل و ہوش پنہایا کہ عقیل و فہیم ہوا جب
وقت شباب ہوا تو کسی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتا کوئی ارسطو بنا کوئی لقمان وقت
اپنی عقل پر کیا کیا گمان ہوا مگر سبحان اللہ کیا انتظام رکھا ہی جب موت آئی تو کوئی فراست
نہین چلی شداد مردود کہ جسنے دعوی خدائی کیا اور بہشت بنوائی مگر کیا کارسازی ہی حکم ہوا
کہ دروازے پر اُسی بلغ کے اُسکی قبض روح ہو باغ کو نہ دیکھ سکا یا تو اپنی عقل پر یہ دعوی
تھا کہ رب بے نیاز سے دعوی برابری کیا آخر مین ایسا مجبور ہوا کہ باغ مین نہ جا سکا کوئی
مشیت اُسکی اگر غور کرے تو مصلحت سے خالی نہین بڑے بڑے فصحا نے اعتراف کیا کہ
تعریف پروردگار غیر ممکن ہی مجھ ایسے کج مج زبان آوارۂ دشت۔ بے ہنری مائل مضامین پروری

بعون صناع بیچون و بفضل خلاق زمین و زمان

بلبل شاخسار فصاحت ثمر نورس نخل بلاغت دفتر نادرہ کار گلشن ہمیشہ بہار رشک سحر سامری

موسوم بہ

طلسم نوخیز جمشیدی

جلد دوم

نتیجۂ کلک گہربار مستند روزگار مداح آل رسول الثقلین منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں مزین بہ طبع ہوا

فہرست مضامین نفس کتاب طلسم نوخیز جمشیدی جلد دوم

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو درج کرتے ہین تا کہ جسمین فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجود دہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران - جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہی اور اُسکے نامون کی تشریح حسب نقشہ مندرجہ ذیل ہی	

نمبر	نام دفتر	تعداد جلد	نمبر	نام دفتر	تعداد جلد
۱	نوشیروان نامہ	۲	۵	طلسم ہوشربا	۷
۲	کوچک باختر	۱	۶	صندلی نامہ	۱
۳	بالا باختر	۱	۷	تورج نامہ	۲
۴	ایرج نامہ	۲	۸	لعل نامہ	۲

ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر پادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے درباروں مین داستان گوؤن کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی - چونکہ نثر نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہی -

نام کتاب	قیمت
۱ - نوشیروان نامہ جلد اول -	عہ؍ پ
۲ - " - جلد دوم -	عہ؍ پ
۳ - ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم جدید الطبع -	للعہ پ
۴ - کوچک باختر -	عہ؍ پ
۵ - بالا باختر -	عہ؍ پ
۶ - ایرج نامہ جلد اول -	عہ؍ پ
۷ - " جلد دوم -	عہ؍ پ
۸ - طلسم ہوشربا جلد اول -	عہ؍
۹ - " جلد دوم -	عہ؍
۱۰ - " جلد سوم -	عہ؍
۱۱ - " جلد چہارم -	سے؍
۱۲ - " جلد پنجم کا حصہ اول -	عہ؍ مہر
۱۳ - " " حصہ دوم -	عہ؍ مہر
۱۴ - " جلد ششم -	سے؍ مہر

بعون صناع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

بلبل شاخسار فصاحت ثمر نورس نخل بلاغت دفتر نادرہ کار گلشن ہمیشہ بہار رشک سحر سامری

موسوم بہ

طلسم نوخیز جمشیدی

جلد دوم

نتیجہ کلک گہربار مستند روزگار مداح آل رسول الثقلین منشی احمد حسین صاحب مرحوم متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں زیب طبع ہوا